www.KitaboSunnat.com



تاریخ ابنِ خلدون

امیران اندلس اور خلفاء مصر
غزنوی اور غوری سلاطین

تصنیف:

رئیس المؤرخین علامہ عبدالرحمٰن ابنِ خلدونؒ
(۷۳۲-۸۰۸)

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

❀❀❀ توجہ فرمائیں! ❀❀❀

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب.....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اَپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔
- متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

❀❀❀ تنبیہ ❀❀❀

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ

تاریخ ابن خلدون

حصّہ پنجم

سہیل سکینہ
حیدر آباد لطیف آباد، یونٹ نمبر ۸-۵۹

امیرانِ اُندلس اور خُلفائے مِصر

امیر عبدالرحمان الداخل سے لے کر آخری دور زوال تک گلستان اندلس کی کہانی، ایک بے مثال تمدن کی ابتدا و انتہا اور مشرقی خلافت کے اندر فرقوں کی پیداوار، ترکوں کی یلغار اور فاطمیوں کے عروج و زوال کی عبرتناک داستان

www.KitaboSunnat.com

تصنیف: رئیس المؤرخین علّامہ عبدُالرحمٰن ابنِ خلدونؒ
(۷۳۲-۸۰۸)

◉ ترتیب و تبویب: شبّیر حُسین قریشی ایم۔اے ◉ ترجمہ: حکیم احمد حسین الہ آبادی

نفیس اکیڈیمی
اُردو بازار کراچی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ

تاریخ ابن خلدون

حصّہ پنجم

سہیل سکینہ
حیدر آباد لطیف آباد، یونٹ نمبر ۸-۵۹

امیرانِ اُندلس اور خُلفائے مِصر

امیر عبدالرحمان الداخل سے لے کر آخری دور زوال تک گلستان اندلس کی کہانی، ایک بے مثال تمدن کی ابتدا و انتہا اور مشرقی خلافت کے اندر فرقوں کی پیداوار، ترکوں کی یلغار اور فاطمیوں کے عروج و زوال کی عبرتناک داستان

www.KitaboSunnat.com

تصنیف: رئیس المؤرخین علّامہ عبدُالرحمٰن ابنِ خلدونؒ
(۷۳۲-۸۰۸)

◉ ترتیب و تبویب: شبّیر حُسین قریشی ایم۔اے ◉ ترجمہ: حکیم احمد حسین الہ آبادی

نفیس اکیڈیمی
اُردو بازار کراچی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب العبد ودیوان المبتداء والخبر
من احوال العرب والعجم والبربر ومن عاصرهم من ملوك السلطان یعنی علامہ ابن خلدون کی کتاب التواریخ

کے

اردو ترجمہ کے جملہ حقوق قانونی اشاعت وطباعت دائمی

تصحیح وترتیب وتبویب

چوھدری طارق اقبال گاھندری

مالک نفیس اکیڈیمی۔اُردو بازار کراچی محفوظ ہیں

نام کتاب: ـــــــ تاریخ ابن خلدون

مصنف: ـــــــ رئیس المورخین علامہ عبدالرحمن بن خلدون

ناشر: ـــــــ نفیس اکیڈیمی اُردو بازار کراچی

طبع: ـــــــ جدید کمپیوٹر ایڈیشن جنوری ۲۰۰۳ء

ایڈیشن: ـــــــ آفسٹ

نفیس اکیڈیمی اُردو بازار کراچی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصر و اندلس کے مسلمان فرمانروا

از: محمد اقبال سلیم گاہندری

تاریخ ابن خلدون کا پانچواں حصہ امیران اندلس اور مصر کے مملوک سلاطین پر مشتمل ہے اور یہ دونوں دو گونا گوں وجوہ کی بنا پر عالمی تاریخ میں بڑی فوجی' سیاسی اور ثقافتی اہمیت رکھتے ہیں۔

ظہور اسلام سے پہلے ''روئے زمین کے تمام راستے دومۃ الکبریٰ کو ہی جاتے تھے''۔ افریقہ سے سونا' ہیرے اور ہاتھی دانت مصر سے روئی اور گیہوں ہندوستان سے جواہر' خشک میوہ' خوشبودار گرم مسالے' چین سے ریشمی کپڑے اور بلوری برتن' ختن سے مشک عنبر' سمرقند سے سمور' ایران سے پھل پھول اور دمشق سے جڑاؤ خنجر اور تلواریں خراج کے طور پر قافلہ در قافلہ روم بھیجے جاتے تھے اور خراج کے انباروں سے لدے پھندے' یہ بے بس' قیدی قافلے الامان الحفیظ یہ سارا ساز و سامان مشرقی فرمانرواؤں' شہزادوں' امیروں اور وزیروں کے سروں پر لادا جاتا تھا۔ ان کے پاؤں میں بھاری بیڑیاں پڑی ہوتیں اور کلغی دار خود پوش نیزہ بردار رومی شہسوار اپنے چابکوں کی چٹک سے ان کی رفتار کبھی دھیمی نہ پڑنے دیتے تھے لیکن افریقہ کے نامور گورنر اور یورپ کے نامور فاتح موسیٰ بن نصیر کے جواں سال' جواں بخت لیفٹیننٹ طارق بن زیاد نے صرف سات ہزار مجاہدوں کے ساتھ بحیرۂ روم پار کر کے اندلس کی تسخیر کے بعد اس صدیوں پرانی تاریخ کا رخ ہی بدل ڈالا' اب یورپی تاجداروں' سپہ سالاروں' سرداروں' جاگیرداروں اور سفید فام کنیزوں کے قافلے دمشق کی طرف مڑ گئے اور کائنات کے پر اسرار شہسواروں کے قدم ابھی پوری طرح اندلس میں جمنے بھی نہ پائے تھے کہ جہانبانوں کی ایک ٹولی نے قیصر روم کی آخری پناہ گاہ جزیرۂ صقلیہ سسلی کی طرف لگام اٹھائی اور ان کے راہواروں کی ٹاپیں خلیج مسینا کے پار' کنواری ماں کے شہر روم اور پاپائے اعظم کے ''آسمانی پایہ تخت'' ڈیبکن میں صاف سنائی دینے لگیں اور ان کی دوسری لہر اندلس کو فرانس سے کاٹنے والے کوہستان پیری نیز کو پھلانگتی ناربون کو پامال کرتی' بورڈیو سے لپکتی فرانس اور جرمنی کی سرحد پر دریائے طورس کے کنارے سے جا ٹکرائی۔ یہاں ایک وحشی جرمن سردار چارلس مارٹل ہتھوڑا نے پورے یورپ کو ایک جھنڈے تلے جمع کر کے عرب شہسواروں کا راستہ روکا۔ اگر مسلمان اس میدان میں کامیاب ہو جاتے تو بقول گبن آج آکسفرڈ اور کیمرج میں انجیل کی بجائے قرآن اور سینٹ پال کے کلیسا میں گھنٹیوں کی جگہ اللہ اکبر کی صدا گونج رہی ہوتی۔ توحید کے متوالے رود بار انگلستان کے پار جزائر برطانیہ کو اپنی سلطنت میں شامل کرتے یا وسطی اور مشرقی یورپ سے قسطنطنیہ اور انطاکیہ کے راستے دوبارہ شام میں آ داخل ہوتے؟ داخلی حالات کے غیر متوقع پلٹے نے انہیں کسی طرف قدم اٹھانے کا موقع نہ دیا کیونکہ بنو عباس نے اچانک شبرنگ پرچم کھولے اور اموی سلطنت کو ان میں لپیٹ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دفن کر دیا! مقتدر بنی عباس کے مضبوط بازوؤں سے اموی خاندان کے نامور فرمانروا ہشام کے اٹھارہ سولہ پوتے عبدالرحمٰن کا بچ نکالنا اور پانچ برس کی پریشان گردی کے بعد الداخل کے لقب سے اندلس میں آ قدم جمانا بھی اپنی جگہ عظیم الشان کارنامہ ہے لیکن اس بے یار و مددگار

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوجوان نے براعظم یورپ میں جس مثالی اسلامی سلطنت کی داغ بیل ڈالی' تاریخ اس پر قیامت تک ناز کرتی رہے گی۔ اسی عبدالرحمٰن کو منصور السفاح جیسے دشمن نے بھی ''شاہین قریش'' کے خطاب سے نوازا اور اطمینان کا سانس لے کر کہا ''شکر ہے میرے اور اس کے ہولناک دشمن کے درمیان بحیرۂ روم حائل ہے''۔

عبدالرحمٰن کے جانشینوں نے قرطبہ اور غرناطہ میں دارالعلوم قائم کئے اور انہیں یونیورسٹیوں سے فارغ التحصیل عیسائی شہزادوں اور بطریقوں نے یورپ کی ہزار ہا سالہ جہالت یکسر ختم کر کے ''نشاۃ ثانیہ'' کی شاہراہ ہموار کی۔ اندلس نے ابن ہشام جیسے عالم و فاضل فرمانروا' ابن ابی عامر جیسے شمشیر زن سیاست دان' ابن زیدون اور ابن بدرون جیسے آفاق گیر شاعر' ملکہ رمیکیہ اور دلاوہ جیسی روشن خیال شہزادیاں' ابن طفیل' ابن رشد' ابن الخطیب جیسے حکیم و طبیب اور محی الدین ابن العربی جیسے عظیم مفکر اور صوفی پیدا کئے۔ انہی لوگوں کی خوشہ چینی سے دانتے' گوئٹے' ہیگل' کانت' نطشے اور برگساں جیسے حکیموں نے مغربی افکار میں انقلاب عظیم برپا کیا۔ اور بالآخر وہ اٹل لمحہ سر پر آ گیا جب فرڈی نینڈ اور ازابیلا نے شادی رچاتے ہی اندلس کو ''مسلمان کافروں'' سے پاک کرنے کی قسم کھائی اور اندلس کے لئے پٹے مہاجر قافلے بھی افریقہ کے ساحل پر اترنے بھی نہ پائے تھے کہ پاپائے روم نے ڈینیوب سے ڈرور تک براعظم یورپ کے طول و عرض میں نعرہ بلند کیا'' صلیب برداروا! یروشلم کو مسلمانوں سے بزور شمشیر چھین لو'' جرمن کے نوجوان شہنشاہ ہوہینڈ' فرانس کے فلپ اور انگلستان کے شیر دل رچرڈ کی قیادت میں چھ لاکھ آہن پوش لشکر کا سیلاب خلیج طبریہ سے بیت المقدس کی دیواروں تک پھنکارتا ہوا بڑھا لیکن ایک مرد مجاہد' سلطان صلاح الدین ایوبی کی صرف ایک ہی کاری ضرب نے اس طوفان کا رخ موڑ کر رکھ دیا اور مغرب کو پسپا کرنے والے اس نامراد طوفان کے بادل چھٹنے بھی نہ پائے تھے کہ مشرق سے خان اعظم چنگیز خان کے پیچھے وحشی تاتاریوں کا ایک ہولناک ٹڈی دل نمودار ہوا اور سمرقند سے شیراز اور کوہ قاف کے دامن سے ہندوکش کی چوٹیوں تک جس جس راستے سے گزرا' زندگی کے ہر عنوان کو مٹاتا چلا گیا توحید پرستوں کو مٹانے کے لئے صلیب برداروں نے بے دین تاتاریوں سے رشتہ جوڑا' جارجیا کے ایک راہب کی بیٹی سیورقوقطی کو خان اعظم کے بیٹے اوغدائی خاقان کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ ہلاکو اسی عورت کا بیٹا تھا۔ جب اس نے دادا کے پرچم اور باپ کی تلوار کے قبضے پر ہاتھ رکھا اس وقت کاطقرم سے قصرالمذہب بغداد میں خلیفہ کا خاص محل تک نوجوان فاتح کے راستے میں کوئی رکاوٹ موجود نہ تھی۔

تاتاری بھانجے اور عیسائی ماموں کے درمیان طے پایا کہ مشرق سے تاتاری شہسوار آگے بڑھیں اور مغرب سے یورپ کا متحدہ جنگی بیڑا اور دونوں لشکر ارض مقدس کے میدانوں میں ایک دوسرے سے آملیں۔ ہلاکو تو اپنے منصوبے کے عین مطابق بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجانے میں کامیاب ہو گیا لیکن مصر کے مملوک سلطان رکن الدین بیبرس نے متحدہ مسیحی بیڑے کو فلسطین کے ساحل پر اترنے کی مہلت نہ دی اور صلاح الدین ایوبی کے بیت المقدس کو صلیب کے سائے سے پاک کرتا' شام کے میدانوں میں خیمہ زن تاتاری لشکر کے تک بے روک ٹوک آ پہنچا۔ بیبرس کی جانبازی اور سرفروشی نے خان اعظم کے پوتے کو اس قدر بدحواس کر دیا کہ وہ لشکر کے تیار ہونے کا بھی انتظار نہ کر سکا اور انہیں اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہی کوہستان ابطائی کی برف پوش چوٹیوں کو بھاگ نکلا۔

اس قسم کے لاکھوں دلچسپ واقعات اور ابن خلدون جیسے محقق مؤرخ کا انداز بیان سونے پر سہاگہ۔ ترجمہ رواں' بے ساختہ اور بامحاورہ ہے! مطالعہ فرمایئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

حصہ پنجم

عنوان	صفحہ
باب:۱	۳۵
دولت علویہ	
علوی تحریک کا پس منظر	۳۶
رافضی فرقہ	
زیدیہ فرقہ	
کیانیہ فرقہ	
ابوجعفر منصور اور محمد بن عبداللہ	
ابوجعفر منصور اور مہدی کی خط و کتابت	۳۷
محمد بن عبداللہ پر لشکر کشی	۴۳
ابراہیم بن عبداللہ کا خاتمہ	
حسین بن علی کی بغاوت	۴۴
ادریس بن عبداللہ	
ادریس بن عبداللہ اور شماخ	
ابن ادریس	۴۵
یحییٰ بن عبداللہ کا خروج	
طباطبا کا خروج	
طباطبا کا انتقال	۴۶
ابوالسرایا اور ہرثمہ کی لڑائی	
زیدالنار	
ابوالسرایا کی گرفتاری	

عنوان	صفحہ
محمد بن جعفر الصادق	۴۷
علی رضا کی ولی عہدی	
زیدیوں کی بغاوت	
حسین بن محمد کا انجام	۴۸
صاحب زنج	
امارت زیدیہ	
عبیداللہ المہدی	۴۹
رافضیوں کے ایلچی	
اسماعیلی ایلچی	
یمامہ اور مکہ میں زیدیہ امارت	۵۰
مدینہ پر رافضیوں کا اقتدار	
باب:۲	۵۱
امارت دولت ادریسہ	
ادریس بن عبداللہ	
ادریس کی مصر کو روانگی	
ادریس اور اسحاق بن محمد ادریس کی فتوحات	۵۲
ادریس کا خاتمہ	
ادریس اصغر بن ادریس کی بیعت	
دارالحکومت کی تبدیلی	۵۳
مصاہدہ اور تلمسان کی حکومت	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
المغرب الاقصیٰ سے عباسی اثرات کا خاتمہ	
محمد بن ادریس	
عمر بن ادریس کی فتوحات	۵۴
علی بن عمر	
یحییٰ بن محمد	
یحییٰ بن یحییٰ	۵۵
علی بن عمر	
یحییٰ بن ادریس	
موسیٰ بن ابوالعافیہ	۵۶
حسن بن محمد کا خروج	
امارت ادارسہ کا زوال	۵۷
خلفائے مردانیہ اور ادارسہ	
سلیمان اور محمد بن سلیمان	۵۸
ادریس بن ابراہیم	
یحییٰ بن محمد	
احمد بن عیسیٰ	
باب:۳	۶۰
امارتِ زیدیہ	
صاحب زنج	
صاحب زنج اور اہل بحرین کی جنگ	۶۱
صاحب زنج کی بصرہ میں آمد	
صاحب زنجہ کا ایلہ پر قبضہ	
علی بن ابان اور مفلح کی جنگ	۶۲
موسیٰ بن بغا	
موفق اور یعقوب صفاء کی جنگ	
مسرور بلخی	۶۳

عنوان	صفحہ
صاحب زنج اور علی بن ابان کی جنگ	
اہواز کا محاصرہ	
معرکہ واسط	۶۴
موفق کی واسط کو روانگی	
مختارہ پر قبضہ	۶۵
صاحب زنج کا خاتمہ	
باب:۴	۶۶
امارت علویہ دیلم وجبل	
حسن بن زید	
محمد بن اوس	
حسن بن زید کا آمد پر قبضہ	
ماریہ پر قبضہ	۶۷
طبرستان پر قبضہ	
قزدین پر قبضہ	
حسن بن زید کی پسپائی	
بنی طاہر کا زوال	
یعقوب صفار کا طبرستان پر قبضہ	۶۸
حسن بن زید اور بجستانی	
حسن کی وفات	
محمد بن زید	
رے پر فوج کشی	۶۹
عمرو بن لیث	
عمرو بن لیث کی شکست	
محمد بن زید کی وفات	
دیلم پر فوج کشی	
اطروش	۷۰

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
اطروش کا طبرستان پر قبضہ	
اطروش کا قتل	۷۱
حسن بن قاسم	
لیلیٰ بن نعمان کا انجام	۷۲
حسن بن اطروش	
ماکان بن کالی	
ابوالحسن کا قتل	۷۳
ماکان اور اسفار کی جنگ	
ہارون بن بہرام کی گرفتاری	۷۴
حسن بن قاسم اور ماکان	
ابوجعفر بن محمد	
الثائر	۷۵
باب:۵	۷۶
امارت اسماعیلیہ	
عبیدیوں کی اصل	
رافضی فرقہ	
اسماعیلیہ فرقہ	
امام علی رضا	
امام محمد تقی	۷۷
اثنا عشریہ	
اسماعیل فرقہ کے عقائد	۷۸
امام محمد بن الحبیب	۷۹
باب:۶	۸۰
خلافت فاطمیہ	
ابومحمد عبیداللہ المہدی ۲۹۷ھ تا ۳۲۲ھ	
رستم بن حسن کا یمن پر قبضہ	

عنوان	صفحہ
ابوعبداللہ حسن بن محمد	۸۱
ابوعبداللہ شیعی کی انکچان کو روانگی	
ابوعبداللہ شیعی اور اہل کتامہ	۸۲
ابوعبداللہ شیعی کی تازروت کو روانگی	
ابوعبداللہ شیعی کی فتوحات	۸۳
ابوعبداللہ اور ابوخوال کی جنگ	
ابراہیم والیٔ افریقہ اور ابوخوال کا قتل	۸۴
عبیداللہ مہدی	
عبیداللہ مہدی کی طرابلس میں آمد	۸۵
ابوعبداللہ شیعی کا سطیف پر قبضہ	
ابوعبداللہ شیعی اور ابن خشنش کی جنگ	
ابوعبداللہ شیعی کی فتوحات	۸۶
قرطاجنہ کی فتح	
ابوعبداللہ شیعی اور ابراہیم کی جنگ	۸۷
قسطنطنیہ کی فتح	
قیروان اور رقادہ پر قبضہ	
ابوعبداللہ شیعی کی سکجاسہ کو روانگی	۸۸
عبیداللہ مہدی کی روانگی	
عبیداللہ مہدی کی بیعت	
عبیداللہ مہدی اور ابوعبداللہ میں کشیدگی	۸۹
ابوعبداللہ شیعی کی ریشہ دوانیاں	
ابوعبداللہ شیعی کا قتل	۹۰
عبیداللہ مہدی کی حکمت عملی	
ابوالقاسم کی ولی عہدی	
شیعان کتامہ کی شورش	
اہل طرابلس کی بغاوت	۹۱
مصر پر فوج کشی	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
حباسہ اور عروجہ کا قتل	
اہل صقلیہ کی بغاوت	
شہر مہدیہ کی تعمیر	۹۲
ابوالقاسم کی پسپائی	
افریقی بحری بیڑے کی تباہی	
دولت ادریسہ کا خاتمہ	۹۳
زناتہ اور مضالہ کی جھڑپیں	
بنوکملان کی جلاوطنی	
موسیٰ بن ابی العافیہ کی بغاوت	۹۴
باب: ۷	
ابوالقاسم محمد القائم باامراللہ ۳۲۲ھ ت ۳۳۴ھ	۹۵
ابوطاہر واسماعیل المنصور باللہ ۳۳۴ھ تا ۳۴۱ھ	
فرانس پر فوج کشی	
ابویزید خارجی	۹۶
ابویزید کا خروج	
تسخیر اربس وشبیہ	
معرکہ باجہ	۹۷
اہل تونس کی بغاوت	
ابویزید کا رقادہ اور قیروان پر قبضہ	
میسور کا قتل	۹۸
مہدیہ پر فوج کشی	
باب مہدیہ پر حملہ	
مہدیہ کا محاصرہ	۹۹
ابویزید کی مراجعت	
اہل قیروان کی بغاوت	
قائم باامراللہ کی وفات	۱۰۰

عنوان	صفحہ
ابوطاہر اسماعیل المنصور کی باللہ تخت نشینی	
ابویزید کی پسپائی	۱۰۱
منصور اور ابویزید کی جھڑپیں	
ابویزید کی پسپائی	
ابویزید کا تعاقب	
ابویزید کی شکست اور فرار	۱۰۲
کتامہ کا محاصرہ	
ابویزید کا انجام	
فضل بن ابویزید	۱۰۳
حمید بن بصلین کی بغاوت	
فضل بن ابویزید کا خاتمہ	۱۰۴
فرانس پر فوج کشی	
سعید بن خزر کا قتل	
منصور کی وفات	
باب: ۸	۱۰۵
ابوتمیم معد المعز لدین اللہ ۳۲۱ھ تا ۳۶۵ھ تخت نشینی	
معز کی حکمت عملی	
بحری جنگیں	
ایقکان کا تاراج	
شاکر اللہ محمد بن فتح	۱۰۶
احمد بن بکر اور محمد بن واسول کی گرفتاری	
افریقیوں کی اقریطش سے جلاوطنی	۱۰۷
قلعہ طرمین کی فتح	
قلعہ رمطہ کا محاصرہ	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
جنگِ محاذ	
مصر پر فوج کشی	۱۰۸
فتح مصر	
حسن بن عبداللہ کی گرفتاری	
رملہ وطبریہ پر قبضہ	۱۰۹
فتح دمشق	
ابوجعفر کی اطاعت	
دمشق پر قرامطیوں کی یلغار	۱۱۰
محمد بن حسن کا خاتمہ	
معز کی قاہرہ میں آمد	
قرامطیوں کی فتوحات	۱۱۱
معز وقرامطہ کی جنگ	
قرامطیوں کی پسپائی	۱۱۲
دمشق پر ابن موہوب کا قبضہ	
ظالم بن موہوب	
ابومحمود کی رملہ کو واپسی	۱۱۳
افتگین کا دمشق پر قبضہ	
باب:۹	۱۱۴
ابومنصور نزار العزیز باللہ ۳۶۵ھ تا ۳۸۶ھ	
معز کی وفات	
حجاز پر فوج کشی	
افتگین کی بغاوت	
محاصرہ دمشق	۱۱۵
جوہر کاتب اور افتگین	
جوہر کی مصر کو روانگی	۱۱۶
افتگین کی پسپائی	

عنوان	صفحہ
افتگین کی اسیری ورہائی	
اعصم قرمطی	
افتگین کا خاتمہ	
قسام اور سلیمان بن جعفر کی جنگ	۱۱۷
مفرج بن جراح	
قاسم اور بلتگین کی جنگ	
قسام کی اطاعت	۱۱۸
کیجور کا امارت دمشق پر تقرر	
کیجور کی معزولی	
کیجور اور سعد الدولہ کی جنگ	
کیجور کا خاتمہ	۱۱۹
محاصرہ حلب	
ابوالحسن مغربی کی معزولی	
حمس اور شیرز کا تاراج	۱۲۰
یعقوب بن کلس	
بارزی	
ابوسعید نسری	
جرجانی ابوطاہر	۱۲۱
ابوالقاسم	
عدلیہ	
نعمان بن محمد وابوعبداللہ محمد	
ملکہ بن سعید الفاروقی	
احمد بن محمد بن عبداللہ	
باب:۱۰	۱۲۲
ابواعلی الحسین الحاکم بامر اللہ ۳۸۶ھ تا ۴۱۱ھ	
ابومعد علی الظاہر لاعزاز دین اللہ ۴۱۱ھ تا ۴۲۷ھ	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
تخت نشینی	
ابومحمد حسن اور ارجوان کے مابین کشیدگی	
منجوتکین کی بغاوت	
ابوتمیم سلیمان بن فلاح	۱۲۳
ابومحمد حسن کے خلاف سازش	
ابومحمد کی روپوشی	
ابوتمیم اور کتامہ کی بربادی	
معرکہ صور	
دوکش کا قتل	۱۲۴
باغیانِ دمشق کا انجام	
ارجوان کا خاتمہ	۱۲۵
حسان بن مفرج کی بغاوت	
علی بن جعفر اور حسان کی جنگ	
ولید بن ہشام ابورکوہ	
ابورکوہ اور بنی قرہ	۱۲۶
ابورکوہ کا برقہ پر قبضہ	
ابوالفتوح اور ابورکوہ کی جنگ	
علی بن فلاح کی روانگی	۱۲۷
معرکہ راس برکہ	
ابورکوہ کا خاتمہ	
عبداللہ بن حسین کا عروج	۱۲۸
عضولہ بن بکار	
یحییٰ بن علی کی روانگی طرابلس	
وزراء کا نصب وعزل	
حاکم بامراللہ کا کردار	۲۱۹
حاکم بامراللہ کا فرمان	
حاکم بامراللہ کا قتل	۱۳۱
ابومعد علی الظاہر (لاعزاز دین اللہ)	۱۳۲
تخت نشینی	
ابن دواس کا انجام	
ابوالقاسم بن احمد جرجری	
ہشام کی بغاوت	
خلیفہ ظاہر کی وفات	
باب:۱۱	۱۳۳
ابوتمیم معد المستنصر باللہ ۴۲۷ھ تا ۴۸۷ھ	
ابوالقاسم احمد المستعلی باللہ ۴۸۷ھ تا ۴۹۵ھ	
انوشتکین زریری	
شام میں شورش	۱۳۴
معز بن بارلس کی بغاوت	
ابوالقاسم کی معزولی	
افریقہ میں عربوں کی غارت گری	
یوم العین	۱۳۵
قیروان پر حملہ	
مادرِ خلیفہ مستنصر	
معرکہ کوم الریش	۱۳۶
جنگ حیرہ	
ناصر الدولہ بن ہمدان	
ناصر الدولہ کا قتل	۱۳۷
بدر جمالی	
بدر جمالی کا عروج	
بدر جمالی کے کارنامے	
معلّیٰ بن حیدرہ	۱۳۸
اتسز کا دمشق پر قبضہ	
اہل قدس کا محاصرہ وتاراج	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
امارت شام پر تتش کا تقرر	۱۳۹
اتسز کا قتل	
منیر الدولہ جیوشی کی بغاوت	
بدر جمالی کی وفات	۱۴۰
خلیفہ مستنصر باللہ کی وفات	
ابوالقاسم المستعلی باللہ	
تخت نشینی	
نزار کا قتل	
حسن بن صباح	۱۴۱
کسیلہ کی بغاوت	
شام میں خانہ جنگی	
عیسائیوں کا انطاکیہ پر قبضہ	۱۴۲
عیسائیوں کا حمص اور عکہ پر قبضہ	
افضل بن بدر جمالی کا بیت المقدس پر قبضہ	
بیت المقدس پر عیسائیوں کا دوبارہ قبضہ	
عسقلان کا محاصرہ	۱۴۳
تخت نشینی	
عیسائیوں اور مصریوں کا مقابلہ	
باب:۱۲	۱۴۴
ابوعلی منصور لامر باحکام اللہ ۴۹۵ھ تا ۵۲۴ھ	
ابوالمیمون عبدالمجید الحافظ الدین اللہ ۵۲۴ھ تا ۵۴۴ھ	
تاج الملک کی گرفتاری	۱۴۵
سنا الملک کی عیسائیوں پر فوج کشی	
عیسائیوں کا طرابلس پر قبضہ	
شمس الخلافۃ کا قتل	۱۴۶

عنوان	صفحہ
عیسائیوں کا صور پر حملہ	
بغدوین کا اشتعال	
خلیفہ امر کی افضل سے کشیدگی	۱۴۷
وزیر السلطنت افضل کا قتل	
افضل کا خزانہ	
بطایحی کی وزارت	۱۴۸
خلیفہ امر کی بطایحی سے کشیدگی	
بطایحی کا قتل	
خلیفہ آمر باللہ کا قتل	۱۴۹
خلیفہ آمر کی وصیت	
ابوالمیمون عبدالمجید الحافظ الدین اللہ	
ابوعلی کی وزارت	
خلیفہ حافظ کی معزولی	۱۵۰
ابوعلی کا قتل	
وزیر یانس حافظی	
حسن بن خلیفہ حافظ کی وزارت	
حسن بن حافظ کا قتل	۱۵۱
رضوان بن بخش کی وزارت	
خلیفہ حافظ کی رضوان سے کشیدگی	
رضوان کی گرفتاری	۱۵۲
رضوان کا قتل	
باب:۱۳	۱۵۳
ابومنصور اسماعیل الظافر لاعداء اللہ ۵۴۴ھ تا ۵۴۹ھ	
عادل بن سلار کی وزارت	
عادل اور یلارہ بنت قاسم	
عادل کے خلاف سازش	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
عباس بن ابوالفتوح	۱۵۴
عادل بن سلار کا قتل	
خلیفہ ظافر کا قتل	
خلیفہ ظافر کے بھائیوں کا قتل	۱۵۵
ابولقاسم عیسیٰ الفائز بنصر اللہ ۵۴۹ھ تا ۵۵۵ھ	
عباس بن ابوالفتوح کا خاتمہ	
وزارت صالح بن زریک	۱۵۶
نصیر بن عباس کا قتل	
خلیفہ فائز کی پھوپھی کا قتل	
خلیفہ فائز کا انتقال	۱۵۷
ابومحمد عبداللہ العاضد الدین اللہ ۵۵۵ھ تا ۵۶۷ھ	
وزیر السلطنت صالح کا قتل	
زریک بن صالح کا قتل	
زریک کا خاتمہ	۱۵۸
شاور کی وزارت	
شاور کی معزولی	
شاور اور سلطان نورالدین محمود زنگی	
شاور کی بحالی	۱۵۹
شیرکوہ اور شاور کی جنگ	
شیرکوہ کا سکندریہ پر قبضہ	
شاور اور عیسائیوں کا مابین معاہدہ	۱۶۰
عیسائیوں کی عہد شکنی	
شیرکوہ کی روانگی قاہرہ	
شاور کا قتل	
شیرکوہ کی وزارت	۱۶۱
صلاح الدین کی وزارت	
عیسائیوں کا محاصرہ دمیاط	۱۶۲

عنوان	صفحہ
صلاح الدین کے خلاف سازشیں	
عیسائی سفرا کی گرفتاری	۱۶۳
سازشیوں کا خاتمہ	
عمارہ یمنی کا خاتمہ	
سوڈانیوں کی بغاوت	۱۶۴
دولت فاطمیہ کا خاتمہ	
خلیفہ عاضد اللہ کی وفات	
شاہی خزانہ کی ضبطی	
داؤد بن عاضد کا قتل	۱۶۵
سلیمان بن داؤد کا قتل	
باب: ۱۴	۱۶۶
امارت سیلہ وزاب بنی حمدون کے حکمران	
علی بن حمدون	
علی بن حمدون کی روپوشی	
جعفر بن علی بن حمدون	
جعفر اور زبیری کی عداوت	۱۶۷
قرامطہ	
قرامطی عقائد	
یحییٰ بن فرج کی روپوشی	
زبیری بن مناد کا قتل	
یوسف بن زبیری کا حملہ	
امراء زناتہ کی واپسی	
بنی حمدون کی گرفتاری ورہائی	۱۶۸
محمد بن ابی عامر	
بلکیں کی مغرب پر فوج کشی	۱۶۹
جعفر بن علی کا قتل	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
یحییٰ بن علی	
باب:۱۵	۱۷۰
قرامطہ	
قرامطہ کی اصل	
قرامطی عقائد کی تنقیح	
خلیفہ معتضد اور قرامطی	۱۷۲
قرامطی اسیروں کا خاتمہ	
قرامطیوں کی دمشق پر فوج کشی	
خلیفہ مکتفی اور قرامطی	۱۷۳
قرامطیوں کی شکست	
علی بن ذکریہ	
قرامطیوں کی غارت گری	۱۷۴
ذکرویہ کا ظہور	
حلوان کا تاراج	۱۷۵
ذکرویہ کا قتل	
یحییٰ بن مہدی	
یحییٰ اور قبائل قیس	
ابوسعید جنابی	۱۷۶
ابوسعید کا ہجر پر قبضہ	
ابوطاہر قرمطی	
ابوطاہر کی عراق پر فوج کشی	
رحبہ اور بلادِ جزیرہ کا تاراج	
ابوطاہر کی مکہ پر فوج کشی	۱۷۷
حجر اسود کی واپسی	
احمد ابومنصور قرمطی	۱۷۸
سابور بن ابوطاہر کا قتل	
اعصم قرمطی	

عنوان	صفحہ
اعصم اور جعفر بن فلاح کی جنگ	
خلیفہ معتز اور بنی طاہر	۱۷۹
معرکہ پلیس	
افشین ترکی	
بنوابوسعید جنابی کی جلاوطنی	۱۸۰
جعفر قرمطی اور اسحاق قرمطی	
باب:۱۶	۱۸۱
امارت بحرین عرب قبائل کے حکمران	
بحرین کے عرب قبائل	
بنوسلیم اور بنی عقیل کا بحرین سے اخراج	
بنی عقیل کی بحرین کو واپسی	۱۸۲
ابوالفتح حسین قرمطی	
بحرین کا محل وقوع	
شہر احساء کی تعمیر	
عمان کا محل وقوع	۱۸۳
محمد بن قاسم شامی	
موید الدولہ ابوالقاسم علی	
باب:۱۷	۱۸۵
اسماعیلی فرقہ	
اسماعیلی فرقہ کی اصل	
فرقہ باطنیہ	
قلعہ فارس پر باطنیوں کا قبضہ	
احمد بن عطاش	۱۸۶
حسن بن صباح	
نظام الملک طوسی کی شہادت	
احمد بن عطاش کا قلعہ خالنجان پر قبضہ	
ابوحمزہ اسکاف	۱۸۷

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
قلعہ ملازخان پر باغیوں کا قبضہ	
باطنی فرقہ کے خلاف جہاد	
سلطان برکیاروق اور باطنی فرق	۱۸۸
قلعہ شاہ ور کا محاصرہ	
احمد بن غطاش کا انجام	۱۸۹
شام کے اسماعیلی	
بہرام کا قلعہ بانیاس	
بہرام کا قتل	۱۹۰
ابوعلی وزیر اور اسماعیل	
قلعہ مصیات کا محاصرہ	
عراق کے اسماعیلی	۱۹۱
جلال الدین اور فرقہ باطنیہ	
فرقہ باطنیہ کا زوال	
باب:۱۸	۱۹۲
امارت یمامہ (بنی اخیفر حسنی کے حکمران)	
اسماعیل سفاک کا خروج	
مدینہ کا محاصرہ	
بنی اخیضر کا یمامہ پر تسلط	۱۹۳
امارت مکہ ویمن (بنی سلیمان کے حکمران)	
سلیمان بن داؤد بن حسن محمد بن سلیمان کا خروج	
ابوطاہر قرمطی کا حجاج پر ظلم وستم	۱۹۴
خانہ کعبہ کی بے حرمتی	۱۹۵
عبیداللہ المہدی کا خط	
ابوطاہر کو ابوعلی یحییٰ کا مشورہ	
خطبہ خلافت عباسیہ	
ابن بویہ کے نام کا خطبہ	

عنوان	صفحہ
ابوالحسن قرمطی اور خلیفہ مطیع	۱۹۶
ابوالفتوح حسن بن جعفر	
حاکم والیٔ مصر اور ابوالفتوح	۱۹۷
حجر اسود کی بے حرمتی	
بنی سلیمان کی امارت کا خاتمہ	
جعفر بن ابی ہاشم	۱۹۸
باب:۱۹	۱۹۹
امارت مکہ (امرائے ہواشم بنی حسن)	
محمد بن جعفر بن ابوہاشم	
خلیفہ قائم عباسی اور امیر محمد بن جعفر	
خلیفہ مستنصر اور امیر محمد بن جعفر	۲۰۰
شیعہ سنی فساد	
امیر قاسم بن محمد	
ابوتلیبہ بن قاسم	۲۰۱
امیر حجاج نظر خادم	
والیٔ مکہ عیسیٰ بن قاسم کی معزولی	
بنی قتادہ کے حکمران	
ابوعزیز قتادہ	۲۰۲
قتادہ کا ینبوع اور صفراء پر قبضہ	
قتادہ کا مکہ پر قبضہ	
حجاز عراق اور عربوں کی لڑائی	
خلیفہ ناصر اور قتادہ	۲۰۳
حسن بن قتادہ اور امیر قباش کی جنگ	
حسن بن قتادہ اور مسعود ابن کامل کی جنگ	۲۰۴
حسن بن قتادہ کی روانگی	
راجح بن قتادہ	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
جہان بن حسن کی مکہ پر فوج کشی	
بنی قتادہ کا مکہ سے اخراج	۲۰۵
ابونمی بن سعید	
رمیثہ اور حمیضہ پسران ابونمی	
رمیثہ وحمیضہ کے مابین کشیدگی ومصالحت	
حمیضہ کا قتل	
رمیثہ والی مکہ	۲۰۶
ثقبہ بن رمیثہ کا قتل	
عجلان بن رمیثہ	
احمد بن عجلان	
محمد بن عجلان کا قتل	
عنان بن مغامس	۲۰۷
علی بن عجلان	
عنان بن مغامس کی گرفتاری	
باب: ۲۰	
امارت مدینہ (امرائے بنی مہنی)	۲۰۸
بنی جعفر کا مدینہ سے اخراج	
طاہر بن مسلم	
حسن بن طاہر	۲۰۹
ابن طاہر کے متعلق غلط روایت	
جسدِ نبوی کو مصر لے جانے کا منصوبہ	
قاسم بن مہنی	
ابوعزیز قتادہ اور سالم کی لڑائی	۲۱۰
شیخہ بن سالم	
منصور اور ابوعزیز کی جنگ	
ماجد بن مقبل اور ابوعزیز کی لڑائی	

عنوان	صفحہ
ابوکیشہ بن منصور	
باب ۲۱	۲۱۲
امارت صعدہ بنی رسی کے حکمران	
ابن قاسم الراسی	
یحییٰ ہادی	
مرتضیٰ بن یحییٰ	
عبداللہ ابن احمد ناصر	۲۱۳
فاتک بن محمد نجاحی کا قتل	
منصور عبداللہ بن احمد	
احمد موطی بن حسین	۲۱۴
احمد موطی کی فتوحات	
نجاح بن صلاح	
باب: ۲۲	۲۱۵
آل ابی طالبؑ	
طالبیوں کی اصل	
آل حسن	
داؤد بن حسن مثنیٰ	
ابراہیم عمر بن حسن مثنیٰ	۲۱۶
بنوسلیمان بن داؤد	
اطروش حسنی	
آلِ حسین	
حسین کو یکی بن احمد	
حسن اطروش	۲۱۷
جعفر بن عبداللہ حجۃ اللہ	
آلِ حسین اعراج کا خروج	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
عبداللہ افطح	
آل جعفر صادق	
بارہ ائمہ	۲۱۸
آلِ موسیٰ کاظم	
زید النار	۲۱۹
آل جعفر بن ابی طالب	
آلِ اسماعیل امام	
آل محمد بن حنفیہ	
عبداللہ بن معاویہ	
باب: ۲۳	۲۲۵
امیرانِ اندلس	
قدیم اندلس اور گاتھ	
رذریق (راڈرک)	
راڈرک اور فلورنڈا	
طارق بن زیاد کی فتوحات	۲۲۶
موسیٰ بن نصیر کی اندلس پر فوج کشی	۲۲۷
موسیٰ بن نصیر کی واپسی	
عبدالعزیز بن موسیٰ	
عبدالعزیز کا قتل	
گاتھ قوم اور قبیلہ جلالقہ کی امارت کا خاتمہ	
سخم بن مالک خولانی	۲۲۸
عبیدہ بن عبدالرحمٰن	
عبیدہ بن حجاب	
عقبہ بن حجاج سلولی	
عبدالملک بن قطن فہری	
بلج بن بشر	

عنوان	صفحہ
ابوالخطاب حسام بن ضرار	۲۲۹
ثعلبہ بن سلامہ جذامی	
یوسف بن عبدالرحمٰن فہری	۲۳۰
باب: ۲۴	۲۳۶
امارتِ بنوامیہ	
عبدالرحمٰن الداخل ۱۳۸ھ تا ۱۷۱ھ	
عبدالرحمٰن بن معاویہ کا فرار	
عبدالرحمٰن کی روانگی اندلس	
معرکہ قرطبہ	۲۳۷
یوسف بن عبدالرحمٰن فہری کی عہد شکنی	
عبدالملک بن عمر	
یوسف بن عبدالرحمٰن فہری کا قتل	
خلافت عباسیہ سے قطع تعلق	۲۳۸
عبدالرحمٰن الداخل کا کارنامہ	
امیر کا لقب	
فرویلا کی بلاد اسلامیہ پر فوج کشی	۲۳۹
علاء بن مغیث کا قتل	
طلیطلہ کی فتح	۲۴۰
سعید تکصی کا خروج	
عتاب اور عبداللہ بن خراشہ کی سرکوبی	
غیاث بن مسیر اسدی کی سرکشی	۲۴۱
شقنا بن عبدالواحد	
شقنا بن عبدالواحد کا خروج	
اہل شبیبہ و یمنیہ کی بغاوت	
عبدالغفار اور حیوۃ بن قلاش کا قتل	۲۴۲
شقنا کا خاتمہ	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
عبدالرحمٰن بن حبیب فہری کی اندلس پر فوج کشی	
باغیوں کی سرکوبی	۲۴۳
سلیمان بن یقطان کی بغاوت	
حسین بن عاصی کا قتل	
معرکہ قسطلونہ	۲۴۴
امیر عبدالرحمٰن کی وفات	
باب: ۲۵	۲۴۶
امیر ہشام الرضی بن عبدالرحمٰن ۱۷۲ھ تا ۱۸۰ھ تخت نشینی	
سلیمان بن امیر عبدالرحمٰن کی بغاوت	
سلیمان بن امیر عبدالرحمٰن کی بربر کو روانگی	
سعید بن حسین کی بغاوت	۲۴۷
جنیقہ کی مہم	
اہل طلیطلہ کی اطاعت	
فرانس پر فوج کشی	
تاکدتا کا تاراج	۲۴۸
شاہ جلالقہ اور فونش کی پسپائی	
ہشام بن عبدالرحمٰن کی وفات	
ہشام کا کردار	
باب: ۲۶	۲۴۹
الحکم اول بن ہشام ۱۸۰ھ تا ۲۰۶ھ	
عبداللہ بلنسی کا خروج	
فرانسیسیوں کا برشلونہ پر قبضہ و پسپائی	
عبیدہ بن عمیرہ کی بغاوت	۲۵۰
فرانسیسیوں کا طلیطلہ پر قبضہ	
فرانسیسیوں کی پسپائی	

عنوان	صفحہ
جنگ ربض	
عمروس بن یوسف	۲۵۱
عمروس بن یوسف اور اہل طلیطلہ	
عبدالرحمٰن بن حکم کی طلیطلہ پر آمد	
یوم الخندق	۲۵۲
اہل قرطبہ کی بغاوت	
طرسوسہ کا محاصرہ	
اہل ماردہ کی سرکشی	۲۵۳
فرانس پر فوج کشی	
امیر حکم کی وفات و کردار	
باب: ۲۷	۲۵۵
امیر عبدالرحمٰن اللہ وسط بن الحکم اول ۲۰۶ھ تا ۲۲۶ھ	
عبداللہ بلنسی کی بغاوت	
زاب مغنی	
لشکر بیرہ کی سرکوبی	
قبائل مضریہ اور یمانیہ	۲۵۶
حاجب عبدالکریم	
اہل ماردہ کی بغاوت	
فتح ماردہ	
اہل طلیطلہ کی بغاوت	
اہل طلیطلہ کی سرکوبی	۲۵۷
فرتون بن موسیٰ اور لرزیق کی جنگ	
عبدالرحمٰن کی بلاد جلیقہ پر فوج کشی	
موسیٰ اور حرث کی جنگ	۲۵۸
موسیٰ کی اطاعت	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
مجوسیوں کا خروج	
شہریوں کا تاراج	۲۵۹
عبدالرحمٰن کی بلاد ہرشگونہ پر فوج کشی	
امیر عبدالرحمٰن کے شاہ قسطنطنیہ سے تعلقات	
امیر عبدالرحمٰن اور نصر	
امیر عبدالرحمٰن کی وفات اور کردار	۲۶۰
باب:۲۸	
محمد بن عبدالرحمٰن الاوسط ۲۳۹ھ تا ۲۷۳ھ	۲۶۱
قلعہ رباح کی درستگی	
موسیٰ بن موسیٰ کی فتوحات	
معرکہ وادی سلیط	
مجوسیوں کی یورش	
طلیطلہ کا محاصرہ	
اطراف التبہ وقلاع پر فوج کشی	۲۶۲
عبدالرحمٰن بن مروان کی بغاوت وصلح	
عبدالرحمٰن جلیقی کی عہد شکنی	
موسیٰ بن ذی النون کی بغاوت	
اسد بن حرث کی بغاوت	
جنگی کشتیوں کی تباہی	۲۶۳
عمرو بن حفصون کی بغاوت واطاعت	
منذر بن امیر محمد کی فتوحات	
عمرو بن حفصون کی اطاعت	۲۶۴
شہر اروہ کی تعمیر	
ہاشم بن عبدالعزیز کی فتوحات	
امیر محمد کی فتوحات	

عنوان	صفحہ
باب:۲۹	۲۶۵
امیر المنذر بن محمد ۲۷۳ھ تا ۲۷۵ھ	
امیر عبداللہ بن محمد ۲۷۵ھ تا ۳۰۰ھ	
ہاشم بن عبدالعزیز کا قتل	
قلعہ بشترہ کا محاصرہ	
امیر عبداللہ بن امیر محمد	
عبدالرحمٰن بن مروان جلیقی	۲۶۶
سعدون سرساقی	
ابن تاکیت کی بغاوت	
ابن تاکیت کا ماردہ پر قبضہ	
معرکہ لقنت	
امیر بطلیوس کا قتل	۲۶۷
لب بن محمد کی بغاوت	
مطرف بن موسیٰ کی بغاوت	
عمر بن حفصون	
ابن حفصون کی فتوحات	۲۶۸
ابن حفصون اور ابن اغلب	
ابن حفصون وبادشاہ جلالقہ	
ابن حفصون کا انتقال	
سلیمان بن عمر بن حفصون کی سرکشی وقتل	۲۶۹
بنی حفصون کا زوال	
باغیان اشبیلیہ	
کریب ابن خلدون	۲۷۰
کریب کا قتل	
حجاج ابن مسلمہ	۲۷۱
محمد بن امیر عبداللہ کا انجام	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
مطرف بن امیر عبداللہ کا قتل	
امیہ بن عبدالملک کا خاتمہ	
امیر عبداللہ کی فتوحات	۲۷۲
باب: ۳۰	
خلفاء بنی امیہ خلیفہ عبدالرحمٰن ناصر بن عبداللہ	۲۷۳
۳۰۰ھ تا ۳۵۰ھ	
تخت نشینی	
حکومت کا استحکام	
امیر المؤمنین کا لقب	
فرانس کی پامالی	
وزارت عظمیٰ	
نذرانہ	۲۷۴
قاضی محمد بن اور محمد بن عبدالجبار کا قتل	۲۷۵
بنی اسحاق مروان	
بنی اسحاق کی جلاوطنی	
احمد بن اسحاق کا قتل	
خلیفہ ناصر اور ابن حفصون	۲۷۶
بدر کی فتوحات	
ابن حفصون کی سرکشی و اطاعت	
مطرف بن مندف کی بغاوت	۲۷۷
ملکہ بشکنس کی بدعہدی	
محمد بن ہاشم کی گرفتاری و رہائی	
باغیان ماردہ کا انجام	
امارت طلیطلہ	
اہل طلیطلہ کی بغاوتیں	
خلیفہ ناصر کی طلیطلہ پر فوج کشی	۲۷۸
خلیفہ ناصر اور سرحدی امراء	

عنوان	صفحہ
احمد بن عبدہ اور اردن کی جنگ	۲۷۹
خلیفہ ناصر اور اردن کی جنگ	
اوفونش بن اردن	۲۸۰
ملکہ بشکنس کی سرکشی و اطاعت	
محمد بن ہشام کی سرکشی	
خلیفہ ناصر اور ذمیر کی جنگ	
قسطنطین بن الیون کی سفارت	۲۸۱
منذر بن سعید بلوطی	
خلیفہ ناصر کی جوابی سفارت	۲۸۲
خلیفہ ناصر کی اردن سے مصالحت	
خلیفہ ناصر اور فرولند	
ملوک برشلونہ وطرکونہ کی مصالحت	
عبداللہ بن ناصر کی سفارش وقتل	
تعمیرات	۲۸۳
خلیفہ ناصر کی وفات	
باب: ۳۱	۲۸۶
الحکم ثانی المستنصر باللہ ۳۵۰ھ تا ۳۶۶ھ	
تخت نشینی	
اہل جلالقہ کی سرکشی	
بلاد جلیقہ پر فوج کشی	
شانجہ بن رذمیر کی عہد شکنی	
غالب اور وشقہ کی فتوحات	۲۸۷
مجوسیوں کا بحری حملہ و پسپائی	
خلیفہ حکم اور اردن بن اوفونش	
خلیفہ حکم اور اردن کے مابین معاہدہ	۲۸۸
خلیفہ حکم اور شانجہ کے مابین معاہدہ کی تجدید	
فرانسیسی اور ملوک برشلونہ وطرکونہ کی سفارتیں	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
غرسیہ بن شانجہ سے تجدید معاہدہ	
لرزیق بن بلاکش کی سفارت	
ملوک زناتہ ومغرادہ اور مکناسہ کی اطاعت	۲۸۹
بنی آل خزر اور بنی ابی العافیہ کے وفود	
علم وادب کی سرپرستی	
خلیفہ حکم کی وفات	۲۹۰
باب:۳۲	۲۹۳
دور زوال	
ہشام المؤید باللہ	
تخت نشینی	
محمد بن ابی عامر	۲۹۳
محمد بن ابی عامر کی حکمت عملی	
محمد بن ابی عامر کا عروج	
فاس پر فوج کشی	۲۹۵
محمد بن ابی عامر کی وفات	
عبدالرحمٰن بن منصور کی ولی عہدی	۲۹۷
ولی عہدی کا فرمان	۲۹۹
ہشام کی معزولی ومہدی کی بیعت	۳۰۱
بنو عامر کا زوال	
بربریوں کی بغاوت	
مہدی کو معزول کرنے کی سازش	۳۰۲
مستعین کی بیعت	
مستعین کی شکست	
مہدی کا قتل	
قرطبہ کا محاصرہ	
ہشام کا قتل	۳۰۳

عنوان	صفحہ
امراء کی خودمختاری	
ابن حمود کا قرطبہ پر قبضہ	
المستظہر و مستکفی	۳۰۴
معتلی بن حمود	
المعتمد باللہ	
باب:۳۳	۳۰۸
بنی حمود کا عروج	
حمود بن میمون	
وجہ تسمیہ اندلس	
اوصاف اندلس	
قرطبہ کی بعض عمارت اور جامع مسجد	
قاسم بن حمود المامون	
اہل قرطبہ کی بغاوت	۳۰۹
قاسم مامون کی اسیری	
مستکفی کی معزولی	
ابومحمد بن جمہور کا امارت پر قبضہ	
دولت بنی حمود کا زوال	۳۱۰
ادریس بن علی کی مشروط بیعت	
یحییٰ بن ادریس	
ادریس بن یحییٰ کی گرفتاری	۳۱۱
ادریس بن یحییٰ کی حکومت	
محمد عہد کی امارت اور وفات	
محمد اصغر بن ادریس	
قاسم واثق	۳۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
باب: ۳۴	۳۱۳
ملوک الطوائف اندلس	
بنوعباد ملوک اشبیلیہ	
قاضی ابوالقاسم محمد	
ابوالقاسم محمد اور قاسم بن محمود	
ابوالقاسم محمد کا امارت اشبیلیہ پر قبضہ	۳۱۴
محمد بن عبداللہ برزالی	
عباد بن ابوالقاسم	
محمد بن عبداللہ برزالی کا قتل	
ابن قاسم	
عزیز بن محمد والیٔ قرمونہ	۳۱۵
عامر بن فتوح	
عباد المعتضد کا قلعات پر قبضہ	
بادلیس کی عباد پر فوج کشی	
عباد کا ادینہ اور شلطیش پر قبضہ	۳۱۶
فتح ثلت وبینٹ بریہ	
لبلہ اور مربہ پر قبضہ	
عباد کا مرثلہ پر قبضہ	
عباد بن ابوالقاسم معتضد کی وفات	
معتمد بن معتضد	۳۱۷
معتمد کی یوسف بن تاشفین سے امداد طلبی	
یوسف بن ابی تاشفین کی اندلس سے واپسی	
امارت صوبہ سہلہ	
امارت پرنث اور لج	۳۱۸
ابوالحزم جہور بن محمد بن جہور	
امارت قرطبہ پر ابن جہور کا قبضہ	۳۱۹
عبدالملک بن ابوالحزم جہور	

عنوان	صفحہ
عبدالملک کی معزولی واسیری	
محمد ابن عباد کی قرطبہ پر فوج کشی	
امارت غربی اندلس	
ابومحمد عبداللہ کا صوبہ بطلیوس پر قبضہ	
متوکل ابوحفص عمر بن محمد	
امارت غرناطہ وبیرہ	۳۲۰
بادلیس بن ماکس	
امارت طلیطلہ	۳۲۱
اسماعیل بن ظافر	
مامون ابوالحسن یحییٰ بن اسماعیل	
قادر یحییٰ بن اسماعیل	
باب: ۳۵	۳۲۲
امارت شرقی اندلس	
منصور عبدالعزیز بن عبدالرحمن بن ابی عامر	
محمد بن مظفر کا قرطبہ سے اخراج	
امیر عمید الدولہ ابوالقاسم	
ملنیہ پر عیسائیوں کی فوج کشی	۳۲۳
معن بن صمادح	
امارت سرقسطہ	۳۲۴
منذر بن مطرف	
بنوہود	
سلیمان بن محمد بن ہود	
احمد مقتدر باللہ	
یوسف موتمن بن احمد مقتدر	
عبدالملک بن یوسف موتمن	۳۲۵
امارت دانیہ وجزائر	
عاصم خولانی	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
جزیرہ میورقہ کی فتح	
امارت جزیرہ پر موفق کا تقرر	۳۲۶
مجاہد بن یوسف	
مجاہد بن یوسف کی فتوحات	
علی بن مجاہد	
اغلب کی معزولی	۳۲۷
ناصر الدولہ	
میورقہ کا محاصرہ	
علی بن یوسف کا میورقہ پر قبضہ	
باب: ۳۶	۳۲۹
باغیان امارت لمتونہ	
قاضی مروان بن عبداللہ کی خود مختاری	
ابوجعفر احمد کی سرکشی	
امیر بلنسیہ ابومحمد عبداللہ	
محمد بن احمد اور عبدالمؤمن کی جنگ	
یوسف کا بلنسیہ پر قبضہ	
عبدالمؤمن کی مرابطین امراء پر فوج کشی	۳۳۰
محمد بن علی بن غانیہ	
مرابطیوں کا زوال	
جنگ ارکہ	
موحدین کا اندلس سے اخراج سید ابوزید کا فرار	۳۳۱
زیاد اور ابن ہود کی جنگ	
عیسائیوں کی بلاد اسلامیہ پر فوج کشی	۳۳۲
امیر یحییٰ بن ابوزکریا	
ابوبکر واثق	
ابن عصام کی عہد شکنی	
	۳۳۳

عنوان	صفحہ
باب: ۳۷	۳۳۴
محمد بن یوسف بن ہود کی بغاوت	
سید ابوالعباس کی گرفتاری	
ابن ہود اور سید ابوزید کی معرکہ آرائی	
ابن ہود کی بیعت	۳۳۵
ابن ہود کا محاصرہ بلنسیہ	
ابوعمران کی اطاعت	
سالم بن ہود کی اشبیلیہ پر فوج کشی	
ابن ہود کو عباسی اعزاز و خطاب	
شعیب بن محمد کی سرکوبی	۳۳۶
ابن احمر کی غرناطہ پر فوج کشی	
عزیز بن عبدالملک کا مرسیہ پر قبضہ	
ابوبکر واثق کا مرسیہ پر قبضہ	
باب: ۳۸	۳۳۷
امارت بنواحمر۔ بنواحمر کے حکمران	۳۳۸
بنواحمر	
محمد بن یوسف بن نصر شیخ	
ابن احمر کا اشبیلیہ سے اخراج	
ابن احمر کا غرناطہ پر قبضہ	۳۳۹
اہل مریہ کی اطاعت	
ابوعمر بن جد	
مسلم امرا کی خانہ جنگی اور عیسائی	
عیسائیوں کا قلعات پر قبضہ	
ابن احمر اور ابن ہود	
عیسائیوں کی پیش قدمی	۳۴۰
ابن احمر اور اہل جزیرہ	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
ابن احمر کا انتقال	
سلطان محمد فقیہ ابن احمر	
محمد فقیہ کی عیسائیوں سے مصالحت	۳۴۱
سلطان محمد فقیہ کی وفات	۳۴۲
محمد فقیہ کے عیسائیوں سے تعلقات	
محمد مخلوع بن محمد فقیہ	
رئیس ابوسعید بن اسماعیل	
ابوالولید کا محاصرہ غرناطہ	
ابوالولید کا عروج	۳۴۳
محمد بن رئیس ابوسعید	۳۴۴
عثمان بن ابی العلیٰ کی امارت سے دست برداری	
سلطان محمد کا قتل	
ابوالحجاج یوسف	
سلطان ابوالحجاج اور عیسائیوں کی جھڑپیں	۳۴۵
معرکہ طریف	
سلطان ابوالحجاج کا قتل	
حاجب رضوان کا قتل	
رئیس ابویحییٰ	
معرکہ وادی آس	۳۴۶
سلطان محمد مخلوع	
سلطان محمد کا غرناطہ پر قبضہ	
معزول بطرہ کی سلطان محمد سے امداد طلبی	۳۴۷
بطرہ اور الفنش کے مابین جنگ	
سلطان محمد کی خودمختاری	
الفنش اور شاہ فرانس کی جنگ	
عبدالرحمٰن بن ابی یغلوسن کی گرفتاری	
ابن احمر کی سرکشی واطاعت	۳۴۸

عنوان	صفحہ
ابوالعباس احمر کی امارت	
ابوالعباس احمد کا فاس پر قبضہ	
قلعہ مراکش کی فتح	۳۴۹
موسیٰ بن سلطان ابوعنان کی سبتہ و فارس پر فوجکشی	
سلطان ابوالعباس کی گرفتاری	
سلطان ابن احمد اور وزیر مسعود کے مابین کشیدگی	۳۵۰
سلطان موسیٰ کی وفات	
سلطان ابوعنان اور مسعود بن ماسی کی مصالحت	
بنو ماسی کا زوال	
ابوالحجاج کے متعلق سلطان ابن احمر کی غلط فہمی	۳۵۱
سلطان ابن احمر کی وفات	
ابوالحجاج یوسف بن سلطان ابن احمر	
خالد اور یحییٰ بن صالح کا قتل	
باب: ۳۹	۳۷۰
عیسائی فرمانروا	
بادشاہ قشتالہ	
شاہ پرتگال	
شاہ بشکنش	
شاہ برشلونہ	
ابن نافلہ اور اوقونش	
اوقونش بن بطرہ کا انتقال	۳۷۱
فرد بن اوقونش	
سمول ناط کی بغاوت	
رذمیر اور سانجہ	
سانجہ کی خلیفہ ناصر سے امداد طلبی	۳۷۲
فرڈیننڈ کی گرفتاری و مصالحت	
منصور بن عامر اور رذمیر کی جنگ	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
رذمیر کی شکست واطاعت	
برمند اور منصور کی جھڑپیں	۳۷۳
منصور کی غنیسہ پر فوج کشی	
برمند کی سرکشی واطاعت	
افونش بن برمند کی خودمختاری	
افونش اور عبدالملک مظفر کی جنگ	
سانجہ بن غرسیہ کا قتل	
بنی افونش	
الفنش کی امارت	۳۷۵
ابن رذمیر اور ابن ہود کی جنگ	
بیوح والیٔ ایلیون کی بدعہدی	
ہرانده بن الفنش	۳۷۶
سلطان یعقوب بن عبدالحق	
ہرانده اور سلطان یعقوب	
سانجہ بن ہرانده کی عہد شکنی	
بطرہ بن ہرانده	
بطرہ وقمط کی جنگ	۳۷۷
بطرہ کا قتل	
قمط اور بلنس غالس کے مابین جھڑپیں	
شاہ برتغال	
شاہ برشلونہ	
اہل فرانس اور قوم قوط کے مابین کشیدگی	۳۷۸
عیسائیوں کا برشلونہ پر قبضہ	
منصور کا برشلونہ پر تسلط	
بلتغر بن بیمند د	

عنوان	صفحہ
باب: ۴۰	۳۸۰
امارت افریقہ	
افریقہ میں اسلامی فتوحات کی ابتداء	
عبداللہ بن ابی سرح	
معاویہ بن خدیج	
عقبہ بن نافع	
ابوالمہاجر	۳۸۱
عقبہ بن نافع کی افریقہ کو روانگی	
معرکہ ہودا	
زہیر بن قیس بلوی	
حسان بن نعمان غانی	۳۸۲
کاہنہ کا قتل	
موسیٰ بن نصیر کی فتوحات	
فتح اندلس	۳۸۴
محمد بن یزید	
اسماعیل بن مہاجر	
یزید بن ابی مسلم	
بشیر بن صفوان کلبی	
عبیدۃ عبدالرحمٰن	
عبیداللہ بن حجاب	
محمد بن عبداللہ والیٔ طنجہ کا قتل	
غزوۃ الاشراف	۳۸۵
کلثوم بن عیاض	
بربریوں کا وادی طنجہ پر حملہ	
بلج بن بشر	
عبدالرحمٰن بن حبیب اور خوارج کی جنگ	۳۸۶

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
عبدالرحمٰن اور فرانسیسیوں کے مابین جھڑپیں	
خلیفہ منصور اور عبدالرحمٰن کے مابین کشیدگی	
عبدالرحمٰن کا قتل	
حبیب بن عبدالرحمٰن	۳۸۷
الیاس بن حبیب کا خاتمہ	
عاصم بن جمیل	
حبیب بن عبدالرحمٰن کا قتل	
عبدالملک بن ابی الجعد وزبجومی	
عبدالاعلیٰ مغافری	۳۸۸
محمد بن اشعث خزاعی	
محمد بن اشعث کی فتوحات	
اغلب بن سالم بن عقال	
اغلب کی معزولی	
اغلب کا خاتمہ	۳۸۹
ابوالمخارق غفار طائی اور حسن کی جنگ	
عمر بن حفص ہزارمرد	
ابوحاتم یعقوب بن حبیب	
ابوحاتم کا قیروان پر محاصرہ	۳۹۰
عمر بن حفص کا خاتمہ	
یزید بن حاتم بن قبیصہ بن مہلب	
ابوحاتم اور یزید کی جنگ	
یزید کا محاصرہ کتامہ	۳۹۱
روح بن حاتم	
فضل بن روح	
عبداللہ بن جارود	
عبداللہ بن جارود اور فضل کا مقابلہ	۳۹۲
ہرثمہ بن اعین	
عبداللہ بن جارود کی اسیری	
قصر کبیر کی تعمیر	۳۹۳
ہرثمہ کی عراق کو مراجعت	
محمد بن مقاتل کعبی	
محمد بن مقاتل اور تمام بن تمیم کی جنگ	
ابراہیم بن اغلب کی قیروان پر فوج کشی	
باب: ۴۱	۳۹۴
امارت افریقہ (۲)	
دولت بنو اغلب	
ابراہیم بن اغلب	
عباسیہ شہر کی تعمیر	
بہلول بن عبدالرحمٰن مظفر کی اطاعت	۳۹۵
اہل طرابلس کی سرکشی واطاعت	
عمران بن مجالد اور ابن اغلب کی جنگ	
عبداللہ بن ابراہیم کی معزولی	
ابوالعباس عبداللہ	۳۹۶
زیادۃ اللہ بن ابراہیم	
زیاد بن سہیل کی وفات وقتل	۳۹۷
زیادۃ اللہ اور منصور کی جنگ	
عامر بن نافع کی سرکوبی	
منصور طبنذی کی عہد شکنی وقتل	۳۹۸
زیادۃ اللہ کی تونس پر فوج کشی	
قسنطیل بطریق	۳۹۹
اسد بن فرات	
قلعہ کرات کا محاصرہ	
اسد بن فرات کی وفات	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
زہیر بن عوف اور عیسائیوں کی جنگ	
بطریق صقلیہ کا خاتمہ	۴۰۰
ابراہیم بن عبداللہ کی صقلیہ پر فوج کشی	
قصریانہ پر قبضہ	
زیادۃ اللہ کی وفات	
ابوعقال اغلب بن ابراہیم بن اغلب	۴۰۱
ابوالعباس محمد بن اغلب بن ابراہیم	
ابن جواد کی معزولی	
ابوجعفر کا خروج	
ابوابراہیم احمد	
زیادۃ اللہ اصغر	۴۰۲
ابولغرانیق بن ابی ابراہیم بن احمد	
فضل بن جعفر ہمدانی	
فضل اور بطریق صقلیہ کی جنگ	
عباس بن فضل بن یعقوب	۴۰۳
فتح قصریانہ	
عباس بن فضل کی فتوحات	
عبداللہ بن عباس	۴۰۴
محمود بن خفاجہ کی فتوحات	
طرمیس کی فتح	
خفاجہ بن سفیان کا قتل	
ابراہیم بن احمد برادر ابولغرانیق	۴۰۵
بغاوتوں کا استیصال	
محاصرہ طرابیہ	
مسینی اور رپو پر فوج کشی	۴۰۶
امیر ابراہیم کی معزولی کا فرمان	
ابراہیم کی فتوحات	
ابراہیم کی وفات	۴۰۷
کتامہ میں شیعی کا ظہور	
ابوالعباس عبداللہ بن ابراہیم	
برادر ابولغرانیق	
بکیز ابوحول اور ابوعبداللہ شیعی کی جنگ	۴۰۸
ابومصر زیادۃ اللہ	
ابوعبداللہ شیعی کی فتوحات	
زیادۃ اللہ کی روانگی طرابلس	۴۰۹
بنواغلب کا زوال	
باب: ۴۲	
امارت صقلیہ دولت بنوکلبی	۴۱۰
حسن بن محمد ابی خزر کی معزولی	
احمد بن قہرب	
احمد بن قہرب اور حسن ابی خزر کی جنگ	۴۱۱
احمد بن قہرب کا قتل	
حسن بن ابی الحسن کلبی کا امارت صقلیہ پر تقرر	۴۱۲
حسن بن ابی الحسن اور بنوالطیر	۴۱۳
حسن کے خلاف سازش	
حسن کی فتوحات	
یوم عرفہ	
محاصرہ رمطہ	۴۱۴
جنگ محاذ	
امیر احمد بن حسن	
ابوالقاسم علی بن حسن	۴۱۵
تاج الدولہ جعفر بن ثقد الدولہ	
یوسف	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
اسد الدولہ الکحل	۴۱۶
امیر الکحل کا قتل	
صمصام بن تاج الدولہ	
عبداللہ بن الکحل کا قتل	
ابن الثمنہ اور میمونہ بنت جراس	
امارت کلبی کا زوال	۴۱۷
امارت جزیرہ اقریطش	
دولت بنو بلوطی	
ابو حفص بلوطی	
باب: ۴۳	
امارت یمن و دولت اسلامیہ	۴۱۸
عہد نبوی میں یمن کے حالات	
شہربان بن باذان کا قتل	
اسود عنسی	
مہاجر بن امیہ	
محمد بن یزید بن عبیداللہ	۴۱۹
ابراہیم بن موسیٰ کاظم	
محمد بن زیاد	
بنو جعفر حمیری	
یحییٰ بن حسین کا خروج	۴۲۰
ابو الجیش اسحاق	
تجارت و آمدنی	
نجاح اور قیس	
قیس اور نجاح کی جھڑپیں	۴۲۱
نجاح کی امارت	
قاضی محمد بن علی ہمدانی	

عنوان	صفحہ
علی بن قاضی محمد	
ابن قاضی محمد کا یمن پر قبضہ	
دعوت عبیدیہ کا اعلان	۴۲۲
اسماء بنت شہاب	
مکرم اور سعید بن نجاح کی جنگ	
صفاء پر عمران بن فضل کا قبضہ	
مکرم کی ذی جبلہ کو روانگی	۴۲۳
منصور بن احمد اور سیدہ بنت احمد	
فضل بن ابی البرکات	
عمران بن ذرخولانی	۴۲۴
علی بن منصور سبا	
باب: ۴۴	۴۲۵
امارت زبید بنی نجاح کے حکمران صلیحی کا خاتمہ	
سعید بن نجاح کا زبید پر قبضہ	۴۲۶
مکرم اور سعید کی جنگ	
سعید بن نجاح کا قتل	
جیاش کا فرار	
جیاش کا زبید پر قبضہ	۴۲۷
نانک بن جیاش	
ابو منصور عبیداللہ	
علی بن مہدی خارجی کا زبید پر قبضہ	
بنی نجاح کا محاصرہ	۴۲۸
باب: ۴۵	
امارت عدن دولت بنی ذریع	۴۲۹

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
علی بن محمد صلیحی	
ابن مسعود بن ذریع	
محمد بن سبا	۴۳۰
عمران بن محمد	
دولت بنی ذریع کا خاتمہ	
باب:۴۶	۴۳۱
امارت یمن۔ دولت بنومہدی خارجی	
علی بن مہدی حمیری	
علی بن مہدی اور قادر فاتک	
علی بن مہدی کا خروج	
علی بن مہدی کا زبید پر قبضہ	۴۳۲
علی بن مہدی کے عقائد و کردار	
عبدالنبی بن علی دولت بنی مہدی خارجی کا خاتمہ	۴۳۳
باب:۴۷	
تہامہ و جبال	۴۳۴
صوبجات عتر جلی اور سرجہ	
زرائب زبید	۴۳۵
عدن	
قلعہ ذی جبلہ	
تعکر	۴۳۶
قلعہ غدو	
قلعہ مصدود	
صفا	
قلعہ کہلان	۴۳۷
قلعہ ہمدان	

عنوان	صفحہ
قلعہ منہاب	
جبل الذبحرہ	
عدن لاعہ	
قلعہ تعمیر	
قلعہ معقل شیخ	۴۳۸
صوبہ سعدہ	
حران کا علاقہ	
بلادِ خولان	۴۳۹
مخلاف بنی اصبح	
مخلاف بن وائل	
بلاد کندہ	
بلاد مذحج	
بلاد بنونہد	
بلادِ مضاقہ یمن	
بلاد حضرموت	۴۴۰
کوہ بشام	
قلعہ عمان	
بلاد شجر	۴۴۱
مریاط اور قصان	
نجران	
باب:۴۸	۴۴۳
امارت موصل و دولت بنوحمدان	
بنوتغلب	
بنی حمدان	
حمدون بن حرث	۴۴۴
حمدان بن حمدون	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
حمدان کا موصل پر قبضہ	
ہارون السباری اور حمدان	
حمدان کی پسپائی اور فرار	۴۴۵
حمدان کی اسیری	
ہارون السباری کی گرفتاری	
ابوالہیجاء عبداللہ بن حمدان	
حسین بن حمدان کو امان	۴۴۶
حسین بن حمدان کی بغاوت	
حسین بن حمدان کا قتل	
ابوالہیجاء کی امارت موصل پر تقرری	۴۴۷
ابوالہیجاء کا قتل	
ابوالعلاء سعید بن حمدان کا قتل	
ناصرالدولہ بن حمدان	
ناصرالدولہ کی شکست وگرفتاری	۴۴۸
ناصرالدولہ کی اطاعت	
ابوبکر محمد بن رائق	
ابوالحسن احمد کا بغداد پر قبضہ	
خلیفہ متقی کی روانگی موصل	۴۴۹
ابن رائق کا قتل	
ابن طیاب اور ابن مقاتل کی جنگ	
ابوالحسن بریدی اور سیف الدولہ کی جنگ	
ابوالحسن بریدی کا تعاقب	۴۵۰
سیف الدولہ کی موصل کو روانگی	
عدل تحکمی	۴۵۱
عدل تحکمی کا خابور پر قبضہ	
عدل تحکمی کی شکست وگرفتاری	
خلیفہ متقی کی موصل کو روانگی	

عنوان	صفحہ
معرکہ تکریت	۴۵۲
خلیفہ متقی اور توزون کی مصالحت	
محمد بن نیال کا قتل	
ابوعبداللہ انشید کی طلبی	
خلیفہ متقی کی معزولی	۴۵۳
ابوعبداللہ بن سعید	
سیف الدولہ کا حلب وحمص پر قبضہ	
خلیفہ مستکفی اور ناصرالدولہ کے مابین مصالحت	
خلیفہ مستکفی کی معزولی	۴۵۴
معرکہ عکبرا	
ناصرالدولہ کی موصل کو روانگی	
باب:۴۹	۴۵۵
امارت جزیرہ وشام	
دولت بنوحمدان (۲)	
سیف الدولہ کا دمشق پر قبضہ	
ناصرالدولہ اور سردار تکین	
جمان کی بغاوت	۴۵۶
جمان کی شکست وخاتمہ	
سیف الدولہ کا محاصرہ مرعش	۴۵۷
بلادِ روم پر فوج کشی	
معرکہ حرث	
عیسائیوں کی طرسوس پر فوج کشی	
سیف الدولہ کی پیش قدمی وپسپائی	۴۵۸
ناصرالدولہ کی عہد شکنی	
معزالدولہ اور ناصرالدولہ کی مصالحت	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
عیسائیوں کی عین زربہ پر فوج کشی	۴۵۹	عیسائیوں کا حلب وانطاکیہ کا محاصرہ	
ابن الزیات کا انجام		قرعویہ کی خودسری	۴۶۷
عیسائیوں کا حلب پر قبضہ		ابوالمعالی کی حماۃ کو روانگی	
عیسائیوں کا ظلم وستم		ابوثعلب کی روانگی میافارقین	
سیف الدولہ کی عیسائیوں پر فوج کشی	۴۶۰	عیسائیوں کا انطاکیہ پر قبضہ	
اہل حران کی بغاوت		عیسائیوں کا محاصرہ حلب	۴۶۸
ہتیہ اللہ کی بغاوت		یعفور والیٔ قسطنطنیہ کا قتل	
نجا کی بغاوت	۴۶۱	ابوثعلب کا حران پر قبضہ	
جنگ معز الدولہ وناصر الدولہ		قرعویہ اور ابوالمعالی کی مصالحت	۴۶۹
ناصر الدولہ اور معز الدولہ کی مصالحت	۴۶۲	رومیوں کا بلاد جزیرہ پر حملہ	
عیسائیوں کا مصیصہ پر قبضہ		دمستق کی بلاد جزیرہ پر فوج کشی	
دمستق طرسوس کا محاصرہ		اہل بغداد کا احتجاج	
مصیصہ کا تاراج		دمستق کی شکست وگرفتاری	
اہل طرسوس کا انخلاء	۴۶۳	بختیار کا موصل پر قبضہ	۴۷۰
رشیق نعیمی		ابوثعلب کی روانگی بغداد	
اہل انطاکیہ کی بغاوت		ابوثعلب کی مراجعت موصل	
مروان قرمطی کی بغاوت		ابوثعلب اور بختیار کی مصالحت	
رومیوں کا دارا پر قبضہ		ابوالمعالی کا محاصرہ حلب	۴۷۱
سیف الدولہ کی وفات	۴۶۴	حمدان بن ناصر الدولہ کی اسیری	
ناصر الدولہ کی اسیری		عضد الدولہ بن بویہ کا موصل پر قبضہ	
ابوالمعالی شریف والیٔ حلب		ابوثعلب کا تعاقب	۴۷۲
ابوفراس کا قتل		ابوثعلب اور عیسائی فرمانروا اورد	
ابوثعلب اور حمدان کی جنگ ومصالحت	۴۶۵	ابوالوفاء کا میافارقین پر قبضہ	
ابوالبرکات کی رحبہ پر فوج کشی		عضد الدولہ کا دیار مصر پر قبضہ	۴۷۳
ابوفراس کی معزولی		عضد الدولہ کا رحبہ پر قبضہ	
ابوثعلب کا رحبہ پر قبضہ	۴۶۶	ابوثعلب کا دمشق کا محاصرہ	
عیسائیوں کا طرابلس اور حمص پر تاراج		ابوثعلب بن حمدان کا قتل	۴۷۴

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
ابن شمشیق کا طرابلس کا محاصرہ	
ابوثعلب اور ورد کا اتحاد	
ورد کی گرفتاری و رہائی	۴۷۵
ورد کا محاصرہ قسطنطنیہ	
لکجور کا امارت دمشق پر تقرر	۴۷۶
بادکردی	
بادکردی کا موصل پر قبضہ	۴۷۷
ابوالمعالی کی دیاربکر پر فوج کشی	
بادکردی اور حاجب ابوالقاسم کی مصالحت	۴۷۸
ابونصر خواشادہ اور بادکردی کی جنگ	
موصل پر بنوحمدان کا قبضہ	
بادکردی کا قتل	۴۷۹
ابوعلی اور پسران حمدان کی جنگ	
ابوطاہر کا قتل	۴۸۰
منجونکین اور عیسائیوں کی جھڑپیں	
منجونکین کا محاصرہ حلب	
امارت حلب سے بنوحمدان کا خاتمہ	۴۸۱
بنوکلاب بن ربیعہ	
باب:۵۰	۴۸۲
امارت موصل (امارت بنوعقیل)	
قبیلہ عامر بن صعصعہ	
بنوعقیل	
ابوالدردا کی خودمختاری	
مقلد بن مسیّب	
مقلد اور بہاءالدولہ	۴۸۳
مقلد اور بہاءالدولہ کے مابین معاہدہ	

عنوان	صفحہ
علی بن مسیّب کی گرفتاری	
علی بن مسیّب کی رہائی	۴۸۴
علی بن مسیّب کی عہد شکنی	
دقوقا پر مقلد کا قبضہ	
مقلد پر مسیّب کا قتل	۴۸۵
قرادش بن مقلد	
قرادش کی مدائن پر فوج کشی	
قرادش اور ابوعلی کی جنگ	۴۸۶
ابوالقاسم حسین کی گرفتاری	
موید الملک رحبی کی معزولی	
ابوالقاسم حسین کا کوفہ سے اخراج	۴۸۷
ابوالقاسم سلیمان بن فہر	
قرادش کی شکست واطاعت	
قرادش اور ابوالفتیان کی جنگ	
بنوعقیل اور قرادش کی جنگ	
قرادش اور امیر خفاجہ	۴۸۸
دولت بنوعقیل کا زوال	
بدران بن مقلد کا محاصرہ نصیبین	
باب:۵۱	۴۸۹
امارت موصل (دولت قرادش بن مقلد)	
سلطان محمود اور ارسلان ابن سلجوق	
تاتاریوں کی غارت گری	
ترکوں کی سرکوبی و پسپائی	۴۹۰
قرداش اور ترکوں کی جنگ	
قرادش کی شکست وفرار	
موصل میں قتل عام	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
سلطان طغرل بک کی معذرت خواہی	۴۹۱
ترکوں کی سرکوبی	
بدران بن مقلد کا نصیبین پر قبضہ	
عمر بن بدران	۴۹۲
قرادش اور غریب کی جنگ	
قرادش اور جلال الدولہ کے مابین کشیدگی	
باب:۵۲	۴۹۳
ملوک قسطنطنیہ	
ماردلیسیل و قسطنطین	
دمستق کا خاتمہ	
یسیل اور قسطنطین	
شاہ ارمانوس کا قتل	۴۹۴
میخائیل اور بطریق اعظم	
میخائیل کی معزولی	
قسطنطین	
باب:۵۳	
امارت موصل	۴۹۶
دولت قریش بن بدران	
ابوالحسن بن موشک کی گرفتاری	
ابوالحسن کا فرار	
قرادش اور ابوکامل	
قرادش کی نظر بندی و رہائی	۴۹۷
ابوکامل اور بساسیری کی جنگ	
قرادش کا فرار و نظر بندی	

عنوان	صفحہ
قریش بن بدران	۴۹۸
قرادش کی وفات	
قریش کا انبار پر حملہ و پسپائی	
سلطان طغرل بک اور الملک الرحیم	
قریش بن بدران اور بساسیری کی جنگ	۴۹۹
سلطان طغرل بک کا موصل پر قبضہ	
قریش بن بدران کی اطاعت	
سلطان طغرل بک کا سنجار پر قبضہ	
بساسیری اور قریش کا موصل پر قبضہ	۵۰۰
بساسیری و قریش کا بغداد پر قبضہ	
خلیفہ قائم کا حدیثہ میں قیام	۵۰۱
خلیفہ قائم کی مراجعت بغداد	
بساسیری کا قتل	
قریش بن بدران کی وفات	
سلطان طغرل بک کا کلاب سے معرکہ	۵۰۲
مسلم بن قریش کا حلب پر قبضہ	
اہل حران کی بغاوت	
فخر الدولہ ابونصر محمد بن احمد	
وزیر السلطنت فخر الدولہ کی معزولی	۵۰۳
بنی جہیر کی رہائی	
فخر الدولہ کی دیار بکر پر فوج کشی	
شرف الدولہ مسلم بن قریش کی اطاعت	۵۰۴
سلیمان بن قطلمش	
قطلمش اور شرف الدولہ کی جنگ	
شرف الدولہ کا قتل	۵۰۵
شرف الدولہ کا کردار	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

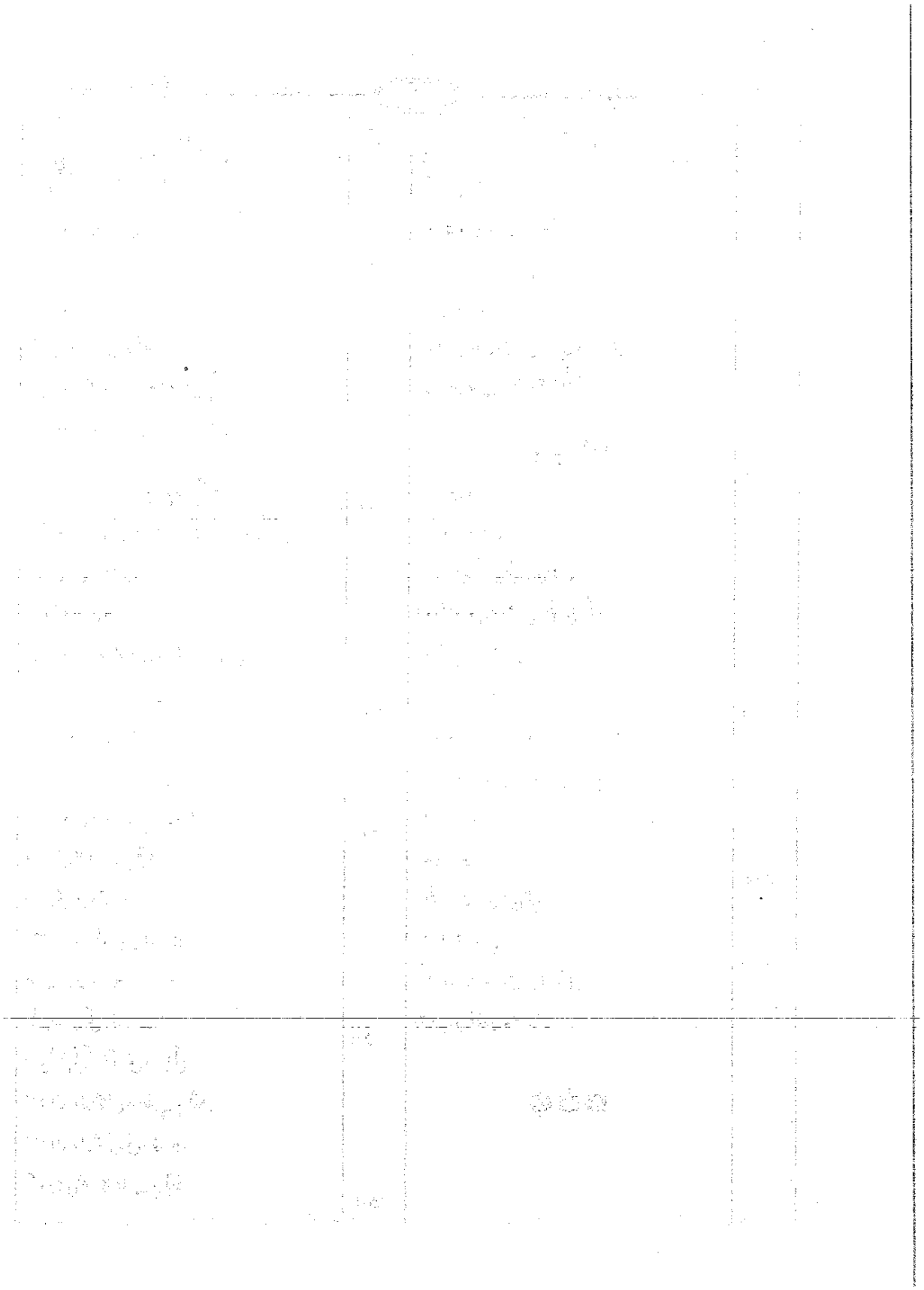
عنوان	صفحہ
ابن قطلمش کا محاصرہ انطاکیہ	
ابراہیم بن قریش	
ابراہیم اور ترکان خاتون	۵۰۶
ابراہیم کا قتل	
تتش کا موصل پر قبضہ	
علی بن مسلم کا امارت موصل پر تقرر	
بنی مسیّب کا زوال	
باب: ۵۴	
دولت صالح بن مرداس وتاج الدولہ تتش	۵۰۸
صالح بن مرداس	
ابن مجلکان کا قتل	
حاکم علوی اور لولو کے مابین کشیدگی	
عزیز الملک کی بغاوت	
صالح کا حلب پر قبضہ	۵۰۹
صالح بن مرداس کا قتل	
عیسائیوں کا حلب پر حملہ وشکست	
وزیری کا حلب پر قبضہ	۵۱۰
وزیری کی وفات	
معز الدولہ شمال کی امارت	
حلب سے دست برداری	
اہل حلب کی بغاوت	۵۱۱
ابن ملہم کی گرفتاری ورہائی	
معز الدولہ شمال کا حلب پر قبضہ	
معز الدولہ شمال کی وفات	
محمود بن نصر کا حلب پر قبضہ	۵۱۲

عنوان	صفحہ
محمود کی اطاعت	
دولت بنی صالح کا خاتمہ	۵۱۳
ابن قطلمش اور تتش	
تتش کا حلب پر قبضہ	۵۱۴
سلطان ملک شاہ کی حلب کو روانگی	
امارت حلب پر اقسنقر کا تقرر	
باب: ۵۵	۵۱۵
امارت حلہ	
دولت بنو مزید	
سردار ابوالحسن علی بن مزید	
ابوالحسن کی بنو دبیس پر فوج کشی	
ابوالحسن کی وفات	
دبیس بن ابوالحسن	
جزیرہ دبیسہ پر منصور بن حسین کا قبضہ	۵۱۶
دبیس اور جلال الدولہ کی جھڑپیں	
جلال الدولہ اور دبیس کے مابین مصالحت	
ابوقوام ثابت بن علی	۵۱۷
معرکہ جرجرایا	
لشکر واسط اور دبیس کی جنگ	۵۱۸
دبیس اور خفاجہ کا معرکہ	



محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب:۱

امیران اندلس اور خلفائے مِصر

دولتِ علویہ

علوی تحریک کا پس منظر دولت علویہ میں سے پہلے ہم ادارسہ کی حکومت کے حالات لکھیں گے جو المغرب الاقصیٰ میں تھی۔ ہم اوپر شیعان اہل بیت علی کرم اللہ بن ابی طالب' ان کے دونوں صاحبزادوں رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حالات بیان کر آئے ہیں اور ان واقعات کو تحریر کر چکے ہیں جو ان کے شیعوں پر کوفہ میں گزرے۔ حسن بن علی کی تسلیم امارت کے اسباب' کوفہ میں زیاد کے نظام حکومت کی درہمی کے اسباب اور اس کے بانیوں کے مارے جانے کے تذکرے بھی (از انجملہ حجر بن عدی اور جو اس کے ساتھی تھے) ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ پھر انہی شیعان اہل بیت نے معاویہ کی وفات کے بعد حسین بن علی کو کوفہ میں بلایا چنانچہ وہ تشریف لائے اور ان کی شہادت کا جو واقعہ مقام کربلا میں پیش آیا وہ مشہور ہے۔ اس واقعہ کے بعد شیعوں کو ان کی امداد نہ کرنے اور خاموشی اختیار کرنے سے ندامت ہوئی۔ یزید کی وفات اور مروان کی بیعت کے بعد شیعوں نے ندامت دور کرنے کی غرض سے خروج کیا۔ عبیداللہ بن زیاد بھی کوفہ کی فوجوں کو آراستہ کر کے اس ہنگامہ کے فرو کرنے کے لئے نکلا۔ شیعوں نے سلیمان بن صرد کو اپنا امیر بنا لیا تھا۔ اطراف شام میں عبیداللہ بن زیاد کے لشکر سے مقابلہ ہوا۔ ایک سخت اور خونریزی جنگ کے بعد سب کے سب پامال کر دیئے گئے اس کے بعد مختار بن ابوعبید نے کوفہ میں محمد بن حنفیہ کے اتباع میں خون حسین کا مطالبہ کا اظہار کر کے بغاوت کر دی۔ اس بنا پر کل شیعوں نے اس کا ساتھ دیا اور اپنے کو شرطۃ اللہ (یعنی اللہ کی پولیس) سے موسوم کیا۔ عبیداللہ بن زیاد نے مختار پر دھاوا کیا مختار نے اسے شکست دے دی اور اثناء دار و گیر میں اسے مار ڈالا۔

ان واقعات سے مختار کا دماغ پھر گیا۔ محمد بن حنفیہ کو اس کی خبر لگی۔ بیزاری کا خط لکھ بھیجا۔ مختار ان کی ہوا خواہی چھوڑ کر عبداللہ بن زبیر کے ساتھ ہو گیا تب شیعوں نے زید بن علی بن حسین کو ہشام بن عبدالملک کے عہد حکومت میں خلافت کی بیعت کرنے کے لئے کوفہ بلایا۔ یوسف بن عمر والیٔ کوفہ نے انہیں قتل کر کے صلیب پر چڑھا دیا۔ یحییٰ بن زید نے جرجان (مضافات خراسان) میں حکومت کے خلاف بغاوت کی۔ ان کے ساتھ بھی یہی معاملہ قتل اور صلیب پر چڑھائے جانے کا پیش آیا جو ان کے والد زید کے ساتھ پیش آیا تھا۔ غرض اہل بیت کی خونریزی کا سلسلہ چاروں طرف پھیلا ہوا تھا۔ جس کو آپ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دولتِ امویہ اور عباسیہ کے عہد حکومت کے ضمن میں پڑھ آئے ہیں۔

رافضی فرقہ: پھر شیعوں میں امام اور امام کی تعیین کے سلسلے میں باہم اختلاف پیدا ہوا جس سے ان کے باہمی مذہب میں بھی سخت اختلاف پیدا ہوا۔ بعض امامیہ اس امر کے قائل ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کے باعث علی کرم اللہ ابن ابی طالب امام ہیں اور اسی بنا پر ان کو وصی کا لقب دیتے ہیں اور شیخین یعنی (ابوبکرؓ و عمرؓ) سے بیزاری اور تبرا کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے ان کے خیال کے مطابق علی کو اپنا حق حاصل کرنے سے روکا تھا۔ انہی امامیہ نے زید شہید سے جب کہ ان کو کوفہ میں طلب کیا تھا اس مسئلے میں جھگڑا کیا تھا چونکہ جناب موصوف نے شیخین سے بیزاری ظاہر نہ کی اور نہ ان سے تبرا کیا اس وجہ سے امامیہ نے ان کی رفاقت ترک کر دی۔ اسی باعث وہ رافضی کے نام سے موسوم ہوئے۔

زیدیہ فرقہ: انہیں میں سے ایک فرقہ زیدیہ کہلاتا ہے جو بنی فاطمہ کی امامت کا قائل ہے۔ یہ فرقہ علی کرم اللہ اور ان کے بیٹوں کو کل صحابہ پر بہ چند شرائط فضیلت دیتا ہے شیخین کی امامت اس کے نزدیک صحیح ہے باوجودیکہ علی کرم اللہ کو سب سے افضل جانتا ہے۔ زید شہید اور ان کے متبعین کا یہی مذہب ہے۔ یہ فرقہ افراط و تفریط سے بہت دور اور جادۂ اعتدال سے شیعوں کی بہ نسبت زیادہ قریب ہے۔

کیسانیہ فرقہ: انہیں میں سے ایک فرقہ کیسانیہ ہے۔ منسوب بہ کیسان۔ اس فرقہ کا یہ اعتقاد ہے کہ حسن و حسین کے بعد محمد بن حنفیہ اور ان کے لڑکے امام برحق ہوئے اسی فرقہ سے ایک دوسری شاخ شیعان بنی عباس کی نکلتی ہے جو اس امر کے قائل ہیں کہ ابوہاشم بن محمد بن حنفیہ کی وصیت کے مطابق امامت محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب کی طرف منتقل ہوگئی۔ غرض مذہب شیعہ میں باہم بہت سے اختلافات پیدا ہوئے اور طرح طرح کے مذاہب نکلے اور اختلاف اعتقادات و مذاہب کے لحاظ سے علیحدہ علیحدہ ناموں سے موسوم ہوئے۔ کیسانیہ جو بنی حنفیہ کے گروہ سے تھے وہ اکثر عراق اور خراسان میں رہے۔

جس وقت بنی امیہ کی حکومت میں خلل اور ضعف پیدا ہوا اس وقت اہل بیت نے مدینہ میں جمع ہو کر محمد بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن حسن بن علی کرم اللہ کی خلافت کی پوشیدہ طور سے بیعت کی اور سب نے انہیں اپنا خلیفہ اور سردار تسلیم کیا اس جلسہ میں ابوجعفر عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب یعنی منصور بھی شریک تھا اور اہل بیت کے ساتھ اس نے بھی محمد بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ کی بیعت کی تھی۔ اس کے بعد ان لوگوں نے اس وجہ سے کہ منصور میں دانائی اور تدبیر کا مادہ زیادہ تھا اسے اپنا پیشوا بنا لیا۔ اسی وجہ سے امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمہا اللہ نے جس وقت ابوجعفر عبداللہ نے حجاز سے بغاوت کی تھی۔ مخالفت کی تھی۔ محمد بن عبداللہ کی امامت کو ابوجعفر عبداللہ کی امامت سے زیادہ صحیح اور قابل استناد بتلایا تھا۔ کیونکہ اس کے پیشتر محمد بن عبداللہ کی بیعت منعقد ہوگئی تھی اگرچہ شیعہ کے نزدیک زید بن علی کی وصیت کے مطابق حکومت پھر اس کی طرف منتقل ہو گئی تھی۔ مگر امام مالک و امام ابوحنیفہ انہیں کی فضیلت کے قائل رہے اور انہی کے استحقاق کو قابل ترجیح سمجھتے رہے۔ گو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی وجہ سے ابوجعفر منصور کے عہد حکومت میں ان کو طرح طرح کے مصائب اٹھانے پڑے۔ امام مالک کو طلاق مکروہ و مجبور کے فتویٰ پر پٹوایا گیا اور امام ابوحنیفہ کو عہدہ قضا نہ قبول کرنے پر جیل میں ڈال دیا گیا۔

ابوجعفر منصور اور محمد بن عبداللہ: جس وقت دولت و حکومت نے بنی امیہ سے منہ پھیر لیا، بنی عباسیہ کا دور حکومت آ گیا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تخت خلافت پر ابوجعفر منصور جلوہ افروز ہوا اس وقت لوگوں نے اس سے بنی حسن بن علی کرم بن ابی طالب کی بابت یہ منسوب کیا کہ محمد بن عبداللہ علم مخالفت بلند کرنا والا ہے۔ اس کے دعاۃ (ایلچی) خراسان میں پھیل گئے ہیں۔ اسی بناء پر منصور نے بنی حسن اور اس کے بھائیوں کو گرفتار کر لیا۔ چنانچہ حسن' ابراہیم' جعفر' قائم' موسیٰ بن عبداللہ' سلیمان وعبداللہ پسران داؤد اور محمد واسماعیل واسحاق پسران ابراہیم بن حسن کو مع پینتالیس معززین اہل بیت کے گرفتار کر کے کوفہ کے باہر قصر ابن ہبیرہ میں قید کر دیا۔ اسی قید کی حالت میں رفتہ رفتہ یہ سب کے سب وفات پا گئے۔ ان لوگوں کی گرفتاری کے بعد محمد بن عبداللہ کی جستجو ہونے لگی۔ محمد بن عبداللہ نے یہ خبر پا کر ۱۴۵ھ میں مدینہ سے بغاوت کی اور اپنے بھائی ابراہیم کو بصرہ بھیجا۔ چنانچہ ابراہیم نے بصرہ' اہواز اور فارس پر قبضہ کر لیا۔ حسن بن معاویہ کو مکہ روانہ کیا۔ حسن نے مکہ پر قبضہ کر لیا اور ایک عامل کو یمن روانہ کیا۔ غرض اپنی خلافت کی اعلانیہ دعوت دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھا اور اپنے کو ''مہدی'' کے لقب سے ملقب کیا لوگ اس کو ''النفس الزکیہ'' کے خطاب سے مخاطب کرتے تھے۔ اس نے رباح بن عثمان مری عامل مدینہ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔

ابوجعفر منصور اور مہدی کی خط و کتابت: ابوجعفر منصور کو اس کی خبر ہوئی اور اسے مہدی کی بڑھتی ہوئی قوت سے خطرہ محسوس ہوا۔ روک تھام کی غرض سے ایک خط لکھ بھیجا جو کتب تواریخ میں مرقوم اور مؤرخین کے نزدیک مشہور ہے۔ منصور نے اس خط میں بسم اللہ کے بعد تحریر کیا تھا:

من عبداللّٰہ امیر المؤمنین الیٰ محمد بن عبداللّٰہ اما بعد فانما جزاء الذین یحاربون اللّٰہ و رسولہ و یسعون فی الارض فساداً ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم و ارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض ذلک لھم خزی فی الدنیا و لھم فی الاخرۃ عذاب عظیم الا الذین تابوا من قبل ان تقدروا علیھم فاعلموا ان اللّٰہ غفور رحیم

و ان لک ذمہ اللّٰہ وعھدہ و میثاقہ ان تبت من قبل ان نقدر علیک ان لو متک علی نفسک وولدک واخوتک ومن تابعک وجمیع شیعتک وان اعطیک الف الف درھم و انزلک من البلاد حیث شئت و اقضی لک ما شئت من الحاجات و ان اطلق من سجن من اھل بیتک و شیعتک و انصارک ثم لا اتبع احدا منکم بمکروہ و ان شئت ان تتوثق لنفسک فوحیہ الی من یاخذ لک من المیثاق و العھد و الامان ما احببت و السلام من عبداللّٰہ

''از طرف امیر المؤمنین بخدمت محمد بن عبداللہ۔ اما بعد بے شک ان لوگوں کی یہی سزا ہے جو اللہ اور اس کے رسولؐ سے لڑتے ہیں اور دنیا میں فساد برپا کرتے رہتے ہیں کہ وہ مار ڈالے جائیں یا سولی پر چڑھائے جائیں یا ان کے ہاتھ پاؤں الٹی جانب سے کاٹے جائیں یا ملک سے نکال دیئے جائیں یہ تو ان کی دنیا کی رسوائی ہے اور آخرت میں اُن کے لئے بڑا عذاب ہے۔ مگر جن لوگوں نے تمہارے ہاتھ آ جانے سے قبل توبہ کر لی ہو۔ پس جان لو کہ اللہ غفور الرحیم ہے میرے اور تمہارے درمیان اللہ کا عہد و میثاق ہے اور واسطہ ہے کہ اگر تم نے اس سے پیشتر کہ ہم تم پر قابو پائیں توبہ کر لی تو ہم تمہیں اور تمہارے لڑکوں' تمہارے بھائیوں' تمہارے تابعداروں اور تمہارے تمام گروہ والوں کو امان دیتے ہیں اور تم کو ایک لاکھ درہم دیتے ہیں اور جہاں تمہیں پسند ہو وہاں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہیں سکونت کی اجازت ہو گی۔ اور تمہاری جس قسم کی ضرورتیں ہوں گی سب پوری کریں گے' تمہارے خاندان اور تمہارے مددگاروں کو قید کی مصیبت سے رہا کر دیں گے اور اس کے بعد پھر کسی کی برائی نہ کریں گے اور اگر تم اس کا اپنا ذاتی اطمینان چاہتے ہو تو ہمارے پاس ایسے شخص کو بھیج دو جو تمہارے لئے عہد و اقرار اور امان جیسا بھی تم چاہو ہم سے لے لے والسلام"۔

محمد بن عبداللہ: محمد بن عبداللہ نے جواباً تحریر کیا جس میں بسم اللہ کے بعد یہ عبارت تحریر کی تھی:

من عبدالله محمد المهدی امیر المؤمنین ابن عبدالله محمد اما بعد طسم تلک ایت الکتب المبین نتلو علیک من نباء موسیٰ و فرعون بالحق' لقوم یومنون ان فرعون علا فی الارض و جعل اهلها شیعاً یستضعف طائفة منهم یذبح ابنائهم و یستحی نساءهم انه کان من المفسدین و نرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض و تجعلهم الوارثین و نمکن لهم فی الارض ونری فرعون و هامان و حنودهما منهم ما کانوا یحذرون ○ وانا اعرض علیک من الامان مثل الذی اعطیتی فقد تعلم ان الحق حقنا و انما دعیتم هذا الامر ینا و نهضتم فبهم سیعینا و حزتموه بفضلنا و ان علیا علیه السلام کان الرصی والامام فکیف ورثتموه دوننا و نحن احیاء و قد علمتم انه لیس احد من بنی هاشم یشد بمثل فضلنا و لا یفجو بمثل قد یمنا وحدیثنا و نسبنا و نسیبنا و انا بنو بنته فاطمة فی الاسلام من بینکم فانا اوسط بنی هاشم نسبا و خیرهم اماً و اباً لم تلدنی العجم ودلم تعرف فی امهات الا ولاد و ان الله عزوجل لم یزل یختار لنا فولدنی من النبیین افضلهم محمد صلی الله علیه وسلم و من اصحابه اقدمهم اسلاماً اوسعهم علماً و اکثرهم جهاداً علی بن ابی طالب و من نسائه افضلهن خدیجة بنت خویلد اول من امن بالله و صلی الی القبلة و من سناته افضلهن و سیدة نساء اهل الجنة و من المتولدین فی الاسلام سید اشباب اهل الجنة ثم قد علمت ان هاشما ولد علیاً مرتین من قبل جدی الحسن و الحسین فمازال الله یختار لی حتی اختار لی فی معنی النار فولدنی ادفع الناس درجة فی الجنة و اهون اهل النار عذاباً یوم القیامة فانا ابن خیر الاخیار و ابن خیر الاشرار و ابن خیر اهل الجنة و ابن خیر اهل النار و لک عهدالله ان دخلت فی بیعتی ان اومنک علی نفسک وولدک و کل ما اصبته الاحداً من حدود الله اوحقا لمسلم او معاهد فقد علمت ما یلزمک فی ذلک فانا اوفی بالعهد منک و احری بقبولُ الامان فاما امانک الذی عرضت

علی فهو ای الامان هی امان ابن هبیرة ام امان عمک عبدالله بن علی ام امان بی مسلم

والسلام

"اللہ کے بندے محمد مہدی امیر المؤمنین ابن عبداللہ محمد کی طرف سے۔ اما بعد طسم یہ روشن کتاب کی آیات ہیں ہم تجھ کو موسیٰ اور فرعون کا کچھ احوال سچائی کے ساتھ سناتے ہیں کہ ایمان والوں کے لئے یقین کا باعث ہو بے شک فرعون دنیا میں بہت بڑھ چڑھ رہا تھا اور وہاں کے لوگوں کو کئی جماعتوں میں تقسیم کر رکھا تھا اور ان میں سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک گروہ کو کمزور بنا دیا تھا ان کے لڑکوں کو مار ڈالتا تھا اور عورتوں کو زندہ رکھتا تھا بے شک وہ (فرعون) مفسدین میں سے تھا اور ہم چاہتے تھے کہ ملک میں جو کمزور تھے ان پر احسان کریں اور انہی کو سردار بنائیں اور انہیں قائم مقام کریں اور ہم ملک میں ان کی حکومت قائم کر دیں اور ہم فرعون و ہامان اور اس کے لشکر کو وہ چیز دکھائیں جس کا وہ اندیشہ کرتے تھے اور میں تمہارے سامنے ویسی ہی امان پیش کرتا ہوں جیسی کہ تم نے ہم کو دی ہے بے شک تم یہ جانتے ہو کہ یہ حق ہمارا حق ہے اور ہمارے ہی وسیلہ سے تم نے اس کا دعویٰ کیا ہے اور ہماری ہی کوشش سے تم اٹھے اور ہماری بدولت تم کامیاب ہوئے اور بے شک علی علیہ السلام وصی اور امام تھے۔ پس ہمارے ہوتے ہوئے تم ان کے کیسے وارث ہوئے یقینی طور پر تم جانتے ہو کہ کوئی شخص بنی ہاشم میں سے ہمارے فضل کا دعویٰ نہیں کر سکتا اور نہ ہمارے قدیم و جدید اور نسب اور نسیب کی طرح فخر کر سکتا ہے ہم اسلام میں نبی صلعم کی بیٹی فاطمہ کی اولاد میں سے ہیں پس ہم بہ لحاظ نسب اوسط بنی ہاشم ہیں اور بہ اعتبار باپ اور ماں کے اچھے ہیں نہ تو میرے نسب میں عجم کا میل ہے اور نہ لونڈیوں کا اور بے شک اللہ عزوجل ہمیں ممتاز بناتا چلا آیا ہے۔ پس میں اس سے پیدا ہوا ہوں جو نبیوں میں سب سے افضل تھے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب میں بلحاظ اسلام قدیم اور بہ اعتبار علم وسیع اور کثیر الجہاد تھے یعنی علیؓ ابن ابی طالب اور عورتوں میں جو افضل ترین تھیں یعنی خدیجہ بنت خویلد جو سب سے پہلے ایمان لائیں اور قبلہ کی طرف نماز پڑھی اور آپ کی لڑکیوں میں جو سب سے افضل اور جنتی عورتوں کی سردار تھیں میں ان سے پیدا ہوا ہوں اور فرزندان اسلام میں سے جو سردار نوجوانان جنت ہیں۔ میں ان سے پیدا ہوا ہوں۔ بے شک تم جانتے ہو کہ بہ لحاظ میرے اجداد حسن و حسین کے علی کا ہاشم سے دوہرا تعلق ہے پس اللہ تعالیٰ مجھے برابر ممتاز کراتا آیا ہے۔ حتیٰ کہ میں دوزخیوں[1] میں بھی ممتاز رہا۔ پس میں اس کا بیٹا ہوں جس کا جنت میں بڑا درجہ ہوگا اور اس کا بیٹا ہوں جس پر قیامت میں اور دوزخیوں کی بہ نسبت کم عذاب ہوگا۔ چنانچہ میں خیر الاشرار اور بہترین اہل جنت اور بہترین اہل نار کا بیٹا ہوں اور اللہ درمیان میں ہے اگر تم میری بیعت قبول کر لو۔ تو میں تم کو اور تمہارے لڑکوں کو امان دیتا ہوں اور جو کچھ کر چکے ہو اس سے درگزر کرتا ہوں مگر حدود اللہ میں سے کسی حد سے یا کسی مسلمان کے حق یا معاہدہ کا ذمہ دار نہ بنوں گا۔ تم خود جانتے ہو کہ اس سے تم پر کیا لازم آتا ہے۔ میں تم سے زیادہ اقرار کا پورا کرنے والا ہوں اور میری ماں تمہاری ماں سے زیادہ قبول کرنے کے لائق ہے اور تم جو مجھے امان دیتے ہو تو یہ کون سی امان ہے۔ آیا یہ امان ابن ہبیرہ والی امان ہے یا تمہارے چچا عبداللہ بن علی والی امان ہے یا ابو مسلم والی امان ہے۔ والسلام

منصور نے جواب میں یہ عبارت تحریر کی:

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥من عبداللہ امیر المؤمنین الی محمد بن عبداللہ فقد اتانی کتابک و بلغنی کلامک فاذا جل فخرک بالنساء لتضل به الجفاة و الغوغاء و لم یجعل اللہ النساء کالعمومة و لا الاباء کالعصبة و لاولیاء و قد جعل اللہ العم ابا و بدایه علی الولد فقال جل ثناء عن نبیه علیه السلام و اتبعت ابائی ابراهیم و اسماعیل و اسحاق و یعقوب و لقد علمت ان اللہ تبارک وتعالیٰ بعث محمداً صلی اللہ علیه وسلم و عمومته اربعة فاجا به اثنان احدهما

[1] یہ ابو طالب کی طرف اشارہ ہے حضور نے فرمایا ابو طالب کو میرے باعث دوزخ میں داخل نہ کیا جائے گا صرف آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابی و کفربه اثنان احمدهما ابوک و اما ما ذکرت من النساء و قرابا بها نهن فلو اعطی علی قرب الانساب و حق الاحساب لکان الخیر کله لامنة بنت وهب و لکن الله یختار لدینه من یشاء من خلقة و اما ما ذکرت من فاطمة ام ابی طالب فان الله لم یهد احدا من ولدها الی الاسلام و لو فعل لکان عبدالله بن عبدالمطلب اولا هم بکل خیر فی الاخرة و الاولی و اسعدهم بدخول الجنة غدا ولکن الله ابیٰ ذلک فقال انک لا تهدی من احببت ولکن الله یهدی من یشاء و اما ما ذکرت من فاطمة بنت اسد ام علی بن ابی طالب و فاطمة ام الحسنین و ان هاشماً ولد علیاًمرتین و ان عبدالمطلب ولد الحسن مرتین فخر الاولین رسول الله صلی الله علیه وسلم یلده هاشم الامرة و احدة و اما ما ذکرت من انک ابن رسول الله صلی الله علیه وسلم فان الله عزوجل قد ابی ذلک فقال ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول الله و خاتم النبیین و لکنکم قرابة ابنته و انها لقرابة غیرانها امراة لا تجوز المیراث الامامة من قبلها و لقد طلب بها ابوک من کل وجه و اخراجها تخاصم و مرضها سرا و دفنها لیلا و ابی الناس الا تقدیم الشیخین و لقد حضر ابوک و فاة رسول الله صلی الله علیه وسلم فامر بالصلوٰة غیره ثم اخذ الناس رجلاً رجلاً فلا یاخذ وا اباک فیهم ثم کان فی اصحاب الشوریٰ فکل دفعة عنها بایع عبدالرحمٰن عثمان و قبلها عثمان و حارب اباک طلحة و الزبیر و دعا سعد الی بیعته فاغلق بابه دونه ثم بایع معاویة بعده و افضیٰ امرجدک الیٰ ابیک الحسن فطمه الی معاویة تحرف و دارهم و اسلم فی یدیه شیعته فخرج الی المدینة فدفع الامر الیٰ غیر اهله و اخذ مالا من غیرحله فان لکم فیها شئ فقد بعتموه فاما قولک ان الله اختار لک فی الکفر فجعل اباک اهون اهل النار عذاباً فلیس فی الشر خیار و لا من عذاب الله هین ولا ینبغی لمسلم یومن بالله و الیوم الاخر ان یفتخر بالنار سترد فتعلم وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون و اما قولک لم تدلک العجم و لم تعرف فیک امهات الاولاد انک اوسط بنی هاشم نسباً و خیرهم اما و اباً فقد رانیک فخرت علی بن هاشم طراً و قدمت نفسک علی من هو خیرمنک اولادً اخراً و اصلا و فضلا فخرت الیٰ ابراهیم رسول الله صلی علیه وسلم فانظر و یحک این تکون من الله غداً و ما ولد قلکم مولود بعد وفاة رسول الله صلی الله علیه وسلم افضل من علی بن الحسین و هو لام ولدٍ و لقد کان خیراً من جدک حسن بن حسن اجزانیه محمدً خیر من ابیک وحدته ام ولدٍ ثم ابنه جعفر و هو خیر و لقد علمت ان جدک علیاً حکم الحکمین و اعطاء هما عهده و میثاقه علی الرضا بما حکما به فاجمعا علی خلعه ثم خرج عمک الحسین بن علی علی ابن مرجانة فکان الناس الذین معه علی حتی قتلوه ثم اترابکم علی الاقتاب کالسبی المجلوب الی الشام ثم خرج منکم غیر واحد فقتلکم بنو امیة و حرقوکم بالنار و صلبوکم علیٰ جزوع النخل حتی خرجنا علیهم فادرکنا بسیرکم اذا لم تدرکوه و رفعنا اقدراکم و اورثنا کم ارضهم و دیارهم بعد ان کانوا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یلعنون اباک فی ادبار کل صلواۃٍ مکتوبة کما یلعن الکفرة ففهنا هم و کفرنا هم و بینا فضله واشدنا بذکره فاتخذت ذلک علینا حجة و ظنت انا بما ذکرنا من فضل علی قدمناه علی حمزة و العباس و جعفر کل اولئک و مضوا سالمین مسلما منهم و ابتلی ابوک بالدماء و لقد علمت ان ماثرنا فی الجاهلیه سقایة الحجیج الاعظم و لایة زمزم و کانت للعباس من دون اخوته فنازعنا فیه ابوک الی عمر فقضی لنا عمربها و توفی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم و لیس من عمرمة احد حیاً الا لعباسی و کان وارثة دون بنی عبدالمطلب و طلب الخلافة غیر و احد من بنی هاشم فلم ینلها الاولده فاجتمع للعباس انه ابورسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم خاتم الانبیاء و بنو القادة الخلفاء فقد ذهب بفضل القدیم و الحدیث و لولا ان للعباس اخرج الی بدرکرها لمات عماک طالب و عقیل جوعاً اویلحسان حفات عتبة و شیبة ما ذهب عنهما العار و الشنا ولقد جاء الاسلام ولعبارس یمون به طالب اصابتهم ثم فدی عقیلا یوم بدر فعززناکم فی الکفر و فدیناکم من الاسرور ورثنا دونکم خاتم الانبیاء و ادرکنا بثارکم اذعجزتم عنه ووضعنا کم بحیث لم تعضفوا انفسکم.

والسّلام

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ امیر المؤمنین عبداللہ کی جانب سے محمد بن عبداللہ کے نام۔ مجھے تمہارا خط ملا اور تمہارا پیام پہنچا۔ تمہارا سب سے بڑا فخر عورتوں پر ہے جس سے عوام اور بازاری دھوکہ میں پڑتے ہیں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو چچاؤں اور باپوں اور عصبہ اور ولیوں کی طرح نہیں بنایا اور بلاشک اللہ نے چچا کو باپ کا قائم مقام بنایا ہے اور لڑکے کو اسی سے شروع کیا ہے اللہ جل شانہ اپنے نبی علیہ السلام کی زبان سے ارشاد فرماتا ہے اور اتباع کی میں نے اپنے آباء ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب کی۔ تمہیں خوب معلوم ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا اس وقت ان کے چار چچا زندہ تھے دو نے اسلام قبول کیا ان میں سے ایک میرا باپ تھا اور دو نے انکار کیا۔ اُن میں سے ایک تمہارا باپ تھا اور تم نے جو عورتوں اور ان کی قرابتوں کا ذکر کیا ہے تو اس کا حال یہ ہے کہ اگر نسب وحسب کے قرب وحق کا خیال کیا جاتا تو تمام خوبیاں آمنہ بنت وہب کو حاصل ہوتیں لیکن اللہ اپنے دین کے لئے اپنی مخلوقات سے جسے چاہتا ہے پسند کر لیتا ہے اور تم نے جو فاطمہ مادر ابی طالب کا ذکر کیا ہے تو اس کا حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لڑکوں میں سے کسی کو بھی اسلام نصیب نہیں کیا۔ اور اگر کسی کو اسلام کی ہدایت کرتا تو عبداللہ بن عبدالمطلب آخرت و دنیا کی کل بھلائی کے لئے زیادہ موزوں اور بروز قیامت جنت میں داخل ہونے کے بے حد مستحق تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اُسے منظور نہ کیا۔ پس ارشاد کیا بے شک تو جسے دوست رکھتا ہے اسے ہدایت نہیں کر سکتا لیکن اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور تم نے جو فاطمہ بنت اسد مادر علی بن ابی طالب اور فاطمہ مادر حسین کا ذکر کیا ہے علی مادری اور پدری دونوں جانب سے ہاشمی ہیں اور حسن کا عبدالمطلب سے مادری اور پدری تعلق ہے اس کا جواب یہ ہے کہ فخر الاوّلین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاشم سے ایک ہی واسطہ قرابت ہے اور عبدالمطلب سے بھی قرابت کا ایک ہی واسطہ ہے اور تم نے جو یہ تحریر کیا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا ہوں اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انکار کیا ہے ارشاد فرمایا ہے محمد تم میں سے کسی کے باپ نہ تھے اور لیکن وہ رسول اللہ اور خاتم النبیین تھے۔ ہاں تم آپ کی لڑکی کے ذریعہ سے آپ کے قرابت دار ہو اور یہ قرابت قریب ہے مگر چونکہ عورت کے ذریعہ سے ہے اس لئے نہ تو وہ میراث کی مستحق ہے اور نہ امامت کر سکتی ہے پس تم اس کے ذریعہ سے کس طرح امامت کے وارث ہو سکتے ہو تمہارے باپ (علی) نے ہر طرح سے اس کی کوشش کی اس کے لئے لڑے جھگڑے اور در پردہ اس مرض کو پالے رکھا مگر لوگوں نے شیخین (ابوبکر و عمر) ہی کو امام بنایا۔ تمہارے باپ بہ وقت وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے شخص کو نماز پڑھانے کا حکم دیا اس کے بعد بھی لوگ یکے بعد دیگرے دوسرے شخص کو منتخب کرتے گئے۔ لیکن تمہارے باپ کو منتخب نہیں کیا۔ پھر تمہارے اصحاب شوریٰ میں بھی شامل ہوئے ہر مرتبہ انتخاب سے نکالے گئے عبدالرحمٰن نے عثمان کی خلافت کی بیعت کی اور عثمان نے اسے قبول کر لیا۔ تمہارے باپ طلحہ و زبیر سے لڑے اور سعد کو اپنی بیعت کرنے کو بلایا۔ سعد نے دروازہ بند کر لیا۔ اس کے بعد معاویہ کی بیعت کر لی رفتہ رفتہ تمہارے دادا کی یہ کوشش تمہارے باپ حسن تک پہنچی۔ انہوں نے کنکریوں اور درہم کے بدلے حکومت معاویہ کو دے دی اور اپنے ہوا خواہوں کو معاویہ کے حوالہ کر کے آپ مدینہ چلے آئے حکومت ایک نااہل کو دے ڈالی اور غیر حلال مال لے لیا۔ پس اگر تمہارا کوئی حق اس میں تھا بھی تو اسے تم نے فروخت کر ڈالا۔ تمہارا یہ کہنا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے کفر میں بھی ممتاز بنایا ہے اور ہمارے باپ کو بہ نسبت اور اہل نار کے کمتر عذاب میں رکھا ہے تو اصل یہ ہے کہ برائی میں بھلائی نہیں ہوتی اور اللہ کا عذاب عذاب ہونے کی حیثیت سے کسی صورت میں کم نہیں (بلکہ وہ ہر صورت میں عذاب ہے) کسی مسلمان کو جو اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہو اپنے دوزخی ہونے پر فخر نہ کرنا چاہئے اور تم عنقریب اسی پر سے گزرو گے تو اسی میں جان لو گے اور جنہوں نے ظلم کیا وہ بھی عنقریب جان جائیں گے کہ کس کروٹ الٹے پلٹے جائیں گے اور تمہارا یہ کہنا کہ تم میں نہ تو کسی عجمی کا میل ہے اور نہ تم کنیزک زادہ ہو اور یہ کہ تم بنی ہاشم میں باعتبار نسب اور مادر و پدر کے لحاظ سے سب سے بہتر ہو میں دیکھتا ہوں کہ تم نے کل بنی ہاشم سے اپنے کو بڑھا دیا اور تم نے اپنے آپ کو اس سے بڑھا دیا جو تم سے اولاً و آخراً اصلاً اور فصلاً بہتر ہے تم نے ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اپنے کو افضل بنا دیا۔ ذرا سوچو تو سہی افسوس ہے تم پر کل تمہاری کیا حالت ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تم میں سے کوئی شخص علی بن حسین سے افضل و بہتر پیدا نہیں ہوا اور وہ کنیزک کے بیٹے تھے اور بے شک وہ تمہارے دادا حسن بن حسن سے بہتر تھے اور ان کے بیٹے محمد تمہارے باپ سے افضل ہیں اور ان کی دادی کنیزک تھیں اس کے بعد ان کے لڑکے جعفر ہوئے اور وہ بھی افضل ہیں تم کو معلوم ہوگا کہ تمہارے دادا علی نے دو حکم مقرر کئے تھے اور اپنی رضامندی سے یہ اقرار کیا تھا کہ جو کچھ وہ فیصلہ کریں گے ہم اسے تسلیم کریں گے پس اُن دونوں حکموں نے ان کی معزولی پر اتفاق کر لیا اس کے بعد تمہارے چچا حسین بن علی نے ابن مرجانہ کے خلاف بغاوت کی۔ اتفاق یہ کہ جو لوگ ان کے ہمراہ تھے وہی مخالف بن گئے یہاں تک کہ انہیں قتل کر ڈالا۔ اور تم لوگوں کو تجارتی لونڈی غلاموں کی طرح اونٹوں پر سوار کر کے شام لے گئے اس کے بعد تم میں سے اکثر لوگوں نے بغاوت کی اور بنو امیہ نے ان کو مار ڈالا یا آگ میں جلایا اور سولی دے دی یہاں تک کہ ہم نے ان سے بغاوت کی۔ پس ہم نے ان کو دبا لیا جب کہ تم ان کو دبا نہ سکے اور ہم نے تمہاری

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدر بڑھائی اور ہم نے تم کو ان کے ملک اور زمین کا وارث بنایا اس سے پیشتر وہ لوگ تمہارے باپ پر ہر فرض نماز کے بعد لعنت کیا کرتے تھے جیسا کہ کفار پر لعنت کی جاتی ہے۔ پس ہم نے ان کو ذلیل اور رسوا کیا اور ان کو (علی کی) فضیلت بیان کی اور ان کے ذکر کو بڑھایا پس تم نے اسی کو ہمارے مقابلہ میں دلیل بنالیا۔ اور تم نے یہ سمجھ لیا کہ ہم علیؓ کی فضیلت کی وجہ سے حمزہؓ اور عباسؓ اور جعفرؓ پر علیؓ کو مقدم کرتے ہیں یہ سب کے سب اچھے گئے اور ہر ابتلاء سے محفوظ بھی رہے اور تمہارا باپ خونریزی میں مبتلا ہو گیا۔ تم کو معلوم ہے کہ جاہلیت میں ہماری عزت حاجیوں کو زمزم پلانا تھی اور زمزم کا متولی ہونا تھا اور یہ عباسؓ کے قبضہ میں تھا نہ کہ ان کے اور بھائیوں کے۔ اس معاملہ میں تمہارے باپ نے عمرؓ کے روبرو ہم سے جھگڑا کیا عمرؓ نے اس کا فیصلہ ہمارے حق میں کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور ان کے چچاؤں میں سے عباسؓ کے سوا کوئی زندہ نہ تھا پس یہی وارث ہوئے نہ اور بنی عبدالمطلب بنی ہاشم میں سے اور لوگوں نے بھی خلافت کی خواہش کی مگر کسی کو اولاد عباسؓ کے علاوہ نصیب نہ ہوئی۔ اس لحاظ سے عباس میں یہ امور جمع ہو گئے کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ ہونے کا شرف حاصل ہوا اور ان کے لڑکے خلیفہ ہوئے غرض جدید اور قدیم فضیلت عباس کو حاصل ہو گئی اور اگر بدر میں عباس مجبوراً نہ شریک ہوتے تو تمہارے چچا طالب و عقیل بھوکوں مر جاتے یا عتبہ و شیبہ کے لگنوں کو چاٹا کرتے اصل یہ ہے کہ عباس نے ان کی عزت و آبرو رکھ لی۔ اسلام آیا تو یہی عباس طالب کے خبر گیران رہے۔ جنگ بدر میں عقیل کا فدیہ دیا ہم نے کفر میں بھی تمہاری عزت بڑھائی اور فدیہ دے کر قید سے چھڑایا اور تمہارے سوا ہم خاتم الانبیاء کے وارث ہوئے۔ تمہارا بدلہ ہم نے لیا جب کہ تم اس سے عاجز ہو گئے تھے اور ہم نے تم کو اس جگہ پر رکھا جہاں تم اپنے کو نہ رکھ سکتے تھے۔ والسلام

محمد بن عبداللہ پر لشکر کشی: یہ تحریر روانہ کرنے کے بعد ابوجعفر منصور نے محمد بن عبداللہ سے جنگ کرنے کو اپنے عم زاد بھائی عیسیٰ بن موسیٰ بن علی کو روانہ کیا چنانچہ عیسیٰ نے ایک عظیم لشکر کے ساتھ محمد بن عبداللہ پر چڑھائی کی۔ مدینہ منورہ میں دونوں حریفوں میں صف آرائی ہوئی۔ پندرہ ماہ رمضان المبارک ۱۴۵ھ کو ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ میدانِ جنگ عیسیٰ کے ہاتھ رہا۔ محمد بن عبداللہ مہدی کو شکست ہوئی اس کا بیٹا علی نامی سندھ کی طرف بھاگ گیا اور وہیں تا بقاء حیات مقیم رہا۔ دوسرا بیٹا عبداللہ اشتر روپوش ہو گیا اور اسی حالتِ روپوشی میں مر گیا۔ ان لوگوں کی حالت کو ہم نے کامل طور سے ابوجعفر منصور کے حالات کے ضمن میں لکھ دیا ہے۔

ابراہیم بن عبداللہ: اس کامیابی کے بعد عیسیٰ خلیفہ منصور کے پاس واپس آیا۔ منصور نے ایک دوسرا لشکر مرتب کر کے محمد مہدی کے بھائی ابراہیم سے لڑنے کو حیرہ روانہ کیا۔ اسی ۱۴۵ھ کے آخری ماہ ذیقعدہ میں ابراہیم اور عیسیٰ میں معرکہ آرائی ہوئی۔ اس معرکہ میں بھی ابراہیم کو شکست ہوئی اور اس دار و گیر میں مارا گیا۔ جیسا کہ ہم خلیفہ منصور کے حالات میں تحریر کر آئے ہیں۔ ان لوگوں میں جو ابراہیم کے ساتھ اس لڑائی میں کام آئے عیسیٰ بن زید بن علی بھی تھا۔

ابن قتیبہ کا خیال ہے کہ عیسیٰ بن زید بن علی نے ابومسلم کے قتل کے بعد منصور کی مخالفت کا علم بلند کیا تھا اور ایک لاکھ بیس ہزار فوج سے منصور کے مقابلہ پر آیا تھا۔ دونوں حریفوں میں مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ یہاں تک کہ منصور کو بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اضطراب پیدا ہوگیا اور اس نے میدانِ جنگ سے بھاگ جانے کا قصد کیا لیکن اچانک جنگ کا پانسہ کچھ ایسا پلٹا کہ عیسیٰ کو شکست ہوئی اور وہ ابراہیم بن عبداللہ کے پاس بصرہ بھاگ گیا اور وہیں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ عیسیٰ بن موسیٰ بن علی نے ان پر چڑھائی کی اور ان دونوں کی زندگانی کا خاتمہ کر دیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

حسین بن علی کی بغاوت: اس کے بعد ۱۶۹ھ زمانہ خلافت مہدی میں بنی حسن سے حسین بن علی بن حسن بن حسن بن علیؓ بن ابی طالب نے مدینہ منورہ میں حکومت کے خلاف سر اٹھایا آل محمد کی حمایت میں لوگوں نے ان کی بیعت کی۔ سامان سفر درست کر کے مکہ کا راستہ لیا۔ خلیفہ ہادی کو اس کی خبر لگی۔ محمد بن سلیمان بن علی کو جو اتفاق وقت سے بقصد حج بصرہ سے دارالخلافت آیا ہوا تھا۔ یوم ترویہ کو حسین بن علی کے ساتھ جنگ پر مامور کیا۔ مکہ سے تین میل کی مسافت پر مقام فخ میں مقابلہ ہوا میدان محمد بن سلیمان کے ہاتھ رہا حسین بن علی مع اپنے اعزہ کے مارے گئے باقی ماندہ بہ ہزار خرابی اپنی اپنی جان بچا کر بھاگے جن میں ان کا چچا ادریس بن عبداللہ بھی تھا۔ ادریس نے میدان جنگ سے بھاگ کر مصر میں جا کر دم لیا۔

ادریس بن عبداللہ: مصر کے محکمہ خبر رسانی پر ان دونوں واضح خادم صالح بن منصور معروف بہ مسکین مامور تھا چونکہ اس کا شیعیت کی جانب میلان تھا اس لئے وہ ادریس کے آنے کی خبر سن کر اس کے پاس گیا جہاں کہ وہ روپوش تھا اور اسے ڈاک کے گھوڑوں کے ذریعہ سے مغرب کی طرف روانہ کر دیا اس کے ہمراہ اس کا خادم راشد بھی تھا ۱۷۰ھ میں بولیلیٰ میں جا کر مقیم ہوا بولیلیٰ میں ان دنوں اسحاق بن محمد بن عبدالحمید امیر اور یہ موجود تھا جو قبیلہ بربر کا ایک نامور شخص تھا اس نے ادریس کی بڑی خاطر داری کی اور عزت و احترام سے ٹھہرایا' بربر کو جمع کر کے اس کی خلافت کی ترغیب دی بالآخر اسحاق خلافت عباسیہ سے منحرف ہو کر ادریس کا مطیع ہوگیا۔ بربریوں نے بھی اپنے سردار کے مائل ہو جانے سے ادریس کی بیعت کر لی اور اس کے علم حکومت کے مطیع ہو گئے۔ اس زمانہ میں مغرب میں مجوسی بھی رہتے تھے۔ بربریوں نے ان سے معرکہ آرائی کی متعدد لڑائیاں ہوئیں حتیٰ کہ وہ لوگ بھی دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے اور ادریس المغرب الاقصیٰ پر کامیابی کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔ اس کے بعد ۱۷۳ھ میں تلمسان پر بھی قبضہ کر لیا اور رفتہ رفتہ ملوک زمانہ نے اس کے علم و حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی اور اس کی حکومت و دولت کو کامل طور سے استقلال و استحکام حاصل ہوگیا ابراہیم بن اغلب والیٔ قیروان نے خلیفہ رشید کو اس کی اطلاع دی۔

ادریس بن عبداللہ اور شماخ: خلیفہ رشید نے خلیفہ مہدی کے خادموں میں سے سلیمان بن حریر معروف بہ شماخ نامی ایک خادم کو ابراہیم کے پاس قیروان روانہ کیا ابن اغلب نے پروانہ راہداری دے کر المغرب الاقصیٰ جانے کی اجازت دے دی چنانچہ شماخ نے المغرب الاقصیٰ میں جا کر ادریس کے پاس قیام کیا اور یہ ظاہر کیا کہ میں علم خلافت عباسیہ سے بیزار ہو کر طالبیوں کی حکومت کے سایہ میں قیام کرنے کے لئے آیا ہوں۔ امام ادریس نے شماخ کو اپنا خاص مصاحبوں میں داخل کر لیا۔ شماخ اپنی عمدہ کارگزاریوں سے ادریس کی آنکھوں میں ایسا عزیز ہوگیا کہ وہ سب کچھ اسی کی آنکھوں سے دیکھنے لگا۔ چند روز بعد ادریس کو دانتوں کے درد کی شکایت پیدا ہوئی۔ شماخ نے دوا میں زہر ملا کر دانتوں میں ملنے کو دیا۔ جوں ہی ادریس نے اس دوا کو دانتوں پر ملا اُسی وقت اس کا دم گھٹ گیا اور اسی طرح سے جیسا کہ مؤرخین کا خیال ہے۔ ادریس کی موت واقع

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی۔ ۱۷۵ھ کا یہ واقعہ ہے مرنے کے بعد ادریس بوبلیلی ہی میں دفن کیا گیا اور شماخ دوادے کر ڈر کے مارے بھاگ نکلا۔ راشد نے پیچھا کیا۔ وادی ملویہ میں شماخ سے جا بھڑا دونوں میں دو دو ہاتھ چلے۔ راشد نے شماخ کا ایک ہاتھ بیکار کر دیا مگر شماخ نے جوں توں وادی کو طے کر کے اپنی جان بچائی۔

ابن ادریس: بربریوں نے ادریس کی موت کے بعد اس کے بیٹے ادریس کی بیعت کی اور اس کی اطاعت وفرمانبرداری میں سرگرمی سے کام لینے لگے۔ رفتہ رفتہ افریقہ اور اندلس کے اکثر عرب المغرب الاقصیٰ میں ادریس بن ادریس کے پاس چلے آئے جس سے ادریس کی قوت بڑھ گئی اور بنو اغلب امراء افریقہ اس کی مدافعت نہ کر سکے نتیجہ یہ ہوا کہ ادریس اور اس کی آئندہ نسلوں کے قدم استحکام کے ساتھ المغرب الاقصیٰ کی حکومت پر جم گئے اور ایک دولت وحکومت قائم کر لی یہاں تک کہ ابوالعالیہ اور اس کی قوم مکناسہ امراء خلفاء عبیدین کے ہاتھوں ۳۱۳ھ میں اس حکومت و دولت کا خاتمہ ہوا۔ جیسا کہ ہم اس کو بربر کے حالات میں تحریر کریں گے اور وہاں پر ان کے ہر ایک بادشاہ کی علیحدہ علیحدہ بادشاہی اور حکومت ختم ہونے کے احوال تحریر کریں گے کیونکہ یہ حالات بربر کے متعلقات سے ہیں۔ جو ان کی حکومت ودولت کے بانی مبانی تھے۔

یحییٰ بن عبداللہ کا خروج: ان واقعات کے بعد یحییٰ برادر محمد بن عبداللہ بن حسن نے دیلم کے ساتھ ۱۷۶ھ میں عہد خلافت ہارون میں بغاوت کی۔ تھوڑے ہی دنوں میں اس کا جاہ وجلال حد سے زیادہ بڑھ گیا۔ خلیفہ ہارون نے فضل بن یحییٰ برمکی کو اس مہم کو سر کرنے کے لئے روانہ کیا چنانچہ فضل نے طالقان پہنچ کر یحییٰ سے خط وکتابت شروع کی اور بلا دیلم سے اسکو بلانے کی عالمانہ تدبیریں کرنے لگے۔ آخر الامر فضل نے یحییٰ کو سمجھا بجھا لیا اور اپنی حکمت عملی سے اسے دارالخلافت بغداد میں لے آیا خلیفہ ہارون نے جو کچھ فضل نے یحییٰ سے اقرار وعہد کیا تھا سب پورا کیا۔ سال بھر کی تنخواہ یک مشت دے دی۔ اس کے بعد آل زبیر کے لگانے بجھانے سے یحییٰ کو قید کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ چند روز بعد رہا کر دیا تھا اور تالیف قلب کے خیال سے مال وزر بھی عطا کیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ رہائی کے ایک ماہ بعد خلیفہ ہارون نے زہر دلوا دیا تھا جس سے یحییٰ کی موت وقوع میں آئی۔ اور بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ جعفر بن یحییٰ نے بلا اجازت خلیفہ ہارون کے یحییٰ کو جیل سے رہا کر دیا تھا۔ اسی وجہ سے برامکہ کی بربادی اور تباہی ہوئی غرض بنی حسن کی ان حالات کی تبدیلی کی وجہ سے حالت دگرگوں ہوگئی اور زیدیہ کا دور دورہ ایک مدت کے لئے خاموشی اور گمنامی کے گوشہ میں جا چھپا۔ حتیٰ کہ کچھ دن بعد ان میں سے یمن اور دیلم میں چند لوگ ظاہر ہوئے۔

طباطبا کا خروج: ابوجعفر منصور کے وقت سے دولت عباسیہ کو استحکام ہو گیا تھا خوارج اور شیعوں کے ایلچیوں کے عالمانہ تدبیریں ختم ہو گئی تھیں یہاں تک کہ خلیفہ ہارون الرشید کا انتقال ہو گیا اور اس کے لڑکوں میں اختلاف کا دروازہ کھل گیا۔ امین الرشید طاہر بن حسین کے ہاتھوں مارا گیا۔ محاصرۂ بغداد میں لڑائی قتل اور غارت گری جو واقع ہونے والی تھی واقع ہوئی اور مامون الرشید فتنہ وفساد فرو کرنے اور اہل خراسان کی تسکین کی غرض سے خراسان ہی میں مقیم رہا۔ انتظاماً عراق کی حکومت پر حسن بن سہل کو مامور کیا اس تقرری کا عمل میں آنا تھا کہ عراق میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ مامون الرشید کے ارکین دولت میں اس وجہ سے کہ فضل بن سہل خلیفہ مذکور کے ناک کا بال بنا ہوا تھا گروہ بندی شروع ہوگئی۔ اس وقت شیعوں کو موقع مل گیا۔ وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گہری نظروں سے اس کے انجام کو دیکھنے لگے۔ علویہ کو حکومت و دولت حاصل کرنے کا لالچ دامن گیر ہوا۔ عراق میں ابراہیم بن محمد بن حسن مثنیٰ کی نسل سے کچھ لوگ موجود تھے۔ (ابراہیم وہ شخص ہے جو عہد خلافت منصور میں بصرہ میں مارا گیا تھا) اُن لوگوں میں سے جو ابراہیم کی نسل سے عراق میں موجود تھے محمد بن اسماعیل بن ابراہیم نامی ایک شخص تھا جس کو اس کے باپ نے لکنت کی وجہ سے ''طباطبا'' کا لقب دیا تھا۔ اس کے گروہ والے اکثر زیدیہ تھے جو اس کی امامت کے قائل اور اس امر کے مقر تھے کہ اس کو بذریعہ وراثت اپنے آباء واجداد ابراہیم سے امامت حاصل ہوئی ہے جیسا کہ ہم اوپر اس کے حالات میں بیان کر آئے ہیں۔

طباطبا کا انتقال: چنانچہ ۱۹۹ھ میں طباطبا نے بغاوت کی اور اپنی امامت وخلافت کا دعویدار ہوا۔ ابوالسرایا سری بن منصور (جو بنی شیبان کا معزز سردار تھا) نے طباطبا کے بیان کی تائید کی اور اس کی امامت وخلافت کی بیعت کر کے حمایت کی غرض سے لشکر مرتب کرنے لگا۔ تھوڑے دنوں میں ایک عظیم لشکر فراہم کر کے کوفہ پر قبضہ کر لیا۔ قرب و جوار کے عربوں نے بھی اطاعت قبول کر لی جس سے اس کی جمعیت بہت بڑھ گئی۔ حسن بن سہل نے زہیر بن مسیّب کو طباطبا سے جنگ کرنے کو روانہ کیا طباطبا نے پہلے ہی جنگ میں زہیر کو شکست دے کر اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ اس کے بعد اگلے دن صبح کو طباطبا دفعتاً مر گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ابوالسرایا نے اس کو زہر دلوا دیا تھا وجہ یہ تھی کہ طباطبا نے اس کو مال غنیمت سے روکا تھا۔

ابوالسرایا اور ہرثمہ کی لڑائی: بہرکیف ابوالسرایا نے اسی دن محمد بن جعفر بن محمد زید بن علی (زین العابدین) بن حسین علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ چونکہ محمد میں کام کرنے کی قابلیت نہ تھی ابوالسرایا ہر کام میں پیش پیش اور سفید و سیاہ کا مالک ہو گیا خلیفہ مامون کی فوجوں نے اس پر دھاوا کیا۔ ابوالسرایا نے انہیں شکست فاش دی اور بصرہ واسط اور مدائن پر قبضہ حاصل کر لیا۔ حسن بن سہل نے جھلا کے ہرثمہ بن اعین کو ایک بڑے لشکر کا افسر بنا کر اس مہم پر روانہ کیا۔ ہرثمہ کو ان دنوں حسن سے کسی وجہ سے کشیدگی تھی مگر حسن نے اسے راضی کر لیا۔ چنانچہ ہرثمہ نے ابوالسرایا اور اس کے ہمراہیوں پر فوج کشی کی اور نہایت مردانگی سے ابوالسرایا کو مدائن کی لڑائی میں شکست فاش دی اور ان میں سے ایک گروہ کثیر کو مار ڈالا۔

زید النار: ابوالسرایا نے مدائن میں شاہی فوج سے شکست کھا کر حسین الطبس بن حسن بن علی زین العابدین کو مکہ روانہ کیا۔ محمد بن سلیمان بن داؤد بن حسن مثنیٰ بن حسن کو مدینہ بھیجا اور زید بن موسیٰ بن جعفر الصادق کو بصرہ پر مامور کیا۔ زید بن موسیٰ کو زید النار کے لقب سے بھی اُس زمانہ میں لوگ یاد کرتے تھے اس مناسبت سے کہ انہوں نے بصرہ میں بہت سے آدمیوں کو جلا دیا تھا۔ ان لوگوں نے مکہ، مدینہ اور بصرہ پر قبضہ حاصل کر لیا ان دنوں مکہ میں مسرور خادم اکبر اور سلیمان بن داؤد بن عیسیٰ موجود تھے یہ دونوں حسین کے آنے کی خبر پا کر مکہ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ بقیہ حجاج موقف میں ٹھہرے رہے اگلے دن حسین نے مکہ میں داخل ہو کر حجاج کو جی بھر کر لوٹا۔ زمانہ جاہلیت سے خانہ کعبہ میں جو خزانہ تھا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد خلفاء نے بھی بدستور قائم رکھا تھا نکال لیا اس خزانہ میں جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے دو سو قطار سونا تھا۔ حسین نے اسے اپنے ہمراہیوں پر تقسیم کر دیا۔

ابوالسرایا کی گرفتاری: اس کے بعد ہرثمہ نے ابوالسرایا سے لڑائی چھیڑ دی۔ اس معرکہ میں ابوالسرایا کو شکست ہوئی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھاگ کر کوفہ پہنچا۔ ہرثمہ نے تعاقب کیا۔ ابوالسرایا نے کوفہ چھوڑ کر قادسیہ کا راستہ لیا۔ ہرثمہ نے کوفہ میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا ابوالسرایا نے قادسیہ میں بھی امن کی صورت نہ دیکھ کر واسط کا رخ کیا عامل واسط نے تلوار اور نیزوں سے اس کا استقبال کیا ابوالسرایا شکست کھا کر جلولاء چلا گیا۔ والیٔ جلولاء اسے گرفتار کر کے پابہ زنجیر حسن بن سہل کے پاس نہروان لایا حسن بن سہل نے قتل کا حکم دے دیا۔ یہ واقعہ ۲۰۰ھ کا ہے۔

محمد بن جعفر الصادق: رفتہ رفتہ اس واقعہ کی خبر علویہ تک پہنچی۔ سب نے جمع ہو کر محمد بن جعفر الصادق کے ہاتھ پر بیعت کی اور امیر المؤمنین کے لقب سے مخاطب کرنے لگے۔ مگر ان کے دونوں لڑکے علی و حسین ان پر ایسا غالب و مستولی ہو گئے کہ ان کی موجودگی میں انہیں کسی قسم کا اختیار حاصل نہ ہو سکا۔ ابراہیم بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق مع اپنے اہل بیت کے یمن چلے گئے اور وہاں پر اپنی امارت و خلافت کی بنیاد ڈالی' نہایت قلیل مدت میں اکثر بلاد یمن پر قابض و متصرف ہو گئے۔ چونکہ اس نے کثرت سے لوگوں کو قتل کیا تھا اس وجہ سے یہ ''جزار'' کے لقب سے ملقب کیا جاتا ہے۔ اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ والیٔ یمن کسی طرح اپنی جان بچا کر خلیفہ مامون کی خدمت میں بھاگ گیا۔ خلیفہ نے سامان جنگ اور فوج کثیر عطا فرما کر اسے علویوں کے سرکرنے کو پھر رخصت کیا چنانچہ اسحاق نے مکہ پہنچ کر علویوں کو نیچا دکھایا محمد بن جعفر الصادق شکست کھا کر ساحل عرب کی طرف بھاگے۔ اسحاق نے تعاقب کیا اور محمد بن جعفر الصادق کی تلاش و جستجو پر لوگوں کو اِدھر اُدھر پھیلا دیا۔ محمد بن جعفر الصادق نے گھبرا کر امان طلب کی اسحاق نے امان دی مکہ میں آئے خلیفہ مامون کی خلافت کی بیعت کی اور منبر پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ اس واقعہ سے پیشتر شاہی فوجیں یمن میں پہنچ گئی تھیں اور یمن کو علویوں سے خالی کرا لیا تھا اور دولت عباسیہ کا سیاہ جھنڈا کامیابی کے ساتھ ہوا میں لہرا رہا تھا اس کے بعد حسین الطبس نے بہ دعوے خلافت مکہ میں پھر بغاوت کی۔ خلیفہ مامون نے اسے اور اس کے دونوں بیٹوں علی و محمد کو قتل کر کے علویوں سے اپنے ممالک مقبوضہ کو پاک و صاف کر لیا۔

علی رضا کی ولی عہدی: کچھ دن بعد شیعوں کی کثرت اور تمام ممالک اسلامیہ میں ان کے ایلچیوں کے پھیل جانے کی وجہ سے اور اس سبب سے کہ مامون کے خیالات اور عقائد علی بن ابی طالب اور سبطین (حسن و حسین) علیہم السلام کی بابت قریب قریب انہی لوگوں جیسے تھے۔ ۲۰۱ھ میں علی رضا بن موسیٰ کاظم بن جعفر الصادق بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کو اپنا ولی عہد بنایا اور ایک اطلاعی فرمان بایں مضمون کہ میرے بعد تاج و تخت خلافت کے مالک علی رضا ہوں گے' روانہ کیا۔ درباری لباس سیاہ کپڑوں کی جگہ سبز کپڑوں کو قرار دیا۔ عباسیوں کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ عراق میں مامون کے چچا ابراہیم بن مہدی کی خلافت کی بیعت ۲۰۲ھ میں لی گئی۔ بغداد میں اس جدید خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا جس سے فتنہ و فساد کے دروازے کھل گئے۔ مامون الرشید اس ہنگامہ کے فرو کرنے کے لئے خراسان سے عراق کی جانب روانہ ہوا اتفاق یہ کہ اثناء راہ میں دفعتاً علی رضا بن موسیٰ کاظم ولی عہد کا ۲۰۳ھ میں انتقال ہو گیا مقام طوس میں مدفون ہوئے مامون الرشید قطع مسافت کر کے ۲۰۴ھ میں دار الخلافت بغداد پہنچا۔ اپنے چچا ابراہیم کو گرفتار کر لیا۔ مگر پھر اس کی عفو تقصیر کر دی اور چونکہ ولی عہد کا انتقال ہو چکا تھا اس وجہ سے فتنہ و فساد بھی فرو ہو گیا۔

زیدیوں کی بغاوت: اس کے بعد ۲۰۹ھ میں عبدالرحمٰن بن احمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب نے یمن میں علم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخالفت بلند کیا۔ اہل یمن نے آل محمد کی حمایت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ خلیفہ مامون نے اپنے غلام دینار نامی کو ایک فوج عظیم کی افسری کے ساتھ اس مہم کو سر کرنے کے لئے بھیجا۔ عبدالرحمٰن نے دینار کے پہنچتے ہی امن کی درخواست کی اور علم خلافت کی اطاعت قبول کر لی پھر زیدیوں نے سرزمین حجاز' عراق' جبال اور دیلم میں بکثرت بغاوتیں کیں ان میں سے ایک گروہ کثیر مصر بھاگ گیا اور ایک بہت بڑی جماعت کو حامیانِ علم خلافت نے گرفتار کر لیا مگر اس کے ساتھ ساتھ چاروں طرف ان کے ایلچی بھی پھیل گئے۔ ان زیدیوں میں سب سے پہلے جس نے واقعہ متذکرہ بالا کے بعد بغاوت کی وہ محمد بن قاسم بن علی بن عمر بن زین العابدین تھا۔ ۲۱۹ھ میں خلیفہ معتصم کے خوف سے خراسان بھاگ گیا۔ پھر خراسان سے طالقان چلا گیا اور اپنی خلافت وحکومت کا دعویدار ہوا۔ زیدیہ کے تمام گروہوں نے اس کی متابعت کی۔ تھوڑے ہی دنوں میں بہت بڑی جماعت ہو گئی۔ عبداللہ بن طاہر والیٔ خراسان نے علم خلافت کی طرف سے محمد بن قاسم پر فوج کشی کی متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ بالآخر عبداللہ بن طاہر کامیاب ہوا اور محمد بن قاسم کو گرفتار کر کے دربار خلافت میں بھیج دیا۔ خلیفہ معتصم نے جیل میں ڈال دیا۔ یہاں تک کہ بہ حالتِ قید محمد بن قاسم نے قید حیات سے رہائی پائی۔ بعض کا بیان ہے کہ زہر دیا گیا۔

حسین بن محمد کا انجام: محمد بن قاسم کے بعد کوفہ میں حسین بن محمد بن حمزہ بن عبداللہ بن حسن اعرج بن علی بن زین العابدین ۲۵۱ھ میں دعویدار خلافت وحکومت ہوئے۔ بنی اسد کا قبیلہ ان کا مطیع ہو گیا۔ اس کے علاوہ اور ان کے ہوا خواہ اور گروہ والے ہر جگہ سے ان کے پاس چلے آئے امراء دولت عباسیہ سے ابن شیکال نے اس طوفان کے روکنے پر کمر ہمت باندھی۔ حسین اور ابن شیکال میں معرکہ آرائی ہوئی میدان ابن شیکال کے ہاتھ رہا۔ حسین بھاگ کر صاحب زنج کے پاس پہنچا اور اسی کے پاس قیام کیا۔ کوفیوں نے واپسی کے خطوط لکھے مگر وہ واپس نہ آیا۔ تھوڑے دنوں بعد صاحب زنج نے خلافت عباسیہ کے خلاف علم مخالفت بلند کیا اور اس نے اسے بھی نیچا دیکھا شکست کھا کر بھاگا اور اثناء دارو گیر میں مارا گیا۔

صاحب زنج: صاحب زنج نے حسین کے چند دنوں بعد بصرہ میں بغاوت کی اور تمام عبیدیان بصرہ نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔ علم خلافت کے لئے یہ ایک خطرناک واقعہ پیش آ گیا۔ صاحب زنج اپنی زبان میں کہا کرتا تھا کہ میں عیسیٰ بن زید شہید کی اولاد میں سے ہوں۔ میرا نام علی بن محمد بن زید بن عیسیٰ ہے۔ پھر اپنے کو یحییٰ بن زید شہید کی طرف نسباً منسوب کیا اور حق یہ ہے کہ اہل بیت کا یہ ایک ایلچی تھا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے۔ موفق برادر خلیفہ معتمد نے اس کی سرکوبی کی مہم اپنے ہاتھ میں لی۔ دونوں حریف خوب خوب لڑے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ آخر کار صاحب زنج مارا گیا اور اس دعوت کا نشان صفحۂ ہستی سے محو کر دیا گیا' جیسا کہ ہم موفق کے حالات کے ضمن میں لکھ آئے ہیں اور دوبارہ عنقریب ان کے حالات میں لکھنے والے ہیں۔

امارت زیدیہ: پھر دیلم میں حسن بن زید بن حسن سبط کی اولاد سے حسن بن زید بن محمد بن اسماعیل بن حسن معروف بہ علوی ۲۵۵ھ میں خلافت وحکومت کا مدعی ہوا طبرستان' جرجان اور اس کے تمام صوبوں پر قابض ومتصرف ہو گیا۔ یہاں پر اس کی اور اس کے گروہ زیدیہ کی ایک مدت تک حکومت قائم رہی جو آخری تیسری صدی ہجری میں ختم ہوئی اور اس کے جانشین حسن سبط کی اولاد ہوئی۔ اس کے بعد عمر بن علی زین العابدین کی نسل سے ناصر اطروش یعنی حسن بن علی بن حسین بن علی بن عمر برادر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عم زاد والیٔ طالقان اس ریاست وحکومت کا وارث ہوا۔ دیلم اسی اطروش کے ہاتھ پر ایمان لائے تھے اور انہی کی امداد و اعانت سے اطروش نے طبرستان وغیرہ پر قبضہ حاصل کیا تھا۔ یہاں پر اس کی اور اس کی آئندہ نسلوں کی دولت وحکومت کا سلسلہ جاری وقائم ہوا بلاد اسلامیہ پر دیلم کے قابض ہونے اور خلفاء عباسیہ پر مستولی ہونے کے یہی باعث ہوئے جیسا کہ ہم ان کی حکومت کے حالات میں بیان کریں گے۔

پھر یمن میں زیدیہ سے یحییٰ بن حسین بن قاسم بن ری بن ابراہیم بن طباطبا پر اور محمد دوست ابوالسرایا نے ۲۸۸ھ میں خروج کیا اور کامیابی کے ساتھ مسورہ پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد اس کی آئندہ نسلوں نے اپنی حکومت کا سلسلہ اس وقت جاری وقائم رکھا ہے اور اسی کو زیدیہ کے مرکز حکومت ہونے کا شرف حاصل ہے جیسا کہ آپ ان کے حالات میں پڑھیں گے۔

انہی واقعات کے اثناء میں محمد وعلی پسران حسن بن جعفر بن موسیٰ کاظم مدینہ منورہ میں خلافت وحکومت کے دعویدار ہوئے۔ مدینہ منورہ اور اس کے گرد ونواح کو لوٹ لیا۔ غارت گری' لوٹ مار شروع کر دی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تقریباً ایک ماہ تک نماز بھی نہیں پڑھی۔ یہ واقعہ ۲۷۱ھ کا ہے۔

عبید اللہ المہدی: پھر مغرب میں رافضیوں کے ایلچیوں میں سے ابوعبداللہ شیعی ۲۸۰ھ میں عبیداللہ مہدی بن محمد بن جعفر بن محمد بن اسماعیل امام بن جعفر صادق کی طرف سے کتامہ قبائل بربر میں ظاہر ہوا چنانچہ قیروان میں اغالبہ پر قابض ہو گیا اور ۲۹۶ھ میں عبیداللہ مہدی کی خلافت کی بیعت المغرب الاقصیٰ میں لی گئی۔ اس وقت سے المغرب الاقصیٰ میں اس کی دولت و حکومت کی بناء استحکام کے ساتھ قائم ہوتی ہے جس کی وارث اس کی آئندہ نسلیں ہوتی ہیں۔ اس کے بعد ۳۵۸ھ میں انہی لوگوں میں سے المعز الدین اللہ محمد بن اسماعیل بن ابوالقاسم بن عبیداللہ المہدی نے مصر وقاہرہ پر قبضہ حاصل کیا۔ چند دن بعد شام پر بھی متصرف ہو گیا۔ ایک مدت تک اس کی اور اس کی اولاد کی حکومت ودولت کا سکہ کامیابی کے ساتھ چلتا رہا۔ یہاں تک کہ زمانہ حکومت عاضد الدین اللہ میں سلطان صلاح الدین ایوبی کے ہاتھوں ۵۶۵ھ میں ان کی دولت وسلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔

رافضیوں کے ایلچی: ۲۵۸ھ میں دعاۃ رافضہ (رافضیوں کے ایلچیوں) سے فرج بن یحییٰ نامی ایک شخص سواد کوفہ میں ظاہر ہوا۔ اس نے ایک کتاب بھی اس امر کے اظہار میں رافضیوں کے سامنے پیش کی کہ یہ کتاب احمد بن محمد بن حنفیہ کی لکھی ہوئی ہے اس کتاب میں کلمات کفر وتحلیل وتحریم درج تھے۔ اس کا یہ دعویٰ تھا کہ احمد بن محمد ہی مہدی مولود اور امام زماں ہیں اس نے سواد کوفہ کو تاخت وتاراج کر کے بلاد شام کی جانب رخ کیا۔ اور اسے بھی جی کھول کر لوٹا۔ اسی میں سے ایک گروہ نے بحرین اور اس کے گرد ونواح میں جا کر اپنی حکومت وسلطنت کا سکہ جمایا۔ اس گروہ کا سردار ابوسعید جنابی تھا۔ یہاں پر اس کی حکومت ودولت کا سلسلہ جاری ہوا۔ جس کے وارث اس کے لڑکے ہوئے یہاں تک کہ صفحۂ ہستی سے ان کی حکومت کا نام بھی محو کر دیا گیا۔ جیسا کہ ان کی حکومت کے حالات آئندہ بیان کئے جائیں گے۔ اہل بحرین خلفاء عبیدین کے علم حکومت کے مطیع اور تابعدار تھے جن کی حکومت وسلطنت المغرب الاقصیٰ میں تھی۔

اسماعیلی ایلچی: پھر عراق میں اسماعیلیہ کے ایلچیوں اور رافضیوں کا ایک دوسرا گروہ ظاہر ہوا جس نے گرد ونواح کے اکثر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہروں پر قبضہ حاصل کرلیا۔ اس کے اکثر قلعے ان کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ انہی میں سے قلعۃ الموت ہے۔ کبھی یہ قرامطہ کی جانب منسوب کئے جاتے ہیں اور گاہے عبیدیوں کی طرف اسی گروہ سے حسن بن صباح قلعۃ الموت میں تھا یہاں تک کہ ان کی حکومت و دولت کا سلسلہ آخری دور حکومت سلاطین سلجوقیہ میں منقطع ہوگیا۔

یمامہ اور مکہ میں زیدیہ امارت: یمامہ، مکہ اور مدینہ میں بھی زیدیہ اور رافضیہ کی حکومتیں رہی ہیں۔ یمامہ میں بنی اخضر یعنی محمد بن یوسف بن ابراہیم بن موسیٰ جون بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ کی حکومت کے زمانہ میں اس کے بھائی اسماعیل بن یوسف نے سرزمین حجاز میں بغاوت کی تھی اور مکہ پر قابض و متصرف ہوگیا تھا بعدہ بہ قضاء الٰہی مرگیا تب اس کے بھائی محمد نے یمامہ پر فوج کشی کی اور اس پر قابض ہوگیا اس کے بعد اس کی آئندہ نسلیں تخت حکومت پر متمکن ہوتی رہیں۔ یہاں تک کہ ان پر قرامطہ غالب و قابض ہوئے۔ مکہ میں بنی سلیمان بن داؤد بن حسن مثنیٰ نے حکمرانی کی۔ عہد خلافت مامون میں محمد بن سلیمان موسوم بہ ماہض نے بغاوت کی اور مکہ میں کامیابی کے ساتھ اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑ دیا۔ یہاں پر اس کی اولاد کی حکومت کا سلسلہ ایک مدت تک قائم رہا۔ یہاں تک کہ بنو ہاشم نے ان کو زیروزبر کردیا۔ اس کا سردار محمد بن جعفر بن ابی ہاشم محمد بن حسن بن محمد بن موسیٰ بن عبداللہ ابوالکرام بن موسیٰ تھا۔ اس نے ۴۵۴ھ میں ابراہیم سے قبضہ لے لیا اسی اثناء میں بنی حسن نے مدینہ منورہ پر بھی قبضہ کرلیا۔ غرض مکہ معظمہ میں خلفاء عباسیہ اور عبیدیوں میں چوٹیں چل رہی تھیں۔ کبھی عباسیہ کا اور گاہے عبیدیوں کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ مگر زمام حکومت و سلطنت بنی حسن ہی کی اولاد کے قبضۂ اقتدار میں تھی حتیٰ کہ آخری چھٹی صدی ہجری میں ان کی دولت و حکومت ختم ہوگئی اور اس کے امراء میں سے بنوابی قتی مکہ پر قابض ہوئے جو اس وقت تک حکمران ہیں۔ سب سے پہلے ان میں سے جس نے مکہ معظمہ پر حکومت کا اقتدار حاصل کیا وہ ابوعزیز قتادہ بن ادریس بن عبدالکریم بن موسیٰ بن عیسیٰ بن محمد بن سلیمان بن عبداللہ بن موسیٰ جون تھا۔ یہی دولت بنو ہاشم کا وارث و جانشین ہوا اس کے بعد اس کے لڑکے وارثۃً مالک و متصرف ہوئے جیسا کہ آئندہ آپ ان کے حالات کے تذکرہ میں پڑھیں گے۔ یہ سب فرقۂ زیدیہ سے تھے۔

مدینہ پر رافضیوں کا اقتدار: مدینہ منورہ میں رافضیوں کی حکومت کا دورہ دورہ تھا۔ ہناء کی اولاد کے قبضۂ اقتدار میں اس سرزمین مبارک کی زمام حکومت تھی۔ مسیحی کہتا ہے کہ اس کا نام حسن بن ظاہر بن مسلم تھا۔ تمیمی مؤرخ دولت بنی سبکتگین نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ مسلم کا اصلی نام محمد بن طاہر تھا اور حسن بن علی زین العابدین کی نسل سے تھا کافور کا یہ دوست اور اس کی حکومت کا منتظم تھا۔ اسی کے ذریعہ سے طاہر بن مسلم نے مدینہ منورہ پر ۳۶۰ھ میں قبضہ حاصل کیا اور اس کے بعد اس کی آئندہ نسلیں اس سرزمین کی حکومت کی اس وقت تک وارث ہوتی آئی ہیں۔ جیسا کہ ہم ان کے اخبار میں ان حالات کو بیان کریں گے۔ واللہ وارث الارض و من علیھا.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۲

دولتِ ادریسیہ

ادریس بن عبداللہ: جس وقت حسین بن علی بن حسن مثلث بن حسن مثنیٰ بن حسن سبط نے مکہ معظمہ میں ماہ ذیقعدہ ۱۶۹ھ عہد خلافت خلیفہ مہدی میں دعوائے خلافت کیا اور اس کے اعزہ و اقارب جس میں اس کے دونوں چچا ادریس اور یحییٰ تھے۔ اس کے ہم خیال ہو گئے۔ اور محمد بن سلیمان بن علی نے مقام فخ میں جو مکہ سے تین میل کی مسافت پر ہے معرکہ آرائی کی۔ اس معرکہ میں حسین بن علی اپنے اہل بیت کے ایک گروہ کے ساتھ کام آ گئے۔ بقیۃ السیف شکست کھا کر بھاگے۔ کچھ لوگ اس میں سے گرفتار کر لئے گئے یحییٰ بن ادریس اور سلیمان کسی نہ کسی طرف سے اپنی جان بچا کر بھاگ گئے۔ چند روز بعد یحییٰ نے دیلم کو جمع کر کے بغاوت کی جیسا کہ اس سے پیشتر ان واقعات اور حالات کو اور نیز خلیفہ راشد کو کس طرح اس سے مصالحت کی اور کیوں قید کیا۔ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

ادریس کی مصر کو روانگی: باقی رہا ادریس، وہ بھاگ کر مصر پہنچا۔ ان دنوں محکمہ ڈاک پر واضح معروف بہ مسکین صالح بن منصور کا خادم مامور تھا۔ چونکہ یہ مذہباً شیعہ تھا۔ ادریس کی آمد کی خبر پا کر ادریس کے پاس گیا۔ جہاں وہ چھپا ہوا تھا۔ حکومت و دولت کے پنجہ سے ادریس کی گلو خلاصی کی، سوائے اس کے کہ بذریعہ ڈاک ادریس کو مغرب روانہ کر دیا جائے اسے اور کوئی واضح صورت نظر نہ آئی۔ جھٹ پٹ سامان سفر درست کر کے ادریس کو چلتا کیا۔ چنانچہ مسافت طے کرنے کے بعد مع اپنے خادم راشد کے المغرب الاقصیٰ پہنچا۔

ادریس اور اسحاق بن محمد: ۱۷۰ھ میں مقام بولیہ میں جا کر مقیم ہوا ان دنوں اسحاق بن محمد بن عبدالحمید امیر اوربہ یہاں موجود تھا۔ اس نے ادریس کو امان دی اور بربر کو اس کی خلافت و حکومت قائم کرنے کی ترغیب دی اور خلافت و حکومت کے اسرار و رازوں کو کھولنے لگا۔ تھوڑے دنوں میں رواغہ، لواتہ، سدراتہ، غیاثہ، نفزہ، مکناسہ، غمارہ اور مغرب کے تقریباً کل بربریوں نے جمع ہو کر ادریس کی خلافت و حکومت کی بیعت کی اور اس کی تشریف آوری کو رحمت الٰہی کا ایک کرشمہ سمجھا۔ جس روز لوگوں نے ادریس کی حکومت کی بیعت کی۔ اسی روز ادریس نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ جس میں بعد حمد باری و صلوٰۃ رسول صعلم یہ بیان کیا تھا: ''اے لوگو! تم اپنی گردنیں اٹھا کر ہمارے سوا غیروں کو نہ دیکھو۔ کیونکہ جو ہدایت اور راہ راست کی اتباع ہمارے پاس پاؤ گے۔ اس کو تم دوسروں کے پاس ہرگز نہ پاؤ گے''۔ اس قدر کہہ کر منبر سے اتر آیا۔ چند روز بعد اس کے بھائیوں میں سلیمان بھی اس کے پاس آ رہا اور سرزمین زناتہ (متعلقات تلمسان) اور اس کے اطراف میں مقیم ہوا۔ جیسا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ہم آئندہ اس کے حالات میں بیان کریں گے۔

ادریس کی فتوحات: الغرض جس وقت ادریس کی حکومت کو استحکام و استقلال حاصل ہو گیا۔ اس وقت اس نے فوجیں مرتب کر کے مغرب میں ان بربریوں پر فوج کشی کی جو ہنوز دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے اور وہ مذہباً مجوسی' یہودی اور نصرانی تھے۔ مثلاً قندلاوہ' بہلوانہ اور مدیونہ' مازادوغیرہ۔ چنانچہ ادریس نے تامسنا' شالہ اور مادلہ وغیرہ شہروں کو جن کے اکثر باشندے یہودی اور نصرانی تھے۔ بزور تیغ فتح کیا۔ ان لوگوں نے طوعاً و کرہاً اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اس نے ان کے قلعوں اور مضبوط مضبوط فصیلوں کو توڑ پھوڑ اڈالا۔ اس کے بعد ۱۷۳ھ میں تلمسان پر چڑھائی کی تلمسان میں ان دنوں بنی یعرب اور معرادہ کا دور دورہ تھا۔ محمد بن جرزابن حزلان امیر تلمسان نے ادریس سے ملاقات کی اطاعت و فرماں برداری کی گردن جھکادی ادریس نے اس کو اور نیز کل زناتہ کو امان دی تلمسان کی مسجد بنوائی۔ منبر بنوانے کا حکم دیا اور اپنے نام کو منبر پر کندہ کرایا جو اس وقت موجود ہے۔ اس کے بعد شہر ابولیلیٰ واپس آیا۔

ادریس کا خاتمہ: خلیفہ رشید کو اس کی بڑھتی ہوئی قوت سے خطرہ پیدا ہوا خلیفہ مہدی کے غلاموں میں سے ایک غلام سلیمان بن جریر نامی مشہور بہ شماخ کو ایک خط لکھ کر ابن اغلب کے پاس روانہ کیا۔ ابن اغلب نے اس کو پروانہ رہداری دے کر ادریس کے پاس مغرب بھیج دیا۔ شماخ نے ادریس کے پاس پہنچ کر یہ ظاہر کیا کہ میں خلافت عباسیہ سے بیزار ہو کر آپ کی حکومت و سایہ عافیت میں رہنے کو اس قدر طویل مسافت طے کر کے آیا ہوں۔ امام ادریس نے اس کو اپنے خاص مصاحبوں میں شامل کر لیا۔ ایک روز اتفاق سے ادریس کے دانتوں میں درد پیدا ہوا شماخ نے ایک منجن جس میں زہر ملا ہوا تھا۔ پیش کیا۔ جوں ہی ادریس نے استعمال کیا دم گھٹ کر اسی وقت جان بحق ہو گیا۔ جیسا کہ مؤرخین کا خیال ہے یہ واقعہ ۱۷۵ھ کا ہے مقام ابولیلیٰ میں دفن کیا گیا۔ شماخ امام ادریس کو دوا دے کر نو دو گیارہ ہو گیا تھا۔ حسب زعم مؤرخین وادی ملویہ میں راشد خادم ادریس نے پہنچ کر شماخ کو گرفتار کیا۔ دونوں میں دو دو ہاتھ چلے۔ راشد نے شماخ کا ایک ہاتھ بیکار کر دیا مگر شماخ وادی کو طے کر کے نکل گیا۔

ادریس اصغر بن ادریس کی بیعت: ادریس کے مرنے کے بعد بربریوں نے جمع ہو کر اس کے بیٹے ادریس اصغر کی حکومت کی بناء ڈالی جو اس کی لونڈی کنیزہ کے بطن سے تھا۔ پہلے حالت حمل میں اس کی بیعت کی گئی۔ پھر حالت رضاعت (شیر خوارگی) میں پھر دودھ چھوڑنے کے بعد یہاں تک کہ جوانی پر پہنچا۔ اس وقت بربریوں نے جامع بولیلیٰ میں جب کہ یہ گیارہ سال کا تھا۔ ۱۸۸ھ میں اس کی حکومت و خلافت کی بیعت کی۔ اس سے قبل ابن اغلب نے بربریوں کو نقد و جنس دے کر ملا لیا تھا اور اس کے اشارہ سے ۱۸۲ھ میں راشد خادم امام ادریس کو ان لوگوں نے مار ڈالا تھا۔ راشد کے بعد ابوخالد بن یزید بن الیاس عبدی ادریس اصغری کی خبرداری کرنے لگا۔ یہاں تک کہ ۱۸۸ھ میں اس کی خلافت و امارت کی بیعت لی گئی پس تمام بربریوں نے اس کی حکومت و امارت بطیب خاطر قبول کی۔ شاہی قوانین سیاست و تمدن کی غرض سے مرتب کئے اور رفتہ رفتہ تمام بلاد مغرب کو فتح کر لیا۔ اس نے اپنا قلمدان وزارت مصعب بن عیسیٰ ازدی موسوم بہ یلحوم کے حوالہ کیا۔ اس کی مدبرانہ چالوں اور حکمت عملیوں سے اکثر قبائل عرب اور اندلس نے اس کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی چنانچہ پانچ سو سے کچھ زائد آدمی اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔ پس اس نے انہی لوگوں کو اپنا معتمد علیہ بنایا۔ حکومت و سلطنت کے اہم امور اور ذمہ داری کے کام سپرد کئے۔ اور انہی لوگوں کی وجہ سے اس کی حکومت و دولت کو استحکام حاصل ہوا۔ کچھ روز بعد ۱۹۲ھ امیر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یہ اسحاق بن محمد اس الزام میں کہ اس نے ابراہیم بن اغلب والیٔ افریقیہ سے ساز باز کر لیا ہے مار ڈالا گیا۔

دارالحکومت کی تبدیلی: چونکہ ابولیلیٰ ایک چھوٹا مقام تھا اور اراکین دولت و اعوان حکومت آئے دن بڑھتے ہی جاتے تھے۔ اس وجہ سے ایک دوسرا مقام دارالحکومت بنانے کے لئے تجویز کیا گیا۔ فاس میں بنی یوغش اور بنی خزرور ہتے تھے۔ بنی یوغش میں کچھ لوگ مجوسی تھے۔ اور کچھ یہودی اور نصاریٰ۔ فاس ہی کے ایک موضع شیبونیہ میں مجوسیوں کا آتش کدہ تھا۔ یہ لوگ ادریس کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے تھے۔ مگر ان لوگوں میں پہلے ہی سے باہمی نزاع پڑی ہوئی تھی۔ ادریس نے ان لوگوں کی اصلاح کی غرض سے اپنے سیکرٹری ابوالحسن عبدالملک بن مالک خزاجی کو روانہ کیا۔ اس کے بعد ۱۹۳ھ میں قرویین کی سرحدی دیواریں اور منارے بنوائے۔ اور قرویین ہی میں مکانات بنوا کر ابولیلیٰ سے اٹھ آیا۔ جامع شرفاء بنوائی۔ قرویین کے حدود باب سلسلہ سے نہر جوزاد جرف تک تھے۔ اتنے ہی زمانہ میں اس کی خلافت و حکومت کی بنا مستحکم ہو جاتی ہے۔ حکومت و سلطنت کی ترغیب دینے والے ایلچیوں کا کام بھی باقاعدہ چل نکلتا ہے اور شاہی تزک و احتشام وغیرہ بھی مناسب رویہ سے مہیا ہو جاتا ہے۔

مصامدہ اور تلمسان کی فتوحات: اس اثناء میں ۱۹۴ھ کا دور آ جاتا ہے۔ یہ قصد جہاد مصامدہ فوجیں آراستہ کر کے نکل کھڑا ہوتا ہے چنانچہ اس کے اکثر شہروں کو فتح کر لیتا ہے اور اہل مصامدہ اس کی حکومت کے سایہ میں آ کر پناہ گزیں ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد تلمسان پر چڑھائی کرتا ہے۔ مسجد کو دوبارہ بنواتا ہے اور منبر کو بھی درست کراتا ہے۔ یہاں اس کا تین برس تک مسلسل قیام رہتا ہے۔ بربریوں اور زناتہ کا انتظام درست ہو جاتا ہے۔ خوارج کے ایلچی منہ کی کھا کر نکل جاتے ہیں اور الشموس الاقصیٰ سے شلف تک خلافت عباسیہ کی حکومت منقطع ہو جاتی ہے۔ لیکن چند ہی دنوں بعد ابراہیم بن اغلب نے اپنی مدبرانہ چالوں اور حکمت عملیوں سے ادریس کے اولیاء دولت و اراکین سلطنت کو ملا لیا۔

المغرب الاقصیٰ سے عباسی اثرات کا خاتمہ: چنانچہ بہلول بن عبدالواحد مظفری نے مع اپنی قوم کے ادریس کی اطاعت سے منحرف ہو کر خلیفہ ہارون الرشید کے علم حکومت کے آگے سر اطاعت خم کر دیا اور ایک وفد تیار کر کے اس کے پاس قیروان میں آیا ادریس کو ان واقعات نے بربریوں کی طرف سے مشتبہ کر دیا۔ مصلحتاً ابراہیم بن اغلب سے مصالحت کر لی۔ فتنہ و فساد ختم ہو گیا۔ اس مصالحت کا نتیجہ آئندہ یہ ہوا کہ خواہان ابراہیم بن اغلب ادریسیوں کی مدافعت نہ کر سکے۔ اور ان ادریسیوں نے آہستہ آہستہ حکومت عباسیہ کو المغرب الاقصیٰ سے معدوم کر دیا۔ خلفاء عباس سے اور تو کچھ نہ بن پڑا ادریس پر طرح طرح کے طعن و تشنیع کرنے لگے اور ادریس کے نسب میں جرح و قدح شروع کر دی۔ جو مکڑی کے جالے سے بھی کمزور ہے۔

محمد بن ادریس: اس کے بعد ادریس نے ۲۱۳ھ میں وفات پائی۔ اس کے بعد اس کی جگہ ولی عہد ہونے کے لحاظ سے اس کا بیٹا محمد تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ لیکن اس کی دادی کنزہ اور ادریس کی یہ رائے ہوئی کہ محمد کے اور دوسرے بھائی بھی حکومت و سلطنت میں شریک کئے جائیں۔ چنانچہ اس رائے کے مطابق محمد کے باپ کے ممالک مقبوضہ اس طور پر تقسیم کر دیئے گئے قاسم کو طنجہ[1] ۔۔۔ بصرہ سبتہ تیطارین ۔۔۔۔۔ قلعہ حجر النسر اور اس کے مضافات ۔۔۔۔ اور قبائل دیئے گئے۔ عمر کو ۔۔۔۔ تبکسان، تزغدا اور وہ قبائل جو مابین ان کے منہاجہ اور غمارہ تھے ملے ۔۔۔۔۔ داد بلاد ہوارہ، تسول ۔۔۔ ناری اور

---

[1] اس مقام پر اور نیز اس کے بعد جس قدر جگہ چھوٹی ہے اصل مسودہ کتاب میں بھی یوں ہی جگہ چھوٹی ہے مترجم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبائل مکناسہ اور غیاسہ پر قابض ہوا۔ عبداللہ باغمات نفیس جبال مصامدہ بلاد ملطہ اور السوس الاقصیٰ پر حکمرانی کے لئے مخصوص کیا گیا۔ باصیلا، عرائش اور بلاد روغہ وغیرہ۔ یحییٰ کے قبضہ وتصرف میں دیئے گئے۔ عیسیٰ کو ستالہ، سلا ازمور اور تامتا وغیرہ ملے۔ حمزہ بولیلیٰ اور اس کے صوبہ پر قابض ہوا ادریس کے اور بقیہ لڑکے کم سنی کے باعث انہی لوگوں اور نیز اپنی دادی کنزہ کی کفالت ونگرانی میں رہے باقی رہا تلمسان اس پر سلیمان بن عبداللہ قابض ہوگیا۔ اس طرح حصہ بخرہ کرنے کے چند دن بعد عیسیٰ نے ازمور سے اپنے بھائی محمد پر حکومت وسلطنت حاصل کرنے کی غرض سے فوج کشی کی۔

عمر بن ادریس کی فتوحات: محمد نے پہلے اپنے بھائی قاسم کو اس مہم پر جانے کا حکم دیا۔ قاسم نے انکار کیا تب عمر کو روانہ کیا۔ عمر کو اس مہم میں کامیابی حاصل ہوئی۔ عیسیٰ کو شکست دے کر اس کے کل مقبوضہ ممالک کو بہ اجازت اپنے بھائی محمد اپنے محروسہ ممالک میں شامل کرلیا۔ چونکہ محمد کو قاسم سے اس وجہ سے کہ اس نے عیسیٰ کے مقابلے میں جنگ پر جانے سے انکار کیا تھا۔ دلی ناراضگی پیدا ہو چکی تھی۔ لہٰذا عیسیٰ پر فتح یاب ہونے کے بعد ہی محمد نے عمر کو قاسم پر حملہ کرنے کی ہدایت کی۔ عمر نے نہایت تیزی سے سامان جنگ درست کر کے قاسم پر فوج کشی کر دی۔ دونوں بھائیوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ قاسم نے شکست کھائی میدان جنگ عمر کے ہاتھ رہا اور اس کے بھی کل صوبہ جات عمر کے صوبہ میں شامل وملحق کر دیئے گئے۔ پس تمام دریائی زمین سکسان اور بلاد غمارہ سے سبتہ وطنجہ ساحل بحر روم تک اور اصیلا سلا ازمور اور بلاد تامسنا یعنی ساحل بحر کبیر تک عمر کے قبضہ اقتدار میں آ گئے۔ قاسم نے شکست کھانے کے بعد ترک دنیا کر کے زہد اختیار کرلیا۔ ساحل اصیلا پر ایک مکان بنوا کر عبادت الٰہی میں مصروف ہوگیا حتیٰ کہ اسی حالت میں اس مقام پر اس کی موت واقع ہوئی۔ عمر کا دائرہ حکومت عیسیٰ اور قاسم کے مقبوضات کے ملحق ہو جانے سے بہت زیادہ وسیع ہوگیا۔ مگر اپنے بھائی محمد کی اطاعت سے ذرا بھی منحرف نہ ہوا۔ بالآخر اپنے بھائی محمد ہی کے زمانہ امارت میں شہر منہاجہ مقام فج الفرض ۲۶۰ھ میں راہی ملک عدم ہوگیا اور فاس میں مدفون ہوا۔ عمران محمودیوں کا مورث اور جد اعلیٰ ہے جو اندلس میں بنو امیہ کے مقابل بنے تھے جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

علی بن عمر: امیر محمد نے عمر کی وفات کے بعد اس کے بیٹے بن عمر کو سند حکومت عطا کی اور عمر کے انتقال کے ساتویں مہینے ۲۲۱ھ میں خود بھی اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کر گیا۔ اس نے بحالت مرض الموت اپنے بیٹے علی کو جس کی عمر اس وقت نو سال کی تھی اپنا جانشین اور ولی عہد بنا لیا تھا۔ چنانچہ اسی بنا پر امیر محمد کے انتقال کے بعد علی بن محمد تخت حلومت پر رونق افروز ہوا۔ اراکین دولت اور امراء ملک وملت، عرب اور یہ تمام بربر نے نہایت خوشی ومسرت سے اس نو عمر لڑکے کی حکومت وسلطنت کی بیعت کی اور کمال مستعدی سے کاروبار سلطنت کو انجام دینے لگے۔ اس کا عہد حکومت رعایا کے لئے بے حد مفید تھا اس نے اپنی حکومت کے تیرہویں سال ۲۳۴ھ میں وفات پائی۔ بوقت وفات اپنے بھائی یحییٰ بن محمد کو اپنا جانشین بنایا۔

یحییٰ بن محمد: اس نے علی بن محمد کی وفات کے بعد زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ اس کا دور حکومت نہایت مبارک ہوا۔ عظیم الشان دولتوں میں اس کا شمار ہوا۔ اس کے زمانہ کی ترقیاں اس وقت تک خوبی اور نیکی کے ساتھ شمار کی جاتی ہیں۔ فاس کی آبادی میں بے حد ترقی ہوئی۔ متعدد مقامات اور تجارت کے لئے منڈیاں بنائی گئیں۔ دور دراز ممالک سے تجارت پیشہ اور ذی علم اصحاب فاس میں آ کر جمع ہوئے اتفاق وقت سے اہل قیروان کی ایک عورت موسوم بہ ام البنین بنت محمد فہری یہاں آ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئی تھی۔ ابن ابی ذرع کہتا ہے کہ اس کا نام فاطمہ تھا اور یہ ہوارہ کی رہنے والی تھی۔ اس کو کسی ذریعہ سے وراثۃً بہت سا مال مل گیا تھا۔ اس نے یہ نیت کر لی تھی کہ میں اس مال کو کسی کار خیر میں صرف کروں گی۔ چنانچہ اس عورت نے سرحد قروبین خورد مقام بیضاء میں ایک جامع مسجد کی ۴۵ھ میں بنا ڈالی۔ اس مقام کو امام ادریس نے اسی عورت کی جاگیر میں دیا تھا جامع مسجد تیار ہونے کے بعد جامع ادریس کی تنگی کی وجہ سے بنعہ موقوف ہو کر اس جامع مسجد میں خطبہ اور جمعہ ہونے لگا۔ اس کے بعد احمد بن سعید بن ابوبکر بعرنی نے ۳۴۵ھ میں جامع مسجد کے پورے ایک صدی بعد اپنی خانقاہ بنوائی جیسا کہ اس تحریر سے جو اس رکن شرقی پر منقوش ہے ظاہر ہوتا ہے۔ اس کے بعد منصور بن ابی عامر نے اس کی تعمیر میں اور زیادتی کی پہاڑ سے بذریعہ نہر پانی لایا۔ حوض درست کرایا۔ باب خطاۃ میں دروازہ لگوائے پھر ملوک لمتونہ سومدین اور بنی مرین نے اس کی عمارت میں بہت زیادہ اضافہ کیا اور اس کی مضبوطی اور تعمیر میں برابر اپنی ہمتوں کو صرف کرتے رہے۔ یہاں تک کہ رفتہ رفتہ بہت بڑی عمارت بن گئی۔ جیسا کہ کتب تواریخ مغرب میں مذکورہ ہے۔ یحییٰ بن محمد نے [1] میں وفات پائی۔

یحییٰ بن یحییٰ: اس کے بجائے اس کا بیٹا یحییٰ بن یحییٰ کرسی امارت پر متمکن ہوا۔ اس لئے نہایت کج خلقی سے کام لیا۔ بدچلنی، بداطواری اور غارت گری اس کے ضمیر میں تھی۔ اس کے ایک برے فعل کی وجہ سے عوام الناس نے بغاوت کر دی۔ اس بغاوت کا بانی مبانی عبدالرحمٰن بن ابی سہل خرامی تھا۔ باغیوں نے یحییٰ بن یحییٰ کو سرحد قروبین سے سرحد اندلس کی طرف نکال باہر کیا۔ دوشب تک روپوش رہا۔ آخر کار شرم وغیرت سے مر گیا۔ اس کے مرتے ہی محمد بن ادریس کے خاندان سے حکومت وسلطنت کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ شدہ شدہ یحییٰ کی موت کی خبر علی بن عمر تک پہنچی۔ ملک گیری کے شوق نے پر ارمان دل میں چٹکیاں لینی شروع کر دیں مگر ہنوز اس نے کوئی قصد نہیں کیا تھا کہ یحییٰ کے اراکین دولت عرب بربر اور نیز اس کے خادموں نے علی کو طلبی کے خطوط بھیجے۔

علی بن عمر: چنانچہ علی اپنے جاہ حشم کے ساتھ فاس میں آیا۔ خواص اور عوام نے بطیب خاطر بیعت کی۔ اور اس نے تمام صوبجات مغرب پر کسی کی مزاحمت اور مخالفت کے بغیر قبضہ حاصل کر لیا۔ حتیٰ کہ عبدالرزاق خارجی نے جبال مدیونہ سے اس کے خلاف بغاوت کی۔ عبدالرزاق عقائد صفریہ کا پابند ومعتقد تھا۔ علی شکست کھا کر اروبیہ بھاگ گیا۔ عبدالرزاق نے فاس اور سرحد اندلس پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ باقی رہا سرحد قروبین۔ وہاں والوں نے یحییٰ بن قاسم بن ادریس معروف صرام کو اپنا امیر بنا لیا۔ یحییٰ نے ان لوگوں کو مرتب ومسلح کر کے عبدالرزاق خارجی پر دھاوا کیا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے عبدالرزاق کو سرحد اندلس سے نکال کر ثعلبہ بن محارب بن عبداللہ ربعی قرطبی کو جو مہلب بن ابی صفرہ کی اولاد سے تھا متعین کیا۔ اس کے بعد عبداللہ معروف بہ عبود کو جو اس کا بیٹا تھا۔ بعدہ محارب بن ثعلبہ کو یکے بعد دیگرے حسب ترتیب سند امارت عطا کرتا گیا۔ حتیٰ کہ ربیع بن سلیمان نے ۲۹۲ھ میں اس کو شکست دی۔

یحییٰ بن ادریس: تب اس کی جگہ یحییٰ بن ادریس بن عمر (یہ علی بن عمر کا برادرزادہ تھا۔) حکمرانی کرنے لگا۔ اور تمام ممالک مقبوضہ ادارسہ پر قابض ہو گیا۔ تمام صوبجات مغرب کے منبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ یہ ملوک بنی ادریس کا ایک

[1] اصل کتاب میں خالی جگہ ہے۔ مترجم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نامور حکمران تھا۔ باعتبار سیاست کے بھی کامیابی کے ساتھ حکمرانی کی۔ فقیہہ اور محدث تھا اور یسیوں میں کوئی بادشاہ اس کی بادشاہی اور دولت کی برابری نہیں کرسکتا۔ اسی اثناء میں شیعہ بھی افریقہ کی حکومت وسلطنت میں مہیم ہو گئے اسکندریہ کو دبالیا۔ مہدیہ کی حد بندی کی جیسا کہ اخبار دولت کتامہ میں بیان کیا جائے گا۔ اس کے بعد شیعی حکمران ملک مغرب کے تاخت وتاراج کرنے کو بڑھے۔ چنانچہ مضالتہ بن حبوس سردار مکناسہ ووالیٔ تاہرت کو ملوک مغرب سے جنگ پر ۳۰۵ھ میں ایک عظیم الشان فوج کا سردار بنا کر روانہ کیا مکناسہ اور کتامہ کی فوجیں دریا کی طرف بڑھیں۔

یحییٰ بن ادریس بادشاہ مغرب اپنا مغربی لشکر مرتب کر کے مدافعت کی غرض سے مقابلہ پر آیا اور یہ بربر کی فوجیں اور اس کے تمام خدام اس کی رکاب میں تھے۔ دونوں حریفوں کا ایک کھلے میدان میں مقابلہ ہوا۔ اتفاق یہ کہ یحییٰ کو شکست ہوئی۔ شکست کھا کر فاس واپس آیا۔ مصالحت کے نامہ وپیام شروع ہوئے۔ آخر الامر یہ طے پایا کہ یحییٰ کچھ زرنقد سالانہ بطور خراج ادا کیا کرے۔ اور نیز عبداللہ شیعی کی اطاعت قبول کرلے فریقین نے ان شرائط مصالحت کو منظور وقبول کیا باہم مصالحت ہو گئی۔ اس کے بعد ہی عبیداللہ شیعی نے اپنے آپ کو معزول کرلیا زمام حکومت عبیداللہ مہدی کے قبضہ اقتدار میں گئی۔ عبیداللہ اور یحییٰ میں بدستور سابق مصالحت قائم رہی اس نے اس کو اس کے مقبوضات پر بحال رکھا اور اپنے برادر عم زاد موسیٰ بن ابوالعافیہ امیر مکناسہ وسنور وتازیر کو کل صوبجات بربر کی سند حکومت عطا کی جیسا کہ ہم اخبار مکناسہ وحکومت موسیٰ میں اسے بیان کریں گے۔

موسیٰ بن ابوالعانیہ: موسیٰ بن ابوالعانیہ اور یحییٰ بن ادریس میں باہم عداوت اور دشمنی چلی آ رہی تھی۔ جس کی وجہ سے ایک دوسرے سے نفرت کرتے تھے۔ جس وقت مضالتہ جنگ ثانی سے ۳۰۹ھ میں مغرب کو واپس آیا۔ موسیٰ بن ابوالعانیہ نے اشارہ کر دیا۔ مضالہ نے طلحہ بن یحییٰ بن ادریس والیٔ فارس کو گرفتار کر کے اس کے مال واسباب اور خزانہ کو بھی ضبط کرلیا۔ اور اس کے بجائے ریحان کتامی کو فاس کی حکومت پر مامور کیا۔ کچھ دن بعد طلحہ کو قید سے رہا کر کے اصیلا کی طرف جلاوطن کر دیا۔ اس کے بعد یحییٰ نے بقصد افریقہ فوجیں آراستہ کر کے بغاوت کی۔ موسیٰ بن ابوالعافیہ نے اس کو اثناء راہ سے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ پھر دو برس کے بعد رہا کر دیا۔ بیچارہ یحییٰ قید سے رہائی پا کر ۳۲۳ھ میں مہدیہ چلا گیا اور ۔۔۔ھ[1] میں بوقت محاصرہ ابویزید مر گیا۔ یحییٰ کے مرنے پر موسیٰ بن ابوالعافیہ کی حکومت کو استحکام استقلال کامل طور سے حاصل ہو گیا۔

حسن بن محمد کا خروج: اس واقعہ سے قبل ۳۱۳ھ میں حسن بن محمد بن قاسم بن ادریس ملقب بہ مجام نے فاس میں ریحان کتامی کے خلاف علم مخالفت بلند کیا تھا اور لڑ بھڑ کر ریحان کو فاس سے نکال باہر کر دیا تھا۔ دو برس تک فاس پر قابض رہا۔ اس کے بعد موسیٰ بن ابوالعافیہ نے حسن پر فوج کشی کی۔ دونوں حریفوں میں متعدد اور سخت لڑائیاں ہوئیں انہی لڑائیوں میں منہال بن موسیٰ مارا گیا اور آخر کار ایک ہزار سے زائد جانوں کے تلف ہونے پر لڑائی کا سلسلہ ختم ہوا۔ حسن شکست کھا کر فاس کی طرف بھاگا حامد بن حمدان ادریسی نے اس سے بدعہدی کی۔ لیکن حامد کو حسن پر کسی قسم کی دسترس حاصل نہیں ہوئی۔ موسیٰ کے پاس فاس پر قبضہ کرنے کا پیام بھیجا۔ چنانچہ موسیٰ نے فاس پر پہنچ کر قبضہ حاصل کرلیا اور قبضہ وتصرف حاصل کرنے کے بعد حامد

---

[1] نوٹ اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ مترجم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر حسن کے حاضر کرنے کا دباؤ ڈالنا شروع کیا۔ حامد حیلہ وحوالہ کرنے لگا۔ رفتہ رفتہ موسیٰ کو حسن کا سراغ مل گیا۔ گرفتار کرا کے شہر پناہ کی دیوار سے لڑھکا دیا۔ جس کی وجہ سے وہ اسی شب کو مر گیا۔

امارتِ ادراسہ کا زوال: حامد بن حمدان بخوف جان مہدیہ بھاگ گیا۔ عبداللہ بن ثعلبہ بن محارب اور اس کے دونوں لڑکے محمد اور یوسف' موسیٰ کے ہاتھ پڑ گئے۔ موسیٰ نے ان لوگوں کی زندگانی کا خاتمہ کر دیا۔ اسی واقعہ سے ادراسہ کی حکومت ملک مغرب سے جاتی رہی ہے اور موسیٰ بن ابوالعافیہ تمام بلاد مغرب پر قابض ہو جاتا ہے۔ محمد بن قاسم بن ادریس کے لڑکے اور اس کے بھائی حسن بلاد ساطیہ کی طرف جلاوطن ہو کر بھاگ جاتے ہیں بصرہ میں پہنچ کر اپنے بزرگ خاندان ابراہیم بن محمد بن قاسم (حسن کے بھائی) کے پاس جمع ہوتے ہیں۔ اور سب کے سب متفق ہو کر اس کو اپنا سردار بنا لیتے ہیں ابراہیم نے ان لوگوں کے لئے حجر النسر نامی مشہور ومعروف قلعہ ۳۱۷ھ میں بنوایا اور ان لوگوں کو اس میں ٹھہرایا۔ بنو عمر بن ادریس ان دنوں غمارہ میں تیجاس سے سبتہ اور طنجہ تک پھیلے ہوئے تھے اور ابراہیم حجر النسر میں تھا۔ ۳۱۹ھ میں علی بن ادریس نے ابوالعیش بن ادریس بن عمر سے بستہ چھین لیا اور فوج کے ایک دستہ کو محافظت کی غرض سے اس میں ٹھہرایا اس اثناء میں ابراہیم بن محمد بن محمد کا سردار راہی ملک عدم ہو گیا۔ اس کے بجائے اس کا بھائی قاسم ملقب بہ کانون حسن حجام کا بھائی حکمرانی کرنے لگا۔ یہ قاسم' محمد بن قاسم کا لڑکا تھا۔ اس نے موسیٰ بن ابوالعافیہ اور اس کے مذہب سے ہٹ کر شیعہ کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی۔ اسی کے زمانہ سے حکومت وسلطنت کا سلسلہ اس کے خاندان میں جاری ہوتا ہے اور غمارہ اس کی دولت کے ارکین اور اس کی سلطنت کے بازو بنے رہتے ہیں۔ جیسا کہ غمارہ کے حالات میں ہم اسے بیان کریں گے۔

خلفاء مروانیہ اور ادارسہ: ان واقعات کے بعد خلفاء مروانیہ حکمرانان قرطبہ کے ایلچی بلاد مغرب میں پھیل جاتے ہیں۔ اور زناتہ کو بزور تیغ دبا لیتے ہیں۔ اس کے بعد بنی ایوب اور ان کے بعد معروا' فاس پر متولی اور قابض ہوتے ہیں۔ ادارسہ مع غمارہ کے ریف میں جا کے ٹھہر جاتے ہیں۔ شہر بصرہ' حجر النسر' سبتہ اور اصیلا میں ان کی حکومت وسلطنت بنی محمد اور بنی عمر کے ذریعہ سے قائم ہوتی ہے۔ چند روز کے بعد مروانیوں کو ان پر قابو مل جاتا ہے اور یہ ان کو اندلس تک پامال کرتے جاتے ہیں۔ اور بالآخر ان لوگوں کو اسکندریہ کی طرف جلاوطن کر دیتے ہیں عزیز عبیدی بن کانون اپنے بادشاہ کی جستجو میں اپنے ایلچی ملک مغرب روانہ کرتا ہے۔ منصور بن ابی عامر ان پر غالب ہو کر انہیں قتل کر ڈالتا ہے۔ اسی کے زمانہ میں ان کی حکومت و سلطنت اور نیز ملک مغرب کے سلطان ادریہ کی حکومت ختم ہو جاتی ہے۔ یہ ان ادریسیوں کی نسل سے تھا جنہوں نے غمارہ میں آ کر پناہ لی تھی اور ملوک امویہ اندلس کے مدمقابل تھے۔ جس وقت ان ادریسیوں کی حکومت وسلطنت جاتی رہی۔ تو وہ لوگ بہ حال پریشان بلاد غمارہ میں آ کر پناہ گزیں ہوئے اور وہاں پہنچ کر ان لوگوں نے ایک جدید حکومت کی بنا ڈالی جو ایک مدت تک بنی محمد اور بنی عمر اولاد ادریس بن ادریس میں قائم رہی۔ یہی وجہ تھی کہ بربریوں کا ان سے میل جول تھا۔ اور وہ ان کی اطاعت وفرماں برداری کی طرف مائل وراغب تھے۔ بنو حمود بھی.....[1] غمارہ ہی سے تھے۔ جنگ مستعین میں بربریوں کے ساتھ ملک مغرب میں چلے آئے تھے اور بحکمت عملی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی تھی اور ملک اندلس کے حکمران ہو گئے

[1] اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے۔ مترجم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ جیسا کہ آپ ان کے حالات میں ان واقعات کو پڑھیں گے۔

سلیمان اور محمد بن سلیمان: سلیمان' ادریس اکبر کا بھائی عباسیوں کے زمانہ میں ملک مغرب بھاگ گیا تھا۔ ادریس کے مرنے کے بعد اطراف تاہرت میں مقیم ہوا اور وہیں حکومت وسلطنت کا دعوے دار بنا اور بربریوں نے اس کی حکومت منظور کی اوہرا غلبہ کے اراکین دولت پنجے جھاڑ کر اس کے پیچھے پڑ گئے۔ اسی تگ ودو میں اس کے نسب کی تصحیح ہوگئی مرتا کھپتا تلمسان پہنچا اور اپنی مدبرانہ چالوں اور حکمت عملیوں سے اس پر قابض ہوگیا زناتہ اور تمام قبائل بربر نے اس کو خاندان حکومت کا ممبر تصور کر کے اس کی اطاعت قبول کر لی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا محمد بن سلیمان حکمران ہوا۔ تھوڑے دنوں بعد اس کے لڑکوں میں نفاق پیدا ہوا خود سر حکومت کرنے کی غرض سے المغرب الاوسط میں پھیل گئے۔ آپس میں حکومت وسلطنت کے حصے بخرے کر لئے۔ تلمسان پر محمد بن احمد بن قاسم بن محمد بن احمد قابض ہوا۔ میرا خیال یہ ہے کہ یہ قاسم وہی ہے جس کے نسب کا بنو عبدالواد دعویٰ کرتے ہیں کیونکہ یہ قاسم بن ادریس کے اس دعوے سے بہت زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔

ادریس بن ابراہیم: ارشکول کی زمام حکومت عیسیٰ بن محمد بن سلیمان کے قبضہ میں رہی۔ یہ شخص شعیت کی طرف مائل تھا۔ جراوہ کی حکمرانی ادریس بن محمد بن سلیمان کے قبضہ میں گئی۔ اس کے بعد ابوالعیش عیسیٰ اس کا بیٹا حکمران ہوا۔ اسی زمانہ سے اس صوبہ کی امارت کی کرسی پر اس کی آئندہ نسلیں قائم ہوتی چلی آئیں۔ چنانچہ اس کے بعد اس کا بیٹا ابراہیم بن عیسیٰ پھر اس کا بیٹا یحییٰ بن ابراہیم بعدہٗ اس کا بھائی ادریس بن ابراہیم تخت حکومت پر یکے بعد دیگرے جلوہ افروز ہوئے ادریس بن ابراہیم والی ارشکول اور خلیفہ عبدالرحمٰن ناصر سے دوستانہ مراسم تھے۔ علیٰ ہذا یحییٰ کو بھی اسی قسم کا اس سے تعلق تھا۔ میسور سپہ سالار دولت شیعہ کو اس کی طرف سے شبہ پیدا ہوا موقع پا کر ۳۳۳ھ میں گرفتار کر لیا۔ پھر جب موسیٰ بن ابوالعافیہ نے اراکین دولت شیعہ کی ہم صفیری چھوڑ کر دعوت خلافت علویہ کی بناء ڈالی اور حسن بن ابوالعیش عیسیٰ پر حیلوہ میں محاصرہ کیا اور بزور جنگ جراوہ کو حسن سے چھین لیا۔ تو حسن بھاگ کر ادریس بن ابراہیم والیٔ ارشکول کے پاس چلا گیا۔ پوری بن موسیٰ بن ابوالعافیہ نے تعاقب کیا اور ارشکول پر پہنچ کر دونوں پر محاصرہ کیا۔ آخر کار پوری نے بزور تیغ ان دونوں کو مغلوب کر کے گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر خلیفہ ناصر کے پاس بھیج دیا خلیفہ ناصر نے ان دونوں کو قرطبہ میں ٹھہرایا۔

یحییٰ بن محمد: تنش کا صوبہ ابراہیم بن محمد بن سلیمان کے قبضہ میں تھا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا محمد بعدہٗ اس کا بیٹا یحییٰ بن محمد پھر اس کا بیٹا علی بن یحییٰ جانشین ہوا۔ اسی کے زمانے میں زیری بن مناد ۳۴۴ھ میں تنش پر قابض ہوگیا تھا اور یحییٰ اپنی جان بچا کر مہر بن محمد بن خزر کے پاس بھاگ گیا۔ اس کے دونوں بیٹے حمزہ اور یحییٰ ناصر کے پاس چلے گئے۔ ناصر نے عزت واحترام سے ملاقات کی۔ چند روز بعد یحییٰ اپنی کمزور حالت درست کر کے تنش پر قبضہ کرنے کو پھر آیا مگر کامیاب نہ ہوا۔

احمد بن عیسیٰ: اسی ابراہیم والیٔ تنش کی اولاد سے احمد بن عیسیٰ بن ابراہیم والیٔ سوق (بازار) ابراہیم اور سلیمان بن محمد بن ابراہیم رؤسا المغرب الاوسط تھے اور بنی محمد بن سلیمان کی نسل سے یہ اور بطوش بن حناتش بن حسن بن محمد بن سلیمان تھا۔ ابن

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حزم کہتا ہے کہ یہ لوگ ملک مغرب میں کثرت سے تھے اور بلاد مغرب کی زمام حکومت انہی کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ ان کی ریاستیں اور حکومتیں زائل اور ختم ہوگئیں اور ان میں اب کوئی رئیس اطراف بجایہ میں باقی نہیں رہا۔ بنی حمزہ میں سے جوہر قیروان چلا آیا تھا۔ ان میں سے کچھ لوگ پہاڑ ادارس کے قرب وجوار کے دیہاتوں میں باقی رہ گئے۔ جن سے اس مقام کے بربر واقف اور آگاہ ہیں۔ واللہ وارث الارض و من علیھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب:۳

امارت زیدیہ

صاحب زنج: ابتدا ہی سے اس حکومت وسلطنت میں ایک پریشانی اور اضطراب پیدا ہو گیا تھا۔ جس کی وجہ سے اس کے بانی کی حکومت مستقل اور مستحکم نہیں ہوئی۔ عہد خلافت معتصم میں علویہ زیدیہ کے ایلچیوں نے جس کی حکومت وسلطنت کی ترغیب دینا شروع کی تھی اور جن کے ہواخواہ کثرت سے تمام ممالک میں پیدا ہو گئے تھے۔ وہ علی بن محمد بن احمد بن عیسیٰ بن زید شہید تھے۔ جس وقت ان کی شہرت ہوئی اور علم خلافت کو ان کی بڑھتی ہوئی قوت سے خطرے کا احساس ہوا تو خلافت عباسیہ کا تاج دار اس کی روک تھام کی طرف متوجہ ہوا علی بن محمد بھاگ گئے اور ان کے چچا کا بیٹا علی بن محمد بن حسن بن علی بن عیسیٰ اسی ہنگامہ میں قتل کر ڈالا گیا۔ علی بن محمد اس ہنگامہ کے بعد روپوش ہو گئے۔ صاحب زنج نے ۲۵۵ھ میں یہ دعویٰ کیا کہ میں ہی علی بن محمد ہوں۔ چند دن بعد انہوں نے ظاہر ہو کر جب بصرہ پر قبضہ حاصل کیا تو صاحب زنج کی قلعی کھل گئی۔ فوراً اس دعوے سے دست کش ہو کر یحییٰ بن زید شہید جون کی جانب اپنے کو نسباً منسوب کرنے لگے۔ مسعودی اسے طاہر بن حسین بن علی کی طرف نسباً منسوب کرتا ہے اور بعض علی بن محمد بن جعفر بن حسین بن طاہر کی طرف۔ اس نسب کے صحیح ماننے میں یہ دقت پیش آتی ہے کہ حسین بن فاطمہ بنت رسولؐ کا سلسلہ نسل صرف زین العابدین ہی سے چلا ہے۔ ابن حزم کہتا ہے کہ اس طاہر سے اگر طاہر بن یحییٰ محدث بن حسن بن عبیداللہ بن حسن اصغر بن زین العابدین مراد لئے جائیں تو سلسلہ نسب طویل ہو جاتا ہے اور حسین بن فاطمہؓ تک بارہ پشتیں ہو جاتی ہیں اور یہ امر دور از قیاس وعقل معلوم ہوتا ہے کہ جس زمانہ میں صاحب زنج ظاہر ہوا ہے اس وقت اس کی بارہ پشتیں ہو چکی ہوں۔

علماء محققین طبری اور ابن حزم وغیرہ اس امر کے مقر ہیں کہ یہ شخص قبیلہ عبدالقیس سے تھا۔ موضع ورزیفن مضافات رے میں رہتا تھا۔ علی بن عبدالرحیم اس کا نام تھا۔ چونکہ مزاج میں گھومنے کا شوق تھا دل میں سرداری اور گروہ بندی کا خیال پیدا ہوا۔ اتفاق سے انہی دنوں زیدیہ فاطمیہ بکثرت دعوے دار حکومت وخلافت ہو رہے تھے۔ جھٹ پٹ اس نے ایک نسب نامہ درست کر کے علویہ ہونے کا دعویٰ کر دیا حالانکہ اُس خاندان سے اس کو ذرا بھی تعلق نہ تھا۔ ہمارے اس بیان کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ یہ خارجی المذہب پابند عقائد ازارقہ تھا دونوں گروہوں یعنی اصحاب جمل اور صفین پر لعنت کرتا تھا۔ پھر کیونکر یہ شخص علوی صحیح النسب ہو سکتا ہے اور اسی وجہ سے اس نے اپنے کو غلط طور سے نسباً علوی بیان کیا اور اپنے دعوے کو سچائی کے ساتھ ثابت نہ کر سکا۔ اس کا سارا کارخانہ درہم برہم ہو گیا اور مار ڈالا گیا اور اس کی حکومت کا کوئی سلسلہ قائم نہ ہو سکا۔ اگرچہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے بے حد زیادتیاں کیں۔ اطراف بصرہ میں غارت گری کی بلاد اسلامیہ کا ویران اور پامال کیا۔ عساکر اسلامی کو شکست بھی دی۔ امراء و اکابرین اسلام کو شہید بھی کیا اور اپنے لئے قلعہ بھی بنوایا جس میں وہ خود مارا گیا جبکہ اس کا پیالہ حیات لبریز ہو گیا۔ جیسا کہ اللہ کا قانون بندوں میں جاری ہے۔

صاحب زنج اور اہل بحرین کی جنگ: یہ تو جملہ معترضہ تھا اب پھر ہم صاحب زنج کا حال تحریر کرتے ہیں کہ اس نے پہلے اس سے میل جول پیدا کیا جو دربار خلافت کے حاجب اور خلیفہ مستنصر کے محل سرا کے خدام تھے۔ جب اس کے متبعین کی ایک خاصی جماعت تیار ہو گئی تو یہ ان لوگوں کے ساتھ ۲۴۹ھ میں بحرین کی طرف گیا اور یہ دعویٰ کیا کہ میں علوی ہوں اور حسین بن عبیداللہ بن عباس بن علی کی نسل سے ہوں۔ لوگوں کو اپنی اطاعت کی ترغیب دی اہل ہجر کا ایک بڑا گروہ اس کا مطیع و فرماں بردار ہو گیا۔ اس کے بعد یہ احساء گیا اور بنی تمیم کے قبیلہ میں فروکش ہوا یحییٰ بن محمد ازارق اور سلیمان بن جامع اس کے ہمراہ تھا۔ اہل بحرین سے اور اس سے لڑائی ہوئی اہل بحرین نے اسے شکست دی۔ عرب کا گروہ جو اس کے رکاب میں تھا تتر بتر ہو گیا اور یہ پریشان حالت میں بھاگ کر بصرہ پہنچا۔

صاحب زنج کی بصرہ میں آمد: ان دنوں بصرہ میں بلالیہ اور سعدیہ کی درمیان جھگڑا اور فساد ہو رہا تھا۔ اس کے آنے کی خبر محمد بن رجاء والیٔ بصرہ کو ہوئی اس نے اس کی گرفتاری اور جستجو پر پولیس کو تعینات کر دیا یہ تو ہاتھ نہ آیا مگر اس کا لڑکا اس کی بیوی اور اس کے بعض ہمراہی گرفتار کر لئے گئے۔ یہ چند دن کے بعد دربار خلافت بغداد میں داخل ہوا اور اپنے کو عیسیٰ بن زید شہید کی اولاد سے ظاہر کرنے لگا۔ جیسا کہ ہم ابھی اوپر بیان کر آئے ہیں۔ چند روز بعد یہ خبر پا کر بلالیہ اور سعدیہ نے محمد بن رجاء والیٔ بصرہ کو بصرہ سے نکال دیا ہے اور اس کے اہل و عیال کو قید کی مصیبت سے رہائی مل گئی ہے۔ دارالخلافت بغداد سے بصرہ کی جانب ماہ رمضان ۲۵۵ھ میں مراجعت کی۔ یحییٰ بن محمد سلیمان بن جامع اور اہل بغداد کے بہت سے سربرآوردہ افراد جنہیں اس نے حکمت عملی سے اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔ مثلاً جعفر بن محمد صمد حانی، علی بن ابان اور عبدان بن سمینا۔ وغیرہ اس کے ہمراہ تھے۔ بصرہ کے قریب پہنچ کر پڑاؤ کیا اور زنگی غلاموں میں اپنے خیالات کو پھیلانے اور انہیں اپنی اطاعت کی ترغیب دینے لگا زیادہ زمانہ گزرنے نہ پایا تھا کہ ان زنگی غلاموں کو ان کے آقاؤں کی طرف سے برگشتہ اور بددل کر کے آزادی اور حریت کی طرف مائل کر دیا اور جب یہ خیالات ان کے دماغ میں بیٹھ گئے تو انہیں حکومت اور سلطنت کی طمع دلائی اور ایک جھنڈا بنایا جس پر آیۂ کریمہ: ﴿ان اللّٰہ اشتریٰ من المؤمنین انفسھم﴾ آخر تک لکھی تھی ان زنگی غلاموں کے آقا ان کی جستجو اور تلاش میں آئے۔ صاحب زنج نے اشارہ کر دیا اور وہ سیاہ بخت غلام اپنے آقاؤں سے لپٹ گئے۔ باہم خوب ہاتھا پائی ہوئی بصرہ اور ایلہ کی فوجیں سرکوبی کو آئیں مگر ناکام واپس گئیں۔

صاحب زنج کا ایلہ پر قبضہ: اس واقعہ کے بعد صاحب زنج قادسیہ چلا گیا۔ اسی عرصہ میں دربار خلافت بغداد سے ایک تازہ دم فوج اہل بصرہ کی کمک پر آ گئی۔ صاحب زنج سے یہ بھی شکست کھا گئی۔ تب ایک دوسری فوج جعلان ترکی کی ماتحتی میں سپہ سالار بصرہ کی حمایت پر آئی۔ باہم لڑائیاں ہوئیں آخر کار یہ بھی شکست کھا گئی اور صاحب زنج نے ایلہ وغیرہ پر قبضہ حاصل کر کے اہواز کا قصد کیا۔ اہواز میں ان دنوں ابراہیم بن مدیر خوارج پر حکومت کر رہا تھا۔ اس نے اسے بھی بزور تیغ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتح کر کے ابراہیم کو قید کر لیا۔ یہ واقعہ ۲۵۶ھ کا ہے۔ چند دن بعد ابراہیم زنگیوں کی قید سے نکل بھاگا۔

علی بن ابان زنگی: ۲۵۷ھ میں دار الخلافت بغداد سے سعید بن صالح جوان دنوں عامل بصرہ تھا۔ زنگیوں کی لڑائی پر بھیجا گیا۔ چنانچہ واسط سے فوج آرائی کر کے زنگیوں کی طرف بڑھا۔ علی بن ابان سپہ سالار زنگیاں مقابلہ پر آیا۔ ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد سعید شکست کھا کر بحرین کی طرف بھاگا اور بصرہ میں پہنچ کر قلعہ بندی کر لی علی بن ابان نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ حتیٰ کہ سعید نے امان حاصل کر کے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے۔ علی بن ابان نے شہر میں داخل ہو کر شہر لوٹ لیا۔ جامع مسجد کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا صاحب زنج کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ اسے بصرہ سے واپس بلا کر اس کے بجائے بصرہ پر یحییٰ بن محمد بحرانی کو متعین کیا۔ خلیفہ معتمد نے محمد بن مولد کو بصرہ کی طرف زنگیوں کے طوفان بے تمیزی کی روک تھام کے لئے روانہ فرمایا۔ چنانچہ محمد کو اس مہم میں کامیابی حاصل ہوئی اور بصرہ سے زنگیوں کو اس نے نکال باہر کیا۔ اس کے تھوڑے دن بعد زنگیوں پر محمد پر بہ حالت غفلت شب خون مارا۔ محمد کو اس معرکہ میں شکست ہوئی۔ زنگیوں نے محمد کو شکست دے کر اہواز کی جانب قدم بڑھائے۔ منصور خیاط والیٔ اہواز مقابلہ پر آیا۔ لیکن اپنی ناعاقبت اندیشی سے مغلوب ہو کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔

علی بن ابان اور مفلح کی جنگ: ان واقعات سے قبل خلیفہ معتمد نے اپنے بھائی ابو احمد موفق کو مکہ معظمہ سے طلب کر کے کوفہ، حرمین، طریق مکہ اور یمن کی سند حکومت عطا فرمائی تھی۔ بعدہ بغداد سواد واسط کور دجلہ، بصرہ اور اہواز کا نظم ونسق بھی اس کے قبضۂ اقتدار میں دے دیا تھا اور یہ ہدایت کر دی کہ بصرہ کور دجلہ یمامہ اور بحرین پر سعید کی بجائے یارجوج کو مامور کرنا جب سعید کو زنگیوں کے مقابلہ میں شکست ہوئی تو یارجوج نے اپنی طرف سے منصور بن جعفر کو متعین کیا زنگیوں نے اُسے مار ڈالا جیسا کہ ہم تحریر کر آئے ہیں۔ تب خلیفہ نے اپنے بھائی موفق کو ۲۵۸ھ میں زنگیوں کے مقابلہ پر روانہ فرمایا۔ اس کے مقدمۃ الجیش پر مصلح تھا۔ زنگیوں نے یہ خبر پا کر بصرہ سے نکل کر مصلح کا مقابلہ کیا علی بن ابان زنگیوں کے اس لشکر کا سردار تھا۔ مفلح کو اس معرکہ میں شکست ہوئی اور وہ جنگ کے دوران مارا گیا۔ اس کے رکاب کی فوج ادھر ادھر منتشر ہو گئی۔ موفق بہ مجبوری سامرا لوٹ آیا۔

موسیٰ بن بغا: منصور خیاط نے شکست کھانے کے بعد اہواز کی حکومت اصطیخور کو مرحمت ہوئی یحییٰ بن محمد بحرانی سپہ سالار زنگیاں جنگی کشتیوں کا بیڑہ لے کر اہواز پر قبضہ کرنے کو آیا ہوا تھا۔ مگر یہ خبر پا کر موفق ایک عظیم فوج کے ساتھ آیا ہوا تھا بلا جدال وقتال واپس لوٹ آیا۔ اصطیخور نے تعاقب کیا اور اسے گرفتار کر کے سامرا لایا اور وہیں مار ڈالا۔ صاحب زنج نے یحییٰ کے بجائے علی بن ابان اور سلیمان شعرانی کو روانہ کیا ان لوگوں نے ۲۵۹ھ میں اہواز کو اصطیخور کے قبضہ سے نکال لیا۔ اصطیخور شکست کے بعد ایک کشتی پر سوار ہو کر بھاگا۔ لیکن چونکہ اس کا وقت آ گیا تھا اتفاق سے کشتی ڈوب گئی اور وہ بھی مر گیا۔ خلیفہ معتمد نے ان لوگوں کی سرکوبی پر موسیٰ بن بغا کو صوبجات مذکورہ بالا کی سند حکومت عطا فرما کر روانہ کیا اور اس نے اپنی طرف سے نائب اہواز پر عبدالرحمٰن بن مفلح کو بصرہ پر اسحاق بن کنداجق کو باد اور دپر ابراہیم بن سلیمان کو بھیجا اور چاروں طرف سے سیاہ بخت زنگیوں پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا۔ ڈیڑھ برس تک مسلسل لڑائی جاری رہی مگر کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ اس کے بعد موسیٰ بن بغا نے استعفیٰ دے دیا۔

موفق اور یعقوب صفار کی جنگ: تب خلیفہ معتمد نے اس کے بجائے ان صوبجات پر مسرور بلخی کو مامور کیا اور زنگیوں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سر کرنے کو اپنے بھائی ابو احمد موفق کو روانہ فرمایا۔ اس روانگی سے پہلے خلیفہ معتمد نے موفق کی ولی عہدی کا اعلان فرمایا تھا کہ میرے بعد تاج وتخت اور خلافت کا مالک یہی ہوگا اور ''الناصر الدین اللہ الموفق'' کا مبارک لقب دیا تھا اور تمام مشرقی صوبجات کی اصفہان تک اور نیز حجاز کی سند حکومت عطا کی تھی۔ چنانچہ موفق اس مہم کے سر کرنے کے لئے ۲۶۲ھ میں روانہ ہوا۔ اتفاق یہ کہ یعقوب صفار کا معاملہ پیش آ گیا۔ یہ ایک بڑی فوج لئے ہوئے بغداد پر چڑھا آ رہا تھا۔ اس وجہ سے موفق یعقوب کی لڑائی میں مصروف ہو گیا۔ اس معرکہ میں یعقوب صفار کو شکست ہوئی جس قدر ملک اہواز اس کے قبضہ میں تھا نکل گیا۔

مسرور بلخی: مسرور بلخی بھی اس معرکہ میں شریک ہونے کے لئے بغداد چلا آیا تھا۔ صاحب زنج کو موقع مل گیا۔ اس کے زمانہ غیر حاضری کو اپنی کامیابی کا ذریعہ سمجھ کر لوٹ مار شروع کر دی قادسیہ تک تاخت وتاراج کرتا چلا گیا۔ رفتہ رفتہ یہ خبر دار الخلافت بغداد پہنچی۔ دربارِ خلافت سے شاہی فوجیں اغرتمش اور خشتش کی سرکردگی میں صاحب زنج کو ہوش میں لانے کی غرض سے روانہ کی گئیں۔ زنگیوں نے پہلے ہی معرکہ میں شاہی فوجوں کو شکست دے دی۔ اس جنگ میں زنگیوں کا سپہ سالار سلیمان بن جامع تھا۔ خشتش شاہی فوج کا سپہ سالار مارا گیا۔ علی بن ابان سپہ سالار زنگیاں ایک فوج لے کر اہواز گیا ہوا تھا۔ ان دنوں اس صوبہ کی حکومت محمد بن ہزارمرد کُردی کے قبضہ اقتدار میں تھی مسرور بلخی نے علی بن ابان کے قصد سے مطلع ہو کر اہواز کے بچانے کی غرض سے احمد بن نیونہ کو روانہ کیا دونوں حریفوں میں سخت خونریزی لڑائیاں ہوئیں۔ ابتداً علی بن ابان نے اہواز پر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر لیا۔ جب محمد بن ہزارمرد نے کُردوں کو جمع کر کے وہاں دوبارہ حملہ کیا تو علی بن ابان کے پاؤں میدان جنگ سے اکھڑ گئے تستر میں پہنچ کر قیام کیا اور محمد بن ہزارمرد سوس کی طرف لوٹ آیا۔

صاحب زنج اور علی بن ابان کی جنگ: صاحب زنج کا یہ خیال تھا کہ علی بن ابان میرے نام کا خطبہ پڑھے گا۔ مگر یہ خیال خام نکلا۔ یعقوب صفار سے سازش کر کے اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ اس وجہ سے علی بن ابان اور صاحب زنج کے درمیان مخالف پیدا ہو گئی۔ نوبت بہ جنگ رسید کا مضمون ہوا۔ میدان صاحب زنج کے ہاتھ رہا علی بن ابان کو شکست ہوئی تستر چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ اس وقت ملک فارس فتنہ وفساد سے بھرا ہوا تھا جس طرف آنکھ اٹھتی تھی جنگ اور خونریزی کے سوا کچھ نظر نہ آتا تھا۔ ان واقعات کے بعد یعقوب صفار اہواز پر قابض ہو گیا اور زنگیوں سے تعلقات پیدا کر لئے سلیمان بن جامع زنگیوں کا نامور سپہ سالار فوجیں مرتب کر کے ملک گیری کو بڑھا۔ موفق نے شہر واسط پر احمد بن مولد کو مامور کیا۔ زنگیوں کی طرف سے خلیل بن ابان واسط پر حملہ آور ہوا احمد بن مولد سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آیا۔ خلیل نے اس کو شکست دے کر واسط میں قتل عام کا بازار گرم کر دیا۔ یہ واقعہ ۲۲۶ھ کا ہے۔ فتح مند گروہ نے کامیابی کے بعد اطراف سواد میں نعمانیہ اور جرجرایا تک اپنے خیمہ نصب کئے اور ان مقامات کے رہنے والوں کا عام طور سے خون مباح کر دیا۔

اہواز کا محاصرہ: علی بن ابان ان دنوں پھر اہواز کی طرف گیا ہوا تھا اور اہل اہواز پر محاصرہ کر رکھا تھا۔ موفق نے مسرور بلخی کو مامور کر کے اہواز کی جانب روانہ کیا مسرور نے اپنی جانب سے تکید بخاری کو تستر روانہ کیا۔ علی بن ابان اور اس کے ہمراہی زنگیوں نے تکید کی فوج کو پسپا کر دیا مگر اس واقعہ کے بعد تکید اور علی بن ابان میں مصالحت ہو گئی۔ مسرور بلخی کو اس سے شبہ پیدا ہوا۔ بہ الزام سازش تکید کو گرفتار کر لیا اور اس کے بجائے اغرتمش کو مامور کیا۔ اغرتمش نے پہلے حملہ میں تو زنگیوں کو شکست

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے دی۔ مگر دوسرے معرکہ میں خود شکست کھا کر بھاگا۔ علی بن ابان نے محمد بن ہزار مرد کردی پر فوج کشی کر دی اور رام ہرمز کو اس کے قبضہ سے نکال لیا۔ محمد بن ہزار مرد نے دب کر دو لاکھ درہم سالانہ پر مصالحت کر لی اور یہ بھی اقرار کر لیا کہ میرے تمام صوبہ میں علی بن ابان کے نام کا خطبہ پڑھا جائے گا۔ علی بن ابان اس مہم سے فراغت حاصل کر کے اہواز کے دوسرے قلعوں کے سر کرنے کو بڑھا۔ مسرور بلخی کو اس کی خبر لگی۔ اس نے بھی فوجیں مرتب کر کے علی بن ابان کے لشکر پر دھاوا کر دیا۔ دونوں میں خوب گھما گھمی کی لڑائی ہوئی آخر کار علی بن ابان شکست کھا کر بھاگا اور اس کی ساری لشکر گاہ لوٹ لی گئی۔

معرکہ واسط: اس واقعہ سے قبل موفق نے اپنے بیٹے ابوالعباس کو ۲۶۶ھ میں دس ہزار فوج کی جمعیت سے جس وقت کہ زنگیوں نے شہر واسط کو تاخت وتاراج کیا تھا۔ براہ دریا واسط کی طرف روانہ کیا تھا۔ جنگی کشتیوں کا ایک بڑا بیڑا اس کے ہمراہ تھا۔ ابوحمزہ نصیر امیر البحر ان جنگی کشتیوں کا انچارج تھا۔ نصیر نے موفق کو تحریر کیا کہ سلیمان بن جامع زنگیوں کی طرف سے ایک بڑی فوج کے ساتھ مقابلہ پر آیا ہوا ہے بری اور بحری لڑائی کا سامان ہے اور اس کے مقدمۃ الجیش پر جنانی ہے۔ سلیمان بن موسیٰ شعرانی بھی اپنے لشکر کے ساتھ آ گیا ہے اور نہیبی واسط میں خیمہ زن ہوا ہے۔ ابوالعباس نے اپنی فوجوں کو مرتب کر کے زنگیوں پر حملہ کیا۔ سیاہ بخت زنگی کا لشکر مقابلہ نہ کر سکا۔ پیچھے ہٹا ابوالعباس کی فوج نے بڑھ کر ان کے مورچوں پر قبضہ کر لیا اور زنگی فوجیں واسط میں ٹھہری ہوئی شاہی لشکر کا مقابلہ کرتی رہیں۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں اور ہر لڑائی میں زنگیوں ہی کو شکست ہوئی۔ صاحب زنج نے اپنی متواتر شکستوں سے متاثر اور خائف ہو کر علی بن ابان اور سلیمان بن جامع کو متفق ہو کر ابوالعباس بن موفق سے جنگ کرنے کا حکم دیا جاسوسوں نے موفق تک یہ خبر پہنچا دی۔

موفق کی واسط کو روانگی: چنانچہ موفق ماہ ربیع الاوّل ۲۶۷ھ میں بغداد سے واسط کی طرف روانہ ہوا اور منیعہ میں پہنچ کر زنگیوں پر حملہ کر دیا۔ زنگی فوجیں اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئیں ابوالعباس بن موفق کے لشکر نے تعاقب کیا۔ منیعہ کا میدان کشت وخون سے لالہ زار بن گیا تھا۔ مقتولوں اور قیدیوں کی کوئی صحیح تعداد بیان نہیں کی جا سکتی۔ جس طرف آنکھ اٹھتی تھی مقتول ہی مقتول نظر آتے تھے۔ فتح مند گروہ کا جو سپاہی دکھائی دیتا تھا وہ دو چار قیدیوں کو ضرور گرفتار کئے لاتا تھا۔ منیعہ کا شہر منہدم ومسمار کر دیا گیا۔ خندق جو شہر پناہ کے اردگرد تھی پاٹ دی گئی۔ سلیمان بن موسیٰ شعرانی اور سلیمان بن جامع کسی نہ کسی طرح اپنی جان بچا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ ابوالعباس نے منصورہ وطہثا کی طرف قدم بڑھائے اور پہنچتے ہی اس پر قبضہ کر لیا۔ مال اسباب اور خزانہ وغیرہ جو کچھ تھا سب لوٹ لیا۔ شہر پناہ کو منہدم کر کے خندق پٹوا دیا۔ سلیمان ابن جامع بھاگ کر واسط پہنچا۔ ابوالعباس نے بھی منصورہ کو سر کرنے کے بعد واسط کی طرف مراجعت کی۔ اس کے بعد موفق نے اپنی فوج کو دو حصوں پر تقسیم کیا ایک حصہ پر اپنے بیٹے ہارون کو واسط میں چھوڑا اور دوسرے حصہ کو مرتب اور مسلح کر کے زنگیوں کی سرکوبی کے لئے اہواز کی طرف بڑھا۔ اتنے میں یہ خبر سننے میں آئی کہ زنگیوں نے طہثا اور منصورہ کی جانب مراجعت کی ہے۔ اسی وقت اپنی رکاب کی فوج سے چند دستہ فوج کو آزمودہ کار سرداران کی ماتحتی میں ان زنگیوں کے سر کرنے کو روانہ کیا جو طہثا اور منصورہ کی طرف لوٹ آئے تھے اور خود جس قصد وارادہ سے نکلا تھا۔ اسی ارادہ کی تکمیل کو مدنظر رکھ کر کوچ کر دیا۔ رفتہ رفتہ سوس پہنچا۔ اس وقت علی بن ابان اہوازی میں مقیم تھا۔ موفق کے آنے کی خبر پا کر چند دستہ فوج اہواز کی حفاظت پر چھوڑ کر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے سردار صاحب زنج کے پاس چلا گیا۔ زنگیوں میں سے جو لوگ اہواز میں باقی رہ گئے تھے۔ انہوں نے موفق سے امن کی درخواست کی موفق نے ان کی درخواستیں منظور کر لیں۔ ان کو امن دے کے تستر کی طرف چلا گیا۔ محمد بن عبداللہ کردی بھی شاہی امن حاصل کر کے اہواز چلا آیا۔

مختارہ پر قبضہ: موفق نے اپنے ایک بیٹے ہارون کو فرات بصرہ کی نہر مبارک پر جامع فوج کے ملنے کو لکھ بھیجا اور دوسرے بیٹے ابوالعباس کو نہر ابی خصیب پر خبیث سے جنگ کرنے کو روانہ کیا۔ خبیث کے سرداران لشکر کے ایک گروہ نے امان کی درخواست کی ابوالعباس نے منظور کر لی اور امان دے کر ان کے عذرات قبول کر لئے اس کے بعد لشکر مرتب کر کے شہر مختارہ پر چڑھائی کی۔ براہ دریا بھی فوجیں بھیجیں۔ پچاس ہزار شاہی فوج تھی اور زنگیوں کی فوج کی تعداد تین لاکھ تھی۔ ابوالعباس نے جا بجا دھس اور دمدمے بندھوائے۔ موقع موقع سے منجنیقیں نصب کرائیں مورچے قائم کئے اور رہنے کے لئے شہر موفقہ کا بنیادی پتھر رکھا۔ قرب و جوار کے شہروں سے رسد و غلہ کی طلبی کا فرمان بھیجا اور مختارہ کی رسد و غلہ کی آمد و رفت بند کر دی۔ یہ تو خشکی کا انتظام تھا دریائی محاصرہ کی غرض سے جنگی کشتیوں کے متعدد بیڑے ہر وقت دریا میں پھر رہے تھے۔ ماہ شعبان ۲۶۷ھ سے ماہ صفر ۲۷۰ھ تک نہایت شدت کے ساتھ مختارہ کا محاصرہ کئے رہا۔ اس کے بعد مجموعی قوت سے حملہ کر کے بزور تیغ مختارہ پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔

صاحب زنج کا خاتمہ: خبیث مع اپنے بیٹے انکلائے اور سلیمان بن جامع کے ایک قلعہ کی طرف بھاگا۔ جو اسی غرض سے پہلے سے تجویز کیا گیا تھا۔ شاہی لشکر کے ایک دستہ نے تعاقب کیا خبیث ابھی قلعہ تک نہ پہنچنے پایا تھا کہ شاہی لشکر نے جا کر اسے گھیر لیا۔ دونوں حریفوں میں دو دو ہاتھ ہوئے خبیث شکست کھا کر بھاگا۔ اس کے اکثر ہمراہی مارے گئے۔ سلیمان بن جامع گرفتار کر لیا گیا۔ اس کے بعد صاحب زنج بھی اسی دار و گیر میں مارا گیا اور اس کا سر اتار کر موفق کے پاس لایا گیا۔ انکلائے مع پانچ ہزار زنگیوں کے بھاگ کر دینار ی پہنچا۔ شاہی لشکر نے تعاقب کیا اور ان سب کو گرفتار کر لیا۔ اس کے سپہ سالاروں میں سے ورمونہ نامی ایک سپہ سالار شاہی لشکر کا رسد و غلہ بند کرنے کو بطیحہ چلا گیا تھا۔ جب اسے اپنے سردار کے مارے جانے کی خبر پہنچی۔ تو اس نے بھی موفق سے امان کی درخواست کی موفق نے اسے بھی امان دے دی۔ اس خداداد کامیابی کے بعد موفق چند دن تک اپنے شہر میں مقیم رہا۔ اس کے بعد بصرہ، اہلیہ اور کور دجلہ پر ایک شخص کو مقرر کر کے دارالخلافت بغداد کی جانب مراجعت کی۔ چنانچہ ماہ جمادی الاول ۲۷۰ھ میں بغداد پہنچ گیا۔ صاحب زنج کا صرف ایک لڑکا محمد نامی ملقب بہ ''انکلائے'' تھا۔ زنگی زبان میں اس کے معنی ''شاہزادہ'' کے ہیں۔ یحییٰ، سلیمان اور فضل گرفتار ہو کر مطبق میں قید کر دیئے گئے یہاں تک کہ مر گئے۔ واللہ وارث الارض و من علیھا.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۷

امارتِ علویہ دیلم وجبل

حسن بن زید: ابوجعفر منصور نے علویہ میں سے بنی حسن سبط کو اور بنی حسن سبط میں سے حسن بن زید بن حسن کو منتخب کر کے مدینہ منورہ کی گورنری مرحمت فرمائی تھی یہ وہی شخص ہے جس نے امام مالک رحمتہ اللہ کی آزمائش کی تھی۔ جیسا کہ مشہور ہے اور اسی نے خلیفہ منصور کو بنی حسن کی جانب سے بدظن ومشتبہ کیا تھا۔ محمد مہدی اور اس کے بیٹے عبداللہ کی سازش اور مخالفت کی اطلاع منصور تک اسی نے کی تھی۔ یہاں تک کہ منصور نے ان لوگوں کو گرفتار کر کے عراق بھیج دیا تھا۔ جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں۔ ان کے اقارب رے میں تھے۔ اسی خاندان سے حسن بن زید بن محمد بن اسماعیل بن حسن والیٔ مدینہ منورہ تھا۔

محمد بن اوس: جس وقت محمد بن اوس (جو سلیمان بن عبداللہ بن طاہر نائب محمد بن طاہر کی طرف سے عامل طبرستان تھا۔) اور محمد وجعفر پسران رستم والیان اطراف طبرستان میں اختلاف پیدا ہوا جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ اس وقت طبرستان کے قرب وجوار کے رہنے والوں نے اسے دیلم سے امداد کی درخواست کرنے کی ترغیب دی یہ لوگ اس وقت مجوسی المذہب تھے۔ اور ان کا بادشاہ اہشوذار بن حسان تھا۔ ان لوگوں نے پسران رستم کی درخواست منظور کر لی اور محمد بن اوس سے جنگ کرنے کو اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس عداوت کے باعث کہ محمد بن اوس نے دیلم کے شہروں کو خوب خوب پامال اور تاخت وتاراج کیا تھا۔ پسران رستم نے محمد بن ابراہیم کو طبرستان سے حکومت کرنے کی غرض سے بلا بھیجا۔ محمد بن ابراہیم نے خود تو منظور نہ کیا۔ لیکن حسن بن زید کا پتہ بتا دیا کہ وہ رے میں ہیں اور اس امر کے مستحق ہیں۔ ان لوگوں نے محمد بن ابراہیم کے خط کے ذریعہ سے حسن بن زید کو طلبی کا خط لکھا اور بلانے کی غرض سے اپنے خاص اور معتمد علیہ آدمی روانہ کئے چنانچہ حسن بن زید رے سے دیلم میں تشریف لائے صرف دیلم اور پسران رستم نہیں بلکہ طبرستان کے تمام اطراف وجوانب کے امیروں نے متفق ہو کر حسن بن زید کی حکومت کی بیعت کی۔ ان کے علاوہ اہل جبال طبرستان نے بھی اس کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی۔

حسن بن زید کا آمد پر قبضہ: حسن بن زید نے ان سب کو فوجی صورت میں مرتب کر کے آمد پر فوج کشی کر دی۔ محمد بن اوس بھی اپنی فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا اور آمد کے باہر لڑائی چھڑ گئی۔ حسن بن زید نے چند دستہ فوج اپنی فوج سے علیحدہ کر کے آمد پر دوسری جانب سے حملہ کر دیا۔ اس وقت آمد میں سوائے معدودے چند سپاہیوں کے جو انتظام اور حفاظت کی غرض سے شہر میں رہ گئے تھے اور کوئی سردار موجود نہ تھا حسن بن زید نے بہ کمال آسانی آمد پر قبضہ کر کے اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساریہ پر قبضہ: محمد بن اوس گھبرا کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا اور بہ ہزار دقت وخرابی بسیار اپنی جان بچا کر سلیمان بن عبداللہ بن طاہر کے پاس ساریہ پہنچا۔ حسن نے تعاقب کیا سلیمان اپنا لشکر آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا۔ گھمسان کی لڑائی ہونے لگی۔ حسن نے اپنے ایک سپہ سالار کو فوج کے چند دستوں کے ساتھ دوسری طرف سے ساریہ پر حملہ کرنے کو روانہ کیا جس کی خبر اس کی حمایت کرنے والے سلیمان بن عبداللہ کو نہ تھی۔ اس سپہ سالار نے پہنچتے ہی ساریہ پر قبضہ کر لیا۔ سلیمان اس غیر متوقع شکست سے گھبرا کر جرجان کی طرف بھاگا حسن نے اس کے لشکر گاہ اور ان تمام چیزوں پر جو وہاں تھیں اور اس کے حرم اور اولاد پر بھی قبضہ کر لیا۔ حرم اور اولاد کو کشتیوں پر سوار کر کے سلیمان کے پاس بھیج دیا اور مال واسباب وغیرہ اپنے قبضے میں کر لیا۔ بعض مؤرخین کا یہ خیال ہے کہ سلیمان نے بوجہ اس تشیع کے جو بنی طاہر میں تھی قصداً یہ شکست اٹھائی تھی۔

طبرستان پر قبضہ: اس کے بعد حسن بن زید نے طبرستان کا رخ کیا اور اس پر قابض ہو گیا سلیمان دُم دبا کر طبرستان سے بھاگ گیا۔ پھر کیا تھا حسن کے حوصلے اور بڑھ گئے۔ تمام صوبہ طبرستان میں اپنے ایلچیوں کو پھیلا دیا اور اپنے آپ کو ''داعی علوی'' کے لقب سے مشہور کیا۔ رے کی طرف اپنے برادر عم زاد قاسم بن علی بن اسماعیل کو روانہ کیا ان دنوں رے میں قاسم بن علی بن زین العابدین سیمری تھا۔ چنانچہ قاسم نے رے پر قبضہ کر کے اپنی طرف سے بطور اپنے نائب کے محمد بن جعفر بن احمد بن عیسیٰ بن حسین صغیر بن زین العابدین کو مامور کیا۔

قزوین پر قبضہ: قزوین کی جانب حسین معروف بہ کوکبی بن احمد بن اسماعیل بن محمد بن جعفر کو بھیجا۔ والیٔ قزوین نے اسے شکست دی تب حسن بن زید نے اپنے نامور سپہ سالار دواجن کو محمد بن میکال والی قزوین کی سرکوبی کو روانہ کیا۔ چنانچہ دواجن نے محمد کو شکست دے کر قتل کر ڈالا اور قزوین پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۲۵۰ھ کا ہے۔

حسن بن زید کی پسپائی: ان واقعات کے بعد سلیمان بن عبداللہ بن طاہر نے فوجیں آراستہ ومرتب کر کے جرجان سے طبرستان پر فوج کشی کی۔ حسن بن زید یہ خبر پا کر طبرستان چھوڑ کر دیلم چلے گئے۔ سلیمان نے طبرستان میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ساریہ کی طرف بڑھا۔ قاران بن شہرزاد کے لڑکے اور اہل آمد نے حاضر ہو کر علم خلافت کی اطاعت قبول کی۔ سلیمان نے ان کی تقصیر معاف کر دی اس کے بعد محمد بن طاہر نے بقصد جنگ حسن بن زید پر فوج کشی کی۔ محمد اور حسن میں سخت خونریز لڑائیاں ہوئیں آخر کار حسن کو شکست ہوئی تین سو چالیس نامی گرامی سردار مارے گئے۔ پھر ۲۵۳ھ میں موسیٰ بن بغا ان لوگوں سے جنگ کرنے کو فوجیں مرتب کر کے دارالخلافت بغداد سے چلا مقام قزوین میں حسین کوکبی سے مڈبھیڑ ہوئی حسین شکست کھا کر دیلم بھاگ گیا اور موسیٰ بن بغا نے قزوین پر قبضہ کر لیا۔

بنی طاہر کا زوال: اس کے بعد حسین کوکبی نے ۲۵۶ھ میں بلاد دیلم سے مراجعت کی اور بلا کسی مزاحمت اور جنگ کے رے پر قبضہ کر لیا۔ قاسم بن علی اس کے بعد ہی ۲۵۷ھ میں کرخ پر قابض ہو گیا۔ حسن بن زید نے جرجان پر چڑھائی کی۔ محمد بن طاہر والیٔ خراسان نے جرجان کے بچانے کے لئے فوجیں روانہ کیا۔ لیکن حسن بن زید نے انہیں پسپا کر کے جرجان پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ اس واقعہ سے بنی طاہر کی حکومت خراسان سے جاتی رہی اور طوائف الملوکی کا زمانہ شروع ہو گیا۔ آج اسے خراسان پر حکومت کا اعزاز حاصل ہے تو کل اسے غرض یہی داعی خراسان کی حکمرانی الٹ پلٹ کرتا رہا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

..... یہاں تک کہ یعقوب صفار نے خراسان کو اس کے قبضہ وتصرف سے نکال لیا۔ اس کے بعد حسین نے ۲۵۹ھ میں فومس کو اس کے قبضہ سے نکال لیا۔

یعقوب صفار کا طبرستان پر قبضہ: عبداللہ سنجری اور یعقوب بن لیث صفار میں دربارہ ریاست سجستان ایک مدت سے چھیڑ چھاڑ چل رہی تھی پس جس وقت یعقوب کو سجستان کی حکومت مل گئی۔ عبداللہ سنجری نے نیشاپور پر فوج کشی کی تو عبداللہ سنجری حسن بن زید کے پاس بھاگ گیا اور ساریہ میں جا کر قیام پزیر ہوا۔ یعقوب صفار نے حسن بن زید سے عبداللہ کو طلب کیا۔ حسن بن زید نے واپس کرنے سے انکار کیا۔ اس بنا پر یعقوب نے ۲۶۰ھ میں حسن پر فوج کشی کی اور حسن کو لڑ کر شکست دے دی حسن شکست کھا کر دیلم کے ملک میں چلا گیا اور عبداللہ سنجری نے رے میں جا کر دم لیا۔ یعقوب نے کامیابی کے ساتھ ساریہ اور آمد پر قبضہ حاصل کر لیا اور سال بھر کی مال گزاری بھی وصول کر لی۔ اس کے بعد حسن کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ اتفاق وقت سے راستہ بھول کر طبرستان کے پہاڑوں میں جا پھنسا بارش اور راستہ کے کیچڑ سے بہ ہزار دقت وخرابی بسیار اپنی جان بچا کر واپس آیا۔ دربارِ خلافت میں حسن کے حالات اور جو کچھ اس کے ساتھ اس نے کیا تھا۔ تمام حالات اطلاعاً لکھ بھیجے اور عبداللہ سنجری کے تعاقب کے لئے رے کی جانب کوچ کیا۔ والیٔ رے نے یہ خبر پا کر عبداللہ کو گرفتار کر کے یعقوب کے پاس بھیج دیا۔ یعقوب نے اسے قتل کر ڈالا۔

حسن بن زید اور سجستانی: اس واقعہ کے بعد ۲۶۱ھ میں حسن بن زید نے اپنی جمعیت درست کر کے طبرستان کی جانب پھر مراجعت کی اور اسے یعقوب صفار کے عمال سے چھین لیا۔ اس کے بعد سجستانی نے یعقوب بن لیث صفار سے خراسان میں بغاوت کی اور خراسان کو اس کے قبضہ سے نکال لیا۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ ابوطلحہ بن شرکب نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر سجستانی پر چڑھائی کر دی۔ سجستانی بھی خم ٹھونک کر میدانِ جنگ میں آ گیا ۲۶۵ھ میں گھمسان کی لڑائی ہوئی اور آخر کار سجستانی نے جرجان کو ابوطلحہ کے قبضہ سے نکال لیا۔ یعقوب صفار کے انتقال کے بعد اس کے بھائی عمر بن لیث سے جنگ کرنے کے لئے نکلا۔ جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔ ۲۶۶ھ میں حسن بن زید اور سجستانی کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ حسن نے سجستانی پر فوج کشی کی اس معرکہ میں سجستانی کو شکست ہوئی۔

حسن کی وفات: حسن نے جرجان پر قبضہ کر لیا۔ سجستانی بھاگ کر آمد پہنچا۔ حسن نے بڑھ کر ساریہ پر قبضہ کر لیا اور حسن بن محمد بن جعفر بن عبداللہ عبیبی بن حسین اصغر بن زین العابدین کو مامور کر کے مراجعت کی۔ اس کے بعد حسن بن محمد حسن بن زید کے مرنے کی خبر مشہور کر کے خود حکومت وسلطنت کا دعویٰ دار بن گیا۔ ایک جماعت نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اس کے تھوڑے ہی دن بعد حسن بن زید ساریہ آ گیا اور حسن بن محمد کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔

محمد بن زید: ماہ رجب ۲۷۰ھ میں حسن بن زید والیٔ طبرستان نے فتح پائی۔ اس کی جگہ اس کا بھائی محمد بن زید جانشین ہوا۔ پہلے یہ لوگ ابن طاہر کی وجہ سے خراسان میں رہتے تھے۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ اس کے بعد یعقوب صفار نے خراسان پر قبضہ کر لیا۔ چند روز بعد احمد سجستانی نے اس سے بغاوت کی اور لڑ کر خراسان کو یعقوب کے قبضہ سے نکال لیا۔ اس واقعہ کے بعد یعقوب ۲۶۵ھ میں مر گیا۔ اس کے بجائے اس کا بھائی عمرو کرسی حکومت پر متمکن ہوا اور فوجیں مرتب کر کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خراسان پر چڑھائی کر دی۔ بجتانی ان دنوں خراسان میں تھا۔ دونوں میں متعدد لڑائیاں ہوتی رہیں اور حسن داعی طبرستان ان دونوں کا مقابلہ کر رہا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے بھی وفات پائی۔ اس کی جگہ اس کا بھائی محمد بن زید تختِ حکومت پر جلوہ افروز ہوا جیسا کہ آپ ابھی اوپر پڑھ آئے ہیں۔

رے پر فوج کشی: ان واقعات کے دوران موفق نے قزوین پر قبضہ کر لیا اور انتظاماً اپنے خادموں میں سے اذکرتکین کو متعین کیا۔ اذکرتکین نے ۲۷۲ھ میں رے پر فوج کشی کی محمد بن زید دیلم اور اہل طبرستان و خراسان کی ایک بہت بڑی فوج مرتب کر کے مقابلہ پر آیا۔ کثرتِ فوج کے باوجود شکست کھا کر بھاگا۔ چھ ہزار فوج کھیت رہی۔ دو ہزار گرفتار کر لی گئی۔ لشکر گاہ لوٹ لی گئی اور رے پر علم خلافت کا قبضہ ہو گیا۔ اذکوتگین نے اپنے عمال کو صوبہ رے کے شہروں پر مقرر و متعین کیا۔

عمرو بن لیث: پھر بجتانی کا جامِ حیات لبریز ہوا۔ داعی اجل کو لبیک کہہ کر ملک عدم کی طرف کوچ کیا۔ اس کی جگہ خراسان میں رافع بن لیث نامی ایک شخص سپہ سالاران طاہریہ سے متمکن ہوا۔ محمد بن زید اور رافع سے ان بن ہو گئی۔ کچھ دن تک باہم لڑائیاں ہوتی رہیں۔ آخر کار ۲۸۱ھ میں باہم مصالحت ہو گئی۔ ۲۸۲ھ میں رافع نے اس شرط سے محمد بن زید کا نام خطبہ خراسان میں پڑھوایا کہ محمد بن زید عمرو بن لیث کے مقابلے میں رافع کا معین و مددگار رہو چنانچہ محمد بن زید نے عمرو بن لیث کو رافع بن لیث سے لڑنے کی دھمکی کا خط تحریر کیا۔ اس وقت تو کسی مصلحت سے عمرو بن لیث خاموش رہا۔ لیکن اس کے کچھ عرصہ بعد عمرو بن لیث نے رافع کو دبا لیا۔ مگر پھر بھی محمد بن زید کی بے عزتی روا نہ رکھی۔ اسے اس قدر موقع دے دیا کہ یہ اس کے لئے طبرستان چھوڑ کر دیلم چلا گیا۔

عمرو بن لیث کی شکست: عمرو بن لیث نے خراسان پر قابض ہونے اور رافع کو قتل کرنے کے بعد خلیفہ معتضد کی خدمت میں ماوراء النہر کی سند حکومت عطا ہونے کی درخواست بھیجی۔ دربار خلافت سے اس درخواست کی منظوری ہو گئی۔ رفتہ رفتہ یہ خبر اسماعیل بن احمد سامانی تک پہنچی۔ جو اس اطراف کے ممالک کا حکمران تھا فوراً فوجیں آراستہ کر کے دریائے جیحون کو عبور کیا اور عمر بن لیث سے جا بھڑا عمرو بن لیث کو اس معرکہ میں شکست ہوئی لوٹ کر بخارا گیا اور وہاں سے نیشاپور کو روانہ ہوا نیشاپور میں پہنچ کر فوجیں درست کیں سامان جنگ فراہم کیا اور بقصد جنگ اسماعیل سامانی نیشاپور سے بلخ کی طرف روانہ ہوا نہر بلخ پر پہنچ کر کشتیوں کی عدم موجودگی سے کنارے پر رُک رہا۔ اسماعیل سامانی کو اس کی خبر لگی۔ جھٹ پٹ نہر بلخ کو عبور کر کے چاروں طرف سے رات کے وقت ناکہ بندی کر لی۔ صبح ہوئی تو عمرو بن لیث نے اپنے کو اسماعیل سامانی کے محاصرے میں پایا۔ عمرو بن لیث نے محاصرہ توڑ کر نکل جانے کی کوشش کی۔ مگر ناکام رہا۔ بہت بڑی خونریز لڑائی ہوئی۔ آخر الامر اسماعیل سامانی نے ایک طرف سے راستہ دے دیا۔ عمرو بن لیث اسے غنیمت تصور کر کے اس طرف بڑھا۔ اسماعیل کے آدمیوں نے پہنچ کر گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر اسماعیل کے پاس لائے۔ اسماعیل نے ۲۸۸ھ میں خلیفہ معتضد کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ خلافت مآب نے جیل میں ڈال دیا اور اسماعیل کو ان شہروں کی بھی سند حکومت عطا فرمائی جو عمرو بن لیث کے قبضہ و تصرف میں تھے۔

محمد بن زید کی وفات: جس وقت عمرو بن لیث کی گرفتاری اور اسماعیل سامانی کی کامیابی کی خبر محمد بن زید تک پہنچی تو اس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیال سے کہ مبادا اسماعیل مجھ پر حملہ آور نہ ہو۔ فوجیں آراستہ کر کے طبرستان سے بقصد جنگ اسماعیل نکل کھڑا ہوا۔ سفر و قیام کرتا ہوا جرجان پہنچا اسماعیل نے ناصحانہ طور پر اس لاحاصل خونریزی سے باز آنے کا خط لکھا۔ لیکن جب محمد نے انکاری جواب دیا تو اسماعیل نے محمد بن ہارون کو ایک عظیم الشان فوج کی افسری کے ساتھ محمد بن زید کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ محمد بن ہارون پہلے رافع بن ہرثمہ کے سپہ سالاروں میں سے تھا رافع کے قتل ہونے کے بعد عمرو بن لیث کی خدمت میں آ گیا تھا اور عمرو بن لیث کی گرفتاری کے بعد اسماعیل سامانی کا مطیع اور ملازم ہو گیا۔ محمد بن زید اور محمد بن ہارون میں جرجان کے میدان میں ہنگامہ کارزار گرم ہوا پہلی لڑائی میں تو محمد بن ہارون کو شکست ہوئی۔ لیکن شکست کھانے کے بعد محمد نے اپنے پُرزور حملہ سے محمد بن زید کو پسپا کر دیا۔ اس کا سارا لشکر بے ترتیبی کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کے لشکر کا ایک گروہ کثیر کام آ گیا۔ اس کا بیٹا زید گرفتار کر لیا گیا اور یہ خود بھی زخمی ہوا۔ جس کے صدمہ سے تھوڑے ہی دن بعد مر گیا۔ محمد بن ہارون اس کے لشکر گاہ کو لوٹ کر طبرستان کی جانب بڑھا اور اس پر قابض ہو گیا۔ نامہ بشارت فتح یزید کی معرفت اسماعیل کی خدمت میں روانہ کیا۔ اسماعیل نے خوش ہو کر بخارا میں قیام کرنے کا حکم دیا اور اس کی تنخواہ بڑھا دی منصب اور جاگیر عطا کی۔

دیلم پر فوج کشی: پھر ۲۸۹ھ میں اسماعیل سامانی نے دیلم پر فوج کشی کی۔ اس وقت اس کی زمام حکومت ابن حسان کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ اسماعیل کو اس مہم میں بھی کامیابی نصیب ہوئی اور اسی وقت سے خراسان کے علاوہ طبرستان اور جرجان پر بھی سامانی جھنڈا کامیابی کے ساتھ ہوا میں اڑنے لگا یہاں تک کہ اس ملک میں اطروش ظاہر ہوا جیسا کہ آئندہ آپ پڑھیں گے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد زید بن محمد بن زید نے طبرستان پر حکمرانی کی تھی اور اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا حسن بن زید کرسی حکومت پر جلوہ افروز ہوا تھا۔

اطروش: اطروش عمرو بن زین العابدین کی اولاد سے تھا۔ جو زمانہ خلیفہ معتصم میں طالقان کا داعی تھا۔ اس کا تذکرہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ اطروش کا نام حسن تھا۔ علی بن حسن بن علی بن عمر بن زین العابدین کا بیٹا تھا۔ محمد بن زید کی شہادت کے بعد دیلم چلا گیا۔ تیرہ برس تک وہیں ٹھہرا رہا اور اسلام کی دعوت و تعلیم دیتا رہا اور صرف انہیں لوگوں سے عشر لینے پر اکتفا و قناعت کرتا رہا۔ اگرچہ دیلم کا بادشاہ (ابن حسان) اس کی مدافعت اور روک تھام کرتا جاتا تھا۔ مگر پھر بھی دیلم کا ایک بڑا گروہ اس کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا اور اس کی اطاعت قبول کر لی۔ اطروش نے دیلم میں مسجدیں بنوائیں اور انہیں مذہب شیعہ زیدیہ کی تعلیم دی۔ اسی باعث یہ لوگ اس مذہب کے پابند ہوئے۔ اس کے بعد اطروش نے ان لوگوں کو طبرستان پر حملہ کرنے کی ترغیب دی چونکہ احمد بن اسماعیل بن سامان کی طرف سے محمد بن نوح طبرستان پر حکمرانی کر رہا تھا اور دیلم پر اس کے بے شمار احسانات تھے۔ اس وجہ سے اہل دیلم نے اطروش سے طبرستان پر حملہ آور ہونے کی بابت عذر کیا۔

اطروش کا طبرستان پر قبضہ: چند دن بعد احمد سامانی نے محمد بن نوح کو حکومت طبرستان سے معزول کر کے ایک دوسرے شخص کو مامور کیا اس نے اہل طبرستان کے ساتھ بہت برے برتاؤ کئے۔ ظلم و ستم کا کوئی دقیقہ بھی اٹھا نہ رکھا۔ احمد سامانی نے اسے معزول کر کے محمد بن نوح کو پھر حکومت طبرستان پر واپس بھیج دیا۔ پھر محمد بن نوح کے انتقال کے بعد ابوالعباس محمد بن ابراہیم صعلوک کو متعین کیا۔ اس نے بھی اہل دیلم اور روسا طبرستان کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کئے۔ جس سے ان لوگوں نو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناراضگی پیدا ہوئی۔ حسن اطروش کو طبرستان پر قبضہ کر لینے کو بلا بھیجا۔ حسن کی منہ مانگی مراد بر آئی۔ لشکر آراستہ کر کے طبرستان پر چڑھ آیا۔ ابوالعباس یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا۔ سالوس سے ایک منزل کے فاصلہ پر دریا کے کنارے صف آرائی کی نوبت آئی۔ ابوالعباس کو شکست ہوئی چار ہزار لشکر اس معرکہ میں کام آیا۔ بقیۃ السیف پر اطروش نے سالوس میں محاصرہ کیا۔ حتیٰ کہ محصورین نے امان کی درخواست کی اطروش نے ان لوگوں کو امان دے دی آمد میں پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ اس کے بعد حسن بن قاسم بن علی بن عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن بطحانی بن قاسم بن حسن بن زید والیٔ مدینہ (اطروش کا داماد) آ پہنچا اور تمام پناہ گزینوں کو قتل کر ڈالا اطروش اس وقت موجود تھا۔ اطروش نے اس مہم سے فارغ ہو کر طبرستان کے پورے صوبہ پر قبضہ کر لیا اور حسن بن قاسم اپنے کو ''ناصر'' کے لقب سے ملقب کرنے لگا۔ یہ واقعہ ۳۰۱ھ کا ہے۔

اطروش کا قتل: ابوالعباس شکست کھا کر رے چلا گیا اور پھر رے سے بغداد کی طرف کوچ کیا۔ اس کے بعد ۳۰۲ھ میں ناصر نے آمد سے نکل کر سالوس میں پڑاؤ کیا ابوالعباس کو اس کی خبر لگی۔ فوجیں مرتب کر کے پھر مقابلہ پر آ گیا۔ دونوں حریفوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی حسن داعی یعنی حسن بن زید نے اسے شکست دی اس کے بعد سعید بن نصر بن احمد نے خراسانی لشکروں کے ساتھ اطروش پر ۳۰۴ھ میں حملہ کیا اور شکست دے کر اسے قتل کر ڈالا۔ اطروش کے مارے جانے کے بعد اس کا داماد اور اس کے بیٹے حکمرانی کرنے لگے۔ ان لوگوں میں باہم متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔ اطروش کے تین بیٹے تھے۔ ابوالقاسم، حسن اور حسین اس کے لشکر کے تمام سپہ سالار اور سردار دیلمی تھے۔ انہی میں سے لیلیٰ بن نعمان (اس کو اطروش کے داماد حسن نے جرجان پر مامور کیا تھا) اور ماکان بن کالی تھا۔ (یہ استر آباد میں حکمرانی کرتا تھا) اس کے دیلمی سرداروں کے دوسرے گروہ سے اسفار بن شیرویہ (یہ ماکان کے ہمراہیوں میں سے تھا۔) سبکری اور مراداویج تھا۔ (یہ دونوں اسفار کے ہمراہیوں سے تھا) اور سولویہ مراداویج کا ہمراہی اور مصاحب تھا۔ ان سب کے حالات آئندہ تحریر کئے جائیں گے۔

حسن بن قاسم: حسن بن قاسم اطروش کا داماد، ہر کام میں اطروش کا پیرو اور مقلد تھا۔ اسی وجہ سے یہ ''داعی صغیر'' کے لقب سے ملقب کیا جاتا تھا۔ اس نے ۳۰۸ھ میں سپہ سالاران دیلم میں سے لیلیٰ بن نعمان کو جرجان پر مامور کیا۔ اسے اس کی قوم میں بہت بڑا اعزاز اور افتخار حاصل تھا اطروش اور اولاد اطروش اسے ''المولدین المنتصر لآل رسول اللہ'' کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ ان دنوں خراسان کی زمام حکومت نصر بن احمد سامانی کے قبضہ اقتدار میں تھی اس کی سرحد طبرستان کی طرف سے دامغان تک تھی۔ بنی سامان کا ایک غلام قراتکین نامی اس سرحد پر مامور تھا۔ اس کا لیلیٰ بن نعمان سے جھگڑا پیدا ہو گیا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ آخر کار لیلیٰ نے اسے شکست دی اس واقعہ سے اس کی عظمت و شوکت اور بڑھ گئی۔ قراتکین کا غلام فارس بھی اس کے پاس چلا گیا۔ اس نے فارس کی بڑی آؤ بھگت کی اور اس سے اپنی بہن کا عقد کر کے رشتہ مصاہرت قائم کر لیا۔ اس کے بعد ابوالقاسم بن حفص ہمشیرزادہ احمد بن سہل سپہ سالار ملوک سامانیہ نے جب کہ اس کے ماموں (احمد کا کارخانہ درہم برہم ہوا امان کی درخواست کی۔ لیلیٰ نے امان دے کر اپنے پاس بلا لیا۔ کچھ عرصہ بعد حسن بن قاسم داعی صغیر نے نیشاپور پر فوج کشی کرنے کی تیاری کی چنانچہ ابوالقاسم بھی اس کے ہمراہ اس مہم پر گیا۔ قراتکین والیٔ نیشاپور کی اس سے لڑائی ہوئی۔ قراتکین شکست کھا کر بھاگا۔ حسن بن قاسم نے ۳۰۸ھ میں کامیابی کے ساتھ نیشاپور پر قبضہ حاصل کر کے اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ سکہ جاری کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیلیٰ بن نعمان کا انجام: اسی سنہ میں سعید بن نصر نے بخارا سے اپنی فوجیں اپنے نامور سپہ سالار حمویہ بن علی کی سرکردگی میں لیلیٰ بن نعمان کو ہوش میں لانے کی غرض سے روانہ کیں۔ محمد بن عبیداللہ یلمی ابوجعفر صعلوک' خوارزم شاہ ہیجو ردوانی اور بقراخاں وغیرہ نامی گرامی سپہ سالار اس مہم پر حمویہ کے ساتھ گئے تھے۔ مقام طوس میں لیلیٰ کی فوج سے مقابلہ ہوا دونوں حریفوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی میدان حمویہ کے ہاتھ رہا لیلیٰ شکست کھا کر آمد پہنچا اور اس نے بے سروسامانی و پریشانی سے آمد میں داخل ہوا کہ قلعہ بندی بھی نہ کر سکا۔ بقراخاں نے پہنچ کر گرفتار کر لیا۔ دیلمی فوج نے مجبوراً امان کی درخواست پیش کی۔ امان دے دی گئی۔ مگر بعد میں حمویہ نے ان لوگوں کے قتل کا اشارہ کر دیا تب ان لوگوں نے اس کے سپہ سالاروں کے دامن عاطفت میں جا کر پناہ لی۔ اس کے بعد لیلیٰ پیش کیا گیا۔ حمویہ نے اس کا سر اتار کر ماہ ربیع الاول ۳۰۹ھ میں دارالخلافت بغداد کو بشارت نامہ فتح کے ساتھ روانہ کر دیا۔ باقی رہا فارس قراتکین کا غلام وہ بدستور جرجان میں رہا۔

حسن بن اطروش: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ ۳۰۴ھ میں حسن اطروش کے قتل کے بعد طبرستان میں اس کا داماد حسن بن قاسم موسوم بہ ''داعی صغیر'' ملقب بہ ناصر تخت حکومت پر متمکن ہوا تھا۔

بعض کہتے ہیں کہ حسن بن قاسم' حسن بن اطروش کا بھائی تھا۔ جیسا کہ ابن حزم وغیرہ نے لکھا ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے بلکہ حسن بن قاسم اطروش کا داماد اور حسین بن زید والیٔ مدینہ کے خاندان سے تھا۔ اس کا بیزہ محمد بطحانی بن قاسم بن حسن' حسن بن قاسم کا مورث وجد اعلیٰ تھا۔

حسن بن اطروش اپنے باپ اطروش کے قتل کے وقت استرآباد میں تھا اس واقعہ کے بعد ماکان بن کالی نے حکومت وسلطنت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس کی طرف سے ملک کا نظم ونسق کرنے لگا۔ جب لیلیٰ بن نعمان والیٔ جرجان نے قراتکین کو شکست دی اور قراتکین کا غلام فارس نامی لیلیٰ کے پاس چلا آیا اور ابوالقاسم بن حفص بھی پناہ حاصل کر کے لیلیٰ کی خدمت میں آ گیا اس وقت سعید بن نصر سامانی والیٔ خراسان اپنے نامور سپہ سالار سیجور دوانی کو چار ہزار سواروں کی جماعت کے ساتھ جرجان کے محاصرہ پر روانہ کیا۔ چنانچہ سیجور کئی مہینے جرجان کا محاصرہ کئے رہا۔ جرجان میں محصورین کے ساتھ حسن اور سرخاب بن دہشودان برادرعم زاد ماکان بن کالی امیر لشکر بھی تھا۔ جس وقت محاصرین نے محصورین پر شدت شروع کی' اس وقت حسن سرخاب آٹھ ہزار دیلمی فوج لے کر محاصرہ توڑ کر نکل آئے۔ سیجور کو اولاً شکست ہوئی محصورین نے جوش کامیابی میں تعاقب کیا۔ ادھر کمیں گاہ سے سیجور کے لشکریوں نے نکل کر دیلمی فوج پر حملہ کر دیا۔ ادھر سیجور نے بھی پلٹ کر حملہ کیا۔ دیلمی فوج پھر محاصرے میں آ گئی۔ تقریباً چار ہزار دیلمی فوج کام آئی۔ حسن براہ دریا بھاگ کر استرآباد پہنچا۔ اس کے بعد سرخاب بھی بحال پریشان استرآباد میں آیا دونوں ایک دوسرے کو لپٹ کر اپنی اپنی قسمتوں کو پھوٹ پھوٹ کر روئے اور سیجور فتح مند گروہ کو لئے ہوئے جرجان میں ٹھہرا رہا کچھ زمانہ بعد سرخاب مر گیا۔ حسن نے ماکان بن کالی کو استرآباد میں اپنا نائب مقرر کر کے ساریہ کا رستہ لیا۔

ماکان بن کالی: حسن کے چلے آنے کے بعد دیلمیوں نے جمع ہو کر ماکان بن کالی کو اپنا امیر بنایا سعید بن نصر سامانی کو اس کی خبر لگ گئی۔ ایک عظیم الشان فوج ان لوگوں کے محاصرے اور سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ فوج ایک مدت تک ماکان

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن کالی کا محاصرہ کئے رہی آخرکار ماکان بن کالی استرآباد کو اس کے محاصرین کے حوالہ کر کے ساریہ کی طرف چلا گیا۔ محاصر فوج نے استرآباد میں داخل ہو کر قبضہ حاصل کر لیا اور بقراخان کو استرآباد کی حکومت پر مامور کر کے جرجان اور پھر جرجان سے نیشاپور کی طرف معاودت کی۔ اس کے بعد ۳۱۰ھ میں ماکان بن کالی نے استرآباد کو بقراخان کے قبضہ سے نکال لیا بعدہ جرجان پر بھی قابض ہو گیا اور ایک مدت تک اسی شان و شوکت سے ٹھہرا رہا۔

ابوالحسن کا قتل: اس کے بعد اسفار بن شیرویہ جرجان پر قابض ہو کر استقلال و استحکام کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔ جس کا سبب یہ پیدا ہوا تھا کہ اسفار بن شیرویہ ماکان بن کالی کے مصاحبوں اور جان نثار سپہ سالاروں میں سے تھا۔ مگر کسی وجہ سے ماکان بن کالی کو اسفار سے ناراضگی اور کشیدگی پیدا ہوئی اور اسے اپنے لشکر سے نکال دیا۔ اسفار بن شیرویہ ملوک سامانیہ میں سے ابوبکر بن محمد بن الیسع کے پاس نیشاپور چلا گیا اور اس کی خدمت میں رہنے لگا۔ کچھ روز بعد ابوبکر نے اسفار کو ایک فوج کی افسری کے ساتھ جرجان فتح کرنے کے لئے روانہ کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ماکان طبرستان چلا گیا تھا اور جرجان میں اپنے بھائی ابوالحسن علی کو مامور کر گیا تھا۔ ایک روز رات کے وقت ابوالحسن نے ابوعلی حسین اطروش کے مار ڈالنے کا قصد کیا۔ اتفاق یہ کہ ابوعلی کو اس کا احساس ہو گیا۔ ابوالحسن کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور مکان سے نکل کر ایک گوشۂ عافیت میں روپوش ہو گیا اگلے دن سپہ سالاران لشکر اور ارکین دولت کو طلب کر کے اس واقعہ سے مطلع کیا۔ ان لوگوں نے ابوعلی حسین کو اس حادثہ جانکاہ سے محفوظ رہنے کی مبارک باد دی اور بطیب خاطر اس کی حکومت و سلطنت کی بیعت کی۔ علی بن خورشید کو فوج کی سرداری عنایت ہوئی۔ اس کے بعد ان لوگوں نے متفق ہو کر اسفار بن شیرویہ کو اپنی امداد و اعانت کی غرض سے بلا بھیجا۔ چنانچہ اسفار ابوبکر بن محمد سے اجازت حاصل کر کے ان لوگوں کے پاس آیا۔ شدہ شدہ اس کی خبر ماکان بن کالی تک پہنچ گئی۔ فوجیں مرتب کر کے چڑھائی کر دی دونوں فریقوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں آخرکار ماکان کو شکست ہوئی اور اسفار و علی بن خورشید وغیرہ نے طبرستان پر قبضہ کر کے ابوعلی حسین کو لا کر وہیں ٹھہرایا کچھ دن تک ابوعلی حسین طبرستان میں مقیم رہا۔

ماکان اور اسفار کی جنگ: اس واقعہ کے بعد ہی علی بن خورشید نے وفات پائی۔ ماکان بن کالی کو مناسب موقع ہاتھ آ گیا۔ لشکر آراستہ کر کے دوبارہ اسفار پر فوج کشی کر دی اور مقام طبرستان میں صف آرائی کی نوبت آئی۔ اسفار نے شکست کھا کر ابوبکر بن محمد کے پاس جرجان میں جا کر دم لیا اور وہیں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ ۳۱۵ھ میں اس نے انتقال کیا اور نصر بن احمد بن سامان نے اسفار کو جرجان کی عنانت حکومت عنایت کی۔ اس نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے کر مرداویج بن دینار (یا زیار) چیلی کو سردار لشکر مقرر کر کے طبرستان کی طرف بڑھنے کا حکم دیا مرداویا نے نہایت مستعدی اور مردانگی سے اس مہم کو انجام دیا اور ایک مدت قلیل میں طبرستان پر کامیابی کے ساتھ قابض ہو گیا۔ اسی زمانہ میں حسن بن قاسم داعی اور اس کا سپہ سالار لشکر ماکان بن کالی دیلمی رے قزوین زنجان ابہر اور قم وغیرہ پر قابض ہو چکا تھا۔ حسن اور ماکان یہ خبر پا کر مرداویج کے قبضہ سے طبرستان چھڑانے کو دوڑ پڑے اسفار بھی فوجیں آراستہ کر کے میدان جنگ میں آ گیا۔ ماکان اور حسن بن قاسم داعی شکست کھا کر بھاگے۔ چونکہ اس کی سخت مزاج اور ذرا ذرا سی بھول چوک پر مواخذہ کرنے کی وجہ سے ہمراہیوں میں بددلی پیدا ہو گئی تھی۔ اس وجہ سے ہمراہیوں نے اسے بھگدڑ میں اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور فتح مند گروہ نے پہنچ کر مار ڈالا۔ اس کے بعد شکست خوردہ لشکر نے ایک مقام پر جمع ہو کر روسا جبل سے ہذرسیدان مرداویج اور حسن داعی کی گرفتاری اور اس کی جگہ ابوالحسن

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اطروش کی تقرری کا مشورہ کیا۔ ہذرسیدان مراویح اور وشکین کا ماموں تھا۔ کسی ذریعہ سے یہ خبر داعی تک پہنچ گئی۔ داعی اپنے سپہ سالاروں کے ساتھ ابوالحسن سے ملا اور اسے ان لوگوں کے ساتھ جو شریک جلسہ شوریٰ تھے اپنے محل سرا میں جو جرجان میں تھا دعوت کے بہانہ سے لے گیا۔ جوں ہی یہ لوگ داخل ہوئے ایک سرے سے سب کو قتل کر کے ڈھیر کر دیا۔ اس باعث دیلمیوں کو اس سے نفرت و کشیدگی پیدا ہوگئی اور موقع پا کر دھوکے سے اسے قتل کر ڈالا۔

ہارون بن بہرام کی گرفتاری: اسفار نے بلا مزاحمت و مخالفت طبرستان، رے، جرجان، قزوین، زنجار، بہر، قم اور کرج پر قبضہ حاصل کر لیا اور ملوک بنی سامان والیٔ خراسان کی حکومت کا جھنڈا گاڑ دیا۔ تو خود تو ساریہ میں خیمہ زن رہا اور ہارون بن بہرام کو سند امارت عطا کر کے آمد روانہ کیا۔ ہارون کا میلان طبعی ابوجعفر کی طرف تھا۔ جو ناصر بن اطروش کی اولاد سے تھا۔ اس نے آمد میں پہنچ کر ابوجعفر کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا۔ ابوجعفر نے خوش ہو کر اپنے سرداروں میں سے ایک سردار کی لڑکی سے اس کا عقد کر دیا اور جلسہ عقد میں خود بھی اور علویوں کے ساتھ شریک ہوا۔ اسفار کو ان واقعات کی اطلاع مل گئی۔ عین عقد کے روز دفعتاً آمد پر حملہ کر دیا اور ابوجعفر کو اور سرداران علویہ کے ساتھ گرفتار کر کے بخاری لایا اور وہیں پر ان سب کو قید کر دیا یہاں تک کہ ایک مدت کے بعد ان لوگوں نے قید کی مصیبت سے رہائی پائی۔

حسن بن قاسم اور ماکان: بعض مؤرخین متاخرین تحریر کرتے ہیں کہ حسن بن قاسم داعی (اطروش کے داماد) کی بیعت اطروش کی موت کے بعد کی گئی اور "الناصر" کا لقب دیا گیا۔ اس نے اپنی حکومت کے بیعت لینے کے بعد جرجان پر قبضہ حاصل کر لیا اور اس سے پیشتر دیلم نے جعفر بن اطروش کی اطاعت قبول کر لی تھی اور اس کے مطیع ہو گئے تھے۔ اس لئے داعی مذکور نے طبرستان پر چڑھائی کی اور جعفر کے قبضہ سے اسے نکال لیا۔ جعفر بھاگ کر دباوند پہنچا۔ علی بن احمد بن نصر نے گرفتار کر کے علی دہشودان بن حسان والیٔ دیلم کے پاس بھیج دیا۔ یہ اس کے صوبے کا والی تھا۔ چنانچہ علی نے جعفر کو قید میں ڈال دیا۔ پس جب علی بن احمد مارا گیا۔ تو علی بن دہشودان نے جعفر کو رہا کر دیا۔ جعفر نے دیلم میں پہنچ کر فوجیں مرتب کیں اور انہیں مسلح اور آراستہ کر کے پھر طبرستان کی طرف قبضہ کے ارادے سے واپس لوٹ آیا۔ حسن یہ خبر پا کر بھاگ گیا اور جعفر نے طبرستان پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ بعد میں جعفر نے وفات پائی تب ابوالحسن کی حکومت کی بیعت لی گئی۔ جو اس کے بھائی حسن کا بیٹا تھا۔ جب ماکان بن کالی کو ان حالات کا علم ہوا۔ تو اس نے حسن داعی کی بیعت کر لی۔ اس نے حسن بن احمد (یہ جعفر کے بھائی کا بیٹا تھا) کو گرفتار کر کے جرجان میں قتل کرنے کی غرض سے نظر بند کر دیا۔ جہاں پر اس کا بھائی ابوعلی قید تھا۔ حسن نے ایک روز ابوعلی کو قتل کر کے جرجان کے سپہ سالاروں سے اپنی امارت کی بیعت لے لی۔ اس بنا پر ماکان سے اور اس سے لڑائیاں ہوئیں۔ آخر کار حسن بھاگ کر آمد پہنچا اور وہیں داعی اجل کو لبیک کہہ کر ملک عدم کا راستہ لیا۔

ابوجعفر بن محمد: اس کے بعد اس کے بھائی ابوجعفر بن محمد بن احمد کی بیعت حکومت منعقد ہوئی۔ ماکان نے رے سے اس پر فوج کشی کی۔ ابوجعفر نے آمد کو خیر باد کہہ کر ساریہ کی طرف کوچ کیا۔ اس وقت ساریہ میں اسفار بن شیرویہ موجود تھا ابوجعفر اور اسفار میں معرکہ آرائیاں ہوئیں۔ میدان ابوجعفر کے ہاتھ رہا۔ میدان جنگ سے اسفار بھاگ نکلا۔ جرجان میں جا کر ابوبکر بن محمد بن الیاس کے پاس پناہ لی۔ اس کے بعد ماکان نے ابوالقاسم داعی کے ہاتھ پر حکومت و امارت کی بیعت کی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسن داعی نے یہ خبر پا کر مرادویج سے اپنے ماموں سیداب بن بندار کا بدلہ لینے کے لئے رے پر فوج کشی کی (یہ شخص ۳۲۱ھ میں جرجان کا داعی تھا اور ماکان نے دیلم کی طرف مراجعت کی اور طبرستان پر قبضہ کرلیا۔ یہیں پر ابوعلی ناصر بن اسماعیل بن جعفر اطروش کی حکومت کی اس نے بیعت کی اور زیادہ زمانہ گزرنے نہ پایا تھا کہ ابوعلی نے وفات پائی ابوجعفر بن محمد بن ابوالحسن احمد بن اطروش اس واقعہ کے بعد ہی دیلم کی طرف چلا گیا۔ یہاں تک کہ مرداویج نے رے پر قبضہ کرلیا۔ اس نے ابوجعفر کو دیلم سے خط و کتابت کر کے بلا لیا اور بڑی آؤ بھگت سے ٹھہرایا۔ جب اس نے طبرستان پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا اور ماکان کو طبرستان سے نکال باہر کیا تو اس نے اسی ابوجعفر کی امارت کی بیعت کی اور ''صاحب الصلنسوۃ'' کے لقب سے ملقب کیا۔

الثائر پھر جب یہ مرگیا تو اس کے بھائی کے ہاتھ پر امارت وحکومت کی بیعت کی ''اور الثائر'' کا لقب دیا یہ ایک مدت تک دیلمیوں میں مقیم رہے۔ ۳۳۶ھ میں اس نے اس طوفان کی روک تھام کے لئے ابن عمید کو مامور کیا۔ چنانچہ ابن عمید اور الثائر سے معرکہ آرائیاں ہوئیں ایک سخت اور عام خونریزی کے بعد ابن عمید کو فتح نصیب ہوئی۔ الثائر شکست کھا کر پہاڑوں میں جا چھپا اور وہیں پر دیلمیوں کے ساتھ ٹھہرا رہا اور ملوک عجم اس کے نام کا خطبہ پڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ ۳۵۵ھ میں اپنی حکومت کے تیس برس بعد اس نے وفات پائی تب اس کے بھائی حسن بن جعفر کی امارت کی بیعت لی گئی اور ''الناصر'' کا لقب دیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد لیکو بن وشکس بادشاہ جبل نے اسے گرفتار کر کے خلفاء بغداد کے سپہ سالاروں کے حوالہ کر دیا۔ الناصر کی گرفتاری سے فاطمین کی حکومت وامارت ان ممالک وجبال سے ختم ہوگئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۵

امارتِ اسماعیلیہ

ہم ان میں سب سے پہلے ان عبیدیوں کے حالات تحریر کریں گے۔ جنہوں نے قیروان اور قاہرہ میں حکمرانی کی اور ان کی اس دولت وحکومت کے تذکرے تحریر کریں گے جو مشرق ومغرب تھیں۔

عبیدیوں کی اصل: ان عبیدیوں کی اصل شیعہ امامیہ سے ہے۔ ہم اوپر ان کے مذہب کی داستان شیخین اور تمام صحابہ سے برات کی وجہ اس سبب سے کہ ان لوگوں نے ان کے خیال کے مطابق باوجودیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امامت کی وصیت علی کے حق میں کر گئے تھے علی کو چھوڑ کر شیخین کی امامت کی بیعت کر لی تھی۔ بالتفصیل بیان کر آئے ہیں۔ اسی وجہ سے شیعہ امامیہ اور شیعوں سے علیحدہ سمجھے جاتے ہیں۔ ورنہ شیعوں کے تمام فرقے تفضیل علی کے قائل ہیں۔ اس اعتقاد سے زیدیہ کے لئے امامت ابوبکر سے کوئی دقت واقع نہیں ہوتی۔ کیونکہ زیدیہ کے نزدیک افضل شخص کی موجودگی میں مفضول کی امامت جائز ہے..... اور نہ کیسانیہ کے اعتقادات میں سے اس اعتقاد سے کچھ فرق پڑتا ہے۔ اس لئے کہ وہ اس وصیت کے قائل نہیں اس لئے کوئی دقت ابوبکر کی امامت سے واقع نہیں ہوتی۔

رافضی فرقہ: اہل نقل وارباب سیر اس وصیت سے انکار کرتے ہیں۔ درحقیقت یہ امامیہ کی موضوعات اور ان کی مفتریات میں سے ہے اور کبھی امامیہ رافضی کے نام سے بھی موسوم کئے جاتے ہیں۔ وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ جس وقت زید شہید نے کوفہ میں حکومت کے خلاف بغاوت کی اور شیعوں نے ان کے پاس آمد ورفت شروع کی۔ اسی زمانہ میں ایک روز شیعوں نے شیخین کی بابت جناب موصوف سے بحث ومباحثہ شروع کیا اور یہ کہنے لگے کہ شیخین نے علی پر بڑا ظلم کیا کہ خلافت سے انہیں محروم کر کے آپ خلیفہ وامیر بن بیٹھے۔ جناب موصوف نے اس خیال پر ان لوگوں سے ناراضگی اور بیزاری ظاہر کی۔ شیعہ بولے ''اچھا تو آپ پر بھی پھر کسی نے کوئی ظلم نہیں کیا اور خلافت وامارت میں آپ کا کوئی حق نہیں ہے''۔ شیعہ یہ کہہ کر چلے آئے اور ان کی رفاقت ترک کر دی۔ اس وجہ سے یہ رافضی کے نام سے موسوم ہوئے (رفض کے معنی چھوڑنے کے ہیں) اور جو لوگ زید شہید کے متبع اور رفاقت میں رہے۔ وہ لوگ زیدیہ کہلائے۔

اسماعیلیہ فرقہ: امامیہ کے نزدیک علی کے بعد حسن امام ہوئے۔ ان کے بعد حسین پھر ان کے بیٹے زین العابدین بعدہ ان کے بیٹے محمد الباقر بعدہ جعفر الصادق یکے بعد دیگر وصیت کے مطابق عہدہ امامت سے ممتاز ہوتے گئے۔ یہ چھ ائمہ ہیں جن کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امامت میں رافضیوں میں سے کسی نے بھی اختلاف نہ کیا۔ پھر جعفر صادق کے بعد دو گروہ ہو گئے۔ ایک گروہ اثناء عشریہ کہلایا اور دوسرا فرقہ اسماعیلیہ۔ اثناء عشریہ اس وقت تک امامیہ کے نام سے موسوم کیے جاتے ہیں اور ان کا مذہب یہ ہے کہ جعفر صادق سے امامت منتقل ہو کر ان کے بیٹے موسیٰ کاظم کی طرف آئی۔ ان کے باپ (جعفر صادق) کے انتقال کے بعد ایلچیوں نے بغاوت کی۔ ہارون الرشید کو اس کی خبر لگی۔ چنانچہ انہیں مدینہ منورہ سے گرفتار کرا کے عیسیٰ بن جعفر کے پاس قید کر دیا اور کچھ عرصہ بعد بغداد بھیج دیا اور ابن شاہک کی نگرانی میں محبوس رکھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یحییٰ بن خالد نے موسیٰ کاظم کو انگور میں زہر دے دیا تھا۔ جس سے ان کی موت وقوع میں آئی یہ واقعہ ۱۳۳ھ کا ہے۔

امام علی رضا: شیعوں نے موسیٰ کاظم کے بعد ان کے بیٹوں علی رضا کو امام برحق تسلیم کیا۔ علی رضا بنی ہاشم میں ایک ممتاز اور باوقار شخص تھا۔ ان کا زمانہ زیادہ تر خلیفہ مامون کی صحبت میں گزرا ۲۰۱ھ میں جب کہ طالبیوں کے دعاۃ ایلچی ظاہر ہوئے اور چاروں طرف سے ان لوگوں نے بغاوتیں شروع کیں اس وقت خلیفہ مامون نے علی رضا کو ان پولیٹکل پیچیدگیوں کے باعث اپنا ولی عہد بنایا ان دنوں خلیفہ مامون خراسان ہی میں تھا۔ اپنے بھائی امین کے قتل کے بعد عراق نہیں گیا تھا۔ عباسیہ کو یہ امر ناگوار گزرا۔ خلیفہ مامون کے چچا ابراہیم بن مہدی کے ہاتھ پر حکومت وخلافت کی بغداد میں بیعت کی اور خلیفہ مامون کے مخالف ہو گئے۔ خلیفہ مامون کو اس کی اطلاع ہوئی خراسان سے عراق کی جانب کوچ کیا۔ علی رضا بھی اس کے ہمراہ تھے۔ اثناء راہ میں اتفاق وقت سے ۲۰۳ھ میں علی رضا انتقال کر گئے اور طوس میں مدفون ہوئے کہا جاتا ہے خلیفہ مامون نے انہیں زہر دلوا دیا تھا۔ روایت کی جاتی ہے کہ خلیفہ مامون نے ایک روز بحالت علالت علی رضا کی عیادت کے لئے گیا تھا۔ علی رضا سے خطاب کر کے بولا ..... ''آپ مجھے کچھ وصیت کیجئے۔ انہوں نے جواب دیا'' دیکھو تم کوئی چیز مجھے ایسی نہ دینا کہ جس پر تمہیں آئندہ ندامت ہو''۔ میرے نزدیک یہ روایت صحیح نہیں ہے کیونکہ خلیفہ مامون خونریزی ناحق علی الخصوص اہل بیت کی خونریزی سے بالکل مبرا اور پاک صاف ہے۔

امام محمد تقی: الغرض شیعوں نے علی رضا کی وفات کے بعد یہ گمان کیا کہ ان کے بعد ان کے بیٹے محمد تقی امامت پر مامور ہوئے خلیفہ مامون کے دربار میں ان کی بڑی آؤ بھگت تھی۔ ۲۰۵ھ میں اپنی لڑکی کا ان سے عقد کر دیا تھا۔ ۲۲۰ھ میں انہوں نے وفات پائی اور مقابر قریش میں دفن کیے گئے۔ اثنا عشریہ شیعہ نے یہ خیال کیا کہ ان کے بعد ان کے بیٹے علی ملقب بہ ''ہادی'' امام ہوئے جو جواد کے نام سے بھی پکارے جاتے ہیں۔ ۲۴۴ھ میں انہوں نے بھی انتقال کیا اور قم میں مدفون ہوئے ابن سعد کا یہ خیال ہے کہ خلیفہ معتضد نے انہیں زہر دلوا دیا تھا۔ ان کے بعد شیعہ اثناء عشریہ نے یہ اعتقاد جمایا کہ ان کے بیٹے حسن ملقب بہ عسکری امامت کے عہدہ سے ممتاز ہوئے کیونکہ یہ سرمن رائے میں پیدا ہوئے تھے اور اس وقت یہ عسکر کے نام سے موسوم ہوتا تھا۔ حکام وقت کو ان سے خطرہ پیدا ہوا گرفتار کر کے وہیں قید کر دیا یہاں تک کہ ۲۶۰ھ میں مر گئے اور مشہد میں اپنے باپ کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

اثناء عشریہ: حسن عسکری بوقت وفات اپنی بیوی کو حاملہ چھوڑ گئے تھے۔ جس سے حسن عسکری کی وفات کے بعد محمد پیدا ہوئے بیان کیا جاتا ہے کہ یہ اپنی ماں کے ساتھ سرداب میں اپنے باپ کے مکان میں داخل ہوئے تھے اور پھر غائب ہو گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسعود نے یہ گمان کیا کہ اپنے باپ کے بعد یہی امام ہوئے۔ یہ لوگ انہیں ''مہدی'' اور ''حجت'' کے لقب سے ملقب کرتے ہیں اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ زندہ ہیں اور زندہ رہیں گے۔ اس وقت تک ان کے آنے کا انتظار کرتے ہیں۔ اسی انتظار کی وجہ سے یہ کسی دوسرے کی امامت کے قائل نہیں ہوئے علی کی اولاد میں بہ سلسلہ خط مستقیم یہ بارہویں ہیں اور اسی مناسبت سے ان کے گروہ[1] والے اثناعشریہ کے نام سے موسوم ہوتے ہیں۔ اس مذہب والے مدینہ منورہ' کرخ' ہشام' حلہ اور عراق میں ہیں۔ اس وقت تک جیسا کہ ہم کو معلوم ہے نماز مغرب پڑھ کر ایک گھوڑا جملہ ساز و سامان کے ساتھ غار سرمن رائے پر لے جاتے ہیں اور درمیانی آواز سے جو نہ زیادہ بلند ہوتی ہے اور نہ زیادہ پست پکارتے ہیں ایھا الامام اخرج الینا فان الناس منتظرون و الخلق حائرون و الظلم عام و الحق مفقود فاخرج الینا فتقرب الرحمة من اللّٰہ و اثارک ان فقرون کو بار بار کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ ستارے کنارہ آسمان پر نکل آتے ہیں۔ اس وقت یہ لوگ اپنے اپنے مکانوں پر واپس آتے ہیں اور آئندہ شب کو پھر جاتے ہیں اور اسی طریقہ اور رویہ کو پورا کر کے چلے آتے ہیں۔ ان لوگوں کا یہ فعل جہل و نادانی پر مبنی ہے کیونکہ وہ لوگ ایسے شخص کا انتظار کرتے ہیں جس کی موت کا بوجہ طول زمانہ یقین ہو چکا ہے۔ لیکن تعصب نے ان کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی ہے اور اسی نے ان کو اس امر پر ابھارا ہے۔ کبھی یہ لوگ اس امر کی تائید میں خضر کا واقعہ پیش کیا کرتے ہیں حالانکہ یہ قصہ باطل اور بے بنیاد ہے۔ صحیح یہ ہے کہ خضر کا انتقال ہو چکا ہے اور وہ زندہ نہیں ہیں۔

اسماعیلی فرقہ کے عقائد: فرقہ اسماعیلیہ کا یہ خیال ہے کہ جعفر صادق کے بعد آپ کے بیٹے اسماعیل کو امامت ملی۔ اسماعیل کا انتقال جعفر صادق سے پہلے ہو چکا تھا۔ ابو جعفر منصور خلیفہ نے انہیں طلب کیا تھا عامل مدینہ منورہ نے لکھا کہ یہ وفات پا چکے ہیں۔ اسماعیلیہ اسماعیل کو منصوص بالامامت اس وجہ سے سمجھتے ہیں کہ امامت کا عہدہ انہیں کی اولاد میں باقی رہے۔ اگرچہ ان کا انتقال ان کے باپ جعفر صادق کے انتقال سے قبل ہو چکا تھا جیسا کہ موسیٰ نے ہارون (صلوات اللہ علیہما) کو منصوص بالامامت فرمایا تھا اور یہ ان سے پیشتر انتقال کر گئے تھے۔ اسماعیلیہ کے نزدیک ان کے علاوہ کسی اور کے لئے امامت کا حکم ممکن نہیں ہے کیونکہ کسی کام کا از سر نو آغاز کرنا اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔ محمد بن اسماعیل کے بارے میں اسماعیلیہ یہ کہتے ہیں کہ یہ ائمہ طاہرین کے ساتویں عدد کو پورا کرتے ہیں اور ائمہ مستورین میں سب سے پہلے ہیں۔ اسماعیلیہ کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ ائمہ کبھی روپوش ہو جاتے ہیں اور ان کے دعاۃ (ایلچی) ظاہراً تبلیغ احکام کیا کرتے ہیں۔ ائمہ مستورین تین ہیں دنیا کسی وقت بھی امام سے خالی نہیں رہتی۔ امام خواہ ظاہر بذاتہ ہو یا مستور و روپوش۔ اگر روپوش وہ مستور ہوگا تو اس کی نشانیاں ظاہر ہوں گی اور اس کے دعاۃ بظاہر تبلیغ احکام کرتے ہوں گے۔ فرقہ اسماعیلیہ کا یہ خیال بھی ہے کہ ہفتے کے دنوں اور آسمانوں اور ستاروں کے عدد کے لحاظ سے ائمہ بھی سات ہی ہوں گیا و رنقیبوں کی تعداد بارہ ہوگی۔

اسماعیلیہ کے نزدیک اول ائمہ مستورین محمد بن اسماعیل معروف بہ محمد المکتوم ہیں۔ ان کے بعد ان کے بیٹے جعفر المصدق بعدہ ان کے بیٹے محمد الحبیب پھر ان کے بیٹے عبید اللہ المہدی صاحب حکومت افریقیہ و مغرب ہیں۔ جن کی حکومت و سلطنت کا بانی اور قائم کرنے والا ابو عبداللہ شیعی ہے جو کتامہ میں ظاہر ہوا تھا۔ اسی فرقہ اسماعیلیہ سے قرامطہ بھی ہیں۔ جن کی حکومت و سلطنت بحرین میں تھی۔ جس کا سردار ابو جنابی تھا۔ اس کے بعد ابوالقاسم حسین بن فرخ بن حوشب کوفی ہوا۔ جو محمد

[1] ہندوستان میں بھی یہی فرقہ بکثرت پایا جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحبیب اور اس کے بیٹے عبداللہ موسوم بہ منصور کی طرف سے یمن کا داعی تھا۔ یہ شخص پہلے فرقہ اثناء عشریہ سے تھا جس وقت ان کے ہاتھ سے حکومت نکل گئی تب یہ اسماعیلیہ کے عقائد کا پابند ہو گیا۔

امام محمد الحبیب: محمد الحبیب نے ابوعبداللہ کو ایلچی بنا کر یمن روانہ کیا تھا جب اسے یہ معلوم ہوا کہ محمد بن یعفر بادشاہ صنعا نے حکومت سے توبہ کر کے زہد و گوشہ نشینی اختیار کر لی تو یہ یمن میں داخل ہوا۔ اس وقت یمن میں ایک بہت بڑا گروہ بنی موسیٰ نامی قبیلہ عدن لاعہ کا تھا۔ علی بن فضل یمن کا رہنے والا تھا اور شیعوں کا رئیس و سردار تھا۔ طاہر بن حوشب اس کی حکومت کا ناظم تھا۔ امام محمد نے اسے ایک خط لکھا۔ جس میں اپنے بیٹے عبداللہ کو اپنا ولی عہد بنایا تحریر کیا تھا اور اسے جنگ کرنے کی اجازت دی تھی۔ چنانچہ وہ امام محمد کی امامت کی دعوت دینے لگا اور تمام سرزمین یمن میں اس اعتقاد کو پھیلا دیا۔ فوجیں مرتب کیں۔ مدائن اور صنعا کو فتح کیا۔ بنی یعن کو وہاں سے مار کر نکال دیا اور اپنے ایلچیوں کو یمن، یمامہ، بحرین، سند، ہند، مصر اور مغرب کی طرف روانہ کیا۔ بظاہر آل محمدؐ کی دعوت دیتا تھا اور در پردہ کہا کرتا تھا کہ محمد الحبیب امام زماں روپوش ہیں یہاں تک کہ رفتہ رفتہ تمام ملک یمن پر غالب ہو گیا۔ عبیداللہ المہدی کے ایلچیوں میں سے ابوعبداللہ شیعی صاحب کتامہ تھا اور اسی کی صحبت سے رخصت ہو کر افریقیہ گیا تھا۔ کتامہ پہنچ کر وہاں فرقہ باطنیہ کا ایک بڑا گروہ موجود پایا یہ مذہب کتامہ میں اس وقت سے تھا جب کہ جعفر صادق نے اپنے ایلچیوں کو سرزمین مغرب کی طرف روانہ کیا تھا۔ چنانچہ ان لوگوں نے افریقیہ میں پہنچ کر قیام کیا اور اس دعوت و مذہب کو خاطر خواہ پھیلایا بربریوں کا ایک گروہ جو زیادہ تر کتامہ سے تھا۔ اس دعوت مذہب میں شریک و داخل ہو گیا۔ پس جب ابوعبداللہ شیعی عبیداللہ المہدی کا ایلچی سرزمین افریقیہ میں داخل ہوا اور اہل کتامہ کو اس مذہب کا پابند پایا۔ تو وہ ان کی تعلیم میں مصروف ہوا اور اس مذہب کو زندہ کرنے اور پھیلانے لگا۔ یہاں تک کہ اس کا مقصود حاصل ہو گیا اور عبیداللہ المہدی کی امامت و امارت کی بیعت لی گئی جیسا کہ ابھی ان کے حالات بیان کئے جائیں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۶

خلافتِ فاطمیہ

ابو محمد عبداللہ المہدی ۲۹۷ھ تا ۳۲۲ھ

دولتِ عبیدیہ: خاندان حکومت عبیدیوں کا پہلا حکمران عبیداللہ المہدی بن محمد الحبیب بن جعفر مصدق بن محمد المکتوم بن جعفر صادق تھا۔ اہل قیروان وغیرہ میں سے جن لوگوں نے اس نسب سے انکار کیا ہے۔ کوئی اعتبار نہیں ہے اور نہ وہ محضر قابل وثوق ہے۔ جو دارالخلافت بغداد میں عہد خلافت خلیفہ قادر میں اس نسب کے قدح وطعن کی بابت تیار کیا گیا تھا اور اس پر نامی گرامی علماء کے دستخط ثبت کیے گئے تھے۔ اس کا ذکر ہم اوپر کر آئے ہیں۔ خلیفہ معتضد کا فرمان جو ابن اغلب کے پاس قیروان اور ابن مدار کے پاس سجلماسہ اس کی گرفتاری کی بابت روانہ کیا گیا تھا۔ جب کہ یہ مغرب کی طرف چلا گیا تھا اس نسب کی صحت کی شہادت دیتا ہے اور شریف رضی کے اشعار اس پر مہر کرتے ہیں اور جن لوگوں نے محضر پر بطور شہادت اپنے اپنے دستخط دیئے تھے۔ وہ سنی ہوئی شہادت ہے اور سنی ہوئی شہادتوں کی وقعت جیسی ہوتی ہے وہ آپ سے مخفی نہیں ہے بات یہ ہے کہ عرصہ ایک صدی سے شیعان بنی عباس' جو ان عبیدیوں کے حریف مقابل تھے۔ بغداد میں ان عبیدیوں کے نسب کی بابت بوجہ مخالفت و رقابت اعتراضات کر رہے تھے۔ پس عوام الناس نے حکومت وسلطنت کا مذہب اختیار کر لیا اور اسی بنا پر بحکم ؎

اگر شہ روز را گوید شب است ایں
بباید گفت اینک ماہ پرویں

بطور شہادت کے محضر نسب پر دستخط بھی ہو گئے۔ باوجودیکہ یہ شہادت نفی کی تھی۔ مگر پھر بھی فطرتاً ان عبیدیوں کے ظہور کے وقت لوگوں نے حتیٰ کہ اہل مکہ و مدینہ نے بھی ان کی اطاعت قبول کی اور یہ امر ان کے صحت نسب کی قوی ترین دلیل ہے اور جن لوگوں نے انہیں نسباً یہودی یا نصرانی بتایا ہے اور میمون قداح وغیرہ کی جانب انہیں منسوب کیا ہے ان کے لئے اس افترا پردازی اور جھوٹ کا گناہ کافی ہے۔

رستم بن حسن کا یمن پر قبضہ: ان عبیدیوں کے ہواخواہ اور گروہ والے مشرق' یمن اور افریقیہ میں تھے۔ شروع شروع میں ان کا ظہور افریقیہ میں حلوانی اور ابوسفیان کے جانے سے ہوا جو ان کے ہواخواہ تھے اور جتھے کے تھے اور جنہیں جعفر صادق نے افریقیہ روانہ کیا تھا اور یہ ارشاد کیا تھا کہ مغرب میں زمین شور ہے تم لوگ جا کر اس کو قابل زراعت بناؤ یہاں تک

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ کاشت کار اصلی بیج لے کر آئے۔ چنانچہ حلوانی اور ابوسفیان سرزمین مغرب میں گئے۔ ایک نے شہر مرغہ میں قیام کیا دوسرے نے سوق حمار میں۔ یہ دونوں شہر کتامہ کے مضافات سے تھے۔ انہی دونوں کے توسط سے ان بلاد میں اس مذہب کا شیوع ہوا۔ اس وقت تک محمد الحبیب مقام سلمیہ زمین حمص میں قیام پزیر تھا۔ اس کے گروہ والے جس وقت حسین بن علی کی قبر کی زیارت کو آیا کرتے تھے۔ تو اس کی بھی زیارت ضرور کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ یمن سے محمد بن فضل قبیلہ مدن لاعہ سے محمد الحبیب نے اپنے ہمراہیوں میں سے رستم بن حسن بن حوشب کو یمن میں دعوت خلافت عبیدیہ کے قائم کرنے اور پھیلانے کی غرض سے محمد بن فضل کے ساتھ کر دیا اور یہ ہدایت کر دی کہ عنقریب مہدی موعود ظاہر ہونے والا ہے جس قدر جلد ممکن ہو۔ اس دعوت کو لوگوں میں پھیلاؤ۔ رستم نے اس ہدایت کے مطابق یمن میں پہنچ کر آل محمد کے مہدی کے ان اوصاف کے ساتھ جو ان کے یہاں مشہور اور معروف ہیں دعوت دینے لگا۔ رفتہ رفتہ اکثر بلاد یمن پر قابض ہو گیا اور اپنے کو المنصور کے لقب سے ملقب وموسوم کیا۔ کوہ لاعہ میں ایک قلعہ بنوایا۔ بنی یعفر سے صنعاء کو چھین لیا۔ یمن' یمامہ' بحرین' سندھ' ہند' مصر اور مغرب کی طرف اپنے ایلچیوں کو روانہ کیا۔

ابوعبداللہ حسن بن محمد: ابوعبداللہ حسن بن محمد بن زکریا معروف بہ ''محتسب'' یہ بصرہ میں محتسب تھا اور بعض کہتے ہیں کہ یہ محتسب نہیں تھا۔ بلکہ اس کا بھائی ابوالعباس مخطوم محتسب تھا اور یہ ابوعبداللہ ''معلم'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس مناسب سے کہ یہ لوگوں کو مذہب امامیہ کی تعلیم دیا کرتا تھا' محمد الحبیب کی خدمت میں سلمیہ میں حاضر ہوا محمد الحبیب نے ابوعبداللہ کو لائق اور اہلیت کا آدمی دیکھ کر رستم کے پاس تعلیم کی غرض سے یمن بھیج دیا اور یہ ہدایت کر دی کہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد سرزمین مغرب میں جا کر شہر کتامہ میں اس مذہب کو پھیلاؤ۔ چنانچہ ابوعبداللہ نے رستم کی صحبت میں شب و روز کے علم و کمال حاصل کیا۔ اس کے بعد حاجیان یمن کے ساتھ مکہ معظمہ آیا اور موسم حج میں کتامہ کے رئیسوں اور سرداروں' موسیٰ بن حریث سردار بنی سکان (جو اہل کتامہ کی ایک شاخ ہے) ابوالقاسم ورنجومی' (جو ان کے اخلاف سے تھا) مسعود بن عیسیٰ بن ہلال مساکنی اور موسیٰ بن مکاد وغیرہ سے ملاقات کی۔ یہ لوگ اس اور کی مذہبی باتیں سننے لگے اور اس کی عبادت و ریاضت کو دیکھ کر کچھ ایسا گرویدہ خاطر ہوئے کہ اس کی صحبت کو فلاح دارین ونجات کا وسیلہ تصور کر کے روانگی کے وقت بہ منت وخوشامد اپنے ہمراہ ملک مغرب لے جانے کی درخواست کی ابوعبداللہ ایک چلتا پرزہ آدمی تھا اس نے پہلے ان لوگوں سے ان کی قوم کی حالت دریافت کی ان کے گروہ بندیوں کے حالات پوچھے شہروں کی کیفیت استفسار کی اور یہ دریافت کیا کہ وہاں کا حکمران کون ہے۔ اس کی کیا کیفیت ہے ان لوگوں نے کل حالات بتلائے۔ اس کے بعد ان لوگوں سے اپنے مذہب کے پھیلانے اور دولت عبیدیہ کی دعوت دینے کا اقرار لیا۔ ان لوگوں نے بخوشی خاطر ان سب شرائط کو قبول کر کے بادشاہ مغرب سے بھی اس کی اجازت دلا دینے کا وعدہ کیا۔

ابوعبداللہ شیعی کی انکجان کو روانگی: ابوعبداللہ نے یہ خیال کر کے اب میرا کام ان لوگوں میں انہی لوگوں کے ذریعہ سے انجام کو پہنچ جائے گا۔ سامان سفر درست کر کے ان لوگوں کے ساتھ ملک مغرب کی طرف کوچ کر دیا۔ ان لوگوں نے قیروان کا راستہ چھوڑ کر جنگل و بیابان کی راہ اختیار کی رفتہ رفتہ شہر سوماتہ پہنچے اس وقت شہر سوماتہ میں محمد بن حمدون بن سماک اندلسی' بجایہ اندلس کی جانب سے ٹھہرا ہوا تھا۔ ابوعبداللہ شیعی نے اسی کے پاس قیام کیا۔ چونکہ محمد بن حمدون نے اس سے پیشتر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حلوانی سے اس مذہب کی تعلیم حاصل کر لی تھی۔ اس وجہ سے یہ سمجھ کر کہ ہو نہ ہو یہی صاحب امر ہے ابوعبداللہ کی بڑی آؤ بھگت کی۔ دو چار روز قیام کرنے کے بعد ابوعبداللہ نے مع اپنے ہمراہیوں کے کوچ کیا۔ محمد بن حمدون بھی ہمرکاب ہوا رفتہ رفتہ پندرہ ربیع الاوّل ۲۸۸ھ کو شہر کتامہ پہنچا اور موسیٰ بن حریث کے مکان پر شہر الکچان میں جو بنی سکان کی ایک پہاڑی پر واقع تھا۔ قیام پزیر ہوا۔ اس کے بعد ابوعبداللہ کے قیام کے لئے ایک مکان مقام فج الاخیار میں مخصوص اور معین کر دیا گیا۔

ابوعبداللہ شیعی اور اہل کتامہ: اس نے ان لوگوں کو یہ تعلیم دینی شروع کی کہ میرے پاس امام زماں مہدی کی یہاں پر قیام کرنے کی نص موجود ہے اور عنقریب وہ بھی ہجرت کر کے اسی مقام پر چلے آئیں گے اور ان کے انصار و معاون اپنے زمانہ کے بہترین لوگوں میں سے ہوں گے اور وہ اسی شہر کے رہنے والے ہوں گے۔ جن کا نام کتمان سے مشتق ہوگا۔ تھوڑے دن میں اہل کتامہ کا ایک بڑا گروہ اس کے پاس جمع ہو گیا۔ بعض بعض علماء بھی اس کے دام فریب میں آ گئے۔ اب آہستہ آہستہ اس کا مذہب بڑھ چلا اور امامت اہل بیت کے علانیہ تذکرے ہونے لگے۔ ایک دوسرے کو کھلم کھلا حمایت آل محمدؐ کی تلقین اور ہدایت کرنے لگا۔ اس وقت کتامہ میں ایسے آدمی کم باقی رہ گئے تھے جو اس مذہب اور اس خیال سے علیحدہ رہے ہوں۔ وہ لوگ اسے ابوعبداللہ شیعی مشرقی کے نام سے موسوم کرتے تھے ان واقعات کی اطلاع امیر افریقیہ ابراہیم بن احمد بن اغلب کو ہوئی۔ دھمکی اور تہدید کا خط تحریر کیا۔ ابوعبداللہ نے ابراہیم کے ایلچی کو نہایت سخت جواب دے کر لوٹا دیا۔ مگر رؤسا کتامہ کو ابراہیم کی مخالفت سے خطرہ پیدا ہوا موسیٰ بن عیاش والی مسیلہ علی بن حفص بن عسلو بہ والی شریف اور ابن تمیم صاحب یلزمہ وغیرہ عمال بلاد کتامہ ابوعبداللہ کے معاملہ میں پس و پیش کرنے لگے۔ اتنے میں یحییٰ مسا کنی (جو امیر کے لقب سے پکارا جاتا تھا) مہدی بن ابی کمارہ رئیس لبیعہ، فرج بن خیران رئیس اجانہ اور شمل بن بجل رئیس بطانہ آ پہنچا۔ ان لوگوں نے صلاح و مشورہ کر کے بیان بن صقلان رئیس بن سکتان سے اس بابت خط و کتابت کی کہ ابوعبداللہ شیعی کو ہم لوگ اپنے شہر سے نکال دیں۔ یا کہ ابراہیم والیٔ افریقیہ کے حوالہ کر دیں۔ اس وقت تک ابوعبداللہ شیعی مقام انکچان ہی میں مقیم تھا۔ بیان بن صقلان نے اس امر کو اہل علم کے شوریٰ پر چھوڑ دیا۔

ابوعبداللہ شیعی کی تازورت کو روانگی: چنانچہ وہ لوگ علما کی خدمت میں حاضر ہوئے بحث مباحثہ ہوا لیکن کوئی امر طے نہ ہوا۔ ابوعبداللہ اور اس کے ہمراہیوں کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ حسن بن ہارون غسانی کے پاس اپنے آدمی بھیجے اور انکچان سے ہجرت کر کے اس کے پاس چلے جانے کی درخواست کو منظور کر لیا۔ ابوعبداللہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ انکچان سے نکل کر شہر تازورت چلا گیا۔ جو حسن کے شہروں میں سے ایک شہر تھا۔ تھوڑے دنوں میں غسان کو دلا سا دے کر اپنا معین و مددگار بنا لیا۔ غسان اور کتامہ کے ان خاندان والوں نے ابوعبداللہ کی امداد و اعانت پر کمر ہمت باندھ لی۔ جنہوں نے اس سے پیشتر اس کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ اس سے ابوعبداللہ کی شان و شوکت بڑھ گئی اور ایک اطمینانی حالت سے زندگی بسر کرنے لگا۔ اس کے بعد حسن بن ہارون اور اس کے بھائی محمد بن باہم حکومت و ریاست کے بارے میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ محمد اور مہدی بن ابی کمارہ کے باہم تعلقات تھے۔ مہدی نے باعث فساد ابوعبداللہ کو قرار دے کر محمد کو ابوعبداللہ سے مواخذہ کرنے کا اشارہ کیا اس سے غسان اور لہیسہ میں جھگڑا پڑ گیا۔ ابوعبداللہ اس وقت تک ظاہر نہیں ہوا تھا۔ لہیسہ کو آمادہ فساد دیکھ کر حسن کو لہیسہ کے سر کرنے کی تحریر کی مہدی بن ابی کمارہ سردار لہیسہ کا بھائی ابومدینی نامی ابوعبداللہ کے معتقدین سے تھا۔ اس نے موقع پا کر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہدی کو مار ڈالا اور اس کی جگہ لہیسہ پر حکومت کرنے لگا۔ مہدی کے مارے جانے سے اہل لہیسہ بھی ابوعبداللہ کے مطیع و فرمانبردار ہو گئے۔

ابوعبداللہ شیعی کی فتوحات: ان واقعات کے بعد کتامہ نے جمع ہو کر ابوعبداللہ سے جنگ کرنے کا مشورہ کیا اور مستعد و مسلح ہو کر تازروت پر چڑھ آئے۔ ابوعبداللہ نے سہیل بن فوکاش کو شمل بن بجل رئیس بطانہ کے پاس امداد طلب کرنے کو بھیجا۔ شمل اور ابوعبداللہ میں رشتہ مصاہرت (سسرال) قائم ہو گیا تھا شمل نے کتامہ کو ابوعبداللہ سے جنگ سے روکا مگر وہ نہ رکے۔ چنانچہ ابوعبداللہ اور کتامہ میں متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ آخر کار ابوعبداللہ کو فتح نصیب ہوئی کتامہ شکست کھا کر بھاگے۔ عروبہ بن یوسف ملوشی اس معرکہ میں سخت مصائب میں مبتلا ہو گیا تھا۔ اس لڑائی سے سب کے ہوش و حواس درست ہو گئے۔ غسان، یلزمہ، لہیعہ اور اجانہ نے ابوعبداللہ کی اطاعت قبول کر لی ان دنوں ان سب کی عنانت حکومت ماکنون بن صارہ اور ابوزکی تمام بن معارک کے قبضہ اقتدار میں تھی اجانہ سے فرج بن حیران اور بطانہ سے شمل بن بجل وغیرہ جمیلہ چلے گئے۔ جو باقی رہ گئے وہ ابوعبداللہ کے مطیع و فرماں بردار ہو گئے۔ اس کے بعد فتح بن یحییٰ اپنی قوم کو جمع کر کے ابوعبداللہ سے لڑنے کے لئے نکلا۔ ابوعبداللہ بھی یہ خبر پا کر آمادہ بہ جنگ ہو گیا۔ دونوں حریفوں میں لڑائی چھڑ گئی۔ اس معرکہ میں بھی ابوعبداللہ کو فتح یابی حاصل ہوئی فتح بن یحییٰ شکست کھا کر بھاگا۔ اس کی فوج کا کثیر حصہ کام آ گیا۔ باقی ماندہ جان بچا کر مطیف پہنچے اور جب وہاں بھی ان کو امان کی صورت نظر نہ آئی تو انہوں نے ابوعبداللہ سے امان کی درخواست کی ابوعبداللہ نے منظور کر لی اور وہ لوگ سایۂ عاطفت میں آ کر امن و چین سے بسر کرنے لگا۔ فتح بن یحییٰ شکست کے بعد عجیسہ چلا گیا تھا اور اپنی گئی حالت کی درستگی میں مصروف تھا چند دن بعد جب اس کی حالت درست ہو گئی۔ تو اس نے ابوعبداللہ سے جنگ کرنے کی غرض سے دوبارہ فوج کشی کی اور ہارون بن یونس کو سردار لشکر مقرر کر کے روانہ کیا۔ ابوعبداللہ بھی اپنی فوج آراستہ کر کے میدان جنگ میں آ گیا۔ ہارون پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگا اور ایک قلعہ میں داخل ہو کر قلعہ بند ہو گیا ابوعبداللہ شیعی نے تعاقب کیا اور اس قلعہ پر پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ آخر الامر محصورین نے اطاعت کے لئے گردنیں جھکا دیں اور ابو عبداللہ نے اس قلعہ کو فتح کیا اس کامیابی سے ابوعبداللہ کا رعب داب بڑھ گیا۔ عجیسہ، زداوہ اور تمام قبائل کتامہ مطیع و فرماں بردار ہو گئے۔ ابوعبداللہ لوٹ کر تازورت آیا اور اپنے ایلچیوں کو تمام ملک مغرب میں پھیلا دیا لوگوں نے طوعاً کرہاً اس کی اطاعت قبول کی اور اس کے علم حکومت کے مطیع ہوئے۔ فتح بن یحییٰ نے بھاگ کر ابراہیم بن احمد امیر تونس کے پاس پہنچا اور اسے ابوعبداللہ سے جنگ کرنے کی ترغیب دینے لگا ابوعبداللہ نے اہل مسیلہ کی سازش سے مسیلہ کو فتح کیا اور اس کے امیر موسیٰ بن عیاش کو قتل کر کے ماکنون بن ضیارہ جائی کو مسیلہ کی کرسی امارت پر بٹھایا۔ ابراہیم بن موسیٰ بن عباش نے ابوالعباس ابراہیم بن اغلب کے پاس تونس میں جا کر دم لیا۔

ابوعبداللہ شیعی اور ابوخوال کی جنگ: ۲۸۹ھ میں ابراہیم نے فتح بن یحییٰ اور ابراہیم بن موسیٰ کی ترغیب و تحریک سے اپنے بیٹے ابوخوال کو ایک عظیم فوج کا سردار بنا کر ابوعبداللہ کو ختم کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اس نے کتامہ کو بھی کھول کر پامال کیا اور اس کے بعد تازورت کی طرف بڑھا۔ ابوعبداللہ شیعی نے اپنی فوجوں کو آراستہ کر کے شہر ملوسہ میں ابوخوال سے مقابلہ کیا۔ اتفاق یہ کہ پہلے ہی حملہ میں ابوخوال نے ابوعبداللہ کو شکست دی۔ ابوعبداللہ میدان جنگ سے بھاگ کر انکجان

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنچا اور اپنے ہوش وحواس درست کر کے قلعہ بندی کر لی اور ابوخوال کامیابی حاصل کر کے قصر تازورت میں داخل ہوا اور اس کو مسمار ومنہدم کرا کے ابوعبداللہ کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ اس دارو گیر اور تعاقب میں بلاد کتامہ نہایت بری طرح سے پامال کئے گئے۔ ابوخوال کی حکومت میں بھی ایک گونہ ضعف واضمحلال پیدا ہو چلا تھا۔ ابراہیم بن موسیٰ بن عیاش ابوخوال کے لشکر سے مسیلہ کی جانب ابوعبداللہ کے حالات دریافت کرنے کو گیا ہوا تھا۔ ایک موقع پر ابوعبداللہ کے ہمراہیوں سے اور اس سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ ابوعبداللہ کے ہمراہی' ابراہیم کو شکست دے کر لشکر گاہ تک تعاقب کرتے چلے گئے۔ اس سے بھی ابوخوال کے رعب داب پر بہت بُرا اثر اپڑا مجبوراً بلاد کتامہ سے نکل کھڑا ہوا اور ابوعبداللہ نے انکجان میں اقامت اختیار کی اور وہیں پر ایک شہر موسوم بہ ''دارالہجرت'' آباد کیا۔ لوگوں کو اپنے مذہب کی دعوت دینے لگا۔ رفتہ رفتہ لوگ اس کے مذہب میں داخل ہوگئے اور اس کی جماعت پھر بڑھ گئی اسی اثناء میں حسن بن ہارون کا انتقال ہوگیا۔

ابراہیم بن وائل افریقیہ اور ابوخوال کا قتل: ابوالعباس نے دوبارہ فوجیں مرتب کیں اور اپنے بیٹے ابوخوال کو امیر لشکر بنا کر ابوعبداللہ شیعی اور اہل کتامہ میں داخل ہوا مگر الٹے پاؤں شکست کھا کر واپس ہوا اور بلاد کتامہ کی سرحد ہی پر قیام کر کے ان کی مدافعت کرتا رہا اور پیش قدمی سے روکتا رہا۔ اتنے میں ابراہیم بن احمد بن اغلب وائی افریقیہ کو اس کے بیٹے زیادۃ اللہ نے قتل کر ڈالا اور خود تخت حکومت پر متمکن ہو کر حکمرانی کرنے لگا۔ اس وقت ابوخوال سرحد کتامہ پر پڑا ہوا تھا۔ طلبی کا خط بھیجا اور جب وہ اس کی طلبی پر آ گیا۔ تو اسے قتل کر ڈالا اور خود تونس سے نکل کر وقادہ چلا آیا اور لہو ولعب اور عیاش میں مصروف ہوگیا۔ ابوعبداللہ کو موقع مل گیا۔ اب کوئی مزاحمت کرنے والا باقی نہ رہ گیا تھا۔ اپنے لشکر کو تمام بلاد افریقیہ میں پھیلا دیا تھوڑے ہی دنوں میں اس کی حکومت کا سکہ بیٹھ گیا اور یہ اپنے معتقدوں کو سمجھانے لگا کہ مہدی کا عنقریب ظہور ہونے والا ہے۔ پس آئندہ جیسا کہ اس نے کہا تھا وہی وقوع میں آیا۔

عبیداللہ مہدی: محمد الحبیب بن جعفر بن محمد بن اسماعیل نے اپنے انتقال کے وقت اپنے بیٹے عبیداللہ کو اپنا ولی عہد بنا تھا اور یہ ارشاد کیا تھا کہ تم ہی مہدی موعود ہو اور میرے بعد تم یہاں سے دور دراز ملک کی جانب ہجرت کرو گے اور بڑے بڑے مصائب کا تمہیں سامنا کرنا پڑے گا۔ چنانچہ وفات کے بعد اس واقعہ کی خبر ان کے تمام ایلچیان اور متقدین افریقہ و یمن میں مشہور ہوگئی۔ ابوعبداللہ نے چند لوگوں کو بطور وفد (ڈیپوٹیشن) اس خداداد کامیابی کی خبر کرنے کو بلاد کتامہ سے روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ تھا کہ ہم لوگ ہمہ تن آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ شدہ شدہ یہ خبریں دارالخلافت بغداد تک پہنچیں۔ اس وقت تخت خلافت پر خلیفہ مکتفی جلوہ افروز تھا۔ عبیداللہ مہدی کی گرفتاری اور اس کی بڑھتی ہوئی قوت کی روک تھام کا حکم صادر فرمایا عبیداللہ یہ خبر پا کر ملک شام سے عراق کی طرف چلا گیا۔ پھر عراق سے مصر میں جا کر دم لیا اس کے ہمراہ اس کا بیٹا ابوالقاسم اور ایک نوعمر غلام تھا۔ ان کے علاوہ چند مصاحب اور خاص خاص اس کے آزاد غلام بھی تھے۔ مصر پہنچ کر عبیداللہ مہدی نے یمن کا قصد کیا۔ مگر یہ سن کر علی بن فضل نے ابن حوشب کے بعد اپنے طریقہ بد سے اہل یمن کو برانگیختہ کر دیا ہے۔ ابوعبداللہ شیعی کے پاس مغرب چلے جانے کا ارادہ کیا اور سامان سفر درست کر کے مصر سے اسکندریہ کی جانب کوچ کیا۔ اسکندریہ پہنچ کر کچھ سامان واسباب تجارت خریدا اور سوداگروں کے لباس میں بلاد مغرب کی طرف روانہ ہوا اس میں خلیفہ مکتفی کا فرمان گرفتاری عبیداللہ مہدی والی مصر کے نام صادر ہوا۔ جس میں اس کا حلیہ اور نام لکھا ہوا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ان دنوں مصر کی گورنری پر عیسیٰ نوشری مامور تھا ۔ چنانچہ عیسیٰ نے عبیداللہ مہدی کی جستجو میں لوگوں کو روانہ کیا اور ایک گونہ اس کو عبیداللہ مہدی کی جستجو میں کامیابی بھی ہوئی لیکن اسے اس امر کا یقین نہ ہو سکا کہ یہی شخص عبیداللہ مہدی ہے۔اس وجہ سے مطلع ہو جانے اور گرفتار کر لینے کے باوجود رہا کر دیا۔

عبیداللہ مہدی کی طرابلس میں آمد: عبیداللہ مہدی رہائی پا کر نہایت تیزی سے مسافت طے کرنے لگا۔ اثناء راہ میں اس کی کتابیں چوری ہو گئیں۔جس میں اس کے آباء واجداد کے منقولات تھے۔بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے بیٹے ابوالقاسم نے ان کتابوں کو برقہ سے برآمد کیا تھا۔جبکہ اس نے مصر پر فوج کشی کی تھی۔الغرض جس وقت عبیداللہ مہدی طرابلس پہنچا اور اس کے ہمراہی تجار اس سے علیحدہ ہوئے اس وقت عبیداللہ مہدی نے ابوالعباس برادر ابوعبداللہ شیعی کو ابوعبداللہ شیعی کے پاس انہی تاجروں کے ہمراہ کتامہ روانہ کیا۔ابوالعباس طرابلس روانہ ہو کر قیروان پہنچا۔اس کے پہنچنے سے پیشتر زیادۃ اللہ کو عبیداللہ مہدی اور اس کے ہمراہیوں کی خبر پہنچ گئی تھی اور یہ ان کی جستجو اور سراغ میں تھا۔چنانچہ ابوالعباس کو قیروان میں پہنچتے ہی گرفتار کر لیا اور اس سے عبیداللہ مہدی کے حالات دریافت کئے۔ابوالعباس نے لاعلمی ظاہر کی زیادۃ اللہ نے جھلا کر جیل میں ڈال دیا اور والیٔ طرابلس کو لکھ بھیجا کہ عبیداللہ مہدی کو جس کا حلیہ اس طرح کا ہے فوراً گرفتار کر لو۔اتفاق سے عبیداللہ مہدی کو اس کی خبر لگ گئی۔طرابلس سے قسطنطنیہ چلا گیا۔پھر وہاں سے بہ خیال ابوالعباس برادر ابوعبداللہ شیعی جو قیروان میں تھا نکلا کہ سجلماسہ میں جا کر قیام کیا۔ان دنوں سجلماسہ کی زمام حکومت الیسع بن مدرار کے قبضہ اقتدار میں تھی الیسع نے عبیداللہ مہدی کی بے حد توقیر اور عزت کی۔اس کے بعد ہی زیادۃ اللہ کا خط (کہا جاتا ہے کہ یہ خلیفہ مکتفی کا فرمان تھا۔) الیسع کے پاس آ پہنچا۔جس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ یہی شخص مہدی ہے اور حکومت وخلافت کا دعویدار ہے اور کتامہ کا داعی ہے۔الیسع نے عبیداللہ مہدی کو فوراً گرفتار کر لیا۔

ابوعبداللہ شیعی کا سطیف پر قبضہ: ان واقعات کے بعد ابوعبداللہ شیعی نے ابوخوال کے مارے جانے پر جو اس سے لڑ بھڑ رہا تھا۔تمام کتامہ کو جمع کیا اور انہیں آلاتِ حرب سے مسلح وآراستہ کر کے سطیف پر فوج کشی کی۔سطیف میں ان دنوں علی بن جعفر بن عسکوجہ حکمرانی کر رہا تھا اور اس کا بھائی ابوحبیب بھی وہیں موجود تھا۔ابوعبداللہ ایک مدت تک سطیف کا محاصرہ کئے رہا آخر کار بزور تیغ اس پر قبضہ حاصل کر لیا۔داؤد بن جارشہ سردار لہیعہ بھی اس وقت سطیف میں ٹھہرا ہوا تھا۔یہ اس زمانہ میں یہاں چلا آیا تھا۔جس وقت بعض سرداران کتامہ یہاں چلے آئے تھے۔اہل سطیف کے ساتھ اس نے بھی ابوعبداللہ شیعی سے امان کی درخواست کی تھی اور ابوعبداللہ شیعی نے امان دے دی تھی۔ابوعبداللہ نے شہر سطیف میں فتح یابی کے ساتھ داخل ہو کر شہر کو منہدم کرا دیا باقی قلعہ کو مسمار کرا کر زمین کے برابر کر دیا۔

ابوعبداللہ شیعی اور ابن خشنش کی جنگ: زیادۃ اللہ کو اس کی خبر لگی۔فوجیں مرتب کر کے اپنے عزیز وقریب ابراہیم بن خشنش نامی کی سرکردگی میں کتامہ کو سرکرنے کے لئے روانہ کیں۔اس فوج کی تعداد چالیس ہزار تھی۔کوچ اور قیام کرتی ہوئی قسطنطینہ پہنچی اور وہیں قیام پزیر ہو گئی۔اس وقت فریق مخالف اونچے اونچے پہاڑوں کی چوٹیوں پر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پناہ گزیں تھے۔ ابراہیم نے اپنی فوج کو حملہ کا حکم دیا۔ پہاڑ کی چڑھائی تھی کامیابی نہ ہوسکی۔ فوج پسپا ہو کر لوٹی۔ شہر یلزمہ کے میدان میں دونوں فریق گتھ گئے۔ ابراہیم کی فوج کو شکست ہوئی۔ شکست کھا کر باغایہ پہنچی اور وہاں سے قیروان چلی آئی ابوعبداللہ شیعی نے کتامہ چند معتبر و معتمد علیہ آدمیوں کو فتح کا نامہ بشارت دے کر مہدی کے پاس روانہ کیا۔ یہ لوگ مسافت طے کر کے خفیہ طور سے مہدی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام واقعات لڑائی اور فتحیابی کے بالتفصیل عرض کیے۔

ابوعبداللہ شیعی کی فتوحات: اس کامیابی کے بعد ابوعبداللہ شیعی نے شہر طبنہ پر فوج کشی کی۔ ایک مدت تک محاصرہ کیے رہا آخر کار فتح بن یحییٰ مساکنی کے مارے جانے پر شہر طبنہ امان کے ساتھ فتح ہو گیا۔ اس کے بعد ابوعبداللہ نے شہر یلزمہ کی طرف قدم بڑھایا جہاں پر کہ ابراہیم کی فوج سے اور اس سے مقابلہ ہوا تھا۔ چنانچہ ابوعبداللہ نے بزور تیغ اسے بھی فتح کر لیا۔ زیادۃ اللہ نے اس طوفان کی روک تھام اور فرو کرنے کی غرض سے ہارون طنبی والیٔ باغایہ کو ایک فوج کی افسری کے ساتھ روانہ کیا۔ ہارون زیادۃ اللہ سے رخصت ہو کر شہر ازمیل پہنچا۔ اہل ازمول۔ ابوعبداللہ کی حکومت کے مطیع ہو کر مقابلہ پر آئے۔ ہارون نے انہیں شکست دے کر ازمول کے شہر پناہ کو منہدم اور شہر کو لوٹ کر تاخت و تاراج کر دیا۔ عروبہ بن یوسف (یہ ابوعبداللہ کے ہواخواہوں سے تھا۔) نے یہ خبر پا کر ہارون پر حملہ کر دیا۔ ہارون کو عروبہ کے حملہ کی کچھ خبر نہ تھی۔ شکست کھا کر بھاگا اور اثناء دار و گیر میں مارا گیا۔ اس کے بعد ابوعبداللہ شیعی نے شہر تیجت کو یوسف غسانی کے ذریعہ سے فتح کیا۔ شہر تیجت کا لشکر بھاگ کر قیروان پہنچا۔ ابوعبداللہ کی حکمت عملی اور عاملانہ تدبیروں سے عوام الناس میں اس کی انصاف پسندی ایفاء وعدہ اور امان دہی کی خبریں ہی مشہور ہوئی۔ قرب و جوار کے رہنے والوں نے حاضر ہو کر امان حاصل کر لی۔ بازاریوں اور اوباشوں نے زیادۃ اللہ کو پریشان کرنا شروع کر دیا۔

قرطاجنہ کی فتح: زیادۃ اللہ نے ان بغاوتوں اور شورشوں کے ختم کرنے پر فوجوں کو متعین کیا اور جس قدر روپیہ خزانہ میں تھا رعایا کی اصلاح اور ترتیب لشکر میں صرف کر کے ۲۹۵ھ میں بذاتہ ابوعبداللہ کے مقابلے کے لئے نکل کھڑا ہوا۔ اریس میں پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کر مقابلہ کرنے میں متامل ہوا ہمراہیوں نے قیروان واپس چلنے کی رائے دی۔ چنانچہ بلا کسی مقابلہ اور لڑائی کے منزل بہ منزل کوچ کرتا ہوا قیروان واپس آیا۔ قیروان پہنچ کر جب ذرا اس کے ہوش درست ہوئے تو اس نے ابراہیم بن اغلب نامی ایک شخص کو جو اس کے عزیزوں سے تھا۔ لشکر کا سردار بنا کر اریس کی جانب روانہ کیا اور وہیں پر قیام کرنے کا حکم دیا۔ اس واقعہ کے بعد ابوعبداللہ شیعی نے باغایہ پر حملہ کیا والیٔ باغایہ یہ خبر پا کر بھاگ گیا۔ اہل باغایہ نے اطاعت قبول کر لی قلعہ مصالحت کے ساتھ فتح ہو گیا۔ ابوعبداللہ شیعی نے اسی اثناء میں ایک فوج شہر قرطاجنہ کے فتح کرنے کے لئے روانہ کی۔ پس یہ بھی بزور تیغ فتح ہوا والیٔ قرطاجنہ مارا گیا۔ بازار لوٹ لئے گئے۔ ان مقامات کے فتح ہو جانے سے ابوعبداللہ کی قوت بہت بڑھ گئی فوجیں بھی باقاعدہ ہو گئیں۔ حوصلے بھی بڑھ گئے۔ فتوحات کا دائرہ وسیع کرنے کے خیال سے اپنی فوج کو تمام بلاد افریقیہ میں پھیلا دیا۔ فقرہ کے قبائل کو ایک قیامت کا سامنا تھا۔ خونریزی اور غارت گری کے دروازے کھلے ہوئے تھے۔ تنگ اور مجبور ہو کر اہل نیقاش نے امان کی درخواست کی اور ابوعبداللہ شیعی نے ان کو امان دے کر ان پر صواب بن ابوالقاسم سکتانی کو مامور کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوعبداللہ شیعی اور ابراہیم کی جنگ: اتنے میں ابراہیم بن اغلب (زیادۃ اللہ کا سپہ سالار) آ پہنچا ایک دوسرے سے گتھ گئے۔ مگر دو ہی ایک لڑائی لڑ کر دونوں فریق جدا ہو گئے۔ ابراہیم کے علیحدہ ہونے پر ابوعبداللہ نے اپنی فوج کو متعدد حصوں پر تقسیم کر کے باغایہ، سکنایہ اور تیر کی طرف روانہ کیا۔ چنانچہ امان کے ساتھ یہ مقامات فتح ہو گئے۔ بعد ازاں قمودہ کے قصرین پر فوج کو حملہ کرنے کا اشارہ کیا۔ اہل قصرین نے امان حاصل کر کے شہر کو اپنے حملہ آور حریف کے حوالہ کر دیا۔ ابو عبداللہ شیعی ان مقامات کو فتح کر کے رقادہ کی جانب بڑھا۔ ابراہیم بن ابی اغلب کو زیادۃ اللہ کی فوج سے خطرہ پیدا ہوا کہ مبادا ابوعبداللہ سے اس کو نپٹنا نہ پڑے۔ اس خیال کا آنا تھا کہ اپنی فوج کو تیاری کا حکم دیا اور نہایت عجلت سے ابو عبداللہ شیعی کے بڑھتے ہوئے سیلاب سے مقابلہ کرنے کو میدان جنگ میں آ گیا۔ ابوعبداللہ اور ابراہیم سے متعدد اور سخت لڑائیاں ہوئیں۔ مگر آخری فیصلہ کسی لڑائی میں بھی نہیں ہوا۔ ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے۔ ابوعبداللہ شیعی نے انکجان کی جانب مراجعت کی اور ابراہیم اربس کی طرف لوٹا۔

قسطنطنیہ کی فتح: پھر دوبارہ ابوعبداللہ شیعی نے اپنی فوجوں کو آراستہ کر کے قسطنطنیہ پر چڑھائی کی۔ ایک مدت تک محاصرے اور متعدد لڑائیوں کے بعد امان کے ساتھ فتح ہوا۔ بعدہ قفصہ کو بھی اسی طور سے فتح کر کے باغایہ واپس آیا اور باغایہ میں اپنی فوج کے ایک بڑے حصے کو ابومکدولہ جبلی کی ماتحتی میں چھوڑ کر انکجان کی جانب روانہ ہو گیا۔ ابراہیم بن ابی اغلب کو اس کی خبر لگی۔ فوراً باغایہ کا قصد کر دیا ابوعبداللہ شیعی نے اس سے مطلع ہو کر ابو مدینی بن فرخ لہیعی کو عروبہ بن یوسف ملوشی اور اغلب سے اور کے ساتھ بارہ ہزار فوج کی جمعیت سے باغایہ کی حمایت کو روانہ کیا۔ چنانچہ ابراہیم بن ابی اغلب سے اور ابوعبداللہ شیعی کی فوج سے لڑائی چھڑ گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ابراہیم بن ابی اغلب بے نیل مرام باغایہ سے واپس ہوا اور ابو عبداللہ شیعی کا لشکر فج العرعر تک تعاقب کر کے واپس آیا۔

قیروان اور رقادہ پر قبضہ: ۲۹۶ھ میں ابوعبداللہ شیعی نے دو لاکھ فوج کے ساتھ ابراہیم بن ابی اغلب پر اربس میں حملہ کیا۔ مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ آخر کار ابراہیم شکست کھا کر قیروان کی جانب بھاگا۔ اس کی لشکر گاہ لوٹ لی گئی۔ ابو عبداللہ شیعی اربس میں قتل و غارت کرتا ہوا داخل ہوا اور جی کھول کر اسے پامال کیا۔ دو چار روز قیام کر کے اربس سے کوچ کیا۔ قمودہ پہنچا۔ اس کی خبر زیادۃ اللہ تک پہنچی اس وقت یہ رقادہ میں تھا۔ گھبرا کر مشرق کی طرف بھاگا۔ عوام الناس اور بازاریوں نے اس کے محل سراؤں کو لوٹ لیا اور اہل رقادہ پریشان ہو کر قیروان اور سوسہ کی طرف چلے گئے۔ اس کے بعد ابراہیم بن ابی اغلب قیروان میں داخل ہوا دارالامارت میں جا کر ٹھہرا لوگوں کو جمع کر کے سمجھایا بجھایا اور ان لوگوں سے مالی امداد دینے کی بیعت لینے کا قصہ ظاہر کیا۔ خواص تو خاموش رہے مگر عوام الناس شور و غل مچانے لگے۔ ابراہیم بن ابی اغلب اہل قیروان کا یہ رنگ دیکھ کر قیروان سے نکل کر اپنے آقائے نعمت کے پاس چلا گیا اور عبداللہ شیعی کو ان لوگوں کے بھاگنے کی خبر سبیبہ میں پہنچی۔ اس وقت رقادہ کی طرف کوچ کر دیا عروبہ بن یوسف اور حسن بن ابی خنزیر وغیرہ بھی یہیں چلے آئے۔ اہل رقادہ اور قیروان نے کمال گرم جوشی سے اپنے جدید حکمران کا استقبال کیا۔ دعوتیں کیں خوشامدیں منائیں شہر میں چراغاں کیا۔ ابوعبداللہ شیعی نے بھی ان لوگوں کو جان و مال کی امان دی۔ عزت افزائی کی یہ واقعہ ماہ رجب ۲۹۶ھ کا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غرض فرحاں وشاداں قصر امارت میں جا کر مقیم ہوا اپنے بھائی ابوالعباس کو قید کی مصیبت سے رہائی دی اور امن وامان کی منادی کرادی۔ امراورؤسا اور عوام الناس جو بخوف جنگ ادھر ادھر بھاگ گئے تھے۔ واپس ہو کر اپنے اپنے مکانات میں آئے اور شاہی عمال جان کے خوف سے اِدھر اُدھر بھاگ نکلے ابوعبداللہ شیعی نے شہر کے مکانات کو کتامہ میں تقسیم کر دیا چنانچہ کتامہ نے اطمینان کے ساتھ ان مکانات میں قیام اختیار کیا۔

ابوعبداللہ شیعی کی سلجماسہ کو روانگی: خاتمہ جنگ اور شہر پر قبضہ کرنے کے بعد زیادۃ اللہ کا مال واسباب اور سامان جنگ جمع کئے گئے۔ ابوعبداللہ شیعی نے ان پر ایک سرسری نظر ڈالی اور ان کی لونڈیوں کی محافظت کا حکم دیا۔ اتنے میں جمعہ کا دن آ گیا۔ خطیبوں نے دریافت کیا ''کس کا نام خطبہ میں پڑھا جائے''۔ ابوعبداللہ شیعی نے کسی کا بھی نام نہیں لیا لیکن جو سکہ مسکوک کرایا تھا اس کے ایک طرف ''حجۃ اللہ'' اور دوسری جانب ''تفرق اعدا اللہ'' منقوش تھا۔ ہتھیاروں پر ''عدۃ فی سبیل اللہ'' اور گھوڑوں پر ''الملک اللہ'' نقش تھا۔ رقادہ میں چندے قیام کر کے عبیداللہ مہدی کی تلاش میں سلجماسہ کی جانب کوچ کیا۔ راونگی کے وقت بلاد افریقیہ پر بطور نائب کے اپنے بھائی ابوالعباس کو مامور کر گیا۔ ابوزاکی تمام بن معارک الجالی کو بھی ابوالعباس کے پاس انتظاماً چھوڑ دیا گیا تھا اہل مغرب کو اس سے بے حد مسرت ہوئی۔ زناتہ یہ سن کر کہ ابوعبداللہ شیعی سلجماسہ جا رہا ہے۔ راستہ سے ہٹ گئے اور اس کے گزر جانے کے بعد اطاعت وفرماں برداری کا پیام بھیجا۔ ابوعبداللہ شیعی نے منظور کر لیا سلجماسہ کے قریب پہنچ کر الیسع بن میدرار والی سلجماسہ کے پاس ایک قاصد بھیجا اور خوشامد اور منت آمیز خط لکھا۔ الیسع نے خط چاک کر کے قاصد کو قتل کر ڈالا اور فوجیں مرتب کر کے بقصد جنگ نکل کھڑا ہوا۔ جس وقت دونوں فوجیں مقابلہ پر آئیں۔ اتفاق یہ کہ الیسع کی فوج بھاگ کھڑی ہوئی۔ بہ مجبوری الیسع اور اس کے ہمراہی بھی بے سروسامانی کے ساتھ بھاگے۔

عبیداللہ مہدی کی روانگی: اگلے دن شہری ابوعبداللہ شیعی سے ملنے آئے اور کمال تعظیم وتوقیر سے شہر میں لے گئے۔ ابو عبداللہ شیعی شہر میں داخل ہوتے ہی سیدھا جیل کی جانب گیا۔ جہاں کہ عبیداللہ مہدی اپنے بیٹے کے ساتھ قید تھا۔ ان دونوں کو قید سے نکالا اور عبیداللہ مہدی کی حکومت وامارت کی بیعت کی۔ رؤسا قبائل جلو میں تھے اور اُن سب کے آگے آگے ابوعبداللہ شیعی تھا۔ فرطِ مسرت سے روتا جاتا تھا اور کہہ رہا تھا کہ ''ھذا مولاکم..... ھذا مولاکم'' یہاں تک کہ اپنے خیمے میں پہنچا۔ عبیداللہ مہدی کو اپنے خاص خیمہ میں ٹھہرایا اور سپاہیوں کو الیسع کی گرفتاری پر مامور کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد الیسع پابہ زنجیر لایا گیا۔ ابوعبداللہ نے اس کے قتل کا حکم دیا اور وہ اسی وقت قتل کر دیا گیا۔

عبیداللہ مہدی کی بیعت: ابوعبداللہ اور عبیداللہ مہدی چالیس روز تک سلجماسہ میں مقیم رہے اس کے بعد افریقہ کی جانب کوچ کیا۔ رفتہ رفتہ انکجان پہنچے ابوعبداللہ شیعی نے جس قدر مال واسباب اور زر نقد جمع کر رکھا تھا۔ عبیداللہ مہدی کے حوالہ کر دیا۔ چند روز قیام کر کے رقادہ روانہ ہوئے۔ ماہ ربیع الثانی ۲۶۷ھ میں رقادہ پہنچے۔ اہل قیروان نے حاضر ہو کر اطاعت وفرماں برداری کا اظہار کیا یہیں پر عبیداللہ مہدی کی خلافت وامارت کی بیعتِ عامہ لی گئی اور اس کی حکومت و سلطنت کی استحکام واستقلال کے ساتھ بنا پڑی۔ عبیداللہ مہدی نے اپنے دعاۃ کو تمام بلاد افریقہ میں پھیلا دیا۔ جن لوگوں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اس کی دعوت بخوفِ جان قبول کی تھی ان کی تعداد قلیل تھی۔ لونڈیوں اور مال واسباب کو اہل کتامہ پر تقسیم کیا۔ جاگیریں دیں دفاتر اور محکمہ جات مال و دیوانی کے قائم کئے۔ خراج وصول کرنے کے قواعد بنائے ملک کو صوبوں پر تقسیم کر کے ان پر عمال مقرر کئے۔ ماکنوں بن ضبارہ الحالی کو طرابلس کی طرف روانہ کیا صقلیہ کی طرف حسن بن احمد بن ابی خنزیر کو بھیجا۔ اسحاق بن منہال کو عہد قضاء عنایت کیا اور اس کے بھائی کو ہیت کا والیٔ بنایا۔ ۲۹۸ھ میں حسن بن احمد نے دریا کو ساحلی شمالی کی جانب سے عبور کیا اور قلوریہ مقبوضات فرانس میں قیام کر کے اہل فرانس کو تنگ کرنے لگا۔ آخر سنہ مذکور میں کامیابی کے ساتھ صقلیہ کی طرف مراجعت کی۔ اس کامیابی سے دماغ میں غرور پیدا ہو گیا۔ اہل صقلیہ کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کرنے لگا۔ اہل صقلیہ نے دفعتہً حملہ کر کے گرفتار کر لیا اور عبیداللہ مہدی کی خدمت میں معذرت کی عرض داشت بھیجی۔ عبیداللہ المہدی نے ان لوگوں کے عذرات قبول کر لئے اور صقلیہ میں اس کی جگہ علی بن عمر بلوی کو متعین کیا۔ چنانچہ علی آخر ۲۹۹ھ میں صقلیہ پہنچا۔

عبیداللہ مہدی اور ابوعبداللہ میں کشیدگی: جس وقت افریقہ میں عبیداللہ مہدی کی حکومت کو ایک گونہ استقلال اور استحکام حاصل ہو گیا اور اس کے رعب داب کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بیٹھ گیا۔ ابوعبداللہ شیعی اور اس کے بھائی ابوالعباس کو جو ہر کام میں پیش پیش اور امور سلطنت وسیاست پر قابض ہو رہے تھے۔ چیرہ دستی اور بے جا خودسری سے روکنا شروع کیا۔ یہ امر ان دونوں بھائیوں کو ناگوار گزرا۔ ابوالعباس جوش میں آ کر جو کچھ اس کے دل میں تھا کہنے لگا ابوعبیداللہ شیعی نے منع کیا۔ مگر ابوالعباس نے کوئی بات نہ سنی اور آہستہ آہستہ اسے بھی اپنی رائے کی جانب مائل کرنے لگا۔ زیادہ زمانہ نہ گزرنے پایا تھا کہ ابوعبداللہ شیعی بھی اپنے بھائی ابوالعباس کی رائے سے متفق ہو گیا کسی ذریعہ سے یہ خبر عبیداللہ مہدی تک پہنچ گئی۔ عبیداللہ مہدی کو یقین نہ ہوا لیکن کس قدر اس خبر سے ہوشیار اور چوکنا ہو گیا اور در پردہ ابوعبداللہ شیعی کے حرکات اور سکنات پر نظر ڈالنے لگا۔ اس کے بعد ابوعبداللہ شیعی کو لوگوں سے میل جول زیادہ رکھنے اور عوام الناس کے پاس اٹھنے بیٹھنے سے یہ کہہ کر منع کیا کہ اس سے حکومت وسلطنت کا رعب وداب جاتا رہے گا نرمی اور ملاطفت سے کئی بار سمجھایا۔

ابوعبداللہ شیعی کی ریشہ دوانیاں: ابوعبداللہ شیعی نے کوئی بات نہ سنی بلکہ دونوں بھائیوں کی نیتیں بدل گئیں۔ کتامہ کو عبیداللہ مہدی کے خلاف ابھارنا شروع کیا اور یہ سمجھانے لگا کہ یہ وہ امام معصوم نہیں ہے جس کی امارت اور حکمت کی ہم نے تمہیں دعوت دی تھی ہم اس کے ظاہری برتاؤ سے دھوکہ کھا گئے۔ یہ بڑا لالچی اور دنیا دار ہے۔ دیکھو تمہارا اس قدر مال و اسباب ہے انکچان میں ہم نے امام معصوم کے لئے تم سے لیا تھا۔ اس نے دبا لیا۔ تم لوگ اگر مستعد ہو جاؤ تو ہم اسے ابھی نکال باہر کرتے ہیں۔ اہل کتامہ تو اس کے ہاتھ میں کاٹھ کی پتلی تھے فوراً بھڑ اگئے۔ چنانچہ اس نے انہی میں سے ایک شخص کو جو شیخ المشائخ کے لقب سے معروف تھا۔ عبیداللہ مہدی کے پاس روانہ کیا۔ شیخ المشائخ نے عبیداللہ مہدی کے پاس جا کر سوال کیا ''چونکہ ہم لوگوں کو آپ کی بابت شک وشبہ پیدا ہو گیا ہے کہ آپ امام معصوم نہیں ہیں اس لئے آپ ہم کو اپنی امامت کی کوئی نشانی دکھلایئے''۔ عبیداللہ مہدی تاڑ گیا کہ ہو نہ ہو یہ عبیداللہ کا گل کھلایا ہوا ہے۔ جواب کچھ نہ دیا۔ ایک غلام کو اشارہ کیا اس نے لپک کر شیخ المشائخ کا سر اتار لیا۔ اس واقعہ سے اہل کتامہ کا شبہ اور قوی ہو گیا۔ سب کے سب عبیداللہ مہدی کے قتل پر تل گئے اور اس سازش میں ابوزا کی تمام بن معارک وغیرہ سرداران قبائل کتامہ بھی کو شریک کر لیا۔ عبیداللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہدی کو اسکی خبر لگ گئی۔ بہ نظر تالیف قلوب نرمی و ملاطفت سے پیش آنے لگا۔ انہی سپہ سالاران کتامہ میں سے جو اس سازش میں شریک تھے بعض کو سند حکومت عطا کر کے دوسرے شہر کو روانہ کیا۔ چنانچہ ابوزاکی تمام بن معارک کا پہنچتے ہی قصہ تمام کر دینا۔ پس ابوزاکی طرابلس پہنچا۔ ماکنون والی طرابلس نے اسے مار ڈالا۔

ابوعبداللہ شیعی کا قتل اس کے بعد عبیداللہ مہدی کو ابن العزیم پر سازش کا شبہ پیدا ہوا یہ شخص زیادہ اللہ کے مصاحبوں سے تھا۔ عبیداللہ مہدی نے اسے بھی قتل کروایا دیا اور اس کے مال واسباب کو ضبط کر لیا۔ اس میں زیادۃ اللہ کے مال کا بھی کثیر حصہ شامل تھا۔ ان تدبیروں پر بھی ان دونوں بھائیوں کا جوش ٹھنڈا نہ ہوا اور برابر ریشہ دوانیاں کرتے رہے۔ تب عبیداللہ مہدی نے عروبہ یوسف اور اس کے بھائی حباسہ کو خلوت خاص میں طلب کر کے ابوعبداللہ شیعی اور اس کے بھائی کے مار ڈالنے کا حکم دیا۔ عروبہ اور حباسہ اس حکم کی تعمیل کی غرض سے قصر امارت کے ایک گوشہ میں جا کر چھپ رہے جس وقت ابوعبداللہ شیعی برآمد ہوا عروبہ نے حملہ کیا ابوعبداللہ بولا ''عروبہ! تم یہ کام کس کے حکم سے کرتے ہو'' جواب دیا'' جس کی اطاعت کا تم نے ہمیں حکم دیا تھا۔ اسی نے تمہارے قتل کا حکم دیا ہے''۔ ابوعبداللہ شیعی کی زبان سے کوئی کلمہ نہ نکلنے پایا تھا کہ عروبہ اور حباسہ شیر کی طرح جھپٹے اور ابوعبداللہ کو اس کے بھائی کے ساتھ ڈھیر کر دیا۔ یہ واقعہ ۱۵ جمادی الثانی ۲۹۸ھ کا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ عبیداللہ مہدی نے ابوعبداللہ شیعی کی نماز جنازہ پڑھائی تھی اور اس کے حق میں دعائے مغفرت کی تھی۔

عبیداللہ مہدی کی حکمت عملی آپ کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ عبیداللہ مہدی کو ابوعبداللہ شیعی کے قتل پر جس چیز نے ابھارا اور آمادہ کیا تھا۔ وہ ابوالعباس برادر ابوعبداللہ شیعی کی سازش اور ناعاقبت اندیشی تھی۔ عبیداللہ مہدی نے بہ مجبوری ان دونوں بھائیوں کو قتل تو کر ڈالا لیکن ان دونوں کے مارے جانے سے ایک عام شورش پھیل گئی۔ ان کے دوست واحباب بدلہ لینے کو اٹھ کھڑے ہوئے عبیداللہ مہدی ہنگامہ فرو کرنے کو سوار ہوا۔ شورش فرو ہو گئی۔ اس کے بعد دوسرا ہنگامہ مابین اہل کتامہ اور اہل قیروان کے پیدا ہوا۔ قتل وغارت گری کے دروازے کھل گئے۔ عبیداللہ مہدی نے اپنی سختی اور حکمت عملی سے اسے بھی رفع دفع کر دیا اور مصلحتاً اپنے دعاۃ کو منع کر دیا کہ آئندہ عوام الناس کو مذہب شیعہ کی دعوت اور تلقین نہ کرو۔ زیادۃ اللہ کے بعد ایک گروہ بنی اغلب کا جو مختلف اغراض کے حاصل کرنے کو دوسرے مقامات پر چلا گیا تھا۔ یا زمانہ جنگ میں ادھر ادھر بھاگ گیا تھا۔ پھر رقادہ میں واپس آیا۔ عبیداللہ مہدی نے ان سب کو قتل کروا دیا۔

ابوالقاسم کی ولی عہدی ابوعبداللہ شیعی کے مارے جانے کے بعد عبیداللہ مہدی نے اپنے بیٹے ابوالقاسم نزار کی ولی عہدی کا باضابطہ اعلان کیا۔ برقہ اس کے متعلقات کی سند حکومت حباسہ یوسف کو مرحمت کی مغرب پر اس کے بھائی عروبہ بن یوسف کو مامور کیا اور باغایہ میں قیام کرنے کی ہدایت کی۔ عروبہ نے باغایہ میں پہنچ کر تاہرت پر فوج کشی کی اور بہ زور تیغ لڑ کر اسے فتح کر لیا۔ دواس بن صولات لبیس کو اس کی حکومت عنایت کی۔

شیعان کتامہ کی شورش ان واقعات کے بعد شیعان کتامہ میں ابوعبیداللہ شیعی کے مارے جانے کا جوش پھر دوبارہ پیدا ہوا۔ ایک نوعمر لڑکے کو امیر بنا کر ''مہدی'' کا لقب دیا۔ دعویٰ یہ کیا کہ یہ نبی ہے اور ابوعبداللہ شیعی کا انتقال نہیں ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبیداللہ مہدی نے اپنے بیٹے ابوالقاسم کو شیعان کتامہ کو ہوش میں لانے پر مامور کیا۔ شیعان کتامہ اور ابوالقاسم میں لڑائی ہوئی ایک سخت وخونریز جنگ کے بعد اہل کتامہ کو شکست ہوئی وہ لڑکا جس کو شیعان کتامہ سے منسوب کیا تھا مار ڈالا گیا اور کتامہ بری طرح پامال کیے گئے۔

اہل طرابلس کی بغاوت: پھر ۳۰۰ھ میں اہل طرابلس نے بغاوت کی اور اپنے گورنر ماکنون کو مار کر نکال دیا عبیداللہ مہدی نے اپنے بیٹے ابوالقاسم کو یہ ہنگامہ فرو کرنے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ ابوالقاسم نے ایک مدت دراز کے محاصرے اور جنگ کے بعد ایک سخت اور عام خون ریزی سے بزور تیغ فتح کر لیا۔ تین لاکھ دینار سرخ تاوان جنگ وصول کیے۔

مصر پر فوج کشی: ان بغاوتوں اور آئے دن کی سرکشیوں کے فرو ہونے پر ابوالقاسم نے فوجیں مرتب کیں۔ جنگی کشتیوں کے بیڑے درست کئے اور اپنے بزرگ باپ عبیداللہ مہدی سے اجازت حاصل کر کے ۳۰۱ھ میں اسکندریہ اور مصر کی جانب بڑھا۔ دوسو کشتیوں کا بیڑا براہ درملہ روانہ کیا۔ جس کا سردار حباسہ بن یوسف تھا۔ حباسہ نے پہنچتے ہی برقہ اس کے بعد اسکندریہ اور قیوم پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ دارالخلافہ بغداد میں اس کی خبر لگی۔ خلیفہ مقتدر نے بکتگین اور مونس خادم کو ایک بڑی فوج کے ساتھ اس مہم پر روانہ کیا۔ دونوں حریفوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں آخر کار بکتگین اور مونس نے اپنے دشمن کو ملک مصر سے نکال باہر کیا۔ مغربی فوجیں اپنے ملک کو واپس آئیں۔

حباسہ اور عروبہ کا قتل: ۳۰۲ھ میں حباسہ نے دوبارہ اسکندریہ پر فوج کشی کی۔ دارالخلافت بغداد سے مونس خادم کو اس کی روک تھام کا حکم صادر ہوا۔ حباسہ اور مونس میں بہ دفعات لڑائیاں ہوئیں۔ آخری نتیجہ یہ ہوا کہ مونس کو فتح نصیب ہوئی۔ تقریباً سات ہزار فوج حباسہ کی ان لڑائیوں میں کام آ گئی۔ سخت پریشانی اور اضطراب کے ساتھ ملک مغرب واپس آیا۔ عبیداللہ مہدی نے کوئی جھوٹا سچا الزام لگا کر مار ڈالا۔ عروبہ کو بھائی کے مارے جانے سے جوش انتقام پیدا ہوا۔ فوراً ملک مغرب میں علم مخالفت وبغاوت بلند کر دیا۔ کتامہ اور بربر کا ایک چھوٹا جم غفیر اس کے پاس جمع ہو گیا۔ عبیداللہ مہدی نے اپنے خادم غالب کو اس طوفان کے فرو کرنے پر مامور کیا۔ غالب نے عروبہ کو شکست دی'' اسے اور اس کے چچیرے بھائیوں کو ایک گروہ کثیر کے ساتھ جو بے شمار ولا تعداد تھے قتل کر ڈالا۔

اہل صقلیہ کی بغاوت: عروبہ کے مارے جانے کے بعد صقلیہ میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ گورنر صقلیہ علی بن عمر و نکال دیا گیا۔ باغیوں نے متفق الرائے ہو کر احمد بن قہرب نامی ایک شخص کو اپنا امیر بنایا اور عبیداللہ مہدی سے منحرف ہو کر خلیفہ مقتدر عباسی کی خدمت میں بغرض اظہار اطاعت عرض داشت بھیجی۔ یہ واقعہ ۳۰۴ھ کا ہے۔ عبیداللہ مہدی نے یہ خبر پا کر جنگی کشتیوں کا ایک بیڑا حسن بن ابی خنزیر کی ماتحتی میں صقلیہ کی بغاوت فرو کرنے کے لئے روانہ کیا۔ احمد بن قہرب کے بیڑے سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ فتح یابی کا سہرا احمد بن قہرب کے سر رہا۔ حسن بن ابی خنزیر کو شکست ہوئی۔ مارا گیا۔ اس کے بعد اہل صقلیہ کو عبیداللہ مہدی کی شدت اور ظلم سے خطرہ پیدا ہوا عبیداللہ مہدی کی خدمت میں معذرت کا خط روانہ کیا اور سب نے متفق ہو کر احمد بن قہرب کو معزول کر کے پابہ زنجیر عبیداللہ مہدی کے پاس بھیج دیا۔ عبیداللہ نے اپنے دل کو ٹھنڈا کرنے کی غرض سے حسن بن ابی خنزیر کی قبر پر احمد کو ذبح کیا اور صقلیہ پر علی بن موسیٰ بن احمد کو سند امارت عطا کر کے کتامہ کی ایک فوج کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ صقلیہ روانہ کیا۔

شہر مہدیہ کی تعمیر: چونکہ عبیداللہ مہدی کی اپنی دولت وحکومت پر خوارج کے مسلط ہو جانے کا خطرہ پیش نظر رہتا تھا۔ اس وجہ سے اسے ساحل دریا پر ایک شہر تعمیر کرنے کا خیال پیدا ہوا جو اس کے اور اس کے خاندان والوں کے لئے بوقت ضرورت پناہ کا ذریعہ ہوتا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ عبیداللہ مہدی نے اس شہر کی بنا کے وقت یہ کہا تھا کہ میں اس شہر کو اس غرض کے لئے تعمیر کرنا چاہتا ہوں کہ آئندہ کسی وقت بنی فاطمہ کے لئے ایک گونہ اطمینان اور امن کا ذریعہ ہوگا۔ حاضرین کو شہر کے پیش افتادہ میدان میں یہ بھی لکھ دیا تھا کہ فلاں مقام تک صاحب الحمار یعنی ابو یزید خارجی آئے گا۔ شہر آباد کرنے کا مقام کرنے کا تجویز کرنے کو سوار ہو کر نکلا' تجویز کرتے ہوئے تونس اور قرطاجنہ پہنچا اور سرزمین برکصورہ کے قریب ایک جزیرہ کو شہر آباد کرنے کے لئے منتخب اور پسند کیا چنانچہ سنگ بنیاد نصب کر کے شہر مہدیہ کی تعمیر اور آبادی آخر ۳۰۳ھ سے شروع کر دی دارالسلطنت' محل سرا اور شہر پناہ بنوائی شہر پناہ کے دروازے لوہے کے بے حد مضبوط اور وزنی بنوائے کواڑ کے ہر ایک پٹ کا وزن سو قنطار تھا۔ جب شہر پناہ اور فصیل تیار ہو گئی۔ تو ایک فصیل پر چڑھ کر مغرب کی طرف تیر مارا جہاں وہ گرا اس مقام کو دکھا کر بولا "دیکھو اس مقام تک صاحب الحمار (ابو یزید خارجی) آئے گا"۔ (عبیداللہ مہدی نے بطور پیشین گوئی کے یہ کہا تھا) مہدی نے یہ شہر آباد کرنے کے بعد کشتیوں کے بنانے کا ایک کارخانہ قائم کیا۔ نو سو کشتیاں تیار کرائیں۔ ۳۰۶ھ میں اس شہر کی تعمیر اور آبادی تکمیل کو پہنچی۔ عبیداللہ مہدی ہنس کر بولا "آج مجھ کو فواطم (بنی فاطمہ) کی طرف سے اطمینان ہوا کہ وہ کچھ دنوں کے لئے غیر کے حملوں سے محفوظ اور مامون رہیں گے۔

ابوالقاسم کی پسپائی: اس کے بعد اپنے بیٹے ابوالقاسم کو ایک بڑی فوج کے ساتھ دوبارہ ۳۰۷ھ میں مصر کی جانب روانہ کیا۔ اہل مکہ کو لکھا کہ میرے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لو۔ اہل مکہ نے قبول نہ کیا۔ دربار خلافت میں ان واقعات کی اطلاع ہوئی۔ خلیفہ مقتدر نے مونس خادم کو سردار لشکر بنا کر ابوالقاسم کی بڑھتی ہوئی قوت کے روک تھام کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ مونس اور ابوالقاسم میں متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ جن میں کامیابی کا سہرہ مونس کے سر رہا ابوالقاسم اور اس کے لشکر کو بڑے بڑے مصائب کی رسد وغلبہ وبا اور طرح طرح کی تکلیفات کا سامنا کرنا پڑا۔ مجبور ہو کر افریقیہ کی جانب مراجعت کی۔

افریقی بحری بیڑے کی تباہی: ابوالقاسم کی مراجعت سے پہلے اسی کشتیوں کا بیڑا مہدیہ سے اس کی کمک وامداد کو اسکندریہ کی طرف روانہ ہو چکا تھا۔ جس کا کمان افسر سلیمان خادم اور یعقوب کتامی تھا اور یہ بیڑا جنگی کشتیوں کا پہنچ بھی گیا تھا۔ مگر ابوالقاسم کو اطلاع نہ ہوئی ابوالقاسم تو افریقہ کی جانب روانہ ہوا اور اس بیڑے کا رشید میں شاہی بیڑے سے مقابلہ ہو گیا۔ جس میں پچیس جنگی کشتیاں تھیں اور طرطوس سے یہ خبر پا کر آیا ہوا تھا۔ نہایت سخت اور خونریز جنگ کے بعد شاہی بیڑے کو فتح نصیب ہوئی۔ افریقہ کے بیڑے میں آگ لگا دی گئی۔ فوجیں گرفتار کر لی گئیں۔ سلیمان اور یعقوب بھی پکڑ لئے گئے۔ یعقوب تو بحالت قید مصر ہی میں مر گیا۔ باقی رہا سلیمان وہ قید خانہ سے افریقہ بھاگ گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دولت ادریسہ کا خاتمہ: ۳۰۸ھ میں عبیداللہ مہدی نے مضالہ بن حبوس کو لشکر مکناسہ کا سردار مقرر کر کے بلاد مغرب کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ اس وقت تک ملک فاس میں ادریسیوں کی حکومت تھی۔ یحییٰ بن ادریس بن عمر تخت حکومت پر متمکن تھا۔ مضالہ سے اور اس سے جنگ آرائیاں ہوئیں آخر کار مضالہ نے یحییٰ کی خودمختاری چھین کر اسے عبیداللہ مہدی کی اطاعت پر راضی کر لیا اور اپنی قوم میں سے موسیٰ بن ابی العافیہ مکناسی نامی ایک شخص کو صوبجات مغرب کا نگران مقرر کر کے واپس آیا پھر ۳۰۹ھ میں بلاد مغرب پر فوج کشی کی اور باقی ماندہ شہروں کو فتح کر لیا۔ موسیٰ بن ابی العافیہ نے یحییٰ بن ادریس والیٔ فاس کی شکایت جڑ دی۔ مضالہ نے اسے گرفتار کر لیا۔ فاس کو موسیٰ کی گورنری میں شامل کر دیا اور بلاد مغرب سے ادریسہ کی حکومت کا نام ونشان مٹا دیا۔ خاندان حکومت ادریسہ کے ممبروں کو فاس کے صوبہ میں کسی مقام پر امن کی صورت نظر نہ آئی مجبور ہو کر چاروں نے بلاد ریف اور غمارہ کا راستہ لیا اور وہاں پہنچ کر ان لوگوں نے اپنی حکومت کی از سر نو بنیاد قائم کی۔ جیسا کہ بنو غمارہ کے حالات میں بیان کریں گے۔ انہی میں سے حمود علوی تھے جو حکومت امویہ کے ختم کے وقت قرطبہ پر قابض ومتصرف ہو گئے تھے۔ جیسا کہ اس مقام پر مذکور ہوگا مضالہ نے اس مہم سے فارغ ہو کر سجلماسہ پر چڑھائی کی اور اس کے امیر کو جو مدرار مکناسی کی ذریات سے تھا اور دولت شیعہ کی اطاعت سے منحرف تھا قتل کر ڈالا اور اپنے چچازاد بھائی کو وہاں کی حکومت عطا کی جیسا کہ آپ ان کے حالات میں پڑھیں گے۔

زناتہ اور مضالہ کی جھڑپیں: ان واقعات سے اہل مغرب میں ایک خاص قسم کا جوش پیدا تھا۔ زناتہ اس طوفان کی روک تھام کو اٹھ کھڑے ہوئے۔ آتش جنگ تمام ملک مغرب میں مشتعل ہو گئی۔ زناتہ اور مضالہ میں بکثرت لڑائیاں ہوئیں۔ مضالہ انہیں لڑائیوں میں محمد بن خزر کے ہاتھ سے مارا گیا۔ مضالہ کا مارا جانا تھا کہ ملک مغرب میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ عبیداللہ مہدی اس ہنگامہ کے فرو کرنے پر ۳۱۵ھ میں لشکر کتامہ اور سرداران شیعہ کے ساتھ اپنے بیٹے ابوالقاسم کو مامور کیا۔ محمد بن خزر ابوالقاسم کا مقابلہ نہ کر سکا۔ اپنے ہمراہیوں اور لشکر کے ساتھ افریقہ کے ریگستان کی جانب چلا گیا۔ چنانچہ ابوالقاسم نے مزاتہ، مطماتہ، ہوارہ، بلاد اباضیہ، صفریہ اور اطراف تاہرت دارالحکومت المغرب الاوسط کو فتح کر لیا کسی کے جان پر جوں تک نہ رینگی۔ اس کے بعد اپنے پُرزور حملوں سے ریف کو بھی فتح کر لیا۔ شہر لکور کو بھی جو المغرب الاوسط کے ساحل کا ایک نامی شہر تھا فتح کر لیا۔ والیٔ جرادہ یعنی حسن بن ابی العیش پر محاصرہ کیا۔ حسن بن ابی العیش ادریس کے خاندان حکومت کا ایک ممبر تھا۔ زمانہ محاصرہ میں حسن اور ابوالقاسم سے متعدد لڑائیاں ہوئیں جن کو ہر طرح کے مصائب سے مقابلہ کرنا پڑا مگر ابوالقاسم سے نیچا دیکھنا نہ پڑا۔

بنوں کملاں کی جلاوطنی: بالآخر ابوالقاسم اپنی کامیابی سے مایوس ہو کر واپس ہوا شہر مسیلہ ہو کر گزرا یہاں پر بنوں کملاں حکمرانی کر رہے تھے۔ جو ہوارہ کے خاندان سے تھا چونکہ ان لوگوں کی طرف سے یہ خطرہ پیش نظر ہو رہا تھا کہ کسی نہ کسی وقت یہ فتنہ وفساد برپا کر دیں گے۔ اس وجہ سے ان لوگوں کو قیروان کی طرف جلاوطن کر دیا۔ مشیت الٰہی میں یہ تھا کہ یہ لوگ آئندہ صاحب الحمار (ابویزید خارجی) کے خروج کے وقت اس کے معین اور مددگار ہوں گے اور ایسا ہی وقوع میں بھی آیا۔ بنو کملان کو جلاوطن کرنے کے بعد مسیلہ کو دوبارہ تعمیر اور آباد کرایا اور محمدیہ کے نام سے موسوم کیا۔ علی بن حمدون

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اندلسی نے اس کی تعمیر اور آبادی میں اپنی حکومت کے صنائع اور بدائع لگا دیئے تھے۔ جس کی وجہ سے ابوالقاسم نے اس کو محمدیہ اور زاب کی حکومت عطا کی۔ زاب میں اس نے ایک قلعہ بنوایا اور سامانِ جنگ اور غلہ وغیرہ سے اسے خاطر خواہ پُر کیا۔ جس نے بوقتِ محاصرہ صاحب الحمار منصور کا ہاتھ بٹایا جیسا کہ آئندہ تحریر کیا جائے گا۔

موسیٰ بن ابی العافیہ کی بغاوت: پھر موسیٰ بن ابی العافیہ والیٔ فاس و مغرب کے دماغ میں بغاوت کی ہوا سمائی۔ حکومت شیعہ سے منحرف ہو کر دولت امویہ کا مطیع ہو گیا جو دریا کے پرلی طرف تھی اور ان کی حکومت کو تمام بلاد مغرب میں پھیلا دیا۔ احمد بن بصلین مکناسی سپہ سالار عبید اللہ مہدی ایک کثیر فوج لے کر موسیٰ بن ابی العافیہ کو ہوش میں لانے کے لئے آیا۔ دونوں حریفوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی آخر کار محمد نے موسیٰ کو بہ زور تیغ مجبور کر کے ملک مغرب سے نکال دیا اور جی کھول کر ملک مغرب کو پامال کر کے مظفر و منصور عبید اللہ مہدی کے پاس واپس آیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۷

ابوالقاسم محمد القائم بامر اللہ ۳۲۲ھ تا ۳۳۴ھ

ابوطاہر اسماعیل المنصور باللہ ۳۳۴ھ تا ۳۴۱ھ

ماہِ ربیع ۳۲۲ھ میں عبید اللہ مہدی اپنی حکومت وخلافت کے چوبیس برس پورے کر کے انتقال کر گیا اس کی جگہ اس کا بیٹا ابوالقاسم محمد تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ تخت نشینی کے بعد یہی نزار کے نام سے موسوم کیا گیا اور ''ابوالقاسم بامر اللہ'' کے لقب سے ملقب ہوا۔ اسے اپنے باپ کے مرنے کا بے حد ملال اور صدمہ ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ اپنی تمام عمر میں صرف دو بار جلوس شاہی سے نکلا تھا۔ اس کے عہد حکومت میں ہنگامے اور بغاوتیں بکثرت ہوئیں۔ اطراف طرابلس میں ابن طالوت قرشی نے سر اٹھایا۔ ابن مہدی ہونے کا دعوے دار ہوا۔ طرابلس کا محاصرہ کر لیا۔ کچھ دن بعد بربر پر اس کی قلعی کھل گئی اور اس کا کذب ظاہر ہو گیا۔ چنانچہ بربر نے جمع ہو کر اسے مار ڈالا اس کے بعد قائم بامر اللہ نے ملک مغرب کے سر کرنے پر کمر ہمت باندھی۔ فاس پر احمد بن بکر بن ابی سہل جذامی کو مامور کیا۔ ادراسہ ملوک ریف وغوارہ نے بھی فوج کشی کی۔ میسور نے قیروان سے قدم نکالے اور ملک مغرب میں داخل ہو کر فاس پر محاصرہ کیا۔ احمد بن بکر والیٔ فاس نے دب کر مصالحت کر لی۔ اس کے بعد میسور نے موسیٰ بن ابی العافیہ پر حملہ کیا۔ موسیٰ اور میسور میں متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ انہی لڑائیوں میں ثوری بن موسیٰ گرفتار کر لیا گیا۔ میسور نے اسے ملک مغرب سے جلاوطن کر دیا۔ ان لڑائیوں میں موسیٰ کو شکست ہوئی۔ میسور نے کامیابی کے ساتھ موسیٰ کے مفتوح صوبجات میں ان ملوک ادراسہ کی حکومت کا جھنڈا گاڑ دیا۔ جو ریف میں حکومت کر رہے تھے۔ ان کامیابیوں کے بعد میسور نے ۳۴۴ھ میں قیروان کی جانب معاودت کی اور قیروان پہنچ کر قاسم بن محمد کو جو محمد بن ادریس کی اولاد سے تھا اور نیز ادراسہ ملوک ریف کا بزرگ خاندان تھا۔ ایک عظیم فوج کا سردار بنا کر موسیٰ بن ابی العافیہ کو ختم کرنے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ قاسم نے سوائے فاس کے تمام بلاد مغرب کو فتح کر لیا اور دعوت حکومت شیعہ اس کے تمام بلاد میں پھر قائم ہو گئی۔

فرانس پر فوج کشی: ابوالقاسم قایم بامر اللہ ان تمام واقعات کو ایسی خاموشی اور سکوت کے ساتھ دیکھ رہا تھا کہ گویا وہ دیکھتا اور سنتا ہی نہ تھا۔ تمام بلاد مغرب میں ایک عظیم تبدیلی پیدا ہو گئی۔ مگر اس کے کان میں جوں تک نہ رینگی۔ اس نے ان واقعات کے ختم ہونے پر ایک بڑا بیڑا جنگی جہازات کا ساحل مقبوضہ فرانس پر جہاد کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ اس بیڑے کا افسر اعلیٰ ابن اسحاق نامی ایک نامور امیر البحر تھا۔ ابن اسحاق نے ساحل مقبوضہ فرانس پر پہنچتے ہی اپنی فوج کو بلا مزاحمت وجنگ خشکی پر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتار دیا اور کمال سختی سے خون ریزی اور عام جنگ کرتا ہوا بلا دفرانس میں گھس پڑا۔ قتل وقید کرتا ہوا شہر جنوہ پر جا اترا اور بزور تیغ اسے بھی فتح کر لیا۔ اس کے بعد سردانیہ پر چڑھائی کی۔ یہ جزیرہ بھی فرانس ہی کے مقبوضات سے تھا۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت اور امداد نے یہاں پر بھی ابن اسحاق کا ساتھ دیا اور فرانس کو پامال اور ذلیل کیا۔ ابن اسحاق اس مہم سے فارغ ہو کر قرقیسیا کی طرف بڑھا۔ یہ سواحل شام کا ایک مشہور ساحل ہے۔ شامیوں کی جس قدر کشتیاں اس ساحل پر موجود تھیں۔ سب کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور اپنے خادم زیران کی ماتحتی میں ایک فوج مصر کی جانب روانہ کی۔ زیران نے نہایت مستعدی سے اسکندریہ کو فتح کر لیا۔ اس کے بعد مصر سے اخشید کا لشکر آ پہنچا۔ اس نے ان ممالک سے ان لوگوں کے قدموں کو ڈگمگا دیا اور وہ لوگ بمجبوری مغرب کی جانب واپس ہوئے۔

ابو یزید خارجی: ابو یزید مخلد کیراد کا بیٹا تھا۔ کیراد شہر توزر کے شہروں میں سے قسطیلیہ کا رہنے والا تھا۔ تجارت کے ذریعہ سے سوڈان اکثر آیا جایا کرتا تھا۔ سوڈان ہی میں اس کا بیٹا ابو یزید پیدا ہوا توزر میں نشوونما پائی۔ قرآن مجید پڑھا۔ چونکہ نکاریہ خوارج یعنی صفریہ سے اور اس سے میل جول اور مراسم دوستانہ تھے۔ اس وجہ سے یہ ان کے مذہب کی جانب مائل ہو گیا اور انہی لوگوں سے اس مذہب کے اصول سیکھے اور تعلیم پائی اس کے بعد تاہرت چلا گیا اور وہاں پہنچ کر لڑکوں کو پڑھانے لگا اور جب ابو عبداللہ شیعی مہدی کی جستجو میں سلجماسہ روانہ ہوا اس وقت یہ تاہرت سے تقیوس چلا آیا اور حسب دستور سابق معلّمی کرنے لگا۔ اس کے دل و دماغ میں یہ سودا سمایا ہوا تھا کہ جس طرح ہو میرے مذہب والوں کی ترقی ہو اس کا یہ اعتقاد بھی تھا کہ غیر مذہب والوں کا مال اور خون مباح ہے۔ سلطان وقت کے خلاف جو مذہب غیر رکھتا ہو بغاوت کرنا جائز ہے کچھ دنوں کے بعد اس نے لوگوں کو وعظ و پند کرنا شروع کیا۔

ابو یزید کا خروج: ۳۱۶ھ میں اعلانیہ منہیات شرعیہ سے روکنے اور لوگوں کی اصلاح پر کمر باندھ لی۔ رفتہ رفتہ اس کے مقلدوں کی جماعت بڑھ گئی۔ پس جس وقت عبیداللہ مہدی نے وفات پائی۔ اسے موقع مل گیا۔ اطراف کوہ اوراربس میں حکومت کے خلاف بغاوت کر دی۔ گدھے پر سوار ہو کر نکلا ''شیخ المومنین'' کے لقب سے اپنے کو ملقب کیا اور خلیفہ ناصر اموی والیٔ اندلس کی حکومت کی بنا ڈالی۔ بربریوں کے ایک گروہ نے اس کی اتباع کر لی۔ گورنر باغایہ نے یہ خبر پا کر اس کی سرکوبی کی غرض سے فوجیں مرتب کیں ابو یزید نے بھی بربریوں کو جمع کر کے فوجی لباس پہنایا۔ دونوں حریفوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ آخر کار گورنر باغایہ شکست کھا کر بھاگا۔ ابو یزید نے باغایہ پر حملہ کر دیا اور چاروں طرف سے محاصرہ کر کے لڑائی شروع کر دی۔ مگر ناکام واپس ہوا۔ قبائل زناتہ میں سے بنی داسی کو باغایہ کے محاصرہ اور فتح کرنے پر ابھار دیا۔ بنی داسی نے ۳۳۳ھ میں باغایہ پر چڑھائی کی اور ابو یزید نے تبسہ اور مجانہ پر حملہ کیا۔ اہل تبسہ نے مجانہ نے مصالحت کے ساتھ شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے۔ اسی اثناء میں اہل مرجانہ میں سے ایک شخص نے ابو یزید کو ایک ابلق گدھا بطور تحفہ کے دیا۔ ابو یزید نے اس پر سواری شروع کر دی چنانچہ اسی مناسبت سے اس کا یہ لقب ہوا۔

تسخیر اربس و شبیہ: کتامہ کا لشکر اس وقت اربس میں تھا۔ ابو یزید کی فتح یابی کی خبر پا کر اربس چھوڑ کر بھاگ گیا۔ ابو یزید نے اس پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس کے لشکر نے اربس کے بازاروں میں آگ لگا دی اور لوٹ لیا۔ جن لوگوں نے جامع

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسجد میں بخوف قتل جا کر پناہ لی تھی۔ وہ بھی نہ بچے۔ ان لوگوں کو بھی ابو یزید نے اور اس کے لشکریوں نے تیز تلواروں کے گھاٹ اتار دیا۔ ابو یزید نے اس عام خونریزی سے فراغت حاصل کر کے ایک لشکر شبیہ کی جانب روانہ کیا والیٔ شبیہ مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی والیٔ شبیہ مارا گیا۔ والیٔ شبیہ کے مارے جانے سے شبیہ فتح ہو گیا۔ شدہ شدہ یہ خبر قائم بامر اللہ تک پہنچی۔ بے ساختہ بول اٹھا ''اب اگر ابو یزید کی روک تھام نہ کی جائے گی۔ تو وہ ضرور مہدیہ کی جامع تک پہنچ جائے گا'' اور نہایت تیزی سے فوجیں آراستہ کر کے اپنے خادم بشریٰ کو امیر بنا کر باجہ کی جانب روانہ کیا۔

معرکہ باجہ: ابو یزید یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا۔ باجہ کے باہر ایک میدان میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا بہت بڑی اور سخت خونریزی کے بعد بشریٰ شکست کھا کر تونس کی طرف بھاگا اور ابو یزید نے باجہ میں داخل ہو کر اُسے لوٹ لیا۔ بازاروں میں آگ لگا دی۔ لڑکوں کو قتل کیا' عورتیں گرفتار کر کے لونڈیاں بنائیں گرد و نواح کے بربری اس خوش خبری کو سن کر ابو یزید کے پاس آ آ کر جمع ہوئے اور اہل باجہ کے مکانات باغات اور آلات حرب پر قابض و متصرف ہو گئے۔ بشریٰ نے تونس میں پہنچ کر اپنی فوج کو پھر مرتب و آراستہ کیا اور چندے آرام کر کے باجہ پر دوبارہ چڑھائی کی ابو یزید نے اس سے مطلع ہو کر اپنے فوج کے ایک حصہ کو بشریٰ کے مقابلے پر روانہ کیا۔ اس معرکہ میں ابو یزید کی فوج میدانِ جنگ میں شکست کھا گئی اور فتح کا سہرا البشریٰ کے سر رہا۔

اہل تونس کی بغاوت: اس واقعہ کے بعد اہل تونس میں باغیانہ جوش پیدا ہوا اور سب نے مل کر بشریٰ پر حملہ کر دیا غریب بشری اپنی جان بچا کر بھاگ گیا اور ان لوگوں نے ابو یزید سے امن حاصل کی۔ اس کی حکومت کے مطیع ہو گئے۔ ابو یزید نے ان لوگوں پر ایک شخص کو مقرر کیا۔ قیروان کی جانب کوچ کیا۔ قائم بامر اللہ کو اس کی خبر لگی۔ اپنے خادم قدیم بشریٰ کو ابو یزید کی روک تھام اور مقابلہ پر روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ ایک دستہ فوج کو ابو یزید کے حالات دریافت کرنے پر متعین کر دینا۔ بشریٰ نے اس ہدایت کی تعمیل میں اپنی فوج کا ایک دستہ مامور کیا۔ ابو یزید نے بھی یہ خبر پا کر فوجیں مرتب کیں اور سامان جنگ فراہم کر کے بشریٰ کی فوج سے جا بھڑا۔ اتفاق یہ کہ اس معرکہ میں ابو یزید کے لشکر کو شکست ہوئی چار ہزار فوج کام آئی اور جو لوگ قید کر لئے گئے تھے وہ مہدیہ میں بہ حفاظت تمام لائے گئے اور اسی وقت قتل کر دیئے گئے۔

ابو یزید کا رقادہ اور قیروان پر قبضہ: ابو یزید اس شکست سے متاثر ہو کر کتامیوں کی طرف بڑھا اور ان کے پترول (مقدمۃ الجیش) کو شکست دے کر قیروان تک گیا۔ ان دنوں رقادہ کا گورنر خلیل بن اسحاق تھا اور وہ بہ انتظار میسور مقابلہ پر آنا پسند نہ کرتا تھا۔ مگر ابو یزید اپنے حریف کو کب اس قدر مہلت دے سکتا تھا۔ ادھر اس نے پہنچتے ہی لڑائی چھیڑ دی۔ ادھر لوگوں نے خلیل کو کہہ سن کر مقابلہ پر تیار کر دیا خلیل اور ابو یزید میں گھمسان کی لڑائی ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ خلیل شکست کھا کر قیروان کی جانب بھاگا اور ابو یزید نے رقادہ میں داخل ہو کر اسے تاخت و تاراج کر دیا۔ اس کے بعد ایوب زویلی کو ایک فوج کی افسری کے ساتھ قیروان روانہ کیا۔ چنانچہ ایوب نے صفر ۳۳۳ھ میں قیروان پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اس کے لشکریوں نے شہر قیروان کو خاطر خواہ لوٹا خلیل نے امان کی درخواست کی۔ ایوب نے امان دے دی۔ مگر جس وقت ابو یزید کے روبرو پیش کیا گیا۔ ابو یزید نے اس کے قتل کا اشارہ کر دیا۔ جس کی تعمیل اسی وقت کر دی گئی۔ بعدہ رؤسا قیروان نے امان کی درخواستیں پیش کیں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو یزید نے ان لوگوں کو بھی امان دی اور غارت گری کی ممانعت کر دی۔

میسور کا قتل: ان واقعات کے ختم ہونے پر میسور نے ابو یزید پر چڑھائی کی اس مہم میں میسور کے ہمراہ ابو کملان بھی تھا۔ ابو یزید نے ابو کملان سے سازش کر کے اور میسور کو دھوکہ دینے کی غرض سے خط و کتابت شروع کی۔ کسی ذریعہ سے اس کی خبر قائم بامر اللہ تک پہنچ گئی۔ اس نے میسور کو یہ واقعہ لکھ بھیجا اور ابو کملان کے دام فریب سے بچنے کی تاکید کی۔ میسور نے ابو کملان کے ساتھ تشدد اختیار کیا۔ ابو کملان موقع پا کر ابو یزید کے پاس چلا گیا۔ جس سے میسور کا بازو کمزور پڑ گیا اور اس معرکہ میں اس کو شکست ہوئی۔ اثناء دار و گیر میں بنو کملان نے میسور کو قتل کر ڈالا اور اس کا سر اتار کر ابو یزید کے پاس لائے۔ ابو یزید نے اس کے سر کو نیزہ پر رکھ کر قیروان میں گشت کرایا اور فتحیابی کے قاصد اپنے تمام مقبوضہ شہروں میں بھیجے۔ میسور کا لشکر بحال پریشان بھاگ کر قائم بامر اللہ کے پاس مہدیہ پہنچا۔ قائم بامر اللہ نے بہ نظر انجام بنی قلعہ بندی اور خندق کھدوانے کا حکم دیا اور ابو یزید اس کامیابی کے بعد دوبارہ دس روز تک میسور ہی کے کیمپ میں ٹھہرایا ہوا اطراف و جوانب قیروان میں شب خون مارنے کی غرض سے فوجیں بھیجتا رہا۔ جو وقتاً فوقتاً مال غنیمت لے کر واپس آتی تھیں۔ وسوسہ بھی انہی فوجوں کے ہاتھ فتح ہوا۔ غرض بلاد افریقیہ کو ابو یزید نے الٹ پلٹ کر رکھ دیا۔ جس سے ایک عظیم تغیر پیدا ہو گیا اور ہزارہا خاندان نیست و نابود ہو گئے۔ بڑی بڑی بستیوں میں الو بولنے لگا۔ ایک عالم جلاوطن ہو کر نکل کھڑا ہوا۔ جس کا کثیر حصہ بھوک اور پیاس کی شدت سے افریقہ کے ریگستان کی نذر ہو گیا۔ باقی ماندہ بھوکے پیاسے اور برہنہ مہدیہ پہنچے قائم بامر اللہ کا دل ان لوگوں کو دیکھ کر بھر آیا روسا کتامہ قبائل بربر اور زیری بن مناد بادشاہ صنہاجہ کو امداد و اعانت کی غرض سے بلا بھیجا۔

مہدیہ پر فوج کشی: چنانچہ یہ لوگ مہدیہ کو ابو یزید کے پنجہ غضب سے بچانے کو روانہ ہوئے اتفاق سے اس کی اطلاع ابو یزید کو ہو گئی۔ فوراً فوجیں مرتب کر کے روانہ ہوا اور مہدیہ سے سات کوس کے فاصلہ پر پہنچ کر پڑاؤ کیا اور اطراف و جوانب مہدیہ میں چھوٹی چھوٹی فوجیں شب خون مارنے کی غرض سے پھیلا دیں جاسوسوں نے کتامہ تک یہ خبر پہنچا دی کہ ابو یزید کا لشکر شب خون مارنے کی غرض سے اِدھر اُدھر پھیل گیا ہے چنانچہ کتامہ نے آخر ماہ جمادی الاوّل ۳۳۳ھ میں ابو یزید پر حملہ کر دیا۔ ابو یزید نے اپنے بیٹے فضل کو کتامہ کے مقابلہ پر متعین کیا۔ جو قیروان سے ایک تازہ دم فوج لے کر اپنے باپ کی کمک کو آیا ہوا تھا۔ فضل کی روانگی کے بعد خود بھی سوار ہو کر میدانِ جنگ کی طرف چلا کتامہ کی فوج بلا جدال و قتال بھاگ کھڑی ہوئی۔ ابو یزید مہدیہ کے دروازے تک تعاقب کرتا چلا گیا اور جب وہ ہاتھ نہ آئی تو واپس آیا۔ چند دن کے بعد مہدیہ پر پھر حملہ کیا اور خندق تک حملہ کرتا ہوا پہنچ گیا۔ خندق کے اوپر عبیدیوں کا گروہ مقابلے کی غرض سے موجود تھا۔ تھوڑی دیر تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر عبیدیوں کو شکست ہوئی اور ابو یزید خندق کو عبور کر کے شہر پناہ کی دیوار تک پہنچ گیا۔ شہر سے صرف ایک پتھر کا فاصلہ باقی رہ گیا تھا دوسری جانب بربری جان توڑ کر لڑ رہے تھے اور کتامہ کی فوجیں حملہ پر حملہ کر رہی تھیں آخر کار بربریوں کو شکست ہوئی۔

باب مہدیہ پر حملہ: ابو یزید کو اس کی اطلاع ہوئی بے حد ملول ہوا مگر پھر اس نے ہوش و حواس درست کر کے باب مہدیہ پر حملہ کیا۔ زیری بن مناد اور کتامہ کی فوجوں نے پس پشت سے حملہ کیا۔ تمام دن لڑائی ہوتی رہی۔ ابو یزید بڑی جد و جہد سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جان بچا کر اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا۔ دیکھا کہ عبیدی جیسا کہ پیشتر لڑتے تھے اب بھی لڑ رہے ہیں۔ لیکن ابو یزید کے آنے سے اس کے ہمراہیوں کی قوت بڑھ گئی ہے۔ مجموعی قوت سے سب کے سب عبیدیوں پر ٹوٹ پڑے۔ عبیدیوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ شکست کھا کر بھاگے ابو یزید بھی مصلحتاً کسی قدر پیچھے ہٹ آیا اور اپنے لشکر گاہ کے اردگرد خندق کھدوائی۔ بربر نفوسہ زاب اور ملک مغرب کے لوگ آ آ کر اس کے پاس جمع ہو گئے آخر ماہ جمادی الآخر سنہ مذکور میں مہدیہ پر پھر حملہ کیا اور نہایت سختی سے محاصرہ کر کے لڑائی شروع کر دی ایک شبانہ روز مسلسل لڑائی جاری رہی۔ مگر اسے قسم کی کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ بے نیل و مرام واپس آیا گورنر قیروان سے فوج طلب کر کے سہ بارہ آخر ماہ رجب سنہ مذکور میں مہدیہ پر چڑھائی کی اور پھر شکست کھا کر واپس ہوا۔ اس معرکہ میں اس کے ہمراہیوں کا کثیر حصہ کام آ گیا۔

مہدیہ کا محاصرہ: اس کے بعد چوتھی بار آخر ماہ شوال سنہ مذکور میں پھر ابو یزید حملہ آور ہوا اور ناکامی کے ساتھ اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا۔ اس مرتبہ کی واپسی کے بعد محاصرہ میں شدت سے کام لینے لگا۔ اہل مہدیہ کو بے حد مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ غلہ ختم ہو گیا۔ بھوک کی شدت سے لوگوں نے مردوں اور جانوروں کو کھانا شروع کر دیا۔ عوام الناس پریشان ہو کر اِدھر اُدھر نکل گئے۔ صرف فوج باقی رہ گئی۔ قائم بامر اللہ نے غلہ کے گھٹوں کو کھول کر لشکر میں تقسیم کر دیا۔ اس غلہ کو عبید اللہ مہدی نے وقت ضرورت کے لئے جمع کر رکھا تھا۔ ان واقعات کے بعد کتامہ نے جمع ہو کر قسطنطنیہ میں لشکر آرائی کی ابو یزید نے یہ خبر پا کر ایک فوج ان کے منتشر کرنے کو بھیج دی۔ چنانچہ کتامہ شکست کھا کر منتشر ہو گئے۔

ابو یزید کی مراجعت: ابو یزید نے بربریوں کو ہر مقامات سے طلب کر کے ایک جگہ پر جمع کر کے سوسہ کے محاصرہ کا حکم دیا اور چاروں طرف سے اسے گھیر کر باہر کی آمد و رفت مسدود کر دی ابھی کوئی آخری فیصلہ نہ ہونے پایا تھا کہ بربریوں نے اس وجہ سے کہ ابو یزید علانیہ محرمات شرعیہ کو جائز اور منہیات اور منکرات کا ارتکاب کرتا تھا۔ بغاوت کر دی اور اس سے علیحدہ ہو کر اپنے شہروں کا راستہ لیا۔ مجبوراً ابو یزید بھی ۳۳۴ھ میں قیروان کی جانب لوٹا۔ اہل مہدیہ کو موقع مل گیا۔ جی کھول کر اس کے لشکر گاہ کو لوٹا اور ہر طرف سے بربریوں پر غارت گری اور قتل عام کی بارش ہونے لگی۔ سرزمین افریقہ میں کوئی ایسا مقام نہ تھا جہاں پر کہ بربریوں پر ہاتھ صاف نہ کیا گیا ہو۔

اہل قیروان کی بغاوت: اہل قیروان میں بھی اس سے ایک جوش پیدا ہو گیا۔ انہوں نے بھی ان کی مخالفت پر کمر باندھ لی اور ابو یزید کی اطاعت سے منحرف ہو کر قائم بامر اللہ کے علم حکومت کے نیچے آ گئے۔ اتنے میں مسیلہ سے علی بن حمدون ایک فوج لے کر آ پہنچا۔ ایوب بن یزید نے اس پر شب خون مارا علی بن حمدون اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ تونس میں جا کر دم لیا۔ اس کے بعد قائم بامر اللہ کی فوجیں آ گئیں کئی مرتبہ ایوب سے مڈبھیڑ ہوئی آخر کار ایوب ربیع الاوّل ۳۳۴ھ میں شکست اٹھا کر قیروان کی جانب چلا آیا اور اپنی حالت درست کر کے ایک فوج علی بن حمدون سے جنگ کرنے کو بلطیہ روانہ کی۔ مدتوں دونوں حریفوں میں لڑائی ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ ایوب کی فوج نے اہل بلطیہ کی سازش سے شہر پر قبضہ کر لیا اور علی بن حمدون بھاگ کر کتامہ کے ملک میں چلا گیا۔ کتامہ نفزہ اور مزاتہ نے جمع ہو کر اس شکست پر نوحہ خوانی کی اور پھر اپنی حالت درست کر کے قسطنطنیہ میں لشکر آرائی کرنے لگے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قائم بامر اللہ کی وفات: علی بن حمدون نے اسی فوج کے ایک حصہ کو ایک کارآزمودہ سردار کی افسری میں ہوارہ روانہ کیا۔ اہل ہوارہ مقابلہ پر آئے۔ لڑائیاں ہوئیں ابو یزید نے بھی ان کی امداد کی مگر ناکامی کے سوا کامیابی حاصل نہ ہوئی علی بن حمدون نے شہر بجنسبت اور باغایہ میں اپنی فتح یابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ ابو یزید کو اس سے سخت صدمہ ہوا۔ ماہ جمادی الثانی سنہ مذکور میں فوجیں آراستہ کر کے سوسہ پر چڑھائی کی۔ قائم بامر اللہ کا لشکر اس وقت سوسہ میں مقیم تھا۔ ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا۔ اسی اثناء میں قائم بامر اللہ بحالت محاصرہ ابو یزید اپنے جسم خاکی کے قلعہ کا محاصرہ اٹھا کر راہی ملک عدم ہوا۔

ابو طاہر اسماعیل المنصور باللہ کی تخت نشینی: قائم بامر اللہ ابو القاسم محمد بن عبید اللہ مہدی والی افریقہ اپنے بیٹے اسماعیل کو اپنا ولی عہد بنا کر انتقال کر گیا۔ اس کے انتقال کے بعد اسماعیل تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا اور اپنے کو المنصور کے لقب سے ملقب کیا۔ چونکہ انہی دنوں ابو یزید سوسہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ اس وجہ سے بہ نظر مصلحت و دور اندیشی اپنے باپ کے واقعہ موت کو چھپایا اور نہ اپنے کو خلیفہ کے لقب سے ملقب کیا اور نہ سکہ اور خطبہ کو تبدیل کیا حتیٰ کہ ابو یزید کی مہم سے اسے فراغت حاصل ہوئی جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

ابو یزید کی پسپائی: آپ ابھی اوپر پڑھ آئے ہیں کہ جس وقت قائم بامر اللہ نے وفات پائی تھی ان دنوں ابو یزید سوسہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اور اہل سوسہ سے لڑائی چھڑی ہوئی تھی پس جب اسماعیل منصور نے زمام حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لی پہلا کام جو اس نے کیا وہ یہ تھا جہازوں کے چند بیڑے مہدیہ سے سوسہ روانہ کئے جن پر سامان جنگ، فوجیں اور غلہ بھرا ہوا تھا۔ اسی بیڑے کا سردار رشیق کاتب اور یعقوب بن اسحاق تھا۔ اس بیڑے کی روانگی کے بعد خود بھی تھوڑی سی فوج لے کر روانہ ہوا مگر اثناء راہ سے مشیروں اور ارا کین دولت کے مشورہ سے واپس آیا۔ اتنے میں اس کے جہازوں کا بیڑا سوسہ کے ساحل پر جا لگا۔ ابو یزید نے یہ خبر پا کر جہازوں کے بیڑے سے مزاحمت کی۔ فوجیں خشکی پر اتر پڑیں اور سوسہ کے لشکر کے ساتھ ہو کر ابو یزید سے لڑنے لگیں۔ ابو یزید شکست کھا کر بھاگا اس کی لشکر گاہ لوٹ لی گئی اور جلا کر خاک و سیاہ کر دی گئی۔ ابو یزید اس معرکہ سے جان بچا کر بہ حال پریشان قیروان پہنچا۔ اہل قیروان نے شہر میں داخل نہ ہونے دیا اور اس پر طرہ یہ ہوا کہ ابو یزید کے گورنر زن کو بھی مار کر نکال دیا پس یہ بھی قیروان سے نکل کر ابو یزید کے پاس چلا آیا۔ دونوں ایک دوسرے سے بغل گیر ہوئے اور اپنی ناکامی پر افسوس کرتے ہوئے سبیبہ کو روانہ ہو گئے یہ واقعہ اواخر ماہ شوال ۳۳۴ھ کا ہے۔

منصور اور ابو یزید کی جھڑپیں: اس کے بعد منصور قیروان کی طرف آیا اور اہل قیروان کو امان دی اور اپنے دامان عاطفت سے ان کے آنسو پونچھے ابو یزید کے لڑکے اور عورتیں اس وقت قیروان ہی میں تھیں۔ منصور نے اپنی بے نظیر فیاضی و مردانگی سے ان کی حفاظت و نگرانی کی اور ان کے گزران کے لئے وظائف مقرر کئے اور ایک دستہ فوج کو ابو یزید کے حالات دریافت کرنے کی غرض سے مامور کیا۔ اتفاق سے ابو یزید نے بھی منصور کے انکشاف حالات کے لئے ایک مختصر سی فوج متعین کی تھی۔ دونوں فوجوں کی ایک مقام پر مڈبھیڑ ہو گئی اور باہم دو دو ہاتھ چل گئے۔ اس واقعہ میں منصور کی فوج کو شکست ہو گئی اس سے ابو یزید کے حوصلے بڑھ گئے اور اس کی جمعیت دو چند سہ چند ہو گئی۔ اپنے ہمراہیوں کو مرتب و مسلح کر کے جنگ کرنے کو پھر قیروان کی طرف بڑھا۔ منصور نے بھی یہ خبر پا کر تیاری شروع کر دی اپنے لشکر گاہ کے اردگرد خندقیں کھدوائیں۔ دمدمے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باندھے' مورچے قائم کئے پہلی لڑائی میں منصور کو فتح حاصل ہوئی۔ مگر دوسرے دن اس کی فوج شکست کھا کر بھاگی۔ مگر اس کے باوجود منصور کمال مردانگی سے میدان جنگ میں ٹھہرا ہوا لڑتا رہا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی رکاب کی فوج جو ابھی میدان جنگ سے بھاگ گئی تھی۔ مہدیہ اور سوسہ کے دوسرے راستوں سے مڑ کر پھر میدان کارزار میں آ گئی اور جی توڑ کر لڑنے لگی ابو یزید اس امر کا احساس کر کے اواخر ذیقعدہ ۳۳۴ھ میں لڑائی کو ناتمام چھوڑ کر چلا گیا۔ لیکن تھوڑے ہی دن بعد پھر واپس آ کر لڑنے لگا۔ اسی طریقہ سے ایک مدت تک لڑائی کا سلسلہ جاری رہا کبھی منصور غالب آ جاتا تھا ابو یزید کو فتح حاصل ہو جاتی تھی۔ سلسلہ جنگ قائم رہنے کی وجہ سے امن وامان کا نام معدوم ہو گیا۔ مہدیہ اور سوسہ کے راستے بند تھے۔

ابو یزید کی پسپائی: اسی اثناء میں ابو یزید نے منصور کے پاس اپنے اہل وعیال کی طلبی کی غرض سے قاصد روانہ کیا۔ منصور نے ابو یزید سے مصالحت اور واپس چلے جانے کی قسم لے کر اس کے اہل وعیال کو اس کے پاس بھیج دیا۔ مگر ابو یزید نے اس کے خلاف کیا جس وقت اس کے اہل وعیال اس کے پاس آ گئے۔ اپنے قول واقرار اور عہد وپیمان کو بھلا دیا اور بہ نسبت سابق زیادہ سختی سے لڑنے لگا۔ ۵ محرم ۳۳۵ھ تک سلسلہ جنگ قائم رہا ۶ محرم کو منصور کو شکست ہوئی۔ تب منصور نے ۱۵ محرم ۳۳۵ھ میں اپنے ہمراہیوں کو جمع کر کے ایک پرجوش تقریر کی اور ان کو دوبارہ مرتب کر کے بہ قصد جنگ میدان جنگ کی طرف آیا۔ بربری فوج اس کے میمنہ میں تھی۔ کتامہ میسرہ میں تھے۔ منصور بذات اپنے ہمراہیوں کے قلب فوج میں تھا۔ ابو یزید نے پہلا حملہ اس کے میمنہ پر کیا اور اسے شکست دے کر قلب کی طرف بڑھا جہاں پر کہ منور اپنے اراکین دولت کے ساتھ موجود تھا۔ بہت بڑی اور سخت خونریزی لڑائی ہوئی۔ منصور نے اپنی فوج کو ایک جگہ پر جمع کر کے مجموعی قوت سے ابو یزید پر حملہ کیا۔ جس سے ابو یزید کے قدم میدانِ جنگ سے اکھڑ گئے۔ کمال بے سروسامانی سے بھاگ کھڑا ہوا۔ مال واسباب اور آلاتِ حرب تک نہ لے جا سکا اس کے ساتھیوں کی ایک بڑی جماعت اس معرکہ میں کام آئی۔ مقتولوں کے سر جو قیروان کے لڑکوں کے ہاتھ میں اس وقت نظر آتے تھے۔ ان کی تعداد دس ہزار تک پہنچ گئی تھی۔

ابو یزید کا تعاقب: ابو یزید شکست کھا کر باغایہ کی طرف گیا۔ اہل باغایہ نے شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ جھلا کر شہر کا محاصرہ کر لیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر منصور تک پہنچی ماہ ربیع الاول ۳۳۵ھ میں مہدیہ میں مرام صقلی کو مقرر کر کے ابو یزید کی سرکوبی کو روانہ ہوا۔ ابو یزید نے اس سے مطلع ہو کر دوسرے قلعہ کا قصد کیا منصور نے پھر تعاقب کے قصد سے کوچ کیا۔ غرض ان دونوں حریفوں میں اسی طور سے لڑائی جاری تھی۔ کہ جہاں پر ابو یزید نے کسی طور کا قصد کیا۔ منصور نے فوج کو تعاقب کا حکم دے دیا۔ یہاں تک کہ منصور ابو یزید کا تعاقب کرتے ہوا طینہ میں وارد ہوا۔ یہاں پر ابو یزید کے اراکین دولت میں سے محمد بن خزر امیر معرادہ کا قاصد منصور کی خدمت میں پیام مصالحت اور امان لے کر حاضر ہوا۔ منصور نے اسے امان دی اور ابو یزید کی گرفتاری کا حکم دیا۔ اس وقت ابو یزید بنو برزال کے پاس پہنچ گیا تھا یہ لوگ فرقہ نکاریہ سے تھے۔ مگر یہ خبر پا کر کہ منصور میرے تعاقب میں ہے۔ بنو برزال سے رخصت ہو کر رخصت ہو کر ریگستان کا راستہ لیا۔ تھوڑی دور چل کر اطرف منصور میرے تعاقب میں ہے۔ بنو برزال سے رخصت ہو کر رخصت ہو کر ریگستان کا راستہ لیا۔ تھوڑی دور چل کر اطرف عمرت کی جانب معاودت کی اتفاق یہ کہ منصور سے دو چار ہو گیا۔ دونوں حریفوں میں پھر چھڑ گئی۔ ابو یزید شکست کھا کر کوہ سالات کی طرف بھاگا اور منصور اپنے حریف کو انہی گھاٹیوں میں ڈھونڈھ رہا تھا۔ اس تگ ودو اور دار وگیر میں دونوں حریفوں کو بڑے بڑے مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ بھوک اور پیاس کی تکلیفیں اٹھائیں۔ راستوں کی دشواری اور تنگی کی بھی دقتیں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش آئیں۔

ابو یزید شکست وفرار: ابو یزید یہ خیال کر کے کہ سوائے اس درہ کے جو بلاد سودان تک چلا گیا ہے کوئی مقام پناہ کا نظر نہیں آتا فوراً اس درہ میں داخل ہو گیا۔ منصور راستہ کی ناواقفیت کی وجہ سے رک رہا اور بہ مجبوری عمرت کی جانب مراجعت کی جو بلاد ضہاجہ کا ایک صوبہ تھا۔ یہاں پر زیری بن مناد امیر ضہاجہ بطور وفد (ڈیپوٹیشن) حاضر ہوا۔ منصور نے اس کی عزت افزائی کی اور اس کی حیثیت کے مطابق اسے صلہ عنایت کی اس کے بعد محمد بن خزار کا خط آیا جس میں ابو یزید کے جائے قیام کا مفصل حال لکھا ہوا تھا۔ مگر منصور اس وجہ سے کہ ایک اتفاقیہ علالت میں مبتلا ہو گیا۔ اس خط پر اپنی توجہ مبذول نہ کر سکا اور ابو یزید اپنی فوجی اور مالی حالت درست کر کے مسیلہ کی جانب بہ قصد محاصرہ واپس آیا اور اس کا محاصرہ بھی کر لیا۔ پس جس وقت منصور کو صحت حاصل ہو گئی۔ تو یکم رجب ۳۳۵ھ کو بہ قصد ابو یزید کوچ کیا ابو یزید نے یہ خبر پا کر مسیلہ چھوڑ دیا اور بہ ارادہ سودان اسی درہ کی طرف روانہ ہوا جسے اس نے اپنا ٹھکانہ بنایا تھا۔ اس کے ہمراہیوں میں سے بنو کملان نے اس ارادے کی مخالفت کی۔ مجبوراً ان کی رائے کے مطابق جبال کتامہ اور عجیسہ کی جانب لوٹ کھڑا ہوا اور وہیں قلعہ بند ہو گیا۔ اتنے میں منصور آ پہنچا اور سامنے کے میدان میں اپنے مورچے قائم کیے۔ شعبان ۳۳۵ھ کو ابو یزید نے لڑائی چھیڑ دی۔ فریقین جی توڑ کر لڑ رہے تھے۔ آخر کار ابو یزید کو شکست ہوئی۔ اس کا سارا لشکر بے ترتیبی کے ساتھ میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ حریف مقابل کے کسی سوار نے اثناء دار و گیر میں لپک کر ابو یزید کو ایک نیزہ مارا جو ں ہی منہ کے بل گرا۔ ہمراہیوں میں سے کسی نے دوڑ کر سنبھال لیا۔ جس سے جان بچ گئی وہ میدان سے بھاگ گیا۔ اس معرکہ میں دس ہزار فوج کام آ گئی۔

کتامہ کا محاصرہ: خاتمہ جنگ کے بعد یکم رمضان سنہ مذکور کو منصور نے ابو یزید کے تعاقب کے قصد سے کوچ کیا۔ شکست خوردہ گروہ تنگی راہ کی وجہ سے نہ بھاگ سکتا تھا اور نہ فتحمند فوج ان پر حملہ کر سکتی تھی۔ دونوں فریق کی جان کشمکش میں پڑی ہوئی تھی۔ پائے رفتن نہ جانے ماندن کا مضمون ہو رہا تھا۔ مگر بایں ہمہ کچھ نہ کچھ چھیڑ چھاڑ ہوتی جاتی تھی۔ بالآخر ابو یزید اس روزانہ جنگ سے گھبرا کر اپنے مال و اسباب کو چھوڑ کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گیا اور اوپر سے جنگ باری کرنے لگا منصور نے بہت بڑی جدوجہد سے اپنی فوج کو بھی انہیں پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھا دیا۔ دست بدست لڑائی ہونے لگی۔ بہت بڑی جنگ ہوئی۔ تمام دن اور نصف شب تک ہنگامہ کارزار گرم رہا۔ جب رات کی تاریکی نے دونوں حریفوں کو جنگ کرنے سے روک دیا۔ تو ابو یزید صبح ہونے سے پیشتر میدان جنگ چھوڑ کر قلعہ کتامہ میں جا کر پناہ گزیں ہو گیا۔ اہل ہوارہ جو اس کے ہمراہ تھے۔ ان لوگوں سے تنگ آ کر منصور سے امان کی درخواست کی۔ منصور نے ان کی درخواست کو منظوری کی عزت دی۔ اس کے بعد اپنی فوج کو مرتب کر کے کتامہ پر دھاوا کیا اور پہنچتے ہی اس کو گھیر کر رسد و غلہ کی آمد بند کر دی گئی۔ زمانہ محاصرے میں ہر روز لڑائی ہوتی رہی۔ حتیٰ کہ منصور نے بہ زور تیغ اسے فتح کر لیا اور مکانات میں آگ لگا دی۔ ابو یزید کے ہمراہیوں پر فتح مند گروہ چاروں طرف اپنے ہاتھ صاف کر رہا تھا۔ خونریزی اور غارت گری کی کوئی حد نہ تھی۔ جس طرف آنکھ اٹھتی تھی۔ مقتولوں ہی کی لاشیں خاک و خون میں تڑپتی نظر آتی تھیں۔

ابو یزید کا انجام: ابو یزید کے اہل و عیال نے محل کے دروازے بند کر لئے تھے۔ رات ہو گئی تھی کچھ سجھائی نہ پڑتا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منصور کے حکم سے محل کے صحن میں آگ روشن کر دی گئی۔ روشنی کی وجہ سے کسی کو بھاگنے کا موقع نہ ملا۔ یہاں تک کہ سفیدۂ صبح نمودار ہوا ابو یزید کے لڑکوں نے جمع ہو کر ایسا سخت حملہ منصور کے لشکر پر کیا کہ جس سے اس کے پاؤں اکھڑ گئے۔ منصور نے اپنے سپہ سالاروں کو للکار کر مجموعی قوت سے حملہ کرنے کا حکم دیا اور خود بھی شمشیر بکف حملہ آور ہوا فوج کے دل اس سے بڑھ گئے شیر کی طرح بکریوں کے گلہ میں گھس پڑے منصور کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا ابو یزید اس ہنگامہ میں نکل نہ جائے فوراً حکم صادر کیا کہ ابو یزید کو دیکھو کہاں ہے ڈھونڈ لاؤ ابو یزید زخمی ہو گیا تھا۔ تین شخص اس کے ہمراہیوں سے اٹھائے لئے جاتے تھے۔ مگر دار و گیر کے خوف سے سنبھال نہ سکے۔ ابو یزید گر پڑا۔ ان لوگوں نے اٹھانے کی کوشش کی۔ مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ فتحمند گروہ منصور کے پاس اٹھا لایا۔ منصور نے اپنے دشمن کو ایسی ذلیل حالت میں دیکھ کر سجدہ شکر ادا کیا اور لشکریوں کو قتل و غارت سے روک دیا۔ آخری محرم ۳۳۶ھ تک اسی مقام پر ٹھہرا رہا۔ ابو یزید کا صدمۂ زخم سے انتقال ہو گیا۔ منصور نے حکم دیا کہ اس کی کھال کھینچ کر بھوسہ بھر دو اور ایک قفس میں اسے دو بندروں کے ساتھ بند کر دو کہ وہ اس سے کھیلتے رہیں چنانچہ اس کی اسی وقت تعمیل کر دی گئی۔

فضل بن ابو یزید: اس مہم سے فارغ ہو کر منصور نے قیروان اور مہدیہ کی جانب مراجعت کی۔ ابو یزید کا بیٹا فضل نامی سعید بن خزر کے پاس چلا گیا اور اسے منصور کی مخالفت پر آمادہ کر کے طنبہ و بسکرہ پر چڑھائی کر دی۔ منصور یہ خبر پا کر قیروان سے رخ موڑ کر فضل و سعید کی سرکوبی کی طرف متوجہ ہوا سعید نے ایک خفیف جنگ کے بعد بھاگ کر بلاد کتامہ کا راستہ لیا۔ منصور نے ایک فوج کو اپنے خادموں شفیع اور قیصر کی افسری میں اس کے تعاقب پر مامور کیا۔ زیری بن مناد بھی ضہاجہ کی فوج کے ساتھ اس مہم میں شریک تھا۔ فضل و سعید کے چھکے چھوٹ گئے۔ کمال بے سروسامانی سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ ان کی ساری جمعیت تتر بتر ہو گئی۔ منصور مظفر و منصور قیروان کی طرف لوٹ آیا اور باطمینان تمام شہر میں داخل ہوا۔

حمید بن بصلین کی بغاوت: ان واقعات کے بعد حمید بن بصلین والی مغرب' دولت شیعہ عبیدیہ سے انحراف و روگردانی کر کے خلافت امویہ کا مطیع ہو گیا اور فوجیں آراستہ کر کے تاہرت پر حملہ کر دیا۔ منصور نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ماہ صفر ۳۳۶ھ میں حمید کی سرکوبی کی غرض سے کوچ کیا۔ رفتہ رفتہ بازار حمزہ میں پہنچا اور فوج کے فراہم کرنے کے خیال سے پڑاؤ کیا۔ زیری بن مناد نے نہایت عجلت اور تیزی سے ضہاجہ کی فوج کو چاروں طرف سے جمع کر کے منصور کے حضور میں پیش کیا۔ منصور ان سب کو متعدد حصوں پر تقسیم کر کے تاہرت کی طرف بڑھا۔ حمید کو اس کی خبر لگ گئی۔ محاصرہ اٹھا کر چلا گیا۔ منصور نے یعلی بن محمد یفرنی کو تاہرت کی سند حکومت عطا کی اور زیری بن مناد کو اس کی قوم کی اور نیز اس کے تمام بلاد کی حکومت مرحمت کر کے بہ غرض جنگ لواتہ کوچ کیا۔ لواتہ یہ خبر پا کر ریگستان افریقہ میں چلے گئے اور منصور وادی میناس میں ٹھہرا رہا۔ وادی میناس میں تین پہاڑیاں تھیں اور ہر پہاڑی پر ایک ایک محل تراشے ہوئے پتھر کا بنا ہوا تھا۔ ان میں سے ایک محل کے دروازے پر پتھر پر کچھ لکھا ہوا نظر آیا۔ منصور نے مترجم کو اس کے پڑھنے کا حکم دیا۔ مترجم نے گزارش کی کہ اس میں لکھا ہے ''میں ہوں سلیمان سردغوس'' اس شہر کے باشندوں نے بادشاہ وقت سے بغاوت کی تھی۔ بادشاہ نے مجھے ان کی سرکوبی پر متعین فرمایا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی امداد سے میں نے باغیوں کو زیر کیا اور اس فتح یابی کی یادگار میں نے یہ عمارات بنوائیں۔ ابن الرقیق نے اس حکایت کو اپنی تاریخ میں تحریر کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضل بن ابو یزید کا خاتمہ: اس مہم سے فارغ ہو کر منصور نے زیری بن مناد کو خلعت سے سرفراز فرما کر قیروان کی جانب کوچ کیا۔ ماہ جمادی الاولیٰ ۳۳۶ھ میں داخل منصوریہ ہوا۔ یہاں پر پہنچ کر یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ فضل بن ابو یزید کوہ اوراس کی طرف آیا ہے اور بربریوں کو حکومت کی مخالفت پر ابھار رہا ہے۔ منصور نے اپنی فوج کو تیار کر کے فضل کی سرکوبی کو نکلا۔ فضل کو اس کی خبر ہوئی۔ کوہ اوراس سے نکل کر ریگستان میں چلا گیا۔ منصور نے بھی بجوری قیروان کی طرف مراجعت کی اور پھر قیروان سے مہدیہ چلا آیا۔ فضل کو موقع مل گیا۔ ریگستان سے مڑ کر باغایہ چلا گیا اوراس پر محاصرہ کیا۔ اثناء محاصرہ میں باطیط نامی ایک شخص نے اس کے ہمراہیوں میں سے اسے دھوکہ دے کر مار ڈالا اور سر اتار کر منصور کے پاس بھیج دیا۔ ۳۳۹ھ میں منصور نے خلیل بن اسحاق کو معزول کر کے حسین بن علی بن ابوالحسین کو صوبہ صقلیہ کی گورنری مرحمت فرمائی چنانچہ حسین استقلال کے ساتھ اپنی حکومت کی صقلیہ میں بنا ڈالی اوراس کی آئندہ نسلوں کی ایک زمانہ تک صقلیہ میں حکومت قائم رہی جیسا کہ آئندہ ہم بیان کریں گے۔

فرانس پر فوج کشی: اس کے بعد منصور تک یہ خبر پہنچی کہ بادشاہ فرانس بلاد اسلامیہ پر فوج کشی کرنے والا ہے۔ یہ سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا۔ اسی وقت اپنے جہازوں کے بیڑے کو تیاری کا حکم دیا اور فوج وسامان جنگ سے اس کو پر کر کے اپنے خادم فرج صقلی کی ماتحتی میں بلاد مقبوضہ فرانس کی طرف بڑھنے کا اشارہ کیا۔ حسین بن علی گورنر صقلیہ کو لکھ بھیجا کہ فوجیں آراستہ کر کے جہازوں کے شاہی بیڑے کے ساتھ تم بھی فرنس کے شہروں پر جہاد کی غرض سے حملہ آور ہو۔ فرج اور حسین نے دریا کو ساحل مقبوضہ فرانس کی طرف عبور کر کے قلوریہ پر پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا رجاء بادشاہ فرانس یہ سن کر ایک بڑی فوج لے کر مقابلہ پر آیا۔ لڑائیاں ہوئیں عساکر اسلامیہ نے رجاء کو شکست فاش دے دی۔ ان کو ایسی فتح نصیب ہوئی جس کی نظیر ومثال ڈھونڈنے سے بھی نہیں مل سکتی۔ یہ واقعہ ۳۴۰ھ کا ہے۔ مگر اس فتح نصیب اسلامی لشکر کی مہدیہ کی طرف واپسی مال غنیمت کے ہاتھ ۳۴۲ھ میں ہوئی۔

سعید بن خزر کا قتل: سعید بن خزر فضل بن ابو یزید کی سازش سے برابر حکومت کی مخالفت کرتا رہا اور دولت منصوریہ کے اراکین اسے ڈھونڈتے ہی رہے۔ یہاں تک کہ کسی لڑائی میں اپنے بیٹے کے ساتھ گرفتار ہو گیا اور پابہ زنجیر منصور کے پس بھیج دیا گیا۔ منصور نے ۳۴۱ھ میں بازار منصوریہ میں تشہیر کی غرض سے ان دونوں کو گشت کرا کے قتل کروا دیا۔

منصور کی وفات: آخری ماہ رمضان المبارک ۳۴۱ھ میں منصور نے اپنی حکومت کے سات سال پورے کر کے انتقال کیا۔ چونکہ بارش اور برف میں اسے سفر کرنا پڑا تھا اوراس وجہ سے دوران خون طبعی حالت پر نہ ہوتا تھا۔ اس خیال سے کہ دوران خون طبعی حالت پر ہونے لگے۔ حمام کرنے کو گیا اس سے حرارت بڑھ گئی ایک ماہ تک تپ میں مبتلا رہا۔ آخر کار اسی علالت میں جاں بحق ہو گیا۔ اس کا مشیر طبی اسحاق بن سلیمان اسرائیلی تھا اس نے منصور کو حمام کرنے سے منع کیا تھا۔ مگر منصور نے کوئی بات نہ سنی۔ آخر یہی اس کی موت کا سبب بنا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۸

ابو تمیم معد المعز الدین اللہ ۳۴۱ھ تا ۳۶۵ھ

تخت نشینی: منصور کے مرنے پر اس کا بیٹا معد تخت حکومت پر متمکن ہوا ''المعز الدین للہ'' کا لقب اختیار کیا اور استقلال اور استحکام کے ساتھ حکومت و سلطنت کی بنا ڈالی ۳۴۲ھ میں کوہ اور اس پر فوج کشی کی اور پُر زور حملوں سے اہل کوہ اور اس کو تنگ کرنے لگا۔ چنانچہ بنو کملان اور اہل ہوارہ سے ملیلہ نے امان کی درخواست کی اور بعد حصول امان معز الدین کے حکومت کے سائے میں آ کر پناہ گزیں ہو گئے۔ معز بھی ان کے لوگوں کے ساتھ بعزت و احترام پیش آیا جائزے اور انعامات دیئے۔ اس کے بعد محمد بن خزر نے اپنے بھائی سعید کے مارے جانے کے بعد امان کی درخواست پیش کی۔ معز نے اسے بھی امان دے دی اور قیروان کی جانب مراجعت کی۔

معز کی حکمت عملی: معز نے روانگی کے بعد اپنے خادم خاص قیصر کو اپنی فوج کی سرداری پر چھوڑا اور باغایہ کی سند حکومت عطا کی۔ اس نے فوجوں کو آراستہ و مرتب کر کے قرب و جوار کے شہروں پر حملہ کر دیا اور جن بربریوں نے اس وقت تک حکومت معز کی اطاعت قبول نہ کی تھی۔ ان میں سے کسی کو بزور تیغ اور کسی کو بہ حکمت و تالیف قلوب مطیع بنا کر قیروان کی طرف واپس ہوا۔ معز نے قیصر اور ان بربریوں کو جنہوں نے حکومت کے آگے سر تسلیم خم کر دیئے تھے۔ انعامات دیئے' جاگیریں دیں۔ صلے مرحمت کئے اسی زمانے میں محمد بن خزر والی مغرادہ وفد (ڈیپوٹیشن) لے کر حاضر ہوا۔ معز نے نہایت عزت و احترام سے ملاقات کی اور اپنے خاص محل سرا میں ٹھہرایا۔ اس وقت سے محمد بن خزر قیروان ہی میں مقیم رہا یہاں تک کہ ۳۴۸ھ میں وفات پائی۔ ۳۴۳ھ میں معز نے زیری بن مناد امیر ضہاجہ کو بلایا۔ تھوڑے دن بعد زیری بن مناد مقام استیر سے حاضر ہوا۔ معز نے اسے بھی انعامات اور صلے مرحمت فرما کر اس کے صوبہ کی طرف واپس کر دیا۔

بحری جنگیں: ۳۴۴ھ میں حسین بن علی گورنر صقلیہ کو لکھ بھیجا کہ تم اپنے جنگی جہازوں کا بیڑا تیار کر کے ساحل مریہ بلاد اندلس پر حملہ کر دو چنانچہ حسین نے اس کی تعمیل کی اور بہت سا مال غنیمت اور قیدی لے کر واپس آیا۔ اسی بناء پر ناصر والیٔ اندلس نے اپنے جنگی جہازوں کے بیڑے کو اپنے خادم غالب کی ماتحتی میں سواحل افریقہ کی جانب روانہ کیا۔ معز کی فوج نے اندلسی فوج کو خشکی پر اترنے نہ دیا اور نہایت ناکامی کے ساتھ والیٔ اندلس کے جہازوں کے بیڑوں کو واپس کر دیا۔ اسکے بعد ۳۴۷ھ میں پھر اندلسی فوجیں سواحل افریقہ پر چڑھ آئیں۔ ستر جنگی جہازوں کا بیڑا تھا۔ اس مرتبہ اندلسی فوج نے خزر کے دار الحکومت کو جا کر خاک سیاہ کر دیا۔ بلاد ساحلیہ کو غارت گری اور قتل سے بے حد پامال کیا سوسہ اور طبریہ بھی انہی کے ہاتھوں تاخت و تاراج

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا معز نے اس امر کا احساس کر کے نہایت مستعدی سے اندلسی فوج کے بڑھتے ہوئے سیلاب کی روک تھام کی۔ جس سے اندلسی فوجیں منہ کی کھا کر لوٹ گئیں اور معز کی حکومت و سلطنت کا تمام بلاد افریقہ اور مغرب میں سکہ چلنے لگا اور اس کا دائرہ حکومت کافی طور سے وسیع ہو گیا۔ صوبہ ایفکان اور تاہرت کی گورنری پر یعلی بن محمد یفرنی مامور تھا۔ صوبہ اشیر کی حکومت پر زیری بن مناد ضہاجی' مسیلہ کے صوبے پر جعفر بن علی اندلسی' باغایہ کے صوبہ پر قیصر صقلی' فاس کی حکومت پر احمد بن بکر بن ابی سہل خدامی اور سلجماسہ کی گورنری پر محمد بن داسول مکناسی۔

ایفکان کا تاراج: ۳۴۷ھ میں معز تک یہ خبر پہنچی کہ یعلی بن محمد یفرنی نے سلاطین امویہ سے جو دریا کے پرلی جانب حکومت کر رہے تھے۔ سازش کر لی ہے اور اہل المغرب الاقصیٰ کی حکومت کی اطاعت و فرماں برداری چھوڑ دی ہے۔ معز نے فوجوں کو مرتب کر کے جوہر صقلی کاتب (سیکرٹری) کی ماتحتی میں المغرب الاقصیٰ کی جانب روانہ کیا۔ ان دنوں یہ معز کی وزارت بھی کر رہا تھا۔ اس مہم پر اس کے ساتھ جعفر بن علی گورنر مسیلہ اور زیری بن مناد گورنر اشیر وغیرہ بھی بھیجے گئے تھے۔ یعلی بن محمد والیٔ المغرب الاوسط بھی مقابلے کی غرض سے اپنا لشکر آراستہ کر کے نکلا۔ اتفاق یہ کہ جس وقت یعلی نے ایفکان سے کوچ کیا۔ اہل صیلہ میں بد دلی پیدا ہو گئی بیان کیا جاتا ہے کہ بنی یعرب نے یہ ریشہ دوانی کی تھی۔ بہر کیف یعلی گرفتار کر لیا گیا۔ اس اثناء میں جوہر بھی پہنچ گیا۔ کتامہ نے تلواریں نیام سے کھینچ لیں ایفکان بات کی بات میں تاخت و تاراج کر دیا گیا۔

شاکر للہ محمد بن فتح: اسی ہنگامہ میں یعلی کا بیٹا یدو بھی قید کر لیا گیا۔ جوہر اور اہل کتامہ قتل و غارت گری کرتے ہوئے فاس پہنچے اور وہاں سے لوٹ مار کرتے ہوئے سلجماسہ تک بڑھ گئے اور اسے بھی بزور تیغ لے لیا شاکر اللہ محمد بن فتح کو بھی گرفتار کر لیا جو بنی داسول سے تھا اور ''امیر المومنین'' کے لقب سے ملقب کیا جاتا تھا۔ شاکر اللہ کی گرفتاری کے بعد اس کے چچا زاد بھائیوں میں سے ابن المعز کو امارت کی کرسی پر متمکن کیا گیا سرزمین مغرب میں خونریزی اور غارت گری کے سوا اور کوئی امر محسوس نہ ہوتا تھا۔ دریا تک قتل عام کا ہنگامہ برپا تھا۔ جس پر نمونہ حشر کا گمان ہوتا تھا۔ جوہر نے دریا پر پہنچ کر پھر فاس کی جانب مراجعت کی اور یہ خیال کر کے یہ بھی دولت شیعہ کا مخالف ہے محاصرہ کر لیا۔

محمد بن بکر اور محمد بن داسول کی گرفتاری: ان دنوں احمد بن بکر بن ابی سہل جذامی کے قبضہ اقتدار میں فاس کی زمام حکومت تھی۔ احمد نے اپنی فوجوں کو مرتب کر کے جوہر کا مقابلہ کیا اور مدتوں لڑتا رہا۔ جوہر نے اپنی کامیابی سے مایوس ہو کر محاصرہ اٹھا لیا اور سلجماسہ کی طرف کوچ کر دیا۔ محمد بن داسول مکناسی اس صوبہ پر حکمرانی کر رہا تھا۔ اس نے بھی اپنے کو ''امیر المومنین شاکر اللہ'' کے لقب سے ملقب کر کے اپنے نام کا سکہ مسکوک کرایا تھا۔ جوہر کی آمد کی خبر سن کر محمد بھاگ گیا زیادہ عرصہ گزرنے نہ پایا تھا کہ گرفتار ہو کر جوہر کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ جوہر نے اسے نظر بند رکھنے کا حکم دے کر سلجماسہ سے کوچ کر دیا اور اثناء راہ میں شہروں کو فتح کرتا ہوا فاس کی جانب پھر لوٹ آیا اور ایک مدت تک اس کا محاصرہ کیے رہا آخر کار زیری بن مناد کی کوششوں سے فاس بزور تیغ فتح ہو گیا۔ احمد بن بکر گرفتار کر لیا گیا۔ یہ واقعہ ۳۴۸ھ کا ہے۔ احمد کی گرفتاری کے بعد عمال بنی امیہ کو سرزمین مغرب سے نکال باہر کر کے اپنی جانب سے اپنے عمال مقرر کیے صوبہ تاہرت کو زیری بن مناد کے صوبہ سے ملحق کر دیا اور مظفر و منصور فاطمین کے ساتھ قیروان کی طرف مراجعت کی۔ چند دنوں بعد احمد بن بکر اور محمد داسول کو ایک آہنی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پنجرے میں قید کئے ہوئے منصوریہ میں داخل ہوا اہل منصوریہ نے بہت بڑی خوشی منائی شہر کو چراغاں کیا۔ اس کے بعد ۳۴۹ھ میں معز کے دونوں خادموں قیصر اور مظفر کو جو اپنی عاملانہ تدابیر سے معز کے ناک کے بال ہو رہے تھے اور ہر کام کے سیاہ وسفید کرنے کے مختار تھے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔

افریقیوں کی اقریطش سے جلاوطنی: جزیرہ اقریطش (کریٹ) میں حکم بن ہشام والیٔ اندلس کی طرف سے ایک امیر رہتا تھا۔ جزیرہ اقریطش کے رہنے والے افریقہ کے باشندے تھے۔ افریقہ میں رافضیوں کا دور دورہ تھا۔ یہ لوگ ان کے ہاتھوں تنگ آ کر افریقہ سے اسکندریہ بھاگ چکے تھے اور وہیں طرح اقامت ڈال دی تھی۔ ان دنوں عبداللہ بن طاہر مصر کا گورنر تھا۔ اسے خبر لگی فوجوں کو مرتب کر کے اسکندریہ کا محاصرہ کر لیا۔ یہاں تک کہ ان نو واردوں نے امان طلب کی عبداللہ بن طاہر نے اس شرط سے انہیں امان دی کہ وہ لوگ اسکندریہ چھوڑ کر دریا عبور کر کے جزیرہ اقریطش چلے جائیں چنانچہ ان غریب مسافروں نے اسکندریہ کو خیرباد کہہ کر جزیرہ اقریطش میں جا کر قیام کیا اور اسی زمانہ سے اسے آباد کر کے وہیں رہنے لگے۔ انہی میں سے ابوحفص بلوطی نامی ایک شخص ان پر امارت کرنے لگا اور اس طریقہ سے اس کی آئندہ نسلیں اس جزیرہ کی حکمران ہوئیں۔ یہاں تک کہ اسی ۳۵۰ھ میں عیسائیوں نے سات سو جنگی کشتیوں کا بیڑا تیار کر کے چڑھائی کی۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی۔ ہزارہا مسلمان شہید ہوئے اور بے شمار قید کر لئے گئے۔ اسی زمانے سے اس وقت تک یہ جزیرہ عیسائیوں ہی کے قبضہ میں رہا واللہ غالب علیٰ امرہ۔

قلعہ طرمین کی فتح: ۳۵۱ھ میں والیٔ صقلیہ نے قلعہ طرمین پر جو صقلیہ کے قلعوں میں سے ایک مشہور قلعہ تھا۔ فوج کشی کی اور ایک مدت دراز تک محاصرہ کئے رہا آخر کار نویں مہینے اہل قلعہ طرمین نے والیٔ صقلیہ کے حکم سے قلعہ کے دروازے کھول دیئے۔ عساکر اسلامیہ نے داخل ہو کر قلعہ پر قبضہ کر لیا اور کمال اطمینان سے رہنے لگے۔ اس خداداد کامیابی کے بعد نے والیٔ صقلیہ قلعہ طرمین کا بدل دیا بجائے طرمین کے معزیہ رکھا۔ معزیہ اس مناسبت سے نام رکھا گیا تھا کہ المعز الدین اللہ شاہ افریقہ کا لقب تھا۔

قلعہ رمطہ کا محاصرہ: اس کے بعد والیٔ صقلیہ یعنی احمد بن حسن بن علی بن ابی الحسن نے صقلیہ کے دوسرے قلعہ موسوم بہ رمطہ کی طرف قدم بڑھایا۔ والیٔ قلعہ نے بادشاہ قسطنطنیہ سے امداد کی درخواست کی چنانچہ بادشاہ قسطنطنیہ نے بحری اور بری فوجیں والیٔ قلعہ رمطہ کی کمک پر روانہ کیں۔ والیٔ صقلیہ نے بھی یہ خبر پا کر معز سے امدادی فوجیں طلب کیں معز نے ایک عظیم لشکر اپنے بیٹے حسن کی افسری میں روانہ کیا۔ رفتہ رفتہ یہ امدادی فوج شہر میسنی پہنچی اور والیٔ صقلیہ کے لشکر کے ساتھ مل کر قلعہ رمطہ کی جانب روانہ ہوئی۔ اس وقت اس کے محاصرہ پر حسن بن عمار نامی ایک نامور سردار تھا۔ پس تمام عساکر اسلامیہ نے ''نعرہ اللہ اکبر'' کہہ کر قلعہ پر مجموعی قوت سے حملہ کر دیا رومی فوجیں سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آئیں۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی رومیوں کا سردار بطریقوں کے ایک گروہ کے ساتھ مارا گیا اور رومی لشکر نہایت ابتری کے ساتھ شکست اٹھا کر بھاگ کھڑا ہوا عساکر اسلامیہ نے تعاقب کیا مگر خندق کی وجہ سے آگے نہ بڑھ سکے۔ مسلمانوں نے جی کھول کر ان کو پامال کیا اور ان کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔

جنگ محاذ: رومی لشکر کے پامال ہونے کے بعد عساکر اسلامیہ نے اہل رمطہ کے محاصرہ میں شدت اور سختی سے کام لینا شروع

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا زیادہ زمانہ گزرنے نہ پایا تھا کہ غلہ وغیرہ کا ذخیرہ ختم ہو گیا۔ مسلمانوں کو اس کی خبر لگ گئی۔ بزور تیغ قتل و غارت کرتے ہوئے گھس پڑے کچھ لوگ کشتیوں پر سوار ہو کر براہ دریا بھاگے امیر احمد بن حسن نے اپنے بیڑے کو ان کے تعاقب میں روانہ کیا۔ جو نہایت تیزی سے شکست خوردہ حریف کی کشتیوں تک پہنچ گئے۔ چند مسلمانوں جو پیراکی کے فن میں طاق تھے۔ دریا میں کود پڑے اور غوطہ لگا کر حریف مقابل کے کشتیوں میں سوراخ کر دیا۔ کشتیاں نکمی ہو گئیں۔ اہل کشتی گرفتار کر لئے گئے۔ اس خداداد کامیابی کے بعد احمد نے عساکر اسلامیہ کو بلاد روم میں پھیلا دیا۔ جنہوں نے بلاد روم کی پامالی اور غارت گری میں کوئی دقیقہ بھی فروگزاشت نہ کیا۔ یہاں تک کہ والیٔ روم نے جزیہ دینا منظور کر لیا۔ باہم مصالحت ہو گئی۔ یہ واقعہ ۳۵۴ھ کا ہے۔ اس لڑائی کا نام جنگ محاذ ہے۔

مصر پر فوج کشی: اس واقعہ کے چند دنوں بعد معز الدین والیٔ افریقہ کو یہ خبر لگی کہ کافور اخشیدی کے انتقال سے مصر کی سیاسی حالت میں اضطرابی کیفیت پیدا ہو گئی ہے۔ آئے دن فتنہ و فساد اور باہمی نزاعات پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ خلیفہ بغداد اس وجہ سے کہ بختیار بن معز الدولہ اور عضد الدولہ برادر عم زاد بختیار میں جھگڑا ہو رہا ہے۔ مصر کی اصلاح کی جانب متوجہ نہ ہو سکا۔ معز نے یہ سن کر مصر پر فوج کشی کا قصد کیا چنانچہ ۳۵۵ھ میں کتامیوں کو جمع کرنے کی غرض سے جوہر کاتب کو ملک مغرب روانہ کیا اور صوبہ برقہ میں جا بجا سر راہ کنوؤں کے کھودنے کا حکم صادر فرمایا۔ فراہمی فوج کے بعد جوہر کو ایک عظیم فوج کے ساتھ مصر کی طرف بڑھنے کا حکم صادر فرمایا اور رخصت کرنے کی غرض سے خود بھی جوہر کے لشکر تک آیا۔ چند دن تک ٹھہرا ہوا جوہر اور اس کے ہمراہیوں کو مناسب ہدایات دیتا رہا۔ جوہر نے ان ہدایتوں کو اپنی نوٹ بک میں لکھ لیا اور رخصت ہو کر مصر روانہ ہوا کسی ذریعہ سے اس کی روانگی کی خبر اس فوج تک پہنچی۔ جو اس وقت مصر کی محافظت پر تھی سنتے ہی جدال و قتال کے بغیر متفرق و منتشر ہو گئی جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

فتح مصر: جوہر کوچ و قیام کرتا ہوا بلا دروک ٹوک پندرہویں شعبان ۳۵۸ھ کو مصر میں داخل ہوا جامع مسجد قدیم میں معز الدین اللہ کے نام کا خطبہ پڑھا اور اس وقت سے حکومت علویہ کا پھریرا مصر میں اڑنے لگا۔ اس کے بعد ماہ جمادی اولیٰ ۳۵۹ھ میں جوہر نے جامع ابن طولون میں جا کر نماز ادا کی اور اذان میں فقرہ ''حی علی خیر العمل'' کے اضافہ کرنے کا حکم دیا۔ پس یہ پہلی اذان تھی جو مصر میں اس اضافہ کے ساتھ دی گئی۔ مصر کی فتح یابی اور اس کے نظم و نسق سے فراغت حاصل کرنے کے بعد جوہر نے معز کی خدمت میں تحائف اور نذرانے روانہ کئے اور نیز اراکین دولت اخشید یہ کو بھی بھیجا۔ معز نے ان لوگوں کو معدیہ کے جیل میں ڈال دیا۔ قضاۃ اور علماء مصر کو جو بطور وفد حاضر ہوئے تھے۔ انعامات اور صلے دے کر مصر کی جانب واپس کیا اسی زمانہ سے جوہر نے قاہرہ کی تعمیر کی بنیاد ڈالی اور معز کو مصر چلے آنے کی ترغیب دینے لگا۔

حسن بن عبداللہ کی گرفتاری: مصر کے فتح ہونے اور بنو طغج کی گرفتاری پر حسن بن عبداللہ بن طغج اپنے چند سپہ سالاروں کے ساتھ مکہ معظمہ کی طرف جان بچا کر بھاگا جوہر کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ جعفر بن فلاحی کتامی کو فوج کے ساتھ حسن کے تعاقب کا حکم دیا۔ حسن اور جعفر سے لڑائیاں ہوئیں۔ آخر کار جعفر نے حسن کو اس کے سپہ سالاروں کے ساتھ جو اس کے ہمراہ تھے۔ گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر جوہر کے پاس بھیج دیا۔ جوہر نے ان لوگوں کو اسی حالت سے معز الدین اللہ کی خدمت میں افریقہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روانہ کر دیا۔

رملہ وطبریہ پر قبضہ: جعفر نے اس مہم سے فارغ ہو کر رملہ کا قصد کیا اور قتل و غارت کرتا ہوا بزور شمشیر رملہ میں گھس پڑا۔ جو مقابلے پر آئے۔ انہیں تہ تیغ کیا۔ باقی ماندگان شہر کو امان دی اور ان پر خراج قائم کر کے طبریہ کا رخ کیا۔ ان دنوں طبریہ میں ابن ملہم نامی ایک شخص حکمرانی کر رہا تھا۔ چونکہ ابن ملہم پہلے ہی سے علم حکومت معز کا مطیع ہو گیا تھا۔ اس وجہ سے جعفر نے اس سے کوئی تعارض نہ کیا۔ دمشق کا راستہ اختیار کیا اور لڑ کر تلوار اور نیزوں کے زور سے اس پر رعب و داب کا سکہ جمایا۔

فتح دمشق: ماہ محرم ۳۵۹ھ کے پہلے جمعہ میں معز الدین اللہ کے نام کا خطبہ پڑھا۔ دمشق میں شریف ابوالقاسم بن یعلی ہاشمی ایک بااثر شخص رہتا تھا۔ کثرت سے لوگ اس کے مطیع تھے۔ اس نے بازاریوں اور گنواروں کو جمع کر کے دوسرے جمعہ میں دولت علویہ کی مخالفت کا علم بلند کیا۔ سیاہ کپڑے پہنے۔ سیاہ جھنڈا بنایا اور جامع مسجد میں پھر خلیفہ مطیع عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا۔ جعفر سے اور اس سے مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ بالآخر شریف ابوالقاسم کو شکست پر شکست ہونے لگی۔ مغربی فوجوں نے اہل دمشق کو پامال کرنا شروع کر دیا۔ بیچارہ شریف ابوالقاسم میدان جنگ سے رات کے وقت شہر میں بھاگ گیا۔ صبح ہوئی تو اہل شہر نے جعفری کے پاس صلح کی گفتگو کرنے کو بھیجا۔

جعفر نے تسلی و تشفی دی اہل شہر کے ساتھ حسن سلوک کا وعدہ کیا اور یہ کہہ کر شریف جعفری کو واپس کیا کہ اہل دمشق کو یہ کہہ دو کہ مجھے دم بھر کے لئے شہر میں داخل ہونے دیں۔ میں شہر دمشق کا ایک چکر لگا کر اپنے لشکر گاہ میں واپس چلا آؤں گا۔ کسی شے سے کچھ تعرض نہ کروں گا۔ اہل شہر اس دھوکہ میں آ گئے۔ جعفر اپنی فوج کے ساتھ شہر میں داخل ہوا مغربی فوجیں قتل و غارت گری کرنے لگیں۔ اہل شہر کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی سب نے متفق ہو کر جعفر کی فوج پر پھر حملہ کر دیا اور اس کے بے شمار آدمیوں کو مار ڈالا خندقیں پھر کھدنے لگیں۔ قلعہ بندی کی تیاری ہونے لگی۔ شریف ابوالقاسم نے جعفر سے پھر نامہ و پیام مصالحت شروع کیا۔ خدا خدا کر کے ۱۵ ذی الحجہ ۳۵۹ھ کو فریقین میں مصالحت ہو گئی۔ جعفر کا افسر پولیس شہر میں انتظام کرنے کے لئے آیا ہنگامہ فرو ہو گیا۔ بلوائیوں کے ایک گروہ کو گرفتار کر کے بعض کو قتل کیا اور بعض کو جیل میں ڈال دیا۔ اس کے بعد محرم ۳۶۰ھ میں جعفر نے شریف ابوالقاسم کو بھی گرفتار کر کے مصر روانہ کر دیا اور دمشق کی کرسی حکومت پر متمکن ہو کر استقلال کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔

ابوجعفر کی اطاعت: ان واقعات سے قبل ۳۵۹۸ھ میں ابوجعفر زناتی نامی ایک شخص نے افریقہ میں معز کے علم حکومت کے خلاف سر اٹھایا تھا بربریوں اور نکاریہ کا جم غفیر اس کے پاس جمع ہو گیا تھا۔ معز کہ بذاتہ اس مہم کے سر کرنے کو روانہ ہوا رفتہ رفتہ باغایہ پہنچا۔ یہاں پر یہ خبر سننے کو آئی کہ بلوائیوں کی جماعت منتشر ہو کر ریگستان کی طرف چلی گئی۔ چنانچہ معز نے بلکین بن زیری کو ابوجعفر کے تعاقب اور گرفتاری کا حکم صادر کر کے مہدیہ کی جانب مراجعت کی بلکین ایک مدت تک ابوجعفر کی تلاش میں سرگرداں بیابان اور ریگستان کی خاک چھانتا رہا مگر کچھ بھی سراغ نہ ملا۔ اس کے بعد خود ابوجعفر نے ۳۵۶ھ میں معز کے دربار میں حاضر ہو کر امان کی درخواست کی معز نے اس کو امان دی اور گزارہ کے لئے تنخواہ بھی مقرر کر دی۔ اس واقعہ کے بعد ہی جوہر کا عریضہ پہنچا جس میں مصر و شام میں حکومت علویہ عبیدیہ کے قائم کرنے کا حال لکھا تھا اور نیز معز کو مصر میں بلایا تھا۔ معز

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس خط کو پڑھ کر مارے خوشی کے جامہ سے باہر ہو گیا۔ اراکین دولت کو اس سے مطلع کر کے دربار عام کیا شعراء نے قصائد مدحیہ پڑھے۔

دمشق پر قرامطیوں کی یلغار: اس کے بعد قرامطہ نے دمشق پر فوج کشی کی اس مہم میں قرامطہ کے ساتھ ان کا بادشاہ اعصم بھی تھا جعفر بن فلاح نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا اور کمال مردانگی سے انہیں مار بھگایا۔ پھر ۳۶۱ھ میں قرامطہ کی فوجیں دمشق کی جانب بڑھیں۔ جعفر بھی اپنی فوجیں آراستہ کر کے میدان جنگ میں آ گیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ میدان قرامطہ کے ہاتھ رہا۔ جعفر کو شکست ہوئی۔ اثناء دار و گیر میں قرامطہ[1] کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اعصم نے کامیابی کے ساتھ دمشق پر قبضہ کر کے مصر کا قصد کیا۔ جوہر کو اس کی خبر لگ گئی معز کو یہ واقعات لکھ بھیجے۔ پس معز نے مصر کی حمایت پر اپنی کمر ہمت باندھ لی اور روانگی مصر کا پختہ ارادہ کر لیا۔

محمد بن حسن کا خاتمہ: جس وقت یہ خبریں معز تک پہنچیں معز نے روانگی مصر کا پختہ ارادہ کر لیا تھا مگر روانگی سے پہلے ملک مغرب کا انتظام کرنا اور وہاں کے مادہ فساد کو قطع کرنا بھی ضروری تھا محمد بن حسن بن ابی زرمعز ادی اس کا مخالف المغرب الاوسط میں موجود تھا۔ زناتہ اور بربریوں کا بہت بڑا گروہ اس کا مطیع اور اس کے ایک اشارہ پر گردن کٹوانے پر تیار تھا اور خود بھی یہ بہت بڑا دلیر جبار اور گردن کش تھا۔ معز کو اس سے خطرہ پیدا ہوا اور یہ خیال کر کے کہ مبادا میرے زمانہ غیر موجودگی میں محمد افریقہ پر قابض ہو جائے بلکین بن زیری بن مناد کو محمد پر فوج کشی کرنے اور اس کے ملک میں جا کر اس سے جنگ کرنے کا حکم صادر کیا۔ ان دونوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی آخر کار محمد بن حسن کو شکست ہوئی۔ اس کا لشکر شکست کھا کر بھاگا۔ محمد بن حسن نے اس امر کا احساس کر کے خودکشی کر لی۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ معرکہ میں مارے گئے اور بہت سے گرفتار کر لئے گئے۔ یہ واقعہ ۳۶۰ھ کا ہے۔

معز کی قاہرہ میں آمد: بلکین نے اس خداداد کامیابی کی اطلاع معز کو دی۔ معز نے اظہار مسرت کی غرض سے دربار عام کیا۔ اطراف و جوانب سے مبارکباد کے خطوط آئے۔ اس کے بعد معز نے بلکین کو میدان جنگ سے طلب کر کے افریقہ اور ملک مغرب کی حکومت پر مقرر کیا قیروان میں قیام کرنے کا حکم دیا۔ ابوالفتوح کے خطاب سے مخاطب کیا۔ طرابلس کی حکومت عبداللہ تخلف کتامی کو دی اور ان دونوں میں کسی کو دوسرے پر حکمرانی کا اختیار نہ تھا۔ تحصیل وصول مال گزاری پر زیادۃ اللہ بن عزیم کو اور محکمہ خراج (بورڈ آف ریونیو) پر عبدالجبار خراسانی اور حسین بن خلف مرصدی کو مامور کیا۔ ملک کے انتظام سے فارغ ہو کر منصوریہ کے باہر آخری شوال ۳۶۱ھ میں لشکر آرائی کا حکم دیا اور خود منصوریہ سے کوچ کر کے قیروان کے قریب سردانیہ میں پڑاؤ کیا۔ یہاں تک کہ اس کے انتظام سے بھی فراغت حاصل کر لی اس اثناء میں اس کی سپاہ، خدم و حشم اور اہل و عیال بھی آ گئے قصر حکومت میں جس قدر مال و اسباب اور سامان آرائش تھا سب اٹھا لائے۔ سردانیہ میں آنے کے چوتھے مہینے بہ قصد مصر کوچ کیا۔ بلکین بھی مشایعت کی غرض سے ہمراہ تھا تھوڑی دور چل کر معز نے بلکین کو واپس کیا اور خود کوچ و قیام کرتا ہوا اپنی سپاہ کے ساتھ طرابلس پہنچا۔ اہل طرابلس سے کچھ لوگ کوہ نفوسہ بھاگ گئے اور کچھ قلعہ بند ہو گئے۔ معز نے دو

---

[1] قرامطہ نے ماہ ذیقعدہ ۳۶۰ھ میں فوج کشی کی تھی۔ تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۲۴۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک روز قیام کر کے برقہ کی جانب کوچ کیا۔ یہاں پر اس کا شاعر محمد بن ہانی اندلسی آخری رجب ۳۶۲ھ کو کنارہ دریا پر مقتول پایا گیا۔ قاتل کا کچھ پتہ نہ چلا۔ پھر معز نے برقہ سے اسکندریہ کی طرف کوچ کیا۔ چنانچہ آخری شعبان سنہ مذکور میں اسکندریہ پہنچا۔ امراء و رؤسا شہر نے حاضر ہو کر باریابی کی عزت حاصل کی۔ معز ان لوگوں سے بہ کمال واحترام وتوقیر ملا۔ انعامات دیئے۔ صلے دیئے پھر اسکندریہ سے کوچ کر کے ۵ رمضان سنہ مذکور کو قاہرہ میں داخل ہوا اور اس شہر کو اس کے اور اس کے بعد خلفاء کے رہنے کی عزت دی گئی یہاں تک کہ ان کا دور حکومت ختم ہو گیا۔

قرامطیوں کی فتوحات: بنی طغج حکمرانان دمشق ایک مدت سے قرامطہ کو بطور خراج (تین[1] لاکھ دینار) سالانہ ادا کیا کرتے تھے۔ جس وقت جعفر بن فلاح نے دمشق پر قبضہ کیا اور المعز الدین اللہ علوی کی حکومت کا جھنڈا ان ممالک میں اٹھایا تو یہ خراج جو بنی طغج قرامطہ کو ادا کیا کرتے تھے بند کر دیا۔ قرامطہ کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی فوجیں آراستہ کر کے دمشق پر چڑھ آئے۔ ان کا بادشاہ اعصم خود اس مہم میں ان کا افسر اعلیٰ تھا۔ جعفر بن فلاح نے شہر دمشق سے نکل کر قرامطہ کا مقابلہ کیا۔ قرامطہ نے جعفر کو شکست دے کر شہر پر قبضہ کر لیا اور اثناء دار و گیر میں اسے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد قرامطہ نے رملہ کا رخ کیا۔ اہل رملہ شہر چھوڑ کر بھاگ گئے۔ یافا میں جا کر قلعہ بندی کر لی اور قرامطہ نے رملہ پر پہنچ کر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر لیا۔ یہاں تک کہ ایک قطرہ خون بھی نہ گرا۔ ان دو پیہم فتح یابیوں سے قرامطہ کے حوصلے بڑھ گئے۔ یافا میں لشکر آرائی کر کے مصر کی طرف بڑھے اور عین شمس پر جسے اب مطریہ کہتے ہیں پڑاؤ کیا۔ عرب اور بنی طغج کے خادموں کا ایک گروہ قرامطہ کے پاس آ کر جمع ہو گیا۔ قرامطہ نے اپنی سپاہ اور ان سب کو مرتب کر کے مغربیوں پر قاہرہ میں محاصرہ کیا۔ مدتوں دونوں حریفوں میں لڑائی ہوتی رہی۔ انجام کار قرامطہ کو فتح نصیب ہوئی۔ اس کے بعد مغربی فوجیں اپنے حریف سے لڑنے' مرنے اور مارے جانے پر قسم کھا کر نکل پڑیں اور اپنے نابرداشتی حملوں سے قرامطہ کو شکست دی۔ قرامطہ مصر چھوڑ کر رملہ چلے آئے اور یافا کو نہایت سختی سے گھیر لیا۔ جعفر کو اس کی خبر لگی۔ یافا کے محصورین کے چھڑانے کے لئے مصر سے ایک تازہ دم فوج براہ دریا' یافہ روانہ کی' جاسوسوں نے قرامطہ کو اس کی خبر کر دی قرامطہ نے جعفر کی کل کشتیوں کو جس پر اہل یافا کی امدادی فوج جا رہی تھی گرفتار کر لیا معز کو قیروان میں اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔ روانگی مصر کا قصد تو کر ہی چکا تھا۔ جھٹ پٹ سامانِ سفر درست کر کے مصر کی جانب کوچ کیا اور کوچ وقیام کرتا ہوا مصر پہنچ گیا۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔

معز و قرامطہ کی جنگ: مصر میں پہنچ کر معز تک یہ خبر پہنچی کہ قرامطہ بہ قصد مصر تیاری کر رہے ہیں ایک خط لکھ کر اعصم سردار قرامطہ کے پاس روانہ کیا جس میں اولاً اپنے خاندان کی فضیلت تحریر کی تھی۔ اس کے بعد یہ تحریر کیا کہ ابتداً تم لوگ ہمارے آباء واجداد کے ہوا خواہ تھے اور انہی کی دولت وحکومت کے ایلچی بنے ہوئے پھرتے تھے۔ غرض اسی قسم کے مضامین لکھ بھیجے سمجھانے بجھانے کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ آخر میں دھمکی بھی دی تھی۔ اعصم نے اس خط کو پڑھ کر نہایت سختی کا جواب دیا۔ وصل کتابک الذی قل تحصیله و کثر تفصیله و نحن سائرون الیک و السلام. ترجمہ ''تمہارا خط پہنچا جس کا مطلب کم اور فضولیات زیادہ تھے اور ہم تم پر فوج کشی کرنے والے ہیں۔ والسلام'' جواب روانہ کرنے کے بعد فوج کو آراستگی کا حکم دیا اور سامان سفر و جنگ درست کر کے احساء سے مصر کی جانب کوچ کیا۔ رفتہ رفتہ ملک مصر میں پہنچ کر عین شمس میں پڑاؤ

[1] دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۴۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا۔ گردونواح کے رہنے والے اور عرب آ آ کر اعصم کے پاس اکٹھے ہوئے۔ حسان بن جراح طائی امیر عرب بھی طے کا بہت بڑا گروہ لئے ہوئے آ پہنچا۔

قرامطیوں کی پسپائی: اعصم اور حسان نے مشورہ کر کے اپنی اپنی سپاہ کے متعدد دوستوں کو شب خون مارنے اور قتل و غارت گری کرنے کے لئے مضافات میں پھیلا دیا۔ ہنگامہ نمونہ قیامت برپا ہو گیا۔ معز کو قرامطہ کی کثرت فوج سے خوف پیدا ہوا۔ حسان سے خط و کتابت شروع کی اور اسے ایک لاکھ دے کر ملا لیا باہم یہ رائے قرار پائی کہ بوقت جنگ قرامطہ کی سپاہ کو میدان جنگ میں تنہا چھوڑ کر ہم اپنی فوج کے ساتھ بھاگ جائیں گے چنانچہ اس قرارداد کے مطابق معز نے شہر سے نکل کر قرامطہ پر حملہ کیا۔ حسان دو چار ہاتھ لڑ کر پیچھے ہٹا معز نے اپنی فوج کو بڑھنے کا حکم دیا حسان عربوں کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا۔ قرامطہ تھوڑی دیر تک میدانِ جنگ میں اڑے رہے لیکن آخر کار شکست کھا کر بھاگے۔ تقریباً ڈیڑھ ہزار فوج گرفتار کر لی گئی۔ باقی ماندگان کے تعاقب پر معز نے ابو محمود سپہ سالار کو دس ہزار سواروں کی جمعیت سے متعین کیا۔ قرامطہ نے بھاگ کر اذرعات میں دم لیا اور جب وہاں بھی فتح مند گروہ کے دار و گیر کی خوفناک شکل دکھائی دی۔ تو وہ اذرعات سے نکل کر احساء کی جانب چل کھڑے ہوئے۔

دمشق پر ابن موہوب کا قبضہ: خاتمہ جنگ کے بعد معز نے قیدیان قرامطہ کے قتل کا حکم صادر فرمایا اور ظالم بن موہوب عقیلی سپہ سالار کو والیٔ دمشق مقرر کر کے دمشق روانہ کیا۔ دمشق میں ان دنوں قرامطہ کی جانب سے ابواللجاء اور اس کا بیٹا حکمرانی کر رہا تھا۔ ظالم نے پہنچتے ہی ان کو گرفتار کر لیا مال و اسباب جو کچھ تھا اسے ضبط کر لیا۔ اس اثناء میں ابو محمود قرامطہ کے تعاقب سے واپس ہو کر دمشق میں آیا۔ ظالم کو اس کے آنے سے بے حد مسرت ہوئی ایک دوسرے سے بغل گیر ہوئے۔ ظالم نے کہا بہتر یہ ہے کہ آپ دمشق کے باہر قیام پزیر ہوں تا کہ قرامطہ کے حملہ سے ہم لوگ محفوظ رہیں۔ ابو محمود نے اس رائے کو پسند کیا۔ دمشق کے باہر خیمے نصب کر دیئے۔ ظالم نے ابواللحاء اور اس کے بیٹے کو ابو محمود کے حوالہ کر دیا اور ابو محمود نے اسے مصر روانہ کر دیا اور ابواللحاء مصر کی جیل میں ڈال دیا گیا۔

ظالم بن موہوب: اس کے بعد ابو محمود کے ہمراہیوں نے اہل دمشق پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا اس سے لوگوں میں ایک جوش پیدا ہو گیا۔ چند لوگوں نے متفق ہو کر افسر پولیس کو قتل کر ڈالا اور اس کے اسٹاف کے افسروں کو بھی مار ڈالا شہر کے باہر اہل شہر اور لشکریوں میں ہلڑ مچ گیا۔ ظالم سرداروں کے ساتھ سوار ہو کر ہنگامہ فرو کرنے کو نکلا۔ سمجھا بجھا کر اہل شہر کو شہر کی طرف واپس کیا اور مغربی فوجوں کو ان کے لشکر گاہ کی جانب لوٹایا۔ تھوڑے دنوں کے لئے امن ہو گیا۔ اس کے بعد ۱۵ شوال ۳۶۳ھ کو مابین اہل دمشق اور لشکریان محمود میں پھر جھگڑا ہو گیا۔ مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ آخر کار اہل شہر کو شکست ہوئی۔ لشکریان محمود شہر تک اہل شہر کا تعاقب کرتے چلے آئے۔ ظالم بن موہوب اسیر وزبد کا خطرہ پیش نظر رکھ کر اہل شہر کے ساتھ مدارات کر رہا تھا۔ بخوف جان دارالامارت چھوڑ کر نکل بھاگا۔ مغربی فوج نے دروازہ فرادیس سے گھس کر شہر میں آگ لگا دی۔ ایک بڑی مخلوق جل کر مر گئی۔ اس فساد کی آگ ربیع الثانی ۳۶۴ھ تک مشتعل رہی۔ اس کے بعد اس امر پر باہم مصالحت ہو گئی کہ ظالم بن موہوب شہر سے نکال دیا جاوے اس کے بجائے جیش بن صمصامہ ہمشیرزادہ محمود مقرر کیا جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابومحمود کی رملہ کو واپسی: چنانچہ اس تبدیلی کے بعد فتنہ وفساد فرو ہو گیا۔ زیادہ مدت نہ گزرنے پائی تھی کہ مغربی فوجوں نے پھر لوٹ مار شروع کر دی اور عوام الناس نے بلوہ کر دیا یورش کر کے اس کے قصر کی جانب بڑھے جس میں ابومحمود تھا۔ ابومحمود یہ خبر پا کر اپنے لشکر میں بھاگ گیا اور فوج کو مرتب کر کے شہر پر حملہ کر دیا اہل شہر بھی مقابلے پر ڈٹ گئے۔ ابومحمود نے شہر کا محاصرہ کر کے باہر کی آمدورفت بند کر دی۔ غلہ پانی اور ضروریات کا آنا جانا بند ہو گیا۔ اہل شہر تنگی سے بسر کرنے لگے۔ بازار بند ہو گئے رفتہ رفتہ اس کی خبر معز تک پہنچی۔ معز نے ابومحمود پر اس فعل سے ناراضگی ظاہر کی اور ریان خادم کو طرابلس میں لکھ بھیجا کہ دیکھتے دیکھتے ہی اس خط کے دمشق چلے جاؤ اور صحیح صحیح واقعات وہاں کے لکھ بھیجو اور ابومحمود سپہ سالار کو دمشق سے واپس کر دو۔ چنانچہ ریان نے دمشق میں پہنچ کر ابومحمود کو رملہ کی طرف لوٹا دیا اور دمشق کے اصلی واقعات لکھ کر معز کی خدمت میں روانہ کئے اور خود افتگین جدید والیٔ دمشق کے آنے تک دمشق میں ٹھہرا رہا۔

افتگین کا دمشق پر قبضہ: افتگین عزالدولہ بن بویہ کا خادم تھا جس وقت ترکوں نے بختیار بن عزالدولہ پر بسر گروہی سبکتگین یورش کی اور سبکتگین اتنے میں مر گیا۔ تو ترکوں نے اسے اپنا سردار بنا کر بختیار پر واسط میں محاصرہ کر لیا۔ عضدالدولہ نے یہ خبر پا کر بختیار کی امداد اور ترکوں سے نجات دینے کو پہنچا۔ ترکوں نے محاصرہ اٹھا لیا۔ واسط چھوڑ کر چلتے پھرتے نظر آئے۔ افتگین مع ایک دستہ فوج کے حمص چلا آیا تھا اور اس کے قریب پہنچ کر پڑاؤ ڈالا تھا۔ ظالم نے اس کی گرفتاری کی تدبیریں کیں۔ مگر کامیاب نہ ہوا اور افتگین حمص سے نکل کر دمشق چلا آیا۔ دمشق پر ان دنوں زیاد (معز کا غلام) قابض ہو گیا۔ رؤسا شہر پولیس عوام الناس بزور وجبر ایسے مطیع وفرماں بردار ہو رہے تھے کہ کوئی شخص دم نہ مار سکتا۔ ایک روز رؤسا شہر چھپ کر افتگین کے پاس آئے اور اس سے شہر پر قابض ہونے اور امارت قبول کرنے کی درخواست کی۔ معزیوں کی شکایت بھی جڑ دی کہ وہ لوگ ہم کو بہ جبر واکراہ روافض کی تعلیم دیتے ہیں۔ ان کے عمال ہم پر طرح طرح کے ظلم وستم کرتے ہیں۔ افتگین کا دل یہ سن کر بھر آیا۔ خود بھی قسم کھائی اور ان لوگوں سے بھی متحد الکلمہ اور متفق رہنے کی قسم لی۔ اس کے بعد شہر پر قبضہ کر لیا۔ زیاد دمشق چھوڑ کر چلا گیا۔ خلیفہ معز علوی کا خطبہ وسکہ موقوف ہو گیا۔ منبروں پر خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ فتنہ پردازوں اور مفسدوں کی بیخ کنی کر دی گئی عربوں کے قبضہ سے وہ بلاد نکال لئے گئے جن پر وہ قابض ہو گئے تھے۔ الغرض افتگین اس طور سے استقلال کے ساتھ دمشق پر حکومت کرنے لگا۔ معز نے یہ خبر پا کر افتگین کو اطاعت قبول کرنے اور اپنی جانب سے سند امارت دینے کو لکھا۔ افتگین نے اس کی تحریر پر اعتماد نہ کیا اور اس کی سفارت کو لوٹا دیا۔ اس بنا پر معز نے افتگین پر فوج کشی کی اتفاق یہ کہ مقام بلبیس میں پہنچ کر مر گیا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۹

ابو منصور نزار العزیز باللہ ۳۶۵ھ تا ۳۸۶ھ

معز کی وفات: ۱۵ ربیع الآخر ۳۶۵ھ کو معز لدین[1] اللہ علوی نے اپنی خلافت حکومت کا تیئسواں سال پورا کر کے مصر میں وفات پائی۔ اس کی ولی عہدی اور وصیت کے مطابق اس کا بیٹا نزار تخت خلافت پر متمکن ہوا اور العزیز باللہ کا مبارک خطاب اختیار کیا۔ عزیز نے زمام حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لے کر بہ نظر مصلحت ملکی و سیاسی اپنے باپ کے واقعہ انتقال کو عید الاضحیٰ سنہ مذکور تک مخفی رکھا بروز عید الاضحیٰ عیدگاہ گیا۔ عام مسلمانوں کے ساتھ نماز ادا کی خطبہ دیا۔ اپنے حق میں دعا کی اور اپنے باپ کے مرنے کا حال ذکر کر کے مراسم عزاداری ادا کیے۔

حجاز پر فوج کشی: اس کے بعد یعقوب بن کلس کو جیسا کہ اس کے باپ کے زمانے میں تھا عہدہ وزارت پر اور بلکین بن زیری کو افریقہ کی گورنری پر بحال رکھا۔ افریقہ کی گورنری کے علاوہ عبداللہ بن یخلف کتامی کے ماتحت صوبوں یعنی طرابلس، سرت اور جرابیہ کو بھی مؤخر الذکر کرکی گورنری میں شامل کر دیا۔ اہالی مکہ و مدینہ نے گزشتہ موسم حج میں معز کی اطاعت قبول کر لی تھی اور اس کے نام کا خطبہ پڑھتے تھے مگر عزیز کی تخت نشینی پر عزیز کے نام کا خطبہ نہ پڑھا۔ اس بنا پر عزیز نے سرزمین حجاز پر فوج کشی کی۔ چنانچہ اس کی سپاہ نے مکہ و مدینہ پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ رسد و غلہ کی آمد بند ہو گئی۔ اہل حرمین نے مجبوراً اطاعت قبول کی۔ مکہ معظمہ میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ ان دنوں مکہ معظمہ کی گورنری پر عیسیٰ بن جعفر تھا اور مدینہ منورہ کی حکومت پر طاہر بن مسلم۔ اتفاق سے اسی سال اس نے وفات پائی۔ تب اس کی جگہ اس کا بھائی مقرر کیا گیا۔

افتگین کی بغاوت: جس وقت معز کا انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ تخت حکومت پر عزیز متمکن ہوا۔ افتگین نے فوجیں فراہم کر کے علم مخالفت بلند کر دیا اور اس کے ان بلاد پر حملہ کر دیا۔ جو ساحل شام پر واقع تھے۔ چنانچہ سب سے پہلے صیدا کا محاصرہ کیا۔ ابن الشیخ اور ظالم بن موہوب عقیلی سرداران مغاربہ کے ساتھ اس وقت صیدا میں موجود تھے۔ فوجیں مرتب کر کے افتگین سے مقابلے کے لئے نکل پڑے۔ بے حد سخت اور خونریز جنگ کا آغاز ہوا۔ افتگین لڑتے لڑتے پیچھے ہٹا، مغربی فوجیں کامیابی اور کثرت کے جوش میں آگے بڑھتی چلی آئیں۔ یہاں تک کہ اپنے مورچہ سے بہت دور نکل آئیں۔ اس وقت افتگین نے اپنی

---

[1] معز الدین اللہ ابو تمیم معد بن منصور باللہ اسماعیل بن قائم بامر اللہ ابو القاسم محمد بن مہدی ابو محمد عبیداللہ علوی حسینی مقام مہدیہ افریقہ میں گیارہ رمضان ۳۱۹ھ کو پیدا ہوا۔ پینتالیس سال چھ ماہ کی عمر پائی۔ دولت علویہ کا یہ پہلا خلیفہ تھا جس نے مصر پر قبضہ حاصل کیا تھا۔ تاریخ کامل جلد ۸، صفحہ ۳۶۳ مطبوعہ مصر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوج کو جمع کر کے مغربی فوجوں پر ٹوٹ پڑا۔ پھر کیا تھا مغربی فوجیں شکست کھا کر بھاگیں۔ چار ہزار فوج کام آئی اس سے افتگین کے حوصلے بڑھ گئے۔ عکہ کا قصد کیا اور اس پر محاصرہ کر کے طبریہ کی جانب بڑھا۔ یہاں کے باشندوں کے ساتھ بھی وہی معاملات کئے جو اہل صیدا کے ساتھ کئے تھے۔ بعدہ دمشق کی طرف لوٹ کھڑا ہوا۔ عزیز نے اس کی بابت اپنے وزیر یعقوب بن کلس سے مشورہ کیا یعقوب نے یہ رائے دی کہ اس کے مقابلے پر جوہر کاتب کو بھیجا جائے۔ عزیز اس رائے کے مطابق فوجیں آراستہ کر کے جوہر کو افتگین کی روک تھام کرنے کے لئے روانہ کیا۔

محاصرہ دمشق: اس اثناء میں افتگین دمشق پہنچ گیا تھا۔ اسے اس کی خبر لگی تو اس نے اہل دمشق کو جمع کر کے کہا ''تم لوگ خوب جانتے ہو کہ میں نے تمہاری رضامندی سے تم پر حکومت کی ہے اور تمہاری خواہش پر اتنے بڑے ذمہ داری کے کام کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ اب چونکہ عزیز والی مصر و افریقہ کا مقابلہ ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے تم لوگ کسی مصیبت میں مبتلا ہو۔ اس وجہ سے میں تم لوگوں سے علیحدہ ہوا چاہتا ہوں''۔ اہل دمشق یہ سن کر متفق ہو کر بولے ''ہم لوگ آپ سے جدا نہ ہوں گے اور جان و مال کو آپ پر قربان کر دیں گے''۔ افتگین نے اس عہد و اقرار پر ان لوگوں سے قسم لی اور جوہر کا مقابلہ کرنے پر تل گیا۔ ماہ ذیقعدہ ۳۶۵ھ کو جوہر اپنی سپاہ کے ساتھ پہنچ گیا اور نہایت عزم و احتیاط کے ساتھ اس کا محاصرہ کیا۔ دو ماہ کامل محاصرہ کئے رہا۔ لڑائیاں ہوتی رہیں۔ فریقین کے ہزارہا آدمی مارے گئے۔ بالآخر افتگین نے طول محاصرہ سے گھبرا کر اعصم بادشاہ قرامطہ کو یہ واقعات لکھ بھیجے اور اس سے مدد طلب کی۔ چنانچہ بادشاہ قرامطہ اپنا لشکر مرتب کر کے احساء سے دمشق کی طرف روانہ ہوا۔ شام اور عرب کا جم غفیر اس کے پاس آ آ کر جمع ہو گیا جس کی تعداد پچاس ہزار کے قریب تھی۔

جوہر کاتب اور افتگین: جوہر نے یہ خبر پا کر دمشق کا محاصرہ اٹھا لیا اور اس خوف سے کہ مبادا دشمنوں کے درمیان نہ آ جاؤں چلتا پھرتا نظر آیا مگر افتگین اور بادشاہ قرامطہ نے نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے جوہر کو رملہ جا کر گھیر لیا اور ان کا پانی[1] بند کر دیا۔ جوہر رملہ چھوڑ کر عسقلان چلا گیا۔ افتگین اور بادشاہ قرامطہ نے عسقلان پر دھاوا کر دیا اور اس کا بھی محاصرہ کیا رسد و غلہ کی آمد بند ہو گئی۔ نہایت سختی سے بسر ہونے لگی۔ جوہر نے افتگین سے مصالحت اور سازش کی بابت خط و کتابت شروع کی اور بادشاہ قرامطہ اُسے اس سے روک رہا تھا آخر کار جوہر سے ملاقات کرنے کی درخواست افتگین نے منظور کر لی۔ دونوں ایک مقام معینہ پر ملے جوہر کہنے لگا یہ قتل و خونریزی تمہاری وجہ سے ہوئی ہے۔ میں تمہیں برابر مصالحت کا پیام دیتا رہا''۔ افتگین نے جواب دیا ''میں اس معاملہ میں معذور ہوں۔ یہ سارا سا خطہ پر داخطہ بادشاہ قرامطہ کا ہے''۔ اسی قسم کی دونوں میں تھوڑی دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ آخر میں یہ طے پایا کہ افتگین محاصرہ اٹھا لے اور جوہر اپنے آقائے نامدار عزیز سے اس حسن سلوک کا معاوضہ دلوائے اس امر کے طے ہونے پر جوہر نے ایفاء وعدہ کی قسم کھائی۔ افتگین اپنے لشکر گاہ میں آیا اور بادشاہ قرامطہ سے کل حالات بتلائے۔ بادشاہ قرامطہ نے افتگین کو اس پر نصیحت کی جوہر کی چالاکیاں اور مکاری بیان کرتے ہوئے کہا کہ محاصرہ اٹھا لینے کے بعد جوہر اپنے آقائے نامدار عزیز کے پاس جائے گا اور اس تیاری سے ہم لوگوں پر حملہ آور ہو گا جس کا جواب دینا ہمارے امکان سے باہر ہو گا۔ بہتر یہ ہے کہ تم اپنے قول و اقرار سے ہٹ جاؤ۔ افتگین نے بادشاہ قرامطہ کی

[1] شہر رملہ سے تین کوس کے فاصلہ نہر طوا حسین تھی۔ اسی سے شہر میں پانی جاتا تھا۔ افتگین اور بادشاہ قرامطہ نے اسی نہر پر اپنے مورچے قائم کئے تھے اور شہر میں پانی کا جانا بند کر دیا تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۳۶۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نصیحت پر توجہ نہ کی اور جوہر کو اس کے ہمراہیوں کے ساتھ مصر جانے کی اجازت دے دی۔

جوہر کی مصر کو روانگی: چنانچہ جوہر محاصرے سے نجات پا کر مصر کی جانب روانہ ہوا۔ عزیز کے دربار میں پہنچ کر تمام واقعات عرض کئے اور سمجھا بجھا کر ان لوگوں پر فوج کشی کرنے پر ابھار دیا۔ عزیز نے جوہر کے کہنے کے مطابق فوجیں آراستہ کر کے چڑھائی کر دی۔ مقدمۃ الجیش پر جوہر تھا افتگین اور بادشاہ قرامطہ یہ خبر پا کر رملہ چلے آئے تھے اور فراہمی لشکر کی فکر کرنے لگے۔ اس عرصہ میں عزیز نے محرم ۳۶۷ھ میں پہنچ کر رملہ کے باہر مورچے قائم کئے اور افتگین سے کہلا بھیجا کہ ''تم میری اطاعت قبول کر لو۔ میں تمہیں اپنے لشکر کا سردار مقرر کر دوں گا۔ جاگیریں دوں گا۔ جس ملک کو پسند کرو گے اس کی حکومت دوں گا اور ان امور کے طے کرنے کے لئے مجھ سے آ کر مل جاؤ''۔ افتگین صف لشکر سے نکل کر پیادہ پا دونوں لشکروں کے درمیان میں آ کر کھڑا ہوا اور عزیز کے قاصد سے کہا ''تم جا کر امیر المؤمنین سے بہ ادب تمام میرا یہ پیام کہہ دو کہ اگر چند ساعت پیشتر یہ پیام مجھے مل جاتا تو مجھے اس کی تعمیل میں عذر نہ تھا مگر اب یہ ناممکن ہے''۔

افتگین کی پسپائی: قاصد افتگین سے رخصت ہو کر عزیز کے لشکر کی جانب روانہ ہوا اور افتگین عزیز کے میسرہ پر حملہ کر دیا۔ اس حملہ میں عزیز کو شکست ہوئی ایک بڑا گروہ کام آیا۔ عزیز نے اس امر کا احساس کر کے اپنے میمنہ کو حملہ کرنے کا حکم دیا اور خود بھی حملہ آور ہوا۔ افتگین اور شاہ قرامطہ کو شکست ہوئی مغربی فوجوں نے تلواریں نیام سے کھینچ لیں۔ شکست خوردہ لشکر کی تقریباً بیس ہزار فوج کام آئی۔

افتگین کی اسیری و رہائی: کامیابی کے بعد عزیز اپنے خیمہ میں واپس آیا۔ فتح مند گروہ نے قیدیان جنگ کو پیش کرنا شروع کیا۔ جو شخص قیدی پیش کرتا اسے خلعت دیا جاتا تھا عزیز نے منادی کرا دی کہ جو شخص افتگین کو گرفتار کر کے لائے گا۔ اسے ایک لاکھ دینار دیئے جائیں گے۔ اتفاق سے مفرج بن غفل طائی سے اور افتگین سے ملاقات ہوئی۔ افتگین نے پیاس کی شکایت کی مفرج نے اسے پانی پلایا اور اپنے جائے قیام پر ٹھہرا کر عزیز کے پس گیا اور اسے افتگین کا پتہ بتلا کر ایک لاکھ دینار وصول کر لئے۔ افتگین عزیز کے روبرو پیش کیا گیا۔ چونکہ عزیز کو اس کے مارے جانے کا یقین کامل ہو چکا تھا۔ اس وجہ سے بے حد مسرت ہوئی کمال توقیر سے افتگین کے لئے خیمہ نصب کرایا جو کچھ مال و اسباب اس کا لوٹ لیا گیا تھا سب کا سب واپس کرا دیا اور مع اس کے مراجعت کر کے مصر آیا۔ اپنی خاص مصاحبت کا اعزاز عنایت کیا اور سیکرٹری کے عہدے سے ممتاز فرمایا۔

اعصم قرمطی: اس کے بعد ایک شخص کو اعصم قرمطی بادشاہ قرامطہ کو بھی واپس لانے کی غرض سے مامور کیا۔ چنانچہ اس شخص نے اعصم قرمطی سے طبریہ میں جا کر ملاقات کی اور اس سے عزیز کے پاس مصر چلنے کے لئے کہا اعصم نے مصر جانے سے انکار کر دیا۔ اس شخص نے عزیز کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔ عزیز نے بیس ہزار دینار اعصم کو بھیجے اور اسی قدر ہر سال دینے کا وعدہ کیا۔ مگر اعصم اس پر بھی مصر نہ گیا اور اسی وقت طبریہ سے احساء چلا آیا۔

افتگین کا خاتمہ: ان واقعات کے بعد افتگین کو وزیر یعقوب بن کلس نے اس وجہ سے کہ افتگین عزیز کے ناک کا بال بنا ہوا تھا۔ زہر دے دیا۔ عزیز کو اس کی خبر لگ گئی۔ گرفتار کرا کر چالیس روز تک قید میں رکھا اور پانچ لاکھ دینار جرمانہ لے کر رہا کر دیا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بدستور عہدۂ وزارت پر مامور کیا ماہ ذیقعدہ ۳۸۱ھ میں جوہر کاتب نے وفات پائی۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا حسن مقرر کیا گیا ''قائد القواد'' کا مبارک لقب مرحمت ہوا۔

قسام اور سلیمان بن جعفر کی جنگ: افتکین نے اپنے زمانہ حکومت میں قسام نامی ایک شخص کو دمشق میں اپنی قائم مقامی پر مامور کیا تھا۔ افتکین کے دمشق چھوڑنے کے بعد اس کا رعب داب بڑھ گیا۔ کچھ لوگ اس کے مطیع و تابع ہو گئے رفتہ رفتہ چند شہروں پر قابض ہو گیا۔ جب افتکین اور قرامطہ کو شکست ہوئی تو عزیز نے اپنے نامی سپہ سالار ابو محمد بن ابراہیم کو والی دمشق مقرر کر کے دمشق روانہ کیا۔ اس وقت دمشق اور اس کے قرب و جوار کے شہروں پر قسام قابض ہو رہا تھا اور عزیز کے نام کا خطبہ پڑھ رہا تھا۔ اس کی موجودگی میں ابو محمود کی کچھ پیش نہ کی گئی قسام بدستور کرسی حکومت پر متمکن رہا۔ اسی اثناء میں ابو تغلب بن حمدان والیٔ موصل عضدولہ سے شکست کھا کر دمشق کی طرف آیا قسام نے اُسے اس خیال سے کہ مبادا یہ خود بحکم عزیز یا دھینگا مشتی سے شہر پر قابض نہ ہو جائے۔ اسے دمشق میں داخل نہ ہونے دیا۔ اس باعث سے ابو تغلب اور قسام کے درمیان ناچاقی پیدا ہو گئی اور جدال و قتال تک نوبت پہنچ گئی بالآخر تغلب طبریہ چلا گیا۔ اس کے بعد عزیز کا لشکر سپہ سالار فضل کی سرکردگی میں دمشق پہنچا اور قسام پر دمشق میں محاصرہ کر لیا مگر اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ یہ لشکر بے نیل و مرام عزیز کے پاس چلا گیا۔ تب عزیز نے ۳۶۵ھ میں ایک دوسری فوج سلیمان بن جعفر بن فلاح کی ماتحتی میں دمشق روانہ کی۔ سلیمان نے دمشق کے باہر پڑاؤ کیا قسام نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کر دیا۔ انہوں نے لڑ کر سلیمان کو اس مقام سے جہاں اس نے پڑاؤ کیا تھا ہٹا دیا۔

مفرج بن جراح: انہیں دنوں مفرج بن جراح امیر بنی طے اور تمام عرب سرزمین فلسطین میں مقیم تھے ان کی جماعت اور شوکت و شان بڑھ گئی۔ قرب و جوار کے سرحدی شہروں کو قتل و غارت گری سے پامال کر رہے تھے۔ عزیز نے ایک لشکر ان کی سرکوبی کے لئے اپنے سپہ سالار بلتکین ترکی ماتحتی میں روانہ کیا۔ چنانچہ یہ لشکر کوچ و قیام کرتا ہوا رملہ کی جانب روانہ ہوا۔ قبیلہ قیس کا ایک کثیر گروہ اس کے لشکر میں آ ملا۔ اس کے بعد مفرج بن جراح اور بلتکین سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ بلتکین نے فوج کے چند دستوں کو پہلے سے کمیں گاہ میں بٹھا رکھا تھا۔ مفرج کو اس وجہ سے شکست ہوئی۔ یہ بھاگ کر انطاکیہ پہنچا والیٔ انطاکیہ نے اسے پناہ دے دی اس عرصہ میں بادشاہ روم نے قسطنطنیہ سے بلاد شامیہ کی جانب حملہ کیا۔ مفرج کو اس سے خطرہ پیدا ہو لکچور خادم سیف الدولہ والیٔ حمص کو اس واقعہ سے مطلع کر کے امداد طلب کی۔ لکچور نے مفرج کی خواہش منظور کر لی اور کما حقہ اس کی امداد کی۔

قسام اور بلتکین کی جنگ: اس کے بعد بلتکین نے دمشق کی جانب رخ کیا اور قسام سے یہ کہلا بھیجا کہ میں کسی غرض سے نہیں آیا۔ محض اصلاح حال شہر کی وجہ سے آیا ہوا ہوں قسام کے ساتھ جیش بن صمصامہ ہمشیرزادہ ابو محمود بھی دمشق ہی میں موجود تھا۔ ابو محمود کے بعد سند حکومت دمشق اسی کو مرحمت ہوئی۔ غرض قسام شہر دمشق سے نکل کر بلتکین کے پاس آیا۔ بلتکین نے اس کو ہمراہیوں کے ساتھ شہر کے باہر قیام کرنے کو کہا اس سے قسام کو خطرہ پیدا ہوا فوراً شہر کی جانب لوٹ کھڑا ہوا اور لڑائی کی تیاری کر دی۔ خم ٹھونک کر دونوں حریف میدان جنگ میں آ گئے۔ اتفاق یہ کہ اس معرکہ میں قسام کے ہمراہیوں کو شکست ہوئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلتکین نے اطراف شہر میں داخل ہو کر قتل و غارت گری کا بازار گرم کر دیا۔ مکانات میں آگ لگا دی اہل شہر نے گھبرا سے بلتکین سے امن کی درخواست کرنے کی رائے قائم کی اور اسی غرض سے اس کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔ بلتکین نے ان لوگوں کو حاضری کی اجازت دے دی۔ قسام کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی سنتے ہی بدحواس ہو گیا۔ مگر چارہ کار کچھ نہ تھا۔ اہل شہر نے بلتکین کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے لئے اور نیز قسام کے لئے امان حاصل کر لی۔ ہنگامہ کارزار ختم ہو گیا۔ خلائق اپنے اپنے مکانات میں آ آ کر آباد ہوئی۔

قسام کی اطاعت: بلتکین نے اپنی جانب سے خطلج نامی ایک امیر کو شہر کی حکومت پر مامور کیا۔ چنانچہ طفلج محرم ۳۷۲ھ میں امارت کا جھنڈا لئے ہوئے شہر میں داخل ہوا۔ اس کے دوسرے دن قسام کے خیال سے روپوش ہو گیا۔ بلتکین کے ہمراہیوں نے قسام اور ان کے مصاحبوں کے مکانات لوٹ لئے قسام نے یہ خیال کر کے کہ اب جاں بری دشوار ہے اپنے کو بلتکین کے دربار میں حاضر کر دیا اور معذرت کی۔ بلتکین نے اس کی معذرت قبول کر لی اور اسے بعزت و احترام مصر روانہ کر دیا۔ عزیز نے اپنی بے نظیر فیاضی اور رحم دلی سے اسے بھی امان عنایت کی۔

بکجور کا امارت دمشق پر تقرر: بکجور جو کہ سیف الدولہ کا خادم اور اس کی جانب سے حمص کا گورنر تھا ان دنوں جبکہ دمشق عزیز اور قسام کی فوجوں کا میدان کارزار بنا ہوا تھا۔ حمص سے عزیز کے لشکر کو رسد و غلہ بھیج رہا تھا اور اپنی اس حسن خدمت کی اطلاع عزیز کو دیتا جاتا تھا۔ ان واقعات کے بعد ۳۷۳ھ میں ابوالمعالی اور بکجور میں چل گئی۔ بکجور نے عزیز سے اس کی شکایت کی۔ عزیز ابوالمعالی کی گوشمالی کی اور اسے حکومت دمشق دینے کا وعدہ کیا۔ اسی اثناء میں اتفاق یہ پیش آیا کہ مغربیوں نے مصر میں وزیر السلطنت ابن کلس کے خلاف بغاوت کر دی اور اس کے قتل پر تل گئے۔ اس ہنگامہ کو فرو کرنے کی غرض سے عزیز نے بلتکین کو دمشق سے طلب فرما لیا اور اس کے بجائے بکجور کو دمشق کی زمام حکومت سپرد کی۔

بکجور کی معزولی: ماہ رجب ۳۷۳ھ میں بکجور علم حکومت لئے ہوئے دمشق میں داخل ہوا چونکہ اسے کسی ذریعہ سے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ ابن کلس وزیر السلطنت عزیز کو منع کر رہا تھا کہ بکجور کو حکومت دمشق نہ دی جائے۔ اس عداوت و کینہ سے بکجور نے دمشق میں داخل ہوتے ہی ابن کلس کے آوردوں اور اس کے ہواخواہوں کو پامال کرنا شروع کیا۔ تھوڑے دنوں بعد رعایائے دمشق کو بھی ایذائیں پہنچانے لگا۔ ابن کلس کو اس کی خبر لگ گئی۔ موقع پا کر عزیز سے اس کی شکایت جڑ دی کہ بکجور والیٔ دمشق بڑا متمرد و سرکش ہو گیا ہے۔ ظلم و جفا کاری اس کا شیوہ ہو رہا ہے اگر معزول نہ کیا جائے گا تو صوبہ دمشق ویران ہو جائے گا۔ پس عزیز نے ۳۷۸ھ میں ایک لشکر عظیم منیر خادم کی ماتحتی میں بکجور کو ہوش میں لانے کی غرض سے روانہ کیا۔ روانگی کے بعد نزال والیٔ طرابلس کو اس کی امداد کرنے کو لکھا بکجور نے بھی اس واقعہ سے مطلع ہو کر گرد و نواح کے عرب کو جمع کر لیا اور آلات حرب سے ان کو مسلح کر کے خم ٹھونک کر میدان جنگ میں آ گیا۔ مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا ادھر بکجور کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا نزال نہ آ جائے اہل دمشق کے لئے امان حاصل کر کے رقہ چلا گیا اور اس پر قابض ہو گیا۔

بکجور اور سعد الدولہ کی جنگ: ادھر منیر نے بھی دمشق میں داخل ہو کر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر لیا۔ استقلال و استحکام سے حکمرانی کرنے لگا۔ اس واقعہ کے بعد بکجور نے دمشق سے رقہ پہنچ کر سعد الدولہ والیٔ حلب سے حمص کی حکومت کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درخواست کی سعد الدولہ نے کسی مصلحت سے اسے منظور نہ کیا۔ اس بنا پر بکجور نے عزیز سے سعد الدولہ پر فوج کشی کرنے کی اجازت طلب۔ عزیز نے بکجور کی درخواست منظور فرما کر فوجیں عنایت کیں اور نزال والیٔ طرابلس کو اس کی کمک اور امداد کرنے کو لکھ بھیجا۔ چنانچہ بکجور نے فوجوں کو مرتب کر کے سعد الدولہ پر چڑھائی کر دی۔ سعد الدولہ نے بھی مدافعت و مقابلے کی غرض سے فوجیں فراہم کر لیں اور حلب سے نکل کر میدان جنگ میں آ گیا۔ نزال نے اپنے دل میں یہ ٹھان لی تھی کہ جس طرح سے ممکن ہو جنگ کے وقت بکجور کو دغا دی جائے۔ اسے اس امر پر عیسیٰ بن نسطورس وزیر السلطنت نے ابھارا تھا جو ابن کلس کے بعد قلمدان وزارت کا مالک ہوا تھا۔

بکجور کا خاتمہ: انہی دنوں عامل انطاکیہ نے بادشاہ روم سے امداد کی درخواست کی تھی اور اس نے ایک کثیر التعداد فوج اس کی کمک پر بھیج دی تھی۔ الغرض نزال نے اپنے منصوبہ کے مطابق ان عزلوں سے جو بکجور کے رکاب میں تھے۔ معرکۂ جنگ کے وقت بھاگ جانے کی بابت سازش کر لی اور ان سے اس معاملہ کے انجام پا جانے پر بڑے بڑے وعدے کئے۔ پس جس وقت دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ ہوئی بکجور کو کسی ذریعہ سے اس سازش کی خبر لگ گئی۔ مرنے پر کمربستہ ہو کر بقصد سیف الدولہ حملہ آور ہوا اور لولوٗ کبیر (سیف الدولہ کا خادم) ایک ہی وار سے کام تمام کر دیا۔ سیف الدولہ نے لولوء کبیر کو خاک و خون میں تڑپتا ہوا دیکھ کر بکجور پر حملہ کیا۔ بکجور شکست کھا کر بعض قبائل عرب میں جا چھپا اور دو چار روز بعد اپنی حالت درست کر کے سیف الدولہ پر پھر حملہ آور ہوا۔ مگر پہلے ہی حملہ میں خود بکجور کے میدان جنگ سے پاؤں اکھڑ گئے اور اثناء دار و گیر میں مارا گیا۔ سعد الدولہ نے اس کا مال و اسباب ضبط کر کے رقہ کی جانب کوچ کیا اور اس پر قابض و متصرف ہو گیا۔ بکجور کے لڑکوں نے عزیز کو اپنے باپ کے مارے جانے کا واقعہ لکھ بھیجا اور اس سے سعد الدولہ سے سفارش کرنے کی بابت تحریک کی۔

محاصرہ حلب: چنانچہ عزیز نے سعد الدولہ کے پاس بکجور کے لڑکوں کی سفارش کا خط ایک قاصد کے ذریعہ روانہ کیا اور یہ بھی تحریر کیا کہ بکجور کے لڑکوں کو میرے پاس بھیجو اور اس حکم کی تعمیل نہ کرنے کی صورت میں دھمکی بھی دی تھی۔ سعد الدولہ نے ایک بھی نہ سنی۔ عزیز کی سفارت کو نہایت بُری طور سے واپس کیا۔ عزیز نے طیش میں آ کر ایک جرار لشکر منجوتکین کی ماتحتی میں حلب کے محاصرے کے لئے روانہ کیا۔ منجوتکین نے حلب پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ ان دنوں حلب میں ابوالفضائل ابن سعد الدولہ اور لولوٗ صغیر خادم سیف الدولہ تھا۔ ان دونوں نے سیل بادشاہ روم کی خدمت میں امداد کی غرض سے سفارت بھیجی۔ اگرچہ اس وقت یہ جنگ بلغار میں موجود تھا۔ مگر پھر بھی ابوالفضائل کی سفارت پہنچنے پر والیٔ انطاکیہ کو حلب کے محصوروں کی امداد کرنے کے لئے لکھ بھیجا۔ والیٔ انطاکیہ اس حکم کے مطابق پچاس ہزار فوج لے کر حلب کے بچانے کے لئے روانہ ہوا رفتہ رفتہ جس عاصی پہنچا۔ منجوتکین کو اس کی خبر لگ گئی۔ حلب سے محاصرہ اٹھا کر کوچ کر دیا۔ اثناء راہ میں اس سے اور رومیوں سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ منجوتکین نے انہیں شکست دے دی اور قتل و قید کر کے انطاکیہ کی طرف بڑھا اطراف انطاکیہ میں ہنگامہ نمونہ قیامت برپا ہو گیا۔

ابوالحسن مغربی کی معزولی: منجوتکین کی اس غیر حاضری کے دوران ابوالفضائل حلب کے اطراف میں غلہ کی فراہمی کی غرض سے نکلا۔ جس سے بے حد گرانی پیدا ہو گئی جس قدر غلہ فراہم کر سکا فراہم کر لیا۔ باقی جو رہ گیا۔ اس میں آگ لگا دی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب منجوتکین حصار حلب کے لئے پھر واپس آیا اور سر کرنے کی غرض سے فوجوں کو حلب کے اردگرد پھیلا دیا۔ لولوء صغیر نے ابوالحسن مغربی کی خدمت میں پیام مصالحت بھیجا۔ شرائط صلح طے ہو جانے پر باہم صلح ہو گئی۔ منجوتکین نے دمشق کی جانب مراجعت کی۔ عزیز کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی جس سے وہ سخت برہم ہوا اسی وقت منجوتکین کو حلب کے محاصرے پر واپس جانے اور وزیر (ابوالحسن) مغربی کے معزول کرنے کے لئے لکھ بھیجا۔ براہ دریا غلہ کی رسد بھی روانہ کیا چنانچہ منجوتکین نے پھر حلب کا محاصرہ کر لیا۔ اہل حلب نے بادشاہ روم کے پاس امداد و اعانت کی غرض سے سفارت بھیجی اور اسے اس سلوک کا معاوضہ دینے کا بھی وعدہ کیا۔

حمص و شیرز کا تاراج: رومی بادشاہ نہایت عجلت سے فوجیں آراستہ کر کے حلب کی جانب روانہ ہوا۔ لولوء صغیر نے اس خیال سے کہ مسلمان اور اسلام کو اس سے سخت صدمہ اور نقصان پہنچے گا منجوتکین کو بادشاہ روم کے آنے سے مطلع کر دیا۔ اس کے علاوہ جاسوسوں نے بھی یہ خبر منجوتکین تک پہنچائی۔ منجوتکین نے مصلحتاً محاصرہ اٹھا لیا۔ متعدد بازار، محل سرائیں اور حمام اثناء محاصرے میں ویران و برباد ہو گئے۔ اس کے بعد بادشاہ روم حلب پر پہنچا۔ ابوالفضائل اور لولوء صغیر ملنے کے لئے آئے۔ دو چار روز قیام کر کے ملک شام کی جانب کوچ کیا، حمص اور شیرز کو فتح کر کے تاخت و تاراج کیا۔ چالیس روز تک طرابلس کا محاصرہ کئے رہا۔ مگر کامیابی کی صورت نظر نہ آئی۔ مجبور ہو کر اپنے ملک کو واپس گیا۔ ان واقعات کی خبر عزیز تک پہنچی۔ یہ چیز اس پر بے حد شاق گزری۔ جہاد کا اعلان کر کے ۳۸۱ھ میں قاہرہ سے نکلا۔ اتنے میں منیر نے دمشق میں عزیز کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ منجوتکین نے اس سے مطلع ہو کر اس ہنگامہ کو فرو کرنے کے لئے دمشق کی جانب قدم بڑھایا۔

یعقوب بن کلس: معز الدین اللہ علوی والیٔ افریقہ و مصر کا وزیر السلطنت یعقوب بن کلس تھا۔ اصلاً یہ یہودی تھا اور ایمان لے آیا تھا۔ اخشید یہ کے دور حکومت میں مصر کے انتظامی امور کا ایک یہ بھی منتظم تھا۔ ابوالفضائل بن فرات نے اسے ۳۵۷ھ میں معزول کر دیا اور کچھ جرمانہ بھی کیا۔ یعقوب اسے ادا نہ کر سکا۔ روپوش ہو گیا۔ چند روز بعد مصر سے مغرب بھاگ گیا اور معز الدین اللہ کے دربار میں پہنچ کر رسوخ حاصل کیا اور اس کے ساتھ ساتھ مصر آیا رفتہ رفتہ قلمدان وزارت کا مالک بن گیا۔ دربار معزیہ میں اس کی بڑی عزت و توقیر تھی۔ معز الدین اللہ کے بعد عزیز بن معز الدین اللہ تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ اس نے بھی یعقوب کو بدستور عہدۂ وزارت پر قائم و بحال رکھا۔ یہاں تک کہ ۳۸۰ھ میں یعقوب نے وفات پائی۔ عزیز نے نماز جنازہ پڑھائی تجہیز و تکفین میں شریک ہوا۔ اس کی طرف سے اس کا دین (قرضہ) ادا کیا اور اس کی مفوضہ خدمات کو اس طرح تقسیم کیا کہ عدالتی و انتظامی خدمت حسن غازار سردار کتامہ کو مرحمت ہوئی اور مال خدمت عیسیٰ بن نسطورس کو سپرد کی گئی۔ اسی وقت سے دولت عباسیہ کی وزارت بر برابل قلم کے قبضہ میں رہی اور یہ لوگ بڑے ذی رتبہ اور عظیم الشان تھے۔

بارزی: ان وزراء میں سے ایک بازاری بھی تھا۔ یہ وزیر ہونے کے علاوہ قاضی القضاۃ اور داعی الدعاب بھی تھا۔ اس سے یہ درخواست کی گئی تھی کہ اس کا نام سکہ پر مسکوک کیا جائے۔ اس نے اسے نامنظور کیا اور اس خیال سے کہ میں مجبور نہ کیا جاؤں۔ غریب الوطنی اختیار کر لی۔ مقام تینس میں کسی نے مار ڈالا۔

ابوسعید نسری: ابوسعید نسری بھی دولت علویہ کا ایک نامور وزیر تھا۔ یہ پہلے یہودی تھا۔ مگر عہدہ وزارت ملنے سے مسلمان

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گیا تھا۔

جرجانی: جرجانی بھی اسی سلسلہ کا ایک جلیل القدر شخص تھا۔ اسے کسی امر کی بابت لکھنے کو منع کیا گیا تھا۔ اس نے اس کی تعمیل نہ کی اس پر حاکم نے اس کے ہاتھ کاٹنے کی قسم کھالی اور معزول کر دیا۔ پھر اس کے تیسرے روز عہدۂ وزارت پر پھر بحال کر دیا اور خلعت خوشنودی سے سرفراز و ممتاز ہوا۔ ابن ابی کدینہ نے تیرہ مہینے وزارت کی۔ اس کے بعد معزول کر کے قتل کر دیا گیا۔ ابوالطاہر بن بادشاہ وزیر السلطنت دین دار آدمیوں میں سے تھا۔ اس نے وزارت سے استعفا دے کر جامع مصر میں گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔ ایک روز رات کے وقت چھت پر سے گر کر مر گیا۔

ابوالقاسم: وزیر السلطنت ابوالقاسم بن مغربی آخری وزیر تھا۔ اس کے بعد بدر جمالی زمانہ حکومت خلیفہ مستنصر میں سیف الدولہ کے قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔ اس کے دور حکومت میں بدر نے بہت بڑے زور و شور سے وزارت کی اور اس کے بعد بھی یہ اُسی حالت پر رہا جیسا کہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائے گا۔

عدلیہ

نعمان بن محمد و ابوعبداللہ محمد: نعمان بن محمد بن منصور بن احمد بن جیون زمانہ حکومت معز الدین اللہ علوی میں قیروان کا قاضی تھا۔ جب معز مصر آیا تو نعمان بھی اس کے رکاب میں تھا۔ مصر پہنچ کر معز الدین اللہ نے نعمان کو عہدہ قضا مرحمت کیا۔ یہاں تک کہ اس نے اسی عہدے پر وفات پائی۔ اس کے بجائے اس کا بیٹا علی مامور ہوا ۳۷۴ھ میں یہ بھی مر گیا۔ تو عزیز نے اس کے بھائی ابوعبداللہ محمد کو عہدہ قضا پر مامور کیا۔ خلعت دے کر اپنے ہاتھ سے اس کے گلے میں تلوار حمائل کی۔ معز نے اپنے باپ سے اسی محمد کو مصر میں عہد قضاء دینے کا وعدہ کیا تھا۔ ۳۸۹ھ میں عہد خلافت حاکم میں اس نے بھی وفات پائی۔ یہ شخص بہت بڑا جلیل القدر، کثیر الاحسان اور عدالت و افتاء میں بے حد محتاط تھا۔ اس کا زمانہ قضاء خلائق کے لئے رحمت الٰہی کا ایک نمونہ تھا۔ اس کے بعد اس کا چچا زاد بھائی ابوعبداللہ حسین علی بن نعمان عہد خلافت حاکم میں عہد قضا سے سرفراز کیا گیا۔ چند روز بعد ۳۹۴ھ میں معزول کر دیا گیا اور قتل کرا کر جلا دیا گیا۔

ملک بن سعید القارقی: اس کے بعد ملکہ بن سعید القارقی مامور ہوا۔ یہاں تک کہ ۴۰۵ھ اطراف قصور میں حاکم نے اسے سزائے موت دی۔ خلیفہ حاکم کی آنکھوں میں اس کی بہت بڑی عزت تھی۔ امور سلطنت میں اسے کامل دخل تھا اور خلوت و جلوت میں یہ خلیفہ حاکم کا ہمراز و مصاحب تھا۔

احمد بن محمد بن عبداللہ: ملک کے مارے جانے پر احمد بن محمد بن عبداللہ بن ابی العوام عہدہ قضا سے سرفراز کیا گیا۔ یہی شخص دولت علویہ کے آخری دور تک عہدہ قضا پر رہا۔ قاضی کے متعلق دادرسی اور دعوت کی خدمت سپرد رہا کرتی تھی اور گاہے گاہے داعی الدعاۃ کا عہدہ قاضی سے لے لیا جاتا تھا اور اس خدمت پر ایک دوسرا شخص مامور ہوا کرتا۔ قاضی ان عہدہ داران حکومت میں سے تھا۔ جو جمعہ اور عیدوں میں خلیفہ کے ساتھ خطبہ دینے کے وقت منبر پر چڑھا کرتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۱۰

ابوعلی الحسین الحاکم بامر اللہ ۳۸۶ھ تا ۴۱۱ھ

و ابومعد علی الظاہر لاعزاز دین اللہ ۴۱۱ھ تا ۴۲۷ھ

تخت نشینی: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ عزیز نے ۳۸۱ھ میں جہاد کا اعلان کیا تھا اور رومیوں پر جہاد کرنے کی غرض سے فوجیں آراستہ کر کے کوچ و قیام کرتا ہوا بلبیس پہنچا۔ بلبیس میں پہنچ کر ایسے چند امراض میں مبتلا ہوا کہ انہی کے صدمہ سے آخری رمضان ۳۸۶ھ میں اپنی حکومت و خلافت کے ساڑھے گیارہ سال پورے کر کے مر گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا ابوعلی[1] منصور تخت خلافت پر متمکن ہوا "الحاکم بامر اللہ" کا خطاب اختیار کیا۔

ابومحمد حسن اور ارجوان کے مابین کشیدگی: اس کے عہد حکومت میں بھی ارجوان خادم امور سلطنت کا منتظم اور اس پر قابض و متصرف تھا۔ جس طرح کہ اس کے باپ عزیز کے عہد حکومت میں تھا اور ابومحمد حسن بن عمار ہر کام میں ارجوان کا شریک تھا۔ ارجوان محل سرائے شاہی میں حاکم کے ساتھ رہتا تھا اور ابومحمد حسن اُمور سلطنت کی نگرانی کر رہا تھا۔ اس نے آہستہ آہستہ کل انتظام اور مالی صیغوں پر قبضہ کر لیا۔ "امین الدولہ" کے لقب سے اپنے کو ملقب کیا۔ کتامہ کی بن آئی۔ رعایا کے مال عزت کو اپنی خواہشات نفسانی کا شکار بنانے لگے۔ منجوتکین کو یہ امر اور نیز ابومحمد کا ہر کام میں پیش پیش ہونا ناگوار گزرا۔ ارجوان کو لکھ بھیجا کہ اگر تم میری موافقت کرو تو میں علم حکومت کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کر دوں۔ ارجوان کا دل ابومحمد سے پہلے ہی پک چکا تھا۔ منجوتکین سے سازش کر لی۔

منجوتکین کی بغاوت: چنانچہ منجوتکین نے خودسری کا اظہار کر کے دمشق سے ایک فوج مصر کو روانہ کی جس کا سردار سلیمان بن جعفر بن فلاح تھا۔ ابومحمد کو اس کی اطلاع ہوئی تو اُس نے بھی مصری لشکر کو اس طوفان کی روک تھام کے لئے روانہ کیا۔ مقام عقلان میں دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ ایک سخت و خونریز جنگ کے بعد منجوتکین کو شکست ہوئی۔ اس کے دو ہزار آدمی کام آئے اور خود بھی دار و گیر میں گرفتار کر لیا گیا اور پابہ زنجیر مصر بھیج دیا گیا۔

---

[1] ابوعلی منصور کی عمر تخت نشینی کے وقت گیارہ سال کی تھی۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۸۳ مطبوعہ لندن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوتمیم سلیمان بن فلاح: ابومحمد نے مصلحتاً مشرقی فوجوں کو ملانے کی غرض سے منجوتکین کو رہا کر دیا اور اپنی طرف سے ملک شام پر ابوتمیم سلیمان بن فلاح کتامی کو مامور کیا۔ اس نے طبریہ پہنچ کر اپنے بھائی علی کو سند حکومت عطا کر کے دمشق بھیجا۔ اہل دمشق نے علی کی سرداری کو تسلیم نہ کی لڑنے پر آمادہ ہو گئے۔ ابوتمیم نے اہل دمشق کے پاس اپنی سفارت بھیجی اور انہیں سرکشی اور مخالفت کے عواقب و امور سے ڈراتے ہوئے اپنے جاہ و جلال کی دھمکی بھی دی۔ اہل دمشق نے ڈر کر اطاعت قبول کر لی اور علی کی سرداری و حکومت تسلیم کر کے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے۔ علی نے شہر میں داخل ہوتے ہی اندھیر گردی مچا دی۔ خونریزی اور غارت گری کا بازار گرم کر دیا۔ کسی کو قید کیا کسی کو قتل کیا۔ ابوتمیم کو اس کی خبر لگی فوراً دمشق آ پہنچا اور اہل دمشق کو علی کے پنجہ تغلب سے نجات دے کر علی کو دمشق سے طرابلس کی حکومت پر تبدیل کر دیا اور طرابلس کے سابق حکمران جیش بن صمصامہ کو معزول کر دیا۔

ابومحمد حسن کے خلاف سازش: جیش نے معزولی کے بعد مصر کا راستہ لیا۔ تھوڑے دنوں کے سفر کے بعد مصر میں داخل ہوا اور ارجوان کے پاس آمد و رفت شروع کی۔ جیش اور ارجوان نے متفق ہو کر یہ رائے قائم کی کہ ابومحمد اور کل سرداران کتامہ کو جو اس کے مصاحب و مشیر ہیں جس طرح سے ممکن ہو مملکت مصر سے نکال دینا چاہا۔ اس سازش میں عضد الدولہ کا خادم شکر بھی شریک تھا۔ شکر عضد الدولہ کا خاص تھا۔ عضد الدولہ کی وفات و شرف الدولہ برادر عضد الدولہ کے ادبار کے بعد مصر چلا آیا تھا اور عزیز کے دربار میں خادم پہنچ کر ایک قسم کا رسوخ پیدا کر لیا تھا۔ اسی تعلق سے یہ ارجوان اور جیش کے ساتھ رہا کرتا تھا۔

ابومحمد کی روپوشی: اتفاق سے ابومحمد کو اس سازش کی اطلاع ہو گئی۔ اس نے بھی ارجوان وغیرہ اپنے مخالفین کو زیر کرنے کی تدبیریں شروع کر دیں۔ جاسوسوں نے ارجوان تک یہ خبر پہنچا دی پھر کیا تھا دونوں فریقوں میں فتنہ و فساد کی آگ مشتعل ہو گئی۔ مشرقی اور مغربی فوجوں نے تلواریں نیام سے کھینچ لیں۔ کشت و خوں شروع ہو گیا۔ اس معرکہ میں مغربیوں کو شکست ہوئی۔ ابومحمد بخوف جاں روپوش ہو گیا۔ ارجوان نے حاکم کی خدمت میں حاضر ہو کر کل واقعات عرض کئے اور اسے تخت خلافت پر جلوہ افروز کر کے اس کی خلافت و حکومت کی دوبارہ بیعت لی۔

ابوتمیم اور کتامہ کی بربادی: تجدید بیعت کے بعد ارجوان نے سپہ سالاران دمشق کو ابوتمیم کی گرفتاری کی بابت ایک خفیہ تحریر بھیج دی کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی سپہ سالاران دمشق اور اہل شہر نے دفعتہً یورش کر کے ابوتمیم کے گھر بار اور خزانہ کو لوٹ لیا۔ کتامہ کی خونریزی شروع ہو گئی۔ فتنہ و فساد کا دروازہ کھل گیا۔ ایک مدت تک دمشق میں اس فساد کی آگ مشتعل رہی عوام الناس اور بازاری لوگ امور سلطنت پر قابض ہو گئے۔ اس کے بعد ارجوان نے ابومحمد کی تقصیر معاف کر دی۔ دربار شاہی میں حاضر ہونے کی اجازت دی اور اس کی تنخواہ مقرر کر کے بدستور قدیم مکان میں قیام کرنے کا حکم دیا۔

معرکۂ صور: انہی واقعات کے اثناء میں اہل شام میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ اہل صور باغی ہو گئے۔ ایک ملاح قلاقہ نامی کو اپنا امیر بنا لیا۔ مفرج بن عقیل بن جراح نے بھی علم خلافت کی اطاعت سے روگردانی کر کے خودسری اختیار کر لی۔ رملہ پہنچ کر قتل و غارت شروع کر دی۔ دقش بادشاہ روم بھی جو ایسے مواقع کا منتظر اور حکومت اسلامیہ کا قدیمی دشمن تھا۔ قلعہ اقامیہ پر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چڑھ آیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ ارجوان نے ان واقعات سے مطلع ہو کر ایک بڑی فوج کو جیش بن صمصامہ کی سرکردگی میں رملہ کی جانب روانہ کیا اور دوسری فوج کو ابوعبداللہ حسین بن ناصر الدولہ بن حمدون کی ماتحتی میں صور کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ابوعبداللہ نے صور کے قریب پہنچ کر بری اور بحری لڑائی شروع کر دی۔ قلاقہ نے بادشاہ روم سے امداد طلب کی بادشاہ روم نے ایک بیڑہ جنگی کشتیوں کا قلاقہ کی کمک پر بھیج دیا۔ بہت بڑی خونریزی کے بعد اسلامی بیڑہ کو فتح نصیب ہوئی۔ رومی شکست کھا کر بھاگے۔ اہل صوبہ نے مجبوری اطاعت قبول کر لی۔ ابوعبداللہ نے صور پر قبضہ کر کے قلاقہ کو گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر ایک فوجی دستہ کی حراست میں مصر روانہ کر دیا۔ مصر پہنچنے کے بعد قلاقہ کی کھال کھینچ لی گئی اور صلیب پر چڑھا دیا گیا۔

دوقش کا قتل: جیش بن صمصامہ مفرج بن دغفل کی سرکوبی کو رملہ بھیجا گیا تھا۔ مفرج یہ خبر پا کر جیش کے مقابلہ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ جیش کوچ و قیام کرتا ہوا دمشق پہنچا۔ اہل دمشق ملنے کو آئے جیش بعزت و احترام ان لوگوں سے ملا۔ ان کے ساتھ احسانات کئے۔ ان کی تکالیف رفع کیں اور پھر وہاں سے اقامیہ کی جانب کوچ کیا۔ جہاں پر کہ دوقش بادشاہ روم اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کئے ہوئے تھا اور بلاد اسلامیہ کو پامال کر رہا تھا۔ اقامیہ پر عساکر اسلامیہ اور رومی لشکر سے صف آرائی ہوئی اولاً جیش اور اس کے ہمراہی شکست کھا کر بھاگے۔ صرف بشارت اخشیدی بن فرارہ پندرہ سو سواروں کے ساتھ میدان جنگ میں ٹھہرا ہوا لڑتا رہا اور دوقش بادشاہ روم اپنے جھنڈے کے نیچے اپنے لڑکوں اور چند غلاموں کے ساتھ کھڑا ہوا رومیوں کی قتل و غارت گری اور مسلمانوں کی پامالی دیکھ رہا تھا۔ اخشیدی کے ہمراہیوں میں سے ایک کردی لوہے کا لٹھ موسوم بہ خشت لئے ہوئے دوقش کی جانب چلا۔ دوقش نے یہ خیال کر کے شاید یہ امان حاصل کرنے کی غرض سے آ رہا ہے اپنی حفاظت نہ کی۔ کردی نے قریب پہنچ کر دوقش پر حملہ کر دیا اور پہلے ہی حملہ میں اسے مار ڈالا۔ دوقش کے مارے جانے سے رومی لشکر بھاگ کھڑا ہوا اور جیش کی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ گئی تھی پھر لوٹ پڑی انطاکیہ تک قتل و قید کرتی اور ان کے مال و اسباب کو لوٹتی ہوئی چلی گئی۔

باغیان دمشق کا انجام: اس فتحیابی کے بعد جیش نے دمشق کے باہر ایک میدان میں قیام کیا اور کسی مصلحت سے دمشق نہ گیا۔ نوجوانان دمشق کے سرداروں کو جو ہنگامہ کے بانی مبانی ہوئے تھے۔ طلب کر کے اپنی مصاحبت کا اعزاز عنایت کیا اور انہی میں سے ایک گروہ کو اپنا حاجب بھی بنایا روزانہ ان لوگوں کے لئے نفیس نفیس کھانے پکواتا اور کمال دریا دلی سے ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ہوتے کھلواتا تھا اسی طریقہ سے ایک زمانہ گزر گیا۔ چند روز بعد جب یہ لوگ کھانے کے کمرے میں گئے۔ تو اپنے غلاموں کو اشارہ کر دیا انہوں نے دروازے بند کر کے تلواریں نیام سے کھینچ لیں اور ان لوگوں کے جان و تن کا فیصلہ کرنے لگے۔ تقریباً تین ہزار آدمی مارے گئے۔ ان لوگوں کے مارے جانے سے جیش کے قلب کو اطمینان حاصل ہوا۔ اپنی فوج کے ساتھ دمشق گیا اور اس کا چکر لگا کر شرفاء و رؤساء شہر کو دربار میں حاضر ہونے کی اجازت دی۔ جب وہ لوگ دربار میں آ گئے تو ان لوگوں کے روبرو نوجوانان دمشق کے سرداروں کو قتل کروایا اور انہی شرفاء و رؤساء کو بطور وفد مصر کی طرف روانہ کیا۔ اس سے فتنہ و فساد کی آگ جو بڑی مدت سے مشتعل ہو رہی تھی ختم ہو گئی۔ لوگ امن و امان سے اپنے اپنے مکانوں میں رہنے لگے۔ ان واقعات کے چند دن بعد جیش نے بعارضہ بواسیر وفات پائی۔ اس کے بجائے اس کا بیٹا محمود بن جیش دمشق کا حکمران ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارجوان کا خاتمہ: جیش کی وفات سے ارجوان کے بازو کمزور پڑ گئے۔ سیل بادشاہ روم سے نامہ و پیام کر کے دس برس کے لئے مصالحت کر لی اور ایک فوج برقہ اور طرابلس غرب کو فتح کرنے کے لئے روانہ کی۔ چنانچہ اس فوج نے ان دونوں مقامات کو بزور تیغ فتح کر لیا اور ارجوان نے ان کی حکومت پر یانس صقلی کو متعین کیا۔ چونکہ ارجوان کو حاکم والیٔ مصر کے مزاج میں زیادہ دخل پیدا ہو گیا تھا۔ سیاہ وسفید جو چاہتا تھا کر گزرتا تھا اور یہ امر اب حاکم کو ناپسند معلوم ہونے لگا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۳۸۹ھ میں حاکم نے ایک بے جا الزام لگا کر ارجوان کو سزائے موت دے دی۔

حسان بن مفرج کی بغاوت: ارجوان ایک خواجہ سرا تھا اور پیدائشی مخنث تھا۔ اس کا وزیر فہد بن ابراہیم نصرانی تھا۔ حاکم نے بعد قتل ارجوان، فہد کو اپنے قلمدان وزارت کا مالک بنایا۔ کچھ روز بعد حسین بن عمار کو اس کے بعد حسین بن جوہر سپہ سالار افواج کو بھی قتل کر ڈالا پھر یہ خبر پا کر کہ حسان بن مفرج طائی اطراف حلب میں لوٹ مار رہا تھا۔ چند فوجیں ارخگین کی ماتحتی میں حلب کی طرف روانہ کیں۔ جس وقت یہ فوجیں غزہ سے عسقلان کی جانب بڑھیں حسان اور اس کے باپ مفرج نے دفعتہً ان پر حملہ کر دیا۔ ارخگین اور اس کے رکاب کی فوج کو شکست ہوئی۔ ارخگین کے ہمراہیوں میں سے کثیر التعداد آدمی کام آئے۔ حسان نے عسقلان کے قرب و جوار کو تاخت و تاراج کیا۔ رملہ پر قابض ہو گیا اور فوجی قوت بھی بڑھا لی اور ابوالفتوح حسن بن جعفر (علوی حسنی) امیر مکہ معظمہ سے طلب کر کے خلافت و امارت کی بیعت کر لی۔ ''امیر المؤمنین'' کے لقب سے مخاطب کرنے لگا۔ پھر حاکم نے حسان اور مفرج کو بہ حکمت عملی نامہ و پیام بھیج کر اپنے ساتھ ملا لیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے ابوالفتوح کو مکہ معظمہ واپس کر دیا اور بدستور قدیم حاکم کی اطاعت قبول کر لی۔ ابوالفتوح نے بھی مکہ معظمہ پہنچ کر حاکم کے نام کا خطبہ پڑھا اور اس کے علم و حکومت کا مطیع ہو گیا۔

علی بن جعفر اور حسان کی جنگ: حاکم نے ان لوگوں کی متحدہ قوت کو توڑنے کے بعد اپنی فوجوں کو علی بن جعفر بن فلاح کی سرکردگی میں شام کی جانب روانہ کیا۔ علی نے سب سے پہلے رملہ پر چڑھائی کی۔ حسان بن مفرج مقابلہ نہ کر سکا۔ شکست کھا کر بھاگا۔ علی نے ان شہروں پر قبضہ کر کے اس کے مال و اسباب کو لوٹ لیا اور ان تمام قلعوں پر جو جبل شرات میں حسین کے قبضہ میں تھے قبضہ کر لیا ماہ شوال ۳۹۰ھ میں قرب و جوار کے شہروں کو فتح کرتا ہوا دمشق پہنچا اور اس پر بھی کامیابی کے ساتھ قابض و متصرف ہو گیا۔ مفرج اور اس کا بیٹا حسان تقریباً دو سال تک بہ حالت فقر و فاقہ اِدھر اُدھر مارے مارے پھرتے رہے حتیٰ کہ مفرج نے اسی حالت میں انتقال کیا۔ حسان کی رہی سہی طاقت بھی جاتی رہی۔ گھبرا کر حاکم والیٔ مصر سے امان کی درخواست کی حاکم نے اسے امان دی اور جاگیر مرحمت کی۔ تھوڑے دن بعد حسان بطور وفد حاکم کے دربار میں حاضر ہوا۔ حاکم نے اس کی عزت افزائی کی اور خلعت مرحمت کیا۔

ولید بن ہشام ابورکوہ: ابورکوہ کی نسبت یہ گمان کیا جاتا ہے کہ اس کا نام ولید تھا۔ ہشام بن عبدالملک بن عبدالرحمٰن اموی تاج دار اندلس کا بیٹا تھا۔ جس وقت منصور بن ابی عامر اندلس عظمیٰ پر قابض ہوا اور شاہزادگان بنو امیہ کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کرنے لگا۔ اس وقت یہ ابورکوہ جس کی عمر غالباً بیس برس کی ہوگی بہ خوف جان چھپ کر قیروان بھاگ گیا اور وہاں کچھ روز ٹھہر کر لڑکوں کو پڑھاتا رہا اس کے بعد مصر چلا آیا اور حدیث کی کتاب شروع کی پھر یہاں سے بھی برداشتہ خاطر ہو کر مکہ و یمن

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہوا شام پہنچا اور اپنے باپ ہشام کے لڑکوں میں سے قائم کی حکومت کی ترغیب دینے لگا۔ اس کی کنیت ابورکوہ اس وجہ سے ہوئی کہ یہ صوفیوں کی عادت کے مطابق پانی کا پیالہ اپنے ہمراہ رکھتا تھا۔

ابورکوہ اور بنی قرہ: شام میں تھوڑے دن قیام کر کے پھر اطراف مصر میں واپس آیا اور ہلال بن عامر کے بادیہ میں بنی قرہ کے پاس مقیم ہوا۔ لڑکوں کو قرآن کی تعلیم دیتا اور لوگوں کی امامت کرتا تھا۔ اس حالت میں ایک مدت گزر گئی۔ جب بنی قرہ سے تعلقات پیدا ہو گئے۔ تو جو کچھ اس کے دل میں تھا اسے ظاہر کر کے قائم کی امارت وحکومت کی دعوت دینے لگا۔ چونکہ حاکم بامراللہ علوی نے ہر طبقہ کے آدمیوں پر قتل وغارت کا ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا تھا۔ امراء وشرفاء اور رؤسا ملک وملت تنگ آ گئے تھے۔ بنی قرہ کے ایک گروہ کو بھی ان کے فتنہ وفساد کی وجہ سے قتل کر کے جلا دیا تھا۔ اس وجہ سے ان لوگوں نے ابورکوہ کے کہنے کو بسر وچشم قبول کیا اور اس کے مطیع ومنقاد ہو گئے۔ اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ ان سے اور لواتہ مزاتہ اور زماتہ سے جو ان جوار میں رہتے تھے۔ لڑائیاں ہوتی تھیں۔ مگر ان سب نے ان لڑائیوں کو بالائے طاق رکھ کر بالاتفاق ابورکوہ کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی۔

ابورکوہ کا برقہ پر قبضہ: نیال والی برقہ نے حاکم علوی والی مصر کو اس کی اطلاع دی۔ حاکم نے ان لوگوں سے تعرض کرنے کی ممانعت کر دی۔ ابورکوہ نے ان لوگوں کو جمع کر کے برقہ پر چڑھائی کر دی والی برقہ نے ان سے زمادہ میں صف آرائی کی۔ اتفاق یہ کہ والی برقہ کو شکست ہوئی تمام مال واسباب اور آلات جنگ لوٹ لئے گئے اور اثناء دارو گیر میں یہ خود بھی مار ڈالا گیا۔ ابورکوہ نے اس کامیابی کے بعد داد ودہش اور عدل گستری شروع کر دی۔ حاکم کو اس شکست کی خبر لگی تو اس کے ہوش اڑ گئے اپنے سپاہیوں اور عمال کو ظلم زیادتی قتل اور غارت گری کی ممانعت کر دی اور ایک قلیل مدت میں پانچ ہزار سواروں کو مسلح کر کے ابوالفتوح فضل بن صالح سپہ سالار کی افسری میں ابورکوہ کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔

ابوالفتوح اور ابورکوہ کی جنگ: ابوالفتوح منزل بمنزل سفر کرتا ہوا ذات الحمام تک پہنچا۔ ذات الحمام اور برقہ میں دو منزل کی مسافت تھی۔ مگر یہ مسافت نہایت دشوار گزار تھی پانی کا کہیں نام ونشان نہیں تھا۔ ان منزلوں میں نہ دریا تھا اور نہ نہر' کنوؤں میں بدقت تمام بہت دور پانی نکلتا تھا اور وہ بھی قلیل۔ ابورکوہ نے یہ سن کر ابوالفتوح پانچ ہزار سواروں کی جمعیت سے آ رہا ہے اپنے ایک سپہ سالار کو حکم دیا کہ دونوں منزلوں کے کنوؤں کو پانی اس قدر نکال لو کہ وہ عدم کے حکم میں ہو جائیں۔ سپہ سالار مذکور نے اس حکم کی کمال مستعدی سے تعمیل کی۔ اس کے بعد ابورکوہ نے جس وقت کہ حملہ آور دشمن دشوار گزار منزل میں آ گیا۔ مدافعت ومقابلہ کی غرض سے اپنی فوج کو مرتب کیا اور اس میدان میں آ پہنچا جہاں کہ پیاس کی شدت سے ابوالفتوح اور مصری فوج کا برا حال ہو رہا تھا۔ ابورکوہ کی فوج حریف مقابل سے بھڑ گئی ابورکوہ کھڑا ہوا جنگ کا تماشا دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ کتامہ کے ایک گروہ نے حاضر ہو کر اطاعت قبول کر لی ابورکوہ نے امان دی اور اپنے لشکر میں داخل کر لیا اس سے حاکم کا لشکر بہت بے سروسامانی سے شکست اٹھا کر مصر کی جانب بھاگا ہزاروں کا کام تمام ہو گیا۔ ابورکوہ مظفر ومنصور برقہ واپس آیا۔ متعدد فوجیں شب خون مارنے اور غارت گری کرنے کے لئے صعید اور سرزمین مصر کی جانب روانہ کیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علی بن فلاح کی روانگی: حاکم کو اس واقعہ سے بے حد صدمہ ہوا اور اپنے کئے ہوئے پر پچھتایا اِدھر اس نے فوجیں آراستہ کر کے علی بن فلاح کو امیر بنا کر ابورکوہ کے سرکرنے کے لئے بھیجا۔ اُدھر اہل مصر نے در پردہ ابورکوہ کو لکھ بھیجا کہ ہم لوگ حاکم کے ظلم وتشدد سے تنگ آ گئے ہیں۔ آپ مصر پر حملہ کیجئے ہم لوگ ساتھ دینے کے لئے تیار ہیں۔ ان لوگوں میں سے جنہوں نے اس قسم کی خط وکتابت ابورکوہ کی تھی۔ حسن بن جوہر کمانڈر انچیف بھی تھا۔ ابورکوہ اس سے مطلع ہو کر برقہ سے صعید کی جانب بڑھا۔ حاکم نے یہ خبر پا کر اپنے ممالک محروسہ کی تمام فوجیں طلب کر لیں اور انہیں سامانِ جنگ عطا کر کے ابورکوہ کے مقابلہ پر روانہ کیا۔

معرکہ راس برکہ: اس فوج میں عرب کے علاوہ سولہ ہزار جنگ آور تھے۔ فضل بن عبداللہ اس کا افسر اعلیٰ تھا۔ سب سے پہلے بنی قرہ سے صف آرائی کی نوبت آئی۔ بنی قرہ کو شکست ہوئی ان کے سرداروں میں سے عبدالعزیز بن مصعب' رافع بن طراد اور محمد بن ابی بکر مارا گیا۔ اس کے بعد فضل نے اپنی حکمت عملی سے سرداران بنی قرہ کو ملانا شروع کیا۔ چنانچہ ماضی بن مقرب جو بنی قرہ کا سربرآوردہ سردار تھا فضل سے مل گیا۔ اتنے میں علی بن فلاح بھی آ گیا۔ اس نے ایک دستہ فوج قیوم کی طرف روانہ کیا۔ جسے بنی قرہ نے پسپا کر دیا۔ حاکم مصر نے مصر سے ایک تازہ دم فوج اس شکست خوردہ لشکر کی کمک کے لئے روانہ کی۔ ابورکوہ نے اس امدادی فوج کو روکنے کی غرض سے ہرمین کی جانب گیا اور اسی دن لوٹ بھی آیا۔ ماضی نے فضل کو اس کی خبر کر دی۔ اس نے جنگ و مقابلے کی غرض سے قیوم کی جانب کوچ کیا۔ اثناراہ میں مقام راس برکہ پر دونوں دشمنوں کا مقابلہ ہوا۔ ابورکوہ کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی بنی کلاب وغیرہ فضل سے امان حاصل کر کے ابورکوہ سے علیحدہ ہو گئے۔

ابورکوہ کا خاتمہ: علی بن فلاح تو میدان کارزار سے اپنے لشکرگاہ میں واپس آیا اور فضل ابورکوہ کی تلاش وتعاقب میں بڑھا' ماضی نے پہلے بنی قرہ کو دم پٹی دے کر ابورکوہ کی ہمراہی سے علیحدہ کر دیا۔ بعدہ خود بھی ابورکوہ کو یہ سمجھا کر کہ تم اب نوبہ میں جا کر اپنی جان بچاؤ۔ علیحدہ ہو گیا۔ ابورکوہ بحال پریشان نوبہ کے ایک قلعہ پر پہنچا۔ اہل قلعہ نے قلعہ میں داخل ہونے سے روکا۔ ابورکوہ نے کہا میں خلیفہ حاکم بامراللہ کا قاصد ہوں۔ والیٔ قلعہ کے پاس پیام لایا ہوں۔ اہل قلعہ نے جواب دیا ''ہم بادشاہ نوبہ سے تمہاری بابت دریافت کر لیں۔ تو قلعہ میں آنے کی اجازت دیں''۔ ابورکوہ یہ سن کر قلعہ کے دروازے پر ٹھہر گیا اہل قلعہ کو... اس کے بعد معلوم ہوا کہ یہ تو ابورکوہ ہے۔ فوراً اسے حراست میں لے لیا اور بادشاہ کو اس واقعہ سے آگاہ کیا۔ بادشاہ نوبہ اس وقت ایک صغیرالسن لڑکا تھا۔ جو اپنے باپ کے انتقال کے بعد تختِ حکومت پر متمکن ہوا تھا۔ شدہ شدہ فضل کو اس کی خبر لگ گئی۔ فضل نے بادشاہ نوبہ کے پاس اپنی سفارت بھیجی۔ ابورکوہ کو اس سے طلب کیا۔ چنانچہ بادشاہ نوبہ نے ابورکوہ کو شجرۃ بن مینا اپنے ایک سرحدی صوبہ دار کے پاس بھیج دیا اور لکھ دیا کہ اسے حاکم بامراللہ کے نائب کو دے دو۔ شجرے نے ابورکوہ کو فضل کے سفیر کے حوالہ کر دیا۔ فضل نے اسے ایک علیحدہ خیمہ میں ٹھہرایا اور دوسرے دن مصر روانہ کر دیا۔ مصر پہنچتے ہی حاکم نے ابورکوہ کو اونٹ پر سوار کرا کے سارے شہر میں تشہیر کرائی اور قتل کرنے کی غرض سے قاہرہ کے باہر لے جانے کا حکم دیا۔ ہنوز مقتل میں نہ پہنچنے پایا تھا کہ ابورکوہ کی خود بخود وفات ہوئی۔ پھر بھی سر اتار کر اس کی نعش کو صلیب پر چڑھایا گیا۔ یہ واقعات ۳۹۷ھ کے ہیں۔ حاکم نے اس حسن خدمت کے صلہ میں فضل کی کمال عزت افزائی کی اور بلند عہدے عطا کئے۔ پھر چند دن بعد کسی بات پر ناراض ہو کر قتل کر ڈالا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن حسین کا عروج: حسن بن عمار حاکم بامراللہ کے عہد حکومت کا ناظم و مدبر تھا۔ حسن کتامہ کا سردار اور پشت پناہ تھا۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ ارجوان خادم خلیفہ حاکم بامراللہ کی ناک کا بال بنا ہوا تھا۔ خلافت پناہ کے خادموں اور کتامیوں میں ایک مدت سے دشمنی اور باہم چشمک چلی آ رہی تھی۔ بسا اوقات یہ رنجش و کشیدگی جدال و قتال کی صورت اختیار کر لیا کرتی تھی۔ چنانچہ ۳۸۷ھ میں مغربیوں اور خادموں میں چل گئی۔ اِدھر سے حسن سوار ہو کر آمادہ جنگ و پیکار ہوا اُدھر سے ارجوان۔ دونوں حریفوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ آخر کار دونوں حریف قتل و خونریزی سے رک گئے اور حسن معزول کر دیا گیا۔ ساری عزت و توقیر خاک میں مل گئی۔ مجبوراً خانہ نشین ہو گیا اور ارجوان امور سلطنت کا انتظام کرنے لگا۔ کاتب بن فہر بن ابراہیم کو دادرسی کی خدمت سپرد کی گئی اور صندل کی جگہ برقہ کی حکومت یانس افسر پولیس کو مرحمت ہوئی۔ اس اثناء میں ۳۸۹ھ کا دور آ گیا اور ارجوان خادم قتل کر دیا گیا۔ عنان حکومت سپہ سالار عبداللہ بن حسین بن جوہر کے قبضہ اقتدار میں دی گئی۔ کاتب بن فہر بدستور سابق اپنا مفوضہ کام کرتا رہا۔

عضولہ بن بکار: ۳۹۰ھ میں منصور بن بلکّین بن زیری والیٔ افریقہ کے دائرہ حکومت سے طرابلس نکال لیا گیا۔ عزیز کے خادموں میں سے یانس نامی ایک شخص مامور کیا گیا۔ جوں ہی یانس طرابلس پہنچا منصور کے گورنر عضولہ بن بکار نے زمام حکومت یانس کے سپرد کر دی اور خود اپنے اہل و عیال اور مال و اسباب کے ساتھ حاکم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے چل کھڑا ہوا بیان کیا جاتا ہے کہ عضولہ کے ساتھ سے زیادہ لڑکے تھے۔ پینتیس حرم (لونڈیاں) تھیں حاکم نے اسے بعزت و احترام ملاقات کی قیام کے لئے محل سراء خاص میں جگہ عنایت فرمائی۔ جاگیریں اور وظائف مقرر کئے پھر کچھ روز بعد صوبہ (دمشق) کی سند حکومت عنایت فرما کر دمشق کی جانب روانہ کر دیا۔ مگر افسوس کہ عضولہ کی زندگی کا حکومت دمشق حاصل ہونے کے ایک برس بعد خاتمہ ہو گیا۔

یحییٰ بن علی کی روانگی طرابلس: ۳۹۲ھ میں خلفول بن حرزون معزادی نے حاکم والیٔ مصر کو یہ اطلاع دی کہ طرابلس پھر منصور بن بلکّین کے دائرہ حکومت میں داخل ہو گیا ہے۔ حاکم نے ایک عظیم فوج یحییٰ بن علی اندلسی کی ماتحتی میں طرابلس کی حمایت کے لئے روانہ کی یحییٰ کا بھائی جعفر خلفاء عبیدیہ میں سے مصر کی طرف سے زاب کا گورنر تھا۔ لیکن کسی وجہ سے عبیدیوں سے روگرداں ہو کر بنو امیہ کے ہواخواہوں میں داخل ہو گیا تھا۔ چنانچہ یہ اور اس کا بھائی یحییٰ اس وقت سے برابر حکمرانانِ بنو امیہ کی ہواخواہی کرتے چلے آتے تھے۔ یہاں تک کہ منصور بن ابی عامر نے کسی الزام میں جعفر کو قتل کر ڈالا اس وقت اس کا بھائی یحییٰ مصر میں عزیز کے پاس چلا آیا اور اس کی خدمت میں رہنے لگا۔ جب حاکم بامراللہ کا دور حکومت آیا اور فلفول کی اطلاعی عرض داشت مشعر بایں مضمون کہ اہل طرابلس نے منصور بن بلکّین کی اطاعت پھر قبول کر لی ہے۔ دربار حکومت مصر میں پہنچی۔ تو حاکم نے اسی یحییٰ کو اس مہم کا سردار بنا کر طرابلس کی جانب روانہ کیا۔ جیسا کہ ابھی ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ بنوقرہ اور یحییٰ سے مقام برقعہ میں مقابلہ ہوا بنوقرہ نے یحییٰ کی جماعت کو منتشر کر دیا۔ یحییٰ نے بمجبوری مصر کی جانب مراجعت کی اور یانس نے برقہ سے طرابلس کی طرف کوچ کیا۔

وزراء کا نصب و عزول: عضولہ والیٔ دمشق کے انتقال کے بعد مفلح خادم مامور کیا گیا تھا۔ مفلح کے بعد علی بن فلاح نے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دمشق کی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور یانس کے بعد برقہ کی حکومت صندل اسود کو مرحمت ہوئی۔ ۳۹۸ھ میں حسین بن ابن جوہر وزیر صیغہ جنگ کسی وجہ سے معزول کیا گیا۔ امور سلطنت کا نظم ونسق صالح بن علی رودباری کے سپرد ہوا۔ حسین کی بداقبالی صرف معزولی ہی پر ختم نہیں ہوئی۔ بلکہ اس کے تھوڑے دن بعد اسے قتل کر ڈالا گیا۔ حسین کو قتل ہوئے زیادہ عرصہ نہ گزرنے پایا تھا کہ اس کا جانشین صالح بھی بارحیات سے سبکدوش کر دیا گیا۔ اس کی جگہ کافی بن نصر بن عبدون صیغہ جنگ اور سیاسی امور کا وزیر مقرر کیا گیا۔ پھر اس سے بھی کچھ روز بعد زمام حکومت لے لی گئی۔ زرعہ بن عیسیٰ بن نسطورس حکمرانی کرنے لگا۔ مگر اس کی وزارت اور دور حکومت کو بھی استحکام حاصل نہ ہو سکا۔ وزارت کے تھوڑے ہی دن بعد معزول کر دیا گیا۔ اس نے خانہ نشینی اختیار کر لی۔ تب ابوعبداللہ حسن بن طاہر وزال قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔

حاکم بامر اللہ کا کردار: ان تغیرات اور وزارت کی تبدیلیوں کا سبب یہ تھا کہ حاکم بامر اللہ متلون مزاج شخص تھا۔ ظلم وجور کی بھی عادت تھی۔ سخت گیر اس درجہ تھا کہ اراکین سلطنت ہر وقت خائف رہتے تھے جرجرائی وغیرہ کے ہاتھ کٹوائے قتل کرایا۔ اکثر جان وآبرو کے خوف سے شہر چھوڑ کر بھاگ گئے۔ کچھ لوگوں نے امان کی درخواست کی۔ چنانچہ حاکم نے ان لوگوں کو امان نامہ لکھ دیا۔ قصہ کوتاہ ظلم وعدل اور خوف وامن پابندی مذہب اور غیر پابندی مذہب میں اس کی حالتیں بدلتی رہتی تھیں اس پر کفر کا فتویٰ دینا اس وجہ سے کہ اس نے نماز بیخ گانہ چھوڑ دینے کا فرمان جاری کیا تھا۔ غیر صحیح ہے کوئی صاحب عقل اس کا قائل نہیں ہو سکتا' اور بالفرض اگر اس سے اس قسم کے افعال سرزد ہوئے تو اسی وقت قتل کر ڈالا جاتا اس کا مذہباً رافضی ہونا البتہ معروف ومشہور ہے مگر اس کا باوجود اس معاملہ میں بھی اس کے تلون مزاجی کی وہی کیفیت تھی۔ کبھی تراویح پڑھنے کی اجازت دیتا تھا۔ گاہے قطعی ممانعت کر دیتا تھا۔ علم نجوم میں اسے داخل تام تھا اور اس کے احکام وتاثیرات کو بھی دل سے مانتا تھا۔ اس کی نسبت یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے عورتوں کو بازاروں میں نکلنے کی ممانعت کر دی تھی۔

حاکم بامر اللہ کا فرمان: ایک مرتبہ اس سے شکایت کی گئی کہ روافض نے اہل سنت والجماعت سے نماز تراویح اور نماز جنازہ پڑھنے کی حالت میں تعارض کیا اور ان پر پتھر برسائے اس نے اسی وقت ایک فرمان لکھوایا جو آئندہ جمعہ جامع مصر کے منبر پر پڑھا گیا۔ وہو ہذا:

اما بعد فان امیر المؤمنین یتلوا علیکم ایته من کتاب الله المبین لا اکراه فی الدین قد تبین الرشد من الغی ج. فمن یکفر بالطاغوت ویومن بالله فقد استمسک با العروة الوثقی ج لانفصام لها والله سمیع علیم ط مضیٰ مس بما فیه و اتی الیوم بما یقتضیه معاشر المسلمین نحن الایمة و انتم الامه انما المؤمنون اخواة فاصلحوا بین اخویکم واتقوا الله لعلکم ترحمون من شهد الشهاذتین ولا یحل عروة بین اثنین تجمعهم هذه الا خوه عصم الله بها من عصم وعده لها ما حرم من کل محرم من دم و مال و منکح الصلاح و الاصلاح بین الناس اصلح وانفساد والافساد بین العباد ویستفح یطوی ما کان فیما مضی فلا ینتشر و یعرض عما القضی فلا یذکر ولا یقبل علی مامروا دبر من اجراء الا مرر علی ما کانت فی الایام الخیالیه ایام ابائنا الایمة المهتدین سلام الله علیهم اجمعین مهتدیهم بالله ومعزهم الدین الله و هم اذا داک

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالمهديهم والمنصوريته و احوال القيروان تجرى فيها طاهرة غير خفيه ليست بمستورة عنهم ولا مطوية بصوم الصائمون على حسابهم ويفطرون ولايعارض اهل الرويه فيما هم عليه صائمون ومصطرون صلاة الخمس للذين بها جائهم فيها يصلون وصلاة الضحى وصلاة التراويح لامانع لهم منها و لا هم عنها يدفعون يخمس فى التكبير على الجنائز للخمسون ولا يمنع من التكبير عليها المريعون يوذن لجى على خير العمل الموذنون ولا يوذى بها يوذنون لايسب احد من السلف ولا يحتسب على الواصف فيهم بما يوصف و الخالف فيهم بما خلف لكل مسلم محتهد فى دينه اجتهاده والىٰ ربه ميعاده عنده كتابه و عليها حسابه ليكن عباده الله على مثل هذا عملكم مند اليوم لا يستعلى مسلم علىٰ مسلم بما اعتقده ولا يعترض معترمق على صاحبه فيما اعتمده من جميع لا مانصه امير المؤمنين فى سجله هذا و بعده قوله تعالىٰ يااايها الذين امنوا عليكم انفسكم لا يضر من ضل اذا اهتديكم الىٰ الله مرجعكم حميعا فينبئكم بما كنتم تعلمونo والسلام عليكم و رحمة الله بركاته

''اما بعد امیر المومنین تمہارے روبرو اللہ تعالیٰ کی روشن کتاب (قرآن) کی آیت تلاوت کرتے ہیں۔ دین کے معاملہ میں زبردستی نہیں۔ ہدایت اور گمراہی واضح ہو چکی ہے پس جو شخص کفریات سے منکر ہوا اور اللہ پر ایمان لایا تو اس نے بے شک مضبوط رسی پکڑلی ہے۔ جو ٹوٹنے والی نہیں ہے اور اللہ سنتا اور جانتا ہے۔ کل کا دن عافیت سے گزر گیا اور آج کا دن اپنی ضروریات کے ساتھ آ گیا اے گروہ مسلمانان ہم لوگ امیر ہیں اور تم لوگ امت ہو۔ بے شک تمام مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ پس بھائیوں میں میل کرادو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ امید کی جاتی ہے کہ تم پر رحم کیا جائے گا۔ جو شخص توحید و رسالت کا اقرار کرے اور دو شخصوں میں نفاق نہ ڈالے وہ سب اس اخوت اسلامی میں داخل ہیں۔ اس کے ذریعہ سے جسے اللہ کو بچانا ہو بچایا اور جسے روکنا ہوا اس کو محرمات خون مال اور محرم عورت سے روکا۔ صلاحیت اور اصلاح خلق بہتر و عمدہ چیز ہے۔ فساد اور فتنہ پردازی خلائق نازیبا امر ہے گزشتہ باتوں کا تذکرہ نہ کیا جائے اور زمانہ ماضیہ سے اعراض کر کے اس کا ذکر ترک کر دیا جائے اور جو اس سے پیشتر گزر چکا ہے اسے پیش نظر نہ رکھنا چاہئے۔ ان امور اور واقعات سے جو زبان ماسبق ہیں گزر گئے علی الخصوص ہمارے آباء مہتدین کے عہد حکومت کے تذکرے سے۔ اللہ تعالیٰ کا سلام ان سب پر ہو۔ وہ کون ہیں کہ مہدی باللہ قائم بامر اللہ منصور باللہ اور معز الدین للہ وغیرہ ہیں اور وہ سب راہ راست پر تھے اور منصور تھے اور قیروان کا حال ظاہر ہے جو نہ ان لوگوں سے پوشیدہ ہے نہ سربستہ راز ہے۔ روزہ دار اپنے اپنے مذہب کے مطابق روزے رکھیں اور افطار کریں کوئی شخص کسی شخص سے خواہ روزہ دار ہو یا افطار کر رہا ہو تعارض نہ کرے۔ نماز پنجگانہ جو مذہباً فرض ہے ہر شخص ادا کرتا رہے نماز چاشت اور نماز تراویح سے انہیں کوئی مانع نہ ہو اور نہ اس سے انہیں کوئی روکے۔ نماز جنازہ پر پانچ تکبیر کہنے والے پانچ تکبیریں کہیں اور چار تکبیریں کہنے والے بھی چار تکبیر کہنے سے منع نہ کئے جائیں مؤذن اذان میں حی علی خیر العمل پکاریں اور جو شخص اذان میں یہ کلمہ نہ کہے وہ ستایا نہ جائے گزشتہ اصحاب کو گالی نہ دی جائے اور نہ ان کی تعریف کرنے والوں سے جیسا کہ ان کی تعریف کی جاتی ہے۔ مواخذہ کیا جائے اور اس بارے میں جو ان کا مخالف ہو وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخالف رہے ہر مسلمان' مجتہد دینی معاملات میں اپنے اجتہاد کا ذمہ دار ہے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے اسے جانا ہے۔ اس کے پاس اس کی کتاب ہے اور اسی پر اس کا حساب مناسب ہے۔ اے بندگان خدا آج کے دن سے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ تم عمل کرو اور کوئی مسلمان دوسرے مسلمان پر اس کے اعتقاد میں دست اندازی نہ کرے اور نہ کوئی شخص اپنے دوست کے مذہبی خیالات سے متعارض ہو ان سب باتوں کو امیر المؤمنین نے اس فرمان میں تحریر فرمایا ہے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا قول ہے اے ایمان والو تم اپنی ذات کا خیال رکھو۔ جو شخص گمراہ ہو جائے گا۔ وہ تمہیں کچھ ضرر نہ پہنچا جبکہ تم ہدایت پر ہو گے۔ تم سب کا اللہ تعالیٰ کی طرف مرجع ہے۔ پس وہ تمہیں آگاہ کرے گا۔ جو تم کر رہے ہو۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ۔

یہ فرمان ماہ رمضان المبارک ۳۹۳ھ کو لکھا گیا تھا۔

حاکم بامر اللہ کا قتل: ان واقعات کے بعد حاکم[1] بامر اللہ ابوعلی منصور بن عزیز باللہ نزار بن معز علوی والی مصر جس کی سوانح اور عہد حکومت کے حالات ابھی آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ نظام برکت الجیش مصر میں مقتول پایا گیا۔ یہ اکثر شب کی وقت گدھے پر سوار ہو کر شہر کا چکر لگایا کرتا تھا اور کوہ مقطم پر ایک مکان بنا رکھا تھا۔ اس میں عبادت کی غرض سے تنہا جا کر رہا کرتا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ کواکب کی روحانیت جذب کرنے کے لئے وہاں جاتا تھا۔ چنانچہ ۲۷ شوال ۴۱۱ھ کو حسب دستور رات کے وقت اپنے گدھے پر سوار ہو کر چلا دو سوار ساتھ ہو لئے۔ اس نے دونوں سواروں کو یکے بعد دیگرے واپس کر دیا اور خود غائب ہو گیا۔ پھر لوٹ کر دو چار روز تک نہ آیا۔ اراکین دولت اس کے آنے کا انتظار کرتے رہے۔ بالآخر مظفر صقلی قاضی اور بعض مصاحبین ڈھونڈنے کے لئے کوہ معظم کی طرف روانہ ہوئے۔ جوں ہی پہاڑ پر چڑھے اس کی سواری کے گدھے کو دیکھا کہ ہاتھ پاؤں کٹا ہوا مردہ پڑا ہے۔ نشان قدم لیتے ہوئے آگے بڑھے تو اس کے کپڑوں کو پایا۔ جو پارہ پارہ ہو گئے تھے اور جس میں چھریوں کے زخم کے چند نشانات موجود تھے اس سے ان لوگوں سے اس کے قتل ہو جانے کا یقین کر لیا۔

بنت الملک: بیان کیا جاتا ہے کہ حاکم کی بہن کی نسبت حاکم کے کانوں تک یہ خبر پہنچی تھی کہ اس کے پاس اجنبی مرد آیا جایا کرتے ہیں۔ اس بناء پر حاکم نے اپنی بہن کو دھمکایا حاکم کی بہن نے ناراض ہو کر سپہ سالاران کتامہ سے ابن دواس نامی سپہ سالار کو بلا بھیجا اور اس سے یہ کہا میرا بھائی بدعقیدہ ہو گیا ہے۔ اس سبب سے مسلمانوں کے قدم ڈگمگاتے جاتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ تم اسے مار ڈالو۔ دیکھو اگر تم اس راز کو افشا کر دو گے تو نہ ہماری خیر ہے اور نہ تمہاری جان کی۔ اگر تم اس خدمت کو پورے طور سے انجام دے دو گے تو میں تمہیں بہت بڑا عہدہ دوں گی اور جاگیریں بھی عنایت کروں گی۔ ابن دواس تو حاکم کا مخالف ہی تھا اس کے علاوہ حاکم کو مار ڈالنے سے آئندہ تمام حالات سے اسے نجات ملتی تھی۔ بے تامل حاکم کے قتل پر تیار ہو گیا۔ چنانچہ دو شخصوں کو حاکم کے قتل کرنے کے لئے اس کی خلوت میں بھیجا۔ جب ان لوگوں نے مار ڈالا اور اراکین دولت کو اس کو مارے جانے کا یقین ہو گیا تو سب کے سب جمع ہو کر اس کی بہن بنت الملک کے پاس گئے اور دواس کو بھی حاضر ہوا۔

---

[1] حاکم بامر اللہ قاہرہ میں شب پنج شنبہ ۲۳ مارچ ربیع الاول ۳۵۷ھ کو پیدا ہوا' ۳۸۳ھ میں اس کی ولی عہدی کی بیعت اس کے باپ کی حالت حیات میں لی گئی۔ ۳۸۶ھ میں اپنے باپ کی وفات کے بعد تخت نشین ہوا۔ متلون طبع غیر مستقل مزاج آدمی تھا۔ اس کے واقعات عجیب وغریب ہیں۔ ابن خلکان جلد ۲ صفحہ ۱۲۷ مطبوعہ مصر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب نے متفق ہو کر علی بن حاکم کو مسند خلافت پر متمکن کیا۔

ابو معد علی الظاہر الاعزاز دین اللہ کی تخت نشینی: اس وقت یہ ایک نوعمر لڑکا تھا ہنوز سن بلوغ کو نہیں پہنچا تھا۔ غرض علی بن حاکم نے بیعت خلافت لینے کے بعد الظاہر الاعزاز دین اللہ کا خطاب اختیار کیا اور تمام ممالک محروسہ میں گشتی فرامین بیعت لینے کی غرض سے روانہ کئے گئے۔

ابن دواس کا انجام: بیعت لینے کے دوسرے دن ابن دواس سپہ سالار اور سپہ سالاروں کے ساتھ بنت الملک ہمشیرہ حاکم کی خدمت میں حاضر ہوا بنت الملک نے اپنے خادم کو اشارہ کر دیا۔ اس نے لپک کر ابن دواس کو تلوار پر اٹھا لیا۔ یہاں تک کہ انہی سپہ سالاروں کے روبرو ابن دواس مار ڈالا گیا۔ بنت الملک برابر کہتی جاتی تھی "یہ حاکم کے خون کا بدلہ ہے' یہ حاکم کے خون کا بدلہ ہے"۔ کسی نے دم تک نہ مارا۔

ابوالقاسم بن احمد جرجرائی: ابن دواس کے مارے جانے اور خلیفہ ظاہر کے تخت نشین ہونے کے بعد بنت الملک' امور سلطنت کی نگرانی کرنے لگی۔ چار برس تک زمام حکومت اس کے قبضہ میں رہی۔ اس کے مرنے کے بعد خدام خلافت معصاد اور تافرین وزان امور مملکت کے سیاہ وسفید کے مالک ہوئے۔ قلمدان وزارت ابوالقاسم بن احمد جرجرائی کے سپرد ہوا۔ اس نے اپنے عہدہ وزارت میں زمام حکومت اپنے قبضہ میں لے لی تھی اور کسی کی کچھ نہیں چلتی تھی۔

شام کی بغاوت: انہی واقعات کے اثناء میں ملک شام میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ بنی کلاب سے صالح بن مرداس نے حلب پر قبضہ کر لیا۔ بنو جراح نے اس کے گرد و نواح کو تاخت و تاراج کر دینا شروع کر دیا۔ ظاہر کو اس کی اطلاع ہوئی۔ فوجیں مرتب و آراستہ کر کے ۴۲۰ھ کو زیری والی فلسطین کو شام کی جانب روانہ کیا۔ صالح بن مرداس سے اس کا مقابلہ ہوا۔ صالح اور اس کا چھوٹا لڑکا مارا گیا۔ زیری نے دمشق پر قبضہ کر لیا اور حلب کو بھی شبل الدولہ نصر بن صالح کے قبضہ سے نکال کر اسے قتل کر ڈالا۔ اس واقعہ سے قبل جبکہ شبل الدولہ فلسطین میں تھا۔ اس سے ابن جراح سے ان بن ہو گئی تھی اور متعدد لڑائیاں بھی ہوئی تھیں انہی لڑائیوں کے سلسلے میں شبل الدولہ رملہ سے قیساریہ میں جا کر پناہ گزیں ہو گیا تھا۔ ابن جراح نے رملہ کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور شب خون مارنے کی غرض سے قرب و جوار میں اپنی فوج کو پھیلا دیا۔ اس لوٹ اور غارت گری کا سیلاب بڑھتے بڑھتے عریش تک پہنچا۔ اہل بلبیس اور اہل قرافہ بہ خوف جان آبرو جلاوطن ہو کر مصر چلے گئے۔ اس کے بعد صالح بن مرداس نے عرب کو جمع کر کے دمشق پر چڑھائی کی۔ ان دنوں دمشق پر ذوالقرنین ناصر الدولہ بن حسین حکومت کر رہا تھا حسان بن جرح نے یہ خبر پا کر ذوالقرنین کی کمک پر فوجیں روانہ کیں اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ فریقین میں مصالحت ہو گئی۔ صالح بن مرداس نے دمشق سے محاصرہ اٹھا کر حلب پر فوج کشی کر دی اور اسے شعبان کتامی کے قبضہ سے نکال لیا۔ اس کے بعد خلیفہ ظاہر والی مصر نے مغربی فوجیں زویری کی افسری میں روانہ کیں۔ جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اور اس نے آ کر دمشق پر قبضہ کر لیا۔

خلیفہ ظاہر کی وفات: ۱۵ شعبان ۴۲۷ھ کو خلیفہ الظاہر اعزاز دین اللہ ابوالحسن علی بن حاکم علوی والی مصر نے وفات پائی۔ تقریباً سولہ برس خلافت کی (تینتیس سال کی عمر پائی)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب:۱۱

ابوتمیم معد المستنصر باللہ ۴۲۷ھ تا ۴۸۷ھ

ابوالقاسم احمد المستعلی باللہ ۴۸۷ھ تا ۴۹۵ھ

خلیفہ ظاہر کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے ابوتمیم معد نے خلافت پر قدم رکھا المستنصر باللہ کا خطاب اختیار کیا۔ زمام حکومت ابوالقاسم علی بن احمد جرجرائی وزیر السلطنت نے اپنے ہاتھ میں کی جو سابق خلیفہ کے عہد حکومت میں بھی عہدہ وزارت سے سرفراز تھا۔

انوشکین زریری: ان دنوں حکومت دمشق پر زریری مامور تھا جس کا اصلی نام انوشکین تھا اس نے اپنے عادلانہ برتاؤ سے ملک میں امن وسکون پیدا کر دیا تھا۔ ملک کے کسی گوشہ سے بغاوت اور فتنہ وفساد کی آواز تک بھی نہیں سنی جاتی تھی۔ مگر وزیر السلطنت ابوالقاسم کو اس سے دلی عناد تھا اور ہمیشہ اس کی بیخ کنی کی فکر میں رہا کرتا تھا۔ ایک مدت کے غور وفکر کے بعد زریری کے سیکرٹری (ابوسعید) سے خط وکتابت شروع کی اور اس کے ذریعہ سے زریری کو علم حکومت علویہ کی مخالفت پر ابھارنے لگا۔ زریری نے اس مخالفت کو ناپسندیدہ تصور کر کے ابوسعید کو اپنے دربار سے نکلوا دیا۔ اس وجہ سے ابوسعید اور زریری کے درمیان کشیدگی اور منافرت پیدا ہوگئی۔ اتفاق سے انہی دنوں میں زریری کے لشکر کے چند سپاہی کسی ضرورت سے مصر آئے ہوئے تھے۔ وزیر السلطنت نے ان لوگوں کو پٹی پڑھا کر اپنا بنالیا۔ چنانچہ ان سپاہیوں نے بعد واپسی بقیہ لشکریوں کو سمجھا بجھا کر زریری پر دفعتہً حملہ کرنے پر آمادہ وتیار کر دیا۔ زریری کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر لگ گئی۔ زریری نے ان کی اصلاح کی کوشش کی مگر جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو دمشق کو خیرباد کہہ کر بعلبک کی طرف چلا گیا۔ یہ واقعہ ۴۳۳ھ کا ہے۔ گورنر بعلبک نے زریری کو شہر میں داخل نہ ہونے دیا اس نے حماۃ کی طرف قدم بڑھایا۔ والیٔ حماۃ نے بھی اس کی حمایت نہ کی زریری کو غصہ آ گیا۔ آمادہ بہ جنگ ہوا۔ اثناء جنگ میں رسد وغلہ کی فراہمی کی غرض سے قرب وجوار کے شہروں پر غارت گری کا ہاتھ صاف کرنے لگا۔ چند دن کے بعد فوج کی کمی محسوس ہوئی۔ کفرطاب سے اپنے ایک دوست کو اپنی کمک پر بلا بھیجا۔ چنانچہ والیٔ کفرطاب دو ہزار پیادے لئے ہوئے امداد کو آ پہنچا۔ زریری نے ان لوگوں کے ساتھ حلب کی جانب کوچ کیا اور وہاں پہنچ کر ماہ جمادی الآخر سنہ مذکور میں جاں بحق ہوگیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شام میں شورش: زیری کی وفات سے شام کے امن عامہ میں خلل وتغیر پیدا ہوگیا۔ قرب وجوار کے عرب باشندوں کو لالچ دامن گیر ہوا۔ وزیر السلطنت ابوالقاسم نے انتظاماً حکومت دمشق پر حسین بن حمدان کو مامور کیا۔ اس کی آخری اور انتہائی کوشش یہ تھی کہ شام کو باغبان دولت علویہ کے حملوں سے بچاتا رہے مگر کامیاب نہ ہوا۔ حسان بن مفرج طائی نے فلسطین کو دبا لیا۔ معز الدولہ بن صالح کلابی نے حلب پر فوج کشی کر کے شہر پر قبضہ کرلیا۔ باقی رہا قلعہ حلب وہ چند روز تک فتح نہ ہوسکا۔ اہل قلعہ نے دروازے بند کر دیئے۔ بارگاہ خلافت مصر سے امداد کی درخواست کی جب دربار خلافت سے کوئی امداد و کمک نہ پہنچی تو اہل قلعہ نے قلعہ کو اپنے حریف معز الدولہ بن صالح کے سپرد کر دیا۔ اس نے قلعہ پر بھی قبضہ کرلیا۔

معز بن باریس کی بغاوت: ۴۴۰ھ میں معز بن باریس نے ملک افریقہ میں عبیدیوں کے علم حکومت کی مخالفت کی۔ مخالفت کا جھنڈا بلند کیا۔ خلیفہ مستنصر علوی کا خطبہ وسکہ موقوف کر کے خلیفہ عباسی کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ خلیفہ مستنصر نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر تہدید آمیز خط لکھا جس کا معز نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

ابوالقاسم کی معزولی: اس واقعہ کے بعد مصر کی وزارت میں تبدیلی واقع ہوئی۔ ابوالقاسم وزیر السلطنت معزول کر دیا گیا۔ اس کی جگہ حسین بن علی تازوری قلمدان وزارت کا مالک ہوا چونکہ یہ خاندان وزارت سے نہ تھا۔ اس وجہ سے خلیفہ مستنصر نے اسے ان خطابات سے مخاطب نہ کیا۔ جن سے خطابات وزراء سابق کو خطاب کیا کرتا تھا۔ اس سے پیشتر خلفاء مصر نے اپنے وزراء کو ''عبدہ'' سے مخاطب کیا کرتے تھے لیکن خلیفہ وقت نے اس کو صنیعتہ سے مخاطب کیا۔ تازوری کو یہ ناگوار گزرا اور در پردہ خلافت علویہ کی بیخ کنی کرنے لگا۔ ادھر قبائل رغبہ اور رباح بطون ہلال میں باہم مصالحت کر کے افریقہ کی جانب روانہ کیا اور ان سے یہ عہد و پیماں کرلیا کہ جن جن ملکوں کو فتح کرلو گے وہ سب تمہارے مقبوضہ اور مملوکہ تصور کئے جائیں گے۔ ادھر معز والیٔ افریقہ کو یہ پیام بھیجا کہ اما بعد فقد ارسلنا الیک خیرلاً وحملنا علیها رجالاً فحولاً لیقضی اللّٰه امراً کان مفعولاً ''ہم نے تمہارے پاس مردان جنگ زور آور کو بھیجا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ کرنے والا ہے اسے پورا کرے''۔

افریقہ میں عربوں کی غارت گری: غرض عرب کا یہ گروہ کوچ وقیام کرتا ہوا برقہ کی سرزمین میں پہنچا ملک سرسبز و شاداب تھا۔ مگر ویران پڑا ہوا تھا وجہ یہ تھی کہ معز نے برقہ کے قدیم رہنے والے قبیلہ زناتہ کو جلاوطن کر دیا تھا۔ عرب نے برقہ میں پہنچتے ہی اقامت ڈال دی اور رہنے لگے رفتہ رفتہ معز تک یہ خبر پہنچی۔ عربوں کے اس گروہ کو حقارت کی نگاہ سے دیکھ کر غلاموں کی خریداری شروع کر دی تھوڑے دنوں میں تیس ہزار غلام خرید لئے۔ اس اثناء میں بنو رغبہ نے طرابلس پر ۴۴۶ھ میں قبضہ کرلیا۔ بنو رباح نج میں اور بنو عدی افریقہ میں قتل وغارت گری کرتے ہوئے گھس پڑے۔ سارا ملک خونریزی اور لوٹ مار سے بھر گیا۔ اس کے بعد انہی عربوں کے امراء میں سے چند لوگ بطور وفد (ڈیپوٹیشن) معز کے دربار خلافت میں گئے اس وفد کا سردار بنی مرداس کا ایک شخص یونس بن یحییٰ نامی تھا۔ معز نے اس وفد کی بڑی آؤ بھگت کی۔ جائزے دیئے۔ صلے مرحمت کئے اور انعام واکرام کے ساتھ رخصت کیا مگر پھر اس تواضع اور مدارات نے کچھ بھی کام نہ کیا۔ ان وفود نے اپنے ملک میں پہنچ کر اپنی قوم کے ساتھ پھر وہی لوٹ مار شروع کر دی۔ جیسا کہ اس سے پیشتر کر رہے تھے۔ اس وقت افریقہ مصیبتوں اور طرح طرح کی بلاؤں کا مرکز بنا ہوا تھا۔ ایسی خونریزی ایسی غارت گری افریقہ میں کبھی نہ دیکھی گئی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی اور نہ سنی گئی تھی۔

یوم العین: بہ مجبوری معز نے ان لوگوں کی سرکوبی کی غرض سے فوجیں مرتب کیں' ضہاجہ اور سوڈان کے تیس ہزار جنگ آوروں[1] کو ساتھ لے کر افریقہ کی حمایت کو نکل کھڑا ہوا۔ اس کے مقابلے[2] میں پرعرب تین ہزار کی جمعیت سے آیا ہوا تھا۔ اتفاق یہ کہ کثرت فوج کے باوجود معز کو شکست ہوئی ضہاجہ کا گروہ بے حد پامال ہوا۔ معز نے بھاگ کر قیروان میں دم لیا۔ اس کے بعد بروز عید قربان جس وقت کہ عرب کا گروہ نماز میں مشغول تھا۔ معز نے پھر حملہ کیا عرب نے اس واقعہ میں بھی معز کو پسپا کر دیا۔ یہ شکست پہلی شکست سے بڑھ چڑھ کر تھی۔ پھر سہ بارہ معز نے زناتہ اور ضہاجہ کی فوجوں کو فراہم کر کے عرب پر حملہ کیا اور ناکامی کے ساتھ پسپا ہوا اس واقعہ میں اس کے لشکر کے تین ہزار آدمی کام آئے۔ عرب کا فتحمند گروہ شکست خوردوں کا مصلائے قیروان تک تعاقب کرتا ہوا گیا اور ہمراہیان معز شکست پر شکست اٹھاتے ہوئے بھاگے جاتے تھے۔ شکست خوردہ فوج کا ایک بڑا حصہ مارا گیا۔ معز نے اپنے سپاہیوں کو رسد وغلہ کی فراہمی کی غرض سے قیروان میں داخل ہونے کی اجازت دی جوں ہی معز کا لشکر قیروان میں داخل ہوا۔ عوام الناس سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ اس واقعہ نے باقی ماندہ کا کام تمام کر دیا۔

قیروان پر حملہ: ۴۴۶ھ میں عرب نے قیروان پر حملہ کیا۔ معز نے اگرچہ حفاظت کا بخوبی انتظام کر لیا تھا مگر یونس بن یحییٰ سردار عرب نے شہر ماجہ پر قبضہ کر لیا۔ معز نے گھبرا کر اہل قیروان کو مہدیہ میں جا کر قلعہ نشین ہونے کا حکم دیا۔ ان دنوں مہدیہ کی عنان حکومت تمیم کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ تمیم معز کا بیٹا تھا ۴۴۵ھ میں معز نے اسے مہدیہ کی حکومت پر متعین کیا تھا۔ ۴۴۹ھ میں معز بھی عرب کی روزانہ چھیڑ چھاڑ سے تنگ آ کر قیروان سے مہدیہ چلا گیا۔ عرب کی بن آئی غارت گری شروع کر دی۔ قیروان اور اس کے قرب و جوار کے کل شہروں اور قلعوں کو آزادی کے ساتھ تاخت وتاراج کیا۔ جیسا کہ آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائے گا۔ اس کے بعد دارالخلافت بغداد میں بساسیری (بنی بویہ کا ایک غلام تھا) کی سازش سے بہ زمانہ انقراض حکومت بنی بویہ ومغلوبیت سلاطین سلجوقیہ' خلیفہ مستنصر علوی مصری کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کرنے والے ہیں۔

مادر خلیفہ مستنصر: خلیفہ مستنصر کی ماں اگرچہ عورت تھی مگر امور سلطنت میں اسی کی حکومت کا سکہ بیٹھا ہوا تھا۔ وزارت کی تبدیلی اور تقرری اسی کے قبضہ میں تھی وزراء دولت غالب اور قابض ہونے کے لئے ترکوں کو اپنی فوج میں بھرتی کر لیا کرتے تھے۔ لیکن یہ جس سے کشیدہ خاطر ہو جاتی تھی اسے اپنی جان کے لالے پڑ جاتے تھے۔ یہ اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا کہ جس سے ناراض ہوتی اس کی نسبت خلیفہ مستنصر کو اشارہ کر دیتی تھی۔ خلیفہ مستنصر اسے فوراً قتل کر ڈالتا تھا۔ ابتداً قلمدان وزارت

---

[1] اس شخص کا نام مقلدین کنانی تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر مطبوعہ لندن جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۳۔

[2] یہ مقابلہ مقام جندران میں ہوا تھا۔ یہ ایک پہاڑ ہے۔ جس سے تین یوم کی مسافت پر قیروان واقع ہے۔ عرب کا گروہ ابتداً اس ٹڈی دل لشکر کو دیکھ کر گھبرا گیا تھا۔ یونس نے اس امر کا احساس کر کے کہا آج کا دن بھاگنے کا نہیں ہے۔ عرب کے گروہ نے جواب دیا اچھا پھر ہم ان پر کس طرح نیزہ ماریں۔ کیونکہ یہ لشکر از سر تا پا لوہے میں غرق ہے۔ یونس نے جواب دیا آنکھوں میں نیزے مارو پس عرب نے وقت جنگ ایسا ہی کیا اور اسی مناسبت سے اس لڑائی کا نام یوم العین ہوا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۸۹ مطبوعہ لندن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوالفتح فلاجی کے سپرد ہوا کچھ عرصہ بعد مستنصر کی ماں کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ خلیفہ مستنصر نے اپنی ماں کے اشارہ سے ابوالفتح کو گرفتار کر کے قید حیات سے سبک دوش کر دیا۔ تب ابوالبرکات حسن بن محمد کو عہدہ وزارت عطا ہوا۔ زیادہ زمانہ نہ گزرنے پایا تھا کہ یہ بھی معزول کیا گیا۔ اس کے بعد محمد تازوری[1] اس عہدہ جلیلہ سے ممتاز ہوا۔ یہ بھی چند دن کی وزارت کے بعد مار ڈالا گیا۔ بعدہ ابوعبداللہ حسین بن بابلی قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔

معرکہ کوم الریش: دولت علویہ کے سودانی غلاموں میں سے ناصر الدولہ بن حمدان نامی ایک شخص تھا کتامہ اور مصامدہ اس کی طرف مائل ہو گئے اور اس کے ہواخواہ بن گئے۔ ایک روز کسی بات پر ترکوں اور بارگاہ خلافت کے غلاموں میں چل گئی۔ پچاس ہزار غلام جنگ کرنے کے لئے جمع ہو گئے ترکوں کی تعداد صرف چھ ہزار تھی۔ ترکوں نے خلیفہ مستنصر سے غلاموں کی شکایت کی۔ خلافت مآب نے کچھ خیال نہ فرمایا۔ مجبوراً ترکوں کو بھی آمادہ بہ جنگ ہونا پڑا۔ مقام کوم الریش میں مقابلہ کی ٹھہری۔ ترکوں نے ایک دستہ فوج کو پہلے سے کمیں گاہ میں بٹھا دیا اور بقیہ کو مرتب کر کے سینہ بہ سینہ لڑنے کو نکلے۔ لڑتے لڑتے پیچھے ہٹے۔ جوانوں نے جوش کامیابی میں تعاقب کیا فتح یابی کے گھمنڈ میں بڑھتے چلے آئے جس وقت غلاموں کا لشکر کمیں گاہ سے آگے بڑھا ترکوں نے جنگ کی ترئی بجائی اور نقارہ پر چوب باری غلاموں کا لشکر یہ خیال کر کے کہ یہ خلیفہ مستنصر کی فوج ہے بھاگ کھڑا ہوا۔ سینکڑوں غلام مارے گئے اور تقریباً چالیس ہزار دریا میں ڈوب گئے۔

جنگ حیرہ: اس واقعہ سے ترکوں کی قوت بڑھ گئی۔ نظام حکومت کا شیرازہ بکھر گیا۔ فتنہ وفساد کے دروازے کھل گئے۔ شاہی لشکر ملک شام وغیرہ سے جمع ہو کر غلاموں کی کمک کو آیا اور غلاموں کے ساتھ ہو کر ترکوں کی سرکوبی کے لئے نکلا۔ اس لشکر کی تعداد پندرہ ہزار تھی۔ اس وقت ترکوں کا گروہ حیرہ میں تھا۔ چنانچہ شاہی لشکر حیرہ کی طرف بڑھا ترک بھی مقابلے پر آئے ناصر الدولہ بن حمدان ان ترکوں کی سرداری کر رہا تھا۔ اس معرکہ میں بھی ترکوں کو فتح نصیب ہوئی۔ شاہی لشکر شکست کھا کر صعید کی جانب لوٹا اور ناصر الدولہ ترکوں کے ساتھ مظفر ومنصور اپنے قیام گاہ میں واپس آیا۔

ناصر الدولہ بن حمدان: اس کے بعد غلاموں نے صعید میں گروہ بندی شروع کر دی اور ترکوں کا گروہ عذر خواہی کی غرض سے محل سرائے خلافت میں حاضر ہوا اور مستنصر نے محل سرا کے غلاموں کو ترکوں کے قتل کا اشارہ کر دیا۔ غلاموں نے اس غرض کو حاصل کرنے کے لئے ہلڑ مچایا ترک اسے تاڑ گئے۔ محل سرائے خلافت سے نکل کر باہر چلے آئے۔ ناصر الدولہ بھی ان کے ہمراہ تھا۔ اراکین اور ہواخواہان دولت سے جنگ شروع ہو گئی ترکوں نے انہیں شکست دے کر اسکندریہ اور رومیاط پر قبضہ کر لیا۔ ان دونوں شہروں اور ریف کے شہروں سے خلیفہ مستنصر کی خلافت جاتی رہی۔ خطبہ وسکہ موقوف کر دیا گیا۔ دارالخلافت بغداد میں تاج دار خلافت عباسیہ سے خط وکتابت ہونے لگی۔ اس شورش کی وجہ سے اہل قاہرہ شہر چھوڑ چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ خلیفہ مستنصر نے یہ رنگ دیکھ کر شہر کی اصلاح کی جانب توجہ کی۔ قاہرہ آیا اور امن وامان کی منادی کرا دی۔ مادر مستنصر نے پچاس ہزار دینار پر ناصر الدولہ سے مصالحت کر لی۔

---

[1] تازور مقامات رملہ میں ایک گاؤں کا نام ہے۔ منہ رحمہ اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناصر الدولہ کا قتل: مصالحت ہونے کی وجہ سے ناصر الدولہ کے اکثر ہمراہی اور اس کی اولاد متفرق و منتشر ہوگئی۔ خلیفہ مستنصر کو اپنے قدیمی کینہ کے نکالنے کا موقع مل گیا۔ ترکی سرداروں کو ملا کر دولت علویہ کے خطبہ و سکہ کو جاری کرانے کی تحریک کی۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ جب تک ناصر الدولہ ہم میں موجود ہے یہ امر ناممکن ہے۔ خلیفہ مستنصر نے کہا اسی نے تو تم کو لڑا کر تباہ و برباد کیا ہے۔ اس کا کام تمام کر دو''۔ سرداران ترک اس فقرہ میں آ گئے۔ رات کے وقت ناصر الدولہ کے مکان پر پہنچے آواز دی ناصر الدولہ کو چونکہ ان لوگوں سے کسی قسم کا اندیشہ نہ تھا۔ باہر نکل آیا۔ ترکی سردار تلواریں نیام سے کھینچ کر ٹوٹ پڑے۔ یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ سر اتار کر اس کے بھائی کے مکان پر آئے اور اسے بھی قتل کر کے سر اتار لیا۔ دونوں بھائیوں کے سر لئے ہوئے خلیفہ مستنصر کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ واقعہ ۴۶۵ھ کا ہے ناصر الدولہ کے مارے جانے کے بعد ترکوں نے الذکر نامی ایک شخص کو امیر بنایا۔ چنانچہ یہ دولت علویہ کا انتظام کرنے لگا۔

بدر جمالی: بدر جمالی آرمنی الاصل دولت علویہ کا ساختہ پرداختہ اور خلیفہ مستنصر کا خادم تھا۔ پہلے یہ والیٔ دمشق کا حاجب مقرر کیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد دار الامارت کے سوا سارے شہر کی نظامت پر مامور ہوا۔ پھر جب والیٔ دمشق نے وفات پائی۔ تو اس نے زمام حکومت دمشق اپنے ہاتھ میں لے لی۔ یہاں تک کہ ابن منیر والی دمشق ہو کر دمشق آیا پس ابن منیر کے آنے کے بعد بدر دار الخلافت مصر چلا گیا اور ترقی کرتے کرتے عکہ کا والیٔ ہوا۔ بدر حد درجہ کفائت شعار تھا۔ نہایت قابلیت سے حکومت کرتا تھا اور قابل حکمرانوں میں اس کا شمار کیا جاتا ہے۔

بدر جمالی کا عروج: جس وقت مستنصر کے ساتھ ترکوں کے جھگڑے پیدا ہوئے اور آئے دن ترکوں نے مستنصر کو تنگ کرنا شروع کیا اس وقت مستنصر نے بدر جمالی کو امور سلطنت کے انتظام کی غرض سے دار الخلافت مصر طلب کیا۔ بدر نے درخواست کی کہ مجھے مصری لشکر کو زیر کرنے کی غرض سے فوج بڑھانے کی اجازت دی جائے۔ خلافت مآب نے اجازت دے دی۔ تب بدر نے ایک عظیم فوج آرمینیوں کی تیار کر کے دس جنگی کشتیوں کے ساتھ عکہ سے براہ دریا مصر کی طرف کوچ کیا۔ تھوڑے دن بعد مصر میں داخل ہوا بارگاہ خلافت میں حاضر ہو کر خلافت آب کی دست بوسی کا شرف حاصل کیا۔ خلیفہ مستنصر نے محل سرائے خلافت کے سوا تمام شہروں کی حکومت عنایت کی۔ خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا کر طوق کی جگہ جواہر کا گلوبند مرحمت کیا اور والیٔ دمشق کی طرح ایسد الاجل ''امیر الجیوش'' کا خطاب دیا۔ اس کے علاوہ ''کاقل قضاۃ المسلمین'' اور داعی دعاۃ المؤمنین'' کے خطابات بھی دیئے۔ قلمدان وزارت بھی بدر کے سپرد کیا۔ غرض علم اور قلم دونوں کا مالک بنایا۔ تمام امور سلطنت کے نظم و نسق کا اسے اختیار دیا گیا۔ جسے جو کچھ دربار خلافت میں عرض و معروض کرنا ہوتا اس کے ذریعہ سے کرتا۔

بدر جمالی کے کارنامے: خلیفہ مستنصر نے ان سب امور کی بابت بدر سے عہد و پیماں کر لیا تھا دعاۃ اور قضاۃ کی تقرری بھی اسی کے قبضہ میں تھی۔ یہ مذہب امامیہ کا ایک غالی اور متعصب فرد تھا۔ اس نے امور سلطنت کا نظم و نسق شروع کیا۔ اطراف و جوانب کے امراء اور بنی عقیس نے صور کو دبا لیا تھا۔ اس نے ان سے اسے واپس لے لیا۔ مثلاً ابن عمار نے طرابلس کو ابن معرف نے عسقلان کو اس کے بعد سپہ سالار ان لشکر اور اراکین دولت کی طرف متوجہ ہوا۔ ان لوگوں سے بھی وہ مال و زر جو ان لوگوں نے زمانہ طوائف الملوکی میں خلیفہ مستنصر سے لیا تھا۔ ایک ایک کر کے وصول کر لیا۔ دمیاط پر ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جماعت مفسدین عرب کی قابض ہو رہی تھی۔ بدر نے ان کی بھی سرکوبی کی اور دمیاط کو ان لوگوں کے قبضہ سے نکال لیا لواتہ کی بھی گوشمالی کی ان کے مردوں کو قتل اور عورتوں اور لڑکوں کو گرفتار کر کے لونڈی غلام بنا لیا۔ اس کے بعد جہنیہ کی طرف بڑھا۔ ان لوگوں کے ساتھ بنی جعفر کا ایک گروہ تھا۔ طرح العلیا میں فریقین کا ۴۶۹ھ میں مقابلہ ہوا بدر نے انہیں بھی شکست فاش دے کر ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ اس مہم سے فارغ ہو کر اہواز کی جانب کوچ کیا۔ اہواز پر کنز الدولہ محمد قابض ہو رہا تھا۔ بدر نے اسے قتل کر کے اہواز پر قبضہ کر لیا۔ غرض نہایت قلیل مدت میں بدر نے دولت علویہ کو اندرونی اور بیرونی فسادات سے پاک و صاف کر کے ایک متمدن اور باسیاست سلطنت بنا دیا۔ رعایا کو مرفع الحال بنانے کی غرض سے تین برس کا خراج معاف کر دیا۔ جس سے دولت علویہ اس عروج اور شائستگی پر ہو گئی جیسا کہ اس سے پیشتر تھی۔

اتسز بن افق کا شام پر حملہ: سلاطین سلجوقیہ ان دنوں خراسان' عراق اور بغداد پر متصرف و قابض ہو رہے تھے۔ اس وقت ان کا بادشاہ طغرل بک تھا۔ ایسا کوئی ملک نہ تھا جہاں پر ترکوں کا لشکر نہ پہنچا ہو۔ اتسز بن افق نے جو سلطان ملک شاہ سلجوقی کی فوج کا ایک نامور سردار تھا۔ ۴۶۳ھ یا ۴۶۲ھ میں شام پر حملہ کیا۔ اتسز کو شامی افسفس کے نام سے یاد کرتے تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ ترکی نام ہے تلفظ کی وجہ سے ناموں میں بے حد تغیر ہو جاتا ہے۔ ھکذا قال ابن الاثیر اتسز نے رملہ اور بیت المقدس کو بزور تیغ فتح کر کے دمشق کا محاصرہ کیا۔ اس کے قرب و جوار کے قصبات اور دیہاتوں کو غارت گری سے تاخت و تاراج کرنے لگا۔

معلیٰ بن حیدرہ: ان دنوں دمشق کی زمام حکومت' خلافت مصر کی طرف سے معلیٰ بن حیدہ کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ معلیٰ نے نہایت عزم و احتیاط سے قلعہ بندی کی اتسز نے اگرچہ لوٹ مار سے دمشق کے مضافات کو ویران و خراب کر دیا۔ مگر دمشق فتح نہ ہوا۔ ۴۶۸ھ تک دمشق حملہ آور گروہ کا تختہ مشق بنا رہا۔ طول حصار' رسد غلہ اور امداد کی آمد و رفت بند ہونے کی وجہ سے اہل دمشق نے معلیٰ کے خلاف بغاوت کر دی۔ بے چارہ معلیٰ اپنی جان بچا کر بلبیس بھاگ گیا اور وہاں سے مصر چلا گیا۔ خلیفہ مستنصر نے اسے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ یہاں تک کے قید ہی میں مر گیا۔

اتسز کا قبضہ دمشق پر: معلیٰ کے چلے جانے کے بعد مصامدہ نے جمع ہو کر انصار بن یحیی کو دمشق کی امارت کی کرسی پر متمکن کیا۔ وزیر الدولہ کا لقب دیا۔ مگر تھوڑے ہی دن بعد گرانی کے باعث اہل دمشق کی حالت نازک ہو گئی۔ اس اثناء میں خلافت عباسیہ کا ایک نامور امیر قدس شریف سے آ گیا اور اس نے محاصرین کا حوصلہ بڑھا دیا۔ اہل دمشق نے مجبور ہو کر امان طلب کی اور شہر کو محاصرین کے حوالہ کر دیا۔ فتحمند امیر نے وزیر الدولہ کو قلعہ بانیاس میں لے جا کر قلعہ نظر بند رکھا اور خود مظفر و منصور ماہ ذیقعدہ میں داخل دمشق ہوا خلافت عباسیہ کا جھنڈا دمشق کے قلعہ پر اڑایا گیا۔ جامع مسجد میں خلیفہ مقتدی کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

اہل قدس کا محاصرہ و تاراج: اس کے بعد ۴۶۹ھ میں اتسز نے مصر پر فوج کشی کی بدر نے گرد و نواح کی عربی فوجوں کو فراہم کر کے اتسز کا مقابلہ کیا۔ ایک خونریز و سخت جنگ کے بعد اتسز کو شکست ہوئی۔ اس کے اکثر ہمراہی کام آ گئے اور اتسز شکست اٹھا کر شام کی جانب لوٹا دمشق پہنچ کر اہل دمشق کا شکریہ ادا کیا اور اس حسن خدمت کے صلے میں اہل دمشق نے اس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے زمانہ غیر حاضری میں دمشق کی عمدہ طور سے محافظت ونگرانی کی ۴۶۹ھ میں خراج معاف کر دیا گیا اور اہل قدس نے چونکہ اس کے زمانہ عدم موجودگی میں سرکشی اور بغاوت کی تھی۔ اس وجہ سے ان لوگوں پر محاصرہ ڈال دیا اور بزور تیغ قتل وغارت کرتا ہوا شہر میں گھس گیا۔ شکست خوردوں کا ایک گروہ مسجد داؤد علیہ السلام میں جا کر پناہ گزیں ہوا' مگر ان پناہ گزینوں کو وہاں بھی پناہ نہ ملی ہزار ہاں آدمی مسجد اقصیٰ میں مارے گئے۔ اس اثناء میں امیر الجیوش بدر جمالی نے مصر سے ایک عظیم فوج سپہ سالار نصیر الدولہ کی ماتحتی میں دمشق کی جانب روانہ کی۔ چنانچہ نصیر الدولہ نے دمشق پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ رسد وغلہ کی آمد بند کر دی آئے دن لڑائیوں سے اہل دمشق کو تنگ کرنے لگا۔

امارت شام پر تتش کا تقرر: سلطان ملک شاہ تاج دار سلجوقیہ نے ۴۷۰ھ میں اپنے بھائی تتش کو بلاد شام کی زمام حکومت سپرد کی تھی ساتھ ہی یہ ارشاد بھی کیا تھا کہ بلاد شام کے جن جن شہروں کو تم بزور تیغ فتح کر لو گے۔ وہ سب تمہارے مقبوضہ تسلیم کئے جائیں گے۔ چنانچہ چنانچہ تتش نیملک شام میں پہنچ کر حلب میں فوج کشی کی۔ ترکمانوں کی ایک عظیم فوج اس کے رکاب میں تھی۔ اہل حلب کو اس محاصرے اور حملے سے سخت مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔ ہنوز کسی فریق کی قسمت کا آخری فیصلہ نہ ہونے پایا تھا کہ اتسز نے دمشق سے کہلا بھیجا کہ مصری فوجوں نے دمشق کا محاصرہ کر لیا ہے رسد وغلہ کی آمد بند کر دی ہے۔ اگر آپ میری مدد نہ کریں گے تو مجھے بہ مجبوری شہر کو فریق مخالف کے حوالہ کر دینا پڑے گا۔

اتسز کا قتل: تتش نے یہ پیغام پا کر دمشق کی جانب کوچ کر دیا۔ مصری سپہ سالار کو جو یہ خبر لگی تو وہ بھی محاصرہ اٹھا کر شکست خوردہ گروہ کی طرح چلتا پھرتا نظر آیا۔ اتنے میں تتش دمشق کے قریب پہنچ گیا۔ اتسز اس کی آمد کی خبر سن کر اس سے ملنے کے لئے دمشق سے باہر آیا۔ تتش نے اسے قتل[1] کر کے شہر پر قبضہ کر لیا یہ واقعہ ۴۷۱ھ کا ہے۔ اس کے بعد ملک شاہ کی فوج نے حلب پر بھی قبضہ کر لیا اور اس طرح آہستہ آہستہ تاج دار سلجوقیہ تمام ممالک شام پر قابض ہو گیا۔ امیر الجیوش بدر جمالی کو تاج دار سلجوقیہ کی یہ کامیابیاں شاق گزر رہی تھیں۔ گرد ونواح کی فوجوں کو فراہم کر کے دمشق پر چڑھائی کی۔ ان دنوں دمشق میں تاج الدولہ تتش سلطان شاہ کا بھائی حکومت کر رہا تھا۔ اس نے مصری فوج کی آمد کی خبر پا کر نہایت حزم واحتیاط سے قلعہ بند کر لی۔ جس سے حملہ آور گروہ کی ایک بھی نہ چل سکی۔ ناکام ہو کر واپس گیا۔ پھر ۴۷۲ھ میں مصری فوج کے سپہ سالار نے ملک شام پر حملہ کیا۔

منیر الدولہ جیوشی کی بغاوت: اس مرتبہ شہر صور کو قاضی عین الدولہ بن ابی عقیل کے قبضہ سے واپس لے لیا اور اس کے بعد شہر صیدا اور شہر جبیل کو بھی یکے بعد دیگرے فتح کر کے اپنی جانب سے عمل مقرر کئے۔ ۴۸۴ھ میں فرانس نے جزیرہ صقلیہ کو مسلمانوں کے قبضہ سے نکال لیا اور ۴۸۲ھ میں منیر الدولہ جیوشی والیٔ شہر صور نے علم مخالفت بلند کیا۔ جسے بدر جمالی نے دولت علویہ کی جانب سے صور کی ولایت پر مامور کیا تھا۔ چنانچہ بدر جمالی نے ان کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر روانہ کیا۔ جس وقت لشکر صور کے قریب پہنچا۔ اہل صور نے خبر پا کر شہر کے اندر بھی ایک ہنگامہ بپا کر دیا منیر الدولہ سے کچھ بن نہ آئی۔ مصری

---

[1] اس واقعہ کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ تتش نے حلب کے قریب پہنچ کر مصری فوج کا جب کوئی اثر ونشان نہ پایا تو اتسز کی اس حرکت سے کہ اس نے بلاضرورت وامداد طلب کی تھی۔ ناراضگی ظاہر کی اتسز نے عذرات پیش کئے جسے تتش نے قبول نہ کیا اور اسی وقت گرفتار کر کے مار ڈالا۔ حافظ ابوالقاسم ابن عساکر دمشقی نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ ۴۷۴ھ کا ہے۔ تاریخ ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۷۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لشکر نے بلا جدال وقتال شہر پر قبضہ کرلیا اور منیر الدولہ کو گرفتار کر کے مصاحبوں سمیت مصر روانہ کر دیا گیا اور وہاں پہنچتے ان کو قتل کر دیا گیا۔

بدر جمالی کی وفات: ان واقعات کے بعد ماہ ربیع الاول ۴۸۷ھ میں امیر الجیوش بدر جمالی نے انتقال کیا۔ اسّی مرحلے عمر کے طے کئے۔ اس کے دو خانہ زاد تھے۔ ایک کا نام امین الدولہ لاویز تھا اور دوسرے کا نصیر الدولہ افتگین۔ بدر کے مرنے کے بعد خلیفہ مستنصر نے امین الدولہ لاویز کو بدر کی جگہ تقرر کرنے کی رائے ظاہر کی۔ نصیر الدولہ کو یہ امر ناگوار گزرا فوج کو تیاری کا حکم دے کر سوار ہو گیا۔ سارے شہر میں ایک ہلڑ سا مچ گیا۔ بلوائیوں اور بازاریوں نے قصر خلافت کو جا کر گھیر لیا۔ خلیفہ مستنصر کو سخت و ناملائم کلمات سنانے لگے۔ خلیفہ مستنصر نے مجبور ہو کر اپنی سابق رائے سے رجوع کیا اور بدر کے لڑکے محمد ملک ابوالقاسم کو بدر کی جگہ قلمدان وزارت سپرد کیا اور بدر کی طرح ''الافضل'' کا خطاب دیا۔ محمد ملک ابوالقاسم عہدہ وزارت سے ممتاز ہو کر اسی طور وطریقہ سے امور سلطنت کا انتظام کرنے لگا جیسا کہ اس کے باپ بدر کا طریقہ تھا۔ اس کی وزارت کے بعد ہی خلیفہ مستنصر نے وفات پائی۔ چونکہ ابوالقاسم بن مقری عہد وزارت بدر میں نیابت کا کام کرتا تھا۔ اس وجہ سے محمد کے انتقال کے بعد ملک ابوالقاسم قلمدان وزارت کا مالک بنایا گیا۔

خلیفہ مستنصر باللہ کی وفات: خلیفہ مستنصر باللہ ابوتمیم ابوالحسن علی الظاہر الاعزاز دین اللہ علوی والی مصر و شام التروبیہ (۸ ذی الحجہ) ۴۸۷ھ کو جاں بحق ہو گیا۔ ساٹھ برس اور بہ روایت بعض مؤرخین پینسٹھ سال خلافت کی۔ اس نے اپنے ابتدائے زمانہ خلافت میں بڑے بڑے مصائب اٹھائے طرح طرح کی تکالیف برداشت کیں۔ مال وخزانہ لٹ گیا۔ بے سروسامانی اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ اس کے پاس سوائے ایک فرش کے جس پر کہ یہ بیٹھا کرتا تھا اور کوئی سامان واسباب باقی نہ رہا تھا۔ برائے نام خلیفہ تھا اصل یہ ہے کہ اس کی معزولی میں کوئی کسر باقی نہ رہی تھی کہ دفعتہً اس نے اپنے ہوش وحواس درست کر کے امور سیاست کی جانب توجہ کی۔ عکہ سے بدر جمالی کو بلا بھیجا اور جب بدر جمالی آ گیا۔ تو تمام امور سلطنت کے سیاہ وسفید کا اسے اختیار دے دیا۔ بدر نے تھوڑے ہی دنوں میں بدنظمیاں دفع کر کے اس کے ممالک مقبوضہ کو ایک متمدن اور مہذب ملک بنا دیا اور شاہی اختیارات کو اسی پیمانہ سے برتنے لگا جیسا کہ لازم وسزاوار تھا۔

ابوالقاسم المستعلی باللہ کی تخت نشینی: مستنصر نے اپنی وفات پر تین لڑکے چھوڑے تھے احمد، نزار اور ابوالقاسم وزیر السلطنت اور نزار میں ان بن تھی۔ وزیر السلطنت نے یہ خیال کر کے کہ مبادا نزار کرسی خلافت پر متمکن ہو کر کسی قسم کا مجھے نقصان پہنچائے۔ مستنصر کی بہن کو پٹی پڑھائی کہ آپ ابوالقاسم کی خلافت کی تحریک کیجئے میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ امور سلطنت ہمیشہ آپ کی رائے اور ذمہ داری سے انجام پذیر ہوا کریں گے۔ مستنصر کی بہن نے اس بناء پر قاضی اور داعی کے روبرو ابوالقاسم کی ولی عہدی کا اظہار کیا اور قسم بھی کھائی۔ ارا کین دولت نے ابوالقاسم کے ہاتھ پر خلافت وامارت کی بیعت کر لی۔ ''المستعلی باللہ'' کے مبارک لقب سے یاد کرنے لگے۔

نزار کا قتل: نزار مستعلی سے بڑا تھا۔ اسے یہ امر ناگوار گزرا۔ بیعت خلافت لینے کے تیسرے دن مصر چھوڑ کر اسکندریہ چلا گیا۔ نصیر الدولہ افتگین بدر جمالی کا غلام ان دنوں اسکندریہ میں حکمرانی کر رہا تھا۔ اس کی اور محمد ملک ابوالقاسم وزیر السلطنت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی باہم نہ بنتی تھی۔ نصیر الدولہ یہ سن کر کہ ابوالقاسم تختِ خلافت پر متمکن کیا گیا ہے۔ باغی ہو گیا اور خلیفہ مستنصر کی ولی عہدی کے مطابق نزار کی خلافت کی بیعت کر کے ''المصطفیٰ الدین اللہ'' کے خطاب سے مخاطب کرنے لگا۔ دربار خلافت مصر میں اس کی خبر ہوئی۔ وزیر السلطنت نے ایک فوج مرتب کر کے نزار کی گوشمالی کی غرض سے کوچ کیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا اسکندریہ پہنچا اور اپنے حریف مقابل پر محاصرہ کیا۔ ایک مدت کے محاصرہ و جنگ کے بعد محصورین نے امان حاصل کر کے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ فتحمند گروہ نے شہر میں داخل ہو کر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا اور نزار کو کشتی پر سوار کرا کے قاہرہ روانہ کر دیا۔ خلیفہ مستعلی نے نزار کو پہنچتے ہی قتل کرا دیا۔ اس کے بعد ہی وزیر السلطنت افضل افگین کے ساتھ مصر واپس آیا۔ ایک روز حسب حکم خلافت مآب افگین کو دربار خلافت میں پیش کیا گیا۔ خلیفہ مستعلی نے اسے بغاوت اور سرکشی پر زجر و توبیخ کی۔ افگین نے گستاخانہ جواب دیا۔ خلیفہ مستعلی کو مخاطب کر کے حضرت والا! یہ قتل و خونریزی کسی قسم کا کفارہ نہیں بن سکتا۔

حسن بن صباح: بیان کیا جاتا ہے کہ حسن بن صباح جو فرقہ اسماعیلیہ کا عراق میں ایک نامور سردار تھا سوداگروں کے لباس میں خلیفہ مستنصر کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور ملک عجم میں اس کی حکومت و خلافت کی منادی کرنے کی اجازت طلب کی تھی۔ چنانچہ خلیفہ مستنصر نے اجازت دی۔ علیٰ سبیل تذکرہ حسن نے خلیفہ مستنصر سے دریافت کیا تھا ''آپ کے بعد میرا امام کون ہوگا؟'' جواب دیا میرا بیٹا نزار۔ اس کے بعد حسن ملک عجم چلا گیا اور در پردہ لوگوں میں خلیفہ مستنصر کی خلافت کی منادی کرنے لگا۔ تھوڑے دن بعد اس نے ہاتھ پاؤں نکالے اور وہاں کے اکثر قلعات مثل قلعہ موت وغیرہ پر قابض ہو گیا۔ جیسا کہ ہم آئندہ فرقہ اسماعیلیہ کے حالات میں بیان کریں گے۔ یہ ان کے اہم اور مشہور واقعات ہیں یہ لوگ نزار کی امامت کے قائل ہیں۔

کسیلہ کی بغاوت: الغرض خلیفہ مستعلی نے جوں ہی تخت خلافت پر قدم رکھا سرحدی شہروں میں بغاوت پھوٹ نکلی' کسیلہ نامی ایک شخص جو صور کا والی تھا علم خلافت سے منحرف و باغی ہو گیا۔ خلیفہ مستعلی نے ایک فوج اس کی سرکوبی کے لئے روانہ کی' اس فوج نے صور پہنچ کر محاصرہ کیا۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی۔ آخر کار شاہی لشکر فتح یاب ہوا اور کسیلہ کو شکست فاش اٹھانا پڑی۔ لشکر نے اسے گرفتار کر کے نامہ بشارت فتح کے ساتھ مصر روانہ ہوا۔ خلافت مآب نے پہنچتے ہی کسیلہ کو قتل کر ڈالا یہ واقعہ ۴۹۱ھ کا ہے۔

شام میں خانہ جنگی: تاج الدولہ تتش والی شام کے انتقال کے بعد اس کے دونوں لڑکوں رضوان اور دقاق میں خانہ جنگی کا بازار گرم ہو گیا۔ دقاق دمشق میں رہتا تھا اور رضوان حلب میں۔ رضوان نے اپنے صوبہ میں چند دن تک خلیفہ مستعلی کے نام کا خطبہ پڑھا تھا۔ مگر پھر خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھنے لگا۔

عیسائیوں کا انطاکیہ پر قبضہ: بیت المقدس کی حکومت پر تاج الدولہ تتش نے امیر سقمان بن ارتق ترکمانی کو مامور کیا تھا۔ اس کے بعد ہی ۴۹۰ھ میں عیسائیوں نے ملک شام کی طرف قدم بڑھائے عیسائی کروسیڈرون کی جماعت رفتہ رفتہ قسطنطنیہ پہنچی اور اس کے خلیج کو عبور کیا۔ والی قسطنطنیہ اس خیال سے کہ عیسائی کروسیڈ اس کے اور امراء سلجوقیہ و ترک والیان شام کے بیچ میں پڑ جائیں۔ عیسائی کروسیڈروں کو اپنے ملک سے راہ دے دی۔ چنانچہ عیسائیوں نے پہلے انطاقیہ پر پہنچ کر لڑائی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شروع کی اور اسے باغیان سپہ سالار سلجوقیہ کے قبضہ سے نکال لیا۔ باغیان انطاقیہ کو حریف مقابل کے محاصرے میں چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ کسی ارمنی نے اثناء راہ میں مار ڈالا اور سر اتار کر عیسائیوں کے پاس انطاقیہ لے آیا۔ اس واقعہ سے لشکر شام پر عیسائیوں کے رعب وداب کا سکہ بیٹھ گیا اور اس کے سرداروں کی آنکھوں میں آئندہ خطرات کی تصویریں پھرنے لگیں۔

عیسائیوں کا حمص اور عکہ پر قبضہ: اولاً کربوقا والیٔ موصل فوجیں مرتب کر کے عیسائی کروسیڈون سے بدلہ لینے کے لئے نکلا اور مرج دابق پہنچ کر پڑاؤ ڈالا دقاق بن تتش سلیمان بن راتق طغتکین اتابک والیٔ حمص اور والیٔ سنجار نے بھی آ کر بوقا کے پاس جمع ہوئے گردونواح کے ترکوں اور عربوں کو جمع کر فوجیں آراستہ کیں اور انطاقیہ پر عیسائیوں کے تیرہ یوم قبضہ کرنے کے بعد انطاقیہ کے چھڑانے کے لئے کوچ کیا۔ عیسائیوں نے بھی چاروں طرف سے عیسائی مجاہدوں کو جمع کر لیا تھا۔ یورپ کے بڑے بڑے بادشاہ اس جنگ میں شریک تھے۔ ان سب کا سردار بمیند نامی ایک عیسائی بادشاہ تھا۔ عساکر اسلامیہ اور عیسائی فوجوں سے صف آرائی کی نوبت آئی۔ سخت خونریزی کے بعد مسلمانوں کو شکست ہوئی ہزاروں مسلمانوں کو عیسائی کروسیڈروں نے تہ تیغ کیا اور ان کے لشکر گاہ پر قبضہ کر کے معرۃ النعمان کی جانب بڑھے ایک مدت تک اس پر محاصرہ کئے رہے۔ بالآخر اس کے اعوان وانصار اپنی کامیابی سے ناامید ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ تقریباً ایک لاکھ مسلمان کام آئے اور ابن منقذ نے شیرزدے کر عیسائیوں سے مصالحت کر لی۔ اس مصالحت کے بعد عیسائیوں نے حمص کو جا گھیرا۔ جناح الدولہ نے شہر کو اپنے حریف محاصر کے سپرد کر کے صلح کر لی پھر ان عیسائیوں نے عکہ پر پہنچ کر محاصرہ کیا۔ مدتوں عکہ فتح نہ ہوا ترکی اسلامی فوج مقیم عکہ کو بڑے بڑے مصائب کا سامنا کرنا پڑا جو احاطہ تحریر وتقریر سے باہر ہیں۔

افضل بن بدر جمالی کا بیت المقدس پر قبضہ: اسی آشوب زمانہ میں اہل مصر کو سلجوقیہ اور ترکوں کے زیر کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ وزیر السلطنت افضل بن بدر جمالی فوجیں مرتب کر کے بیت المقدس کے واپس لینے کے لئے روانہ ہوا اور سفر و قیام کرتا ہوا بیت المقدس پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ بیت المقدس میں ان دنوں سقمان اور ایلغازی پسران ارتق اور اس کا بھتیجا یاقوتی اور برادر چچازاد سوتیج موجود تھا۔ افضل نے چالیس منجنیقیں قلعہ شکن بیت المقدس کے فتح کرنے کو نصب کرائی تھیں تقریباً چالیس روز محاصرہ کئے رہا۔ اس کے بعد ۴۹۰ھ میں امان کے ساتھ فتح کر لیا۔ افضل نے فتح یابی کے بعد سقمان، ایلغازی اور ان لوگوں کے ساتھ جو ان کے ساتھ تھے اچھے برتاؤ کئے اور ان کو چلے جانے کی اجازت دی۔ کسی قسم کی ان سے مزاحمت نہ کی۔ پس سقمان شہرالرہا چلا گیا اور ایلغازی نے عراق کا راستہ لیا ان لوگوں کی روانگی کے بعد افضل نے بہ اطمینان تمام بیت المقدس پر قبضہ کر کے اپنے آتش شوق کو بجھایا اور فتح کا جھنڈا لئے ہوئے مصر کی جانب واپس آیا۔

بیت المقدس پر عیسائیوں کا دوبارہ قبضہ: اس عارضی فتح یابی کے بعد عیسائی کروسیڈروں نے بیت المقدس کا قصد کیا۔ چالیس روز تک محاصرہ کئے رہے۔ قلعہ شکن منجنیقیں چاروں طرف سے نصب کیں شہر پناہ دیوار منہدم کرانے کی غرض سے دو بڑے بڑے برج بنائے تھے۔ جس پر آتش بازی کا کوئی اثر نہیں پہنچتا تھا۔ لڑتے بھڑتے شمالی جانب سے بیت المقدس میں جبکہ سات راتیں شعبان ۴۹۲ھ کے تمام ہونے کو باقی رہ گئی تھیں۔ گھس پڑے ہفتوں عام خونریزی اور کشت وخون کا ہنگامہ گرم اور جاری رہا۔ مسلمانوں نے محراب داؤد علیہ السلام میں جا کر پناہ لی اور یہ سمجھ کر وہاں جا چھپے تھے کہ شاید اب خونریزی اور قتل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ہم بچ جائیں گے۔ مگران اجل رسیدوں کو وہاں بھی پناہ نہ ملی۔ عیسائی فوجوں نے پہلے انہیں امان دی اور جب انہوں نے دروازہ کھولا تو قتل کرنے لگے مسجد اقصیٰ اور صخرہ میں ستر ہزار مسلمان شہید کئے گئے۔ مسجد اقصیٰ کی چالیس قندیلیں نقرئی جو تین تین ہزار اور چھ چھ سو درم وزن کی تھیں اور ایک تنور نقرئی (جو وزن میں چالیس رطل شامی تھا) اور ایک سو پچاس قندیلیں طلائی لوٹ لیں۔ اس کے علاوہ اور مال واسباب اور قیمتی قیمتی سامان لوٹ لئے گئے جو شمار سے باہر تھے۔ بقیۃ السیف جو اس عام خونریزی سے بچ گئے۔ وہ بہال پریشان گریاں و نالاں بغداد پہنچے اور ان مصائب کو بالتفصیل بیان کیا۔ جو اسلام اور مسلمانوں پر بیت المقدس اور سرزمین شام میں قتل غارت گری اور قید ہونے کے گزرے تھے خلافت مآب نے سربرآوردہ علماء کے ایک گروہ کو سلطان برکیاروق اور اسکے بھائیوں محمد اور سنجر کے پاس جہاد پر جانے کی غرض سے بھیجا۔ لیکن یادگاران سلاطین سلجوقیہ میں باہمی نزاعات اور مخالفت کی وجہ سے اس قدر قوت باقی نہ رہی تھی کہ عیسائی کروسیڈروں کے مقابلے میں تلوار اٹھا سکتے اور بیت المقدس کو ان کے قبضہ سے نکالنے کی کوشش کرتے چارو نا چار علماء کا وفد ناکام واپس آیا۔

عسقلان کا محاصرہ: وزیر السلطنت افضل بن بدر جمالی امیر الجیوش نے بیت المقدس پر عیسائیوں کے قبضہ کی خبر پا کر فوجیں آراستہ کیں اور عیسائی کروسیڈروں کو بیت المقدس سے نکال باہر کرنے کے قصد سے مصر سے کوچ کیا۔ عیسائی فوجیں بھی افضل کے لشکر سے مقابل ہونے کے لئے بڑھیں اور اچانک حملہ کر کے انہیں پسپا کر دیا۔ مصری لشکر کا ایک گروہ متفرق و منتشر ہو کر گولروں کے گنجان باغ میں جا چھپا۔ عیسائیوں نے آگ لگا دی۔ سب کے سب جل گئے اور جو گھبرا کر باغ سے باہر نکلا اسے عیسائیوں نے بے دریغ قتل کر ڈالا۔ اس ہوش ربا واقعہ کے بعد عیسائی فوجیں عسقلان کی طرف لوٹیں اور پہنچتے ہی محاصرہ کیا۔ بیس ہزار دینار بطور تاوان جنگ لے کر واپس ہوئیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۱۲

ابوعلی منصور الآمر باحکام اللہ ۴۹۵ھ تا ۵۲۴ھ

و

ابوالمیمون عبدالمجید الحافظ لدین اللہ ۵۲۴ھ تا ۵۴۴ھ

تخت نشینی: مصر کا تاجدار خلیفہ ابوالقاسم احمد بن مستنصر باللہ علوی نصف ماہ صفر ۴۹۵ھ کو اپنی خلافت کے سات سال پورے کر کے مر گیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا ابوعلی جس کی عمر اس وقت پانچ برس کی تھی۔ تخت خلافت پر متمکن کیا گیا اور الآمر باحکام اللہ کا خطاب اختیار کیا۔ خلفاء علویہ میں سے کوئی شخص اس سے اور مستنصر سے زیادہ کم سن خلیفہ نہیں بنایا گیا۔ اس کی یہ حالت تھی کہ اکیلا گھوڑے پر سوار نہیں ہو سکتا تھا۔

عیسائیوں اور مصریوں کا مقابلہ: ۴۹۶ھ میں افضل امیر الجیوش مصریہ نے دوبارہ فوجیں آراستہ کر کے عیسائیوں سے جنگ کرنے کے لئے شام کی جانب روانہ کیں۔ سعد الدولہ طواشی نامی ایک امیر جو اس کے باپ کا مملوک تھا۔ اس مہم کا سردار بنایا گیا۔ رملہ اور یافہ کے درمیان عیسائی کروسیڈروں سے معرکہ آرائی ہوئی۔ عیسائیوں کے سردار کا نام بغدوین تھا۔ پہلے حملہ میں عیسائیوں نے مصری لشکر کو شکست دے دی۔ اثناء دار و گیر میں سعد الدولہ مارا گیا۔ عیسائیوں نے اس کے خیمے اور لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا اور وہاں پر جو کچھ مال و اسباب پایا لوٹ لیا۔ افضل کو اس واقعہ کی خبر لگی۔ تو اس نے اپنے بیٹے شرف المعالی کو فوج کا سردار مقرر کر کے روانہ کیا۔ رملہ کے قریب عیسائیوں سے مڈبھیر ہوئی۔ شرف المعالی نے عیسائیوں کو شکست دے دی بغدوین بخوف گرفتاری و قتل گنجان درختوں میں چھپ رہا اور جب ہنگامہ جنگ ختم ہو گیا۔ تو چند عیسائی سرداروں کے ساتھ نکل کر چپکے سے رملہ چلا گیا۔ شرف المعالی نے اس مہم کو سر کر کے رملہ پر فوج کشی کی۔ پندرہ یوم تک محاصرہ کئے رہا۔ آخر کار بزور تیغ اسے فتح کر لیا۔ چار سو عیسائیوں کو تہ تیغ کیا اور تین سو عیسائی سرداروں کو گرفتار کر کے مصر بھیج دیا۔ مگر بغدوین اس واقعہ سے بھی بال بال بچ کر ساقیہ چلا گیا اتفاق سے اسی اثناء میں عیسائی زائروں کا ایک گروہ کثیر بیت المقدس کی زیارت کو آیا ہوا تھا بغدوین نے ان کو صلیبی لڑائی لڑنے کی ترغیب دی اور جب وہ آمادہ و تیار ہو گئے تو انہیں تیار کر کے عسقلان کی جانب بڑھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرف المعالی یہ خبر پا کر اپنے باپ افضل امیر الجیوش کے پاس چلا گیا اور عیسائیوں نے عسقلان پر بلا جدال وقتال قبضہ حاصل کر لیا۔

تاج العجم کی گرفتاری: اس کے بعد شرف المعالی نے بری اور بحری فوجیں مرتب کیں اپنے باپ کے نامور مملوک تاج العجم کو عظیم فوج کے ساتھ براہ خشکی عیسائیوں کے مقابلے پر عسقلان کی طرف روانہ کیا اور قاضی ابن قادوس کی ماتحتی میں جنگی کشتیوں کا بیڑا براہ دریا یافا کی جانب بھیجا چنانچہ تاج العجم نے عسقلان پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ قاضی قادوس نے تاج العجم کو کہلا بھیجا کہ آؤ ہم تم متفق ہو کر عیسائیوں پر حملہ کریں۔ تاج العجم نے انکاری جواب دیا۔ افضل امیر الجیوش کو اس واقعہ کی اطلاع ہو گئی۔ افضل نے اسی وقت ابن قادوس کو تاج العجم کے گرفتار کر لینے کو بھیجا اور اپنے خادموں میں سے جمال الملک کو عسقلان کی جانب روانہ کیا اور عساکر شامیہ کی سرداری بھی اسی کو مرحمت کی۔

سناء الملک کی عیسائیوں پر فوج کشی: ۴۹۶ھ انہی واقعات پر تمام ہو جاتا ہے۔ آئندہ ۴۹۷ھ میں مصری اور عیسائی فوجوں میں باہم کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہیں ہوتی۔ ۴۹۸ھ میں وزیر السلطنت افضل نے اپنے دوسرے بیٹے سناء الملک حسین کو عیسائیوں کے مقابلہ پر روانہ کیا اور جمال الملک کے ساتھ جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ سناء الملک پانچ ہزار فوج کی جمعیت سے عیسائیوں سے لڑنے کے لئے روانہ ہوا۔ طغتکین اتابک والیٔ دمشق سے کمک طلب کی۔ طغتکین نے تیرہ سو سوار بھیج دیئے۔ عسقلان اور یافا کے درمیان عساکر اسلامیہ اور عیسائی فوجوں سے مقابلہ ہوا۔ جانبین کے ہزارہا آدمی کام آئے۔ اس کے بعد دونوں فریق ایک دوسرے سے خود بخود علیحدہ ہو گئے۔ عساکر اسلامیہ نے عسقلان اور دمشق کی جانب مراجعت کی ۴۹۷ھ میں بلتاش بن تتش عیسائیوں سے مل گیا تھا۔ جس کا سبب یہ تھا کہ طغتکین نے اپنے دوسرے برادر وفاق بن تتش کو حکومت کی کرسی پر بٹھانے کا قصد کیا تھا۔ اسی وجہ سے بکتاس نے عیسائیوں سے سازش کر لی تھی اور ان سے جا ملا تھا۔

عیسائیوں کا طرابلس پر قبضہ: طرابلس پر خلافت علویہ کی حکومت کا جھنڈا اڑ رہا تھا۔ اسی زمانہ پر آشوب وفتن میں عیسائیوں نے اس کا بھی محاصرہ کر رکھا تھا۔ محصورین کی امداد اور کمک مصری دار الخلافت سے آ رہی تھی۔ ۵۰۳ھ کے دور میں جہازوں کا ایک بیڑا براہ دریا عیسائی مقبوضات سے ساحل طرابلس پر پہنچا۔ جس کا سردار قمص کبیر "یعنی ریمند نجیل تھا۔ اس بیڑے میں غلہ، رسد اور فوج کی کافی مقدار تھی سردانی ہمشیرزادہ نجیل پہلے سے طرابلس پر محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ سردانی اور ریمنڈ میں ان بن ہو گئی۔ بغدوین والیٔ بیت المقدس نے بہت جلد دونوں میں مصالحت کرا دی۔ ان دونوں نے متفق ہو کر طرابلس پر حملہ کیا۔ ادھر مصر سے محصورین کی آمد و رفت بند ہو گئی۔ عیسائیوں نے طرابلس کے شہر پناہ پر چڑھنے کی غرض سے چند برج بنائے تھے جنہیں آہستہ آہستہ لڑتے ہوئے شہر پناہ کی دیوار سے جا کر ملا دیا۔ عیسائی فوجیں اس کے ذریعہ سے شہر پناہ کی دیوار پر چڑھ گئیں اور بزور تیغ ۲ ذی الحجہ ۵۰۳ھ کو شہر فتح کر لیا۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی ہزارہا قید و گرفتار کر لئے گئے۔ والیٔ طرابلس نے شہر دمشق فتح ہونے سے قبل اپنے چند سرداران لشکر کے ساتھ امان حاصل کر لی تھی اور اس واقعہ جاں کاہ سے پہلے دمشق چلا گیا۔ اس فتح کے بعد ایک دوسرا بیڑا کشتیوں کا طرابلس کے ساحل پر پہنچا جس پر ایک سال کے خرچ کا غلہ بھرا ہوا تھا۔ عیسائیوں نے اسے صور، صیدا اور بیروت کی محاصر فوجوں پر تقسیم کر دیا۔ مختصر یہ کہ آہستہ آہستہ عیسائیوں نے کل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سواحل شام پر قبضہ کر لیا۔ ہم نے ان واقعات کو دولت علویہ کے تذکرہ میں اس وجہ سے خصوصیت سے بیان کیا ہے کہ ان مقامات پر خلافت علویہ کا قبضہ وتصرف تھا۔ بقیہ حالات کو عیسائیوں کے اخبار کے ضمن میں بیان کریں گے۔

شمس الخلافۃ کا قتل: عسقلان میں علم خلافت علویہ مصر کا قبضہ تھا۔ شمس الخلافۃ نامی ایک امیر کے قبضہ اقتدار میں اس کی عنان حکومت تھی۔ بغدوین عیسائی بادشاہ بیت المقدس نے شمس الخلافت کو ایسی پٹی پڑھائی کہ شمس الخلافت نے خود مختاری کا اعلان کر دیا اور علم خلافت علویہ سے اپنے تعلقات نیازمندی منقطع کر لئے۔ یہ خبر دربار خلافت مصر تک پہنچی۔ امیر الجیوش افضل نے ایک فوج مرتب کر کے عسقلان کی جانب روانہ کی اور امیر لشکر کو یہ ہدایت کر دی کہ جس وقت شمس الخلافت لشکر میں آئے فوراً گرفتار کر لینا کسی ذریعہ سے شمس الخلافت کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ کھلم کھلا مخالفت پر آمادہ ہو گیا اور جس قدر اہل مصر اس کے شہر میں تھے سب کو نکال دیا۔ وزیر السلطنت امیر الجیوش افضل نے بہ نظر تالیف قلب شمس الخلافت کو نہایت نرمی کا خط لکھا اور اسے اس کے عہدے پر بحال رکھنے کا اظہار کیا۔ مگر شمس الخلافت کا دل وزیر السلطنت کی طرف سے صاف نہ تھا ساتھ ہی اس کے اہل عسقلان کی جانب سے بھی مشکوک ہو گیا۔ اس وجہ سے اپنی فوج میں آرمینیوں کو کثرت سے داخل کر لیا۔ اہل عسقلان کو اس سے کشیدگی ومنافرت پیدا ہو گئی سب نے متفق ہو کر حملہ کر دیا اور گرفتار کر کے قتل کر ڈالا[1] اور خلیفہ آمر باحکام اللہ اور وزیر السلطنت افضل کے دربار میں اس واقعہ کی اطلاع دی۔ خلیفہ آمر نے دار الخلافت مصر سے ایک شخص کو امیر مقرر کر کے عسقلان روانہ کیا۔ اس امیر نے عسقلان پہنچ کر اہل عسقلان کے ساتھ نہایت رحم وانصاف کے برتاؤ کئے شورش وبغاوت جس قدر فرو ہو گئی۔ نظام حکومت درست ہو گیا۔

عیسائیوں کا صور پر حملہ: اس واقعہ کے بعد عیسائی بادشاہ بیت المقدس نے شہر صور پر حملہ کیا۔ صور بھی خلافت علویہ مصریہ کے مقبوضات میں داخل تھا۔ عز الملک الاعز نامی ایک امیر اس شہر کا والی تھا۔ آرمینیوں کا لشکر اس کی محافظت کر رہا تھا۔ عیسائیوں نے اس شہر پر چاروں طرف سے محاصرہ ڈال کر لڑائی شروع کر دی۔ اہل صور نے طغتگین اتابک والیٔ دمشق سے امداد کی درخواست کی چنانچہ افسگین اتابک اہل صور کی کمک پر آیا۔ مدتوں حصار اور لڑائی کا سلسلہ جاری اور قائم رہا اتنے میں تیاری فصل کا زمانہ آ گیا۔ عیسائی بادشاہ اس خوف سے کہ طغتگین والیٔ دمشق عیسائی مقبوضات کی تیار شدہ فصل کو لوٹ نہ لے محاصرہ اٹھا کر عکہ چلا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اہل صور کو ان کے شہر سے بچا لیا۔

بغدوین کا انتقال: پھر ماہ ذی الحجہ ۵۱۱ھ میں بغدوین بادشاہ بیت المقدس نے فوجیں مرتب کر کے مصر پر چڑھائی کی۔ کوچ وقیام کرتا ہوا تینس تک پہنچا ایک روز تیرنے کی غرض سے دریائے نیل میں اترا موت کا وقت قریب آ گیا تھا۔ پرانے زخم ہرے ہو گئے۔ مجبوراً بیت المقدس کی جانب مراجعت کی۔ چنانچہ بیت المقدس پہنچ کر مر گیا۔ بیت المقدس کی بادشاہی کی وصیت قمص والیٔ الرہا کے حق میں کر گیا اگر اس وقت ملوک سلجوقیہ میں خانہ جنگیاں اور باہمی نزاعات پیدا نہ ہو گئے ہوتے تو ان لوگوں نے تمام بلاد شامیہ کو واپس لے لیا ہوتا مگر اللہ شانہ نے اس نیک نامی کو صلاح الدین فاتح بیت المقدس کے لئے چھوڑا اور یہ سہرا اسی کے سر بندھا۔

---

[1] یہ واقعہ ۵۰۹ھ کا ہے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ مطبوعہ لندن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلیفہ آمر کی افضل سے کشیدگی: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ وزیر السلطنت افضل نے خلیفہ مستعلی کی وفات کے بعد خلیفہ آمر باحکام اللہ کو جس وقت کہ اس کا سن پانچ برس کا تھا۔ تخت خلافت پر متمکن کیا۔ جب خلیفہ سن شعور کو پہنچا اور اس کی حکومت وسلطنت کو ایک گونہ استحکام واستقلال حاصل ہو گیا۔ اس وقت خلیفہ آمر کو افضل کا ہر کام میں پیش پیش رہنا ناگوار گزرنے لگا اپنے مصاحبوں سے وزیر السلطنت افضل کے قتل کی بابت مشورہ کیا۔ اس کا چچازاد بھائی عبدالمجید جو اس کا ولی عہد بھی تھا۔ بولا خلافت مآب اس خیال سے باز آئیں۔ یہ بہت بڑی بدنامی کی بات ہے ایک زمانہ دراز سے یہ اور اس کا باپ علم حکومت کی خیر خواہی کرتا چلا آیا ہے۔ جس وقت لوگوں کو یہ خبر معلوم ہوگی ان کے دل میں کیا کیا خیالات نہ پیدا ہوں گے۔ علاوہ بریں اسے قتل کرنے سے پیشتر کسی اور شخص کو قلمدان وزارت سپرد کر دینا چاہئے۔ یہاں تک کہ آئندہ خطرات سے آپ محفوظ رہیں۔ خلیفہ آمر یہ سن کر خاموش ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد عبدالمجید نے یہ رائے دی کہ ابوعبداللہ بن بطائحی کے ذریعہ سے اس اہم کام کو انجام دینا چاہئے۔ ابوعبداللہ اس کا معتمد علیہ اور مصائب بھی ہے۔ وہی اس کام کو اچھی طرح انجام دے سکے گا اور وہ ایسے لوگوں کو متعین کر دے گا جو افضل کو قتل کر ڈالیں گے چنانچہ خلیفہ آمر نے ابوعبداللہ کو اپنے محل سرائے خلافت میں طلب کر کے وزیر السلطنت کے قتل کر ڈالنے کی خواہش ظاہر کی اور عہدہ وزارت پر مقرر کرنے کا وعدہ کیا۔ ابو عبداللہ نے دو شخصوں کو وزیر السلطنت کے قتل پر مامور کیا جنہوں نے اسے مصر میں اس وقت قتل کیا جبکہ وہ اپنی سواری کے ساتھ مصر سے قاہرہ جا رہا تھا۔ یہ واقعہ ۵۱۵ھ کا ہے۔

وزیر السلطنت افضل کا قتل عام: وزیر السلطنت افضل حسب دستور قدیم عید کے دن قاہرہ کے خزانہ السلاح کو انعام و اکرام تقسیم کرنے کی غرض سے جا رہا تھا۔ خدام اور فوج کی کثرت خلائق اور تماشائیوں کے اژدھام کی وجہ سے گرد وغبار کثرت سے اٹھ رہا تھا۔ وزیر السلطنت کو اس سے تکلیف ہوئی حکم دیا کہ ہمارے ساتھ کوئی شخص نہ آئے کل فوج ہم سے اس قدر فاصلہ پر رہے کہ مابدولت تک گرد وغبار نہ پہنچ سکے۔ چنانچہ فوج پیچھے رہ گئی اور آپ آگے بڑھ گیا۔ دو شخص جن کو ابوعبداللہ نے اس کے قتل پر مامور کیا تھا ایک گوشہ سے نکل کر وزیر السلطنت کی طرف لپکے ایک نے تلوار چلائی دوسرے نے نیزہ مارا۔ زخمی ہو کر گھوڑے سے زمین پر آ رہا۔ قاتلوں نے بھاگنے کی کوشش کی۔ لیکن اس میں انہیں کامیابی ہوتی نظر نہ آئی تو خودکشی کر لی۔ وزیر السلطنت محل سرائے وزارت میں اٹھا کر لایا گیا۔ اس وقت اس میں کچھ دم باقی تھا۔ خلیفہ آمر عیادت کو آیا دریافت کیا ''تمہارا خزانہ کہاں ہے؟'' عرض کیا ''جس قدر میرا ظاہری خزانہ ہے۔ اسے ابوالحسن بن اسامہ جانتا ہے (یہ شخص حلب کا رہنے والا تھا اور اس کا باپ قاہرہ کا قاضی تھا) اور جو دفینہ ہے اسے بطائحی واقف ہے''۔

افضل کا خزانہ: پس جب افضل اپنی وزارت کا اٹھائیسواں سال پورا کر کے داعی اجل کو لبیک کہہ کر راہی ملک عدم ہوا تو خلیفہ آمر نے اسکے مال واسباب اور خزانہ کی پورے طور سے نگرانی کی۔ چھ ہزار توڑے اشرفیوں کے پچاس ہزار توڑے روپوں کے، رنگ برنگ کے زیبائی کپڑے، بغدادی، اسکندری اسباب، ہندی ظروف طلائی ونقرئی طرح طرح کی خوشبودار چیزیں، عنبر اور مشک بے شمار برآمد ہوا۔ اس کے ذخائر واسباب میں دندان فیل اور آبنوس کے ٹکڑوں کا ایک مصنوعی پہاڑ ملا تھا۔ جس پر چاندی جڑی ہوئی تھی پہاڑ عنبر کا ایک متمن (ہشت پہل) چبوترہ تھا۔ جس کا وزن ایک ہزار رطل[1] کا تھا اور اس

[1] بہ حساب وزن رائج الوقت رطل ۳۳ تولہ کا ہوتا ہے۔ اس حساب سے وہ چبوترہ تینتیس ہزار تولہ کا ہوا۔ مترجم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چبوترے پر سونے کی چڑیا بنی ہوئی تھی۔ جس کے پاؤں مرجان سرخ کے۔ چونچ زمرد کی اور آنکھیں یاقوت کی تھیں۔ امیر الجیوش افضل اس چبوترہ کو اپنے محل سرائے وزارت میں رکھتا تھا۔ جس سے سارا مکان معطر ہو جاتا تھا۔ قدرت کی یہ نیرنگی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ سب مال و ذخیرہ صلاح الدین کے قبضہ میں آیا۔

بطائحی کی وزارت :ابن اثیر لکھتا ہے کہ بطائحی کا باپ عراق میں وزارت مآب افضل کے مخبروں میں تھا بچپن میں اس کے سر سے اس کے باپ کا سایہ اٹھ گیا۔ کوئی متروکہ بھی نہ چھوڑا نہایت تنگی سے اس کی پرورش ہوئی۔ سن شعور کو نہ پہنچنے پایا تھا کہ ماں بھی مرگئی۔ پہلے تو اس نے معماری کا کام سیکھا پھر حمالی کا کام کرنے لگا۔ اکثر اوقات مال و اسباب اٹھا کر محل سرائے وزارت میں لایا کرتا تھا۔ امیر الجیوش افضل کو اس کی غربت و کمزوری پر رحم آ گیا۔ فراشوں کے زمرے میں نوکر رکھ لیا۔ ترقی کرتے کرتے حجابت کے عہدے پر پہنچ گیا۔ جب امیر الجیوش افضل مارا گیا۔ تو خلیفہ آمر نے اسے افضل کی جگہ وزارت کے عہدے سے سرفراز فرمایا۔ اگرچہ بطائحی ابن فاتت اور ابن قائد کے نام سے مشہور تھا لیکن خلیفہ آمر نے عہدہ وزارت عطا کرنے کے بعد ''جلال الاسلام'' کا لقب مرحمت کیا خلعت دیا۔ وزارت کے دوسرے برس ''الماموں'' کا خطاب دیا۔

خلیفہ آمر کی بطائحی سے کشیدگی: تھوڑے دن بعد یہ بھی افضل کی طرح امور سلطنت میں سختی اور شدت سے کام لینے لگا۔ اس سے خلیفہ آمر کو کشیدگی پیدا ہوگئی مامون کو بھی اس کی کشیدگی سے منافرت اور وحشت پیدا ہو چلی۔ ماموں کا ایک بھائی ملقب بہ موتمن تھا۔ ماموں نے خلیفہ آمر سے مشورہ کر کے موتمن کو اسکندریہ کی حفاظت و نگرانی کے لئے روانہ کیا۔ اس کے ہمراہ سپہ سالاروں کا ایک گروہ بھی گیا۔ جس میں علی بن سلار' تاج الملوک' سنا الملک الجمل اور دری الحروب وغیرہ تھے۔ ان لوگوں کی روانگی کے بعد ماموں نے قاہرہ میں قیام اختیار کیا۔ فوج آرائی اور ترتیب لشکر کی فکریں کرنے لگا۔ لوگوں نے خلیفہ آمر سے اس کی شکایت شروع کر دی کہ یہ اپنے کو نزار کی اولاد سے بتلاتا ہے کہتا ہے کہ میں نزار کی لونڈی کے بطن سے ہوں۔ جو محل سرائے خلافت سے حاملہ نکل آئی تھی۔ ساتھ ہی اس کے یہ خبر بھی خلیفہ آمر کے کان تک پہنچائی گئی کہ مامون نے نجیب الدولہ کو یمن میں اپنی امارت کی دعوت دینے کو روانہ کیا ہے آمر نے اس امر کی انکشاف کی غرض سے چند لوگوں کو یمن روانہ کیا۔

بطائحی کا قتل: جس وقت خلیفہ آمر کا دل ماموں کی شکایتیں سنتے سنتے فکر و تردد سے بھر گیا اور طرح طرح کے خیالات اس کے دماغ کو پراگندہ کرنے لگے۔ تو مجبوراً اس نے سپہ سالاروں کو قاہرہ بلا بھیجا۔ جو ماموں کے بھائی کے ساتھ اسکندریہ میں مقیم تھے۔ علی بن سالار کو اس سے تردد پیدا ہوا۔ مگر خلافت مآب کا حکم تھا۔ خلاف ورزی کی کس میں طاقت تھی۔ سب کے سب ماہ رمضان ۵۱۹ھ میں دارالخلافت قاہرہ آ گئے۔ اس کے بعد موتمن بھی اجازت حاصل کر کے اسکندریہ سے قاہرہ چلا آیا۔ خدام خلافت حسب دستور افطار کرنے کے لئے قصر خلافت میں حاضر ہوئے ماموں اور موتمن بھی افطار کے لئے قصر خلافت میں حاضر ہوئے خلیفہ آمر نے ان دونوں بھائیوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ اگلے دن دربار عام کر کے ان دونوں بھائیوں کے حالات اور بے جا کارروائیوں کو ظاہر کیا اور عہدہ وزارت پر کسی کو مقرر نہ فرمایا۔ دفتر وزارت سے دو شخصوں کو خراج' زکوٰۃ اور ٹیکس وصول کرنے پر مامور کیا۔ چند روز بعد ان دونوں آدمیوں کو ظلم کی وجہ سے معزول و معطل فرمایا۔ اس کے بعد جو لوگ مامون کی تفتیش کی غرض سے یمن گئے ہوئے تھے۔ بارگاہ خلافت میں حاضر ہوئے اور نجیب الدولہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو بھی پابہ زنجیر حاضر کیا۔ تمام واقعات عرض کئے خلیفہ آمر نے نجیب الدولہ ماموں اور موتمن کو قتل کر کے صلیب پر چڑھا دیا۔

خلیفہ آمر کا قتل: خلیفہ آمر نے اپنی خواہشات نفسانیہ میں ڈوبا ہوا تھا۔ مگر اس کے باوجود ترقی کا خواہاں تھا۔ طرہ یہ ہے کہ دلی کوشش بھی نہ کرتا تھا۔ کبھی عراق جانے کا قصد کرتا تھا۔ پھر رک جاتا تھا طبیعت موزوں پائی تھی دو چار اشعار بھی کہہ لیا کرتا تھا۔ ان میں سے دو یہ شعر ہیں:

اصبحت لا ارجو ولا اخشیٰ
الا الٰھی ولہ الفضل
جدی نبی و امامی ابی
و مذھبی التوحید و العدل

''مجھے نہ کسی سے کوئی تمنا ہے اور نہ میں کسی سے ڈرتا ہوں سوائے اپنے اللہ کے اور وہ فضل والا ہے۔ میرا دادا نبی ہے اور میرا باپ امام ہے اور میرا مذہب توحید اور عدل ہے''۔

فرقہ فدائیہ اکثر اس کے قتل کا قصد کیا کرتا تھا۔ لیکن موقع ہاتھ نہ آنے سے رک جاتا تھا۔ چند دن بعد ان میں سے دس آدمیوں نے ایک مکان میں جمع ہو کر اس کے قتل کا مشورہ کیا۔ ایک روز خلیفہ آمر سوار ہو کر روضہ کی طرف جا رہا تھا۔ اس پل پر سے ہو کر گزرا۔ جو جزیرہ اور مصر کے درمیان تھا۔ ان دسوں آدمیوں کو اس کی خبر لگ گئی۔ آگے بڑھ کر اثناء راہ میں چھپ گئے۔ جس وقت خلیفہ آمر پل پر سے گزرا۔ تنگی راہ کی وجہ سے لشکر علیحدہ ہو کر چلا قاتلوں کو موقع مل گیا دفعتہً تلواریں تول کر ٹوٹ پڑے اور بات کی بات میں قتل کر ڈالا۔ یہ واقعہ ۵۲۴ھ کا ہے۔ ساڑھے انتیس برس خلافت کی۔ چونتیس برس کی عمر پائی برغش عادل اور برخود ہریز ملوک اس کے دو خادم خاص تھے' انہی کے ذریعہ وہ امور سلطنت انجام دیا کرتا تھا۔

خلیفہ آمر کی وصیت: جب خلیفہ آمر نے وفات پائی چونکہ اس کی کوئی اولاد نہ تھی۔ اس وجہ سے اس کے چچا کے بیٹے میمون عبدالمجید بن امیر ابوالقاسم بن خلیفہ مستنصر باللہ کو جانشین کیا۔ کہتے ہیں کہ خلیفہ آمر نے وصیت کی تھی کہ ''میری بیوی کو حمل ہے۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ اس کے بطن سے لڑکا پیدا ہوگا میرے بعد وہی تختِ خلافت پر متمکن کیا جائے'' اور میمون عبدالمجید اسکی نگرانی و پرداخت کرتا رہے۔

ابوالمیمون عبدالمجید الحافظ لدین اللہ: چنانچہ ارکین دولت نے میمون کے ہاتھ پر بطور نائب خلیفہ کے بیعت کی ''حافظ لدین اللہ'' کا خطاب دیا۔ حسب وصیت مرحوم خلیفہ نہر برالملوک کو قلمدانِ وزارت سپرد کیا اور سعید یانس جو وزیر السلطنت افضل کے خادموں میں سے تھا اسے داروغہ محل سرائے خلافت بنایا اس انتظام کے بعد محل سرائے خلافت میں اسی مضمون کا فرمان پڑھا گیا۔

ابوعلی کی وزارت: جس وقت یہ امر طے پا گیا کہ عہدۂ وزارت ہزبرالملوک کو مرحمت کیا جائے اور اس بناء پر ہزبرالملوک کو خلعت عنایت ہوا تو لشکریوں اور امراء لشکر کو ناگوار گزرا۔ اس ناراضگی میں سب سے بڑا حصہ رضوان بن وحش نے لیا تھا۔ جو عساکر مصر کا سردار اور افسر اعلیٰ تھا۔ ابوعلی بن افضل اس وقت قصر خلافت میں موجود تھا۔ برغش عادل نے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لشکریوں اور امراء لشکر کی ناراضگی کا احساس کر کے ابوعلی کو وزیر السلطنت کے خلاف ابھار دیا۔ چنانچہ ابوعلی وزارت حاصل کرنے کی غرض سے قصر خلافت سے باہر نکلا جوں ہی محل سرائے خلافت کے باہر آیا۔ لشکری اور امراء لشکر متفق الکلمہ ہو کر چلا اٹھے ''ہذا الوزیر ابن الوزیر ہذا الوزیر ابن الوزیر'' اور ہاتھوں ہاتھ ابوعلی کو اپنے خیمے میں لے گئے۔ قصر خلافت اور قصر وزارت کے درمیان ابوعلی کے قیام کے لئے خیمہ نصب کیا تمام شہر میں ہنگامہ برپا ہو گیا۔ قصر خلافت کے دروازے بند کر دیئے گئے۔ ہر طبقہ کے لوگوں میں اضطرابی کیفیت پیدا ہو گئی۔ خلیفہ حافظ نے بہ مجبوری ہزبر الملوک کو عہدۂ وزارت سے معزول کیا اور جب اس پر بھی ہنگامہ فرو نہ ہوا تو اس کے قتل کرنے پر مجبوا ہوا قلمدان وزارت ابوعلی احمد بن افضل کے سپرد کیا۔

خلیفہ حافظ کی معزولی: ابوعلی عہدۂ وزارت سے سرفراز ہو کر نہایت خوبی سے اس عہدے کے اہم امور کو انجام دینے لگا اور جو امور اس عہدے سے متعلق تھے انہیں صحیح طور پر پورا کیا۔ آدمی منتظم اور ہوشیار تھا۔ خلیفہ حافظ کو اپنے حسن انتظام سے دبا لیا۔ اس کے تمام اختیارات چھین لئے۔ جو چاہتا تھا کر گزرتا تھا خزانہ اور ذخائر شاہی سے نقد و جنس اپنے مکان میں اٹھا لایا۔ یہ امامیہ اثناء عشریہ مذہب رکھتا تھا اور حد درجہ کا متعصب اور سخت تھا۔ فرقہ امامیہ اثناء عشریہ کی تحریک سے اس نے قائم منتظر (یعنی مہدی موعود) کی دعوت قائم کی سکہ پر ''اللہ الصمد الا نام محمد'' مسکوک کرایا۔ اسماعیل اور خلیفہ حافظ کے ناموں کو خطبہ سے نکال دیا۔ اذان میں ''حی علی خیر العمل'' کہنے کی ہدایت کی اور خطیبوں کو حکم دیا کہ میرے نام کو ان اوصاف سے منبروں پر ذکر کرو۔ دماغ میں نخوت اس قدر سما گئی تھی کہ خلیفہ حافظ کے قتل کر ڈالنے کا قصد کر لیا اور ان لوگوں سے سازش کی جن لوگوں نے خلیفہ آمر کو قتل کیا تھا مگر اس پر قادر نہ ہوا خلیفہ حافظ کو خلافت سے معزول کر کے ایک مکان میں قید کر دیا۔

ابوعلی کا قتل: ہوا خواہاں خلافت علویہ شیعہ کو یہ امر شاق گزرا۔ لشکریوں کو ملا کر اس کے قتل کا باہم عہد و پیماں کیا۔ چنانچہ ابوعلی ایک روز مع اپنے لشکر کے شہر کے باہر چوگان کھیلنے کو گیا تھا۔ چند سپاہی کمین گاہ میں چھپ رہے۔ جس وقت ابوعلی اس طرف سے ہو کر گزرا۔ ان سپاہیوں نے کمیں گاہ سے نکل کر ابوعلی پر نیزے چلائے۔ جس سے ابوعلی زخمی ہو کر گر پڑا اور اسی وقت تڑپ تڑپ کر دم توڑ دیا۔ ابوعلی کے مارے جانے کے بعد امراء لشکر نے خلیفہ حافظ کو قید سے نکالا اور دوبارہ اس کے ہاتھ پر خلافت و امارت کی بیعت کی اور لشکریوں نے ابوعلی کا مکان لوٹ لیا۔ باقی جو رہ گیا اسے خلیفہ حافظ تجدید بیعت کے بعد قصر خلافت میں اٹھا لایا۔

وزیر یانس حافظی: خلیفہ حافظ نے ابوعلی کے قتل کے بعد قلمدان وزارت ابوالفتح یانس حافظی کو مرحمت فرمایا ''امیر الجیوش'' کا خطاب دیا یہ بہت بارعب اور صاحب وجاہت آدمی تھا۔ اس نے بھی تھوڑے دن بعد خلیفہ حافظ کو دبا لیا۔ اس سے فریقین میں کشیدگی پیدا ہوئی کہا جاتا ہے کہ خلیفہ حافظ نے اس کے غسل خانے میں زہر آلود پانی رکھوا دیا تھا۔ جس کی وجہ سے یانس کی موت وقوع میں آئی یہ واقعہ ذی الحجہ ۵۲۶ھ کا ہے۔

حسن بن خلیفہ کی وزارت: وزیر السلطنت یانس کے ہلاک ہونے کے بعد خلیفہ حافظ نے یہ قصد کیا کہ آئندہ یہ عہدہ جلیلہ کسی غیر کو نہ دیا جائے تا کہ آئندہ خطرات کا جن کا سامنا گزشتہ ایام میں حکومت کو کرنا پڑ آ ہے دوبارہ نہ کرنا پڑے۔ چنانچہ اس خیال سے وزارت کے ذمہ داریوں کے امور پر اپنے بیٹے سلیمان کو مامور کیا۔ اتفاق ایسا پیش آیا کہ دو مہینے بعد سلیمان مر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا۔ تب اپنے دوسرے بیٹے حسن کو اس خدمت پر متعین کیا۔ حسن یہ گل کھلائے کہ اس نے دعویٰ خلافت کر دیا اور اپنے باپ خلیفہ حافظ کو قید کرنے کا قصد کیا۔ لشکریوں نے اس ارادے میں اس کی اطاعت کی' کسی ذریعہ سے خلیفہ حافظ کو اس کی خبر لگ گئی۔ حکمتِ عملی سے اس کے مصاحبوں اور ہواخواہوں میں نفاق پیدا کرا دیا۔

حسن بن حافظ کا قتل بیان کیا جاتا ہے کہ اس شب میں خلیفہ حافظ نے چالیس آدمیوں کو یکے بعد دیگرے قتل کیا۔ اس کے بعد اپنے ایک خادم کو قصر خلافت سے حسن کو قتل کرنے کے لئے روانہ کیا۔ حسن نے اُسے نیچا دکھا دیا اب اس وقت خلیفہ حافظ تنہا بے یار و مددگار رہ گیا۔ سارا کارخانہ درہم برہم ہو گیا۔ مجبور ہو کر بہرام ارمنی کو پیام دیا کہ ارمنی فوج کو ہماری مدد پر آمادہ کرو چنانچہ بہرام نے آرمینیوں کو ابھار دیا۔ آرمینیوں نے حسن پر یورش کی اور قصر خلافت اور قصر وزارت کے درمیان صف آرائی ہوئی۔ قصر وزارت کو جلانے کی غرض سے لکڑیاں جمع کیں۔ حسن یہ خبر پا کر قصر وزارت سے نکل آیا اور آرمینیوں سے لڑنے لگا۔ بالآخر آرمینیوں نے اسے گرفتار کر کے خلیفہ حافظ کے روبرو پیش کیا خلیفہ حافظ نے اپنے آپ اسے قتل کر کے اپنا کلیجہ ٹھنڈا کیا یہ واقعہ ۵۲۹ھ کا ہے۔

رضوان بن ونخش کی وزارت حسن بن حافظ کے مارے جانے کے بعد آرمینیوں نے جمع ہو کر بہرام کی وزارت کی تحریک کی۔ خلیفہ حافظ نے ان کی درخواست پر بہرام کو خلعت وزارت مرحمت فرمائی امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کی اجازت دی۔ بہرام نے عہدہ وزارت سے ممتاز ہو کر آرمینیوں کو انتظامی اور مالی صیغوں میں بھرنا شروع کیا اور مسلمانوں کی اہانت کرنے لگا۔ رضوان بن ونخش جو کہ محل رائے خلافت کا داروغہ تھا اور دولتِ علویہ کا ایک نامور خیر خواہ تھا۔ بہرام کی وزارت سے کشیدگی پیدا ہو گئی اکثر اوقات بہرام کے طرزِ عمل اور وزارت پر نکتہ چینیاں کرتا تھا۔ بہرام نے مصلحتاً رضوان بن ونخش کو صوبہ غربیہ کی سند حکومت دے کر قاہرہ سے علیحدہ کر دیا۔ رضوان نے تھوڑے دن بعد ایک فوج مرتب کر کے قاہرہ کا قصد کیا۔ بہرام یہ سن کر دو ہزار آرمینیوں کے ساتھ قوص بھاگ گیا۔ قوص پہنچ کر اپنے بھائی کو مقتول پایا۔ مگر اس کے باوجود اہل قوص سے کسی قسم کا مواخذہ نہ کیا۔ کچھ عرصہ بعد قوص سے نکل کر اسوان کی جانب آیا کنز الدولہ والیٔ اسوان نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے۔ بہرام کو شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ رضوان نے ایک دستہ فوج اپنے بھائی (ابراہیم احد) کی سرکردگی میں بہرام کی گرفتاری کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ ابراہیم' بہرام اور ان آرمینیوں کو جو اس کے ہمراہ تھے امان دے کر گرفتار کر لایا۔ خلیفہ حافظ نے اسے اپنے قصر خلافت میں نظر بند رکھا حتیٰ کہ وہ اپنے اسی مذہب و دین پر مر گیا۔ رضوان قلمدان وزارت کا مالک ہوا ''الافضل'' کا لقب اختیار کیا یہ سنی المذہب تھا اور اس کا بھائی ابراہیم امامیہ مذہب رکھتا تھا۔

خلیفہ حافظ کی رضوان سے کشیدگی رضوان نے بھی عہدہ وزارت سے ممتاز و سرفراز ہو کر ہاتھ پاؤں نکالے امور سلطنت پر غالب اور متصرف ہونے کا قصد کیا۔ ایک ہاتھ میں تلوار اور ایک ہاتھ میں قلم غرض مالی اور انتظامی دونوں صیغوں کی نگرانی کرنے لگا۔ ٹیکس اور بہت سے محصولات معاف کر دیئے اور جو شخص اس کے خلاف مرضی ٹیکس قائم کرتا یا محصول وصول کرتا تھا اسے سزائیں دیتا تھا۔ ان امور سے خلافت مآب کو ناراضگی پیدا ہوئی داعی الدعاۃ اور فقہاء امامیہ کو طلب کر کے رضوان کی معزولی کی بابت مشورہ کیا۔ ان لوگوں نے خلافت مآب کی رائے سے اختلاف کیا۔ تب خلیفہ حافظ نے پچاس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سواروں کو گلی کوچہ میں رضوان کی مخالفت اور اس کے برخلاف ہنگامہ کرنے کی تحریک کرنے اور ترغیب دینے پر مامور فرمایا۔ رضوان کے کان تک یہ خبریں پہنچیں' ۱۵ شوال ۵۳۳ھ سے بہ خوف جان بھاگ نکلا بازاریوں اور لشکریوں نے اس کے محل سرا کو لوٹ لیا۔ خلیفہ حافظ سوار ہو کر قصر وزارت کی جانب آیا۔ فتنہ وفساد فرو ہو گیا۔ کچھ مال غارت گری سے بچ گیا تھا۔ اسے قصر خلافت میں اٹھوالیا۔

رضوان کی گرفتاری: رضوان' قاہرہ سے نکل کر شام کی طرف ترکوں سے امداد طلب کرنے کو روانہ ہوا تھا۔ اس کے ہمراہیوں میں منجملہ اور لوگوں کے شاور نامی ایک شخص تھا۔ جو اس کا معتمد علیہ اور منتخب خیر خواہ تھا۔ خلیفہ حافظ نے اس سے مطلع ہو کر کہ رضوان ترکوں سے مدد حاصل کرنے شام جا رہا ہے۔ امیر بن مضیال کو رضوان کے واپس لانے کے لئے بھیجا۔ چنانچہ امیر نے سمجھا بجھا کر اور امان دے کر رضوان کو قاہرہ کی جانب واپس کیا جوں ہی قصر خلافت میں خلیفہ حافظ کی دست بوسی کو حاضر ہوا خلیفہ حافظ نے قید کر لینے کا اشارہ کر دیا۔

رضوان کا قتل: بعض کہتے ہیں کہ رضوان قاہرہ سے نکل کر سرخد چلا گیا تھا۔ والیٔ سرخد امین الدولہ کمشتکین نے رضوان کی بڑی آؤ بھگت کی ایک مدت تک رضوان سرخد میں ٹھہرا رہا اس کے بعد ۵۳۴ھ میں مصر پر حملہ کیا۔ قصر خلافت کے دروازے پر شاہی لشکر سے لڑا اور اسے شکست دی۔ مگر اس کے بعد ہی اس کے ہمراہیوں میں نفاق پیدا ہو گیا۔ ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گیا۔ کچھ لوگوں نے شام کی جانب واپسی کا قصد کیا اور چند لوگوں نے شاہی لشکر سے میل جول پیدا کر لیا خلیفہ حافظ نے اس امر کا احساس کر کے امیر بن مضیال کے ذریعہ سے رضوان کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ ۵۴۳ھ تک قید میں رہا۔ اس کے بعد ایک روز جیل میں نقب لگا کر بھاگ گیا۔ حیرہ پہنچا مغربیوں کو جمع کر کے قاہرہ کی جانب واپس ہوا۔ جامع لولون کے قریب شاہی لشکر سے معرکہ آرائی۔ شاہی لشکر کو شکست ہوئی۔ رضوان کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے قاہرہ میں داخل ہوا۔ جامع اقمر کے قریب قیام کیا اور خلیفہ حافظ سے کہلا بھیجا کہ لشکریوں کے انعام تقسیم کرنے کے لئے روپیہ بھیج دو۔ چنانچہ خلیفہ نے پرانے دستور کے مطابق بیس ہزار دینار بھیجے۔ اس کے بعد بیس بیس ہزار یکے بعد دیگرے اور روانہ کئے رضوان کو اب اس سے ایک گونہ اطمینان حاصل ہو گیا۔ مگر خلیفہ حافظ اس کے استیصال میں لگا رہا۔ چنانچہ سودانیوں کے ایک گروہ کو رضوان کے قتل پر متعین کر دیا۔ جنہوں نے موقع پا کر رضوان کو مار ڈالا اور سر اتار کر خلافت مآب کے پاس لائے۔ خلیفہ حافظ نے سجدۂ شکر ادا کیا اور اپنی دولت وسلطنت کے کاروبار کو بہ نفیس نفیس انجام دینے لگا۔ اس کے مرتبہ وزارت پر کسی کو مامور نہ کیا۔ یہ عہدہ خالی ہی رہا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۱۳

ابو منصور اسماعیل الظافر لاعداء اللہ ۵۴۴ھ تا ۵۴۹ھ

عادل بن سلار کی وزارت: ۵۴۴ھ میں خلیفہ حافظ لدین اللہ عبدالمجید بن امیر ابوالقاسم احمد بن مستنصر نے جب کہ اس کی خلافت کو ساڑھے انیس سال گزر چکے تھے وفات پائی۔ ابوالعالیہ سے روایت ہے کہ اس نے اپنی عمر کے ستر مرحلے طے کئے تھے۔ اپنے آخر زمانہ خلافت میں بلا کسی وزیر کے امور سلطنت انجام دیتا رہا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا ابو منصور اسماعیل اس کا ولی عہد تختِ خلافت پر متمکن ہوا اور ''الظافر بامر اللہ'' کا خطاب اختیار کیا۔

خلیفہ حافظ نے بوقت تقرر ولی عہد اپنے آئندہ جانشین کو امیر بن مشیال کی وزارت کی وصیت اور ہدایت کی تھی۔ اسی لئے خلیفہ ظافر حسب وصیت چالیس روز تک امیر مغیال سے وزارت کا کام لیتا رہا۔ اس کے بعد عادل بن سلار والیٔ اسکندریہ عہدۂ وزارت حاصل کرنے کی غرض سے اسکندریہ سے قاہرہ کی طرف بڑھا' اتفاق یہ کہ امیر بن مضیال وزیر السلطنت کسی ضرورت سے ان دنوں سوڈان گیا ہوا تھا۔ عادل نے قاہرہ پہنچ کر قصر وزارت پر قبضہ کر لیا اور قلمدان وزارت کا مالک ہو گیا۔ عادل نے قلمدان وزارت کے مالک ہونے کے بعد عباس بن ابوالفتوح بن طے بن تمیم بن معز بن بادیس ضہاجی کو جو کہ اس کا پروردہ بھی تھا۔ ایک لشکر کے ساتھ امیر مضیال معزول وزیر سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ عباس نے امیر بن مضیال پر بہ زور تیغ فتح حاصل کی اور اسے مار ڈالا امیر کے قتل کئے جانے سے عادل کی وزارت کو استقلال اور استحکام حاصل ہو گیا۔

عادل اور بلارہ بنتِ قاسم: عادل بن سالار کے ہمراہ بلارہ بنتِ قاسم بن تمیم بن معز بن بادیس اور اس کا بیٹا عباس بھی تھا۔ بلارہ پہلے ابوالفتوح بن یحییٰ کے نکاح میں تھی ۵۰۹ھ میں علی بن یحییٰ بن تمیم بن معز بن والیٔ افریقہ نے اپنے بھائی ابوالفتوح مذکور کو کسی وجہ سے افریقہ سے نکال دیا تھا۔ چنانچہ ابوالفتوح اپنی زوجہ بلارہ اور اپنے بیٹے عباس کے ساتھ دیار مصر میں آیا۔ اس وقت یہ نہایت کم عمر تھا ابوالفتوح نے دیار مصر پہنچ کر اسکندریہ میں عادل بن سالار کے پاس قیام کیا۔ عادل نے عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ چند دن قیام کر کے ابوالفتوح مر گیا۔ تب اس کی بیوی بلارہ نے عادل بن سالار سے نکاح کر لیا۔ عباس نے اسی کے پاس نشو و نما پائی بڑا ہوا اور اس کے ساتھ ساتھ جس وقت یہ عہدہ وزارت حاصل کرنے کے لئے قاہرہ آیا تھا یہ بھی قاہرہ آیا۔ دربار خلافت میں حاضر ہوا اور عادل کے بعد عہدہ وزارت سے سرفراز کیا گیا۔

عادل کے خلاف سازش: عادل نے رتبہ وزارت حاصل کر کے امور سلطنت کی نگرانی کی جانب توجہ کی خلافت مآب

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی اس کے سامنے کچھ بھی نہ چلتی تھی جو چاہتا تھا کر گزرتا تھا اور خلیفہ ظافر منہ تکتا رہ جاتا۔ انہی وجوہات سے خلیفہ ظافر کو وزیر السلطنت سے کشیدگی اور نفرت پیدا ہوگئی مگر وزیر السلطنت برابر خلیفہ ظافر کو اونچ نیچ سمجھتا رہا اور اپنے فرائض منصبی کو نہایت خوبی وخوش اسلوبی سے انجام دیتا رہا۔ ایک مرتبہ چند لونڈوں نے جو خلیفہ ظافر کی خدمت میں رہا کرتے تھے وزیر السلطنت کے قتل کا قصد کیا وزیر السلطنت کو کسی ذریعہ سے اسکی خبر لگ گئی۔ اسی وقت سب کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور ان میں سے ایک گروہ کو قتل کر ڈالا۔ خلیفہ ظافر نے دم تک نہ مارا۔ اسی کے زمانہ وزارت میں عسقلان پر عیسائیوں نے چڑھائی کی۔ اس نے عسقلان کے بچانے کے لئے اکثر اوقات فوجیں روانہ کیں۔ آلات حرب اور رسد وغلہ بھیجتا رہا۔ مگر عیسائی حملہ آوروں نے عسقلان پر قبضہ[1] کر ہی لیا۔ جس سے دولت علویہ کی کمزوری بڑھ گئی اور عوام الناس کے خیالات اس کی طرف سے بدل گئے۔

عباس بن ابوالفتوح: عباس بن ابوالفتوح کی جو وزیر السلطنت عادل کا پروردہ تھا اور خلیفہ ظافر کی بہت بنتی تھی۔ عباس اکثر محل سرائے خلافت میں شب کو بھی ٹھہرتا تھا۔ اس کا بیٹا نصیر نامی تھا۔ خلیفہ ظافر نے اسے اپنا مخصوص خادم بنا رکھا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ خلیفہ ظافر اسے محبت کی آنکھوں سے دیکھتا تھا۔ عادل نے عباس کو سمجھایا کہ اپنے بیٹے نصیر کو خلیفہ ظافر کی صحبت میں آنے جانے اور اس سے مخالفت پیدا کرنے سے منع کر دو عباس نے اس پر کچھ توجہ نہ کی۔ تب عادل نے نصیر کی دادی بلاری مادر عباس کو بھی سمجھایا۔ یہ امیر نصیر اور عباس کو شاق گزرا۔ عادل کی طرف سے ان دلوں میں میل آ گیا اس اثناء میں عیسائیوں نے عسقلان پر فوج کشی کر دی۔ عادل نے فوجیں مرتب کر کے سامان جنگ اور آلات حرب کے ساتھ عباس بن ابوالفتوح کو عسقلان کی جانب روانہ ہونے کا حکم دیا۔

عادل بن سلار کا قتل: عباس نے خلیفہ ظافر کی خدمت میں حاضر ہو کر عادل کی شکایتوں کا دفتر کھول دیا اور تمام واقعات عرض کئے اتفاق وقت سے مویدالدولہ اسامہ بن منقذ امیر شیرزبھی دربار خلافت میں موجود تھا۔ جو عباس کا دوست اور ہوا خواہ تھا۔ اس نے عادل کو قتل کر ڈالنے کی رائے دی۔ خلیفہ ظافر اور عباس نے اس سے موافقت کی' عباس تو مع فوج کے بلبیس چلا گیا اور اپنے بیٹے نصیر کو عادل کے قتل کرنے کی ہدایت کرتا رہا۔ چنانچہ نصیر ایک گروہ کے ساتھ اپنی دادی کے مکان میں آیا عادل اس وقت سو رہا تھا۔ پہنچتے ہی عادل پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ عادل بستر خواب سے اٹھ بھی نہ سکا۔ سوتا کا سوتا رہ گیا۔ اس کے بعد عباس مع فوج کے بلبیس سے واپس آیا اور خلیفہ ظافر کے قلمدان وزارت کا مالک بن گیا۔ زمام حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لے کر نظم ونسق کرنے لگا۔ اہل عسقلان کو اس وقت تک عیسائیوں کے محاصرے میں ایک مدت گزر چکی تھی اور اب تک وہ امداد کی امید میں غنیم کی مدافعت کی کوشش کرتے جاتے تھے۔ مگر جب انہیں اس واقعہ کی خبر ہوئی اور انہیں دربار خلافت سے ناامید ہوئی تو انہوں نے طویل محاصرے کے بعد شہر عسقلان کو عیسائیوں کے حوالہ کر دیا۔ یہ تمام واقعات ۵۴۸ھ میں پیش آئے۔

خلیفہ ظافر کا قتل: نصیر بن عباس جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ خلیفہ ظافر کا ندیم خاص اور شب وروز کا مصاحب تھا اور

[1] عادل کے قتل کے بعد عیسائیوں نے عسقلان پر قبضہ کیا تھا جیسا کہ آپ آئندہ پڑھیں گے من مترجم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلیفہ ظافر بھی اسے پیار کرتا تھا اس وجہ سے لوگوں کے خیالات اس کی طرف سے برے ہو رہے تھے جس کے منہ میں جو آتا تھا کہتا تھا اسامہ بن منقذ کو جو کہ عباس کا دوست اور خیر خواہ تھا۔ ان افواہوں اور لوگوں کے خیالات سے صدمہ پہنچتا تھا۔ اسامہ ایک روز عباس سے نصیر کی بابت لوگوں کے خیالات ظاہر کر کے کہنے لگا۔ اگر تم خلیفہ ظافر کا خاتمہ کر دو۔ تو اس ننگ و عار سے تمہیں نجات مل جائے گی ورنہ قیامت تک تم پر یہ الزام رہے گا۔ عباس نے اپنے بیٹے نصیر کو اس کی بداعمالی اور خلاف وضع فطرت افعال کے ارتکاب پر برا بھلا کہا۔ لوگوں کے خیالات اور ان کی سرگوشیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ رائے دی کہ اگر تم خلیفہ ظافر کو کسی حیلہ سے قتل کر ڈالو تو تمہارے دامن سے یہ داغ مٹ جائے گا ورنہ قیامت تک لوگ کیا کچھ نہ کہیں گے۔ اس گفت و شنید سے نصیر کے دل میں بھی غیرت نے جوش مارا۔ دعوت کے بہانے سے خلیفہ ظافر کو اپنے مکان پر بلا بھیجا اور جب وہ قصر خلافت سے نصیر کے مکان میں آ گیا تو نصیر نے اسے مع ان لوگوں کے جو اس کے ساتھ تھے قتل کر کے اسی مکان میں دفن کرا دیا۔ یہ واقعہ ماہ محرم ۵۴۹ھ کا ہے۔

خلیفہ ظافر کے بھائیوں کا قتل: خلیفہ ظافر کے قتل کے دوسرے دن عباس قصر خلافت میں گیا۔ خدام خلافت سے خلیفہ ظافر کو دریافت کیا۔ ان لوگوں نے لاعلمی ظاہر کیا۔ عباس نے محل سرائے خلافت سے جوں ہی مراجعت کی خدام خلافت خلیفہ ظافر کے بھائیوں یوسف اور جبرئیل کے پاس گئے اور خلیفہ ظافر کے سوار ہو کر نصیر کے مکان پر جانے اور پھر واپس نہ آنے کا حال بتلایا۔ یوسف اور جبرئیل نے کہا اس واقعہ کو تم لوگ جا کر وزیر السلطنت سے بیان کرو۔ پس جب اس کے دوسرے روز عباس پھر محل سرائے خلافت میں آیا۔ ان لوگوں نے بیان کیا کہ خلیفہ ظافر سوار ہو کر آپ کے بیٹے نصیر کے مکان پر گئے تھے اور پھر وہاں سے واپس نہیں آئے عباس کو اس خبر کے سننے سے سخت غصہ پیدا ہوا مگر ضبط کر کے کہنے لگا معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ ظافر کے دونوں بھائی یوسف اور جبرئیل اس واقعہ قتل میں سازش کئے ہوئے ہیں۔ یہ کہہ کر اپنے خادم کی طرف متوجہ ہوا اور اسی وقت ان دونوں بھائیوں کو گرفتار کر لانے کا حکم دیا۔ جوں ہی یہ دونوں اجل رسیدہ پہنچے مار ڈالے گئے۔ انہی کے ساتھ عباس نے حسن بن حافظ کے دونوں لڑکوں کو بھی مار ڈالا۔

ابوالقاسم عیسیٰ الفائز بنصر اللہ ۵۴۹ھ تا ۵۵۵ھ: ان لوگوں کے قتل سے فارغ ہو کر خلیفہ ظافر کے بیٹے ابوالقاسم عیسیٰ کو محل سرائے خلافت سے طلب کر کے اپنے کندھے پر اٹھا لیا اور تخت خلافت پر لا کر بٹھا دیا۔ اس وقت اس کی عمر تقریباً پانچ سال یا اس سے کچھ زیادہ تھی سب سے پہلے عباس نے ابوالقاسم کی امارت کی بیعت کی۔ نذر گزرانی اور ''الفائز بنصر اللہ'' کا لقب دیا۔ عباس کو کھل کھیلنے کا موقع مل گیا۔ جو کچھ مال و اسباب اور خزانہ قصر خلافت میں تھا۔ سب کا سب اپنے مکان پر اٹھا لایا۔ جس وقت عباس خلیفہ ظافر کے دونوں بھائیوں کو قتل کر کے باہر نکلا تو مقتولوں کی لاشیں دیکھ کر اس قدر متاثر اور پریشان ہوا کہ عارضہ صرع (مرگی) میں گرفتار ہو گیا۔

عباس بن ابوالفتوح کا خاتمہ: خلیفہ ظافر اور اس کے دونوں بھائیوں کے قتل کئے جانے کے بعد قصر خلافت کی بیگمات نے طلائع بن زریک کو یہ واقعات لکھ بھیجے طلائع ان دنوں اشمونین اور بھنسہ کا والی تھا۔ اسی اثناء میں اسے یہ بھی خبر لگی کہ انہی واقعات کی وجہ سے لوگوں میں عباس کی طرف سے ناراضگی اور بددلی پیدا ہو گئی ہے۔ پس طلائع نے فوجیں مرتب کر کے قاہرہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا قصد کیا۔ ماتمی سیاہ کپڑے پہنے نیزوں پر ان بالوں کو لگایا۔ جسے قصر خلافت کی بیگمات نے بغرض اظہارِ ماتم بھیجا تھا۔ جس وقت صالح نے دریا کو عبور کیا۔ وزیر السلطنت عباس اور اس کا بیٹا نصیر جس قدر مال وزر اور آلات حرب لے سکے لے کر شام کی جانب نکل کھڑا ہوا۔ ان دونوں کے ہمراہ ان کا دوست اسامہ بن منقذ بھی تھا اتفاق یہ کہ اثناء راہ میں عیسائیوں سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہوگئے۔ عباس مارا گیا۔ اس کا بیٹا نصیر گرفتار کرلیا گیا اور اسامہ کسی طرح اپنی جان بچا کر شام کی طرف بھاگ گیا۔

وزارت صالح بن زریک: وزیر السلطنت عباس کے نکل جانے کے بعد طلائع ماہ ربیع الثانی ۵۴۹ھ میں داخل قاہرہ ہوا اور پیادہ پا قصر خلافت میں آیا۔ اس کے بعد عباس کے مکان کی طرف گیا۔ اس کے ہمراہ وہ خادم بھی تھا۔ جو بوقتِ قتل ظافر موجود تھا۔ ظافر کی لاش کو قبر سے نکال کر اس کے آباؤ اجداد کے مقابر میں دفن کیا۔ خلیفہ فائز نے خوش ہو کر وزارت کا خلعت عنایت کیا اور ''الملک الصالح'' کا خطاب مرحمت کیا۔ صالح امامیہ مذہب رکھتا تھا۔ بہت بڑا ادیب اور خوشنویس تھا۔ عہدۂ وزارت سے ممتاز ہو کر امور سلطنت کی طرف متوجہ ہوا۔ خراج کی فراہمی اور صوبجات کے گورنروں کی نگرانی کرنے لگا۔

نصیر بن عباس کا قتل: اوحد بن تمیم نامی ایک شخص قرابت مندان عباس سے تنیس کا والی تھا' اس نے عباس کے حالات سن کر فوجیں مرتب کیں اور قاہرہ کے قصد سے روانہ ہوا مگر اس کے پہنچنے سے پہلے طلائع قاہرہ میں داخل ہو چکا تھا اور قلمدان وزارت پر استقلال کے ساتھ قبضہ کر چکا تھا۔ پس طلائع نے اوحد کو اس کے صوبہ دمیاط اور تنیس کی جانب واپس کر دیا۔ اس کے بعد صالح نے عیسائیوں سے نصیر بن عباس کو زر معاوضہ دے کر لے لیا اور جب وہ قاہرہ آیا تو قتل کر کے باب رذیلہ پر صلیب دے دی۔

خلیفہ فائز کی پھوپھی کا قتل: نصیر کے قتل سے فارغ ہو کر ان امراء کی طرف متوجہ ہوا جو دولت علویہ سے وقتاً فوقتاً مزاحمت اور مخالفت کا برتاؤ کیا کرتے تھے ان لوگوں میں سب سے زیادہ تاج الملوک قائماز اور ابن غالب ہر کام میں آڑے آتے تھے۔ ان دونوں کی سرکوبی کے لئے فوجیں مامور کیں' تاج الملوک اور ابن غالب یہ خبر پا کر بھاگ گئے۔ لشکریوں نے ان کے مکانات لوٹ لئے۔ غرض اسی طرح تمام امراء کبار کو یکے بعد دیگرے کمزور اور مضمحل کر دیا۔ یہاں تک کہ دولت علویہ میں کوئی ایسا امیر باقی نہ رہا جو اس کام میں کچھ بھی دخل در معقولات کر سکتا۔ دربان' خدام اور حجاب اپنی طرف سے قصر خلافت میں مقرر کئے۔ مال و اسباب اور سامانِ آرائش جس قدر محل سرائے خلافت میں تھا سب کا سب اپنے مکان میں اٹھا لایا۔ خلیفہ فائز کی پھوپھی یہ رنگ دیکھ کر وزیر السلطنت صالح کے قتل کی تدبیریں کرنے لگی۔ روپیہ اور مال بھی خرچ کیا۔ مگر ہنوز اپنے ارادے میں کامیاب نہ ہونے پائی تھی کہ کسی ذریعہ سے وزیر السلطنت تک یہ خبر پہنچ گئی۔ سوار ہو کر قصر خلافت میں آیا در اوغہ محل سرائے اور خدام خلافت کو اشارہ کر دیا۔ انہوں نے ایسے طریقہ سے خلیفہ فائز کی پھوپھی کو قتل کر ڈالا کہ کسی کو کان و کان خبر نہ ہوئی۔ اس کے قتل کے بعد خلیفہ فائز اپنی چھوٹی پھوپھی کی کفالت اور نگرانی میں پرورش پانے لگا۔ رفتہ رفتہ سن شباب کو پہنچا اور سلطنت کے نیک اور بد کو سمجھنے لگا۔ امراء اور ارا کین دولت کو علیٰ قدر رتبہ مراتب حکومتیں عنایت کیں اہل ادب کی ایک مجلس قائم کی جن کا کام محض داستان گوئی تھا کبھی کبھی نظم بھی کر لیتا تھا۔ لیکن فن شاعری میں اسے چنداں دخل نہ تھا۔ شاور سعدی شعر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گوئی ہی کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ خلیفہ فائز کے بعض مصاحبوں نے شاور کی علیحدگی کی تحریک کی چنانچہ خلیفہ فائز نے شاور سے اس معاملے میں کچھ گفتگو کی۔ شاور نے جواب دیا اگر آپ مجھے اس کام سے معزول کر دیں گے تو میں توبہ چلا جاؤں گا۔ خلیفہ فائز یہ سن کر خاموش ہو رہا اور اسے اپنے سے جدا نہ کیا۔ اسی کے عہد حکومت میں الملک العادل سلطان نور الدین محمود زنگی نے دمشق کو بنی طغتکین اتابک تتش کے قبضہ سے ۵۴۹ھ میں نکال لیا۔

خلیفہ فائز کا انتقال: ۵۵۵ھ میں خلیفہ فائز بنصر اللہ ابوالقاسم عیسیٰ بن ظافر اسماعیل والی مصر نے وفات پائی چھ سال خلافت کی۔

ابو محمد عبداللہ العاضد لدین اللہ ۵۵۵ھ تا ۵۶۷ھ: خلیفہ فائز کی وفات کے بعد وزیر السلطنت صالح بن زریک قصر خلافت میں آیا اور خدام خلافت کو خاندان خلافت کے لڑکوں کو پیش کرنے کا اس غرض سے حکم دیا کہ ان میں سے کسی کو منتخب کر کے تخت خلافت پر متمکن کرے سن رسیدہ اور ذی شعور ممبران خاندان نے خلافت کی طرف اس سے وجہ نظر تک نہ اٹھائی کہ ان لوگوں کے تخت خلافت پر متمکن ہونے سے اسکی کچھ پیش نہ جائے گی۔ لڑکوں اور کم سنوں کو خلیفہ بنانے سے امور سلطنت پر خود غالب اور متصرف رہے گا۔ پس اس نے ابو محمد عبداللہ بن یوسف بن حافظ کو عباء خلافت پہنایا اور تخت خلافت پر متمکن کر کے حکومت و خلافت کی بیعت کی۔ العاضد لدین اللہ کا لقب دیا اور اپنی بیٹی سے نکاح کر کے اس قدر جہیز دیا کہ احاطہ تقریر و تحریر سے باہر ہے۔ خلیفہ عاضد اس وقت قریب سن بلوغ تھا۔

وزیر السلطنت صالح کا قتل: خلیفہ عاضد کی کمسنی اور نیز اس وجہ سے کہ وزیر السلطنت صالح ہی کا یہ خلیفہ بنایا ہوا تھا۔ وزیر السلطنت صالح کے قدم حکومت و سلطنت پر استقلال و استحکام کے ساتھ جم گئے تھے۔ امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کے تمام اختیارات اس کے قبضہ اقتدار میں آ گئے۔ فراہمی مال و وصولی خراج کا مالک ہو گیا۔ خلیفہ عاضد برائے نام خلیفہ تھا محل سرائے خلافت کے اندر باہر اسی کا حکم نافذ و جاری تھا۔ اراکین دولت اور خدام محل سرائے خلافت کو یہ امر ناگوار گزرا۔ امراء کبار اس کے قتل کی فکر کرنے لگے۔ خلیفہ عاضد کی چھوٹی پھوپھی نے جو خلیفہ فائز کی کفیل تھی اس امر اہم کے کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ اس نے سپہ سالاران سودانیہ اور قصر خلافت کے خدام کو جمع کر کے وزیر السلطنت کے قتل کر ڈالنے کا ذمہ دار بنایا چنانچہ ان لوگوں نے متفق ہو کر صالح کے قتل کا عہد پیمان کیا ابن الداعی اور امیر بن قوام الدولہ اس امر میں زیادہ کوشاں تھے۔ ایک روز یہ دونوں قصر خلافت کی دہلیز میں چھپ کر کھڑے ہو گئے۔ جوں ہی وزیر السلطنت اس طرف سے ہو کر گزرا ابن الداعی نے لپک کر تلوار کا وار کیا۔ امیر نے بڑھ کر نیزہ مارا صالح زخمی ہو کر زمین پر گر پڑا۔ لوگ اٹھا کر محل سرائے خلافت میں لائے اس وقت تک اس میں دم باقی تھا۔ خلیفہ عاضد کے پاس کہلا بھیجا۔ خلافت مآب نے میرے خون سے اپنے ہاتھ کو ناحق رنگ لیا ہے۔ اس کا نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔ خلیفہ عاضد نے جواب دیا ''میں اس سے بری ہوں یہ کام میری پھوپھی کا ہے''۔ جواب آنے کے بعد وزیر السلطنت نے دم توڑ دیا۔ بہ وقت وفات اپنے بیٹے زریک کو طلب کر کے قلمدان وزارت سپرد کیا اور خلیفہ عاضد کو زریک کے وزیر بنانے کی وصیت کر گیا۔ خلیفہ عاضد نے صالح کی موت کے بعد اس کے بیٹے زریک کو عہدۂ وزارت عطا فرمایا اور العادل کا خطاب دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زریک بن صالح کی وزارت: زریک نے عہدہ وزارت حاصل کر کے خلیفہ عاضد کی اجازت سے اپنے باپ کے قاتلوں خلیفہ عاضد کی پھوپھی امیر ابن قوام الدولہ اور استاد عنبر رقبی کو سزائے موت دی اور حکومت وسلطنت کا نظم ونسق کرنے لگا۔ بے سمجھے بوجھے شاور والی صعید کی معزولی پر تل گیا۔ شاور نہایت چالاک اور مدبر تھا۔ صالح اکثر کہا کرتا تھا کہ میں اسے سند حکومت دے کر بہت پچھتایا اور میں اسے معزول بھی نہ کر سکا۔ صالح نے انہی باتوں پر نظر کر کے شاور سے چھیڑ چھاڑ نہ کرنے کی زریک کو ہدایت کی تھی۔ مگر زریک نے مطلق خیال نہ کیا۔ شاور کی معزولی کا حکم بھیج دیا اور اس کی جگہ امیر بن رقعہ کو صعید کا حاکم مقرر کیا۔ شاور کو اس سے سخت برافروختگی ہوئی۔ فوجیں مرتب کر کے قاہرہ کی طرف بڑھا۔

زریک کا خاتمہ: زریک کو اس کی خبر لگ گئی مقابلہ کی طاقت اپنے میں نہ دیکھ کر اپنے چند غلاموں کے ساتھ کسی قدر مال و اسباب لے کر نکل بھاگا۔ کوچ وقیام کرتا ہوا طقیجہ پہنچا اتفاق سے ابن نصر مل گیا۔ اس نے زریک کو گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر شاور کی خدمت میں لا کر حاضر کر دیا۔ شاور نے اسے اور اس کے بھائی کو نظر بند کر دیا۔ چند روز بعد زریک نے جیل سے نکل جانے کا قصد کیا۔ زریک کے بھائی نے شاور تک یہ خبر پہنچ دی۔ شاور نے زریک کو اس کی وزارت کے ایک برس بعد اور اس کے باپ کی وزارت کے نویں سال قتل کر ڈالا۔

شاور کی وزارت: ۵۵۸ھ میں شاور مظفر ومنصور قاہرہ میں داخل ہوا۔ سعید السعد کے مکان پر جا کر اترا اس کے ہمراہ اس کے بیٹے علی، طے اور کامل بھی تھے۔ دارالوزارت پر شاور کے قابض ہو جانے کی وجہ سے خلیفہ عاضد نے قلمدان وزارت شاور کے حوالہ کر دیا۔ ''امیر الجیوش'' کا خطاب عنایت کیا۔ بنی زریک کے مال واسباب اور مکانات پر قبضہ کر لینے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ شاور نے بنی زریک نے مال واسباب، مکانات اور خزانوں پر قبضہ کر لیا۔ بہ نظر تالیف قلوب وظیفہ خواران دولت علویہ کے وظائف بڑھائے۔ اراکین دولت کو انعامات اور صلے دیئے۔

شاور کی معزولی: صالح بن زریک نے اپنے عہد وزارت میں امراء کا ایک گروہ بنایا تھا۔ جنہیں برقیہ کے نام سے موسوم کیا کرتا تھا۔ اس گروہ کا سردار ضرغام نامی ایک شخص تھا۔ جو اس سے پہلے محل سرائے خلافت کا داروغہ تھا۔ اس نے شاور کی وزارت کے نویں مہینے وزارت کا دعویٰ کیا۔ لڑ جھگڑ کر شاور کو مصر سے نکال دیا اور خود دارالوزارت پر قابض ہو گیا۔ شاور نے مصر سے نکل کر شام کا راستہ لیا۔ ضرغام نے شاور کی روانگی کے بعد مصر میں قتل عام کا بازار گرم کر دیا۔ شاور کے بیٹے علی کو مار ڈالا۔ اس کے علاوہ اور بہت سے امراء مصر کو تہ تیغ کیا۔ جو دولت علویہ کے جان نثاروں میں سے تھے۔ اس وجہ سے دولت علویہ کے توائے حکمرانی ضعیف ہو گئے اور حکومت مدبروں اور سیاسی شخصیتوں سے خالی ہو گئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑے ہی دن بعد اس بیمار مرد نے دم توڑ دیا۔

شاور اور سلطان نورالدین زنگی: شاور نے شام پہنچ کر الملک عادل سلطان نورالدین محمود زنگی کی شرف حضوری دمشق میں حاصل کی۔ اپنی سرگزشت بیان کر کے امداد کا خواستگار ہوا اور شرط کی کہ اگر یہ خادم عہدہ وزارت پر بدستور بحال ہو جائے گا تو امراء لشکر کی جاگیروں کے علاوہ ملک مصر کے تین بٹہ چار حصے پر دولت نوریہ کا قبضہ مسلم ہو گا۔ شیرکوہ سلطان نور الدین محمود کی فوج کا افسر اعلیٰ تھا۔ اس واقعہ کو کہ شیرکوہ سلطان نورالدین محمود کی خدمت میں کیونکر پہنچا۔ ہم حسب موقع تحریر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں گے۔ ماہ جمادی الآخر ۵۵۹ھ میں سلطان نورالدین محمود نے اسدالدین شیرکوہ کو عظیم فوج کے ساتھ شاور کی کمک پر روانہ کیا کہ مصر پہنچ کر غاصب وزیر ضرغام کو وزارت سے معزول کر دیا جائے اور شاور عہدہ وزارت پر مامور و بحال کیا جائے اور جو شخص اس کام کے انجام دہی میں مزاحم ہو اس سے جنگ کی جائے۔

شاور کی بحالی: اسدالدین شیرکوہ کی روانگی کے بعد سلطان نورالدین محمود اس خیال سے کہ مبادا سرحدی عیسائی فوجیں اسدالدین شیرکوہ سے روک ٹوک نہ کریں۔ فوجیں آراستہ کر کے ممالک عیسائیہ کی طرف روانہ ہوا۔ شیرکوہ اور شاور نے ملک مصر پہنچ کر بلبیس میں پڑاؤ کیا۔ ناصرالدین ہمام اور فخرالدین ہمام برادران ضرغام مصری فوج لے کر مقابلہ پر آئے۔ شیرکوہ نے ان دونوں کو شکست فاش دی اور فوج کو پامال اور امراء برقیہ کو تہ تیغ کرتا ہوا قاہرہ کی طرف بڑھا۔ یہ امراء برقیہ وہی تھے جنہوں نے شاور کے خلاف ضرغام سے سازش کی تھی۔ اثناء دارو گیر میں ضرغام کے دونوں بھائی گرفتار کر لئے گئے۔ شیرکوہ مع ان قیدیوں کے مظفر و منصور قاہرہ میں داخل ہوا۔ ضرغام دارالوزارات چھوڑ کر بھاگ نکلا مشہد سیدہ نفیسہ کے قریب پل پر مار ڈالا گیا۔ اس کے دونوں بھائی ناصرالدین اور فخرالدین بھی قتل کر ڈالے گئے۔ شاور بدستور سابق عہدۂ وزارت پر مامور کیا گیا۔ ایفاء وعدہ کیا تو کیا پاس ہوتا اسدالدین شیرکوہ کی مخالفت شروع کر دی۔ شیرکوہ چند وجوہات کے باعث ملک شام کی طرف لوٹ کھڑا ہوا۔

شیرکوہ اور شاور کی جنگ: شیرکوہ مصر سے شام واپس آ کر ایک مدت تک نورالدین محمود کی خدمت میں حاضر رہا۔ ۵۶۲ھ میں نورالدین محمود سے مصر پر فوج کشی کی اجازت طلب کی۔ نورالدین محمود نے اجازت دی چنانچہ شیرکوہ فوجیں مرتب و آراستہ کر کے روانہ ہوا۔ کوچ و قیام کرتا اور عیسائی ممالک سے گزرتا ہوا الفج (بلاد مصر) پہنچ کر ٹھہر گیا۔ دریائے نیل کو غربی ساحل سے عبور کر کے جیرہ میں قیام کیا۔ پچاس دن کے اندر مصر کے غربی بلاد پر تصرف اور قبضہ حاصل کر لیا۔ شاور نے عیسائیوں سے مدد طلب کی اور ان کی فوج کو مصر میں لے آیا اور ان کے ساتھ ہو کر شیرکوہ کے مقابلے پر نکلا۔ مقام صعید میں دونوں حریفوں کی مڈبھیڑ ہوئی۔ پہلے شیرکوہ کو مصریوں اور عیسائیوں کی کثرت سے خطرہ پیدا ہوا لیکن پھر اپنے دل کو مضبوط کر کے توکل علی اللہ میدانِ جنگ کا راستہ لیا اور فوج کی کمی کے باوجود کہ جس کی تعداد دو ہزار تک بھی نہیں پہنچی تھی۔ مصری اور عیسائی فوجوں کو شکست دے دی۔

شیرکوہ کا اسکندریہ پر قبضہ: شیرکوہ نے اس کامیابی کے بعد اسکندریہ کی طرف قدم بڑھایا۔ اہل اسکندریہ نے امان حاصل کر کے شہر کو شیرکوہ کے حوالہ کر دیا۔ شیرکوہ نے اپنے بھائی نجم الدین ایوب کے بیٹے صلاح الدین کو اسکندریہ کا حاکم مقرر کر کے صعیدہ پر دھاوا کیا۔ مصری اور عیسائی امیر یہ خبر پا کر اپنی اپنی فوجوں کو قاہرہ میں جمع اور آراستہ کر کے اس ناگہانی مصیبت کو دفع کرنے کے لئے اسکندریہ کی جانب بڑھے اور اسکندریہ پر پہنچتے ہی صلاح الدین کا محاصرہ کر لیا۔ شیرکوہ کو اس کی خبر لگی تو اس نے صعید سے اسکندریہ کی طرف اپنے بھتیجے صلاح الدین کی حمایت کے لئے کوچ کیا۔ ان واقعات کے اثناء میں شاور کے ساتھیوں میں سے بعض ترکمانوں نے روزانہ جنگ سے بے دلی ظاہر کرنا شروع کر دی۔ ہنوز شیرکوہ نے کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا تھا کہ مصریوں اور عیسائیوں نے مصالحت کا پیام بھیجا۔ نامہ و پیام کے بعد شیرکوہ نے اسکندریہ کو ان کے حوالہ کر دیا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تاوان جنگ لے کر دمشق کی جانب واپس ہوا۔ آخر ماہ ذیقعدہ ۵۶۲ھ میں دمشق پہنچا۔

شاور اور عیسائیوں کے مابین معاہدہ: عیسائیوں نے شیرکوہ کی واپسی کے بعد مصریوں کے روبرو یہ چند شرائط پیش کیے۔

۱) عیسائی فوجیں قاہرہ میں مقیم رہیں گی۔ ۲) ان کی طرف سے ایک سیاسی ناظم قاہرہ میں رہے گا۔ ۳) شہر ناہ کے دروازوں پر عیسائیوں کا قبضہ رہے گا تاکہ نورالدین کا لشکر شہر میں داخل نہ ہو سکے۔ ۴) اس انتظام اور حسن کارگزاری کے معاوضہ میں ایک لاکھ دینار سالانہ حکومت مصر عیسائی بادشاہ کو ادا کرے گا۔ حکومت مصر نے ان تمام شرائط کو برضا و رغبت منظور کر لیا۔

عیسائیوں کی عہد شکنی: اس کے بعد عیسائیوں کو ملک مصر پر قبضہ کر لینے کی طمع دامن گیر ہوئی اور اہل مصر پر جا و بے جا حکمرانی کرنے لگے۔ بلبیس کو دبا لیا۔ قاہرہ پر قبضہ کر لینے پر مستعد و آمادہ ہوئے۔ شاور نے عیسائیوں کے خوف سے مصر کو ویران کر دیا۔ شہر میں آگ لگا دی۔ اہل شہر نے بازاروں کو لوٹ لیا۔ اس اثناء میں عیسائی فوجیں قبضہ کر لینے کے قصد سے قاہرہ پر آ اتریں۔ خلیفہ عاضد نے سلطان نورالدین محمود کو ان واقعات سے مطلع کیا۔ امداد طلب کی شاور اس خیال سے کہ مبادا خلیفہ عاضد اور نورالدین محمود باہم متفق اور متحد نہ ہو جائیں۔ عیسائیوں سے مصالحت کے لئے نامہ و پیام کرنے لگا۔ بالآخر دو لاکھ دینار مصری نقد اور دس ہزار اردب غلہ پر مصالحت ہوئی۔ مگر اس قدر کثیر رقم کا فراہم ہونا اس زمانہ میں جب کہ شاور نے عیسائیوں کے خوف سے اس سے پیشتر مصر کو ویران و خراب کر دیا تھا۔ دشوار تھا ظلم و تشدد تک نوبت پہنچی۔

شیرکوہ کی قاہرہ روانگی: شاور اور عیسائیوں میں سفارت کا کام جلیس بن عبدالقوی اور شیخ موفق کاتب سروی کر رہا تھا اور خلیفہ عاضد اس مصالحت کا مخالف تھا۔ شاور نے قاضی فضل عبدالرحیم بیسانی کو خلافت مآب کو سمجھانے اور راضی کرنے کی غرض سے دربار خلافت میں روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ عیسائیوں کو جزیہ و خراج دینا اس سے بہتر ہے کہ ان شہروں میں ترکوں کا تسلط اور دخل ہو اور وہ ان کے حالات سے مطلع ہوں۔ خلیفہ عاضد نے کچھ جواب نہ دیا اور شاور فراہمی مال وزر میں مصروف رہا۔ خلیفہ عاضد کا قاصد پہنچنے پر نورالدین محمود نے لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور اسدالدین شیرکوہ کو بہت سا مال و اسباب جنگ مرحمت کر کے مصر کی جانب خلیفہ عاضد کی کمک پر روانہ کیا۔ اس مہم میں صلاح الدین (شیرکوہ کا بھتیجا) بھی شیرکوہ کی درخواست پر مامور کیا گیا علاوہ اس کے ایک جماعت امراء نوریہ کی شیرکوہ کے ہمراہ مصر آئی ہوئی تھی۔ جس وقت عیسائیوں کو لشکر نوریہ کی آمد کی خبر لگی فوراً قاہرہ چھوڑ کر اپنے ملک کو واپس ہو گئے۔

شاور کا قتل: ابن طویل مؤرخ دولت عبیدین لکھتا ہے کہ شیرکوہ نے قاہرہ میں عیسائی لشکر کو شکست دے کر اس کے کیمپ کو لوٹ لیا تھا اور ماہ جمادی الاولیٰ ۵۶۴ھ میں مظفر و منصور قاہرہ میں داخل ہوا۔ خلیفہ عاضد نے خلعت خوشنودی عطا کی اور شیرکوہ باریاب ہو کر اپنے لشکرگاہ میں واپس آیا۔ شاور بدستور اپنے عہدے پر تھا مگر اس کے دل پر خوف غالب ہو رہا تھا۔ طرح طرح کے خیالات اس کے دماغ اور دل کو پریشان کر رہے تھے۔ ہنوز کوئی قطع رائے نہیں قائم کی تھی کہ خلیفہ عاضد نے شیرکوہ کو شاور کے قتل کا اشارہ کیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ یہ (یعنی شاور) ہمارا خانہ زاد ہے۔ اس کے باقی رکھنے میں نہ مابدولت و اقبال کا کوئی فائدہ ہے اور نہ آپ کا"۔ چنانچہ شیرکوہ نے اپنے بھتیجے صلاح الدین بن ایوب اور عزالدین جردیک کو اس کام

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سر کرنے پر متعین کیا۔ ایک روز شاور حسب دستور شیرکوہ سے ملنے کے لئے آیا۔ شیرکوہ اس وقت امام شافعی کی قبر پر گیا ہوا تھا۔ شاور بھی یہ خبر پا کر امام شافعی کے مقبرے کی طرف روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں صلاح الدین اور عزالدین جردیک سے ملاقات ہوگئی۔ ان دونوں نے اسے قتل کر کے سر اتار لیا اور خلیفہ عاضد کی خدمت میں جا کر پیش کر دیا۔ عوام الناس نے شاور کے مکانات لوٹ لئے۔ دونوں بیٹے کامل اور طے ان لوگوں کے ساتھ قصر وزارت میں اس کے ہواخواہ تھے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیئے گئے۔ خلیفہ عاضد نے خوش ہو کر شیرکوہ کو وزارت کا عہدہ عنایت کیا ''المنصور امیر الجیوش'' کا خطاب مرحمت فرمایا۔

شیرکوہ کی وزارت: شیرکوہ نے عہدۂ وزارت سے ممتاز ہو کر قصر وزارت میں اجلاس کیا۔ ملک کے نظم ونسق کی جانب توجہ کی۔ دولت وحکومت علویہ پر غالب اور متصرف ہوا۔ لشکریوں کو جاگیریں دیں اپنے مصاحبوں اور امراء لشکر کو حکومتیں عطا کیں۔ اہل مصر کو مصر میں آباد کرنے کے لئے بلایا اور ان کے اس فعل سے جو کہ انہوں نے اس کی بربادی اور ویرانی میں کیا تھا بیزاری اور ناراضگی ظاہر کی اس کے بعد شیرکوہ کئی بار خلیفہ عاضد سے ملنے کے لئے گیا ایک روز جوہر استاد نے خلیفہ عاضد کی طرف سے کہا۔ مولانا امیر المؤمنین فرماتے ہیں کہ ہم کو یقین کامل ہے کہ اللہ جل شانہ نے دشمنانِ خلافت کے مقابلہ میں ہماری مدد کا سہرہ تمہارے سر پر باندھا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ تم ہمیشہ اپنی خیر خواہی کا دولت علویہ کو عمدہ ثبوت دیتے رہو گے''۔ شیرکوہ نے اس قدر افزائی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے عرض کیا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ جیسی توقع ہے میں اس سے زیادہ اپنے کو ثابت کرتا رہوں گا خلیفہ عاضد نے خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا اور جلیس بن عبدالقوی کے برابر بیٹھنے کی جگہ مقرر کی۔

جلیس بن عبدالقوی داعی الدعاۃ اور قاضی القضاۃ بھی تھا۔ شیرکوہ نے اسے اس کے عہدے پر بحال وقائم رکھا۔

شیرکوہ کی وفات: اس کے بعد اسد الدین شیرکوہ نے اپنی وزارت کے دو مہینے چند دن بعد اور بعض کہتے ہیں کہ گیارہ مہینے بعد وفات پائی۔ بوقت وفات اپنے مصاحبوں اور امراء لشکر کو وصیت کر گیا کہ کسی وقت بھی تم لوگ قاہرہ چھوڑنے کا قصد نہ کرنا۔

صلاح الدین کی وزارت: شیرکوہ کے انتقال کے وقت امراء نوریہ میں سے عین الدولہ باروتی قطب الدین ینال، سیف الدین مشطوب ہکاری اور شہاب الدین محمود حارمی قاہرہ میں موجود تھے۔ یہ لوگ رتبہ وزارت اور ریاست کے حاصل کرنے میں باہم جھگڑ پڑے۔ ہر فریق نے دوسرے کو مغلوب کرنے کی غرض سے اپنے اپنے ہواخواہوں کو جمع کیا۔ لیکن خلیفہ عاضد اس خیال سے کہ صلاح الدین بوجہ کمسنی امور سلطنت کو بغیر مشورہ اراکین خلافت نہیں دے سکے گا۔ صلاح الدین کی وزارت کی طرف مائل ہوا۔ اکثر اراکین دولت نے اس خیال کی موافقت کی۔ بعض کی یہ رائے ہوئی کہ ترکوں کا لشکر بلاد شرقیہ کی طرف واپس کر دیا جائے اور ان پر قراقوش کو حکومت دی جائے۔ خلیفہ عاضد نے کثرت رائے کے مطابق صلاح الدین کو محل سرائے خلافت میں طلب کر کے قلمدان وزارت مرحمت فرمایا اس سے امراء نوریہ میں سخت بددلی پیدا ہوگئی۔ مگر فقیہ عیسیٰ ہکاری کی عاقلانہ تدابیر سے جو صلاح الدین کا دلی خیر خواہ تھا۔ کل امراء نوریہ صلاح الدین کی طرف مائل اور اس کے مطیع ہو گئے۔ عین الدولہ باروتی ایک ضدی آدمی تھا۔ اس نے کسی طرح اطاعت قبول نہ کی۔ ترک رفاقت کر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے شام چلا گیا۔

الغرض صلاح الدین مصر میں خلیفہ عاضد کی وزارت کا کام انجام دینے لگا۔ اسے سلطان نورالدین محمود زنگی کے دربار میں بھی تعلق تھا۔ اس کی طرف سے صلاح الدین مصر میں ایک نائب کے بطور رہتا تھا۔ نورالدین اسے امیر سپہ سالار کے خطاب سے یاد کرتا تھا۔ خط و کتابت میں اس کا نام لکھنے کا بجائے امیر سپہ سالار و جمیع امراء نوریہ مقیم دیار مصریہ کے تحریر کرنے پر اکتفا کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ صلاح الدین تمام امور سلطنت کے سیاہ وسفید کرنے کے اختیارات اپنے قبضہ اقتدار میں لیتا گیا اور خلیفہ عاضد کے قوائے حکمرانی کمزور و مضمحل ہوتے گئے مصر کے دارالمعونہ کو جو کوتوال مصر کے رہنے کا مکان اور نیز جیل تھا منہدم کرادیا شافعیہ کا مدرسہ تعمیر کرایا۔ اسی طرح دارالعزل کو بھی مسمار کرا کے مالکیہ کا مدرسہ بنوایا۔ شیعی قاضیوں کو معزول کر کے شافعی قضاۃ مقرر کئے اور اپنی طرف سے تمام بلاد مصر میں ایک ایک نائب مقرر کیا۔

عیسائیوں کا محاصرۂ دمیاط: جس وقت اسدالدین شیرکوہ امراء نوریہ کے ساتھ مصر میں آ رہا اور عہدۂ وزارت حاصل کر کے مصر کے ملک پر قابض و متصرف ہو گیا اور عیسائیوں سے ملک مصر خالی کرا لیا۔ اس وقت عیسائیوں کو اپنی زیادتیوں پر ندامت ہوئی۔ جو کچھ بطور خراج ان کو ملک مصر میں ملتا تھا وہ بھی موقوف ہو گیا۔ طرہ یہ ہوا کہ ان کو بیت المقدس پر قبضہ رکھنے میں بھی آئندہ خطرات کا خیال پیدا ہوا عیسائیان صقلیہ اور اندلس کو یہ واقعات لکھ بھیجے اور ان سے امداد طلب کی۔ چنانچہ تھوڑے دن بعد عیسائی مجاہدوں کا ایک عظیم گروہ عیسائیان شام کی کمک پر آ گیا۔ اس سے شام کے عیسائیوں کے حوصلے بڑھ گئے۔ مسلح ہو کر ۵۶۵ھ میں دمیاط کا آ کر محاصرہ کر لیا۔ دمیاط کی حکومت پر ان دنوں شمس الخواص منکورز نامی ایک امیر مامور تھا۔ اس نے صلاح الدین کو اس سے مطلع کیا۔ صلاح الدین نے بہاؤالدین قراقوش کو ایک فوج کی افسری کے ساتھ اہل دمیاط کی مدد کو روانہ کیا خزانہ مال و اسباب اور بے شمار آلات حرب مرحمت کئے اس کے ساتھ ساتھ سلطان نورالدین محمود زنگی سے بھی امداد طلب کی شیعوں اور سوڈانیوں کی وجہ سے مصر نہ چھوڑنے اور اس مہم پر نہ جانے کی معذرت لکھی۔ نورالدین محمود نے بھی وقتاً فوقتاً تھوڑی تھوڑی سی فوجیں اہل دمیاط کی امداد کو روانہ کیں اور ان کی قوت تقسیم کرنے کے خیال سے خود بھی سواحل شام سے حملہ آور ہوا اور اپنے پُرزور حملوں سے عیسائیوں کو تنگ کرنے لگا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائی کروسیڈرون نے گھبرا کر پچاس یوم کے بعد دمیاط سے محاصرہ اٹھا لیا۔ لوٹ کر اس شہر میں آئے تو انہیں ویران اور خراب پایا۔ خلیفہ عاضد نے اس کامیابی پر صلاح الدین کی بے حد مدح وثناء کی۔ اس کے بعد صلاح الدین نے اپنے باپ نجم الدین اور اپنے تمام اصحاب و احباب کو شام سے مصر طلب کر لیا۔ خلیفہ عاضد ان لوگوں سے ملنے کے لئے آیا اور بڑی آؤ بھگت کی۔

صلاح الدین کے خلاف سازش: جس وقت صلاح الدین کا قدم استقلال کے ساتھ حکومت مصر پر جم گیا۔ شیعان مصر اور ان کے ہواخواہوں کے بے حد ناراضگی ہوئی۔ ان میں سے ایک گروہ جن میں عویرش قاضی القضاۃ ابن کامل امیر معروف عبدالصمد کاتب اور عمارہ یمنی زبیدی شاعر تھا صلاح الدین کے خلاف مشورہ کرنے کی غرض سے جمع ہوا۔ ان سب کا سرگروہ اور پیشوا یہی عمارہ یمنی تھا۔ ان لوگوں نے بحث ومباحثہ کے بعد یہ طے کیا کہ مصر سے ترکوں کو نکال باہر کرنے کے لئے عیسائیوں سے امداد لینا چاہئے اور اس صلہ میں مصر کے مالیہ سے ان کا ایک حصہ مقرر کر دیا جائے۔ اس صلاح و مشورے میں سوڈانی غلام اور قصر خلافت کے خدام بھی شریک تھے۔ مؤتمن الخلافۃ قصر خلافت کے خادموں کا سردار تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلیفہ عاضد کا پروردہ اور اس کی لڑکی خلیفہ عاضد کی بیوی تھی چنانچہ موتمن الخلافت نے اپنے مکان میں عیسائی سفیر کو ایک مصنوعی خلیفہ عاضد سے ملایا۔

عیسائی سفیر یہ خیال کر کے کہ خلیفہ عاضد نے میرے ساتھ عہد و پیمان کر لیا ہے واپس چلا گیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر نجم الدین بن مضیال تک پہنچی جو شیعوں کا ایک نامور سرگروہ تھا۔ اسے صلاح الدین سے خاص تعلق پیدا ہو گیا تھا۔ صلاح الدین نے اسے اسکندریہ کی حکومت عطا کی تھی چونکہ بہاء الدین قراقوں سے اور اس سے کسی بات پر کشیدگی پیدا ہو گئی تھی۔

عیسائی سفرا کی گرفتاری: شیعوں نے یہ خیال کر کے نجم الدین کو صلاح سے ہمدردی باقی نہیں رہی۔ تمام حال بالتفصیل بتلا دیا کہ تم کو وزارت دی جائے گی۔ عمارہ یمنی کو عہدۂ کتابت مرحمت ہو گا۔ سیکریٹریٹ کا دفتر بھی اسی کے چارج میں رہے گا۔ فاضل بن کامل قاضی القضاۃ داعی الدعاۃ موقوف و معزول کیا جائے گا۔ عبدالصمد خراج پر متعین ہو گا اور عوریش اس کی نگرانی کرتا رہے گا۔ نجم الدین نے سن کر مسرت ظاہر کی اور بطیب خاطر ان لوگوں کی رائے سے موافقت کا اظہار کیا لیکن موقع پا کر چپکے سے صلاح الدین کو اس سے مطلع کر دیا۔ صلاح الدین نے ان کو اور عیسائی سفیر کو گرفتار کر لیا۔ متعدد مجلسوں اور مواقع میں ان کے الزامات کی تفتیش کی محل سرائے خلافت کے خواجہ سراؤں اور دربانوں کو طلب کر کے نہایت سختی سے دریافت کیا گیا کہ خلیفہ عاضد محل سرائے خلافت سے کیوں نکل کر نجاح (موتمن الدولہ) کے مکان پر گیا ان لوگوں نے یہ حلف بیان کیا کہ خلیفہ عاضد نے محل سرائے خلافت سے باہر قدم نہیں نکالا آپ تک یہ خبر غلط پہنچائی گئی ہے۔ اس پر صلاح الدین نے خلیفہ عاضد کے مواجہ میں نجاح کو طلب کر کے حلفی اظہار لیا۔ اسنے بھی بیان کیا۔ کہ خلیفہ عاضد میرے مکان پر تشریف نہیں لے گئے اور نہ عیسائیوں کے سفیر سے ملاقات کرنے کا خلافت مآب کو موقع ملا۔ نجاح کے اظہار سے صلاح الدین کے دل پر خلیفہ عاضد کے براءت کی تصویر کھینچ گئی۔

سازشیوں کا خاتمہ: عمارہ یمنی شاعر اکثر شمس الدولہ توران شاہ کی خدمت میں آیا جایا کرتا تھا توران شاہ نے اپنے بھائی صلاح الدین سے بر سبیل تذکرہ بیان کیا کہ عمارہ نے خلیفہ عاضد کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا ہے جس میں اسے یمن جانے اور اہل یمن کو پامال کرنے کی ترغیب دی ہے اور اس قصیدے میں خاندان نبوت پر بھی چوٹ کی گئی ہے۔ اس کا خون مباح اور قتل واجب ہوتا ہے۔ اشعار کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

''تم اپنے لئے ایسا ملک پیدا کرو جس میں تمہیں دوسروں کی احتیاج باقی نہ رہے اور تم آتش جنگ کو لڑائی کے جھنڈے کے ذریعہ سے مشتعل نہ کرو اس بے شعور کی حکومت اس طریقہ کی ہے جیسا کہ زبان زد عوام ہے کہ کمزور کی بیوی تمام عالم کی بھاوج ہوتی ہے ابتداً اس کی بنیاد ایک ایسے شخص نے ڈالی ہے جو اپنی کوششوں سے سردار عالم کہلایا ہے''۔ پس صلاح الدین نے تفتیش حال کے بعد تمام ملزموں کو ایک روز قصر خلافت و قصر وزارت کے درمیان جمع کر کے قتل کروا دیا اور نعشوں کو صلیب پر چڑھوا دیا۔

عمارہ یمنی کا قتل: اس واقعہ کے بیسویں دن ابن کامل کے قتل کا حکم صادر ہوا۔ باقی رہا عمارہ جس وقت اس کے قتل اور دار پر چڑھائے جانے کا حکم صادر ہوا۔ پابہ زنجیر قاضی فاضل کے مکان کی طرف سے ہو کر نکلا۔ عمارہ نے قاضی فاضل سے ملنے کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درخواست کی قاضی فاضل نے انکار کر دیا۔ عمار یہ اپنا سا منہ لے کر رہ گیا اور یہ کہتا ہوا مقتل کی جانب چلا:

عبدالرحیم قد احتجب

ان الخلاص ھو العجب

''عبدالرحیم (قاضی فاضل) روپوش ہو گیا' اب رہائی تعجبات سے ہے''۔

سوڈانیوں کی بغاوت: کتاب ابن اثیر میں لکھا ہے کہ صلاح الدین کو ان لوگوں کی حرکات سے اس طرح اطلاع ہوئی کہ ان لوگوں نے جو خط عیسائیوں کو لکھا تھا وہ کسی ذریعہ سے صلاح الدین کے کسی مصاحب کے ہاتھ آ گیا۔ اس نے اس خط کو پڑھ کر مع پیام بر کے صلاح الدین کی خدمت میں پیش کر دیا۔ صلاح الدین نے پہلے موتمن الخلافۃ کو اس جرم کی پاداش میں قتل کرایا۔ اس کے بعد تمام خدام محل سرائے خلافت کو معزول کر کے اپنی جانب سے خدام مقرر کئے۔ بہاؤ الدین قراقوش کو ان کی سرداری عنایت فرمائی۔ سوڈانیوں کو اس سے اشتعال پیدا ہوا۔ تقریباً پچاس ہزار سوڈانیوں نے جمع ہو کر صلاح الدین کے خلاف ہنگامہ کر دیا۔ چنانچہ صلاح الدین کے لشکر اور سوڈانیوں سے قصر خلافت اور قصر وزارت کے درمیان معرکہ آرائی ہوئی۔ سوڈانی شکست کھا کر بھاگے فتحمند گروہ نے ان کے گھروں کو آگ لگا دی۔ ان کے مال و اسباب کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ ہزاروں سوڈانی تہ تیغ ہوئے۔ باقی ماندگان نے امان کی درخواست کی۔ امان دے دی گئی اور جزیرہ میں ٹھہرنے کا حکم دیا گیا۔ شمس الدولہ توران شاہ کو اس کی خبر نہ تھی۔ مسلح ہو کر ان کی طرف گیا اور جی کھول کر انہیں پامال کیا۔

دولت فاطمیہ کا خاتمہ: جس روز سے صلاح الدین کی حکومت کا سکہ ملک مصر میں استقلال و استحکام کے ساتھ چلنے لگا تھا اور وہ قصر خلافت پر قابض ہو گیا تھا اور ساتھ ہی ساتھ خلیفہ عاضد کی حکومت و خلافت کی مشین کے پرزے ڈھیلے اور ایک دوسرے سے جدا ہو گئے تھے۔ اسی دن سے سلطان نور الدین محمود تحریک کر رہا تھا کہ مصر سے خلافت علویہ کا خطبہ موقوف کر دیا جائے اور خلیفہ مستضی تاج دار خلافت عباسیہ کا نام نامی سے مساجد کے منبروں کو زینت دی جائے۔ مگر صلاح الدین اس خوف سے کہ مبادا کوئی فتنہ و فساد برپا نہ ہو جائے حکمت عملی سے ٹال رہا تھا اور یہ معذرت کرتا جاتا تھا کہ اس سے اہل مصر مشتعل و برافروختہ ہو جائیں گے۔ نور الدین نے اس معذرت پر مطلق توجہ نہ کی۔ ڈانٹ کا خط تحریر کیا اور خلیفہ عاضد سے سازش کر لینے کا الزام لگایا۔ صلاح الدین نے اپنے مصاحبوں سے اس بابت مشورہ کیا مصاحبوں نے رائے دی کہ نور الدین کی مخالفت اچھی نہیں ہے جیسا حکم ہو اس کی تعمیل کرنا مناسب اور آئندہ بہبودی کا باعث ہے۔

خلیفہ عاضد کی وفات: اسی زمانے میں علماء عجم کی طرف سے فقیہ جبشانی بطور وفد' صلاح الدین کی خدمت میں حاضر ہوا یہ شخص ''الامیر العالم'' کے لقب سے مخاطب کیا جاتا تھا اس نے یہ معلوم کر کے کہ صلاح الدین اور اس کے ارا کین خلافت عباسیہ کے خطبہ پڑھنے سے پس و پیش کرتے ہیں۔ حاضرین سے کہا کہ میں خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھوں گا چنانچہ محرم ۵۶۷ھ کے پہلے خطبہ جمعہ میں خلیفہ مستضی کے نام کا اس نے خطبہ پڑھا اور اس کے لئے دعا کی۔ کسی نے دم تک نہ مارا۔ دوسرے جمعہ میں صلاح الدین نے مصر و قاہرہ کے خطیبوں کو خلیفہ عاضد کے نام کا خطبہ موقوف کرنے اور خلیفہ مستضی کے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ تمام خطیبوں نے اس حکم کی تعمیل کی اور اس مضمون کا ایک گشتی فرمان تمام ممالک مصر میں بھیج

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا۔ خلیفہ عاضد اس وقت سخت علیل تھا۔ علالت کی وجہ سے کسی نے اس کو اطلاع نہ کی۔ حتیٰ کہ یوم عاشورہ (۱۰ محرم سنہ مذکور) کو اس نے وفات پائی۔

شاہی خزانہ کی ضبطی: صلاح الدین نے عزاداری کا دربار کیا اور قصر خلافت کے تمام مال واسباب کو ضبط کر لیا۔ بہاء الدین قراقوش مال واسباب کے فراہم کرنے اور ان کے اٹھالانے پر مامور تھا۔ شاہی خزانہ اور محل سرائے خلافت میں اس قدر قیمتی قیمتی اسباب تھے کہ آج تک نہ آنکھوں نے دیکھے تھے اور نہ کانوں نے سنے تھے۔ یاقوت' زمرد' طلائی زیورات نقرائی وطلائی ظروف' قیمتی قیمتی کپڑے طرح طرح کی خوشبودار اشیاء اور شیشہ آلات بے شمار ہاتھ آئے۔ ایک لاکھ بیس ہزار کتابیں ملیں جسے صلاح الدین نے فاضل عبدالرحیم بیسانی کو دے دیا جو اس کا سیکرٹری اور قاضی تھا۔ آلاتِ حرب' سامانِ جنگ بھی بے حد اور بے پایاں اور زر نقد لا انتہا ہاتھ لگا مال واسباب ضبط کرنے کے بعد مردوں اور عورتوں کو قید کر دیا حتیٰ کہ وہ سب مر گئے۔

داؤد بن عاضد: زمانہ حکومت عزیز اور حاکم' حکمرانان مصر میں دولت علویہ اہل کتامہ سے بھری ہوئی تھی اور یہ لوگ تمام بلاد مشرق میں پھیلے ہوئے تھے۔ مگر شیعوں کے سلسلہ حکومت منقطع ہونے اور خلیفہ عاضد آخری خلیفہ کے مرنے سے ان لوگوں کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ زمانہ کے نشیب وفراز اور واقعات کے تغیرات نے ان لوگوں کو ایسا کھالیا کہ ڈکار تک نہ لی جیسا کہ ہمیشہ دولت وحکومت کی قدیم زمانہ سے یہی رفتار چلی آتی ہے۔ خلیفہ عاضد کے مرنے پر مصر میں خلافت عباسیہ کی حکومت کا جھنڈا کامیابی سے اڑنے لگا۔ شیعان مصر کو یہ امر ناگوار گزرا۔ ان میں سے ایک گروہ نے جمع ہو کر داؤد بن عاضد کے ہاتھ پر خلافت وامارت کی بیعت کی کسی ذریعہ سے صلاح الدین کو اس کی خبر لگ گئی سب کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور داؤد کو قصر خلافت سے نکال دیا یہ واقعہ ۵۶۹ھ کا ہے۔

سلیمان بن داؤد کا قتل: اس واقعہ کے ایک مدت کے بعد داؤد بن عاضد کے بیٹے سلیمان نامی نے صعید میں سر اٹھایا۔ مگر سر اٹھاتے ہی گرفتار کر لیا گیا۔ حتیٰ کہ بحالتِ قید مر گیا۔ پس اس کے بعد اطراف فارس میں محمد بن عبداللہ بن عاضد خلافت وامارت کا دعوی دار ہوا۔ ''مہدی'' کے لقب سے اپنے کو ملقب کیا لیکن اسے بھی پھلنے پھولنے کا موقع نہ ملا اٹھتی کونپل کو قتل کر کے صلیب پر چڑھایا گیا۔ ان لوگوں کے قتل ہو جانے سے عبیدیوں کا کوئی ممبر کہیں باقی نہ رہا البتہ عراق میں فرقہ فدائیہ اور بلاد اسماعیلیہ میں حسن بن صباح قلعہ موت میں انہی خلفاء علویہ کی یادگار تھا ہم ان کے حالات آئندہ حسب موقع بیان کریں گے۔ ان باقی ماندہ ممبران خاندان خلافت علویہ کی حکومت کا سلسلہ بھی' خلافت عباسیہ بغداد کے ساتھ ۶۵۵ھ میں ہلاکو اور چنگیز خان بادشاہ تاتار کے ہاتھ تباہ وبرباد ہو گیا۔ والامر للہ وحدہ.

خلفاء فاطمیین کے یہی حالات تھے۔ جنہیں ہم نے تاریخ کامل تصنیف ابن اثیر اور ان کی تاریخ حکومت تالیف ابن طویل اور کسی قدر ابن میسحی کی روایات سے حتی الامکان مختصر کر کے اس مقام پر جمع کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۱۷

امارت مسیلہ وزاب بنی حمدون کے حکمران

علی بن حمدون: علی بن حمدون بن سماک بن مسعود بن منصور جذامی معروف بہ ابن اندلسی' اندلس عظمیٰ کا رہنے والا تھا۔ علی بن حمدون اتفاق زمانہ سے عبیداللہ اور ابوالقاسم کے پاس مشرق میں حکومت علویہ قائم ہونے سے پیشتر چلا آیا تھا۔ ان لوگوں نے علی بن حمدون کو طرابلس سے عبداللہ شیعی کے پاس بھیج دیا عبداللہ شیعی علی بن حمدون سے بے حد تپاک سے ملا۔ بہ عزت و احترام پیش آیا۔ چنانچہ علی بن حمدون اس زمانے تک ان لوگوں کی خدمت میں رہا۔ جب تک کہ یہ لوگ سجلماسہ میں مقیم رہے۔ جب ان لوگوں کی حکومت و ریاست کو ایک گونہ استحکام و استقلال ہو گیا اور ابوالقاسم ۳۱۵ھ میں مغرب کی طرف واپس آیا اور شہر مسیلہ کا بنیادی پتھر رکھا اس وقت اس نے علی بن حمدون کو اس شہر کو آباد و تعمیر کرنے پر متعین کیا اور اس کا نام محمدیہ رکھا۔ جب اس کی تعمیر ختم ہو چکی تو اس نے علی بن حمدون کو زاب کی سند حکومت عطا کی اور وہیں قیام کرنے کا حکم دیا۔ پھر جس وقت منصور پر ابو یزید صاحب الحمار نے جبل کتامہ میں محاصرہ کیا' اس وقت اس نے اس شہر کو رسد و غلہ اور آلاتِ حرب سے معمور کر دیا۔ اس وقت سے برابر یہی اس شہر کی حکومت کرتا چلا آیا۔ اس کے دونوں بیٹوں جعفر اور یحییٰ نے ابوالقاسم کے یہاں پرورش اور تربیت پائی۔

علی بن حمدون کی روپوشی: جب ابو یزید نے دوبارہ سر اٹھایا اور تمام بلاد افریقیہ میں آتش فساد مشتعل و روشن ہو گئی اور اطراف و جوانب کے ہواخواہان دولت علویہ کو پامالی کی خوفناک صورتیں نظر آنے لگیں۔ تو منصور نے علی بن حمدون کو لکھ بھیجا کہ قبائل بربر کی فوجیں مرتب کر کے ہم سے آملو۔ چنانچہ علی بن حمدون نے فوجیں مرتب کر کے قسطنطینہ سے مہدیہ کی جانب کوچ کیا۔ اثناء راہ میں جو بلاد ملتے تھے۔ انہیں تاخت و تاراج کرتا ہوا ناریہ پہنچا۔ پھر یہاں سے کوچ کر کے باجہ پر جا کر پڑاؤ کیا۔ اس وقت باجہ میں ایوب بن ابو یزید ایک لشکر عظیم لشکاریہ اور بربر کا لئے ہوئے پڑا تھا۔ علی نے ایوب پر حملہ کیا فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہونے لگی۔ ایک روز اثناء جنگ میں شب کے وقت ایوب نے علی بن حمدون کے لشکر پر چھاپہ مارا جس سے علی کا لشکر گھبرا کا بھاگ نکلا۔ علی بن حمدون اپنی فوج سے علیحدہ ہو کر ایک پہاڑ کی چوٹی پر چلا گیا اور وہیں ۳۳۴ھ میں مر گیا۔

جعفر بن علی حمدون: ابو یزید کا زمانہ شورش و فساد ختم ہونے پر منصور نے مسیلہ اور زاب کی کرسی حکومت پر جعفر بن علی بن حمدون کو متمکن کیا اور وہیں پر اسے اور اس کے بھائی یحییٰ کو قیام کرنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ جعفر و یحییٰ نے مسیلہ اور زاب میں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی حکومت وریاست کی بناء ڈالی۔ دفاتر اور محکمے قائم کئے۔ محل سرائیں بنوائیں۔ حمامات تعمیر کئے۔ ایک مدت تک ان لوگوں کی حکومت اس شہر میں قائم رہی۔ دور دراز ملکوں سے علماء وشعراء ان کے دربار میں آئے انہی میں سے ابن ہانی اندلسی شاعر بھی تھا اس کے قصائد ومدحیہ جو اس نے جعفر ویحییٰ کی شان میں لکھے تھے معروف ومشہور ہیں۔

جعفر اور زیری کی عداوت جعفر اور زیری بن مناد میں بے حد عداوت تھی۔ دونوں میں حکومت وریاست کی بابت متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ جس کی وجہ سے زیری کو جب کہ وہ زناتہ کی سرکشی وبغاوت کے باعث مغرب سے واپس آ رہا تھا۔ سخت نقصان کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے بعد جب معز نے ۳۰۲ھ میں قاہرہ آنے کا قصد کیا تو جعفر کو مسیلہ سے بلا بھیجا۔ جعفر کو اس سے خطرہ پیدا ہوا اپنی فوج کے ساتھ معز کے آنے سے پیشتر زناتہ سے جا ملا۔ ضہاجہ اور خلیفہ معز نے اس سے خط وکتابت کا سلسلہ منقطع کر دیا۔

زیری بن مناد کا قتل جعفر نے زناتہ کو جمع کر کے معز کی مخالفت پر ابھارا اور خلیفہ مستنصر کے علم حکومت کی اطاعت کی ترغیب دی زناتہ نے بخوشی ورغبت جعفر کی تحریک پر عمل درآمد کیا۔ اتنے میں زیری بن مناد آ پہنچا اور اس نے ہنگامہ کارزار گرم کر دیا۔ اتفاق یہ کہ اس میں زیری کو شکست ہوئی اثناء دار وگیر میں امراء زناتہ سے کسی نے زیری پر تلوار چلائی زیری زخمی ہو کر گھوڑے سے گر پڑا قاتل نے لپک کر سر اتار لیا۔ خاتمہ جنگ کے بعد جعفر نے زیری کے سر کو چند امراء زناتہ کے ساتھ خلیفہ مستنصر کی خدمت میں بھیج دیا۔ خلیفہ مستنصر نے ان لوگوں کی بے حد عزت افزائی کی اور زیری کے سر کو بغرض عبرت بازار قرطبہ میں آویزاں کرا دیا۔ اس واقعہ سے یحییٰ بن علی کی مستنصر کے دربار میں قدر ومنزلت بڑھ گئی۔ جعفر کو بہ نظر قدر افزائی دربار خلافت میں حاضر ہونے کی اجازت دی۔

یوسف بن زیری کا حملہ کچھ عرصہ بعد زناتہ کو یہ خبر ملی کہ یوسف بن زیری اپنے مقتول باپ کے خون کا بدلہ لینے کی تیاری کر رہا ہے۔ کمزوری طبیعت کی وجہ سے گھبرا گئے مقابلہ سے جی چرانے لگے۔ عوام کا کیا ذکر ہے۔ رؤسا اور امراء زناتہ بھی فتنہ وفساد کی وجہ سے اپنے آنے والے حریف کی مدافعت سے عاجز ومجبور ہو گئے۔ اس سے جعفر کو خطرہ پیدا ہوا۔ کشتیوں پر مال واسباب، حشم، خدام اور جس قدر خزانہ شاہی تھا۔ اسے بار کر کے براہ دریا دارالخلافت قرطبہ کا راستہ لیا۔ جعفر کے ساتھ بڑے بڑے امراء زناتہ جو دولت امویہ اندلسیہ کے مطیع اور ہواخواہ تھے۔ قرطبہ چلے آئے تاجدار دولت امویہ اندلسیہ ان لوگوں سے بعزت واحترام ملا۔ انعامات دیئے۔ توقیر وعزت سے ٹھہرایا۔ جب ایک مدت کے بعد یوسف بن زیری کا طوفان بدتمیز ختم ہو گیا اور تمام بلاد میں امن وامان کی ہوا چلنے لگی۔ تو یہ لوگ اپنے گھروں کی جانب واپس ہوئے۔ چنانچہ تاجدار دولت امویہ نے ان لوگوں کو عزت واحترام کے ساتھ رخصت کیا۔ یہ لوگ اپنے دلوں میں دولت امویہ کی محبت اور ہواخواہی لئے ہوئے واپس ہوئے۔

امراء زناتہ کی واپسی واپسی میں علی بن حمدون والیٔ زاب ومسیلہ کی اولاد ان لوگوں کے ساتھ شریک نہیں ہوئی اس نے مصلحتاً دارالخلافت میں قیام کیا۔ خلیفہ وقت نے براہ قدر افزائی وزیروں کے گروہ میں ان لوگوں کو داخل کر لیا اور ان کو وہی جاگیریں اور وظائف عطا کئے جو وزراء کو دیئے جاتے تھے۔ یہ لوگ باوجودیکہ اس گروہ میں نئے داخل ہوئے تھے۔ مگر خلیفہ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدر دانی کی وجہ سے قدیمی ہواخواہان دولت میں شمار کئے جانے لگے۔

بنی حمدون کی گرفتاری و رہائی: اس کے تھوڑے دن بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ علی بن حمدون نے دربار خلافت میں۔ ایک روز کسی امر پر بحث ومباحثہ کرتے ہوئے آداب خلافت کا لحاظ چھوڑ دیا۔ جس کی وجہ سے اس کی اولاد عتاب شاہی میں گرفتار ہوگئی۔ قصر خلافت میں سب کو طلب کر کے قید کر دیا۔ پھر چند دن کے بعد جبکہ خلیفہ حکم بہ عارضہ فالج مبتلا ہوا اور مغرب میں مروانیوں کا مطلع حکومت غبار آلود ہو چلا اور حکومت کو سرحدی حفاظت اور دشمنان خلافت کی مدافعت کی ضرورت محسوس ہوئی تو علی بن حمدون کی اولاد کو قید سے رہائی دی گئی۔ یحییٰ بن محمد بن ہاشم سرحدی مقامات سے طلب کیا گیا۔ (یہ فاش اور مغرب کا والی تھا) حاجب مصحفی نے رائے دی کہ جعفر بن علی بن حمدون بلاد مغربیہ کی سرحد پر بھیجا جائے کیونکہ یہ ایک مدت تک زناتہ مغرب کے ساتھ رہا ہے۔ اس طرح اولاد علی بن حمدون بدبختی سے نکال کر عزت کی کرسی پر متمکن کی گئی جعفر اور اس کے بھائی یحییٰ کو مغرب کی سند حکومت عطا کی گئی۔ شاہانہ خلعت دیئے گئے۔ دونوں بھائیوں کو بے حد مال واسباب دیا گیا۔ الغرض جعفر ۳۶۵ھ میں بلاد سرحدی کے انتظام اور اسے دشمنوں کے حملوں سے بچانے کے لئے مغرب کی طرف روانہ ہوا اور پہنچتے ہی بدنظمی دفع کرنے میں مشغول ہوگیا۔ ملوک زناتہ بنی یفرن معرادہ اور ملماسہ نے حاضر ہو علم خلافت کی اطاعت قبول کر لی۔

محمد بن ابی عامر: خلیفہ حکم کے مرنے پر ہشام نے تخت حکومت پر قدم رکھا اس کے عہد خلافت میں منصور بن ابی عامر کے ہاتھ میں عنان حکومت تھی۔ اس نے اپنے ابتدائے زمانہ حکمرانی میں بلاد سرحدی میں سے صرف سبتہ کے انتظام پر اکتفا کیا شاہی لشکر اور ارا کین دولت کی توجہ اسی شہر کی طرف منعطف ہوئی اہل علم وسیف کے قبضہ میں اس شہر کا انتظام دیا گیا۔ اس کے علاوہ اور شہروں کی جانب سے بے پروائی اختیار کی گئی۔ ملوک زناتہ بدستور علی بن حمدون کی اولاد کے زیر انتظام رہے۔ خلعت اور جائزے دربار خلافت سے آتے رہے۔ وفود کی آمد ورفت جاری رہی۔ انہی واقعات کے اثناء میں جعفر اور یحییٰ پسران علی بن حمدون کے درمیان ان بن ہوگئی۔ یحییٰ نے اپنے بھائی جعفر سے علیحدگی اختیار کر کے شہر بصریٰ کو دبالیا اور مع اکثر امراء وسرداران لشکر کے بصریٰ چلا گیا۔ بعد میں بنوغواطہ کی بدولت جعفر کا عروج تباہی میں پڑ گیا۔ ڈوبنے کے قریب پہنچ گیا تھا کہ محمد بن ابی عامر نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لیتے ہی جعفر کو مستعدی اور کارگزاری کی وجہ سے دارالخلافت طلب کیا[1] چونکہ اس سے پیشتر جعفر کو خلیفہ حکم تاج دار اندلس کی بدولت اکثر مصائب کا سامنا کرنا پڑا تھا اس وجہ سے محمد بن ابی عامر کے حکم کی تعمیل میں ذرا تاخیر سے کام لیا۔ لیکن پھر کچھ سمجھ بوجھ کر ملک مغرب کی حکومت اپنے بھائی کے لئے چھوڑ کر براہ دریا محمد بن ابی عامر کی جانب روانہ ہوا جس وقت یہ دارالخلافت میں پہنچا اس کی بے حد آؤ بھگت کی گئی۔ عزت واحترام سے شاہی محل میں ٹھہرایا گیا۔

بلکیں کی مغرب پر فوج کشی: بلکیں نے ۳۶۹ھ میں مغرب پر فوج کشی کی' محمد بن ابی عامر نے قرطبہ سے فوجیں آراستہ کر کے مدافعت کی غرض سے جزیرے کی جانب کوچ کیا' جعفر بن علی نے سبتہ کی حفاظت پر کمر ہمت باندھی۔ تاج دار اندلس نے ایک سو اونٹ اسباب جنگ سے لادے ہوئے محمد بن عامر کی کمک کے لئے روانہ کئے۔ ملوک زناتہ نے بھی اس کی

---

[1] اصل کتاب میں جگہ اس قدر خالی ہے من مترجم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پشت پناہی کو آ پہنچے۔ بلکین بے نیل مرام واپس ہوا جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کریں گے۔

جعفر بن علی کا قتل: اس واقعہ کے بعد محمد بن ابی عامر کسی معاملہ میں جعفر سے مشکوک ومشتبہ ہو گیا رفتہ رفتہ یہ شک اس حد تک بڑھا کہ محمد بن ابی عامر نے لوگوں کو جعفر کے قتل پر مامور کر دیا جنہوں نے اس کے گھر میں گھس کر سنہ [1] ..... میں قتل کر ڈالا۔

یحییٰ بن علی: اس کے بعد یحییٰ بن علی مصر چلا گیا۔ عزیز باللہ کے محل میں اترا۔ عزیز باللہ نے کمال احترام سے ٹھہرایا۔ چنانچہ ایک مدت تک اسی عزت وتوقیر سے مصر میں مقیم رہا۔ جس وقت فلفول بن خرزون نے عہدہ حکومت حاکم بامراللہ میں طرابلس کو ضمیاجہ کے قبضہ سے نکالنے کی کوشش کی تو اس وقت خلیفہ حاکم نے فوجیں مرتب وآراستہ کر کے طرابلس کی جانب روانہ کی تھیں۔ اس کی سرداری کا علم یحییٰ بن علی ہی کو عطا کیا تھا۔ مقام برقہ میں پہنچ کر ہلالیوں میں سے بنوقرہ نے مزاحمت کی جس سے یحییٰ کی جمعیت متفرق ومنتشر ہو گئی بہ مجبوری مصر واپس آیا اور وہیں ٹھہرا مصر ہی میں مر گیا۔ واللّٰہ وارث الارض و من علیھا وھو خیر الوارثین

---

[1] اصل کتاب میں اس قدر جگہ خالی ہے۔ من مترجم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب:۱۵

قرامطہ

اس دعوت کا اظہار نہ تو علویہ میں سے کسی نے کیا اور نہ طالبیوں میں سے کوئی شخص مدعی ہوا اس حکومت کے بانی مبانی اہل بیت سے مہدی کے ایلچی تھے۔ حالانکہ وہ مہدی کی تعین میں خود باہم مختلف تھے جیسا کہ آئندہ ذکر کیا جائے گا۔

قرامطہ کی اصل: قرامطہ کی دعوت کا دارومدار دو شخصوں پر تھا۔ ان میں سے ایک کا نام فرج بن یحییٰ بن عثمان قاشانی تھا۔ فرج بن یحییٰ مہدی کے ایلچیوں میں سے تھا۔ ذکرویہ بن مہرویہ کے لقب سے بھی ملقب کیا جاتا ہے۔ یہ وہی شخص ہے جو سواد کوفہ میں اس کے بعد عراق وشام میں اس مذہب کے پھیلانے والا اور حکومت قرامطہ کا بانی مبانی تھا۔ مگر اس کی سعی وکوشش کے باوجود حکومت و دولت کی بناء قائم نہ ہوسکی دوسرے کا نام ابوسعید حسن بن بہرام جنابی تھا۔ اس نے بحرین میں قرامطہ کا مذہب پھیلانے اور حکومت وریاست کی بناء قائم کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ وہ اپنے ارادے میں کامیاب ہوا' یہاں پر اس کی اور اس کی آئندہ نسلوں کی حکومت جاری ہوئی۔ بعض لوگوں نے اسے فرقہ اسماعیلیہ کے ایلچیوں میں شمار کیا ہے۔ جن کی حکومت وسلطنت قیروان میں تھی۔ جیسا کہ آئندہ آپ پڑھیں گے۔

قرامطہ: قرامطہ کے اعتقادات اور مذہبی مسائل نہایت مضطرب، مختل اور شریعت حقہ اسلامیہ کے سراسر مخالف ہیں۔ سب سے پہلے ۲۷۸ھ میں ایک شخص سواد کوفہ میں ظاہر ہوا۔ بظاہر زہد وتقویٰ طہارت اور عبادت کا بہت پابند تھا۔ اس کا زعم تھا کہ میں مہدی موعود کی حکومت کا ایلچی ہوں۔ ایک کثیر جماعت اس کی تابع ہوگئی۔ اپنے کو قرمط کے لقب سے ملقب کرتا تھا۔ جو شخص اس کی جماعت میں شریک ہوتا تھا۔ اس سے ایک دینار امام موعود کے لئے لیتا تھا۔ اس جماعت پر اس نے بہت سے نقیب مقرر کئے تھے۔ جنہیں حواریوں کے نام سے موسوم کرتا تھا۔ ہزاروں مسلمان اس فتنہ میں مبتلا ہوگئے۔ گورنر کوفہ نے اسے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا کچھ عرصہ بعد محافظوں کی غفلت سے جیل سے بھاگ گیا۔ پھر کوئی خبر نہ ملی کہ کیا ہوا اس سے اس کے متبعین اور فتنہ میں پڑ گئے۔ ان میں سے بعض نے یہ خیال کیا کہ یہ وہی شخص ہے جس کی بشارت احمد بن محمد بن حنفیہ نے دی تھی اور یہ احمد نبی تھا۔

قرامطی عقائد: اس مذہب نے سواد میں بے حد ترقی کی۔ ان لوگوں میں ایک کتاب کی تلاوت کی جاتی ہے جس کی نسبت ان کا خیال ہے کہ اسے مہدی کا ایلچی لایا تھا۔ اس کتاب میں نماز کی ترکیب اس طرح لکھی ہے ''بسم اللہ'' کے بعد ہر رکعت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ان فقروں کو پڑھے۔

" الحمدللّٰہ بکلمته و تعالیٰ باسمه المتحدلاولیایه باولیائه قل الاهلهٗ مواقیت للناس ظاهرها لیعلم عدد السنین والحساب و الشهور' والایام باطنها اولیای الدین عرفوا عبادی سبیلی اتقوی یااولیٰ' الالباب و انا الذی لااسال عما انمل وانا العلیم الحکیم و انا الذی ابلو عبادی واستخیر خلقی فمن صبر علی بلای و محنتی و اختیاری اتقیته فی جنتی و اخلدته فی نعمتی و من زال عن امری و کذب رسلی اخلدته مهاناً فی عذابی و اتممت اجلی و اظهرت علی السنته رسلی' فانا الذی لا یتکبر علیٰ جبار الاوضعته ولا عزیزا لاذله ابلیس' فلیس الذی اصر علی امرہٖ و دام علی جهالته و قال لن نبرح علیه' عاکفین و بہٖ مؤمنین اولٰئِکَ ھُمَ الکافِرُوْنَ".

اس کے بعد رکوع کرے رکوع میں دوبار" سبحان ربی و رب العزة تعالیٰ عما یصف الظالمون" پڑھے پھر سجدہ کرے سجدے میں "اللہ اعلیٰ" دوبار اور ایک بار "اللہ اعظم" کہے سال میں دوروز روزہ رکھے ایک مہرجان کے دن اور دوسرا نوروز کے دن۔ نبیذ کا پینا حرام تھا۔ شراب حلال تھی جنابت کے لئے (ناپاکی) غسل کی بجائے وضو کر لینا کافی تھا۔ تمام دم دار اور پنجہ دار جانوروں کا کھانا حرام تھا جو شخص اس مذہب کا مخالف ہو اور برسر جنگ آئے اس کا قتل واجب اور جو شخص برسر جنگ نہ آئے اس سے جزیہ لیا جائے اس کتاب میں اسی قسم کے مسائل اور غلط دعوے جو ایک دوسرے کے معارض میں تحریر ہیں جس سے ان کا کذب محض ہونا روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔

اس گروہ کو جس امر نے ایسے خرافات اور بے ہودہ مذہبی خیالات قائم کرنے پر ابھارا ہے وہ شیعہ کی مشہور روایات ہیں۔ "جو درباره مهدی" احادیث کی صورت میں بیان کی جاتی ہیں۔ جس کے وضع کے اسباب وعلل پر ہم نے مقدمہ تاریخ باب الفاطمی میں تنقید کی ہے۔ قرامطہ مہدی اور اس کی دعوت کی طرف کچھ ایسے گرویدہ ہوئے کہ جس نے مہدویت کا دعویٰ کیا۔ دل وجان سے سچائی کے ساتھ اس کے معین ومددگار ہو گئے اگرچہ وہ اپنے استحقاق ودعوے میں جھوٹا رہا ہو اور بعض نے اس چیز کی بنیاد محض دنیا کمانے کی غرض سے جھوٹ پر قائم کی ہے[1]۔

یحییٰ بن فرج کی روپوشی: کہا جاتا ہے کہ یحییٰ بن فرج صاحب دنج کے قتل کے بعد ظاہر ہوا تھا اور امان حاصل کر کے اس کے پاس گیا تھا اور یہ ظاہر کیا تھا کہ میرے قبضہ میں اس وقت ایک لاکھ تلواریں ہیں۔ آؤ مناظرہ کر لیں۔ عجب نہیں کہ ہم اور تم ایک مذہب کے پابند ہو جائیں' ایک دوسرے کے معین ومددگار ہو جائیں۔ مگر اتفاق یہ کہ دونوں میں مخالفت ہو گئی۔ قرمط (یحییٰ بن فرج) لوٹ آیا۔ یہ اپنے کو" قائم بالحق" کے لقب سے ملقب کرتا تھا اور بعض کا خیال ہے کہ یہ ازارقہ خوارج کا مذہب رکھتا تھا۔ الغرض جب اس مذہب کا شیوع اور اس کے متبعین کی کثرت ہوئی احمد بن محمد طائی والی کوفہ نے اس کی روک تھام کی غرض سے پیش قدمی کی۔ فوجیں آراستہ کر کے قرامطہ پر حملہ کر دیا۔ جس سے قرامطہ منتشر ہو گئے اور متواتر حملوں اور مسلسل تعاقب کی وجہ سے اکثر نیست ونابود ہو گئے۔ سردار قرامطہ نے بھاگ کر قبائل عرب میں جا کر دم لیا اور ان لوگوں کو اپنے مذہب کی تعلیم دینے لگا۔ مگر کسی نے اس اجوبہ مذہب کو قبول نہ کیا۔ اس وقت یہ ایک چٹیل میدان کی باؤلی میں چھپ

[1] اصل کتاب میں اس قدر جگہ خالی ہے۔ مترجم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہا۔ جس کو اس نے خود اسی غرض کے لئے بنایا تھا۔ اس باولی کا دروازہ لوہے کا تھا اور دروازے کے پہلو میں تنور تھا تا کہ ڈھونڈنے والے کو یہ گمان بھی نہ ہو کہ کوئی شخص اس باؤلی میں ہے۔

قرامطی عقائد کی تبلیغ: اس باؤلی میں روپوش ہونے کے بعد اس نے اپنے بیٹوں کو قبیلہ کلب میں ابن دبرہ کی طرف بھیجا اور یہ ہدایت کی کہ تم لوگ اپنے کو اسماعیل امام کی اولاد سے ظاہر کرنا اور یہ بھی ظاہر کرنا کہ ہم لوگ تمہارے پاس پناہ گزیں ہو کر آئے ہیں۔ چنانچہ اس کے بیٹے کلب بن دبرہ کے قبیلہ میں گئے اور آہستہ آہستہ اپنے مذہب کو پھیلانے اور اس کی تعلیم دینے لگے۔ یہ تین نفر تھے۔ یحییٰ، حسین اور علی۔ قبیلہ کلب بن دبرہ کے کسی بطن نے اس مذہب کو قبول نہ کیا مگر بنو قلیص بن ضمضم بن علی بن جناب ان کے جال میں آ گئے اور یحییٰ کے ہاتھ پر اس خیال سے بیعت کی کہ یہ یحییٰ بن عبداللہ بن محمد بن اسماعیل امام ہے ''ابوالقاسم'' اس کی کنیت رکھی گئی اور شیخ کا لقب دیا گیا۔ تھوڑے دن کے بعد اس نے اپنا نام تبدیل کر دیا اور یہ ظاہر کیا کہ میں محمد بن عبداللہ ہوں اور مصلحتاً اس نام کو چھپایا تھا کہ میری ناقہ من جانب اللہ مامور ہے جو شخص اس کی اتباع کرے گا وہ فتح مند ہوگا۔

خلیفہ معتضد اور قرامطی: سبک (یا شبل) خلیفہ معتضد کے غلام نے قرامطہ پر فوج کشی کی اور پہلے ہی حملہ میں ناکام ہو کر پسپا ہوا اور اثناء جنگ میں مارا گیا۔ تب محمد بن احمد طائی نے چڑھائی کی اس معرکہ میں قرامطہ کو شکست ہوئی بعض قرامطی گرفتار کر لئے گئے۔ جو خاتمہ جنگ کے بعد دربار خلافت میں پیش کئے گئے۔ خلافت مآب نے قیدیان قرامطہ سے خطاب کر کے ارشاد کیا ''کیا تمہارا یہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی روح اور اس کے انبیاء کرام کی روحیں تم میں حلول کر گئی ہیں۔ جس کی وجہ سے تم لوگ خطا و لغزش سے معصوم رہتے ہو اور اعمال صالح کے کرنے کی توفیق ہوتی ہے''۔ قرامطہ کے سردار نے جواب دیا ''مجھے تعجب ہے کہ آپ کو اس تذکرے سے کیا فائدہ' اگر مجھ میں ابلیس کی روح حلول کر گئی ہے تو اس سے آپ کو کیا فائدہ؟ جس کے تذکرے سے کوئی فائدہ نہ ہو اسے ترک کیجئے اور اس طرف توجہ کیجئے جس سے کچھ منفعت ہو''۔

قرامطی اسیروں کا خاتمہ: خلافت مآب نے ارشاد فرمایا ''اچھا تم ہی مطلب کی بات کہو''۔ سردار قرامطہ بولا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ درآنحالیکہ تمہارے مورث اعلیٰ عباس بن عبدالمطلب زندہ تھے۔ مگر انہوں نے حکومت و خلافت کی تمنا نہ کی اور نہ کسی نے ان کے ہاتھ پر امارت و حکمرانی کی بیعت کی۔ اس کے بعد ابوبکر کا انتقال ہوا انہوں نے عمر کو اپنا جانشین کیا اور عمر نے حالانکہ عباس بن عبدالمطلب اس وقت بھی موجود اور ان کی آنکھوں کے سامنے تھے۔ نہ تو انہیں اپنا ولی عہد بنایا اور نہ ارباب شوریٰ میں داخل کیا' ارباب شوریٰ میں صرف چھ بزرگ تھے۔ جس میں قرب و دور کے رشتہ دار تھے۔ ان لوگوں نے بھی بہ اجماع تمہارے دادا کو منتخب نہ کیا پھر فرمایئے کہ کس ذریعہ سے آپ خلافت و امارت کے مستحق ہوئے خلیفہ معتضد نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ سرہنگوں کو اشارہ کر دیا وہ لوگ سردار قیدیان قرامطہ پر ٹوٹ پڑے بند بند علیحدہ وجدا کر کے گردن اتار لی۔

قرامطیوں کی دمشق پر فوج کشی: اس واقعہ کے بعد قرامطہ نے دمشق کی جانب ۲۹۰ھ میں پیش قدمی شروع کی۔ ان دنوں دمشق کی عنان حکومت طغج (احمد بن طولون کے غلام) کے قبضہ میں تھی۔ طغج نے اپنے آقا کے بیٹے والی مصر سے امداد طلب کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ مصری سپاہ اس کی کمک پر آ گئی۔ قرامطہ سے متعدد لڑائیاں ہوئیں انہی لڑائیوں میں یحییٰ بن ذکرویہ موسوم بہ شیخ ایک گروہ کثیر کے ساتھ مارا گیا۔ قرامطہ میں سے بچے کچھے لوگوں نے اس کے بھائی حسین موسوم بہ احمد کے پاس جا کر پناہ لی۔ اس کے منہ پر ایک تل تھا۔ اس کا خیال تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے[1] یہ اپنے کو ''مہدی'' ''امیر المؤمنین'' کے لقب سے ملقب کرتا تھا تھوڑے دن بعد اس کا چچازاد بھائی عیسیٰ بن مہدی (عبداللہ) بن احمد بن اسماعیل امام اس کے پاس آ گیا۔ چنانچہ اس نے عیسیٰ کو اپنا ولی عہد بنایا اور ''المدثر'' کا خطاب دیا۔ اعتقاد یہ تھا کہ یہ وہی مدثر ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔ اس نے اپنے خاندان میں سے ایک لونڈے کو ''مطوق'' کا لقب دیا تھا۔ چپکے چپکے اپنے مذہب کی تلقین اور تعلیم دینے لگا۔ ایک زمانے کے بعد بادیہ نشینوں کے اکثر قبائل نے اس کے مذہب کو قبول کر لیا۔ تب ان لوگوں کو مسلح کر کے دمشق پر چڑھائی کر دی۔ عرصہ دراز تک محاصرہ کئے رہا۔ حتیٰ کہ اہل دمشق نے کچھ زر نقد دے کر مصالحت کر لی۔ اس کے بعد اس نے حمص، حماۃ، معرہ اور بعلبک پر فوج کشی کی۔ بہت بڑی خونریزی کا مرتکب ہوا۔ عورتوں اور بچوں تک کو قتل سے نہ چھوڑا۔ آخر کار ان شہروں کو پامال اور تاخت و تاراج کر کے سلیمہ کی جانب بڑھا۔ سلیمہ میں بنی ہاشم کا ایک گروہ مقیم تھا۔ ان لوگوں کو بھی اس نے تہ تیغ کیا مدرسہ کے چھوٹے چھوٹے بچے اور چوپائے تک اس کی تیغ ستم سے نہ بچ سکے۔

خلیفہ مکتفی اور قرامطی رفتہ رفتہ دربار خلافت تک خبر پہنچی۔ خلیفہ مکتفی نے بہ نفس نفیس لشکر آراستہ کر کے اس کی سرکوبی پر کمر باندھی۔ اور اپنی فوج کے پیتروں کو بڑھنے کا حکم دیا چنانچہ شاہی فوج نے اس کی فوج پر حماۃ کے باہر ایک میدان میں حملہ کیا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد اسے شکست ہوئی بقیہ نے حلب میں جا کر دم لیا۔ (یہ واقعہ ۲۹۱ھ کا ہے) خاتمہ جنگ کے بعد خلیفہ مکتفی نے برقہ کی جانب کوچ کیا اور ابن طولون کا آزاد کردہ غلام بدر نامی قرامطہ کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ منزل بہ منزل قرامطہ کو شکست دیتا جاتا تھا اور قرامطہ کمال بے سروسامانی سے بھاگے جاتے تھے۔

قرامطیوں کی شکست اسی اثناء میں خلافت مآب نے ایک دوسری فوج قرامطہ کے تعاقب اور سرکوبی کے لئے روانہ کی۔ یحییٰ بن سلیمان کاتب اس فوج کا سردار تھا۔ حسین بن حمدان تغلبی اور بنوشیبان کے نامی گرامی جنگ آور اس فوج میں شامل تھے ۲۹۱ھ میں قرامطہ سے مڈبھیڑ ہوئی قرامطہ کے نامی سردار مارے گئے۔ اس کا بیٹا ابوالقاسم کسی قدر سامان و اسباب لے کر بھاگ گیا اور یہ خود اطراف کوفہ میں بخوف جان روپوش ہو گیا۔ مدثر اور مطوق بھی اس کے ہمراہ تھے چھپے چھپے بہ تبدیلی لباس رحبہ پہنچا۔ کسی نے والیٔ رحبہ سے اس کی آمد کی خبر کر دی۔ اس نے ان لوگوں کو گرفتار کر کے خلیفہ کی خدمت میں برقہ بھیج دیا۔ خلافت مآب نے سردار قرامطہ یعنی حسین صاحب شامہ کو پہلے دو سو درّے لگوائے۔ اس کے بعد ہاتھ اور پاؤں کاٹ کر صلیب پر چڑھا دیا۔ یہی برتاؤ اس کے باقی ہمراہیوں کے ساتھ بھی کیا گیا۔ اس کے بعد خلافت مآب نے اپنے لشکر ظفریاب کے ساتھ بغداد کی جانب مراجعت کی۔

علی بن ذکرویہ علی بن ذکرویہ اپنے بھائی یحییٰ کے مارے جانے کے بعد فرات کی جانب بھاگ گیا تھا قرامطہ کی منتشر جماعت آہستہ آہستہ اس کے پاس جمع ہو رہی تھی۔ جب ایک کافی مقدار میں قرامطہ جمع ہو گئے تو علی نے طبریہ کی طرف پیش

---

[1] اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے تاریخ ابوالفدا جلد ثانی صفحہ ۵۳ مطبوعہ قسطنطنیہ سے میں نے عبارت مابین خطوط ہلالین ترجمہ کیا ہے من مترجم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدمی شروع کی اور پہنچتے ہی اس کو لوٹ لیا۔ حسین بن حمدان نے یہ خبر پا کر علی کی گوشمالی پر کمر باندھی۔ علی اپنے ہمراہیوں کے ساتھ یمن بھاگ گیا اور وہیں اپنے دعاۃ (ایلچیوں) اور ہواخواہوں کو جمع کرنے لگا۔ رفتہ رفتہ یمن کے اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا۔ صنعا کی جانب بڑھا۔ یعفر والیٔ صنعا شہر چھوڑ کر نکل بھاگا۔ علی نے جی کھول کر صنعاء کو تاخت وتاراج کیا۔

قرامطیوں کی غارت گری: انہی واقعات کے دوران علی کے باپ ذکرویہ نے بنی قلیص کے پاس جنہوں نے سادہ میں ایک مدت سے قیام اختیار کر لیا تھا۔ عبداللہ بن سعید موسوم بہ ابو غانم کو خط دے کر ۲۹۳ھ میں روانہ کیا اس خط میں لکھا تھا کہ ''یحییٰ کو بذریعہ وحی معلوم ہوا ہے کہ صاحب الشامہ (حسین موسوم بہ احمد) اور اس کے بھائی یحییٰ موسوم بہ شیخ عنقریب پھر آنے والے ہیں اور ان کے بعد امام زماں ظاہر ہوں گے اور تمام روئے زمین کو عدل وانصاف سے معمور کریں گے۔ چنانچہ ابو غانم نے قبیلہ کلب میں پہنچ کر ان خیالات کو پھیلایا اور لوگوں کو مذہب سپاہی بنا کر شام کا رخ کیا۔ پہلے بصرے کو لوٹا اس کے بعد اذرعات کی پامالی کے لئے بڑھا اور اسے بھی پامال کر کے دمشق پر جا اترا۔ ان دنوں دمشق کی عنان حکومت احمد بن کیغلغ کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ مگر اتفاق وقت سے احمد دمشق میں موجود نہ تھا۔ خلیجی کی بغاوت وسرکشی کی وجہ سے جو کہ بنی طولون کے ہواخواہوں میں سے تھا۔ شاہی لشکر کی کمک کے لئے مصر گیا ہوا تھا۔ مگر اس کے نائبوں نے نہایت مستعدی و ہوشیاری سے ابو غانم کا مقابلہ کیا اور اسے مار بھگایا۔ اس کے اکثر ہمراہی مارے گئے۔ باقی ماندگان ابو غانم کے ساتھ اردن کی طرف بھاگے۔ والیٔ اردن کو ان کی یورش کی خبر نہ تھی۔ ابو غانم نے دفعتہً حملہ کر دیا۔ والیٔ اردن مقابلہ نہ کر سکا مارا گیا۔ اس سے ابو غانم کے حوصلہ بڑھ گئے۔ طبریہ کی طرف بڑھا اور اسے بھی لوٹ لیا۔ دربار خلافت میں ان واقعات کی خبر پہنچی۔ خلیفہ مکتفی نے ایک عظیم لشکر حسین بن حمدان کی ماتحتی میں ان باغیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ ابو غانم یہ خبر پا کر سادہ کی جانب بھاگا۔ شاہی سپاہی نے تعاقب کیا ہزارہا قرامطی شدتِ تشنگی سے مر گئے۔ بالآخر حسین ان لوگوں کو گرفتار کر کے رحبہ کی جانب لوٹا' بیان کیا جاتا ہے کہ شاہی لشکر نے ابو غانم کو گرفتار کر لیا تھا اور قتل کر ڈالا تھا۔ جس سے اس کی جمعیت منتشر ہو گئی۔ یہ واقعہ ۲۹۳ھ کا ہے۔

ذکرویہ کا ظہور: ان واقعات کے بعد قرامطہ جمع ہو کر اس باؤلی کی طرف گئے جہاں کہ ذکرویہ بیس سال سے چھپا ہوا تھا اور اسے باؤلی سے نکال کر باہر لائے۔ اطراف وجوانب کے ایلچی جو اس کے مذہب کی تعلیم وتلقین کرتے پھرتے تھے۔ وہ سب بھی آ آ کر اس کے پاس جمع ہوئے ذکرویہ نے ان پر اپنی جانب سے احمد بن قاسم بن احمد کو بطور اپنے نائب کے مقرر کیا اور ان لوگوں کو ان کے وہ فرائض وحقوق بتلائے جو ان پر واجب تھے اور نیز یہ بھی ہدایت کی کہ ان کے دینی اور دنیوی فلاح اسی میں ہے کہ یہ لوگ اپنے امیر کے دائرۂ اطاعت سے ذرا بھی قدم باہر نہ نکالیں۔ ان دعاوی کے ثبوت میں ذکرویہ نے آیاتِ قرآنی پیش کیں' جن کے معانی ومطالب میں حسب خواہش تاویل وتحریف کی تھی۔ اس قدر تعلیم وتلقین کر کے ذکرویہ پھر روپوش ہو گیا۔ یہ لوگ اسے سید کے نام سے موسوم کرتے تھے احمد بن قاسم تمام مذہبی اور سیاسی امور انجام دیتا تھا۔ خلیفہ مکتفی نے ان کی سرکوبی کے لئے[1] فوجیں روانہ کیں۔

---

[1] وصیف بن صوارتکین ترکی وصل بن موسیٰ بن ابی بشر خادم افشینی اور رائق جزری نامی جنگ آزمودہ سرداراس فوج کے ساتھ روانہ کئے تھے۔ شاہی لشکر کا ایک گروہ کثیر اس معرکہ میں کام آ گیا تھا۔ ۲۹۳ھ کا یہ واقعہ ہے تاریخ ابوالفدا رجلد ۲ صفحہ ۶۴ مطبوعہ قسطنطنیہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حلوان کا تاراج: قرامطہ کوان کے علاقہ میں پسپا کر دیا۔ ان کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ اس کے بعد قرامطہ حاجیوں کے قافلہ کو لوٹنے کو بڑھے۔ حلوان کو تاخت وتاراج کرتے ہوئے واقعہ کو جا کر گھیر لیا۔ اہل واقصہ نے قلعہ بندی کر لی قرامطہ نے اس کے مضافات کے چشموں اور کنوؤں کے پانی کو خراب کر دیا دربار خلافت میں اس کی خبر پہنچی۔ تو خلیفہ مکتفی نے ایک فوج محمد بن اسحاق بن کنداج کی افسری میں قرامطہ کی گوشمالی کے لئے روانہ کی۔ لیکن قرامطہ سے مڈبھیڑ ہونے کی نوبت نہ آئی اور یہ فوج بے نیل ومرام واپس آئی قرامطہ نے حاجیوں سے چھیڑ چھاڑ کی حاجیوں نے باوجودیکہ تین دن کے بے آب ودانہ تھے۔ جی توڑ کر مقابلہ کیا لیکن قرامطہ کی بڑھی ہوئی قوت کا مقابلہ نہ کر سکے۔ امان کے خواستگار ہوئے قرامطہ نے انہیں امان دے کر ان کا مال واسباب لوٹ لیا اور جہاں تک ان لوگوں کی قوت نے یاری دی۔ حاجیوں کو تہ تیغ کیا۔ ان حاجیوں کے مال و اسباب کے ساتھ سوداگروں اور بنی طولون کے قیمتی قیمتی اسباب تھے جنہیں بنی طولون نے مصر سے براہ راست مکہ بغداد روانہ کیا تھا۔ اس کے بعد قراطہ نے بقیۃ السیف حجاج کا حمص میں محاصرہ کیا۔ ہزار ہا بے گناہ حاجی مارے گئے مال واسباب لوٹ لیا گیا۔

ذکرویہ کا قتل: خلیفہ مکتفی نے ایک عظیم فوج وصیف بن صوارتکین کی ماتحتی میں روانہ کی' اس فوج میں نامی گرامی سپہ سالار بھیجے گئے تھے۔ براہ خفان یہ فوج روانہ ہوئی۔ کوچ وقیام کرتی ہوئی قرامطہ تک پہنچ گئی ایک دوسرے سے گتھ گئے۔ دو روز کی جنگ کے بعد شاہی فوج نے قرامطہ کو شکست دی ذکرویہ سردار قرامطہ کے سر پر زخم کاری لگا۔ جس کی وجہ سے بھاگ نہ سکا گرفتار ہو کر شاہی لشکر گاہ میں لایا گیا اس کے ساتھ نائب احمد بن قاسم اس کا بیٹا اس کی بیوی اور اس کا سیکرٹری بھی گرفتار کر لیا گیا تھا۔ پانچ روز زندہ رہ کر چھٹی شب میں مر گیا۔ وصیف نے فتح کے بشارت نامہ کے ساتھ اس کی نعش دارالخلافت بغداد بھیج دی۔ خلافت مآب کے حکم سے نعش کو صلیب پر چڑھا دیا اور سر کاٹ کر خراسان میں ان حاجیوں کے اعزہ واقارب کے دیکھنے کے لئے روانہ کیا جنہیں اس نے قتل کیا اور لوٹا تھا۔ اس واقعہ سے قرامطہ کا کثیر گروہ صفحہ ہستی سے نیست ونابود ہو گیا۔ جو کچھ باقی رہ گئے تھے انہوں نے شام کا راستہ لیا۔ حسین بن حمدان کو اس کی خبر لگ گئی۔ اس نے ان جان باختوں پر حملہ کیا۔ تمام ملک شام اور عراق میں ان کے قتل وخونریزی کا بازار گرم ہو گیا۔ زمین فراخی کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی۔ یہاں تک کہ سب کے سب پامال کر ڈالے گئے۔ یہ واقعہ ۳۹۴ھ کا ہے۔

یحییٰ بن مہدی: ۲۸۱ھ میں یحییٰ بن مہدی نامی ایک شخص قطیف مضافات بحرین میں آیا اور یہ ظاہر کیا کہ میں امام زمان مہدی کا ایلچی ہوں ان کا ایک خط لایا ہوا' عنقریب وہ ظاہر ہوا چاہتے ہیں۔ علی بن معلیٰ بن حمدان وبادی نے جو نہایت غالی شیعہ تھا۔ شیعان قطیف کو ایک جلسہ میں جمع کر کے مہدی کے اس خط کو پڑھ کر سنایا جسے یحییٰ نے پیش کیا تھا۔ تھوڑے دن میں یہ خبر تمام مضافات بحرین میں پھیل گئی۔ سب نے کمال خلوص واطاعت شعاری سے اس خبر کو سنا اور امام زماں مہدی کے ساتھ خروج کو تیار ہو گئے۔ انہی لوگوں میں ابوسعید جنابی بھی تھا۔ اس کا نام حسن بن بہرام تھا یہ ان لوگوں میں ایک سربرآوردہ اور ممتاز شخص تھا۔

یحییٰ اور قبائل قیس: اس کے بعد یحییٰ غائب ہو گیا۔ ایک مدت کے بعد ایک دوسرا خط مہدی کا لئے ہوئے آیا جس میں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہدی کی طرف سے ان لوگوں کا شکریہ ادا کیا گیا تھا اور یہ لکھا تھا کہ ہر شخص چھتیس چھتیس دینار یحییٰ کو ادا کرے۔ ان لوگوں نے نہایت خوشی سے اس حکم کی تعمیل کی۔ دینار وصول کر کے یحییٰ پھر چلتا پھرتا نظر آیا۔ ایک مدت کے بعد تیسرا خط لئے ہوئے پہنچا' جس میں لکھا تھا کہ ہر شخص اپنے مال کا پانچواں حصہ اماں زماں کے لئے یحییٰ کے لئے حوالہ کر دے سب نے اس حکم کی بھی تعمیل کی اب یحییٰ ان لوگوں میں رہنے لگا اور قبائل قیس میں آمد و رفت شروع کر دی۔

ابوسعید جنابی: ۲۸۲ھ یا ۲۸۶ھ میں ابوسعید جنابی نے بحرین میں اس دعوت کا اظہار و اعلان کیا گرد و نواح کے قرامطہ اور بادیہ نشینان عرب کا گروہ اس کے پاس آ کر جمع ہو گیا۔ ابوسعید نے ان سب کو فوجی صورت میں مرتب کر کے قطیف سے بصرے کی طرف کوچ کیا۔ ان دنوں بصرے کی عنان حکومت احمد بن محمد بن یحییٰ واثقی کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ احمد نے ابو سعید کی نقل و حرکت سے مطلع ہو کر بحکم خلافت مآب بصرے کی شہر پناہ از سر نو تعمیر کرائی۔ دربار خلافت سے عباس بن عمر غنوی والیٔ فارس دو ہزار سواروں کی جمعیت سے بصرے کے بچانے کے لئے روانہ کیا گیا۔ یمامہ اور بحرین میں اسے بطور جاگیر اس مہم کے سر کرنے کے صلہ میں عنایت ہوئے تھے چنانچہ عباس اور ابوسعید سے مڈبھیڑ ہوئی۔ میدان ابوسعید کے ہاتھ رہا عباس شکست کھا کر بھاگا۔ اثناء دار و گیر میں گرفتار کر لیا گیا۔ ابوسعید نے اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ قیدیوں کو آگ میں جلا دیا چند روز بعد عباس کو رہا کر دیا۔ عباس رہا ہو کر رملہ پہنچا اور وہاں سے بغداد روانہ ہو گیا۔

ابوسعید کا ہجر پر قبضہ: اس کامیابی کے بعد ابوسعید نے ہجر کا ارادہ کیا اور اس پر بھی کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کیا۔ اس واقعہ سے اور نیز عباس کی شکست سے اہل بصرہ میں بے حد اضطراب پیدا ہو گیا۔ بصرہ چھوڑ کر نکل جانے پر آمادہ ہو گئے مگر واثقی (امیر بصرہ) کے روکنے سے رک گئے۔ ابن سعید کی تاریخ میں قرامطہ بحرین کے حالات و طبری کے کلام کا خلاصہ) لکھا ہے کہ قرامطہ کا ابتدأ ظہور ۳۰۸ھ میں ہوا تھا۔ واللہ اعلم۔

ابوسعید نے اپنے بڑے بیٹے سعید کو اپنا ولی عہد بنایا تھا پس یہیں[1]..... اس پر اس کے چھوٹے بھائی ابوطاہر سلیمان نے یورش کی اور اسے قتل کر کے قرامطہ پر حکومت کرنے لگا عقدونیہ نے بھی اس کی حکومت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اتنے میں عبیداللہ المہدی کا خط جو ابوطاہر کی حکومت کے متعلق تھا۔ آ پہنچا جس سے اسے ہر طرح کا اطمینان حاصل ہو گیا۔

ابوطاہر قرمطی: ۲۸۶ھ میں ابوالقاسم قائم مصر پہنچا اور ابوطاہر قرمطی کو بلا بھیجا۔ ہنوز ابوطاہر آنے نہ پایا تھا کہ مونس خادم نے علم خلافت کی جانب سے حملہ کر دیا۔ میدان مونس کے ہاتھ رہا۔ ابوطاہر شکست کھا کر مہدیہ کی طرف لوٹ گیا۔ اگلے سال ۲۸۷ھ میں ابوطاہر نے بصرے پر دھاوا کیا اور اسے خاطر خواہ پامال اور تاخت و تاراج کر کے واپس ہوا۔ اس سے دارالخلافت بغداد میں بے حد تشویش پیدا ہوئی خلیفہ مقتدر نے شہر پناہ کے درست کئے جانے کا حکم صادر فرمایا جوں ہی شہر پناہ کی مرمت تمام ہوئی کہ ۳۱۱ھ میں ابوطاہر نے پھر بصرے پر چڑھائی کر دی۔ بازاروں کو لوٹ لیا۔ قتل و غارت گری سے بصرے کو بھر دیا۔ جامع مسجد ویران ہو گئی اور ایک مدت تک منہدم کو مسمار پڑی رہی۔ پھر ۳۱۲ھ میں ابوطاہر حاجیوں کے قافلے

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں ہے۔ من مترجم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوٹنے کے لئے نکلا اور بحالتِ غفلت ان پر حملہ آور ہوا شاہی سپہ سالاروں کو جو قافلے کے ہمراہ تھے۔ شکست ہوئی' ابوطاہر نے امیر قافلہ یعنی سردار لشکر ابوالہیجاء بن حمدون کو گرفتار کرلیا عورتوں اور بچوں کو قید کرلیا۔ مال واسباب لوٹ کر بقیہ حجاج کو اسی چٹیل میدان میں چھوڑ کر ہجر کی جانب مراجعت کی۔ حاجیوں کا ایک کثیر گروہ شدتِ تشنگی سے اسی میدان میں مرگیا۔ باقی ماندہ بہ ہزار خرابی ودقت بسیار بغداد پہنچے۔

ابوطاہر کی عراق میں فوج کشی: ۳۱۴ھ میں ابوطاہر نے عراق کی طرف حملہ کیا سواد کو لوٹتا ہوا کوفہ میں داخل ہوا۔ بصرے سے زیادہ اسے پامال اور تاخت وتاراج کیا۔ اسی سنہ میں عقدانیہ اور اہل بحرین کے درمیان مخالفت ہوگئی۔ ابوطاہر نے بحرین سے نکل کر شہر احسا تعمیر کرایا اور اسے ''مومنیہ'' کے نام سے موسوم کیا مگر یہ نام نہیں چلا سوائے اس کے اور کسی نے اس نام سے اسے یاد نہ کیا۔ اس شہر میں اس نے اپنے لئے اور اپنے ہمراہیوں کے لئے محل سرائیں بنوائی تھیں۔ ۳۱۵ھ میں اس نے عمان پر قبضہ کرلیا۔ والیٔ عمان براہ دریا فارس بھاگ گیا۔ ۳۱۶ھ میں فرات کی جانب اس نے پیش قدمی شروع کی اور اس کے شہروں کو تاراج کرنے لگا۔ خلیفہ مقتدر نے آذربائیجان سے یوسف بن ابی الساج کو طلب فرما کر واسط کی عمان حکومت عطا کی اور ابوطاہر سے جنگ کرنے کے لئے روانہ فرمایا۔ کوفہ کے باہر ابوطاہر اور یوسف نے صف آرائی کی۔ کامیابی کا سہرہ ابوطاہر کے سر رہا۔ یوسف کے رکاب کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی اور اثناء جنگ میں یوسف گرفتار کرلیا گیا۔ اس سے دارالخلافت میں اور زیادہ بے اطمینانی سی پھیل گئی۔

رحبہ اور بلاد جزیرہ کا تاراج: ابوطاہر اس واقعہ کے بعد کوفہ سے انباء کی طرف روانہ ہوا۔ دربار خلافت سے اس کی روک تھام کے لئے فوجیں روانہ ہوئیں۔ مونس مظفر اور ہارون بن غریب الحال اس مہم کے سردار تھے۔ ہر چند ان لوگوں نے ابوطاہر کی مدافعت کی کوشش کی۔ مگر کامیاب نہ ہوئے مجبوراً مونس وغیرہ نے بغداد کی جانب مراجعت کی اور ابوطاہر رحبہ کی طرف بڑھا۔ رحبہ کو بھی اس نے پامال کیا اور بلاد پیہم جزیرہ اور متواتر شب خون مارنے سے ویران وخراب کر ڈالا۔ اس کے بعد کوفہ ہوتا ہوا برقہ پہنچا۔ اہل برقہ نے شہر پناہ کے دروازے بند کرلئے اور قلعہ نشین ہوکر مدتوں لڑتے رہے۔ جزیرے کے بادیہ نشینان عرب پر سالانہ خراج قائم کیا گیا۔ جسے وہ لوگ ہجر بھیجا کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ قرامطہ کے مذہب میں ایک گروہ بنی سلیم بن منصور اور بنی عامر بن صعصعہ کا داخل ہوگیا۔ اس کے بعد ہارون بن غریب الحال دارالخلافت بغداد سے ایک عظیم فوج کے ساتھ ابوطاہر کو سرکرنے کی غرض سے نکلا۔ ابوطاہر نے یہ خبر پاکر میدانوں اور جنگلوں کا راستہ لیا۔ ہارون کی قرامطہ کے ایک گروہ سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ جسے ہارون نے تہ تیغ کرکے دارالخلافت بغداد کی جانب مراجعت کی۔

ابوطاہر کی مکہ پر فوج کشی: ۳۱۷ھ میں ابوطاہر نے مکہ معظمہ پر فوج کشی کی۔ بے شمار حاجیوں کو قتل کیا تمام اہل مکہ کے گھر بار اور مال واسباب کو لوٹ لیا۔ خانہ کعبہ کے دروازے اور میزاب کو اکھاڑ ڈالا۔ غلاف کعبہ کو اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کردیا اور حجر اسود کو اکھاڑ کر لوٹ کھڑا ہوا۔ روانگی کے وقت اعلان کرتا گیا کہ آئندہ حج میرے یہاں ہوا کرے گا۔

حجر اسود کی واپسی: اس سانحہ قیامت خیز کی اطلاع عبیداللہ المہدی کو پہنچی۔ تو اس نے قیروان سے ڈانٹ کا ایک خط تحریر کیا اور مال واسباب واپس نہ کرنے اور حجر اسود نہ لوٹانے کی صورت میں جنگ کی دھمکی دی۔ ابوطاہر نے معذرت کی کہ مال و

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسباب تو میرے قبضہ میں نہیں ہے۔ لشکریوں کے تصرف میں ہے اور اس کا واپس کرنا دشوار ہے۔ باقی رہا حجر اسود۔ میں اسے مکہ معظمہ پھر بھیج دوں گا۔ چنانچہ ۳۳۹ھ میں جبکہ منصور اسماعیل نے قیروان سے اس کے واپس کرنے کی بابت بار بار خط و کتابت کی تو اسے واپس کر دیا حالانکہ اس سے پیشتر وہ امراء دولت جو زمانہ خلافت مسکفی میں امورِ سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کے مالک و مختار تھے پچاس ہزار دینار سرخ حجر اسود کو واپس کرنے کے عوض میں قرامطہ کو دے رہے تھے۔ قرامطہ نے واپس کرنے کو انکار کیا اور یہ خیال فاسد قائم کیا کہ حجر اسود کو وہ لوگ اپنے امام عبیداللہ المہدی والیٔ افریقیہ کے حکم سے اٹھا لائے ہیں اور اسی کے یا اس کے نائب کے حکم سے واپس کریں گے۔ الغرض ابو طاہر بحرین میں ٹھہرا ہوا عراق و شام کو روزانہ حملوں سے تاراج کرتا رہا حتیٰ کہ بغداد اور دمشق میں بنی طغج پر ابو طاہر نے ٹیکس یا خراج مقرر کیا۔

احمد ابو منصور قرمطی: ان واقعات کے بعد ۳۳۲ھ میں اکتیس برس حکومت کر کے ابو طاہر مر گیا بوقت وفات دس لڑکے چھوڑ گیا۔ سب سے بڑا سابور تھا۔ ابو طاہر کے بعد اس کا بڑا بھائی احمد بن حسن قرامطہ کی سرداری کرنے لگا۔ بعض عقدانیہ نے اس سے مخالفت کی اور صابور بن ابو طاہر کی حکومت و سرداری کی طرف مائل ہوئے چنانچہ اس کی بابت قائم (والیٔ افریقیہ) کو لکھا۔ اس نے ابو طاہر کے بھائی احمد کی حکومت تسلیم کی اور یہ تحریر کیا کہ اس کے بعد سابور کی حکومت پر متمکن کیا جائے گا۔ اس تحریر کے مطابق زمام حکومت احمد کے قبضہ میں رہی۔ قرامطہ اسے ابو منصور کی کنیت سے یاد کرتے تھے۔ اسی نے حجر اسود کو مکہ معظمہ میں واپس کیا تھا۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

سابور بن ابو طاہر کا قتل: اس کے بعد سابور نے اپنے چچا ابو منصور کو اپنے بھائیوں کی سازش سے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ یہ واقعہ ۳۵۸ھ کا ہے۔ پھر اسکے بھائیوں نے اس پر یورش کی اور ابو منصور کو جیل سے نکال لائے۔ ابو منصور نے جیل سے نکل کر پہلے سابور کو قتل کیا۔ اس کے بعد اس کے بھائیوں اور تمام ہواخواہوں کو ایک ایک کر کے جزیرۂ اوال کی طرف جلاوطن کر دیا۔ اس اثناء میں ۳۵۹ھ کا دور آ گیا اور ابو منصور نے جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ کہا جاتا ہے کہ سابور کے ہواخواہوں نے اسے زہر دے دیا تھا۔

اعصم قرمطی: ابو منصور کے مرنے پر اس کا بیٹا ابو علی حسن بن احمد ملقب بہ ''اعصم'' بہ روایت بعض اغنم نے حکومت پر قدم رکھا۔ اس کا دور حکومت زیادہ دن تک رہا۔ اس کے بڑے بڑے واقعات ہیں۔ اس نے ابو طاہر کے لڑکوں کے ایک گروہ کو جلاوطن و شہر بدر کیا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جزیرہ اوال میں اولاد ابو طاہر اور اس کے ہواخواہ تقریباً تین سو جمع ہو گئے تھے اعصم نے بنفسہٖ حج بھی کیا تھا اور حاجیوں کے قافلوں سے کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہیں کی تھی اور خلیفہ مطیع کے نام کا خطبہ پڑھے جانے پر ناک بھوں بھی نہیں چڑھائی تھی۔

اعصم اور جعفر بن فلاح کی جنگ: جس وقت معز لدین اللہ علوی کا سپہ سالار ''جوہر'' مصر پر اور جعفر بن فلاح کتامی دمشق پر قابض ہو گیا۔ حسن ملقب بہ اعصم نے وہ خراج یا سالانہ ٹیکس طلب کیا جو اسے والیٔ دمشق ادا کیا کرتا تھا۔ اہل دمشق اور نیز جدید والیٔ دمشق نے دینے سے انکار کیا۔ صف آرائی تک نوبت پہنچ گئی۔ خلیفہ معز نے حسن کو تہدید آموز خط تحریر کیا۔ اس کے ساتھ ہواخواہاں ابو طاہر قرامطی کو یہ پٹی پڑھائی کہ میں تختِ حکومت پر ابو طاہر کی اولاد کو متمکن کرا دوں گا۔ کسی ذریعہ سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسن کو یہ خبر اس کی لگ گئی۔ حسن نے ۳۶۰ھ میں علم خلافت علویہ سے انحراف کر کے خلیفہ مطیع عباسی کے نام کا خطبہ اپنے مقبوضہ بلاد میں پڑھنا شروع کیا اور علم خلافت عباسیہ کی اتباع میں سیاہ کپڑے پہنے اس کے بعد فوجیں آراستہ کر کے دمشق پر حملہ کیا۔ جعفر بن فلاح والیٔ دمشق مقابلہ پر آیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ میدان حسن کے ہاتھ رہا جعفر کی سپاہ کو شکست ہوئی۔ اثناء دار و گیر میں جعفر مارا گیا اور حسن کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے دمشق میں داخل ہوا۔ اہل دمشق کو امان دی۔ مالی اور فوجی انتظام کر کے مصر کی طرف بڑھا۔

خلیفہ معز اور بنی طاہر: ان دنوں مصر میں جوہر سپہ سالار معز حکمرانی کر رہا تھا۔ ایک مدت تک حسن محاصرہ کئے رہا۔ اثناء محاصرہ میں عرب کی سپاہ اس سے بگڑ گئی اور اپنی طرف کا محاصرہ اٹھا لیا مجبوراً حسن بھی محاصرہ اٹھا کر شام کی جانب واپس ہوا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا رملہ پہنچا۔ خلیفہ معز نے حسن کو دھمکی دی۔ زجر و توبیخ کا خط تحریر کیا اور اسے قرامطہ کی سرداری سے معزول کر کے بنی طاہر کو مامور فرمایا۔ بنی طاہر نے جزیرہ ادال سے نکل کر حسن کے زمانہ غیر حاضری میں احسار کو تاراج کیا۔ جوں ہی دربار خلافت بغداد میں خبر پہنچی خلیفہ طائع عباسی نے بنی طاہر کو تحریر کیا کہ دائرہ اطاعت سے قدم باہر نہ نکالو اور اپنے چچا زاد بھائیوں کے ساتھ مخاصمانہ برتاؤ کرنے سے باز آؤ۔ اس فرمان کے روانہ کرنے کے بعد خلیفہ طائع نے اپنے ایک معتمد علیہ کو بھی ان لوگوں میں مصالحت کرانے کی غرض سے بھیجا مگر نتیجہ کچھ نہ ہوا۔

معرکہ بلبیس: ان واقعات کے بعد حسن نے پھر شام پر فوج کشی کی مدتوں قرامطہ اور مغربی سپاہ سے لڑائیاں ہوتی رہیں آخر کار جوہر نے حسن کے رکاب کی عربی فوج کو بہت ساز و مال دے کر اپنے ساتھ ملا لیا عربی فوج نے حسن کو میدان جنگ میں حریف کے مقابلہ پر چھوڑ دیا۔ حسن کو شکست ہوئی۔ جوہر نے اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ اس کے بعد خلیفہ معز افریقیہ سے ۳۶۳ھ میں قاہرہ چلا آیا اور اپنی سپاہ کو تمام ملک شام میں دائرۂ حکومت کے توسیع کرنے میں پھیلا دیا۔ معز کی سپاہ نے تھوڑی مدت میں ملک شام پر قبضہ حاصل کر لیا۔ حسن قرمطی اس سیلاب کے روکنے کے لئے اٹھا اور کمال مردانگی سے خلیفہ معز کی فوج سے جنگ کرتا رہا۔ آخر کار تمام ملک شام کو علم خلافت علویہ کی حکومت سے نکال لیا اور فوجوں کو از سر نو مسلح کر کے مصر کی طرف بڑھا۔ خلیفہ معز نے اس کی روک تھام پر اپنے بیٹے عبداللہ کو مامور کیا مقام بلبیس میں مڈبھیڑ ہوئی ایک سخت و خونریز جنگ کے بعد حسن کو شکست ہوئی۔ اس کے ہزار ہا ہمراہی مارے اور قید کر لئے گئے جن کی تعداد تین ہزار ظاہر کی جاتی ہے۔ حسن شکست کھا کر احسا کی جانب واپس ہوا اور خلیفہ معز نے بنی جراح امرء شام کو جو کہ قبیلہ طے سے تھے۔ ان تمام ممالک پر جن پر قرامطہ قابض تھے۔ متعدد لڑائیوں اور محاصروں کے بعد اپنی طرف سے مامور کیا۔ ۳۶۵ھ میں خلیفہ معز کی وفات کا زمانہ آ گیا۔ حسن کو اس اتفاق تغیر سے فائدہ اٹھانے کا موقع مل گیا۔ فوجیں مرتب کر کے ملک شام پر قبضہ کرنے کیلئے اٹھ کھڑا ہوا۔

افتگین ترکی: افتگین ترکی معز الدولہ بن بویہ کا خادم تھا۔ جس وقت عضد الدولہ بغداد میں داخل ہو رہا تھا۔ اس وقت بختیار بن معز الدولہ کے مقابلہ میں افتگین ترکی کو شکست ہوئی تھی۔ افتگین شکست کھا کر دمشق پہنچا اہل دمشق نے ان دنوں ریان خادم کو جو معز علوی کی طرف سے حکمرانی کر رہا تھا۔ حکومت دمشق سے معزول کر دیا تھا۔ اس وجہ سے اہل دمشق نے افتگین کو حکومت کی کرسی پر بٹھا دیا۔ خلیفہ معز نے یہ خبر پا کر دمشق پر فوج کشی کی تیاری کی۔ اتفاق سے معز کی موت آ گئی اور اس کا بیٹا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عزیز تخت حکومت پر جلوہ آرا ہوا۔ اس نے اپنی طرف سے جوہر کو اس مہم کے سر کرنے پر مقرر کیا۔ جوہر نے دمشق پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ افتگین نے حسن قرمطی کو یہ حالات لکھ بھیجے اور اسے شام پر قبضہ کر لینے کی غرض سے بلا بھیجا۔ اس بنا پر حسن نے ۳۶۲ھ میں بعد وفات معز شام کا قصد کیا۔ جیسا کہ آپ ابھی پڑھ آئے ہیں۔

بنو ابوسعید جنابی کی جلاوطنی: اس مہم میں جس کی رکاب میں افتگین بھی تھا۔ پہلے ان دونوں نے رملہ کا محاصرہ کیا اور اسے بزور تیغ جوہر کے قبضہ سے نکال لیا۔ اس کے بعد عزیز نے خود ان لوگوں پر چڑھائی کی اور اپنے پُر زور حملوں سے انہیں پسپا کر دیا۔ اثناء دار و گیر میں افتگین گرفتار کر لیا گیا اور اعصم (حسن) نے بھاگ کر طبریہ سے احساء چلا گیا۔ اہل احساء نیز قرامطہ کو اس کا یہ فعل کہ اس نے علم خلافت عباسیہ کی اطاعت قبول کر لی تھی۔ ناگوار گزرا سب نے متفق ہو کر عنان حکومت بنو ابو سعید جنابی کے قبضہ اقتدار سے نکال لی اور اپنے گروہ میں سب سے دو شخصوں جعفر و اسحاق کو حکومت کی کرسی پر متمکن کیا۔ ابو سعید جنابی کی اولاد جلاوطن ہو کر جزیرہ ادال پہنچی' ادال میں ابو طاہر قرمطی کی اولاد پہلے سے مقیم تھی۔ ان لوگوں کو احمد (ابو منصور) ابن حسن اور اس کی اولاد سے منافرت اور کشیدگی تو پہلے ہی سے تھی۔ پس ان میں سے یا ان کے ہواخواہوں میں سے جو شخص جزیرہ ادال گیا۔ اسے ان لوگوں نے بلا تامل مار ڈالا۔

جعفر قرمطی اور اسحاق قرمطی: الغرض جعفر اور اسحاق بالمشارکت قرامطہ پر حکمرانی کرنے لگے اور عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لیتے ہی علم خلافت علویہ کے مطیع ہو گئے اور جنگ..... اور ۳۶۴ھ میں جعفر اور اسحاق نے کوفہ پر قبضہ کر لیا۔ صمصام الدولہ بن بویہ نے ان کی سرکوبی کے لئے فوج بھیجی جسے جعفر اور اسحاق نے لب فرات پر شکست دے دی۔ اس فوج کا ایک بڑا حصہ کام آیا قادسیہ تک فتحمند گروہ شکست خوردوں کا تعاقب کرتا چلا گیا۔ اس کے بعد جعفر اور اسحاق میں مخالفت پیدا ہو گئی ہر ایک ریاست و حکومت کا دعویدار ہوا۔ جس سے ان میں نفاق کا مادہ پیدا ہو گیا۔ شیرازہ حکومت منتشر ہو گیا۔ اتحادی صورت جاتی رہی۔ حتیٰ کہ اصغر بن ابوالحسن ثعلبی کا دور حکومت آ گیا اور اس نے احساء کو ان کے قبضہ سے نکال کر ان کی دولت و حکومت کو کان لم یکن کر دیا۔ اس وقت سے پھر احساء میں خلیفہ مطیع تاجدار خلافت عباسیہ کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا اور یہاں پر اس کی اور اس کی آئندہ نسلوں کی حکومت قائم ہو گئی۔

---

۱ اصل کتاب میں اس جگہ پر کچھ نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۱۶

امارتِ بحرین

عرب قبائل کے حکمران

بحرین کے عرب قبائل: صوبہ بحرین میں عرب کا ایک عظیم گروہ رہتا تھا۔ جن سے قرامطہ وقتاً فوقتاً بوقت ضرورت اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں امداد طلب کرتے تھے اور اکثر لڑائیوں میں ان کی اعانت سے کامیابی حاصل کرتے تھے۔ کبھی قرامطہ سے لڑ بھی جاتے تھے اور ان کے رشتہ اتحاد کو ختم کر دیتے۔ عرب کے بڑے قبائل جو اس وقت بحرین میں مقیم تھے۔ بنو ثعلب، بنو عقیل اور بنو سلیم تھے اور ان میں بہ لحاظ کثرت و عزت بنو ثعلب سب سے بڑھ چڑھ کر تھے۔ جس وقت بحرین میں قرامطہ کی حکومت کو تزلزل ہوا اور جنابی کی حکومت ختم ہونے کے بعد ان کے اور بنی بویہ کے درمیان عداوت قائم ہوگئی اور یہ عداوت اور مخالف جن دنوں خلافت عباسیہ کی حکومت کی تحریک بحرین میں کی جا رہی تھی۔ بے حد ترقی پذیر تھی اس وقت بعض قرامطہ اور ان کے اکثر ایلچیوں نے اپنی حکومت و ریاست کو زوال پزیر دیکھ کر علم خلافت عباسیہ کی اطاعت قبول کر لی۔ بنی مکرم کے اکثر رؤسا عمان کو ان خیالات میں اپنا ہم خیال بنا لیا۔ اسی زمانہ میں اصغر بحرین پر قابض ہو گیا۔ چنانچہ اس کی آئندہ نسلوں نے بذریعہ وراثت اس صوبہ کی حکمرانی اور بنی مکرم عمان پر قابض ہو گئے۔

بنو سلیم اور بنی عقیل کا بحرین سے اخراج: اس کے بعد بنو ثعلب اور بنو سلیم میں چل گئی۔ بنو ثعلب نے بنی عقیل کی اعانت و امداد سے بنو سلیم کو بحرین سے نکال دیا بنو سلیم بحرین سے جلاوطن ہو کر مصر چلے گئے۔ پھر مصر سے افریقہ کا راستہ لیا جیسا کہ آئندہ آپ پڑھیں گے۔ پھر ایک مدت کے بعد بنی ثعلب اور بنی عقیل میں مخالفت پیدا ہو گئی۔ بنی ثعلب نے بنی عقیل کو بھی بحرین سے نکال دیا۔ وہ عراق چلے گئے۔ کوفہ اور اکثر بلاد عراقیہ کا مالک بن بیٹھے۔ بحرین میں زمانہ دراز تک اصغر کی حکومت کا سکہ چلتا رہا۔ انہوں نے جزیرہ اور موصل کو بھی اپنے دائرہ حکومت میں داخل کر لیا تھا۔ ۴۳۸ھ میں راس عین مضافات جزیرہ میں بنی عقیل اور اصغر سے پھر معرکہ آرائی ہوئی نصیر الدولہ بن مروان والیٔ میافارقین و دیار بکر اصغر سے بگڑ گیا چاروں طرف کے امراء ملک کو جمع اور سپاہ کو فراہم کر کے اصغر پر چڑھائی کر دی لیکن میدان اصغر کے ہاتھ رہا۔ اصغر نے نصیر الدولہ کو گرفتار کر لیا۔ لیکن چند روز بعد آزاد کر دیا۔ آزادی کے بعد اس کا انتقال ہو گیا بحرین کی حکومت اصغر کی آئندہ نسلوں کے قبضہ میں رہی حتیٰ کہ یہ کمزور پڑ گئے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی حکومت کا شیرازہ درہم برہم ہوگیا۔

بنی عقیل کی بحرین کو واپسی: انہی ایام میں بنی عقیل کی حکومت بھی بلاد جزیرہ میں کمزور ہوگئی۔ اراکین دولت سلجوقیہ نے انہیں بلاد جزیرہ سے نکال کر ان کے اصلی وطن بحرین کی طرف.....واپس کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ بنی ثعلب پر ضعف طاری ہو چکا تھا اور ان کی حکومت کی مشینری کے پرزے ڈھیلے ہو چکے تھے۔ بنی عقیل نے انہیں دبالیا اور مغلوب کر دیا۔ ابن سعید نے لکھا ہے کہ میں نے اہل بحرین سے ۶۵۱ھ میں مدینہ منورہ میں بہ وقت ملاقات استفسار کیا تھا کہ بحرین میں اب کس کی حکومت ہے؟ جواب دیا بنی عامر بن عوف بن عامر بن عقیل حکمرانی کر رہے ہیں اور بنی ثعلب ان کے رعایا ہیں اور بنی عصفور جو انہی میں سے ہیں احساء کے مالک وحکمران ہیں۔

ابوالفتح حسین قرمطی: اب ہم اس مقام پر قرامطہ کے کاتبوں اور بحرین وعمان کے شہروں کے حدود بیان کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ ان کے واقعات بھی قرامطہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ابوالفتح حسین بن محمود معروف بہ کشاجم قرامطہ کا (سیکرٹری) تھا۔ نامی شعراء میں شمار کیا جاتا تھا۔ ثعالبی نے تیمہ میں اور جیفری نے زہرۃ الآداب میں لکھا ہے کہ یہ بغداد المولد ہے۔ قرامطہ کی ملازمت کی وجہ سے یہ مشہور ہوگیا تھا۔ جیسا کہ بیہقی نے ذکر کیا ہے اس کے بعد اس کا بیٹا ابوالفتح نصر' قرامطہ کا کاتب ہوا۔ اسے بھی اس کے باپ کی طرح کشاجم کے لقب سے سب یاد کرتے تھے۔ یہ اعصم قرمطی کا کاتب تھا۔

بحرین کا محل وقوع: بحرین ایک ملک ہے جو اپنے شہر کے نام سے موسوم ہے بعض مؤرخ اسے ہجر کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں جو اس ملک کا ایک دوسرا شہر ہے۔ اسی ملک کا حضر یہ نامی ایک شہر تھا۔ جسے قرامطہ نے ویران کر دیا تھا اور اس کی جگہ احساء کو آباد کیا۔ اس ملک کی مسافت ایک مہینہ کی ہے۔ بحر فارس کے کنارہ بصرہ اور عمان کے درمیان میں واقع ہے۔ اس کے مشرق میں بحر فارس ہے۔ مغربی جانب میں یہ یمامہ سے متصل اور ملحق ہے شمال میں بصرہ ہے۔ جنوب میں عمان سرسبز و شاداب ملک ہے۔ ہر طرح کے میوے اور ترکاریاں پیدا ہوتی ہیں۔ گرمی زیادہ پڑتی ہے جا بجا ریت کے ٹیلے بھی ہیں۔ تیز ہوا چلنے سے مکانات میں ریت بھر جاتی ہے۔ یہ ملک اقلیم ثانی میں داخل ہے اور اس کا بعض حصہ اقلیم ثالث میں داخل ہے۔

شہر احساء کی تعمیر: زمانہ جاہلیت میں یہ ملک عبدالقیس اور بکر بن وائل قبیلہ ربیعہ کے قبضہ میں تھا۔ پھر شاہان فارس نے اس پر قبضہ کر کے اپنی جانب سے منذر بن ساوی تمیمی کو بطور گورنر کے مقرر کیا۔ اس کے بعد شروع زمانہ اسلام میں بنی جارود اس کے حکمران ہوئے۔ گورنران خلافت عباسیہ کبھی ہجر میں نہیں رہتے تھے۔ ابوسعید قرمطی نے تین برس کے محاصرہ جنگ اور آتش زنی وقتل کے بعد اس پر قبضہ حاصل کیا اس کے بعد بنو طاہر نے شہر احساء تعمیر کیا۔ قرامطہ کی حکومت ایک مدت تک مسلسل قائم رہی۔ پھر بنی ابوالحسن بن ثعلب کے قبضہ میں اس کی عنان حکومت آ گئی۔ اس کے بعد بنو عامر بن عقیل حکمرانی کی کرسی پر متمکن ہوئے ابن سعید کہتا ہے کہ ان دنوں ان لوگوں میں سے اس کی زمام حکومت بنو عصفور کے ہاتھ میں ہے۔ احساء کی تعمیر ابوطاہر قرمطی نے تیسری صدی میں کی تھی۔ چونکہ اس ملک میں اونٹوں کی چراگاہیں اور ریگستان میں پانی کے چشمے بکثرت ہیں۔ اس وجہ سے اسے احساء کے نام سے موسوم کیا۔ یہاں پر قرامطہ کی حکومت و دولت تھی۔ اسی مقام سے قرامطہ نکل کر اطراف شام' عراق' مصر اور حجاز میں پھیلے تھے اور شام وعمان پر قابض ہوئے تھے۔ سمواد ین ملک بحرین کے متعلقات اور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضافات میں سے ہے اسی مقام کی طرف خوشبو منسوب کی جاتی ہے جیسا کہ نیزہ خطبہ کی جانب منسوب کیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے مشک سوارین اور نیزہ خطبہ۔

عمان کا محل وقوع: عمان جزیرہ نما عرب کا ایک حصہ ہے جو یمن، حجاز شحر حضرموت اور عمان پر مشتمل ہے۔ عمان بحر فارس پر آباد ہے اس کی غربی جانب سے ایک ماہ کی مسافت ہے۔ اس کے مشرق میں بحر فارس واقع ہے جنوب میں بحر ہند مغرب میں بلاد حضرموت اور شمال میں بحرین اس میں بکثرت میوے اور نخلستان ہیں یہاں پر موتیوں کی بھی پیداوار ہے۔ اس شہر کو عمان اس مناسبت سے کہتے ہیں کہ سب سے پہلے عمان بن قحطان اپنے بھائی یعرب کی طرف سے حاکم ہو کر یہاں پر آ کر مقیم ہوا تھا۔ سیل عرم کے بعد آزاد اس ملک کے حاکم ہوئے۔ پھر جب دور اسلام آیا تو اس وقت بنو جلندی اس کے مالک و حاکم تھے۔ یہاں پر خوارج بکثرت ہیں۔ بنو یوبہ کی ان سے اکثر لڑائیاں ہوئیں۔ اس ملک کا دارالسلطنت نزوی میں تھا۔ ملوک فارس نے کئی بار براہ دریا اس پر فوج کشی کی اور فتح یاب ہو کر اس کی حکمرانی کرتے رہے۔ یہ اقلیم ثانی میں داخل ہے اس میں پانی کے چشمے، باغات، بازار اور نخلستان بکثرت ہیں۔ عہد اسلام میں اس کے حکمران بنی شامہ بن لوئی بن غالب ہوئے مگر اکثر نسابہ قریش اس کے نسب سے انکار کرتے ہیں۔

محمد بن قاسم شامی: بہرکیف سب سے پہلے محمد بن قاسم شامی نے حسب ہدایت خلیفہ معتضد اس ملک پر فوج کشی کی اور بزور تیغ فتح کر کے قابض ہو گیا۔ خوارج جلاوطن ہو کر تروی کے پہاڑوں کی چوٹی پر چلے گئے۔ اس وقت سے یہاں پر خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ اس کے بعد بہ وراثت اس کے بیٹوں نے اس ملک پر حکمرانی کی اور سنت کے شعائر ظاہر کئے۔ اس کے بعد ۲۰۵ھ میں ان لوگوں میں مخالفت پیدا ہو گئی باہم لڑنے لگے۔ ان میں سے بعض جا کر قرامطہ سے مل گئے۔ باقی ماندگان اسی فتنہ و فساد میں پڑے رہے۔ حتیٰ کہ ابوطاہر قرمطی نے ان پر ۳۱۷ھ میں جب کہ یہ حجر اسود کو مکہ سے اکھاڑ لایا تھا۔ غالب ہو گیا اور عبیداللہ مہدی کے نام کا خطبہ پڑھا۔ اس زمانہ سے قرامطہ کے حکمران ۳۷۵ھ تک آتے جاتے رہے۔ پھر ان پر خوارج اہل تروی غالب آ گئے اور جس قدر یہاں پر روافض اور قرامطہ تھے سب کو قتل کر ڈالا۔ اس وقت سے یہاں کی ریاست ان کے قبضہ میں رہی اور بنی ازاد اس کی حکمرانی کرتے رہے۔ اس کے بعد رؤساء عمان سے بنو مکرم دارالخلافت بغداد گئے اور بنی بویہ کی ملازمت اختیار کی اور پھر ان کی امداد و اعانت سے بنو مکرم نے عمان پر چڑھائی کی۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی آخر کار خوارج جلاوطن ہو کر پہاڑوں پر چلے گئے اور بنی مکرم عمان پر قابض ہو گئے خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔

موید الدولہ ابوالقاسم علی: اس کے بعد جب بغداد میں بنو بویہ کی حکومت کمزور ہو گئی۔ تو بنی مکرم نے عمان میں خودسری اختیار کر کے حکومت قائم کر لی اور اس کی کرسی حکومت پر اس کی آئندہ نسلیں متمکن ہوئیں۔ ان میں سے موید الدولہ ابوالقاسم علی بن ناصر الدولہ حسین بن مکرم تھا۔ یہ نہایت سخی اور تعریف کے قابل بادشاہ تھا۔ جیسا کہ بیہقی نے لکھا ہے اور مہیار دیلمی وغیرہ نے اس کی مدح کی ہے ایک زمانہ دراز تک حکومت کرنے کے بعد اس نے ۴۲۸ھ میں وفات پائی۔ پھر ۴۴۲ھ میں بنی مکرم میں ضعف آ گیا عورتیں اور غلام امور سلطنت میں پیش پیش ہو گئے۔ خوارج نے اس امر کا احساس کر کے حملہ کر دیا۔ بنی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکرم مقابلہ کی تاب نہ لا سکے۔ انتہائی ابتری کے ساتھ پسپا ہوئے۔ خوارج کو کامیابی حاصل ہوئی۔ عمان پر قبضہ حاصل کر کے بقیہ کو بھی تہ تیغ کیا۔ شاہی کا نام ونشان صفحۂ ہستی سے مٹ گیا۔ وہاں کے باشندے حجاز کے دیہاتوں میں جا بسے یہ ملک بالکل بنجر اور شور ہے۔ یہ بھی عمان کا ایک حصہ ہے۔ جو اقلیم ثانی میں داخل ہے اور بحر فارس پر آباد ہے اور یہاں پر شجر اور حجاز ملتے ہیں۔ اور اس کے شمال میں بحرین تک منزلوں کی مسافت ہے۔ عمان قدرتی طور سے بڑے بڑے پہاڑوں کے درمیان واقع ہے۔ اسی وجہ سے کسی شہر پناہ کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی اس پر خاندان شاہی سے زکریا بن عبدالملک ازدی نے ۴۴۸ھ میں قبضہ کیا تھا۔ خوارج تروی شہر شراۃ میں ان لوگوں کو مذہب تعلیم دیتے تھے اور یہ خیال کرتے تھے کہ یہ لوگ جلندی کی اولاد سے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۱۷

اسماعیلی فرقہ

اسماعیلی فرقہ کی اصل: فرقہ اسماعیلیہ فرقہ قرامطہ کی ایک شاخ ہے یہ رافضیوں کا حد سے گزرا ہوا ایک فرقہ ہے۔ جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ ان کا مذہب کسی اصل پر مبنی نہیں ہے۔ مضطرب اور مختلف مسائل اور اعتقادات کا ایک مجموعہ ہے۔ اس مذہب والے ہمیشہ اطراف عراق، خراسان، فارس اور شام میں ایک مقام سے دوسرے مقام پر نقل و حرکت کرتے رہتے تھے۔ اس وجہ سے ان کے مسائل اور اعتقادات میں اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ ابتداً فرقہ اسماعیلیہ قرامطہ کے نام سے موسوم کئے جاتے تھے۔ عراق میں باطنیہ کے نام سے پکارے جانے لگے پھر اسماعیلیہ کہلائے۔ چونکہ عہد خلافت مستضی علوی میں اس کے بیٹے نزار نے بیعت نہ کرنے پر اسماعیلیہ کے ہواخواہوں کو قتل کیا تھا اور حسن بن صباح بانی فرقہ باطنیہ نزار کی خدمت میں رہتا تھا۔ اس وجہ سے اس کے گروہ والوں کو لوگوں نے نزاریہ کے نام سے بھی موسوم کیا تھا۔

فرقہ باطنیہ: ذکرویہ کے قتل اور اس جماعت کے منتشر ہونے کے بعد اس مذہب والے تمام ممالک اسلامیہ میں پھیل گئے اور در پردہ خفیہ طور سے اپنے مذہب کی تعلیم و تلقین کرنے لگے۔ اسی مناسبت سے یہ لوگ ''فرقہ باطنیہ'' کے نام سے موسوم کئے گئے۔ پھر ان کی ایذا دہی اور تکلیف رسانی تمام ممالک اسلامیہ میں عام ہو گئی کیونکہ ان کا اعتقاد یہ تھا کہ غیر مذہب کا خواہ مسلم ہی کیوں نہ ہو۔ قتل کرنا واجب ہے۔ پس اس وجہ سے فرقہ باطنیہ کا ہر فرد مشہور مشہور آدمیوں کو قتل کرنا اپنا فرض سمجھتا تھا۔ اپنے اس شرمناک مقصد کے حاصل کرنے کے لئے مکانات کی دہلیز میں چھپ رہتا اور جب موقع مل جاتا تو اپنے ناپاک مقصد کو حاصل کر لیتا۔ رفتہ رفتہ ان کا یہ فتنہ و فساد زمانہ سلطان ملک شاہ میں جبکہ دیلم اور سلجوقیہ ممالک اسلامیہ پر حکمرانی کر رہے تھے۔ بہت زیادہ بڑھ گیا تھا۔ خلفاء وقت ان کی گوشمالی اور سرکوبی سے مجبور ہو گئے تھے۔ یہ لوگ ان کی آتش فساد کو بجھا نہ سکے۔ تھوڑے ہی دنوں میں یہ فرقہ تمام ممالک اسلامیہ میں پھیل گیا۔

قلعہ فارس پر باطنیوں کا قبضہ: اسی زمانہ میں ایک گروہ باطنیہ کا سادہ اطراف ہمدان میں جمع ہوا اور نماز عید پڑھی۔ شحنہ ہمدان نے انہیں گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ مگر چند ہی دن بعد رہا کر دیا۔ اس کے بعد اس فرقہ والے مضبوط مضبوط قلعات اور شہروں پر قابض ہو گئے۔ سب سے پہلے جس قلعہ پر فرقہ باطنیہ قابض ہوا۔ وہ فارس کے قریب ایک قلعہ تھا۔ جس کا والی اسی مذہب کا پابند و مقلد تھا چنانچہ اس فرقہ والے اس کے پاس جا کر پناہ گزیں ہوئے اور رفتہ رفتہ وہیں سب کے سب جمع ہو گئے۔ اہل قلعہ آنے جانے والوں کو دن دہاڑے لوٹنے لگے۔ نہایت قلیل مدت میں ان کا ضرر اس علاقہ میں عام طور سے پھیل گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احمد بن عطاش: پھر فرقہ باطنیہ نے قلعہ اصفہان کو دبالیا۔ اس قلعہ کا نام شاہ درتھا۔ سلطان ملک شاہ نے اسے تعمیر کرایا تھا اور اپنی طرف سے ایک شخص کو اس کا والی مقرر کیا تھا۔ احمد بن عطاش نامی فرقہ باطنیہ کا ایک شخص حاکم قلعہ کی خدمت میں جا کر رہنے لگا۔ احمد کا باپ فرقہ باطنیہ کا پیشوا تھا۔ حسن بن صباح وغیرہ نے اس سے تعلیم پائی تھی۔ اس وجہ سے اور اس کے ذی علم ہونے کے سبب سے فرقہ باطنیہ اس کی بے حد عزت کرتا تھا۔ اس فرقہ والوں نے بہت سا مال وزر جمع کر کے احمد کی خدمت میں پیش کیا اور نہایت تپاک سے اپنا پیشوا بنالیا احمد ان لوگوں سے رخصت ہو کر والیٔ قلعہ کے پاس گیا اور اپنی نمایاں خدمات کی وجہ سے والیٔ قلعہ کی آنکھوں میں اس قدر عزیز و محترم ہو گیا کہ اس نے تمام امور کے سیاہ وسفید کرنے کا احمد کو اختیار دے دیا۔ پھر جب والی قلعہ مر گیا تو احمد بن عطاش قلعہ شاہ در کا والیٔ ہو گیا۔ اس نے اپنے تمام ہم مذہبوں کو جو اس قلعہ کے مضافات میں قید تھے رہا کر دیا۔ ان لوگوں کے رہا ہوتے ہی چاروں طرف سے امن وامان کا سایہ عاطفت اٹھ گیا۔ دن دہاڑے قافلے لٹنے لگے۔

حسن بن صباح: اس کے بعد فرقہ باطنیہ اطراف قزوین میں قلعہ موت پر قابض ہو گیا۔ اس علاقہ کو طائقان بھی کہتے تھے۔ ان ممالک پر جعفری کا پرچم اڑ رہا تھا۔ جعفری نے ایک علوی کو اپنی نیابت کا اعزاز دے رکھا تھا اور رے کا حاکم ابومسلم تھا۔ جو نظام الملک طوسی کا سسرالی رشتہ دار تھا۔ حسن بن صباح جوڑ توڑ لگا کر ابومسلم کے پاس آنے لگا۔ چونکہ علم نجوم وسحر میں حسن کو ید طولیٰ حاصل تھا اور غطاش والی قلعہ اصفہان کے نامی شاگردوں میں سے تھا۔ اس وجہ سے اس نے ابومسلم کے دل میں نہایت قلیل مدت میں اپنی جگہ کر لی۔ لیکن تھوڑے ہی دن بعد ابومسلم نے حسن پر یہ الزام لگایا کہ یہ مصریوں کے ایلچیوں سے جو اس وقت وہاں موجود تھے۔ سازش کئے ہوئے ہے۔ حسن کو اس کی خبر ہو گئی۔ حسن بھاگ نکلا۔ مختلف شہروں میں ہوتا ہوا مصر پہنچا۔ خلیفہ مستنصر علوی بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا اور اسے ہدایت کی کہ لوگوں کو میری امامت کی تعلیم دو۔ حسن نے عرض کیا ''آپ کے بعد میرا امام کون ہوگا'' مستنصر نے جواب دیا ''میرا بیٹا نزار'' حسن مصر سے واپس ہو کر شام، جزیرہ، دیار بکر اور بلاد روم کی سیر کرتا ہوا قلعہ موت واقع خراسان پہنچا۔ علوی کے پاس مقیم ہوا۔ جسے جعفری نے اپنا نائب بنایا تھا۔ علوی نے بے حد عزت کی اور اس کے قیام کو باعث نزول برکت ورحمت الٰہی تصور کیا۔

نظام الملک طوسی کی شہادت: حسن ایک مدت تک قلعہ موت میں ٹھہرا ہوا قلعہ مذکور پر قبضہ کر لینے کی در پردہ تدبیریں کرتا رہا۔ جب تمام تدابیر کر چکا تو حسن نے علوی کو قلعہ موت سے نکال کر قبضہ کر لیا۔ نظام الملک کو اس کی خبر لگی فوراً ایک سپاہ حسن کے محاصرے پر روانہ کیا۔ محاصرہ نہایت سرگرمی اور مستعدی سے مامور کیا گیا۔ لڑائیاں شروع ہوئی اثناء جنگ میں حسن نے فرقہ باطنیہ کے ایک گروہ کو نظام الملک کے قتل کرنے پر مامور کر دیا۔ چنانچہ اس گروہ نے نظام الملک کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ جو فوجیں محاصرے پر تھیں۔ نظام الملک کی شہادت کی وجہ سے واپس آ گئیں۔ پھر کیا تھا فرقہ باطنیہ کی بن آئی۔ قلعہ طبس اور نیز کوہستان کے قلعات ازدوں وقاید پر جو اس کے قرب وجوار میں تھے قبضہ کر لیا۔

احمد بن عطاش کا قلعہ خالنجان پر قبضہ: کوہستان کا رئیس منور نامی ایک شخص تھا۔ جو بنی سیجور امراء خراسان ملوک سامانیہ کی نسل سے تھا۔ گورنر کوہستان نے منور کو اپنے یہاں بلایا اور اس کی بہن کو جبراً لے لینے کا قصد کیا۔ منور نے اسماعیلیہ کو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی امداد پر بلا بھیجا۔ چنانچہ فرقہ اسماعیلیہ باطنیہ نے پہنچ کر کوہستان کے قلعات پر بھی اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اسی زمانے میں قلعہ خالنجان پر بھی فرقہ باطنیہ قابض ہو گیا تھا۔ یہ قلعہ اصفہان سے نو کوس کے فاصلہ پر تھا۔ پہلے یہ موید الملک بن نظام الملک کے قبضہ میں تھا۔ اس کے بعد جاولی سقادہ کے قبضہ میں چلا گیا۔ جو ترکوں کا ایک نامور امیر تھا اور اس کی جانب سے کوئی ترکی امیر اس قلعہ کا حاکم ہوا فرقہ باطنیہ کے چند اشخاص حاکم قلعہ کی خدمت میں گئے اور مستعدی سے اس کی خدمت کرتے رہے۔ رفتہ رفتہ اس قدر رسوخ حاصل کر لیا کہ حاکم قلعہ کی ناک کے بال بن گئے۔ حاکم قلعہ نے قلعہ کی کنجیاں حوالہ کر دیں ان لوگوں نے احمد بن غطاش والیٔ قلعہ شاور کو لکھ بھیجا۔ احمد اپنی فوج کے ساتھ بہ حالتِ غفلت بھاگ کھڑا ہوا' احمد بن غطاش نے قلعہ پر قبضہ کر لیا اور جس قدر فوج وہاں تھی سب کو تہ تیغ کیا۔ اس قلعہ پر قبضہ کر لینے سے فرقہ باطنیہ کی قوت بڑھ گئی اہل اصفہان ان سے دبنے لگے۔ حتیٰ کہ ان لوگوں نے اہل اصفہان پر خراج قائم کیا۔

ابوحمزہ اسکاف: فرقہ باطنیہ کے مقبوضہ قلعات سے اسویا۔ ندمیں الرمل اور قلعہ آمد تھا۔ جن پر فرقہ باطنیہ نے ملک شاہ سلجوقی کے بعد مکر و غداری سے قبضہ حاصل کیا تھا۔ قلعہ ازدہر بھی ان کے مقبوضات میں شمار کیا جاتا تھا۔ اس قلعہ کو ابوالفتوح ہمشیرزادہ حسن بن صباح نے سر کیا تھا۔ ان کے قلعوں میں سے کردکوہ' قلعہ ناظر واقع خوزستان اور قلعہ طنبور متصل ارجان تھا۔ اس قلعہ کو ابوحمزہ اسکاف نے اہل ارجان کے قبضہ سے نکالا تھا۔ ابوحمزہ اسکاف کسی ضرورت سے مصر گیا ہوا تھا۔ وہیں اس نے مذہب کی تعلیم پائی اور اس فرقہ کا ایلچی ہو کر عوام الناس کی تلقین کے لئے واپس آیا۔

قلعہ ملاذ خاں پر باطنیوں کا قبضہ: قلعہ ملاذ خاں بھی انہی کے قلعوں میں سے تھا۔ جو فارس و خوزستان کے درمیان واقع تھا۔ رہزنوں اور مفسدوں نے تقریباً دو سو سال سے اس قلعہ کو اپنا مرکز بنا رکھا تھا اور آنے جانے والوں پر شب خون مارا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ عضد الدولہ بن بویہ نے اس قلعہ کو سر کیا اور جس قدر ڈاکو یہاں تھے۔ ان سب کو تہ تیغ کیا۔ جب ملک شاہ نے اس پر قبضہ حاصل کیا۔ تو امیر انز کو بطور جاگیر یہ قلعہ مرحمت فرمایا۔ امیر انز نے اپنی طرف سے ایک شخص کو اس قلعہ کا حاکم مقرر کیا۔ فرقہ باطنیہ نے جوار جان میں تھے۔ حاکم قلعہ سے راہ رسم پیدا کی۔ پہلے تو اس قلعہ کے فروخت کر ڈالنے کی تحریک کی' جب والیٔ قلعہ نے اس سے انکار کیا تو فرقہ باطنیہ نے مذہبی پیرایہ اختیار کیا۔ کہلا بھیجا کہ ہم ایک شخص کو تمہارے پاس مناظرہ کرنے کو بھیجتے ہیں تا کہ تم پر ہمارے مذہب کی حقانیت ظاہر ہو۔ والیٔ قلعہ نے یہ درخواست منظور کر لی۔ فرقہ باطنیہ نے اپنے چند سپاہیوں کو روانہ کیا۔ ان لوگوں نے پہنچتے ہی والیٔ قلعہ کے خادم کو گرفتار کر لیا۔ اس نے قلعہ کی کنجیاں ان کے حوالہ کر دیں ان لوگوں نے قلعہ میں گھس کر والیٔ قلعہ کو بھی پکڑ لیا۔ اس سے ان کی شان و شوکت بڑھ گئی۔

باطنی فرقہ کے خلاف جہاد: فرقہ باطنیہ کے آئے دن فسادات سے لوگوں کے کان کھڑے ہوئے۔ چاروں طرف سے ان کے قتل پر آمادگی اور تیاری ظاہر ہونے لگی اور ان کے قتل کرنے کو ثواب اور ان سے جنگ کرنے کو جہاد سمجھ کر ہر سمت سے عامہ المسلمین ان پر ٹوٹ پڑے۔ اصفہان میں بھی عوام الناس نے انہیں خوب قتل کیا۔ فرقہ باطنیہ میں اصفہان میں ان دنوں ظاہر ہوا تھا جبکہ سلطان برکیاروق نے اصفہان پر محاصرہ کیا تھا اور اصفہان میں اس کا بھائی محمد اور اس کی خاتون جلالیہ موجود تھی رفتہ رفتہ یہ فرقہ باطنیہ اصفہان میں پھیل گیا اور اس کے مکر و فریب اور ان کے متبعین کی فتنہ انگیز چالیں عام ہو گئیں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصفہان کے عام باشندوں نے ان پر یورش کی اور ان کو قتل کرنے لگے۔ بڑی بڑی خندقیں کھود کر ان میں آگ روشن کی جہاں پر فرقہ باطنیہ میں سے کسی کو پاتے پکڑ لاتے اور اسی خندق میں انہیں ڈال دیتے تھے۔ جاول سقادہ والیٔ فارس نے ان پر جہاد کرنے کی غرض سے کمر ہمت باندھی' فوجیں آراستہ کر کے ہمدان کی طرف بڑھا۔ ایک مدت تک فرقہ باطنیہ پر جہاد کرتا رہا۔ اس کے بعد فرقہ باطنیہ نے امراء سلجوقیہ کو براہ مکر وفریب قتل کرنے کی غرض سے ہمدان کی طرف کوچ کیا چنانچہ اس فرقہ نے وہاں پہنچ کر یہ وطیرہ اختیار کیا کہ اس گروہ میں سے کوئی شخص امراء سلجوقیہ میں سے کسی امیر کے قتل کرنے کے لئے لباس تبدیل کر کے اور موقع پا کر اسے قتل کر کے اپنے آپ بھی خودکشی کر لیتا۔ حقیقت امر یہ ہے کہ سلطان برکیاروق نے اس فرقہ کو ایسے افعال کے ارتکاب پر آمادہ کیا تھا اور اپنے بھائی کے مقابلے میں اس فرقہ سے اعانت طلب کی تھی۔ یہ فرقہ چال چلنے لگا۔ ان میں سے کوئی شخص کسی امیر کی خدمت میں جا کر ملازمت اختیار کرتا اور جب اسے موقع مل جاتا تو یہ امیر پر وار کر دیتا۔ اکثر یہ ہوتا کہ وہ امیر مر جاتا اور اس جرم کی پاداش میں وہ باطنی بھی مار ڈالا جاتا تھا۔ غرض اسی طریقہ سے امراء سلجوقیہ کے ایک گروہ کو اس فرقہ نے زیر خاک پہنچا دیا۔

سلطان برکیاروق اور باطنی فرقہ جب سلطان برکیاروق کو اپنے بھائی محمد کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہوئی تو اس وقت یہ فرقہ اس کے تمام لشکر میں ملا ہوا تھا۔ اس گروہ نے آہستہ آہستہ گروہ بندی کر لی تھی۔ امراء لشکر کو ان سے خطرہ پیدا ہوا۔ وقتاً فوقتاً ان لوگوں نے امراء لشکر کو قتل کرنے کی دھمکیاں دیں۔ امراء لشکر ہر وقت مسلح رہنے لگے اور اس امر کی شکایت سلطان برکیاروق سے کی اور نیز جڑ دیا کہ فرقہ باطنیہ سے آپ کے بھائی کی فوج سے مراسم اتحاد ہیں۔ سلطان برکیاروق یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا۔ عام طور سے ان لوگوں کے قتل کی اجازت دے دی خود بھی مسلح ہو کر سوار ہوا۔ اس کی فوج بھی مرتب ہو کر اس کے ہمراہ ہوئی۔ فرقہ باطنیہ پر زمین وسعت وفراخی کے باوجود تنگ ہو گئی۔ جس طرف جاتے تھے قتل کئے جاتے تھے۔ امیر محمد جو علاء الدولہ بن کاکویہ کی نسل سے تھا اور اس مذہب کا ایک ممبر تھا بہ خوف جان بھاگا' مگر اس جاں بختہ کو اجل نے نہ چھوڑا۔ بغداد میں ابوابراہیم استرآبادی سلطان کی سفارت میں گیا ہوا تھا۔ سلطان برکیاروق نے لکھ بھیجا وہیں گرفتار کر کے مار ڈالا گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ فرقہ باطنیہ پر چاروں طرف سے قتل کی بوچھاڑ پڑ رہی تھی۔ جس طرف آنکھیں اٹھتی تھیں فرقہ باطنیہ ہی کے مقتول نظر آتے تھے۔ ہر شخص ان کے قتل وخونریزی پر تلا ہوا تھا۔ یہ واقعات ۴۸۲ھ کے ہیں۔

قلعہ شاہ ور کا محاصرہ: جب سلطان برکیاروق کے بعد سلطان محمد کا دور حکومت آیا اور اس کی حکومت وسلطنت کو پورے طور سے استحکام حاصل ہو گیا۔ تو سلطان محمد نے قلعہ شاہ ور پر جس کا والیٔ احمد بن عطاش تھا فوج کشی کی۔ یہ قلعہ اصفہان کے قریب تھا اور فرقہ باطنیہ کا گویا یہی قلعہ دارالسلطنت تھا۔ ماہ رجب اوائل چھٹی صدی میں اس قلعہ کا محاصرہ کیا گیا۔ اس قلعہ کو چاروں طرف سے سربہ فلک پہاڑیاں چھ کوس تک گھیرے ہوئے تھیں۔ سلطان محمد نے اپنے امراء لشکر کو باری باری جنگ کرنے پر مامور کیا اور نہایت حزم واحتیاط اور کمال مستعدی سے اس قلعہ پر مدت دراز تک حملہ کرتا رہا۔ یہاں تک کہ فرقہ باطنیہ شدت جنگ اور طول محاصرہ سے گھبرا گیا۔ فقہاء اہل سنت والجماعت سے استفسار کیا جس کا مضمون یہ تھا ''سادات فقہاء ائمہ دین اس گروہ کی بابت کیا فرماتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت پر اور کی کتابوں اور رسولوں پر ایمان رکھتا ہے اور ماء رجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق جانتا ہے اور اس کی تصدیق کرتا ہے۔ لیکن محض امامت میں اختلاف کرتا ہے۔ کیا سلطان وقت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو اس کی موافقت اور رعایت جائز ہے اور ان کی اطاعت قبول کرنا روا ہے اور ہر اذیت سے انہیں بچانا مناسب یا نہیں؟'' اکثر فقہاء نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا۔ بعض نے توقف اختیار کیا۔ بحث و مناظرہ کے لئے علماء و فقہاء جمع ہوئے سنجابی جو شافعیہ کے نامی و سربرآوردہ عالم تھے۔ اس گروہ کے قتل کے وجوب کے قائل ہوئے اور صاف صاف لکھ دیا کہ اس فرقہ کا محض اقرار باللسان اور تلفظ بالشہادتین کافی نہ ہوگا جب تک وہ احکام شرع کی مخالفت سے باز نہ آئیں۔ اس وجہ سے اجماعاً ان کی خونریزی مباح ہے۔ بہت دیر تک مناظر کرنے کی غرض سے فرقہ باطنیہ کے علماء کو طلب کیا اور رؤساء اصفہان کو اس جلسے میں بلایا مگر فرقہ باطنیہ نے حیلہ وحوال کر کے ٹال دیا اور یہ سفارت ناکام واپس ہوگئی۔

احمد بن عطاش کا انجام: سلطان محمد جھلا کر محاصرہ میں شدت کرنے لگا۔ بالآخر فرقہ باطنیہ امان کا خواستگار ہوا اور یہ درخواست کی کہ اس قلعہ کے عوض میں ہمیں قلعہ خالنجان مرحمت ہو جو اصفہان سے دس کوس کے فاصلے پر ہے اور اس قلعے سے نکل کر قلعہ خالنجان میں جانے کے لئے ایک مہینہ کی مہلت دی جائے۔ سلطان محمد نے اس درخواست کو منظور کر لیا۔ فرقہ باطنیہ مال و اسباب فراہم کرنے میں مصروف ہوا۔ ہنوز مدت مقررہ تمام نہ ہوئی تھی کہ فرقہ باطنیہ میں سے چند لوگوں نے سلطان محمد کے ایک امیر پر حملہ کر دیا۔ اتفاق یہ کہ یہ امیر ان سے بچ گیا۔ سلطان محمد کو اس کی خبر لگی تو اس نے پھر محاصرہ کر لیا فرقہ باطنیہ نے پریشان ہو کر امان طلب کی اور قلعہ ناظر دطبس چلے جانے کی اجازت چاہی۔ اس طرح سے کہ سلطان محمد اپنی فوج کے چند دستوں کو ہمارے ایک حصہ فوج کو قلعہ مناظر میں پہنچانے پر مامور فرمائے اور باقی ماندگان کو قلعہ کے ایک گوشہ میں نظر بند و محبوس رکھے۔ جب یہ حصہ قلعہ ناصر میں پہنچ جائے تو دوسرے حصہ کو جو قلعہ میں محبوس ہے۔ حسن بن صباح کے پاس قلعہ موت میں بھیج دے۔ سلطان محمد نے ان کی درخواست بھی منظور فرمائی۔ چنانچہ پہلا حصہ فرقہ باطنیہ کا سلطانی فوج کے ہمراہ قلعہ ناظر و دطبس کو روانہ ہوا۔ سلطان نے قلعہ کے ویران کرنے کا حکم دیا جس کی تعمیل نہایت مستعدی سے شاہی فوج کرنے لگی۔ احمد بن عطاش قلعہ کے ایک برج میں چھپ رہا۔ سپاہیوں نے اس پر حملہ کیا اور بعض سپاہی دوڑ کر سلطان کے پاس آئے اور اس مکان محفوظ کا جہاں کہ احمد بن عطاش روپوش ہو گیا تھا۔ پتہ بتایا سلطان نے اشارہ کر دیا۔ ایک امیر چند سپاہیوں کو لے کر اس برج پر چڑھ گیا اور جس قدر فرقہ باطنیہ کے لوگ ہاں پائے گئے۔ سب کو قتل کر ڈالا۔ ان مقتولوں کی تعداد اسی بیان کی جاتی ہے۔ احمد بن عطاش زندہ گرفتار کر لیا گیا۔ کھال کھینچ کر بھوسہ بھرا گیا۔ اس کے ساتھ اس کا لڑکا بھی مارا گیا۔ دونوں کے سر اتار کر بغداد بھیجے گئے۔ اس کی بیوی نے یہ عنوان دیکھ کر اپنے کو ایک بلند مقام سے نیچے گرا دیا اور ہلاک ہوگئی۔

شام کے اسماعیلی: جس وقت ابوابراہیم استرآبادی بغداد میں حسب تحریر سلطان برکیاروق قتل کر دیا گیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ اس کا برادرزادہ بہرام دارالخلافت بغداد سے شام کی طرف بھاگ گیا اور وہیں در پردہ اپنے مذہب کی تعلیم و تلقین کرتا رہا۔ رفتہ رفتہ اہل شام کے ایک گروہ نے اس مذہب کو قبول کر لیا۔ زیادہ تر لوگوں کو اس مذہب کی طرف میلان اس وجہ سے ہوا کہ فرقہ باطنیہ اسماعیلیہ مکر و فریب سے قتل کرنے میں خوب مشہور ہو چکا تھا۔

بہرام کا قلعہ بانیاس پر قبضہ: ابوالغازی بن ارتق والیٔ حلب اپنے دشمنوں کے معاملہ میں کامیابی حاصل کرنے کی غرض سے بسا اوقات فرقہ باطنیہ سے رسم اتحاد رکھتا تھا۔ اس نے علی بن طغتگین اتابک والیٔ دمشق کو بھی اسی فرقہ سے مراسم اتحاد قائم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کی ہدایت کی تھی۔ چنانچہ علی نے اس رائے کو قبول کر لیا اور بہرام اس کے پاس چلا گیا۔ اسی زمانے سے اس کی شہرت ہو چلی۔ علانیہ اپنے مذہب کی دعوت دینا شروع کر دی ابوعلی ظاہر بن سعد مزدعانی وزیر مصلحت وقت کی وجہ سے بہرام کی اعانت کرنے لگا۔ تھوڑے ہی دن میں بہرام کی حکومت میں استقلال و استحکام کی کیفیت پیدا ہو گئی اور اس کے مقلدوں کی جماعت بڑھ گئی۔ اس کے باوجود دمشق کے عوام الناس کی مخالفت سے بہرام کو خطرہ تھا۔ علی والیٔ دمشق اور اس کے وزیر ابوعلی سے درخواست کی کہ ہم لوگوں کے رہنے اور بوقت ضرورت وہاں پناہ گزیں ہونے کے لئے ایک قلعہ عنایت کیا جائے علی نے ۵۲۰ھ میں قلعہ بانیاس دے دیا بہرام نے دمشق میں اپنا ایک نائب مذہبی تعلیم اور تلقین کی غرض سے چھوڑ کر قلعہ بانیاس کا راستہ لیا۔ قلعہ بانیاس میں بہرام کے متمکن ہونے سے اس کے مذہب نے بہت بڑی ترقی کی تمام و جوانب میں یہ مذہب پھیل گیا اور متعدد قلعوں پر جو کہ اس طرف کے پہاڑوں میں واقع تھے۔ قابض ہو گیا۔ انہی میں قلعہ قدموس وغیرہ بھی تھا۔

بہرام کا قتل: وادی تیم صوبہ بعلبک میں بہت بڑا گروہ مجوس نصرانی اور روزبیہ کا رہتا تھا۔ ضحاک نامی ایک امیران سب کا سردار تھا ۵۲۲ھ میں بہران نے ان پر فوج کشی کی اور قلعہ بانیاس پر اپنی طرف سے اسماعیل کو بطور نائب کے مقرر کیا' ضحاک نے ایک ہزار کی جمعیت سے بہرام کا مقابلہ کیا گھمسان کی لڑائی ہوئی ضحاک نے بہرام کو شکست دے کر اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ بہرام کے سینکڑوں ہمراہی مارے گئے اور خود بھی اثناء دار و گیر میں مارا گیا بقیہ پریشان حال قلعہ بانیاس پہنچے اسماعیل نے ان سب کی اشک شوئی کی اور ان پر حکومت کرنے لگا۔

ابوعلی وزیر اور اسماعیل: اسماعیل نے اپنے مذہب والوں کے منتشر شیرازہ کو یک جا کیا اور اپنے ایلچیوں کو اشاعت و تعلیم مذہب کی غرض سے دور دراز کے ملکوں میں بھیجا۔ ابوعلی وزیر نے اس معاملہ میں اس کا ہاتھ بٹایا اور اس گروہ کی مالی و فوج امداد کی۔ دمشق میں بہرام خلیفہ کا ابوالوفاء تعلیم و تلقین کر رہا تھا۔ ان وجوہات و اسباب سے ادھر فرقہ باطنیہ کی قوت و شوکت اور قوت پھر عود کر آئی۔ مقلدوں کی تعداد میں معقول اضافہ ہو گیا ادھر تاج الملوک بن طغتکین والیٔ دمشق کے قوائے حکمرانی مضمحل ہو چلے۔ تب ابوعلی وزیر نے عیسائیوں کو یہ پیام دیا کہ ہم تمہیں دمشق پر اس شرط سے قبضہ دے دیں گے کہ تم ہمیں صور پر قابض کر دو' عیسائیوں نے اس درخواست کو منظور کر لیا اور اس امر کی تکمیل کے لئے ایک خاص دن مقرر کیا۔ اس کے بعد ابو علی وزیر نے اسماعیلیہ سے سازش کر لی اور انہیں عیسائیوں کے مقابلے پر آمادہ و تیار کر لیا۔ کسی ذریعہ سے اسماعیل کو اس کی خبر لگ گئی۔ اس خوف سے کہ مبادا عوام الناس ہماری مخالفت پر کمر بستہ نہ ہو جائیں قلعہ بانیاس عیسائیوں کے سپرد کر کے انہی کے یہاں چلا گیا اور وہیں ۵۲۴ھ میں مر گیا۔

قلعہ مصیات کا محاصرہ: اس اطراف میں فرقہ باطنیہ اسماعیلیہ کے بہت سے قلعے تھے جو ایک دوسرے سے متصل تھے۔ سب سے بڑا قلعہ مصیات تھا جس وقت سلطان صلاح الدین نے ۵۷۲ھ میں ملک شام پر قبضہ حاصل کیا اس وقت اس نے اس قلعہ پر بھی محاصرہ ڈالا اور نہایت سختی سے جنگ شروع کی سنان سردار فرقہ اسماعیلیہ نے صلاح الدین کے ماموں شہاب الدین حارمی کو حماۃ میں لکھا کہ صلاح الدین سے مصالحت کرا دو اور مصالحت نہ کرنے کی صورت میں قتل کرا ڈالنے کی دھمکی دی۔ شہاب الدین حماۃ سے صلاح الدین کے پاس گیا اور ان کی طرف سے صلاح الدین کے خیالات کی اصلاح کر دی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلاح الدین نے محاصرہ اٹھالیا۔

عراق کے اسماعیلی: اسماعیلیہ کے قلعے جو عراق میں تھے جس زمانے میں احمد بن عطاش نے حسن بن صباح نے ان پر بحکمت عملی قبضہ حاصل کیا تھا۔ اسی زمانہ سے یہ گمراہیوں اور خباثتوں کے اڈے بنے ہوئے تھے حسن بن صباح کے بہت سے مقالات مذہبی ہیں جو از سرتا پا خیالات رافضہ میں ڈوبے ہوئے حد اعتدال سے بڑھے ہوئے اور حد کفر تک پہنچے ہوئے ہیں۔ روافض ان کو مقالات جدیدہ سے موسوم کرتے ہیں اور ان روافض کے علاوہ جو جادۂ اعتدال سے بڑھ ہوئے اور تعصب میں ڈوبے ہوئے ہیں اور کوئی ان مقالات کو اپنا مذہب و دین نہیں قرار دیتا۔ ان مقالات کو شہرستانی نے کتاب الملل والنحل میں ذکر کیا ہے۔ اگر آپ اس سے واقفیت پیدا کرنا چاہتے ہیں تو کتاب مذکورہ کا مطالعہ کریں۔

جلال الدین اور فرقہ باطنیہ: چونکہ اس فرقہ کی مضرت اور خونریزیاں مشہور ہوگئیں تھیں اس وجہ سے ملوک اسلام چاروں طرف سے ان پر بہ نیت جہاد فوج کشی کرنے لگے۔ اس اثناء میں ملوک سلجوقیہ کے نظام حکومت میں خلل پیدا ہوگیا اور اتیغش نے رے اور حمدان کو دبالیا۔ اس نے ۶۰۳ھ میں فرقہ باطنیہ کے ان قلعوں کو جو قزوین کے قرب و جوار میں تھے فوج کشی کی اور نہایت مستعدی اور ہوشیاری سے محاصرہ کیا۔ چنانچہ ان میں سے پانچ قلعوں کو بزور تیغ فتح کر کے قلعہ موت کا قصد کیا۔ مگر اتفاق سے چند مواقع ایسے پیش آئے کہ جن کی وجہ سے قلعہ مذکور اتیغش کے حملوں سے بچا رہا۔ اس کے بعد جلال الدین منکبرتی بن علاء الدین خوارزم شاہ نے جس وقت یہ ہندوستان سے واپس آرہا تھا اور بلاد آذربائیجان اور آرمینیہ پر قبضہ حاصل کیا تھا۔ فرقہ اسماعیلیہ باطنیہ پر فوج کشی کی اور جیسا کہ اس فرقہ والوں نے امراء اسلام کو قتل کیا تھا۔ اسی طرح اس نے اس فرقہ کے سرداروں کو تہ تیغ اور ان کے آباد شہروں اور قلعوں کو تاخت و تاراج کیا۔ قلعہ موت کے قرب و جوار اور وہ تمام قلعے جو خراسان میں تھے۔ جلال الدین کے حملوں سے ویران و خراب ہوگئے اس فرقہ نے جس وقت سے تاتاریوں نے خروج کیا تھا۔ بلاد اسلامیہ کی طرف پاؤں بڑھانے شروع کر دیئے تھے۔ پردۂ غیب سے جلال الدین ان کی سرکوبی کے لئے اٹھ کھڑا ہوا اور ۶۲۴ھ میں ان پر فوج کشی کی جیسا کہ آپ ابھی اوپر پڑھ آئے ہیں۔

فرقہ باطنیہ کا زوال: اس واقعہ سے فرقہ باطنیہ کی کما حقہ گوشمالی ہوگئی اور ان کی بیماری کا علاج کر دیا گیا۔ اس کے بعد جب تاتاریوں کے قبضہ اقتدار میں عنان حکومت آگئی تو ہلاکو نے ۶۵۰ھ میں بغداد سے ان کے قلعوں پر چڑھائی کی اس کے بعد ظاہر نے ان قلعوں پر حملہ کیا جو شام میں تھے۔ اکثر قلعہ ان کے حملوں کی نذر ہوگئے۔ باقی ماندگان نے اطاعت قبول کر لی۔ قلعہ مصیات وغیرہ حکومت کے مطیع ہوگئے اور ان کا زمانہ حکومت اس طرح ختم ہوگیا کہ گویا صفحۂ ہستی پر اس کا وجود بھی نہ تھا۔ خال خال جو باقی رہ گئے ان کے ذریعہ سے ملوک باطنیہ اپنے دشمنوں کو دھوکہ و فریب دے کر قتل کراتے تھے۔ یہ لوگ اپنے کو فدائیہ کے لقب سے ملقب کرتے تھے۔ یعنی اپنے نفس کو موت کے میں دے کر اپنا مقصد حاصل کرتے تھے۔ واللہ وارث الارض و من علیھا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۱۸

امارت یمامہ

بنی اخیضر حسنی کے حکمران

اسمٰعیل سفاک کا خروج: جس وقت موسیٰ جون بن عبداللہ بن حسن سبط کے دونوں بھائی محمد وابراہیم روپوش ہو گئے۔ اس وقت خلیفہ ابوجعفر منصور نے ان دونوں کے حاضر کرنے پر موسیٰ جون کو مجبور کیا چنانچہ موسیٰ بن جون نے ان کے حاضر کر دیئے جانے کی ذمہ داری لی اور خود بھی روپوش ہو گیا۔ مگر اتفاق سے خلیفہ منصور نے پتہ لگا کر موسیٰ جون کو گرفتار کر لیا اور ایک ہزار درے لگوائے پھر جب اس کا بھائی محمد المہدی مدینہ میں قتل کیا گیا تو بخوف جان موسیٰ جون دوبارہ چھپ رہا حتیٰ کہ جان بحق ہو گیا۔ اسی کی نسل سے اسماعیل اور اس کا بھائی محمد اخیضر پسران یوسف بن ابراہیم بن موسیٰ تھے۔ ۱۴۵ھ میں اسماعیل مذکور موسوم بہ سفاک نے سرزمین حجاز میں بغاوت کی۔ مکہ کی طرف بڑھا جعفر والیٔ مکہ سبا سات بھاگ گیا اسماعیل نے اس کے اور شاہی امراء کے مکانات کو لوٹ لیا۔ اہل مکہ اور شاہی لشکر کی کثیر جماعت کو تہ تیغ کیا۔ کعبہ اور اس کے خزانہ میں سے جس قدر مال اٹھا کر لے جا سکتا تھا لے گیا خانہ کعبہ کا غلاف اتار لیا دو لاکھ دینار اہل مکہ کے لوٹ لئے مکانات میں آگ لگا دی۔ پچاس دن ٹھہرا رہا۔

مدینہ کا محاصرہ: اس کے بعد مدینہ منورہ کی جانب کوچ کیا والیٔ مدینہ یہ خبر پا کر روپوش ہو گیا۔ اسماعیل نے پہنچتے ہی مدینہ منورہ پر محاصرہ کر لیا۔ حتیٰ کہ اہل مدینہ رسد وغلہ کے بند ہو جانے سے بھوکوں مر گئے۔ مسجد نبوی میں کئی روز تک نماز بھی نہ پڑھی گئی۔ دارالخلافت میں اس کی خبر لگی تو شاہی لشکر تیار ہو کر مدافعت کی غرض سے آ پہنچا۔ اسماعیل محاصرہ اٹھا کر مکہ معظمہ لوٹ آیا' مکہ معظمہ کا دوبارہ محاصرہ کر لیا۔ دو مہینے تک محاصرہ کئے رہا پھر جدے کا رخ کیا سوداگروں کے مال لوٹ لئے کشتیوں میں جس قدر تجارتی اسباب لدا تھا سب کا سب لوٹ کر مکہ معظمہ کی جانب واپس ہوا مگر اس کے پہنچتے ہی محمد بن عیسیٰ بن منصور اور عیسیٰ بن محمد مخزومی مکہ معظمہ پہنچ گئے تھے۔ خلافت مآب نے ان لوگوں کو دربار خلافت سے اسماعیل سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا تھا۔ مقام عرفات میں جا کر پناہ لی۔ موقوف میں سوائے اسماعیل اور اس کے ہمراہیوں کے اور کوئی متنفس نہ تھا۔ چنانچہ اسماعیل نے اپنے نام کا خطبہ پڑھا۔ پھر لوٹ کر جدہ آیا اور دوبارہ اس اسے تاخت وتاراج کیا بالآخر اپنے خروج کے ایک سال بعد بعارضہ چیچک آخر ۱۴۵ھ میں زمانہ جنگ مستعین ومعتز میں مر گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنی اخیضر کا یمامہ پر تسلط اسماعیل سرزمین حجاز میں عرصہ بیس سال سے دوڑ دھوپ کر رہا تھا بوقت وفات اس نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔ اس کی جگہ اس کا بھائی محمد اخیضر متمکن ہوا یہ اس سے بیس برس بڑا تھا اس نے یمامہ کی طرف حملہ کیا اور بزور تیغ اس پر قابض ہو گیا۔ قلعہ خضر کو بھی لے لیا۔ اس کے چار لڑکے تھے محمد' ابراہیم' عبداللہ اور یوسف' محمد اخیضر کی وفات کے بعد اس کا بیٹا یوسف حکومت کرنے لگا اور اپنے بیٹے اسماعیل کو حکومت و ریاست میں شریک کر لیا۔ پھر جب یوسف مر گیا تو اسماعیل تنہا حکومت کا مالک ہوا اس کے تین بھائی اور تھے حسن' صالح اور محمد (پسران یوسف) اس کے بعد اس کا بھائی حسن' بعدہ اس کا بیٹا احمد ابن حسن یکے بعد دیگرے حکمران ہوئے اس وقت سے برابر یمامہ کی حکومت انہیں کے خاندان میں رہی حتیٰ کہ ان پر قرامطہ غالب آ گئے اور ان کی حکومت و سلطنت جاتی رہی۔ والبقاء للہ وحدہ۔

ملک مغرب بلاد سوڈان کے شہر خانہ میں جہاں پر بحر محیط ہے بنی صالح کی حکومت تھی' مؤلف کتاب زجار نے جغرافیہ میں بنی صالح کا ذکر تحریر کیا ہے۔ مگر ہمیں صالح کے نسب سے ایسی واقفیت نہیں جس پر ہمیں اعتماد ہو۔ بعض مؤرخوں نے لکھا ہے کہ صالح' عبداللہ بن موسیٰ بن عبداللہ ملقب بہ ابوالکرام بن موسیٰ جون کا بیٹا تھا۔ مامون کے زمانہ خلافت میں خراسان میں اس نے خروج کیا تھا مگر ارکین خلافت کی حسن تدبیر سے پہلے صالح اس کے بعد اس کا بیٹا محمد گرفتار کر لیا گیا تھا۔ باقی ماندہ ان کی اولاد مغرب کی طرف چلی گئی اور شہر خانہ میں اپنی حکومت و ریاست کی بنا قائم کی۔ ابن حزم صالح کو اس کا نسب سے موسیٰ جون کے اخلاف میں ذکر نہیں کیا۔ شاید یہ وہی صالح ہو جسے ہم نے ابھی یوسف بن محمد اخیضر کی اولاد مین ذکر کیا ہے۔

امارت مکہ و یمن

بنی سلیمان کے حکمران

سلیمان بن داؤد بن حسن مکہ معظمہ ہماری تعریف و توصیف سے زیادہ مشہور و معروف ہے۔ دوسری صدی کے بعد اس کے اصلی باشندے قریش' علویوں کے پے در پے فتنے و فسادات سے جو آئے دن سرزمین حجاز میں ان کی بدولت واقع ہوتے تھے زاویہ گم نامی میں روپوش ہو گئے اور یہ سرزمین مبارک ان کے نام و نشان سے خالی ہو گئی۔ سوائے ان چند لوگوں کے جو بنی حسن کے متبعین میں داخل تھے اور اس متبرک شہر کا حاکم ہمیشہ دربار خلافت بغداد سے مقرر ہو کر آیا کرتا تھا اور یہاں پر برابر خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا جاتا تھا حتیٰ کہ عہد حکومت مستعین اور معتز میں ان کے بعد بھی آتش فساد مشتعل ہوئی جس سے اس شہر میں ایک نئی حکومت سلیمان بن داؤد بن حسن مثنیٰ بن حسن سبط کی اولاد قائم ہو گئی۔

محمد بن سلیمان کا خروج دوسری صدی کے آخر میں اس خاندان کا بزرگ اور قابل فخر ممبر محمد بن سلیمان نامی ایک شخص تھا۔ یہ سلیمان' سلیمان بن داؤد نہیں ہے کیونکہ اس کے بارے میں ابن حزم نے لکھا ہے کہ یہ مدینہ منورہ میں زمانہ خلافت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مامون میں دعویٰ دار حکومت و ریاست ہوا تھا اور ان دونوں زمانوں میں تقریباً ایک سو بیس کا فرق ہے۔ غرض ۳۰۱ھ عہد خلافت مقتدر میں محمد بن سلیمان نے خلافت عباسیہ کی اطاعت سے انحراف کیا اور موسم حج میں یہ خطبہ دیا:[1]

((الحمد الذی اعاد الحق الی نظامه و ابزز هر الایمان من اکامه و کمل دعوة خیر الرسل باساطه لابنی اعمامه صلی اللّٰه علیه و علی اله الطاهرین و کیف عنابرکته اسباب المعتدین و جعلها کلمة باقیة فی عقبه الیٰ یوم الدین))

خطبہ کے بعد یہ اشعار پڑھے

لا طلبن بسیفی ما کان للحق دنیا
واسطون یقوم بغوا وجار وعلینا
یهدون کل بلاد من العراق علینا

''ہم بزور تیغ راہ حق طلب کریں گے اور جس قوم نے ہم سے عداوت و مخالفت کی اسے اپنی سطوت دکھا دیں گے یہی لوگ عراق کے شہروں کو ہماری مخالفت پر اٹھا رہے تھے''۔

یہ اپنے کو زبیدی کے لقب سے بہ لحاظ اپنے مذہب کے کہ وہ مذہب امامیہ کا ایک شعبہ ہے۔ ملقب کرتا تھا۔

ابوطاہر قرمطی کا حجاج پر ظلم وستم: اس وقت تک عراق کے قافلے مکہ معظمہ برابر آیا کرتے تھے۔ ابوطاہر قرمطی عبیداللہ مہدی والیٔ افریقہ کا متبع تھا اور اس کے نام کا خطبہ پڑھا کرتا تھا اس نے ۳۱۲ھ میں حجاج کے قافلوں سے چھیڑ چھاڑ کی۔ ابوالہیجاء بن حمدان والد سیف الدولہ کو مع ایک گروہ کے قید کر لیا حاجیوں کو تہ تیغ کر کے عورتوں اور بچوں کو چٹیل میدان میں چھوڑ دیا جو بغیر مارے مر گئے۔ قرامطہ کی اس حرکت سے حاجیوں کی آمد عراق سے بند ہوگئی۔ خلیفہ مقتدر نے ۳۱۷ھ میں اپنے خدام میں سے منصور دیلمی کو قرامطہ کی سرکوبی پر مامور کیا' چنانچہ یوم الترویہ میں ابوطاہر قرمطی سے منصور دیلمی نے مڈبھیڑ کی مگر شکست اٹھا کر بھاگ گیا۔ ابوطاہر نے حاجیوں کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ کعبہ و حرم میں انہیں قتل کیا' چاہ زمزم مقتولوں کی نعشوں سے پر ہوگیا۔ غریب حجاج چلا رہے تھے کیف یقتل جیران اللّٰہ ''اللہ کے ہمسایہ کیوں قتل کئے جاتے ہیں'' ابوطاہر قرمطی جواب دے رہا تھا لیس بجار من خالف و امر اللّٰه و نواهیه ''جو شخص اللہ کے اوامر و ممنوعات کی مخالفت کرتا ہو وہ اللہ کا ہمسایہ نہیں ہے'' اور آیت کریمہ[2] ﴿ انما جزاء الذین یحاربون اللّٰه و رسوله و یسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیهم و ارجلهم من خلاف او ینفوا من الارض ذلک لهم خزی فی الدنیا ولهم فی الاخرة عذاب عظیم ۝ الا الذین تابوا من قبل ان تقدروا علیهم ج فاعلموا ان اللّٰه غفور رحیم ۝﴾

---

[1] تمام ستائش اللہ کے لئے ہے جس نے حق کو اس کے نظام پر لوٹایا اور شگوفہ ایمان کو اس کی آستینوں سے ظاہر کیا اور وہ دعوت خیر الرسل کو اس کے اسباط سے کامل کیا جو کہ ان کے بنی اعمام بھی ہیں رحمت اللہ کی ان پر ہو اور ان کی آل پاک پر اور ان کی برکت سے دشمنوں کی عداوت ہم سے روک دی گئی اور ان کو ان کے آئندہ نسلوں میں کلمہ باقیہ روز قیامت تک کے لئے بنایا۔

[2] یہی سزا ہے ان کی جو لڑائی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے اور ملک میں فساد کرتے ہیں اور پھیلاتے ہیں کہ ان کو قتل کیجئے یا سولی چڑھئے یا کاٹئے ان کے ہاتھ پاؤں مقابل کا یا جلاوطن کر دیجئے۔ یہ ان کی رسوائی ہے دنیا میں اور ان کو آخرت میں بڑی مار ہے مگر جنہوں نے توبہ کی تمہارے ہاتھ پڑنے سے پہلے تو جان لو کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خانہ کعبہ کی بے حرمتی: ابوطاہر قرمطی اس قتل وخونریزی عام سے فارغ ہوکر حجر اسود کو احساء اٹھا کر لے گیا۔ خانہ کعبہ کا دروازہ کھول کر پھینک دیا۔ ایک شخص میزاب کے اکھاڑنے کو خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھا گرا اور اسی وقت مر گیا۔ ابوطاہر نے کہا ''جانے دو یہ ابھی محفوظ رہے گا حتیٰ کہ اس کا مالک یعنی مہدی آئے''۔

عبید اللہ المہدی کا خط: عبید اللہ المہدی کو ان واقعات کی خبر لگی تو اس نے تہدید کا خط لکھا جس کا ترجمہ یہ ہے:

''مجھے تیرے خط کے دیکھنے سے تعجب پیدا ہوا کہ تو نے ایسی ناشائستہ حرکات کا ارتکاب کیوں کیا اور کیوں تجھے ایسے افعال شنیعہ کے کرنے پر جرأت ہوئی تو نے اس مکان کی بے توقیری کی جہاں کے زمانہ جاہلیت میں خونریزی اور اس کے اہل کی اہانت حرام وممنوع سمجھی جاتی تھی۔ تو نے بہت بڑی زیادتی یہ کہ حجر اسود کو کھود لایا جو اللہ تعالیٰ کا یمین سمجھا جاتا تھا اور جس سے اللہ کے بندے مصافحہ کرتے تھے۔ تجھے اس ناشائستہ اور قبیح حرکت پر یہ خیال پیدا ہوا کہ میں تیرا شکر گزار رہوں گا۔ اللہ کی تجھ پر اور تیرے اس فعل شنیع پر لعنت' سلام اس پر جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں اور جس نے آج کے دن وہ کام کیا جس کا حساب کل اللہ تعالیٰ کو دے سکے گا''۔

ابوطاہر کو ابوعلی یحییٰ کا مشورہ: اس خط کے پہنچنے سے قرامطہ' عبیدیوں کی حکومت سے منحرف ہو گئے۔ اس کے بعد ۳۲۰ھ میں خلیفہ مقتدر' مونس کی سازش سے قتل کیا گیا۔ اس کی جگہ اس کے بھائی قہر نے تخت حکومت پر قدم رکھا اس سال جدید خلیفہ کا امیر حج کرنے کے لئے مکہ معظمہ آیا مگر آئندہ سال سے حجاج کی آمد عراق سے پھر بند اور منقطع ہوگئی حتیٰ کہ ابوعلی یحییٰ فاطمی نے ۳۲۷ھ میں عراق سے ابوطاہر قرمطی کو تحریر کیا کہ حاجیوں کو حج وزیارت سے مانع نہ ہو' زیادہ سے زیادہ ان لوگوں سے کچھ بطور ٹیکس لے لیا کرو۔ ابوطاہر چونکہ ابوعلی کی دینداری کی وجہ سے زیادہ عزت کرتا تھا اس وجہ سے اس تحریر کے بموجب حاجیوں سے ٹیکس لینے لگا اور حج کرنے کی اجازت دے دی یہ ایک ایسا وقت گزرا ہے جس کی نظیر اسلام میں ڈھونڈنے سے نہ ملے گی۔

خطبہ خلافت عباسیہ: اس سال مکہ معظمہ میں خلیفہ راضی بن مقتدر کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اس کے بعد ۳۲۹ھ میں اس کے بھائی مقتفی کا نام خطبہ میں پڑھا گیا۔ ان سالوں میں عراق سے حاجیوں کا قافلہ نہیں آیا۔ ۳۳۳ھ میں تو زور امیر الامراء کی عاملانہ تدابیر سے مستکفی بن مکتفی دار الخلافت بغداد میں تخت خلافت پر متمکن ہوا۔ اس سال بوجہ مصلحت حاجیوں کا قافلہ حج کرنے کے لئے ابوطاہر کے بعد مکہ معظمہ میں آیا' پھر ۳۳۴ھ میں جب کہ معز الدولہ دار الخلافت بغداد پر قابض ہو گیا اور خلیفہ مستکفی کی آنکھیں نکلوا کر جیل میں ڈال دیا' خلیفہ مطیع بن مقتدر کے نام کا خطبہ مکہ معظمہ میں پڑھا گیا۔ اس خطبہ میں خلیفہ مطیع کے نام کے ساتھ معز الدولہ کا نام بھی خطبہ میں داخل وشامل تھا۔ قرامطہ کی شرارت اور فتنہ سے حاجیوں کی آمد پھر بند ہو گئی۔ ۳۳۹ھ میں خلیفہ منصور علوی والی افریقہ کے حکم سے احمد بن ابوسعید سردار قرامطہ نے حجر اسود کو مکہ معظمہ واپس کر دیا۔

ابن بویہ کے نام کا خطبہ: ۳۴۲ھ سے پھر حج کا سلسلہ شروع ہوا چنانچہ عراق اور مصر سے اپنے اپنے امیروں کے ساتھ حجاج کا ایک جم غفیر حج کرنے کے لئے آیا۔ اتفاق سے دونوں گروہوں میں چل گئی نزاع یہ تھی کہ عراق کے حجاج اور اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امیر کا منشا یہ تھا کہ خطبہ ابن بویہ کے نام کا پڑھا جائے اور امیر حجاج مصریہ چاہتا تھا کہ ابن اخشید والی مصر کا نام خطبہ میں داخل کیا جائے۔ اس واقعہ میں مصریوں کو شکست ہوئی۔ خطبہ ابن بویہ کے نام کا پڑھا گیا۔ اس زمانے سے حاجیوں کی آمد و رفت پھر شروع ہوئی' ۳۴۸ھ میں بغداد اور مصر سے حاجیوں کا بہت بڑا قافلہ آیا۔ عراق قافلہ کا امیر محمد بن عبیداللہ تھا۔

امیر قافلہ مصری نے اس درخواست کو منظور کر لیا۔ چنانچہ محمد بن عبیداللہ منبر کے پاس آیا اور ابن بویہ کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم دیا۔ مصریوں کو یہ امر ناگوار گزرا مگر اپنے امیر کے خلاف کوئی کارروائی نہ کر سکتے تھے' مجبوراً خاموش رہے مگر نتیجہ یہ ہوا کہ ادھر مصری قافلہ کے امیر کو کافور اخشیدی نے جو اس کا سردار تھا' زجر و توبیخ کی اور گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا کہا جاتا ہے کہ کافور نے اسے قتل کر ڈالا۔ ادھر ابن بویہ نے محمد بن عبیداللہ سے اس مصالحت پر مواخذہ کیا۔ ۳۵۶ھ میں عراق کا قافلہ پھر حج کرنے کے لئے آیا۔ اس قافلہ کا سردار ابو محمد موسوی پدر شریف رضی تھا جو طالبیوں کا نقیب تھا۔ اس سال بنو سلیم نے مصری قافلہ کو لوٹ لیا اور اس کے امیر کو مار ڈالا۔

ابوالحسن قرمطی اور خلیفہ مطیع ۳۵۷ھ میں پھر ابو احمد مذکور امیر حجاج ہو کر مکہ معظمہ آیا۔ مکہ معظمہ میں بختیار بن معز الدولہ کے نام خطبہ پڑھا گیا ان دنوں بغداد کے تخت خلافت پر مطیع عباسی جلوہ افروز تھا پھر ۳۶۳ھ میں قرامطہ کے سردار کے نام کا خطبہ مکہ معظمہ میں پڑھا گیا۔ جب احمد قرمطی مر گیا' ابوالحسن قرمطی اور تاج دار دولت عبیدیہ سے باہم جھگڑا ہو گیا۔ ابوالحسن حکومت عبیدہ کی مخالفت کا اعلان کر کے خلیفہ مطیع عباسی کا مطیع ہو گیا اور اس کا نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ خلیفہ مطیع نے یہ خبر پا کر سیاہ پرچم روانہ کئے' خوشنودی کا اظہار کیا' اس کے بعد ابوالحسن نے فوجیں آراستہ کر کے دمشق پر چڑھائی کی۔ جعفر بن فلاح سپہ سالار علویین اور ابوالحسن سے معرکہ آرائی ہوئی۔ آخر کار ابوالحسن نے جعفر کو قتل کر کے دمشق پر قبضہ کر لیا' خلیفہ مطیع کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا' چند دن بعد ابوالحسن اور ہواخواہان جعفر میں مخالفت پیدا ہو گئی' خونریزی اور قتل و غارت کے دروازے کھل گئے۔ معز علوی نے ایک شخص کو صلح کرانے کی غرض سے روانہ کیا اور مقتولوں کی دیت (خون بہا) اپنے خزانہ سے ادا کئے جانے کا حکم دیا۔

ابوالفتوح حسن بن جعفر: ان واقعات کے بعد ابوالحسن نے مصر میں وفات پائی۔ اس کا بھائی عیسیٰ اس کی جگہ متمکن ہوا' اس کے بعد ابوالفتوح حسن بن جعفر ۳۸۴ھ میں اس کا جانشین ہوا' پھر جب عضد الدولہ کی فوجیں آئیں تو حسن بن جعفر مدینہ منورہ بھاگ گیا اور جب عزیز کا رملہ میں انتقال ہوا۔ بنو ابی طاہر اور بنو احمد بن ابی سعید میں مخالفت کی پھر گرم بازاری پیدا ہو گئی' خلیفہ طائع کی جانب سے ایک امیر علوی' مکہ معظمہ آیا اور وہاں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ ۳۶۷ھ میں عزیز نے مصر سے بادیس بن زیری صنہاجی برادر بلکین والی افریقہ کو امیر حجاج مقرر کر کے روانہ کیا اس نے حرمین قبضہ کر لیا اور اس کے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا۔ ان دنوں عضد الدولہ عراق میں اپنے ابن عم بختیار کے جھگڑوں میں مصروف تھا۔ اس وجہ سے عراق کا قافلہ نہیں آیا' سال آئندہ عراق کا قافلہ آیا اور ابو احمد موسوی نے عضد الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا' خلافت عباسیہ کا خطبہ مکہ معظمہ سے ختم ہو گیا اور خلفاء مصر عبیدیہ کا ایک زمانہ تک خطبہ قائم رہا' ابوالفتوح کی شان و شوکت یوماً فیوماً بڑھتی گئی اور اس کی امارت و حکومت کو مکہ معظمہ میں استحکام ہوتا گیا۔ ۳۹۶ھ میں خلیفہ قادر نے ابوالفتوح سے عراق کے حاجیوں کو حج کرنے کی

---

1 اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔ مترجم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجازت طلب کی' ابوالفتوح نے بایں شرط منظور کیا کہ خطبہ حاکم والی مصر کے نام کا پڑھا جائے۔ حاکم نے یہ سن کر ابن جراح امیر طی کو حاجیوں سے چھیڑ چھاڑ کرنے کے لئے بھیجا اس مرتبہ قافلہ حجاج کا امیر شریف رضی اور اس کا بھائی مرتضیٰ تھا۔ ابن جراح ان لوگوں سے بہ ملاطفت پیش آیا کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہ کی' اس شرط سے کہ پھر دوبارہ نہ آئیں۔ اس کے بعد ۳۹۴ھ میں حجاج عراق سے اصیغر ثعلبی نے جس وقت کہ جزیرے پر قبضہ حاصل کیا تعرض کیا۔ اتفاق سے اس قافلہ میں دو قاری تھے۔ انہوں نے اس کو سمجھایا بجھایا۔ آئندہ سال خفاجہ کے دیہاتیوں نے حجاج کے قافلے پر تاخت و تاراج کا ہاتھ بڑھایا اور ان غریبوں کو لوٹ لیا۔

حاکم والی مصر اور ابوالفتوح علی بن زید امیر بنی اسد ان کے تعاقب میں روانہ ہوا چنانچہ ۴۰۴ھ میں ان لوگوں سے مڈبھیڑ ہوئی۔ پھر سال آئندہ ان لوگوں نے یہی حرکت کی۔ علی بن یزید کی بہت بڑی شہرت ہوئی اور اس کی قوم پر اس کی سرداری کا یہی سبب تھا ۴۰۸ھ میں حاکم نے ایک گشتی حکم اپنے عمال کے نام دربارہ تبرا اور ابوبکرؓ و عمرؓ روانہ کیا۔ ابوالفتوح امیر مکہ نے اس کی تعمیل سے انکار کیا اور باغی ہو گیا۔ اس کے وزیر ابوالقاسم مغربی نے خود مختاری حکومت کی ترغیب دی۔ حاکم نے اس کے باپ اور اعمام (چچاؤں) کو قتل کر ڈالا ابوالفتوح کو اس سے سخت برافروختگی پیدا ہوئی اپنے نام کا خطبہ پڑھا ''الراشد باللہ'' کا لقب اختیار کیا اور سامان سفر درست کر کے شہر رملہ کی طرف ابن جراح امیر طے سے امداد کے لئے اس باعث کہ ابن جراح اور حاکم کے درمیان مخالفت تھی کوچ کیا۔ حاکم نے یہ خبر پا کر بنی حرا کو بہت سا مال دے کر مالا مال کر دیا۔ ان لوگوں نے ابوالفتوح کے ساتھ بدعہدی کی اور اسے حاکم کے حوالے کر دیا۔ اس کا وزیر مغربی ابن سبا کے ساتھ دیار بکر سرزمین موصل بھاگ گیا اور تہامی رے چلا گیا۔ حاکم نے حرمین شریفین میں غلہ بھیجنا بند کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد ابوالفتوح نے حاکم کی اطاعت قبول کر لی۔ حاکم نے اس کی تقصیر معاف کر دی اور امارت مکہ پر بھیج دیا۔

حجر اسود کی بے حرمتی ان سالوں میں عراق سے کوئی شخص حج کرنے نہیں آیا تھا۔ ۴۱۳ھ میں اہل عراق کے ساتھ ابوالحسن محمد بن حسن افاسی فقیہ طالبین حج کرنے کے لئے آیا۔ قبیلہ طے سے بنو بنہان نے جن کا امیر حسان بن عدی تھا۔ حاجیوں کے قافلے سے چھیڑ چھاڑ کی۔ اہل قافلہ نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا کمال مردانگی سے بنو بنہان کو شکست دے کر امیر حسان کو مار ڈالا۔ اس سال مکہ معظمہ میں ظاہر بن حاکم کا خطبہ پڑھا گیا ۴۱۳ھ کے موسم حج میں اہل مصر میں سے ایک شخص نے یہ کہہ کر کہ تو کب تک معبود بنا رہے گا اور کب تک تیرا بوسہ دیا جائے گا حجر اسود پر ایک پتھر کا ٹکڑا کھینچ مارا جس سے حجر اسود میں گڑھا پڑ گیا۔ لوگ اس پر ٹوٹ پڑے اور مار ڈالا اس واقعہ سے اہل عراق کو جوش پیدا ہوا۔ اہل مصر پر حملہ آور ہوئے اور ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا اور ان کی خوب مرمت کی۔

بنو سلیمان کی امارت کا خاتمہ اس کے بعد ۴۱۴ھ میں عراقی قافلہ کے ساتھ نقیب بن افاسی امیر حج ہو کر آیا لیکن عرب کی لوٹ مار سے ڈر کر دمشق شام واپس گیا' پھر آئندہ ہر سال حج کو آیا اس کے بعد عراق کے حاجیوں کا قافلہ حج کو نہ آیا۔ حتیٰ کہ خلیفہ قائم عباسی نے ۴۲۴ھ میں بیعت خلافت لی اور یہ قصد کیا کہ حاجیوں کا قافلہ روانہ کرنا چاہئے مگر عرب کے غلبہ اور بنو بویہ کی حکومت ختم ہونے کے سبب سے اپنے اس ارادے پر قادر نہ ہو سکا۔ اس کے بعد مکہ معظمہ میں مستنصر بن ظاہر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا خطبہ پڑھا گیا۔ اس کے بعد امیر ابوالفتوح حسن بن جعفر بن محمد ابن سلیمان سردار مکہ و بنی سلیمان ۴۳۰ھ میں اپنی حکومت کے چالیسویں برس انتقال کر گیا۔ اس کے بعد امارت مکہ پر اس کا بیٹا شکر متمکن ہوا۔ اس سے اور اہل مدینہ سے چند وقائع پیش آئے۔ جس کے دوران اس نے مدینہ منورہ پر بھی قبضہ کر لیا اور حرمین شریف کی عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لے لی' اسی کے عہد حکومت میں بنی سلیمان کی امارت ۴۳۰ھ میں مکہ معظّمہ سے جاتی رہی اور بنو ہاشم کا دورِ حکومت شروع ہوا جیسا کہ آئندہ ذکر کیا جائے گا۔

جعفر بن ابی ہاشم: اسی شکر کی نسبت بنو ہلال بن عامر کا یہ خیال ہے کہ اس نے جاریہ بنت سرجان امیر اشیج سے نکاح کیا تھا۔ یہ خبر ان لوگوں میں دور دور تک مشہور ہے اور چند حکایتیں بھی نقل کی جاتی ہیں جنہیں وہ لوگ اپنے زبان کے اشارہ سے مرصع کرتے ہیں یہ لوگ اسے شریف بن ہاشم کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ ابن حزم کہتا ہے کہ جعفر بن ابی ہاشم نے زمانہ انشید بین میں مکہ پر قبضہ کیا تھا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا عیسیٰ ابن جعفر اور ابوالفتوح بعدہ شکر بن ابوالفتوح نے حکمرانی کی اس کے بعد حکومتِ مکہ پر اس کا ایک غلام قابض ہو گیا۔

یہ ابو ہاشم جس کی طرف جعفر منسوب کیا گیا وہ ابوالہواشم نہیں ہے جس کا ذکر آئندہ آنے والا ہے کیونکہ یہ زمانہ انشید بین میں تھا اور وہ عہد خلافت مستضی ہیں اور ان دونوں زبانوں میں تقریباً ایک سو سال کا فرق ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۱۹

امارتِ مکّہ

امرائے ہواشم بنی حسن

محمد بن جعفر بن ابو ہاشم: ہواشم امرائے مکہ ابو ہاشم محمد بن حسن بن محمد بن موسیٰ بن عبداللہ ابی الکرام بن موسیٰ جون کی اولاد سے ہیں ان کا نسب مشہور و معروف ہے جس کا ذکر اوپر کیا گیا۔ ہواشم اور سلیمانیوں میں بے حد اختلافات اور جھگڑے ہوئے جس وقت شکر نے وفات پائی اس وقت بنی سلیمان کی حکومت کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ اس وجہ سے کہ اس نے کوئی یادگار سلسلۃ النسل نہیں چھوڑا تھا اس کے مرنے پر طبراد بن احمد پیش پیش ہو گیا حالانکہ یہ خاندان امارت سے نہ تھا اس کی شجاعت و مردانگی کی وجہ سے لوگوں نے اسے اپنا سردار بنا لیا' ان دنوں ہواشم کا سردار محمد بن جعفر بن ابو ہاشم تھا۔ اس نے ہواشم پر نہایت نیک نامی کے ساتھ حکومت کی اس کی ذاتی خوبیوں کی وجہ سے اس کا بہت شہرہ ہوا۔ ۴۵۴ھ میں لشکر کے انتقال کے بعد ہواشم اور بنی سلیمان میں لڑائی ہوئی ہواشم نے بنی سلیمان کو شکست دے کر سرزمین حجاز سے باہر نکال دیا۔ بنی سلیمان بحال پریشان یمن چلے گئے اور یمن پہنچ کر اپنی حکومت و ریاست کی بنیاد ڈالی جیسا کہ آئندہ ذکر کیا جائے گا۔ اس واقعہ کے بعد محمد بن جعفر استقلال و استحکام کے ساتھ مکہ معظّمہ کی امارت کرنے لگا اور مستنصر عبیدی کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا۔

خلیفہ قائم عباسی اور امیر محمد بن جعفر: جس وقت سلطان الپ ارسلان بغداد اور محل سرائے خلافت پر قابض ہوا۔ خلیفہ قائم نے سلطان الپ ارسلان سے درخواست کی کہ جس طرح ممکن ہو حج کا راستہ کھول دینا چاہئے۔ سلطان نے بہت سا مال وزر اس معاملہ میں صرف کیا اور عرب سے ضمانت لی چنانچہ ۴۵۶ھ سے حجاج عراق کا قافلہ آنے لگا۔ ابوالغنائم نورالدین مہدی زینبی نقیب الطالبین لوگوں کے ساتھ حج کرنے مکہ معظّمہ آیا اور اگلے سال بیت اللہ الحرام سے واپس ہو کر گیا۔ ۴۵۸ھ میں امیر محمد بن جعفر عبیدیوں کی اطاعت سے روگرداں ہو کر خلافتِ عباسیہ کا مطیع ہو گیا اس وجہ سے مکہ معظّمہ کی رسد جو مصر سے آیا کرتی تھی بند ہو گئی۔ اس پر اہل مکہ نے امیر محمد کو ملامت و نصیحت کی تب امیر محمد پھر خلفاء عبیدین کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا خلیفہ قائم نے عتاب آموز خط تحریر کیا اور بہت سا مال وزر بہ نظر تالیف قلوب بھیجا چنانچہ امیر محمد نے ۴۶۲ھ کے موسم حج میں دوبارہ خلیفہ قائم کے نام کا خطبہ پڑھا اور خلیفہ مستنصر علوی کو مصر میں معذرت کا خط روانہ کیا اس کے بعد خلیفہ نے ابوالغنائم زینبی کو ۴۶۳ھ میں عراقی قافلہ کا امیر مقرر کر کے حج کرنے کے لئے بھیجا۔ اس مرتبہ اس کے ساتھ بہت بڑا لشکر تھا اور سلطان

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الپ ارسلان کی طرف سے امیر مکہ کے لئے دس ہزار دینار اور ایک قیمتی خلعت بھی تھا ابوالغنائم اور امیر محمد بن جعفر والیٔ مکہ موسم حج میں جمع ہوئے اور حسب تحریک دربار خلافت امیر محمد نے خطبہ دیا:

((الحمد اللّٰہ الذی ھدانا الی اھل بیتہ بالرای المصیب وعوض بیتہ بلیسۃ بالشھاب بعد لیسۃ المشیب وامال قلوبنا الی الطامۃ و متابعہ امام الجماعۃ))

خلیفہ مستنصر اور امیر محمد بن جعفر خلیفہ مستنصر یہ خبر پا کر ہواشم سے بگڑ گیا اور سلیمانیوں کی جانب مائل ہو گیا علی بن محمد صبیحی کو جو اس کی دعوت خلافت کا یمن میں افسر اعلیٰ تھا لکھ بھیجا کہ ''سلیمانیوں کو جس طرح ہو پھر حکومت دی جائے اور اس کام کو انجام دینے کے لئے فوراً مکہ معظّمہ روانہ ہو جاؤ''۔ چنانچہ صبیحی فوجیں تیار کر کے سلیمانیوں کو حکومت مکہ دلانے کے لئے روانہ ہوا۔ سفر و قیام کرتا ہوا نجم پہنچا۔ سعید بن نجاح احوال جو بنی صبیحی سے کسی زمانے میں مغلوب ہو گیا تھا ہند سے واپس آ گیا تھا اور صنعا میں داخل ہو کر لوٹ مار شروع کر دی تھی۔ صبیحی نے یہ خبر پا کر ستر آدمیوں سے اس پر دھاوا کیا اس وقت سعید کے ہمراہ پانچ ہزار سپاہی نجم میں تھے۔ سعید نے اس سے مطلع ہو کر صبیحی پر حملہ کر دیا اور مار ڈالا۔ اس واقعہ کے بعد امیر محمد بن جعفر نے ترکی فوجوں کو فراہم کر کے مدینہ منورہ پر دھاوا کیا اور بنی حسن کو وہاں سے نکال کر خود قابض ہو گیا مدینہ منورہ پر قبضہ کر لینے سے امیر محمد حرمین شریفین کا والیٔ بن بیٹھا۔

شیعہ سنی فساد: اسی اثناء میں خلیفہ قائم عباسی کا انتقال ہو گیا اس کے مرنے سے جو کچھ دربار خلافت بغداد سے مکہ معظّمہ آتا تھا بند ہو گیا۔ امیر محمد بن جعفر نے خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھنا بند کر دیا۔ اگلے سال ابوالغنائم زینبی پھر حج کرنے کے لئے آیا اور جس قدر مال و زر دربار خلافت کی جانب سے امیر محمد کو دیا جاتا تھا کل کا کل ادا اور بے باق کر دیا امیر محمد نے پھر عباسیہ کا خطبہ پڑھنا شروع کیا۔ اس کے بعد ۴۷۰ھ میں خلیفہ مہتدی نے ایک منبر بطرز جدید مکہ معظّمہ روانہ کیا یہ منبر لکڑی کا تھا نقش نگار سونے کا بنایا تھا اور سونے ہی سے اس پر خلیفہ مقتدی کا نام لکھا ہوا تھا اس مرتبہ امیر قافلہ حجاج ختلغ ترکی تھا یہ پہلا شخص ہے جو ترکوں سے امیر حج ہو کر مکہ معظّمہ آیا تھا یہ کوفہ کا والیٔ تھا اس نے عرب کو بے حد ستایا اور طرح طرح کے ظلم و ستم کئے اتفاق سے شیعہ اور اہل سنت والجماعت کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ منبر توڑ کر جلا دیا گیا مگر حج کے مناسک پورے کئے گئے پھر ۴۷۳ھ میں شیعہ اور اہل سنت و جماعت کے درمیان آتش فتنہ و فساد دوبارہ مشتعل ہو گئی' خلیفہ مستنصر کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا اس وقت سے حجاج کی امارت پر برابر اختلغ مامور رہا۔ اس کے بعد خمارتگین مقرر کیا گیا یہاں تک کہ سلطان ملک شاہ اور اس کے وزیر نظام الملک نے وفات پائی' خلفاء عباسیہ کا خطبہ مکہ معظّمہ سے منقطع ہو گیا چونکہ سلاطین سلجوقیہ آپس کی لڑائی میں مصروف ہو گئے اور عربوں نے لوٹ مار شروع کر دی تھی اس وجہ سے حجاج کا قافلہ عراق سے آنا بند ہو گیا۔ اتنے میں خلیفہ مہتدی تاجدار عباسیہ نے بغداد میں وفات پائی اس کی جگہ اس کا بیٹا مستظہر تخت خلافت پر متمکن ہوا' خلیفہ مستنصر علوی والیٔ مصر کا بھی مصر میں پیام اجل آ پہنچا۔ اس کی جگہ اس کے بیٹے مستعلی کی خلافت کی بیعت لی گئی[1] اپنی امارت سے۔ یہی وہی شخص ہے جس نے مکہ معظّمہ میں خلافت عباسیہ کی اطاعت کا اظہار کیا تھا اور اس کا خطبہ پڑھا تھا اور اسی وجہ سے اس کی حکومت کی بنا پڑی تھی۔ لیکن گاہے خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھنا موقوف بھی کر دیتا تھا۔

---

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔ من مترجم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امیر قاسم بن محمد: اس کے بعد اس کا بیٹا قاسم والیٔ مکہ ہوا اس کا زمانہ حکومت بدامنی اور پریشانی میں گزرا مگر بنو مزید والی حلہ نے نہایت مستعدی اور انتظام سے امن کا سلسلہ قائم کیا جس سے اہل عراق ہر سال حج کو آنے لگے۔ ۵۱۲ھ میں نظر خادم منجانب خلیفہ مسترشد عراق کے قافلہ کے ساتھ حج کرنے کے لئے آیا۔ خلعت اور مال وزر مرسلہ خلیفہ امیر مکہ تک پہنچایا۔ قاسم بن محمد اپنی امارت کے تیس برس بعد ۵۱۸ھ میں انتقال کر گیا اس کا زمانہ حکومت نہایت اضطراب اور پریشانی میں گزرا۔

ابوقلیبہ بن قاسم: اس کے مرنے پر اس کا بیٹا ابوقلیبہ امارت مکہ پر متمکن ہوا اس نے زمام حکومت پر اپنے قبضہ اقتدار میں لیتے ہی خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھنا شروع کر دیا اور اس کے محاسن اور معدلت کی تعریف کرنے لگا۔ نظر خادم امیر حجاج قافلہ عراق کے ساتھ حج کو آیا۔ خلعت مال اور زر امیر مکہ کے دینے کے لئے ہمراہ لایا۔ ۵۲۷ھ میں ابوقلیبہ نے اپنی حکومت کے دس سال پورے کر کے وفات پائی اس وقت تک خلافت عباسیہ کا خطبہ مکہ معظمہ میں پڑھا جاتا تھا اور قافلہ حجاج کی امارت پر نظر خادم تھا۔

امیر حجاج نظر خادم: خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود کے جھگڑوں، نزاعات اور واقعہ قتل نے حاجیوں کے قافلہ کی آمد بند کر دی۔ اگلے سال نظر خادم پھر امیر حجاج ہو کر قافلہ کے ساتھ آیا۔ اسماء صبیحہ والیٔ یمن نے قاسم بن ابوقلیبہ کے پاس سفارت بھیجی۔ دھمکی کا خط لکھا، قاسم نے خلیفہ حافظ کا خطبہ موقوف کرنے کا وعدہ کیا اتفاق یہ کہ دفعتاً اسماء کی موت آ گئی جس سے اللہ تعالیٰ نے اس کے شر سے اسے بچا لیا۔ چونکہ ان سالوں میں فتنہ و فسادات آئے دن وقوع میں آتے رہتے تھے اور گرانی بھی بے حد تھی اس وجہ سے حاجیوں کی آمد عراق سے بند ہو گئی پھر ۵۴۳ھ میں نظر خادم امیر حج ہو کر عراق سے مکہ معظمہ کے لئے روانہ ہوا اور اثناء راہ میں راہیٔ ملک عدم ہو گیا۔ اس کی جگہ اس کا آزاد غلام قیماز امیر قافلہ ہوا بادیہ نشینان عرب نے یہ خبر پا کر قافلہ کو لوٹ لیا مگر سال آئندہ سے قیمازی امیر حج ہو کر قافلہ کے ساتھ آتا رہا اور مکہ معظمہ میں ۵۵۵ھ تک خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا جاتا رہا۔

والیٔ مکہ عیسیٰ بن قاسم کی معزولی: اس کے بعد خلیفہ مستنجد کی خلافت کی بیعت لی گئی اس کے نام کا بھی خطبہ مکہ معظمہ میں پڑھا گیا جیسا کہ اس کے باپ مقتفی کا خطبہ پڑھا جاتا تھا ۵۶۶ھ میں قاسم ابن ابوقلیبہ مار ڈالا گیا۔ خلیفہ مستضی نے عراق کے قافلہ حجاج کے ساتھ طاشتکین ترکی کو امیر مقرر کر کے روانہ کیا۔ اس اثناء میں عبیدیوں کی دولت کا دور حکومت مصر سے ختم ہو گیا، اس نے مکہ اور سلطان صلاح الدین بن نجم الدین ایوب مصر کی حکومت پر قابض ہو گیا۔ اس نے مکہ اور یمن کو بھی اپنے دائرہ حکومت میں داخل کر لیا۔ حرمین میں خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ ۵۷۵ھ میں خلیفہ مستضی نے وفات پائی اس کا بیٹا ناصر تخت خلافت پر متمکن ہوا اس کے نام کا بھی خطبہ حرمین میں پڑھا گیا۔ اس کی ماں ۵۸۵ھ میں حج کرنے کو آئی جب واپس ہو کر دار الخلافت بغداد پہنچی تو خلیفہ ناصر کو وہ سب حالات بتائے جو اس زمانہ حج میں عیسیٰ بن قاسم والیٔ مکہ کے معلوم ہوئے تھے۔ خلیفہ ناصر نے اسے امارت مکہ سے معزول کر کے اس کے بھائی مکثر بن قاسم کو سند امارت عطا کی، یہ جلیل القدر شخص تھا۔ اس نے ۵۸۹ھ میں وفات پائی جس سنہ میں کہ سلطان صلاح الدین کا انتقال ہوا تھا اس کے بعد سے ہواشم کی حکومت میں ضعف پیدا ہو گیا ابوعزیز بن قتادہ باپ کی جانب سے ہواشم کے سلسلہ نسب میں نہ تھا بلکہ اس کا سلسلہ نسب ماں کی جانب سے تھا۔ مکثر کے بعد حکمران مکہ ہوا۔ قصہ مختصر اس طرح پر ہواشم کا دور حکومت ختم ہو گیا اور بنو قتادہ حکمرانی کی زیب تن کر سی حکومت پر متمکن ہو گئے۔ والبقاء اللہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنی قتادہ کے حکمران

ابوعزیز قتادہ: بنوقتادہ نے ہواشم کے بعد جن کا تذکرہ اوپر لکھا گیا ہے مکہ معظمہ پر حکومت کی' موسیٰ جون کی اولاد سے جن کا ذکر بنی حسن کے ضمن میں ہو چکا ہے۔ عبداللہ ابوالکرام نامی ایک شخص تھا (جیسا کہ علماء نسبت بیان کرتے ہیں) ان کے تین بیٹے تھے سلیمان' زید اور احمد۔ انہی میں سے اس کی اولاد کا سلسلہ چلا۔ زید کی اولاد آج کل صحرا میں نہر حسینہ پر آباد ہے اور احمد کی اولاد دہنا میں۔ باقی رہا سلیمان اس کے نسل سے مطاعن بن عبدالکریم بن یوسف ابن عیسیٰ بن سلیمان تھا۔ مطاعن کے دو بیٹے ادریس اور ثعلب' ثعالبہ حجاز میں تھے۔ ادریس سے دولڑکے پیدا ہوئے' ایک قتادہ نابغہ' دوسرا صرخہ' صرخہ سے ایک گروہ کا سلسلہ چلا جو شکرہ کے نام سے معروف و مشہور ہیں۔ قتادہ نابغہ کی کنیت ابوعزیز تھی اس کے لڑکوں سے علی اکبر اور اس کا حقیقی بھائی حسن تھا۔ حسن کے چار لڑکے تھے ادریس' احمد' محمد اور جمان' اس کی اولاد میں ینبوع کی امارت رہی۔ انہیں میں سے اس وقت دو امیر ینبوع کی امارت کرتے ہیں جو ادریس بن حسن بن ادریس کی اولاد سے ہیں اور ابوعزیز قتادہ نابغہ کی اولاد ان دنوں امیر مکہ معظمہ کی ہیں۔ بنوحسن ان دنوں جبکہ مکہ میں ہواشم کی حکومت کا دور تھا۔ ہزعلقہ وادی ینبوع میں سکونت پزیر تھے اور یہ سب کے سب خانہ بدوش اور بادیہ نشین تھے۔

قتادہ کا ینبوع اور صفراء پر قبضہ: جس وقت قتادہ اپنے خاندان میں نشوونما پا کر سن شعور کو پہنچا تو اپنی قوم کو جو کہ مطاعن کی اولاد سے تھی جمع کیا اور انہیں مسلح کر کے حملہ کر دیا وادی ینبوع میں اس وقت بنوخراب جو کہ عبداللہ بن حسن بن حسن کی اولاد سے تھے اور بنوعیسیٰ بن سلیمان بن موسیٰ جون حکومت کر رہے تھے ان سے اور بنومطاعن سے معرکہ آرائی ہوئی اس وقت بنومطاعن کا امیر عزیز قتادہ تھا۔ چنانچہ ابوعزیز قتادہ نے اسراء ینبوع کو ینبوع سے نکال باہر کر کے ینبوع اور صفراء پر قبضہ کر لیا۔ آہستہ آہستہ اپنی فوج اور غلاموں کو ضرورت کے موافق بڑھا لیا۔

قتادہ کا مکہ پر قبضہ: ابوعزیز قتادہ عہد خلافت خلیفہ مستنصر عباسی چھٹی صدی ہجری کے وسط میں تھا۔ اس وقت مکہ معظمہ کی زمام حکومت جعفر بن ہاشم بن حسن بن محمد بن موسیٰ بن ابی الکرام عبداللہ کی اولاد کے قبضہ میں تھی جو کہ ہواشم سے تھا اور مکثر بن عیسیٰ بن قاسم ان کا جانشین ہو گیا تھا یہ وہ شخص ہے جس نے کوہ ابوقبیس پر قلعہ تعمیر کرایا تھا اس نے ۵۸۵ھ میں وفات پائی۔ قتادہ نے فوجیں آراستہ کر کے مکہ معظمہ پر چڑھائی کی اور ان سے ان کے قبضہ سے نکال لیا۔ قبضہ حاصل کرنے کے بعد خلیفہ ناصر عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا۔ تقریباً چالیس سال تک اس مقدس شہر پر حکومت کرتا رہا اس کی حکومت کو حد درجہ کا استحکام اور استقلال حاصل ہوا' تمام اطراف یمن میں اس کی حکومت پھیل گئی۔

حجاج عراق اور عربوں کی لڑائی: ۶۰۳ھ میں وجہ السبع ترکی (خلیفہ ناصر کا غلام) امیر قافلہ ہو کر حج کرنے کے لئے آیا مگر بہ خوف عرب درمیان راہ سے بھاگ گیا' قافلہ کو عرب نے لوٹ لیا۔ ۶۰۸ھ میں حاجیان قافلہ میں سے ایک شخص نے شریف مکہ پر جو کہ قتادہ کے اعزہ سے تھا حملہ کر کے قتل کر ڈالا شرفاء مکہ نے امراء قافلہ پر اس کا الزام لگایا اور سب نے جمع ہو کر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قافلہ پر حملہ کر دیا اور ان میں سے ایک بڑی جماعت کو قتل کر ڈالا' اس کے بعد شرفاء مکہ نے تالیف قلوب کی نظر سے ایک وفد دارالخلافت بغداد روانہ کیا قتادہ نے بھی اپنے لڑکوں میں سے ایک لڑکے کو خلافت مآب کے راضی کرنے کے لئے بغداد بھیجا۔ خلافت مآب نے فریقین میں مصالحت کرادی۔

خلیفہ ناصر اور قتادہ: ۶۱۵ھ میں خلیفہ ناصر تاج دار دولت عباسیہ کے بعد عادل بن ایوب اور ان دونوں کے بعد کامل بن عادل کے نام کا خطبہ مکہ معظّمہ میں پڑھا گیا تھا اور ۶۱۶ھ میں تاتاریوں نے خروج کیا' قتادہ عادل تھا اس کے زمانہ میں نہایت امن وامان رہا۔ اس نے خلفاء اور ملوک میں کسی کے ساتھ زیادتی اور سرکشی نہیں کی۔ یہ کہا کرتا تھا کہ میں خلافت وامارت کا مستحق ہوں' دارالخلافت بغداد سے مال وزر اور خلعت ہمیشہ اس کے لئے آیا کرتے تھے ایک بار خلیفہ ناصر نے اسے بلا بھیجا تھا اس نے جواباً یہ چند اشعار لکھ بھیجے:[1]

ولی کف ضرغام اذل ببسطها
و اشری بها عذالویری وابیع
تظل ملوک الارض تلثم ظهرها
و فی بطنها للجدبین ربیع
اجعلها تحت الرحائم اتبعی
الا انی اذا لوضیع
وما انا الممسک فی کل بقعة
یضرع و اما عندکم فیضیع

اس کا دائرہ حکومت بہت وسیع ہوا مکہ معظّمہ' ینبوع' اطراف یمن' بلاد نجد اور بعض مقامات مدینہ منورہ پر اس کی حکومت کا پرچم کامیابی کے ساتھ لہرا رہا تھا۔

حسن بن قتادہ اور امیر اقباش کی جنگ: ۶۱۷ھ میں اس نے وفات پائی کہا جاتا ہے کہ اس کے بیٹے حسن نے اسے زہر دے دیا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ حسن نے زہر نہیں دیا تھا بلکہ ایک لونڈی کو زہر دے کر ملا لیا تھا۔ اس نے حسن کو رات کے وقت جبکہ قتادہ سو گیا محل سرا میں بلا لیا۔ حسن نے پہنچ کر اپنے قتادہ کا گلا گھونٹ کر مار ڈالا اور اس کی جگہ خود مکہ معظّمہ پر حکمرانی کرنے لگا۔ راجح بن ابوعزیز قتادہ کو اس کی خبر لگ گئی۔ امیر حج اقباش ترکی سے اس واقعہ کی شکایت کی۔ اقباش ترکی نے انصاف اور تفتیش کا وعدہ کیا حسن نے اس سے مطلع ہو کر مکہ معظّمہ کے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے اور اس کے چند امراء نے شہر سے نکل کر باب معلیٰ کے قریب امیر اقباش سے جنگ کی چھیڑ چھاڑ کی۔ ایک دوسرے سے گتھ گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ امیر اقباش مارا گیا ان لوگوں نے اس کی نعش کو صفا' مروہ کے درمیان جا کر لٹکا دیا۔

---

[1] میرا پنجہ شیر کا ہے اس کے کھولنے سے میں لوگوں کو ذلیل کرتا ہوں اور اس کے عوض عزت دنیا کو خرید کرتا اور بیچتا ہوں۔ بادشاہان جہاں (پنجہ کے) پست پر بوسہ دیتے ہیں اور (پنجہ کا اندرونی حصہ) قحط زدوں کے لئے ربیع ہے۔ کیا میں اسے چکی کے نیچے دبا دوں پھر اس کی خلاصی کی کوشش کروں' اگر ایسا کروں تو میں کمینہ ہوں۔ میں ہر جگہ پر مشک کی طرح خوشبو کرتا ہوں مگر تمہارے نزدیک ذلیل ہوں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسن بن قتادہ اور مسعود بن کامل کی جنگ: اس کے بعد ۶۳۰ھ میں مسعود بن کامل یمن سے مکہ آیا حج کیا بعد فراغ حج' حسن سے صفا' مروہ کے میدان میں معرکہ آرائی کی' اس واقعہ میں حسن کو شکست ہوئی مسعود نے مکہ پر قبضہ کر کے اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا دربارِ خلافت تک یہ خبر پہنچی تو خلافت مآب نے مسعود سے اس پر اور ان حرکات پر جو اس نے مکہ معظمہ میں کئے تھے ناراضگی ظاہر فرمائی اور بے حد غصہ کیا۔ مسعود کے باپ نے بھی مسعود کو بیزاری اور نفرین کا خط لکھ بھیجا جس کا مضمون یہ تھا:

''میں تجھ سے بری الذمہ ہوں اے سخت دل تو نے بڑا غضب ڈھایا مجھے قسم ہے کہ مجھے موقع مل گیا تو میں تیرا سیدھا ہاتھ کاٹوں گا تو نے بے شک دین اور دنیا دونوں کو پس پشت ڈال دیا۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مسعود کی گرمی ذرا کم ہوئی' شرفاء مکہ کے خون بہا (دیت) ادا کئے۔ اس معرکہ میں اس کا ایک ہاتھ بیکار ہو گیا تھا۔

حسن بن قتادہ کی بغداد روانگی: حسن بن قتادہ بغرض دادخواہی بغداد کی طرف روانہ ہوا' تن تنہا شام جزیرہ اور عراق کی خاک چھانتا ہوا دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا' ترکوں نے آمد کی خبر پا کر بعوض امیر اقیاس اس کے قتل کی فکر کی لیکن اہل بغداد نے ترکوں کو اس فعل سے روک دیا حتیٰ کہ ۶۲۳ھ میں اس نے بغداد ہی میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوا اس کے بعد ۶۲۶ھ میں مسعود بن کامل مکہ معظمہ میں مر گیا اور معلیٰ میں دفن کیا گیا اس کا سپہ سالار فخر الدین بن شیخ مکہ معظمہ کا حکمران ہوا اور یمن کی امارت امیر الجیوش عمر بن علی ابن رسول کے قبضہ اقتدار میں رہی۔

راجح بن قتادہ: ۶۲۹ھ میں راجح بن قتادہ نے عمر بن علی بن رسول کی فوجیں لے کر مکہ معظمہ کا قصد کیا چنانچہ ۶۳۰ھ میں اس مقدس شہر کو فخر الدین بن شیخ کے قبضہ سے نکال لیا فخر الدین نے مصر جا کر دم لیا۔ اس کے بعد ۶۳۲ھ میں مصری فوجیں بسرکردگی امیر جبرئیل' مکہ معظمہ کی طرف بڑھیں اور بزور تیغ اس پر قبضہ کر لیا' راجح یمن بھاگ گیا' پھر عمر بن علی مع اپنی فوج کے راجح کے ہمراہ اس کی کمک کے لئے آیا۔ مصری فوجیں مکہ معظمہ خالی کر کے بھاگ گئیں۔ راجح نے مکہ معظمہ پر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر لیا اور خطبہ میں خلیفہ مستنصر عباسی کے بعد عمر ابن علی کا نام پڑھا اور جب تاتاریوں نے عراق کو ۶۳۴ھ میں دبا لیا اور ان لوگوں کی حکومت مستحکم ہو گئی اور رفتہ رفتہ اربل تک پہنچ گئے تو خلیفہ مستنصر نے علماء سے استفتاء کر کے بوجہ جہاد' حج بند کر دیا۔ ۶۴۳ھ میں خلیفہ مستعصم نے حاجیوں کا قافلہ اپنی ماں کے ساتھ روانہ کیا اور کوفہ تک اس کی مشایعت کی۔ اس مرتبہ یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک ترکی نے شریف مکہ کو مارا۔ راجح نے خلافت مآب کی خدمت میں اس کی شکایت کی' اس جرم کی پاداش میں اس ترکی کے ہاتھ کاٹ ڈالے گئے۔ اس کے بعد پھر حاجیوں کی آمد بند ہو گئی اور ایک زمانہ تک حج موقوف رہا۔

جمان بن حسین کی مکہ پر فوج کشی: پھر موسیٰ امام زیدیہ کی حکومت کا سکہ یمن میں چلنے لگا اس نے خلافت عباسیہ کا خطبہ موقوف کر دینے کا ارادہ کیا یہ امر مظفر بن عمر بن علی بن رسول کو ناگوار گزرا' خلیفہ مستعصم کو اس سے مطلع کر کے حاجیوں کا قافلہ روانہ کرنے کی ترغیب دی لیکن کچھ کارگر نہ ہوئی اور موسیٰ امام زیدیہ اپنے ارادے میں کامیاب ہو گیا۔ ۶۵۱ھ میں جمان بن حسین بن قتادہ' دمشق میں ناصر بن عزیز بن ظاہر بن ایوب کی خدمت میں ابوسعید کے خلاف فوجی امداد حاصل کرنے کے لئے اس بنا پر گیا کہ والیٔ یمن کا خطبہ مکہ معظمہ میں موقوف کر دیا جائے' چنانچہ ناصر نے جمان کو فوجی مدد دی اور جمان مکہ پر چڑھ آیا' ابوسعید حرم میں مارا گیا ساتھ ہی اس کے جمان نے ناصر کے ساتھ یہ عہد شکنی کی کہ کامیابی کے بعد والیٔ یمن ہی کے نام کا خطبہ پڑھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنی قتادہ کا مکہ سے اخراج: ابن سعید روایت کرتا ہے کہ ۶۵۳ھ میں مجھے جس وقت کہ میں سرزمین مغرب میں تھا یہ خبر پہنچی کہ راجح بن قتادہ مکہ آیا ہوا تھا ایک معمر اور مسن شخص تھا اطراف یمن مقام مسدین میں رہتا تھا اس نے مکہ پہنچ کر جمان بن حسن بن قتادہ کو مکہ سے نکال دیا۔ جمان ینبوع چلا گیا۔ پھر ابن سعید کو لکھا ہے کہ ۶۶۳ھ میں یہ خبر ملک مغرب میں پہنچی کہ حکومت ابونمی بن سعید جسے جمان نے امارت مکہ حاصل کرنے کی غرض سے مار ڈالا تھا اور غالب بن راجح جس نے جمان کو ینبوع کی طرف نکال دیا تھا دو ہیں منقسم ہے۔

ابونمی بن سعید: اس کے بعد مکہ پر ابونمی کی حکومت کے قدم جم گئے اور اس نے اپنے باپ ابوسعید کے قاتلوں ادریس جمان اور محمد کو ینبوع کی جانب شہر بدر کر دیا۔ ان میں سے ادریس نے تھوڑے دن تک مکہ کی امارت کی تھی ان لوگوں نے ینبوع پہنچ کر پھر اپنی حکومت کی بناء ڈالی چنانچہ اس وقت تک ان کی نسلیں ینبوع کی حکمران ہیں ابونمی نے تقریباً پچاس برس تک مکہ معظمہ میں امارت کی آخری ساتویں صدی ہجری یا اس کے دو برس بعد مر گیا اور بوقت وفات تیس لڑکے چھوڑ گیا۔

بنی نمی کے حکمران

رمیثہ اور حمیضہ پسران ابونمی: ابونمی کے مرنے پر مکہ معظمہ کی عنان حکومت اس کے بیٹوں رمیثہ اور حمیضہ کے قبضہ اقتدار میں گئی اور یہ دونوں بالاشتراک حکومت کرنے لگے۔ عطیفہ اور ابوالغیث نے رمیثہ اور حمیضہ سے دوبارہ امارت مکہ معظمہ پر جھگڑا کیا رمیثہ اور حمیضہ نے عطیفہ اور الغیث کو گرفتار کرا کر جیل میں ڈال دیا۔ اتفاق سے انہی دنوں بیبرس جاشنکر جو مصر میں الملک الناصر کے ممالک محروسہ کا شروع زمانہ حکومت سے منتظم تھا مکہ آ پہنچا اس نے عطیفہ اور ابوالغیث کو قید سے رہا کر کے کرسی حکومت پر بٹھایا اور رمیثہ اور حمیضہ کو مصر بھیج دیا۔ سلطان نے ان دونوں کو اپنی فوج کے ہمراہ پھر امارت مکہ پر واپس کیا۔ عطیفہ اور ابوالغیث کچھ عرصہ بعد آپس میں لڑنے لگے۔ یہ لڑائیاں جو بغرض حصول امارت مکہ ان لوگوں کے درمیان شروع ہوئی تھیں ایک مدت تک جاری رہیں۔ انہی لڑائیوں کے اثناء میں ابوالغیث میدان مر میں مر گیا۔

رمیثہ اور حمیضہ کے مابین کشیدگی و مصالحت: اس کے بعد حمیضہ اور رمیثہ میں دوبارہ امارت مخالفت پیدا ہوئی۔ رمیثہ ۷۱۵ھ میں الملک الناصر کی خدمت میں امراء شاہی اور عساکر سلطانی سے امداد طلب کرنے کے لئے گیا حمیضہ یہ خبر پا کر کہ میری مخالفت پر شاہی امراء اور سلطانی فوجیں آ رہی ہیں اہل مکہ کے مال و اسباب کو لوٹ کر بھاگ گیا مگر عساکر سلطانی کی واپسی کے بعد مکہ پھر آیا۔ دونوں بھائیوں نے باہم مصالحت کر لی اور بالاتفاق حکومت کرنے لگے۔

حمیضہ کا قتل: پھر عطیف نے ۷۱۸ھ میں رمیثہ اور حمیضہ کی مخالفت کی اور بغرض استمداء سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا چنانچہ شاہی امداد حاصل کر کے مکہ معظمہ پہنچا اور قبضہ کر لیا۔ رمیثہ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا مگر ۷۲۰ھ میں جس وقت کہ سلطان حج کو آیا رہا کر دیا۔ رمیثہ سلطان کے ساتھ مصر چلا گیا اور حمیضہ فرار ہو گیا حتیٰ کہ سلطان سے امان کی درخواست کی سلطان نے امان دے دی۔ سلطان کے ساتھ حمیضہ کے خدام کا ایک گروہ تھا یہ لوگ اس کے زمانہ بغاوت میں مصر سے اس کے پاس بھاگ آئے تھے۔ حمیضہ کے پاس پہنچے تو یہ معلوم ہوا کہ حمیضہ نے سلطان کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوف غالب ہوا کہ اگر حمیضہ کے ہمراہ سلطانی دربار میں ہم حاضر ہوئے تو سلطان ہم لوگوں کو سزائے موت دے دے گا۔ سب نے متفق ہو کر حمیضہ کو مار ڈالا اور سر اتار کر سلطان کی خدمت میں لائے یہ خیال کر کے سلطان ہم سے خوش ہو جائے گا۔

رمیثہ والیٔ مکہ: رمیثہ کو اس سے غصہ پیدا ہوا۔ اپنے بھائیوں کے قاتلوں کو قتل کیا اور باقی جو شریک تھے ان سے درگزر کیا۔ اسکے بعد سلطان نے رمیثہ کو خود مختاری عنایت فرما کر عطیفہ کے ساتھ امارت و حکومت مکہ معظّمہ میں شریک کر دیا۔ تھوڑے دن بعد عطیفہ مر گیا اور رمیثہ استقلال کے ساتھ مکہ معظّمہ پر حکومت کرنے لگا رمیثہ کی حالتِ حیات میں اس کے دو بیٹوں ثقبہ اور عجلان نے بہ رضامندی رمیثہ امارت مکہ باہم تقسیم کر لی تھی۔ مگر پھر رمیثہ نے اس تقسیم کو الٹ پھیر کرنا چاہا' ان دونوں بھائیوں نے منظور نہ کیا اور اپنی اپنی حکومتوں پر قائم رہے۔ کچھ دن بعد دونوں بھائیوں میں جھگڑا شروع ہوا ثقبہ مکہ چھوڑ کر نکل گیا اور عجلان بدستور مکہ میں حکومت کرتا رہا۔ پھر ثقبہ نے اپنی گزری ہوئی حالت درست کر کے عجلان کو مکہ معظّمہ میں مغلوب کر دیا۔

ثقبہ بن رمیثہ کا قتل: عجلان مغلوب ہونے کے باوجود ثقبہ کا مقابلہ کرتا رہا حتیٰ کہ دونوں بھائی ۷۵۶ھ میں لڑتے جھگڑتے مصر پہنچے۔ حکمرانِ مصر نے ان میں سے عجلان کو مکہ کی سند عطا کی۔ ثقبہ ناراض ہو کر سرزمین حجاز چلا گیا اور وہیں قیام کر دیا۔ زمانۂ قیام حجاز میں کئی بار مکہ پر حملہ آور ہوا۔ عجلان آئے دن لڑائیوں سے تنگ ہو کر ۷۶۲ھ میں بغرضِ امداد مصر گیا اور وہاں سے شاہی فوج لے کر ثقبہ کے مقابلہ پر آیا۔ دونوں بھائیوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی' ثقبہ مارا گیا اور اس کی فوج کا کچھ حصہ بھی اس معرکہ میں کام آیا۔

عجلان بن رمیثہ: عجلان اپنے زمانۂ امارت میں عدل و انصاف کے راستہ پر نہایت سلامت روی سے چلا جا رہا تھا۔ وہ اس ظلم اور زیادتی سے منزلوں دور تھا جو اس کی قوم تجارت پیشہ اصحاب اور مجاورین بیت اللہ الحرام کے ساتھ کیا کرتی تھی۔ اس نے اپنے زمانۂ امارت میں غلاموں کا ٹیکس جو حجاج پر تھا' موقوف کر کے شاہی خزانہ سے ان کی تنخواہیں اور وظائف مقرر کرائے جو ایام حج میں انہیں ادا کئے جاتے تھے۔ یہ امر سلطان مصر کی زندہ یادگاروں میں سے تھا جس کی کوشش امیر عجلان نے کی تھی۔ جزائہ اللہ خیراً اسی عدل و داد اور رفاہ مسلمین پر عجلان قائم رہا یہاں تک کہ ۷۷۷ھ میں انتقال کیا۔

احمد بن عجلان: عجلان کی وفات پر اس کا بیٹا احمد اس کی جگہ متمکن ہوا۔ احمد اپنے باپ عجلان ہی کے زمانۂ حیات ہی سے امورِ سیاست کا انتظام کر رہا تھا اور حکومت میں اس کا شریک تھا۔ عجلان کے مرنے پر وہی مراسم عدل و انصاف احمد نے جاری رکھے۔ جو اسکے باپ کے عہد حکومت میں تھے۔ تمام عالم میں اس کے عدل و داد اور حق پسندی کا شہرہ ہو گیا۔ حجاج اور مجاورین بیت اللہ الحرام اس کی تعریف و توصیف کرنے لگے۔ الملک الظاہر ابو سعید برقوق والیٔ مصر نے اس کے محاسن کا تذکرہ سن کر اپنی طرف سے اسے سند حکومت عطا کی جیسا کہ اس کے باپ کو دربار شاہی سے عطا ہوئی تھی اور حسب دستور خلعت بھی بھیجا۔

محمد بن عجلان کا قتل: امیر احمد نے اپنے اکثر اعزاء و اقارب کو جن میں اس کا بھائی محمد' محمد بن ثقبہ اور عنان بن مغامس برادر عم زاد احمد تھا کسی مصلحت سے گرفتار کر کے جیل میں ڈال رکھا تھا۔ امیر احمد کے انتقال پر یہ لوگ قید خانہ سے نکل بھاگے محمد بن عجلان ایک ہوشیار آدمی تھا اس نے اسی وقت زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور بحکمتِ عملی ان سب کو واپس بلا لیا صرف عنان بن مغامس سرگرداں و حیران مصر پہنچا اور سلطان مصر سے مقابلہ محمد و کشمکش امداد طلب کی چنانچہ سلطان مصر نے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی کمک پر ایک فوج متعین کی اور امیر قافلہ حجاج کے ساتھ حالات اصلی اور واقعات حقیقی دریافت کرنے کے لئے روانہ کیا اتفاق سے فرقہ باطنیہ کا ایک گروہ ان کے ساتھ ہولیا تھا جس وقت محمل جس پر غلاف کعبہ تھا مکہ معظّمہ کے قریب پہنچا۔ محمد اس کے لینے کے لئے مکہ معظّمہ سے باہر آیا اور حسب عادت قدیمہ اس کا بھوسہ دینے کو بڑھا باطنیوں نے دفعتہً وار کر دیا محمد زخمی ہو کر زمین پر آ رہا اور علی مع قافلہ حجاج مکہ معظّمہ میں داخل ہوا۔

عنان بن مغامس: امیر حج نے عنان بن مغامس کو امارت مکہ پر مامور کیا۔ کبیش اور اس کے ہواخواہ بھاگ کر جدہ پہنچے۔ جب زمانہ حج گزر گیا اور حاجیوں کا قافلہ واپس ہو کر چلا تو کبیش نے لشکر آراستہ کر کے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ مکہ معظّمہ پر حملہ کر دیا اور اس پر محاصرہ کیا۔ عنان بن مغامس اور کبیش میں متعدد لڑائیاں ہوئیں انہیں لڑائیوں میں سے کسی لڑائی میں کبیش مارا گیا۔ علی بن عجلان اور اس کا بھائی حسن فریادی صورت بنائے ہوئے الملک الظاہر والی مصر کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ الملک الظاہر اس خیال سے کہ مادہ فتنہ وفساد اس وقت تک منقطع نہ ہوگا جب تک انہیں بھی حکومت مکہ میں حصہ نہ دیا جائے گا۔ ۹۷۷ھ میں انہیں بھی سند حکومت عطا کی اور عنان حکومت عطا کی اور عنان بن مغامس کے ساتھ امارت میں شریک رہنے کا حکم دیا۔

علی بن عجلان: چنانچہ علی وحسن امیر قافلہ حج کے ساتھ مکہ معظّمہ روانہ ہوئے جس وقت مکہ معظّمہ کے قریب قافلہ پہنچا عنان حسب دستور امیر حج کے استقبال کے لئے لیکن یہ خبر پا کر اسی قافلہ میں سے علی وحسن بھی ہیں' اثناء راہ سے بھاگ گیا علی نے مکہ میں داخل ہو کر عنان حکومت مکہ اپنے قبضہ میں لے لی اور استقلال واستحکام کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔ جب ایام حج ختم ہو گئے اور حاجیوں کا قافلہ لوٹ کھڑا ہوا تو عنان اپنے بنوعم مبارک اور شرفاء عرب کے ایک گروہ کے ساتھ مکہ پر حملہ آور ہوا پہنچتے ہی علی کا مکہ معظّمہ میں محاصرہ کر لیا۔ امارت وریاست کی بابت جھگڑے ہونے لگے۔ پھر خود بخود یہ جھگڑے موقوف ہو گئے کچھ روز بعد پھر وہی لیل ونہار آ گئے اور لڑائی کی چھیڑ چھاڑ شروع کر دی۔ اسی حالت سے اس وقت تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ ۹۴۷ھ میں ان لوگوں کا ایک وفد (ڈیپوٹیشن) سلطان کی خدمت میں مصر پہنچا۔ سلطان نے علی کو سند حکومت عطا کی' خلعت اور جائزے دیئے فوجیں اور خدام عنایت فرمائے۔

عنان بن مغامس کی گرفتاری: عنان بن مغامس کو اپنے دربار میں رکھ لیا۔ حسب رتبہ اس کی تنخواہ مقرر کی اور اپنے اراکین دولت میں شامل کر لیا اس کے بعد چند دن بعد سلطان تک یہ خبر پہنچی کہ عنان بن مغامس کے دماغ میں پھر مکہ کی امارت کی ہوا سمائی ہے اور امیر مکہ علی بن عجلان سے دوبارہ امارت پر لڑنے کی غرض سے حجاز کی طرف چھپ کر جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ سلطان نے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ علی بن عجلان کو اس واقعہ کی خبر لگی تو اس نے بھی ان شرفاء کو جو عنان کے ہواخواہ اور ہمدرد تھے گرفتار کر لیا پھر انہیں براہ احسان رہا کر دیا۔ ان احسان فراموشوں اور محسن کشوں نے امارت کی بابت پھر جھگڑا شروع کیا اور علی بن عجلان کے ساتھ اس وقت تک لڑ جھگڑ رہے ہیں۔ واللّٰہ متولی الامور لا رب غیرہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۲۰

امارتِ مدینہ

امرائے بنی مہنی

اگرچہ اوس وخزرج مدینہ منورہ میں رہتے تھے جیسا کہ مشہور ومعروف ہے۔لیکن نہایت قلیل مدت میں جس وقت کہ اسلامی فتوحات کی موجیں بڑے بڑے سلاطین کی مستحکم سلطنتوں کی دیواروں سے ٹکرا رہی تھیں تمام عالم میں پھیل گئے اور مدینہ منورہ سے ان کی حکومت وسرداری جاتی رہی کوئی شخص ان کا باقی نہ رہا' صرف معدودے چند طالبی النسل باقی رہ گئے۔

بنی جعفر کا مدینہ منورہ سے اخراج: ابن حصین نے اپنے ذیل میں جو اس طبری پر لکھا ہے تحریر کیا ہے کہ میں چوتھی صدی میں مدینہ منورہ گیا تھا۔اس وقت مدینہ منورہ میں خلیفہ مقتدر عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا پھر لکھتا ہے کہ اس شہر پر خلفائے عباسیہ کے گورنر برابر حکمرانی کرنے کے لئے آتے جاتے رہے۔لیکن اصل میں عنان حکومت بنی حسین اور بنی جعفر کے قبضہ اقتدار میں تھی۔آخر میں بنی جعفر کو بنی حسین نے نکال دیا' ان لوگوں نے مکہ اور مدینہ منورہ کے درمیان سکونت اختیار کی' پھر انہیں بنوحرب نے زبید سے قریٰ اور حصون کی جانب جلاوطن کر کے صعید تک پہنچا دیا' چنانچہ اس وقت تک یہ وہاں پر موجود ہیں' بنی حسین مدینہ میں ہی رہے' یہاں تک کہ ظاہر بن مسلم مصر سے مدینہ منورہ آیا اور اس نے ان کے قبضہ سے مدینہ منورہ نکال لیا۔

ظاہر بن مسلم: کتب تواریخ میں ہے کہ ظاہر بن مسلم کے باپ کا نام محمد بن عبیداللہ بن ظاہر بن یحییٰ محدث بن حسن بن جعفر تھا۔شیعہ کے نزدیک یہ حجۃ اللہ بن عبیداللہ بن حسین اصغر بن زین العابدین کے نام سے موسوم اور یہ مسلم جس کا اوپر ذکر ہو چکا کافور کا دوست تھا جو اخشید یہ مصر پر قابض تھا جس وقت عبیدیوں کا پرچم اقبال مصر پر لہرانے اور معز الدین اللہ علوی ۳۶۵ھ میں افریقہ سے مصر آیا قاہرہ میں قیام کیا' مسلم کے کسی بیٹے کی لڑکی سے عقد کرنے کی درخواست کی' مسلم نے انکاری جواب دیا' معز نے ناراض ہو کر مسلم کا مال واسباب ضبط کر لیا' گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔مسلم بحالت قید میں مر گیا' یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ مسلم قید خانہ سے بھاگ گیا تھا اور زمانہ فراری میں اس نے وفات پائی۔اس کے بعد اس کا بیٹا ظاہر مدینہ منورہ گیا۔بنو حسین نے اسے اپنا سردار بنایا' چنانچہ دو برس تک استحکام کے ساتھ حکومت کر کے ۳۸۱ھ میں مر گیا اس کی جگہ اس کا بیٹا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسن حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا۔

حسن بن ظاہر عتبی مؤرخ دولت بنی سبکتگین کی کتاب میں ہے کہ ظاہر کے بعد جو شخص مدینہ منورہ کا حکمران ہوا تھا۔ وہ اس کا داماد اور اس کے چچا کا بیٹا داؤد بن قاسم بن عبیداللہ ظاہر تھا۔ اس کی کنیت ابوعلی تھی۔ اس نے استقلال اور استحکام کے ساتھ ظاہر کے بعد حکمرانی کی تھی نہ کہ ظاہر کے بیٹے حسن نے' حتیٰ کہ ابوعلی نے وفات پائی تب ہانی کی جگہ اس کا بیٹا پھر اس کا بیٹا مہنی یکے بعد دیگرے حکومت کرتے رہے' حسن بن ظاہر' سلطان محمود بن سبکتگین کے پاس خراسان چلا گیا تھا اور وہیں ٹھہرا رہا۔

ابن ظاہر کے متعلق غلط روایت میرے نزدیک یہ روایت غلط ہے کیونکہ مسیحی مؤرخ دولت عبیدین نے ظاہر بن مسلم کی وفات اور اس کے بیٹے حسن کی حکومت کو اسی سنہ میں تحریر کیا ہے جس سنہ میں کہ ابھی ہم نے بیان کیا۔ مسیحی نے لکھا ہے کہ ۳۸۳ھ میں مدینہ منورہ کا حکمران حسن بن ظاہر تھا جو مہنی کے لقب سے ملقب کیا جاتا تھا۔ مسیحی بہ نسبت عتبہ کے' حالات مدینہ منورہ اور مصر سے زیادہ واقف تھا۔ اس وقت امراء مدینہ منورہ اپنے کو داؤد کی طرف منسوب کرتے ہیں' کہتے ہیں کہ داؤد عراق سے آیا تھا میرے نزدیک اس کا قائل وہی شخص ہوگا جسے تاریخ سے مَس نہ ہوگا۔ مورخ حماۃ جہاں پر ان کے مورثوں کا ذکر کرتا ہے تو انہیں ابوداؤد کی جانب نسباً منسوب کرتا ہے۔ واللہ اعلم۔

جسد نبوی کو مصر لے جانے کا منصوبہ ابوسعید نے لکھا ہے کہ ۳۹۰ھ میں ابوالفتوح حسن بن جعفر امیر مکہ نے جو بنی سلیمان سے تھا بحکم حاکم عبیدی مدینہ منورہ پر قبضہ حاصل کرلیا تھا اور بنی مہنی کی امارت جو کہ بنی حسین سے تھے مدینہ منورہ سے زائل کردی تھی اس نے جسد نبویؐ کو مدینہ منورہ سے رات کے وقت مصر لے جانے کا قصد کیا تھا۔ اس رات کو اس قدر تیز ہوا چلی کہ جس سے فضا اور آسمان تاریک ہوگیا۔ قریب تھا کہ بڑے بڑے مکانات اور تناور درخت جڑ سے اکھڑ جاتے ابوالفتوح گھبرا کر اس ارادہ سے باز آیا اور بہ عجلت تمام مکہ معظمہ کی جانب واپس ہوا۔ بنومہنی بھی مدینہ منورہ واپس آئے۔

قاسم بن مہنی مؤرخ حماۃ نے ان کے امراء میں سے منصور بن عمار کو ذکر کیا ہے مگر کسی کی جانب منسوب نہیں کیا۔ لکھتا ہے کہ ۴۹۷ھ میں منصور نے وفات پائی تھی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا حکمران ہوا' یہ سب مہنی کی اولاد سے تھے' نیز انہیں میں سے قاسم بن مہنی بن داؤد کا تذکرہ لکھا ہے اس کی کنیت ابوقلیتہ تھی کہ یہ سلطان صلاح الدین بن ایوب کے ہمراہ جہاد انطاکیہ میں گیا تھا اور ۵۸۵ھ میں اسے اس نے فتح کیا تھا۔

ابوعزیز قتادہ اور سالم کی لڑائی نوبجاری مؤرخ حجاز جیسا اس سے ابوسعید نے ملوک مدینہ بنوحسینؓ بن علیؓ کی اولاد سے تھے' ان کے تذکرے کے وقت روایت کیا ہے۔ لکھتا ہے کہ جلیل القدر عظیم الشان ہونے کے لحاظ سے ان لوگوں میں قابل ذکر قاسم بن حجاز بن قاسم بن مہنی ہے اسے خلیفہ مستضی نے مدینہ منورہ کی سند حکومت عطا کی تھی۔ پچیس برس تک حکمرانی کرتا رہا۔ ۵۸۳ھ میں وفات پائی اس کی جگہ سالم ابن قاسم اس کا بیٹا حکمران ہوا یہ شاعر تھا اس سے ابوعزیز قتادہ والیٔ مکہ سے ۶۰۱ھ میں مقام بدر میں لڑائی ہوئی تھی۔ ابوعزیز نے مکہ سے مدینہ منورہ پر فوج کشی کی تھی اور مدینہ منورہ کا محاصرہ کرلیا تھا۔ ایک مدت تک نہایت سختی سے حصار کئے رہا' پھر محاصرہ اٹھا کر چلا آیا اس اثناء میں سالم کی کمک پر بنی لام جو کہ بطون ہمدان

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ہیں آگے پھر کیا تھا سالم نے ابوعزیز کا تعاقب کیا اور مقام بدر میں جا کر ابوعزیز کو گھیر لیا۔ فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی جانبین کے ہزار ہا آدمی کام آ گئے' ابوعزیز شکست کھا کر مکہ کی جانب بھاگا۔

شیخہ بن سالم: پھر اسی ۶۹ھ میں معظم بن عیسیٰ عادل آ گیا اس نے پھر قلعہ بندی شروع کی لڑائی کے مورچے قائم کئے۔ دمدمے اور دھس بندھوائے سالم بن قاسم امیر مدینہ بھی اس کے ہمراہ تھا کسی وجہ سے ان لوگوں نے مراجعت کی اثناء راہ میں مدینہ منورہ میں پہنچنے سے پہلے سالم انتقال کر گیا۔ تب اس کا بیٹا شیخہ حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا' سالم نے اپنا زمانہ حکمرانی میں ترکمانوں کی ایک فوج تیار کی تھی جسے شیخہ نے ازسرِ نو مرتب کر کے قنادہ پر چڑھائی کی اور بزور تیغ قبضہ کر لیا' ابوعزیز قنادہ ینبوع بھاگ گیا اور وہاں پر جا کر قلعہ نشین ہو گیا۔ ۶۴۷ھ میں شیخہ والیٔ مدینہ مارا گیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا عیسیٰ متمکن ہوا اس کے بعد حجاز بن شیخہ نے عیسیٰ کو ۶۴۹ھ میں گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور اس کی جگہ خود حکمرانی کرنے لگا۔ ابن سعد لکھتا ہے کہ ۶۵۹ھ میں ابوالحسن شیخہ بن سالم مدینہ منورہ کا حکمران تھا۔ اس کے علاوہ اور مؤرخین لکھتے ہیں کہ ۶۵۳ھ میں ابو مالک منیف بن شیخہ بن سالم مدینہ منورہ کی حکومت پر تھا۔ ۶۵۷ھ میں اس نے وفات پائی۔ اس کی جگہ حجاز اس کا بھائی حکمران ہوا۔ اس نے بہت عمر پائی اور ۷۰۴ھ میں اس کا انتقال ہوا۔

منصور اور ابوعزیز کی جنگ: اس کے بعد منصور اس کا بیٹا حکمرانی کرنے لگا۔ اس کا دوسرا بیٹا مقبل نامی شام چلا گیا اور بطور وفد مصر میں بیبرس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بیبرس نے منصور کے نصف مقبوضہ بلاد کی حکومت مقبل کو عطا کی۔ مقبل بحالت غفلت مدینہ منورہ میں داخل ہوا' اس وقت مدینہ منورہ میں منصور کا بیٹا ابوکبیشہ حکمت کر رہا تھا۔ ابوکبیشہ اور منصور سے کچھ بن نہ پڑی شہر چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے مقبل نے کامیابی کے ساتھ شہر پر قبضہ کر لیا ابوکبیشہ بحال پریشان قبائل عرب میں چلا گیا اور ان لوگوں سے ایک فوج مرتب کر کے ۷۰۹ھ میں مدینہ منورہ مراجعت کی مقبل اور ابوکبیشہ سے لڑائی ہوئی مقبل مارا گیا۔ منصور مظفر و منصور اپنے دارالامارت میں داخل ہوا۔

ماجد بن مقبل اور ابوعزیز کی لڑائی: مقبل کا ایک لڑکا ماجد نامی تھا اسے بعض مقبوضات میں جو اس کے باپ کے تھے مرحمت کئے گئے' یہ عرب کے ساتھ وہاں جا کر قیام پزیر ہوا اور در پردہ منصور کی مخالفت کرتا رہا۔ اتنے میں منصور اور ابوعزیز قنادہ والیٔ ینبوع کے درمیان ۷۱۱ھ میں اسی ماجد کی وجہ سے لڑائی ہوئی۔ اس کے بعد ماجد بن مقبل ۷۱۷ھ میں اپنے چچا منصور سے جنگ کرنے کے لئے مدینہ منورہ آیا۔ منصور نے سلطان سے امداد طلب کی' چنانچہ شاہی لشکر اس کی کمک پر آیا اس وقت ماجد مقبل مدینہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ بہت بڑی خونریز لڑائی ہوئی۔ آخر کار ماجد شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا اور منصور بدستور اپنی امارت پر قائم رہا۔ حتیٰ کہ ۷۲۵ھ میں مر گیا اور اس کا بیٹا کبیش بن منصور امارت کرنے لگا۔

ابوکبیشہ بن منصور: اس کا زمانہ حکومت بھی طویل ہوا۔ اس کا امارت کے سلسلہ میں دوی بن حجاز سے جھگڑا ہوا۔ دوی ایک مدت تک اس کا محاصرہ کئے رہا۔ اس کے بعد طفیل حکمران ہوا۔ ۷۵۱ھ میں طاہر نے گرفتار کر لیا اور عطیہ کو حکومت عنایت کی۔ (۷۸۳ھ میں عطیہ مر گیا) طفیل کو سند حکومت مرحمت ہوئی کچھ دن بعد قید کر لیا گیا اور حجاز میں ہبتہ اللہ بن جماز بن منصور کو امارت دی گئی۔ غرض سلاطین ترک جو مصر میں حکمرانی کر رہے تھے۔ مدینہ منورہ کی حکومت کو انہیں دو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاندانوں میں سے کسی ممبر کو منتخب کیا کرتے تھے۔ دو خاندانوں کے علاوہ مدینہ منورہ کی امارت کے لئے کسی دوسرے خاندان سے کسی کو منتخب نہیں کرتے تھے۔ ان دنوں مدینہ منورہ کی زمام حکومت حجاز بن ہبۃ اللہ بن حجاز کے ہاتھ میں تھی اور اس کا ابن عم[1] ابن محمد بن عطیہ امارت کی بابت جھگڑ رہا تھا کیونکہ ان دونوں میں ایک مدت دراز سے جھگڑا چلا آ رہا تھا یہ سب مذہب امامیہ رکھتے تھے جو رافضیوں کی ایک شاخ ہے یہ لوگ ائمہ اثناء عشر کے قائل تھے اور ان تمام اعتقادات کے معتقد تھے جو رافضیوں کے ہیں۔ واللہ یخلق ما یشاء و یختار

امراء مدینہ کے آخری حالات ہیں اس سے زیادہ مجھے واقفیت کا موقع نہیں۔ للہ وللہ المقدر لجمیع الامور سبحانہ لا الہ الا ھو۔

---

[1] اصل کتب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۲۱

امارتِ صعدہ

بنی رسی کے حکمران

ابن قاسم الرسی محمد بن ابراہیم ملقب بہ طباطبا بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن داعی کے حالات اور زمانۂ خلافت مامون میں اس کے ظہور کے واقعات اور ابوالسرایا کا اس کی بیعت کرنی اور تبلیغ کی کیفیت آپ اوپر پڑھ آئے ہیں' جب یہ اور ابوالسرایا مر گیا تو ان کا کارخانہ درہم برہم ہو گیا۔ خلیفہ مامون نے اس کے بھائی قاسم الراسی بن ابراہیم طباطبا کی گرفتاری کا حکم صادر فرمایا قاسم بخوف جان سندھ کی طرف بھاگ گیا اور اسی حالت روپوشی میں ۲۵۴ھ میں مر گیا۔ اس کے مرنے پر اس کا بیٹا حسن یمن واپس آیا۔ صعدہ بلاد یمن کے ایمہ' اسی کی نسل سے تھے۔ اس کی آئندہ نسلوں نے زیدیہ کی حکومت مذکور میں قائم کی جو آخر زمانہ تک باقی رہی۔ صعدہ ایک پہاڑ ہے جو صنعاء کے شرق میں واقع ہے۔ اس میں متعدد قلعے تھے جس میں صعدہ' قلعہ تلا اور جبل مطابہ زیادہ مشہور و معروف تھے۔ یہ سب بنی رسی کے مقبوضات میں شمار کئے جاتے تھے۔

یحییٰ ہادی ان میں سب سے پہلے جس نے صعدہ میں بغاوت کی تھی وہ عیسیٰ بن حسین بن قاسم رسی تھا۔ اس نے صعدہ میں اپنی خودمختاری کا اعلان کیا اور ''ہادی'' کے لقب سے مخاطب ہوا۔ ۲۸۸ھ میں بحالتِ حیات حسین بن قاسم' یحییٰ کی حکومت و سلطنت کی بیعت لی گئی تھی' بیعت لینے کے بعد اس نے اپنے ہواخواہوں کی فوجیں فراہم کیں اور ابراہیم بن یعفر سے معرکہ آرا ہوا' چنانچہ صنعاء اور بحرین کو اس کے قبضہ سے نکال لیا اپنے نام کا سکہ مسکوک کرایا کچھ دن بعد بنو یعفر نے صنعاء وغیرہ کو یحییٰ سے چھین لیا۔ یحییٰ شکست کھا کر صعدہ واپس آیا' ۲۹۸ھ میں اپنی حکومت کے دس سال پورے کر کے رہ گزار ملک جاودانی ہوا' ایسا ہی ابن جار نے لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ دوبارہ ہلال وحرام اس نے ایک کتاب تصنیف کی ہے۔ اس کے سوا اور مؤرخین لکھتے ہیں کہ احکام شرعیہ کا بہت بڑا مجتہد تھا۔ علم فقہ میں اس کی عجیب و غریب رائیں تھیں اس کی تصنیف شیعہ میں معروف ہیں۔

مرتضیٰ بن یحییٰ مصوئی کہتا ہے کہ اس کے بعد اس کا بیٹا مرتضیٰ حکمرانی کرنے لگا۔ اس کا زمانہ نہایت پرآشوب گزرا۔ اس کے باوجود چھبیس برس تک حکومت کی۔ ۳۲۰ھ میں وفات پائی۔ اس جگہ اس کا بھائی الناصر احمد حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا' فتنہ و بغاوت کا بازار سرد ہو گیا۔ ملک میں امن و امان کی منادی پھر گئی۔ اس کے بعد اس کے بیٹے حسین منتخب نے عبائے حکمرانی کو زیب کیا۔ ۳۴۴ھ میں اس نے انتقال کیا۔ تب اس کی جگہ قاسم مختار اس کا بھائی حکمران ہوا ابوالقاسم ضحاک ہمدانی میں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۴۴ھ میں اس کی زندگانی کا اپنی تیغ آب دار سے خاتمہ کر دیا۔

عبداللہ بن ناصر: صولی کہتا ہے کہ بنی ناصر سے رشید منتخب تھا اس نے ۳۲۴ھ میں وفات پائی۔ ابن حزم جہاپر ابوالقاسم رسی کی اولاد کا تذکرہ لکھتا ہے تحریر کرتا ہے کہ انہیں میں سے وہ لوگ ہیں جو صعدہ سرزمین یمن میں حکمرانی کر رہے تھے۔ ان کا پہلا حکمران یحییٰ ہادی گزرا ہے۔ علم فقہ میں اسے ید طولیٰ حاصل تھا میں نے اسے دیکھا ہے یہ اہل سنت و جماعت کے مسلک سے زیادہ ہٹا ہوا نہ تھا۔ اس کے بیٹے احمد ناصر کے چند بیٹے تھے۔ انہی میں سے اس کے بعد جعفر رشید پھر اس کا بھائی مختار قاسم پھر حسن منتخب اور محمد مہدی حسب ترتیب مذکور حکمران ہوئے۔ پھر لکھتا ہے کہ یمانی جس نے ۳۴۳ھ میں ماوودہ کی حکومت کی بنا ڈالی تھی وہ عبداللہ بن احمد ناصر برادر رشید مختار اور مہدی تھا۔ ابن حباب تحریر کرتا ہے کہ ان لوگوں کی امامت اور حکومت کا سلسلہ صعدہ میں برابر ایک مدت تک جاری رہا۔ حتیٰ کہ ان لوگوں میں باہم مخالفت پیدا ہو گئی اور سلیمانیوں نے جب کہ انہیں ہواشم نے مکہ سے نکال باہر کیا۔ صعدہ میں پہنچ کر ان لوگوں کو مغلوب کیا اور ان کی دولت و حکومت کے سلسلہ کو چھٹی صدی ہجری میں منقطع کر دیا۔

فاتک بن محمد نجاحی کا قتل: ابن سعید نے لکھا ہے کہ بنی سلیمان میں جس وقت کہ یہ مکہ معظمہ سے یمن کی جانب نکالے گئے تھے احمد بن حمزہ بن سلیمان ایک سربرآوردہ شخص تھا اسے اہل زبید نے جس زمانہ میں علی بن مہدی خارجی ان کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اپنی امداد کو بلایا۔ ان دنوں زبید میں فاتک بن محمد نجاحی حکمرانی کرتا رہا تھا۔ احمد بن حمزہ نے کہلا بھیجا کہ میں تمہاری امداد کو موجود ہوں بشرطیکہ تم لوگ فاتک کو مار ڈالو۔ چنانچہ اہل زبید نے غریب فاتک کو ۵۰۳ھ میں مار کر اپنی حکومت کی عنان احمد بن حمزہ کے قبضہ میں دے دی لیکن احمد بن حمزہ سے کچھ بن نہ پڑی۔ علی بن مہدی کا مقابلہ نہ کر سکا۔ زبید سے بھاگ کھڑا ہوا۔ علی بن مہدی نے زبید پر قبضہ کر لیا۔ ابن ابی سعید کا بیان ہے کہ عیسیٰ بن حمزہ برادر احمد بن حمزہ مع اپنے خاندان کے یمن میں تھا[1] اور انہی میں سے خانم بن یحییٰ تھا۔ اس کے بعد تہامۂ جبال اور یمن سے بنو سلیمان کی حکومت بنی مہدی کے ہاتھوں سے جاتی رہی۔ ان کے بعد بنی ایوب نے ان ممالک پر قبضہ حاصل کر کے بنی مہدی کو مغلوب کر دیا۔

منصور عبداللہ ابن احمد: آخر کار اس کی حکومت پر منصور عبداللہ بن احمد بن حمزہ متمکن ہوا۔ ابن عدیم نے لکھا ہے کہ اس نے صعدہ کی حکومت اپنے باپ سے حاصل کی تھی خلیفہ ناصر عباسی تاجدار خلافت بغداد کے ساتھ یہ اکثر بحث و مباحثہ کیا کرتا تھا اور اپنے ایلچیوں کو دیلم اور جیلان (گیلان) کی جانب بھیجتا تھا حتیٰ کہ ان شہروں کے رہنے والوں نے اس کی امامت و ریاست کو تسلیم کیا اور اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگے اور اس کی طرف سے ان بلاد پر اعمال مقرر کئے جانے لگے۔ خلیفہ ناصر نے اہل عرب اور یمن کو خوب روپے دیئے اور انہیں ملانے کی کوشش کی۔ لیکن کامیاب نہ ہوا۔ ابن اثیر لکھتا ہے کہ ۵۰۱ھ میں منصور عبداللہ بن احمد بن حمزہ نے جن دنوں صعدہ میں زیدیہ کی حکومت کا سکہ چلا رہا تھا ایک عظیم فوج مرتب کی یمن پر حملہ آور ہوا۔ معز بن سیف الاسلام طغتگین بن ایوب کو اس سے خطرہ پیدا ہوا مگر مقابلہ کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا۔ فوجیں آراستہ کر کے منصور عبداللہ کے مقابلہ کو بڑھا۔ دونوں فریقوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ میدان معز کے ہاتھ رہا۔ منصور عبداللہ شکست کھا کر بھاگا۔ دوبارہ ۶۱۳ھ میں منصور عبداللہ ہمان اور خولان کی فوجیں جمع کر کے یمن کی طرف بڑھا۔ تمام ملک یمن میں زلزلہ سا پڑ گیا۔ مسعود بن

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر جگہ خالی ہے۔ من مترجم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کامل جو اس وقت والیٔ یمن تھا بے حد خائف ہوا' کردوں اور ترکوں کی فوج اس کے رکاب میں تھی۔ امیر الجیوش عمر بن رسول نے رائے دی کہ منصور عبداللہ کے کسی قلعہ پر قابض ہونے سے قبل جنگ چھیڑ دینی چاہئے۔ مسعود نے اس رائے کے مطابق لڑائی چھیڑ دی چونکہ لڑائی شروع ہونے سے پہلے منصور کے ہمراہیوں میں باہم نزاع شروع ہوگئی تھی' منصور کو شکست ہوئی۔

احمد موطی بن حسین منصور نے بہت بڑی عمر پائی ۶۳۰ھ میں انتقال کیا ایک بیٹا احمد نامی یادگار چھوڑا۔ زیدیہ نے اسے اپنا امیر بنایا مگر اس کی امامت کا خطبہ بوڑھے ہونے اور شرائط امامت پورے ہونے کے انتظار میں نہ پڑھا گیا۔ ۶۴۵ھ میں زیدیہ کے ایک گروہ نے احمد موطی (جو یادگار اسلاف رسی تھا) کے ہاتھ پر بیعت کی' احمد موطی حسین کا بیٹا اور ہادی کی نسل سے تھا۔ جس وقت بنو سلیمان نے بنو ہادی کو صعدہ کی کرسی امامت سے اتار کر نکال باہر کیا تھا اس وقت یہ لوگ کوہ فطابہ میں جا کر پناہ گزیں ہوئے تھے جو صعدہ کے شرق میں واقع ہے۔ اس زمانہ سے برابر یہ اسی پہاڑ پر مقیم رہے اور ہر زمانہ میں ان کا امام اعلان کرتا آتا تھا کہ اصل میں حکومت ہماری ہی ہے یہاں تک کہ زیدیہ نے احمد موطی کے ہاتھ پر امامت وامارت کی بیعت کی۔ یہ شخص فقیہ' ادیب اپنے مذہب کا عالم اور پابند صوم وصلوٰۃ تھا۔ ۶۴۵ھ میں اس کی امامت کی بیعت کی گئی۔ نور الدین عمر بن رسول کو اس سے خطرہ پیدا ہوا فوجیں مرتب کر کے احمد موطی پر چڑھائی کر دی اور تلاسنہ میں اس پر محاصرہ کر لیا۔ احمد موطی نے قلعہ بندی کر لی۔ عمر بن رسول نے محاصرہ اٹھا لیا اور دوبارہ محاصرہ کرنے کی غرض سے محصور قلعہ کے گرد نواح کے قلعوں سے فوجیں طلب کیں لیکن ان فوجوں کے پہنچنے سے پہلے عمر بن رسول مار ڈالا گیا اس کا بیٹا مظفر قلعہ دملوہ کے سر کرنے میں مصروف تھا اسے وقت نے اس قدر موقع نہ دیا کہ وہ احمد موطی کے مقابلہ پر آتا۔

احمد موطی کی فتوحات احمد موطی نے نہایت اطمینان کے ساتھ قلعوں کو سر کرنا شروع کر دیا۔ بیس قلعہ بزور تیغ فتح کئے' صعدہ پر فوج کشی کی' سلیمانیوں کو شکست فاش دے کر صعدہ میں اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑا۔ سلیمانیوں نے اپنے امام منصور عبداللہ کے بیٹے احمد کی بیعت اسی زمانہ میں کر لی تھی اور متوکل کا خطاب دیا تھا جب کہ موطی کی امامت کی بیعت کی گئی تھی کیونکہ سلیمانی اس کی عمر زیادہ ہونے اور شرائط امامت کے پورا ہونے کا انتظار کر رہے تھے جب احمد موطی کی بیعت کی خبر مشہور ہوئی تو ان لوگوں نے بھی بیعت کر لی' پھر جس وقت احمد موطی نے صعدہ کو فتح کر لیا تو سلیمانیوں کے امام متوکل نے امان حاصل کر کے اپنے کو احمد موطی کے حوالہ کر دیا اور اس کی امارت وامامت کی بیعت کر لی۔ یہ واقعہ ۶۲۹ھ کا ہے۔ ۶۵۰ھ میں احمد موطی حج کرنے کو گیا۔ اس زمانہ سے زیدیہ صعدہ کی حکومت احمد موطی کی آئندہ نسلوں میں چلی گئی۔

نجاح بن صلاح میں نے صعدہ سے سنا ہے کہ امام صعدہ ۷۸۰ھ سے قبل علی بن محمد تھا جو کہ احمد موطی کی اولاد سے تھا اور اس نے ۷۸۰ھ سے قبل وفات پائی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا نجاح حکمران ہوا۔ زیدیہ نے اس کی بیعت کی۔ بعض زیدیہ کہتے ہیں کہ وہ امامت کی شرائط نہ ہونے کی باعث امام نہیں تھا۔ بہر کیف صالح نے آخر ۷۹۳ھ میں انتقال کیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا نجاح حکمران ہوا۔ زیدیہ نے اس کی بیعت سے انکار کیا نجاح نے کہا کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کا محتسب ہوں۔

یہ واقعات وہ ہیں جو مجھ کو زمانۂ قیام مصر میں ان لوگوں سے معلوم ہوئے۔ اللہ تعالیٰ زمین اور تمام ان چیزوں کا جو اس پر ہیں وارث ومالک ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۲۲

آلِ ابی طالب

طالبیوں کی اصل: طالبیوں کا سلسلۂ نسب حسنؓ و حسینؓ پسران علیؓ بن ابی طالب تک منتہی ہوتا ہے جو بطن فاطمہؓ سے پیدا ہوئے تھے اور یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے ہیں۔ بعض طالبیوں کا سلسلہ نسب محمد بن حنفیہ برادر علاتی حسنؓ و حسینؓ سبطین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی جا ملتا ہے اگرچہ علی رضی اللہ عنہ کی ان لوگوں کے علاوہ اور اولاد بھی تھی مگر جن لوگوں نے خلافت و امارت کو اپنا حق تصور کر کے طلب کیا اور شیعوں نے ان کی طرفداری کی اور اطراف بلاد میں ان کی امارت و حکومت کی ترغیب دی وہ یہی تین (حسن، حسین اور محمد) تھے نہ کہ اور اولاد۔

آلِ حسن: حسن کی اولاد سے حسن مثنیٰ اور زید ہیں انہی دونوں سے حسن سبط کی نسل مدعی امامت و حکومت ہوئی۔ حسن مثنیٰ کے لڑکوں سے عبداللہ کامل، حسن مثلث، ابراہیم عمر، عباس اور داؤد ہیں۔ عبداللہ کامل اور اس کے لڑکوں کے حالات اور انساب اوپر بیان کئے گئے ہیں جہاں پر کہ اس کے بیٹے محمد مہدی کے تذکرے اور حالات جو ابوجعفر منصور کے ساتھ پیش آئے تھے احاطۂ تحریر میں لائے گئے ہیں۔ ملوک اوارسہ مغرب اقصیٰ بنو ادریس بن ادریس بن عبداللہ، کامل بنو حمود ملوک اندلس (جو بنو امیہ کے آخری عہدِ حکومت میں بنو امیہ کی جانب سے حکمران تھے) بنو حمود بن احمد بن علی بن عبیداللہ بن عمر بن ادریس (جن کا ذکر ہم آئندہ تحریر کریں گے) بنو سلیمان بن عبداللہ کامل (جن کی نسل سے ملوک یمامہ بنو محمد اخیضر بن یوسف بن ابراہیم بن موسیٰ جون گزرے ہیں) بنو صالح بن موسیٰ بن عبداللہ ساقی ملقب بہ ابوالکرام ابن موسیٰ بن جون، انہی طالبیوں کی اولاد اور نسل سے تھے، بنو صالح وہ ہیں جنہوں نے بغانہ مضافات سوڈان ملک مغرب اقصیٰ میں حکمرانی کی تھی اور ان کی پچھلی نسلیں اس وقت تک وہاں پر موجود ہیں اسی کی نسل سے حواشم بنو ابو ہاشم محمد بن حسن بن محمد اکبر بن موسیٰ ثانی بن عبداللہ ابوالکرام تھے جو عہدِ حکومت عبدیین میں امراء مکہ تھے ان کے تذکرے ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں۔ ان کی اولاد سے بنو قتادہ بن ادریس بن مطاعن بن عبدالکریم بن موسیٰ بن عیسیٰ بن سلیمان بن موسیٰ جون بھی تھے جو ہواشم کے بعد مکہ معظمہ کے حکمران ہوئے یہ لوگ اپنے باپ قتادہ کی بدولت حکومت کی کرسی پر رونق افروز ہوئے تھے۔ انہی میں سے بنو نمی بن سعد بن علی بن قتادہ ہیں جو اس وقت امراء مکہ ہیں۔

داؤد بن حسن مثنیٰ: داؤد بن حسن مثنیٰ سے سلیمانیوں کا سلسلۂ نسب ملتا ہے جو حکمرانِ مکہ معظمہ تھے یہ لوگ سلیمان بن داؤد کی نسل سے تھے ان پر آخری زمانہ میں ہواشم غالب آ گئے تھے اور یہ لوگ مکہ معظمہ سے یمن کی جانب چلے گئے تھے۔ زید یہ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی امامت وامارت تسلیم کی جیسا کہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا گیا ہے' حسن مثلث بن حسن مثنیٰ سے حسین بن علی بن حسن مثلث تھے جس نے ہادی کے خلاف بغاوت کی تھی اس کا ذکر بھی آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

ابراہیم عمر بن حسن مثنیٰ: ابراہیم بن حسن مثنیٰ کی اولاد ابن طباطبا ہے اس کا نام ابراہیم بن اسماعیل بن ابراہیم تھا انہی میں سے محمد بن طباطبا ابوالایمہ صعدہ تھا جس پر بنوسلیمان بن داؤد بن حسن مثنیٰ غالب آئے تھے جبکہ وہ مکہ سے صعدہ میں آئے تھے پھران پر بنورسی مسلط ہوئے چنانچہ یہ لوگ اپنے امام کے پاس صعدہ چلے گئے اوراس وقت تک وہیں پر موجود ہیں۔

بنوسلیمان بن داؤد: بنوسلیمان بن داؤد بن حسن مثنیٰ اوراس کا بیٹا محمد بن سلیمان جوحکومت مامون میں مدینہ کا حکمران تھا محمد حسن بن محمد بن ابراہیم بن حسن بن زید (جو زمانہ معتمد میں مدینہ منورہ کا والی اور حاکم گزرا ہے اوراس نے منہیات شرعیہ اور خون ریزی کو مباح کر رکھا تھا فتنہ اور فساد کی اس درجہ گرم بازاری ہوگئی تھی کہ جماعت کے ساتھ نماز کا ہونا موقوف ہو گیا تھا حسن بن زید بن محمد بن اسماعیل بن حسن بن زید اوراس کے بھائی محمد (جنہوں نے یکے بعد دیگرے طبرستان میں حکومت و امارت کی بناڈالی تھی اوران دونوں کے حالات اوپر بیان کئے گئے) داعی صغیر حسین بن قاسم بن علی بن عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد طحانی ابن قاسم بن حسین بن زید (جورے اور طبرستان کا داعی صغیر تھا) اسی ابراہیم عمر بن حسن مثنیٰ کی اولاد سے تھا داعی صغیر اطروش میں لڑائیاں بھی ہوئیں تھیں چنانچہ ۳۱۸ھ میں داعی صغیر مارا گیا۔ اس کی پچھلی نسل سے قاسم بن علی بن اسماعیل تھا۔ جو حسن بن زید کا ایک سپہ سالار تھا۔

اطروش حسنی: ان لوگوں نے اس اطراف کے رہنے والوں کے ساتھ محبت اور اخلاق کے برتاؤ کئے تھے جس سے اس علاقہ کے رہنے والوں کے دلوں میں ان کی محبت جانشین اور متمکن ہوگئی اور یہی سبب تھا کہ دیلم آئے دن بلادِ اسلام پر حملہ آور ہوتے تھے کیونکہ ان حسینوں کی فوج انہی دیلمیوں سے مرتب کی جاتی تھی جوان لوگوں کے ساتھ بغاوت کیا کرتی تھی اطروش حسنی کے ساتھ مالکان بن کالی بادشاہ دیلم نے بغاوت کی تھی' مرداویج اور بنو بویہ انہی کے ہواخواہوں سے تھے انہیں دیلمیوں کے اعزہ واقارب ان کی فوج کے سپہ سالار اور سپاہی ہوتے تھے جو بہ لحاظ اپنی قوم کی دیلم کے نام سے موسوم کئے جاتے تھے۔ واللہ یخلق ما یشاء.

آل حسین: حسین بن علی کی اولاد مذکور سے جو کہ زمانہ حکومت یزید بن معاویہ مقام کربلا میں شہید کئے گئے تھے صرف ایک یادگار نسل ''علی'' ملقب زین العابدین باقی رہ گئے تھے۔ علی زین العابدین کے چار لڑکے ہوئے۔ محمد ملقب بہ باقر عبداللہ ارقط' عمر اور حسن اعرج۔

حسین کو یکی بن احمد: عبداللہ ارقط کی نسل سے حسین کو یکی بن احمد بن محمد بن اسماعیل بن احمد بن عبداللہ ارقط تھا۔ حسین کو یکی حسن اطروش بن علی قائم بن حسن بن علی بن عمر کے سپہ سالاروں سے تھا۔ اس نے سرزمین طالقان میں عہد خلافت معتصم میں حکومت وسلطنت کی بناڈالی تھی' پھر خونریزی کے خوف سے روش پوش ہوگیا تھا اور اسی حالت روپوشی میں وفات پائی یہ معتزلی مذہب تھا۔ اطروش کے ہاتھ پر دیلم کا گروہ اسلام لایا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسن اطروش: اطروش کا نام حسن تھا علی بن حسین بن علی بن عمر کا بیٹا تھا۔ ادیب اور فاضل تھا اس نے اپنے مذہب کو خوب سنوارا۔ طبرستان پر حکمرانی کی۔ ۳۰۴ھ میں وفات ہوئی اس کے بعد اس کا بھائی محمد حکمرانی کرنے لگا۔ جب یہ بھی مر گیا تو حسین بن محمد بن علی جو اس کے بھائی کا بیٹا تھا کرسی حکومت پر جلوہ افروز ہوا۔ ۳۱۶ھ میں نصر بن احمد بن اسماعیل ابن احمد بن نوح بن اسد سامانی والی خراسان کی جنگ میں مارا گیا۔

جعفر بن عبداللہ حجۃ اللہ: حسین اعرج کی اولاد سے حسین ہمرج بن زین العابدین بن عبداللہ عقیقی بن حسین اعرج تھا' عبداللہ عقیقی کی نسل سے حسین بن محمد بن جعفر بن عبداللہ عقیقی گزرا ہے جس کی زندگانی کا خاتمہ حسن زید والی طبرستان کے ہاتھوں ہوا۔ اسی خاندان سے جعفر بن عبیداللہ بن حسین اعرج تھا جسے اس کے گروہ والے ''حجۃ اللہ'' سے موسوم کرتے تھے اس کی آئندہ نسل سے ملقب بہ مسلم ایک شخص تھا جو زمانہ حکومت کافور میں مصر کے امور سیاسی کا ناظم گزار تھا۔ مسلم کا نام محمد بن عبیداللہ بن طاہر بن یحییٰ محدث بن حسین بن جعفر حجۃ اللہ تھا۔ مسلم کے بیٹے طاہر کی نسل سے اس زمانہ کے امراء مدینہ منورہ' بنو حجاز بن ہبۃ اللہ بن حجاز بن منصور بن جماز بن شیخہ بن ہاشم بن قاسم بن منہی بن داؤد بن قاسم برادر اسلم اور عمرو طاہر ہیں۔ ابن سعید کا یہ خیال ہے کہ بنی جماز میں بن شیخہ امراء مدینہ منورہ عیسیٰ بن زید شہید کی اولاد سے ہیں۔ یہ امر قابل قبول نہیں ہے۔

آل حسین اعرج کا خروج: حسین اعرج کی اولاد سے زید بھی تھے جنہوں نے کوفہ میں ہشام بن عبدالملک کے خلاف ۱۲۱ھ میں بغاوت کی تھی اور وہیں مارے گئے تھے اس کے بعد ۱۲۵ھ میں ان کے بیٹے یحییٰ نے خراسان میں علم مخالفت بلند کیا اور ان کی بھی زندگانی کا خاتمہ کر دیا گیا۔ بعض اوقات صاحب الزیخ اپنے کو نسباً ان کی طرف منسوب کرتا ہے اور اس کا بھائی عیسیٰ بن زید جس نے اول زمانہ خلافت منصور سے معرکہ آرائی کی حسین ہی کی اولاد سے شمار کیا جاتا ہے جس کی نسل سے یحییٰ بن عمر بن یحییٰ تھا جس نے عہد حکومت مستعین میں کوفہ میں امارت کی بناء قائم کی تھی' اس کے خیالات صحابہ کی بابت اچھے اور قابل تحسین تھے۔ اس کی طرف وہ عمری منسوب کئے جاتے ہیں جو کہ بغداد میں سلطان کی جانب سے دیلم کے قابض ہونے کے زمانہ میں کوفہ پر غالب ہو گئے تھے۔ علی بن زید بن حسین بن زید نے کوفہ میں بناء حکومت قائم کی تھی۔ پھر صاحب الزیخ کے پاس بصرہ بھاگ گئے اس اسے قتل کر کے اس لونڈی کو گھر میں ڈال دیا جسے انہوں نے بصرہ میں گرفتار کیا تھا۔

عبداللہ افطح: محمد ملقب بہ باقر بن زین العابدین کی اولاد سے عبداللہ افطح اور جعفر صادق تھے' عبداللہ افطح کے گروہ والے عبداللہ افطح کی امامت کے قائل تھے اسی کے گروہ سے زرارۃ بن اعین کوفی تھا۔ زرارہ نے کوفہ سے نکل کر مدینہ منورہ میں جا کر قیام کیا تھا۔ اہل مدینہ نے زرارہ سے چند سال مسائل فقیہہ دریافت کئے تھے جس کا جواب اس سے نہ بن پڑا ان لوگوں نے عبداللہ افطح کی امامت کے اعتقاد سے رجوع کر لیا اس وجہ سے افطحیہ کی امامت کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔

ابن حزم کا خیال ہے کہ عبیدین ملوک مصر اس کی طرف نسباً منسوب کئے جاتے ہیں حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے۔

آل جعفر صادق: جعفر صادق کے لڑکوں سے اسماعیل' امام موسیٰ کاظم اور محمد دیباجہ تھے محمد دیباجہ نے زمانہ خلافت مامون میں مکہ معظمہ میں بغاوت کی اہل حجاز نے ان کی خلافت و امارت کی بیعت کی' پھر جس وقت معتصم حج کو آیا تو انہیں گرفتار کر کے مامون کی خدمت میں بغداد لایا۔ مامون نے ان کی خطا معاف کر دی تھی۔ محمد دیباجہ نے ۳۰۳ھ میں وفات

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پائی۔ باقی رہے اسماعیل اور موسیٰ کاظم انہیں سے شیعہ میں اختلاف پیدا ہوتا ہے۔ موسیٰ کاظم کا حلیہ بدویوں سے زیادہ ملتا جلتا اور رنگ مائل بہ سیاہی تھا۔ رشید ان کی بہت عزت کرتا تھا اور ان کے معاملات میں لوگوں کے کہنے سننے پر کان نہ رکھتا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں انہیں کی آئندہ نسل سے بقیہ ائمہ اثنا عشر ہیں جن کی امامت کا فرقہ امامیہ عہد خلافت علی بن ابی طالب وصی سے قائل ہے۔

بارہ ائمہ: علی بن ابی طالب نے ۳۵ھ میں جام شہادت نوش فرمایا ان کے بعد ان کے بیٹے حسنؓ امامت کی کرسی پر متمکن ہوئے ان کی وفات ۴۵ھ میں ہوئی پھر ان کے بھائی حسین امام ہوئے ان کی شہادت ۶۱ھ میں ہوئی۔ پھر ان کے بیٹے علی زین العابدین امامت کے عہدے سے سرفراز ہوئے انہوں نے (۹۴ھ) میں وفات پائی ان کی وفات کے بعد محمد بن علی زین العابدین ملقب بہ امام باقر ہوئے۔ انہوں نے ۱۱۶ھ میں انتقال کیا' پھر ان کے بیٹے جعفر صادق نے امامت کی۔ ۱۴۳ھ میں یہ جان بحق ہوئے ان کے بعد ان کے بیٹے موسیٰ کاظم کو امامت دی گئی۔ ان کی وفات ۱۸۳ھ میں ہوئی شیعوں کے نزدیک یہ ساتویں امام ہیں ان کے بعد ان کے بیٹے علی رضا منصب امامت سے ممتاز ہوئے۔ ۲۰۳ھ میں انتقال کیا پھر ان کے بیٹے علی معروف بہ ہادی نے امامت کی' ان کا انتقال ۲۵۴ھ میں ہوا' ان کے بعد ان کے بیٹے حسن عسکری کو امامت ملی انہوں نے ۲۶۰ھ میں وفات پائی۔ پھر ان کے بیٹے محمد ملقب بہ مہدی عہدۂ امامت سے سرفراز کئے گئے یہ شیعوں کے بارہویں امام ہیں۔ ان کے حالات آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

آل موسیٰ کاظم: موسیٰ کاظم کی اولاد سے ائمہ کے علاوہ ابراہیم مرتضیٰ نامی ایک شخص گزرا ہے جسے محمد بن طباطبا اور ابوالسرایا نے یمن کی سند حکومت دی تھی۔ پس ابراہیم یمن گیا اور وہیں پر زمانہ خلافت مامون میں ٹھہرا ہوا خونریزی کرتا رہا۔ حتیٰ کہ کثرت

---

۱ مؤرخ ابن خلدون نے اس مقام پر شیعوں کے ائمہ اثنا عشر کی ترتیب اور ان کے زمانہ وفات کو تحریر کیا ہے ولادت کے زمانہ سے کچھ تعارض نہیں کیا۔ میں اس کمی کو کتب تاریخ سے پورا کرتا ہوں وہو ہذا۔ حسن کی ولادت مدینہ منورہ میں نصف رمضان ۳ھ میں ہوئی۔ تقریباً بیالیس برس کی عمر پائی۔ حسینؓ بھی مدینہ منورہ میں ہجرت کے چوتھے سال شعبان کی پانچ تاریخ کو پیدا ہوئے تقریباً ستاون ۵۷ مرحلے عمر کے طے کئے۔ علی زین العابدین بھی مدینہ منورہ میں علی بن ابی طالب کے زمانہ حیات میں شہادت کے دو برس پہلے ۳۳ھ میں پیدا ہوئے۔ تقریباً ستاون ۵۷ برس کی عمر پائی۔ محمد باقر تین برس قبل شہادت حسین بن علی مدینہ منورہ میں ۵۸ھ میں پیدا ہوئے۔ تقریباً اٹھاون برس کی عمر پائی۔ جعفر صادق کی ولادت ۸۰ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ ان کی ماں کا نام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق تھا۔ ترسٹھ مرحلے عمر کے طے کئے۔ موسیٰ کاظم مقام ابواء ۱۲۸ھ میں پیدا ہوئے ان کی ماں کا نام حمیدہ بربریہ تھا۔ انہوں نے پچپن برس کی عمر پائی' ان کے سینتیس لڑکے اور لڑکیاں تھیں۔ علی رضا کی ۱۴۸ھ میں ولادت مقام مدینہ منورہ میں ہوئی۔ پچپن برس عمر کی پائی طوس میں مدفون ہوئے۔ محمد ملقب بہ جواد مدینہ منورہ میں ماہ رمضان ۱۹۵ھ میں پیدا ہوئے پچیس برس زندہ رہے بغداد میں مدفون ہوئے۔ علی ہادی ۲۱۴ھ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے چالیس مرحلے عمر کے طے کئے۔ حسن عسکری ۲۳۲ھ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اٹھائیس برس کی عمر پائی اور سرمن رائے میں مدفون ہوئے۔ بارہویں امام محمد ملقب بہ مہدی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان کی عمر ان کے باپ حسن عسکری کی وفات کے وقت پانچ برس کی تھی اپنی ماں کے ساتھ سرداب میں داخل ہوئے اور غائب ہوگئے۔ ھذا عند الشیعۃ انتھیٰ مخلصاً میں تاریخ ابی الفرداء و سبائک الذھب و المعارف لابن قتیبہ ۱۲۔ (مترجم)

یہ سنہ صحیح معلوم نہیں ہوتا اس لئے کہ تمام مؤرخین اس پر متفق ہیں کہ ان کی عمر اٹھاون سال ہوئی اور ۹۴ھ میں انتقال ہوا اگر چورانوے سے اٹھاون خارج کئے جائیں تو سن ولادت چھتیس بن جاتا ہے نہ کہ ۳۳ھ میں اور اگر ۳۳ھ تسلیم کرلیا جائے تو اس وقت حضرت علی خلیفہ نہ تھے بلکہ حضرت عثمان خلیفہ تھے کیونکہ حضرت عثمانؓ کی شہادت ۳۵ھ کے آخر میں ہوئی۔ (ادارہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خونریزی سے لوگوں نے اسے ''جزار'' کا لقب دیا اس نے اپنی امامت کا اظہار اور حکومت وسلطنت کا دعویٰ کیا تھا۔ جبکہ خلیفہ مامون نے ان کے بھائی علی رضا کی ولی عہدی کا اعلان کیا تھا۔ اعلان کو زیادہ زمانہ نہ گزرا تھا کہ خلیفہ مامون نے ان کے قتل سے متہم کیا گیا۔ جزار نے علم مخالفت بلند کیا اور حکومت وسلطنت کا دعویٰ کیا تھا۔ پس مامون نے جنگ فاطمین میں محمد بن زیاد بن ابی سفیان کو مامور کیا۔ چونکہ ان لوگوں میں باہم عداوت وبغض تھا۔ اس وجہ سے محمد بن زیاد نے نہایت مستعدی سے اس مہم کو سر کیا فاطمیوں پر متعدد حملے کئے۔ ان کے ہواخواہوں اور گروہ والوں کو قتل کیا اور ان کی ہر جماعت کو تتر بتر کر دیا۔ ابراہیم مرتضیٰ کی اولاد سے موسیٰ بن ابراہیم شریف رضی اور مرتضیٰ کا دادا تھا۔ ہر ایک کا نام علی بن حسین بن محمد بن موسیٰ بن موسیٰ بن ابراہیم تھا۔

زید النار: موسیٰ کاظم کی اولاد سے زید بھی تھا۔ اسے ابوالسرایا نے اہواز کی حکومت پر مامور کیا تھا۔ چنانچہ زید بصرہ گیا اور اس پر حکمرانی کرتا رہا۔ عباسیوں کے مکانات کو جو وہاں تھے۔ جلوا کر خاک سیاہ کر دیا۔ اسی مناسبت سے یہ زید النار کے نام سے موسوم ہوا۔ اس کی نسل سے زید الجنۃ بن محمد بن زید بن حسن بن زید النار تھا۔ یہ اس خاندان کا نامور فاضل اور صالح تر شخص تھا۔ یہ زمانہ حکومت متوکل میں بغداد بھیجا گیا۔ متوکل نے اس کو ابن ابی داؤد کے سپرد کر دیا۔ ابن ابی داؤد نے اس کی آزمائش کی۔ امتحان میں کامل نکلا۔ تب ابن ابی داؤد کی شہادت پر متوکل نے اسے رہا کر دیا۔ موسیٰ کاظم ہی کی اولاد سے اسماعیل بھی تھا۔ اسے ابوالسرایا نے فارس کی حکومت دی تھی۔

آل جعفر بن ابی طالب کی پامالی: جعفر صادق کی نسل سے ائمہ کے علاوہ محمد وعلی پسران حسین بن جعفر تھے جنہوں نے ۱۷۲ھ میں حکومت وسلطنت کی بناء مدینہ منورہ میں ڈالی۔ بہت بڑی خونریزی کی لوگوں کے مال واسباب لوٹ لئے۔ جعفر بن ابی طالب کی اولاد کو جی کھول کر پامال کیا۔ مہینوں مدینہ منورہ میں جمعہ ہوا نہ جماعت کی نماز ہوئی۔

آل اسماعیل امام: اسماعیل امام کی نسل سے عبیدیین خلفاء قیروان ومصر یعنی بنو عبیداللہ مہدی بن محمد بن جعفر بن محمد بن جعفر بن محمد بن اسماعیل تھے جن کا ذکر اوپر ہو چکا' جو لوگ ان کے نسب میں ردوقدح یا اختلاف کرتے ہیں۔ وہ از سرتا پان قابل التفات نہیں ہے۔ یہ نہایت صحیح ہے جو ہم نے تحریر کیا ہے۔ ابن حزم نے لکھا ہے کہ یہ لوگ حسن بغیض عم عبیداللہ مہدی کی اولاد سے ہیں۔ ابن حزم کہتا ہے کہ یہ عبیدیوں کا دعویٰ ہے۔ جس کی واقفیت کچھ نہیں ہے۔

آل محمد بن حنفیہ: محمد بن حنفیہ کے لڑکوں میں سے عبداللہ بن محمد اور اس کا بھائی علی بن محمد اور اس کا بیٹا حسن بن علی بن محمد تھا۔ شیعہ ان کی امامت کے بھی قائل ہیں۔ خلیفہ مامون کے عہد خلافت میں اولاد علی بن محمد کے سوا عبدالرحمٰن بن احمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب نے بھی بغاوت کی تھی۔

عبداللہ بن معاویہ: جعفر بن ابی طالب کی نسل سے عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب تھا جس کی فارس میں حکومت تھی۔ کوفہ میں اس کی خلافت وامارت کی بیعت لی گئی بعض ہواخواہان علویہ نے یہ چاہا تھا کہ عنان حکومت وسلطنت اس کے قبضہ میں دے دی جائے لیکن ابومسلم نے اس سے مخالفت کی۔ ان کے گروہ والے ان کے آنے کا انتظار کرتے ہیں اور بذریعہ وصیت ابوہاشم بن محمد بن حنفیہ اسے خلافت وامارت کا مستحق سمجھتے ہیں یہ فاسق تھا اور معاویہ اس کا بیٹا شروفسق میں اپنے باپ کی نظیر تھا۔ طالبیوں کے انساب اور حالات تمام ہوئے اب ہم بنی امیہ کے حالات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ جو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اندلس میں علم خلافت عباسیہ کے مدمقابل تھے۔ اس کے بعد ہم عرب کی ان دیگر حکومتوں ترک' یمن جزیرہ' شام' عراق' مغرب کے حالات لکھنے کی طرف اپنی توجہ مبذول کریں گے۔ جو علم خلافت عباسیہ کی ماتحت اور ان کی نام لیوا تھا۔ مگر اس سے علیحدہ اور جدا تھیں۔ (واللہ المستعان)

(مترجم) ایک عرصہ سے آپ ان اوراق کو نہایت صبر و استقلال سے پڑھتے چلے آئے ہیں اور بظاہر روکھے سوکھے مضامین کے سوا چٹے پٹے پھڑکتے ہوئے جملے نہ تو آپ نے دیکھے اور نہ سنے ہوں گے۔ آپ نے ان اوراق میں اسلام اور مسلمانوں کی جیتی جاگتی چلتی پھرتی تصویریں دیکھی ہیں اور پھر انہی صفحات میں آپ نے ان کے انحطاط کی صورتوں کو بھی تنزل کے گوشہ میں سر بہ گریباں بیٹھا ہوا یا حیران و سرگرداں ملاحظہ کیا ہوگا۔ اس سے آپ کے دماغ میں یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ آخر یہ کیوں ہوا؟ مگر آپ یہ سوچیں گے۔ تو آپ کا ذہن' آپ کا دل' خود یہ جواب فوراً دے دے گا کہ مسلمانوں کی بربادی اس وجہ سے ہوئی کہ ان لوگوں نے احکام قرآنی پر نظر نہ رکھی اور آپس کی خانہ جنگیوں' باہمی نزاعات' بے جا خواہشات' حکمرانی اور تکبر و بے جا فخر انساب وہم چو من دیگرے نیست میں مبتلا ہو گئے تھے۔

خلافت راشدہ اسلامیہ کے تیسرے دور کے آخر میں امیر المومنین عثمانؓ بن عفان کی شہادت کے واقعہ میں بلوایان مصر کے علاوہ کبار صحابہ میں سے کوئی اس میں شریک نہیں ہوا تھا۔ تاہم اسلام اور مسلمانوں کے نقصان عظیم پہنچانے کے لئے کم نہ تھا مگر اس زخم کا فوری علاج یوں ہو گیا کہ امیر المومنین علیؓ بن ابی طالب بمشورہ ارباب حل وعقد و صحابۂ کبار تخت خلافت پر جلوہ آرا ہو گئے۔ نظام حکومت درست نہ ہونے پایا تھا کہ اسی غیر متوقع واقعہ شہادت خلیفہ مظلوم نے اپنے کو جنگ جمل کے سانچے میں ڈھال لیا۔ طلحہ و زبیرؓ اور امیر المومنین عائشہؓ ایک فریق ہوئیں اور امیر المومنین علیؓ ایک فریق ہو گئے۔ لگانے بجھانے والوں اور قاتلین عثمانؓ نے دونوں فریق کو لڑا کر اپنے کو قصاص خون خلیفہ مقتول سے بچا لیا۔ اس جنگ میں فریق اول کو شکست ہوئی۔ امیر المومنین حضرت علیؓ نے ام المومنین عائشہؓ کو بہ عزت و احترام میدان سے واپس کیا اور خود کوفہ پہنچ کر نظم و نسق میں مصروف ہو گئے۔ قصاص عثمان کے جو لوگ خواہاں تھے۔ ان کے دل پہلے ہی سے واقعہ شہادت متذکرہ بالا سے بھر آئے ہوئے تھے۔ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عزل و نصب نے ان کے حق میں سونے پر سہاگہ کا کام دیا اور جنگ صفین کی بنیاد پڑ گئی۔ اس میں ایک فریق امیر معاویہ رضی اللہ عنہ والیٔ شام تھے۔ دوسرے فریق وہی امیر المومنین حضرت علیؓ فریقین کی قوتیں اس لڑائی کی نذر ہو گئیں۔ آخر کار قدرتی طور پر طے پایا کہ عرب اور عراق کی زمام حکومت امیر المومنین حضرت علیؓ کے قبضۂ اقتدار میں رہے اور شام پر امیر معاویہ حکمران رہیں اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ آخری دور خلافت میں مسلمانوں کی متحدہ قوت دو قوتوں میں منقسم ہو جانے سے مسلمانوں کی قوت کو کس قدر نقصان پہنچا ہوگا اور وہ قوت جو اسلام کو خلافت کے دور سابقہ میں حاصل تھی۔ کہاں تک زائل ہو گئی ہوگی۔ اسی جنگ کے خاتمہ پر جنگ نہروان کی بناء پڑتی ہے اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس میں مصروف و مشغول ہونا پڑتا ہے۔ اس سے خلافت کی رہی سہی قوت ٹوٹ جاتی ہے۔ یہی واقعات تھے جن کی وجہ سے خلیفہ چہارم کے دور میں اسلامی فتوحات کا دائرہ وسیع کرنے کا موقع نہیں ملا اور ساری قوت آپس کے جھگڑوں باہمی نزاعات اور رفع بغاوت میں صرف ہو گئی حتیٰ کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زمانہ شہادت قریب آ گیا اور جناب موصوف کی شہادت کے بعد لوگوں نے آپ کے بیٹے حسن کے ہاتھ پر خلافت و امارت کی بیعت کی۔ یہ بھی اجتماع اور شوریٰ کی ایک صورت تھی۔ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تخت خلافت پر متمکن ہوتے ہی اس امر کا احساس کر کے ممالک اسلامیہ میں دو حکومتوں کے قائم ہونے یا رہنے سے اسلام کو بجائے فائدہ کے نقصان

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ترقی کی جگہ تنزل ہوگا۔ نہایت دانائی اور انجام بینی سے اس امر کو پیش نظر کر کے خلافت راشدہ کا دور ارشاد نبوی صلعم کے بموجب تیس برس رہے گا حکومت و امارت امیر معاویہ کے سپرد کر دی اور آپ مدینہ منورہ میں جا کر عزلت گزیں ہو گئے۔ کسی ہوا پرست کا یہ خیال کرنا کہ حسنؓ بن علیؓ نے بزدلی یا سستی و کاہلی سے حکومت چھوڑی نہایت حماقت و بے دینی ہے۔ اس امر نے ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشین[1] گوئی کو جو کہ آپؐ نے عہد طفلی میں حسنؓ بن علیؓ کے بارے میں کی تھی۔ سچ کر دکھایا اُدھر شیعانِ علیؓ نے ہمیشہ کے لئے اسی وجہ سے ان کے خاندان کو منصب امامت سے محروم کر دیا

ع بہ بین تفاوت رہ از کجا ست تا بہ کجا

امیر معاویہؓ اس عام الجماعت کے بعد تمام ممالک اسلامیہ پر بلا کسی شریک اور سہیم کے حکمرانی کرنے لگے یہ وہ زمانہ تھا کہ لوگوں نے نبوت اور فیوض و برکات صحبت رسالت مآب کو بھلا دیا تھا۔ قومی حمیت عصبیت اور طرف داری میں مبتلا ہو گئے تھے۔ معاویہ ایک مدت دراز تک حکومت کر کے انتقال کر گئے۔ انہوں نے انتقال سے چند دن پیشتر اپنے بیٹے یزید کو ولی عہد بنایا۔ اسلام میں یہ پہلی نظیر تھی۔ جس سے انتخابی اور جمہوری حکومت برخاست ہوتی ہے اور شخصی حکومت کی بناء قائم ہوتی ہے ورنہ اس سے پیشتر انتخاب اور اجماع اہل شوریٰ سے منصب امارت و خلافت دیا جاتا تھا۔ اگرچہ امیر معاویہ خود بھی انتخاباً و اجماعاً خلیفہ و امیر نہیں بنائے گئے تھے مگر انہوں نے بہ تقاضائے فطرت و جبلت جبکہ مسلمانوں میں تفرقہ پیدا ہو چلا تھا۔ قومیت کے لحاظ سے اپنی قوم اور تمام عرب اور تمام مسلمانوں کو اپنی طرف مائل کر لیا جیسا کہ ہر بادشاہ اپنی قوم کو قومیت کے لحاظ سے اپنی جانب مائل کر لیتا ہے۔ اس وقت تک جس قدر لڑائیاں ہوئیں وہ محدود اور شخصی تھیں اس کا اثر اسی وقت تک رہا۔ جب تک کہ وہ قائم رہیں یزید کے زمانہ حکومت میں ایک ایسا واقعہ پیش آ جاتا ہے کہ جس سے اسلام میں گروہ بندیاں شروع ہو جاتی ہیں اگرچہ گروہ بندیوں کا سلسلہ آخری دور خلافت خلیفہ ثالث سے شروع ہو جاتا ہے۔ لیکن وہ ایسے وقیع نہیں ہے کہ جس کی طرف توجہ کی جائے۔ یزید کے زمانہ حکومت میں کوفیوں کی تحریک و اصرار پر جو اپنے کو شیعان علی سے تعبیر کرتے تھے۔ حسین بن علی نے پہلے پسر ان مسلم بن عقیل کو کوفہ روانہ کیا اور جب کوفہ کے شیعان علی نے ان کے ہاتھ پر حسین بن علی کی بیعت کر لی۔ تو آپ نے یہ خبر پا کر کوفہ کی طرف کوچ کیا اور ہر حکومت کا دباؤ پڑھنے سے کوفہ والوں نے جنہوں نے اولاد مسلم کے ہاتھ پر حسین ابن علی کی بیعت کی تھی۔ پسران مسلم کو حکومت کے حوالہ کر دیا اور وہ شہید کر ڈالے گئے۔ اُدھر حسین ابن علی کوچ و قیام کرتے ہوئے کوفہ کے قریب پہنچ گئے۔ یزید نے ملکی مصلحت کے خیال سے اپنے امراء لشکر اور گورنر کوفہ کو اس امر کی روک تھام پر مامور کیا۔ اس جدوجہد میں لشکر شام کو کامیابی حاصل ہوئی اور کوفہ والے جنہوں نے خطوط لکھ کر بیعت کرنے کے لئے بلوایا تھا اور پسران مسلم کے ہاتھ پر آپ کی بیعت بھی کر لی تھی اپنے مطلوبہ امام کو شام کے حوالہ کر کے تماشائے جنگ دیکھتے رہ گئے۔

اس موقع پر میں اس امر کو ظاہر کیا چاہتا ہوں کہ اہل کوفہ جنہوں نے وہ خطوط لکھے تھے۔ شیعان علیؓ سے اور ان کے متبع تھے۔ شام والے شاہی ملازم تھے اور ان کا مذہب میرے نزدیک نہ شیعہ تھا نہ سنی بلکہ وہ حکومت کا مذہب رکھتے تھے۔ حکومت کا

---

[1] عن ابی بکرة قال رایت رسول اللّٰہ صلی علیہ وسلم علی المنبر و الحسین بن علی ابی جنبہ و ھو یقبل علی الناس مرة و علیہ اخری و یقول ان ابنی ھذا اسید و لعل اللّٰہ ان یصلح بہ بین فئتین عظمین من المسلمین رواہ البخاری

ابی بکرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ وسلم کو منبر پر دیکھا اور حسن بن علیؓ کے پہلو میں تھے گاہے آدمیوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور گاہے حسن کی طرف اور یہ فرماتے جاتے تھے میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ اور اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں مصالحت کرا دے گا روایت کیا اس کو بخاری نے مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۶۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذہب کیا تھا؟ مصالح ملکی انتظام سلطنت اور حکمرانی۔ اس واقعہ کے ختم ہونے پر واقعہ حرہ پیش آیا۔ واقعات جاں خراش میں سے ایک یہ بھی واقعہ تھا۔ اس کے بعد یزید مر گیا۔ اس کا بیٹا معاویہ بن یزید بن معاویہ تخت نشین ہوا۔ چالیس روز یا کچھ کم و زیادہ حکومت کر کے امارت سے دست بردار ہو گیا۔ اہل حجاز، یمن، عراق اور خراسان نے بلا جدوجہد عبداللہ بن زبیر کی امارت کی بیعت کر لی۔ ملک شام اور مصر والے تقرر امیر میں پس و پیش کر رہے تھے کہ مروان بن الحکم جو ایک مدت سے ایسے مواقع کا منتظر تھا اور حکومت و سلطنت کا خواہش مند تھا۔ حکمت عملی سے ان لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے لگا۔ اسے اور اس کی آئندہ نسلوں کو اپنی کوششوں میں کامیابی ہوئی اور عبداللہ بن زبیر کی زندگانی کا ناکامی سے خاتمہ ہو گیا۔ عبداللہ بن زبیرؓ کی بیعت امارت اگر بہ غور دیکھا جائے تو باجماع و شوریٰ ہو سکتی ہے نہ کہ مروان بن الحکم کی۔ بہرکیف اب وہ زمانہ آ گیا تھا کہ مروانیوں کی خوش اقبالی کا جھنڈا کامیابی کے ساتھ ہوا میں لہرا رہا تھا۔ ادھر دعوے داران امارت و حکومت در پردہ سازشیں کر رہے تھے۔ اُدھر گاہے خوارج بغاوت کرتے نظر آ رہے تھے اور گاہے شیعان و متبعان علی خون حسین کے قصاص لینے کو اٹھ کھڑے ہوتے تھے۔ تاہم کچھ نہ کچھ جہاد کا سلسلہ قائم و جاری رہا۔ سندھ، کاشغر، چین اور اندلس عظمیٰ وغیرہ ممالک فتح ہوئے۔

۱۰۰ھ میں دعوے داران سلطنت اور خواہشمندان حکومت کا ایک نیا گروہ پیدا ہو جاتا ہے جس میں عباسی اور علوی۔ حکومت سرداری کا جھنڈا لئے ہوئے نظر آتے ہیں اور ان لوگوں کو جنہوں نے بزور غلبہ یا بہ حکمت عملی حکومت حاصل کر لی تھی۔ حکومت کی کرسی سے اتارنا چاہتے ہیں۔ عباسیوں کو اس ریشہ دوانی میں رفتہ رفتہ ۱۳۲ھ میں کامیابی حاصل ہو جاتی ہے اور علویہ جو قافلہ سالار تھے پیچھے رہ جاتے تھے۔ مروان بن محمد آخری تاج دار بنو امیہ مارا جاتا ہے اور ابوالعباس سفاح حکومت و سلطنت کی عبا پہنے ہوئے کرسی امارت پر متمکن نظر آتا ہے۔ کاش یہ دعوے داران سلطنت و خواہش مندان حکومت اپنی ذاتی منفعت یا حصول ثروت و دولت کی قوت کو ممالک غیر پر قبضہ و تصرف حاصل کرنے میں صرف کرتے اور ان ممالک میں آتش جنگ مشتعل نہ کرتے جہاں کہ اسلام کے نام لیوا حکومت کر رہے تھے۔ تو آج دنیا میں اسلام ہی اسلام نظر آتا۔ بنو امیہ کی حکومت ان ممالک سے ختم ہونے پر ان کے گورنران صوبجات بار بار سر اٹھاتے ہیں مگر حکومت و سلطنت ان کا سر کچل دیتی ہے۔ غرض اس طرح سے آہستہ آہستہ بنو عباس کی حکومت کا سکہ ممالک اسلامیہ میں چلنے لگتا ہے۔ اس تھوڑے دن بعد اہل بیت علویہ نے خلفاء عباسیہ سے مخالفت پیدا کی اور یہ خیال جما کر کہ ہم مستحق خلافت ہیں۔ اپنی امارت و حکومت کی بناء قائم کرنے لگے۔ گھر کی بلا کو کون ٹال سکتا ہے۔ انہوں نے بھی چند دن میں بہ سعی و کوشش ممالک بعیدہ اسلامیہ پر قبضہ حاصل کر لیا اور المغرب الاقصیٰ قیروان اور مصر وغیرہ ملکوں میں اپنی حکومت قائم کر لی۔ یہ ممالک کس کے تھے؟ مسلمانوں کے! کس نے قبضہ کیا؟ وہی اسلام کے دعوے داروں نے! یہ کیوں؟ محض اس دعویٰ سے کہ ہم خلافت کے مستحق ہیں ہم ہاشمی ہیں ہم علوی ہیں۔ ہمارے جدامجد کے حق میں امامت و امارت کی وصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما گئے تھے۔ حالانکہ ارباب نقل و روایت اس سے انکار کرتے ہیں۔ افسوس ہے کہ ان لوگوں نے احکام و ارشاد قرآنی کو بالائے طاق رکھ دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو نسیاً منسیا کر رکھا تھا۔ مسلمانوں کی خونریزی کو بائیں ہاتھ کا کھیل سمجھ لیا تھا۔ مذہب و ملت کو حکومت و سلطنت سے جدا کر دیا تھا۔ بے جا خواہشات و حکمرانی اور نسب و خاندان پر فخر کے ذریعہ سے اسلام اور مسلمانوں کی بیخ کنی اور اپنے ہوا و ہوس کے پودوں کی نشو و نما میں اپنی قوتوں کو صرف کر رہے تھے یہی اسباب تھے جن سے علم خلافت اسلامیہ آخر کار سرنگوں ہو گیا اور اس کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹ گیا۔

لے یزید کی وفات اور مروان بن الحکم کی بیعت کے بعد سلیمان بن صرد مختار بن ابی عبید وغیرہ نے بطلب خون حسین بغاوت کی تھی۔ دیکھو ترجمہ تاریخ ابن خلدون جلد ۴ صفحہ ۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکومت اسلامیہ کی تنزلی کے اسباب میں سے ایک بڑا اور قوی سبب یہ بھی ہوا کہ تاج دار خلافت کی سستی و کاہلی یا حالات سے آگاہ نہ ہونے کے باعث سے حکومت و سلطنت کے بہت سے ٹکڑے ہو گئے تھے۔ چھوٹی چھوٹی متعدد سلطنتیں قائم ہو گئی تھیں۔ آئے دن دعوے داران حکومت و سلطنت علم حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے تھے۔ بسا اوقات وزراء امراء محل سرا کے خواجہ سرا اور لونڈی غلام خلافت مآب پر غالب ہو جاتے تھے اور وہی امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کے مالک ہوتے تھے۔ اجنبیوں اور عجمیوں کا دخل اس درجہ سے بڑھ گیا تھا کہ ہر صیغہ کے مالک وہی تھے۔ سرزمین عرب کے پرزے بالکل نکمے اور ناکارہ تسلیم کر لئے گئے تھے۔

ہمارے اس دعوے کے لئے گزشتہ واقعات کے علاوہ ابن علقمی وزیر السلطنت اور خلیفہ مستعصم کا واقعہ کافی طور سے شہادت دے رہا تھا اگر مسلمانوں کا ہر فرد اپنے کو اسلام کا جاں نثار سپاہی اور ہر جاں باز سپاہی اپنے کو امیر و خلیفہ سمجھتا اور ان اصول کے مسلمان پابند رہتے۔ جنہیں شارع اور ان کے متبعین خلفاء نے جاری کیا تھا جیسا کہ دور خلافت راشدہ میں تھا۔ تو اسلام کو اس روز بد کے دیکھنے کی نوبت نہ آتی اور نہ مسلمانوں کی حکومت زوال پزیر ہوتی یہی اصول تھا جن کے ترک کرنے سے اسلام اور مسلمانوں پر ضعف اور کمزوری طاری ہوئی اور غیر اقوام نے ان کی اس کمزوری سے کامیابی حاصل کی۔

اس قدر تقریر کرنے کے بعد ہم ان لوگوں کی اجمالی فہرست درج کرتے ہیں جنہوں نے عہد خلافت عباسیہ میں یہ دعویداری امامت و امارت علم مخالفت بلند کیا تھا اور حکومت و سلطنت اسلامیہ کی بربادی کے باعث ہوئے۔

زمانہ خروج	مقام خروج	نام	کیفیت
۱۳۵ھ عہد خلافت منصور	حران	عبداللہ بن علی عباسی	امیر ہونے کی نوبت نہیں آئی ۱۴۹ھ میں مارے گئے۔
۱۴۵ھ عہد خلافت منصور عباسی	مدینہ منورہ	محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی ابن ابی طالب الملقب بہ مہدی و نفس ذکیہ	۱۴۵ھ میں مارے گئے۔
	بصرہ	ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی ابی طالب	بصرہ اور اہواز میں چند حکومت کی۔
۱۶۹ھ عہد خلافت ہادی	مدینہ منورہ	حسین بن علی بن حسن مثلث بن حسن مثنیٰ بن حسن سبط	قتل کئے گئے اور حکومت کی نوبت نہیں آئی۔
۱۷۶ھ عہد خلافت ہارون الرشید	دیلم	یحییٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسین سبط	فضل برمکی کی عاملانہ تدبیر سے مصالحت ہو گئی۔
۱۹۵ھ عہد خلافت مامون	دمشق	علی بن عبداللہ بن خالد بن یزید بن معاویہ سفیانی اموی	
۱۹۹ھ عہد خلافت مامون	کوفہ	محمد بن ابراہیم بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن بن حسین علوی معروف بہ طباطبا	اس کے مر جانے پر اس کا غلام ابوالسرایا شاہی لشکر سے لڑتا رہا متعدد لڑائیاں ہوئیں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمانہ خروج	مقام خروج	نام	کیفیت
۲۰۰ھ ۲۱۹ھ یا اس سے کچھ پہلے عہد خلافت معتصم	مکہ طالقان	محمد بن جعفر صادق بن محمد باقر بن علی زین العابدین محمد بن قاسم بن علی بن عمر بن زین العابدین	گرفتار ہو کر بغداد بھیجے گئے پھر جیل سے نکل بھاگے۔
عہد خلافت معتصم	بغداد	عباس بن مامون	جنگ کی نوبت نہیں آئی صرف بیعت کی گئی۔
۲۲۷ھ عہد خلافت واثق	اطراف فلسطین	ابو حرب یمانی ملقب بہ مبرقع اموی ہونے کا مدعی تھا	
۲۵۰ھ عہد خلافت مستعین	کوفہ	یحییٰ بن عمر بن یحییٰ بن حسین بن زید شہید علوی	۲۵۰ھ میں مارے گئے۔
۲۵۹ھ عہد خلافت معتمد	مصر	ابراہیم بن محمد یحییٰ بن عبداللہ بن محمد بن حنفیہ علوی معروف بہ ابن صوفی	بلاد صعید کے چند قصبات پر قبضہ حاصل کر لیا تھا۔
معتمد ایضاً	کوفہ رے	علی بن زید علوی حسین بن زید علوی	کوفہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ ۲۶۰ھ میں مارا گیا رے پر قابض ہو گیا موسیٰ بن بغا سے اور اس سے لڑائی ہوئی۔
۳۰۰ھ یا اس سے کچھ دنوں پیشتر عہد خلافت مقتدر	طبرستان ودیلم	حسن بن علی بن حسین بن علی بن عمر بن زین العابدین معروف بہ اطروش	صوبہ طبرستان وغیرہ پر قابض ہو گیا تھا۔

یہ اجمالی فہرست ان لوگوں کی تھی جنہوں نے وقتاً فوقتاً امارت وحکومت حاصل کرنے کی غرض سے خروج کیا تھا مگر بہت ہی جلد حکومت کی طرف سے ان کا استیصال ہو گیا تھا۔ اگر انتخاب میں میری نظری نے غلطی کی ہو اور کچھ لوگ اس فہرست میں شامل کرنے سے باقی رہ گئے ہوں تو مجھے اُمید ہے کہ آپ معاف کر دیں گے باقی رہ گئے وہ لوگ جنہوں نے خلافت عباسیہ سے علیحدہ اپنی اپنی حکومت قائم کر لی تھی۔ انہیں میں نے فہرست میں داخل نہیں کیا علامہ مؤرخ نے ان لوگوں کے حالات کو جدا جدا تحریر کیا ہے۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۲۲

امیرانِ اندلس

قدیم اندلس اور گاتھ اندلس بحیرہ روم کے شمالی کنارہ پر مغرب کی جانب واقع ہے اسے عرب اندلوسیہ عظمیٰ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ یہاں پر فرانس کا ایک گروہ رہتا تھا ان میں سے زیادہ تر سخت اور کثیر التعداد جلالقہ تھے۔ لیکن قوط (گاتھ) نے اسلام سے دو برس پہلے لاطینیوں سے متعدد لڑائیاں لڑ کر اس خطہ پر قبضہ حاصل کر لیا تھا۔ انہیں لڑائیوں میں قوط (گاتھ) نے رومہ پر محاصرہ کیا تھا۔ اہل رومہ نے صلح کا پیام دیا اور آخر کار اس امر پر مصالحت ہوگئی کہ گاتھ اندلس کو واپس چلے جائیں چنانچہ ان لوگوں نے اس ملک کی طرف رخ کیا اور قابض ہو گئے پھر جب رومیوں اور لاطینیوں نے لیلہ نصرانیہ کو لے لیا۔ تو دوسری طرف سے مغرب میں فرانسیسی بہادر بھی گھس پڑے اس وقت گاتھ کے قبضہ اقتدار میں یہاں کی زمام حکومت تھی۔ گاتھ نے ان تعلقات سے عیسائی مذہب اختیار کر لیا۔

لرزیق (راڈرک) شاہان گاتھ کا دارالسلطنت طلیطلہ (ٹولیڈو) میں تھا اور اکثر[1] اور قرطبہ ماردہ اور اشبیلیہ کے درمیان تھے۔ اسی حالت سے گاتھ نے تقریباً چار سو برس حکمرانی کی حتیٰ کہ آفتاب اسلام کی روشنی سے تمام عالم منور ہو گیا اور اس کی فتح مند فوجیں بحر ظلمات اور سواحل افریقیہ پر لہراتی نظر آنے لگیں۔ اس وقت یہاں کا بادشاہ لرزیق (راڈرک) تھا یہ لقب یہاں کے بادشاہوں کا تھا جیسا کہ جرجیر ملوک صقلیہ کا خطاب تھا۔ گاتھ کا نسب اور ان کی حکومت کے واقعات ہم اوپر بیان کر آئے ہیں بحیرہ روم کے جنوبی ساحل کے اس پار بھی گاتھ ہی کا قبضہ تھا۔ جس کے حدود ادھر طنجہ سے اُدھر بلاد بربر سے ملے ہوئے تھے۔ بربریوں کا بادشاہ جو اس صوبہ پر ان دنوں حکمرانی کر رہا تھا جسے عرب جبال غمارہ سے تعبیر کرتا ہا۔ بلیان[2] نامی ایک شخص تھا یہ شخص انہی کے مذہب کا پابند اور انہی کا ماتحت تھا۔ موسیٰ بن نصیر سردار عرب خلیفہ ولید بن عبدالملک اموی کی جانب سے افریقہ کی گورنری پر تھا۔ اس کا دارالحکومت قیروان تھا۔ جیسا کہ اسلامیہ نے اس نامور گورنر کی ماتحتی میں المغرب الاقصیٰ کے اکثر شہروں کو فتح کر لیا ان کی فتوحات کا سیلاب بڑھتے بڑھتے جبال طنجہ سے گزر کر بحیرہ زقاق تک پہنچ گیا تھا۔ صرف ایک قلعہ جبال غمارہ کا جس پر بلیان حکمرانی کر رہا تھا۔ مسلمانوں کے مقابلہ پر اڑا ہوا لڑ رہا تھا۔

راڈرک اور فلورنڈا: گورنر افریقہ موسیٰ بن نصیر بلیان سے علم حکومت اسلامیہ کی اطاعت قبول کر لینے کا نامہ و پیام کر رہا تھا

---

[1] اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے۔ من مترجم۔

[2] بلیوان کا نام جولین تھا صوبہ سبونا (سبطہ) کا یہ گورنر تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اپنے آزاد غلام طارق بن زیاد لیتی کو طنجہ کی حکومت پر مامور کر دیا تھا۔ اتفاق سے انہی ایام میں بلیان اور لرزیق بادشاہ گاتھ میں چشمک پیدا ہوگئی تھی۔ سبب یہ ہوا کہ لرزیق نے بلیان کی بیٹی (فلورنڈا) کی عصمت پر اپنے محل سرا میں حملہ کر کے اس کی پاک دامنی کو اپنی ہوا و ہوس اور شہوت پرستی اور عیش پسند طبیعت کا شکار بنا ڈالا تھا۔ اس وقت اسپین کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں کا یہ دستور تھا کہ اپنے بچوں کو دربار شاہی میں آداب بزم و تہذیب سیکھنے کی غرض سے بھیج دیا کرتے تھے۔ چنانچہ بلیان نے اسی دستور کے مطابق اپنی بیٹی (فلورنڈا) کو طلیطلہ (ٹولیڈو) بھیج دیا تھا۔ بلیان کو اس شرمناک خبر کے سننے سے سخت برہمی پیدا ہوگئی فوراً سامان سفر درست کر کے دربار شاہی کو روانہ ہوا اور وہاں پہنچ کر لرزیق سے ملاقات کی اور مع اپنی مظلومہ بیٹی کے اپنے دارالحکومت واپس آیا واپس ہوتے ہی طارق سے ملاقات کی جس کے ساتھ بارہا تیغ و سپر ہو چکا تھا اور اسے گاتھ کے سرسبز و شاداب ملک کی راہوں سے واقف کر کے اس قدر شوق دلایا کہ عربی جرنیل کے منہ میں پانی بھر آیا۔

طارق بن زیاد کی فتوحات: طارق نے فرصت اور موقع پا کر ۹۲ھ ۷۱۰ء میں اپنے امیر موسیٰ بن نصیر سے اجازت حاصل کی اور تین سو عربی سپاہ کی جمعیت سے دریا عبور کر کے سواحل اندلس پر حملہ آور ہوا۔ طارق کے ہمراہ تین سو عربی فوج کے علاوہ تقریباً دس ہزار بربری فوج بھی تھی۔ طارق نے ان کو بھی فوجی لباس پہنا کر ایک خاصہ لشکر بنا لیا تھا اور فتحمندی کا جھنڈا لئے ہوئے جبل الفتح (لائنز زاک یا قلعۃ الاسد) موسوم بہ جبل الطارق (جبرالٹر) تک پہنچ گیا۔ دوسری جانب طریف بن مالک نخعی ممالک اندلس میں گھس کر تاخت و تاراج اور لوٹ مار کرتا ہوا اس مقام تک پہنچا۔ جسے اب اس کے نام کی مناسبت سے شہر طاریفا کہتے ہیں۔ ان مقامات کے فتح ہونے کے بعد اندلس کے اندرونی حصوں کی طرف عساکر اسلامیہ نے رُخ کیا۔ لرزیق کو اس کی خبر لگی تو اس نے عجم کے مختلف گروہوں اور عیسائیوں کو جمع کر کے چالیس ہزار کی جمعیت سے عساکر اسلامیہ سے لڑنے کے لئے نکلا دونوں فوجوں کا ایک وادی میں جسے عربی مؤرخ[1] بکا کہتے ہیں مقابلہ ہوا۔ مسلمانوں کو اس معرکہ میں کامیابی ہوئی بہت بڑی غنیمت ہاتھ آئی بے شمار لونڈی غلام کے مالک ہوئے طارق نے فتح کا بشارت نامہ معہ مال غنیمت اپنے گورنر موسیٰ بن نصیر کی خدمت میں روانہ کیا۔

موسیٰ بن نصیر کی اندلس پر فوج کشی: موسیٰ بن نصیر کو طارق کی اس غیر متوقع فتح یابی اور ناموری سے رشک پیدا ہوا ایک باضابطہ فرمان لکھ بھیجا کہ "چونکہ تم بغیر اجازت کے ملکِ غیر میں گھسے جاتے ہو۔ لہٰذا جہاں تک تم پہنچ گئے ہو رک جاؤ اور جب تک میں نہ پہنچ جاؤں آگے نہ بڑھو" اور اپنی جگہ قیروان میں اپنے بیٹے عبداللہ کو مامور کر کے ۹۳ھ ۷۱۱ء میں ایک عظیم لشکر کے ساتھ ممالک ہسپانیہ کے سر کرنے کے لئے کوچ کیا۔ اس مہم میں حسین بن ابی عبداللہ المہدی فہری اور عرب کے مشہور مشہور دلاور آزاد غلام اور بربر کے مشہور مشہور نبرد آزما شریک تھے۔ چنانچہ موسیٰ بن نصیر نے خلیج زقاق کو طنجہ اور جزیرہ خضرا کے درمیان عبور کر کے اندلوسیہ عظمیٰ میں قدم رکھا۔ طارق نے اپنے گورنر سے ملاقات کی اور مطیع و منقاد ہو کر اس کی ماتحتی میں ممالک ہسپانیہ کو سر کرتا رہا۔ حتیٰ کہ موسیٰ بن نصیر نے فتح کی تکمیل کی اور اندلس کو شرقاً برشلونہ تک اوسطاً اربونہ تک غرباً صنم قادس تک فتح کر لیا۔ تمام ممالک ہسپانیہ کو زیر و زبر کر کے بہت سا مال غنیمت جمع کیا اور مشرق کی طرف سے قسطنطنیہ کو سر کرتا ہوا ملک

---

[1] وادی بکا وادی لیت کے متصل بہتا ہے اور پچھلا دریا اس طریفا نگر کے پاس ہو کر سٹریٹ کو جاتا ہے۔ تاریخ اسپین صفحہ ۱۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شام میں داخل ہونے اور ان ممالک کے درمیان میں جس قدر عجمیوں اور نصرانیوں کے ممالک تھے۔ ان کو تاخت و تاراج اور فتح کر کے دارالخلافت میں حاضری کا ارادہ کیا تھا۔

موسیٰ بن نصیر کی واپسی: رفتہ رفتہ دربار خلافت تک یہ خبر پہنچی۔ خلیفہ ولید کو مسلمانوں کا دارالسلام سے اس قدر دور دراز نکل جانا اور دارالکفر میں جا کر اس قدر منہمک ہونا شاق گزرا موسیٰ بن نصیر کو تہدید آموز فرمان لکھا اور واپس آنے کی سخت تاکید کی اور اس سے موسیٰ بن نصیر نے ارادہ فتح کر دیا اور ملک ہسپانیہ کا نظم و نسق و سرحدی مقامات کی حفاظت پر فوجیں مامور کر کے لوٹ کھڑا ہوا۔

عبدالعزیز بن موسیٰ: روانگی کے وقت اپنے بیٹے عبدالعزیز کو بلاد ہسپانیہ میں دشمنان اسلام پر جہاد کرنے کی ہدایت کی عنان حکومت و انتظام بھی اسی کے سپرد کیا اور قرطبہ میں قیام کرنے کا حکم دیا۔ عبدالعزیز نے قرطبہ کو اپنا دارالامارت قرار دیا ۹۵ھ میں موسیٰ بن نصیر قیروان میں داخل ہوا اس کے بعد ۹۶ھ میں مال غنیمت اور خزائن وغیرہ کے ساتھ دارالخلافت دمشق کی جانب روانہ ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مال کے علاوہ جو ملک اندلس سے ہاتھ آیا تھا۔ تیس ہزار سوار غلامی کے حلقہ میں تھے۔ افریقہ میں اس نے اپنی جگہ اپنے بیٹے عبداللہ کو متعین کیا تھا۔ جس وقت موسیٰ بن نصیر دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ خلیفہ سلیمان نے اس کی جرأت اور مسلمانوں کو خطرہ میں ڈالنے پر ڈانٹ ڈپٹ کی اور اس کی کارگزاری کا ذرہ برابر پاس نہ کیا۔

عبدالعزیز کا قتل: اس واقعہ کے دو برس بعد عسا کر اسلامیہ اندلس نے سلیمان کی پشت پناہی سے عبدالعزیز بن موسیٰ بن نصیر کو قتل کر ڈالا ایوب بن حبیب لخمی ہمشیرزادہ موسیٰ بن نصیر کو حکومت اندلس پر مامور کیا گیا۔ عبدالعزیز نیک مزاج' فاضل اور جواں مرد تھا۔ اس کے زمانہ حکومت میں بہت سے شہر فتح ہوئے ایوب نے چھ ماہ حکومت کی اس کے بعد گورنران عرب اندلس میں حکمرانی کرنے کو آتے رہے۔ گاہے دربار خلافت کی جانب سے اور گاہے گورنر قیروان کی جانب سے۔

گاتھ قوم اور قبیلہ جلابقہ کی امارت کا خاتمہ: ان اسلامی گورنروں نے اوقات مختلفہ میں ملک اندلس کو اس سرے سے اس سرے تک فتح کر لیا اور تمام جزیرہ نما اندلس کو چھان ڈالا شرق میں برشلونہ اور بشتالہ کے قلعوں پر بھی قابض ہو گئے تھے۔ وسط میں بسایطہ کو دبا لیا تھا۔ غرض رفتہ رفتہ قوم گاتھ اور جلابقہ کا گروہ معدوم ہو گیا۔ ان کی حکومت صفحہ دنیا سے مٹ گئی۔ کچھ لوگ جو اسلامی دلاوروں کی تلواروں سے بچ گئے تھے۔ وہ جبال فشالہ اور اربونہ اور سرحدی پہاڑوں کے دروں میں جا کے پناہ گزیں ہو گئے تھے اور اس طرح لشکر اسلام برشلونہ کی پرلی جانب بھی جزیرہ نما اندلس کی سرحد سے نکل کر فرانس کے مقبوضات میں داخل ہو رہا تھا اور اپنی فتح یابی کی موجوں سے کفار کی دیواروں کو ہلائے ڈالتا تھا۔ انہی واقعات کے اثناء میں کبھی کبھی عربی سپاہ مقیم اندلس میں اختلاف و جھگڑا بھی پیدا ہو جاتا تھا۔ اس سے دشمنان اسلام کو موقع مل جاتا تھا۔ اہل فرانس ان ممالک کو مسلمانوں کے قبضہ سے نکال لیتے تھے جنہیں لشکر اسلام نے بہ زور تیغ ان سے چھین لیا تھا۔

سمح بن مالک خولانی: سلیمان بن عبدالملک کے گورنر افریقہ محمد بن یزید کو جب عبدالعزیز بن موسیٰ بن نصیر کے مارے جانے کی خبر ہوئی تو اس نے حرب بن عبدالرحمٰن بن عثمان کو سند حکومت اندلس عنایت کر کے روانہ کیا..... چنانچہ حرب اندلس میں پہنچ کر ایوب بن حبیب کو حکومت سے معزول کر کے خود حکمرانی کرنے لگا۔ دو برس آٹھ ماہ اس نے حکمرانی کی اس کے بعد خلیفہ عمر بن عبدالعزیز

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اندلس کی حکومت پر تخم بن مالک خولانی کو سرصدی ہجری میں مامور کیا اور اندلس کے مالیہ سے پانچواں حصہ لینے کا حکم دیا چنانچہ تخم نے اس کی تعمیل کی اور قرطبہ کا پل تعمیر کرایا۔ اس کے بعد ۱۰۲ھ میں ممالک فرانس پر جہاد کی غرض سے فوجیں مرتب کیں اور نہایت مردانگی سے حملہ آور ہوا' اتفاق یہ کہ تخم اس معرکہ میں شہید ہو گیا۔

عبیدہ بن عبدالرحمٰن: اہل اندلس نے اس کی جگہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ خافقی کو اپنا امیر بنالیا۔ حتیٰ کہ عنبسہ بن شجم کلبی یزید بن مسلم گورنر افریقہ کی جانب سے امیر اندلس ہو کر آیا۔ پھر عنبسہ کے قتل کے بعد اہل اندلس کی درخواست پر یحییٰ بن سلمہ کلبی کو حنظلہ بن صفوان کلبی والیٔ افریقہ نے روانہ کیا۔ ۱۰۷ھ میں یحییٰ بن سلمہ اندلس میں داخل ہوا۔ ڈھائی برس حکمرانی کی اس نے اپنے زمانے حکومت میں کوئی جہاد نہیں کیا۔ بعد ازاں عثمان بن ابی عبیدہ ابن عبدالرحمٰن سلمٰی گورنر افریقہ کی طرف سے والیٔ اندلس ہو کر آیا۔ پھر پانچ مہینے بعد حذیفہ بن احوص قیسی کو بھیج کر عبیدہ کو معزول کیا۔ عبیدہ نے ۱۱۰ھ کو پورا کیا۔ کہا جاتا ہے کہ حکومت کے دو برس بعد اسے بھی معزول کر دیا گیا۔ مؤرخین اس میں اختلاف کرتے ہیں کہ آیا عثمان سے پہلے حذیفہ یا حذیفہ سے پیشتر عثمان آیا تھا۔ بہرکیف اس کے بعد ہشیم بن عبید کلابی محرم ۱۱۱ھ میں عبیدہ بن عبدالرحمٰن گورنر افریقہ کی طرف سے والیٔ اندلس ہو کر آیا اس نے سرزمین مقرشہ پر جہاد کیا اور بزور تیغ اسے فتح کر کے دس مہینہ تک وہیں ٹھہرا رہا۔ اپنی حکومت کے دو برس بعد ۱۱۳ھ میں اس نے وفات پائی۔

عبیداللہ بن حجاب: بعدہ عبیداللہ بن حجاب گورنر افریقہ کی طرف سے ملک اندلس میں داخل ہوا ۱۱۳ھ میں فرانس پر جہاد کیا بڑے بڑے نمایاں کام کئے۔ دو برس حکومت کی واخذیؒ نے لکھا ہے کہ چار برس حکومت اندلس پر رہا۔ یہ ظالم' سخت گیر اور رعب داب والا شخص تھا۔ ۱۱۵ھ میں سرزمین شبکنش پر جہاد کیا اور کمال مردانگی سے ان پر حملہ آور ہوا اس لڑائی میں بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا پھر ۱۱۶ھ میں یہ معزول کر دیا گیا۔

عقبہ بن حجاج سلولی: اس کی جگہ عبیداللہ بن حجاب گورنر افریقہ کی جانب سے عقبہ بن حجاج سلولی حکومت اندلس پر مامور ہوا۔ ۱۱۷ھ میں اندلس پہنچا۔ پانچ برس تک نہایت نیک سیرتی' فتح مندی اور کافروں پر جہاد کرنے کے ساتھ حکمرانی کرتا رہا۔ اسلامی فتوحات کا سیلاب اس کے زمانہ حکمرانی میں ارمونہ تک پہنچ گیا تھا۔ اسلامیوں کی بود باش نہر دودنہ تک پھیلی ہوئی تھی۔

عبدالملک بن قطن فہری: اس کے بعد عبدالملک بن قطن فہری نے ۱۲۱ھ میں امارت اندلس کا دعویٰ کیا اور عقبہ کو کرسی امارت سے اتار کر مار ڈالا بیان کیا جاتا ہے کہ عبدالملک نے عقبہ کو اندلس سے نکال کر عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی تھی حتیٰ کہ ۱۲۴ھ میں بلج بن بشر لشکر اہل شام کے ساتھ سرزمین اندلس میں داخل ہوا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے اور عبدالملک کی حکومت ختم کر کے تقریباً ایک برس حکمرانی کی۔ رازی کہتا ہے کہ اہل اندلس نے ماہ صفر ۱۲۳ھ میں عہد خلافت ہشام بن عبدالملک میں اپنے امیر عقبہ بن حجاج سے بغاوت و سرکشی کی تھی اور عبدالملک بن قطن کو اپنا امیر بنایا تھا اس حساب سے عقبہ کی حکومت کا دور چھ برس چار مہینے رہا۔ بہرکیف مقام سرقومہ ماہ صفر ۱۲۳ھ میں اس نے وفات پائی۔

بلج بن بشر: اس کے مرنے سے عبدالملک کے قدم استقلال و استحکام کے ساتھ حکومت اندلس پر جم گئے پھر بلج بن بشر اہل شام کے ساتھ کلثوم بن عیاض و بربر کے واقعہ کے بعد اندلس پہنچا۔ عبدالملک پر دفعتہً حملہ کر کے مار ڈالا۔ اس سے فہریوں کا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جتھ دب کر ایک طرف ہو گیا۔ مگر در پردہ اپنی قوتوں کو فراہم اور اپنی گزری ہوئی حالتوں کو درست کرتے رہے۔ حتیٰ کہ سب کے سب جمع ہو کر بلج بن بشر سے لڑنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے عبدالملک بن قطن کے خون کا بدلہ لینے کے لئے میدان جنگ میں آ گئے۔ اس وقت فہریوں پر عبدالملک کے دونوں بیٹے قطن اور امیہ حکمرانی کر رہے تھے۔ اس معرکہ میں اتفاق سے فہریوں کو شکست ہوئی۔ مگر بلج بن بشر بھی انہی لڑائیوں کی نذر ہو گیا۔ یہ واقعہ ۱۲۴ھ کا ہے جبکہ بلج کی حکومت کو تقریباً ایک برس گزر چکا تھا۔ بلج کے بعد حکومت اندلس پر ثعلبہ بن سلامی جذامی وغالب ہوا۔ فہریوں نے اس سے بھی کنارہ کشی کی اور اس کے علم حکومت سے منحرف رہے۔ دو برس اس نے نہایت عدل وانصاف کے ساتھ امارت کی۔ آخر کار یمانی قبائل والوں نے مخالفت شروع کی جس سے اس کی حکومت کی مشین کے پرزے ڈھیلے پڑ گئے۔ فتنہ وفساد کی گرم بازاری ہو گئی۔

ابوالخطاب حسام بن ضرار: اسی اثناء میں حنظلہ بن صفوان گورنر افریقہ کی طرف سے ابوالخطاب حسام بن ضرار کلبی والیٔ اندلس ہو کر براہ دریا تونس سے ۱۲۵ھ میں اندلس آیا اہل اندلس نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔ ثعلبہ ابن سعد اور پسران عبدالملک اس سے ملنے آئے ابوالخطاب ان لوگوں سے بعزت واحترام پیش آیا۔ استقلال کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔ یہ نہایت شجاع کریم صاحب الرائے اور عالی حوصلہ تھا۔ اس کے عہد حکمرانی میں اہل شام اس کثرت سے آئے کہ قرطبہ جیسا وسیع شہر ان کے لئے کافی نہ ہوا۔ ابوالخطاب نے ان لوگوں کو مختلف شہروں میں آباد ہونے کے لئے بھیج دیا۔ اہل دمشق کو مشابہت کی وجہ سے بیرہ (گرے ناڈیا) میں ٹھہرایا اور دمشق کے نام سے موسوم کیا۔ اہل حمص کو اشبیلیہ میں آباد کیا اور آب و ہوا کی مناسبت سے اس کا نام حمص رکھا۔ اہل قنسرین کو حسان میں قیام کرنے کا حکم دیا اور قنسرین کے نام سے اسے موسوم کیا۔ اہل اردن کو ریہ یعنی مالکہ میں ٹھہرایا اور اردن کے نام سے پکارے جانے کا حکم دیا اور اہل فلسطین کو شذونہ (شیڈونیا یا شریش) میں فروکش کیا اور اسے فلسطین کا خطاب دیا اور اہل مصر کے مکانات تدمیر (مرشیا) میں بنوائے اور سرسبزی وشادابی کے لحاظ سے مصر کے نام سے موسوم کیا۔ اس کے بعد ثعلبہ مشرق چلا آیا اور مروان بن محمد کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے ساتھ لڑائیوں میں شریک ہوا۔

ابوالخطاب عرب کے ایک دیہات کا رہنے والا تھا۔ مزاج میں قومی عصبیت اور طرف داری زیادہ تھی اس نے اپنے زمانہ حکمرانی میں اپنی قوم یمانیہ کی خوب طرف داری کی۔ مضریہ کو ہر کام میں دباتا گیا۔ قبیلہ قیس کو بھی زیر وزبر کیا ایک روز ضمیل بن حاکم بن شمر بن ذی الجوشن سردار قیسیہ کو جو کہ بلج کے ہوا خواہوں سے تھا کسی خاص کام پر مامور کیا۔ ضمیل منہ پر رومال ڈالے ہوئے اٹھا ایک حاجب نے جو قصر امارت کے باہر کھڑا ہوا تھا۔ بول اٹھا ''اے ابوالجوشن اپنے عمامہ کو درست کر لو''۔ ضمیل یہ جواب دیتا ہوا کہ اگر میری قوم چاہے گی تو اسے درست کرے گی چلا گیا۔ کچھ دن بعد اس کی قوم نے ایکا کر کے اس کہنے کے بعد مطابق ایک ہنگامہ برپا کر دیا۔ مخالفین یمانیہ سے یمانیہ کے مقابلہ پر امداد طلب کر کے لڑنے لگے۔ ابوالخطاب نے اپنے آپ کو ۱۲۸ھ میں اپنی حکومت کے چار برس نو ماہ بعد حکومت اندلس سے علیحدہ کر لیا۔

ثعلبہ بن سلامہ جذامی: تب اس کی جگہ ثعلبہ بن سلامہ جذامی والیٔ اندلس ہو کر آیا۔ اس کے زمانہ حکمرانی میں مشہور جنگ کی آگ مشتعل ہوئی اہل اندلس نے اس معاملہ میں عبدالرحمٰن بن حبیب والیٔ افریقہ سے خط وکتابت کی عبدالرحمٰن نے آخر ماہ رجب ۱۲۹ھ میں ثعلبہ کو سند حکومت اندلس مرحمت فرما کر روانہ کیا۔ ثعلبہ نے اندلس پہنچتے ہی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضمیل اس کی امارت وحکومت کے کام کو انجام دینے لگا۔ اس نے حکمتِ عملی سے دونوں فریقوں میں مصالحت کرادی۔ دو برس حکومت کر کے مرگیا۔ اس کے بعد اہل افریقہ میں مخالفت پیدا ہوگئی۔ مشرق میں بنی امیہ کی حکومت کمزور ہو چکی تھی تاج داران خلافت امویہ آئے دن کے جھگڑوں اور بائیان دولت عباسیہ کی سازشوں کی وجہ سے اقصائے مغرب کے انتظام سے غافل ہو گئے۔

یوسف بن عبدالرحمٰن فہری اہل اندلس ایک خودمختاری اور خودسری کی حالت سے خود اپنا انتظام کرنے لگے اور مصالح ملکی و مذہبی کے انجام دینے کے لئے عبدالرحمٰن بن کثیر کو امارت کی کرسی پر بٹھایا اس کے بعد عسا کر اسلامیہ مقیم اندلس نے یہ رائے قائم کی کہ امارت اندلس مضریہ اور یمنیہ میں نصفا نصف تقسیم کر دی جائے اور ایک ایک برس دونوں لشکروں کو حکمرانی کرنے کا موقع دیا جائے۔ مضریہ نے اپنی امارت کے لئے یوسف بن عبدالرحمٰن فہری کو ۱۲۹ھ میں منتخب کیا۔ ایک برس تک یہ دارالامارت قرطبہ میں حسب قرارداد شرط حکومت کرتا رہا۔ اس کے بعد یمنیہ معاہدے کی مدت پوری ہونے پر حکمرانی کی عبا پہن کر دارالامارت میں داخل ہوئے یوسف نے یمنیہ پر موضع شقندہ مضافات قرطبہ میں جہاں پر یمنیہ اترے ہوئے تھے شب خون مارا۔ ضمیل بن حاکم قیسیہ اور مضریہ باہم گتھ گئے۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی۔ یوسف کی حکومت سرزمین اندلس میں آیا۔ آخری دور میں یوسف بن عبدالرحمٰن نے ضمیل بن حاکم کو سرقط کی حکومت پر مامور کیا تھا پس جب مشرق میں سیاہ پرچم والے (عباسیہ) ظاہر ہوئے تو حباب بن رواحہ زہری نے اندلس کی جانب کوچ کیا اور ان کی حکومت وامارت کی دعوت دینے لگا۔ ضمیل کا سرقط میں محاصرہ کیا۔ ضمیل نے یوسف سے مدد طلب کی یوسف نے بوجہ مداوت سابقہ کمک نہ بھیجی۔ قیسیہ نے امدادی فوجیں بھیجیں۔ لیکن وقت گزر گیا تھا۔ مجبوراً ضمیل نے سرقط کو خالی کر دیا۔ حباب نے سرقط پر قبضہ کرلیا اور ضمیل طلیطلہ پہنچ کر حکومت کرنے لگا۔ حتیٰ کہ عبدالرحمٰن داخل دارالاندلس ہوا جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کریں گے۔ فتح اندلس کی کیفیت علامہ مؤرخ نے جس پیرایہ اور طرز سے تحریر کی ہے اُسے آپ پڑھ آئے ہیں اور میرے نزدیک واقفیت کے لئے یہ بہت کافی ہے۔ علامہ مؤرخ نے فتح اندلس کے کسی اہم واقعہ کو نظرانداز نہیں کیا۔ جس کے لکھنے کی زحمت مترجم کا قلم گوارا کرتا مگر چونکہ آج کل لوگوں میں ناول بینی کا مذاق حد سے زیادہ پیدا ہو گیا ہے۔ اس وجہ سے جب تک کسی واقعہ کو گھٹا بڑھا کر نہ لکھو انہیں لطف نہیں آتا۔ یہ نہیں سمجھتے کہ تاریخ کو چلبلے جملوں اور پھڑکتے ہوئے فقروں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسی لحاظ سے میں آپ کی دلچسپی کے خیال سے انہی واقعات کو جنہیں آپ ابھی پڑھ چکے ہوں۔ ذرا تفصیل سے باضا ذوالحاق لکھنا چاہتا ہوں یہ جزیرہ نما جس کی سرسبزی وشادابی بے نظیر تھی۔ ایک مدت سے رومن امپائر کے قبضۂ اقتدار میں تھا۔ لیکن اسلام سے تقریباً دو سو برس پیشتر قوم گاتھ نے روما کی متزلزل گورنمنٹ کو اس صوبہ سے بے دخل کر دیا تھا اور ان کی حکومت وسلطنت کے نام و نشان کو مٹا کر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ رکھا تھا۔ گاتھ ایک وحشی ایشیائی قوم تھی۔ اس کی بہت سی شاخیں ہیں۔ ان میں سے ایک وزی گاتھ ہے۔ جس نے پانچویں صدی مسیحی میں (یعنی اسلام سے تقریباً دوسو برس پیشتر) سلطنت روما کی تہذیب اور شائستگی کو اپنے وحشیانہ حملوں سے تہ خاک کر کے صوبہ آئی بیریا (اسپین یا اندلس) پر قبضہ حاصل کرلیا تھا۔ یہ خیال رہے کہ جس قوم میں تہذیب اور شائستگی حد سے زیادہ آجاتی ہے۔ اس کی دلاوری، بہادری، مردانگی اور شجاعت میں فوراً فرق آجاتا ہے۔ رومن قوم میں جس وقت شائستگی اور تہذیب کا نام نہ تھا۔ انہیں دنوں یہ اپنی تیغ بے تیغ سے خلائق کو مسخر اور مطیع کر رہے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جوں ہی ان لوگوں میں امارت اور عیش پسندی آئی۔ بہادری نے رخصتی سلام کیا۔ اسلام میں بھی اس کی نظیر موجود ہے جب تک اہل اسلام سیدھی سادی زندگی بسر کرتے تھے۔ نیزہ اور شمشیروں کے سوا دوسری چیزوں سے نہیں کھیلتے تھے۔ اس وقت تک ان میں مذہبی جوش بھی تھا۔ یہ بہادر بھی تھے جب سے علوم وفنون کی آمد شروع ہوئی۔ امارت اور عیش پسندی سے مانوس ہوئے۔ دل جمعی کے ساتھ عیش وعشرت میں مصروف ہو گئے اور زمانہ کی حالت سے غافل ہو گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ملک گیا' دولت گئی' مذہبی جوش کا خاتمہ ہو گیا۔ صرف شیخی ہی شیخی باقی رہ گئی۔ جس زمانہ میں اندلس پر اسلامی لشکر نے قبضہ حاصل کیا تھا۔ ان دنوں اسپین میں راڈرک (لرزیق) نامی ایک بادشاہ حکمرانی کر رہا تھا۔ جس نے شاہ ڈنرا کو تخت حکومت سے اتار کر بزور و جبر حکومت حاصل کی تھی اس کا دارالسلطنت طلیطلہ (ٹولیڈو) تھا۔ اسلامی فتوحات کی موجیں ان دنوں شمالی افریقہ میں ممالک بربر کی دیواروں سے ٹکرا رہی تھیں اور اس نے قریب قریب اس کے تمام شہروں کو فتح کر لیا تھا۔ صرف ایک قلعہ سبط (سیوٹا سے) اس کے مقابلہ پر اڑا ہوا لڑ رہا تھا۔ یہ قلعہ درحقیقت شاہ یونان والی قسطنطنیہ کے زیر حکومت تھا مگر دور دراز ہونے اور مذہبی اور ملی ہمدردی کے لحاظ سے اس کی حفاظت وامداد کا ذمہ دار شاہ اسپین تھا۔ قلعہ سبطہ کے والی کا نام جولین تھا۔ جسے عربی مؤرخ بالیان کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اس سے اور شاہ اسپین راڈرک سے کچھ ان بن ہو گئی تھی چشمک کا سبب یہ ہوا کہ جولین گورنر سبطہ نے حسب دستور ملک اسپین اپنی بیٹی فلورنڈا کو آداب شاہی اور تہذیب وتربیت حاصل کرنے کی غرض سے شاہ اسپین کے دربار میں بھیج دیا تھا۔ شاہ اسپین (راڈرک) نے اس کی جگہ کہ فلورنڈا کی عصمت کو اپنی بیٹیوں کی طرح محفوظ رکھتا' اسکی پاک دامنی کو اپنی ہواؤ ہوس' عیش پرستی اور شہوت رانی کی نذر کر دیا۔ یہ ایک بہت بڑا شرمناک واقعہ تھا۔ جولین کو اس خبر کے سننے سے بے حد برہمی پیدا ہوئی۔ اول تو اس کا دل اس وجہ سے پہلے ہی صاف نہ تھا کہ راڈرک نے شاہ ڈنرا کو معزول کر کے خود عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لی تھی اور شاہ ڈنرا کی بیٹی جولین کی بیوی تھیں۔ دوسرے اس واقعہ شرمناک نے بارود خانہ میں چنگاری کا کام دے دیا۔ سامان سفر درست کر کے طلیطلہ پہنچا راڈرک سے ملاقات کی لیکن اپنے جوش انتقام اور غیض وغضب کو اس طرح چھپائے رہا کہ راڈرک کو اس کی بددلی کا احساس تک نہ ہوا۔ راڈرک سے رخصت ہو کر اپنی بیٹی کے ساتھ سبطہ واپس آیا اور یہ ٹھان لی کہ اب میں مسلمانوں سے تیغ وسپر ہرگز نہ ہوں گا۔

چنانچہ واپس آتے ہی موسیٰ بن نصیر گورنر شمالی افریقہ سے ملاقات کی یہ ولید بن عبدالملک تاجدار خلافت امویہ کی جانب سے اس صوبہ کا والی تھا۔ قیروان میں اس کا دارالامارت تھا۔ جولین نے موسیٰ بن نصیر سے اسپین کی سرسبزی' زرخیزی اور شادابی کی حکایتیں بیان کر کے یہ ظاہر کیا کہ تمہارے جانے کی دیر ہے۔ تمہارا لشکر پہنچا اور یہ ملک فتح ہوا۔ پہلے تو موسیٰ کو اس معاملہ میں پس وپیش ہوا مگر اس کے لبریز خزانوں اور شاداب زمینوں کے حالات سننے سے منہ میں پانی بھر آیا۔ انگریز مؤرخ لکھتے ہیں کہ خلیفہ دمشق سے اجازت حاصل کر کے اس کا مزاج معلوم کر کے پانچ سو آدمیوں کی جمعیت سے طارق کو ۹۲ھ ۷۱۰ء میں جولین کے چار جہازوں پر سوار کر کے سواحل اندلس پر لوٹ مار کرنے کے لئے روانہ کیا مگر عربی مؤرخوں کی تحریر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ موسیٰ بن نصیر نے خلیفہ دمشق کی رائے کے بغیر اپنی فوج کو بسرداری طارق بلادِ ہسپانیہ کی طرف روانہ کیا تھا۔ اگر انگریز مؤرخوں کا بیان صحیح ہوتا تو خلیفہ سلیمان بن عبدالملک کو ملک اندلس کی فتح یابی کا حال سننے سے خوشی کے بجائے قلق اور مسلمانوں پر افسوس نہ ہوتا اور موسیٰ کو ڈانٹ کا فرمان نہ بھیجتا اور نہ اسے گورنری شمالی افریقہ سے معزول کر کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دمشق طلب کرتا۔ بہر کیف عربوں کو بحر روم میں جہاز رانی کا یہ پہلا موقع ملا۔ طارق نے الجیر اس کو تاخت وتاراج کر کے گاتھ کی سلطنت کے حالات کو آنکھوں سے مشاہدہ کر کے تھوڑے دنوں بعد مراجعت کی ..... طارق پہلے جس مقام پر اترا تھا۔ وہ اب تک اسی کے نام سے طاریفا مشہور ہے۔ موسیٰ بن نصیر کے خیالات طریف کے بیاں سے بہت زیادہ فتح اندلس کے بابت مستحکم ہو گئے اور جولین کے قول کی اس سے تصدیق بھی ہو گئی ۹۳ھ میں موسیٰ نے دو فوجیں تیار کر کے ایک کو بسرداری طارق گاتھ کی سلطنت کے سر کرنے کے لئے روانہ کیا اور دوسرے کو بسرگروہی طریف۔ ان دونوں جرنیلوں کو ممالک ہسپانیہ میں قدم رکھتے ہی آتش جنگ مشتعل کر دی۔ طارق کے رکاب میں تین سو عرب اور تقریباً دس ہزار بربری تھے اور طریف بن ملک نخعی کے ساتھ دو سو عرب اور تقریباً سات ہزار باشندگان بربر۔ راڈرک ان کے مقابلہ پر چالیس ہزار فوج لے کر لڑنے کو آیا ہوا تھا۔ طارق پہلے لائز زاک قلتالاسد پر اترا جو اس وقت تک اس فاتح کے نام سے جبل الطارق (جبرالٹر) مشہور ہے۔ اس مقام سے قریطہ کو فتح کر کے ممالک ہسپانیہ کے اندرونی حصوں کی طرف قدم بڑھائے۔ زیادہ مسافت طے نہ کرنے پایا تھا کہ راڈرک شاہ اسپین چالیس ہزار کی جمعیت سے آ پہنچا دونوں فوجوں کا ایک چھوٹے سے دریا کے کنارے مقام وادی بریکا میں مقابلہ ہوا۔

اس موقع پر مغربی اور مشرقی مؤرخ عجیب وغریب افسانے تحریر کرتے ہیں ان میں سے ایک طلسمی گنبد ہے جسے بادشاہ ہرقل نے سمندر کے کنارے پر بنوایا تھا اور اس میں ایک طلسم رکھا تھا اور قبل از وقت اس کا راز افشاء نہ کرنے کی بے حد ممانعت کی تھی۔ چنانچہ ہر بادشاہ جو سریر آرائے مملکت ہسپانیہ ہوتا تھا۔ اپنے نام کا علیحدہ قفل دروازے پر لگا دیتا تھا۔ جب راڈرک نے عنان حکومت اندلس اپنے ہاتھ میں لی۔ تو دو بوڑھے دربار شاہی میں حاضر ہوئے اور بعد ادائے مراسم شاہانہ دروازہ گنبد پر قفل لگانے کی خواہش کی راڈرک نے مخفیات کے دریافت کرنے کا شوق پیدا ہوا ایک روز مشیروں اور بشپوں کی ممانعت کے باوجود بہت سے سوار اور پیادوں کو ہمراہ لے کر گنبد کی جانب گیا۔ قفلوں کو توڑ کر اندر داخل ہوا ایک وسیع کمرہ سے گزرتا ہوا دوسرے کمرے میں گیا اس کمرہ کے دروازے کے سامنے پیتل کی ایک خوفناک تصویر کھڑی تھی۔ ہاتھ میں ایک بھاری گرز تھا۔ دم بدم یہ تصور گرز کو زمین پر مارتی تھی۔ اس تصویر کے سینہ پر لکھا ہوا تھا کہ میں اپنا فرض منصبی ادا کر رہا ہوں۔

اس حیرت انگیز تصویر کو دیکھ کر راڈرک کا حوصلہ اور بڑھا کسی نہ کسی طرح کمرے کے اندر داخل ہوا وسط کمرہ میں ایک میز رکھی تھی۔ جس پر صندوقچہ رکھا ہوا تھا۔ اس صندوقچہ میں یہ عبارت لکھی ہوئی تھی۔ گنبد کے کل راز اس صندوقچہ میں ہیں ''بجز ایک بادشاہ کے اس کے کھولنے کی اور کسی کو جرأت نہ ہوگی۔ لیکن اسے ذرا باخبر رہنا چاہئے کیونکہ مرنے سے پہلے بہت سے عجیب وغریب واقعات دکھائی دیں گے''۔ راڈرک نے صندوقچہ کھولا تو اس میں ایک چرمی وصلی پائی جو تانبے کی دو تختیوں کے بیچ میں محفوظ تھی۔ وصلی پر گھوڑ سواروں کی تصویریں بنی تھیں۔ صفحہ کی پیشانی پر یہ عبارت لکھی تھی: ''اے بد اندیش ان لوگوں کو دیکھ جو تجھے تخت سلطنت سے اتار کر خاک مذلت پر بٹھائیں گے اور تیرے ملک پر قبضہ کریں گے''۔ وصلی پر نظر پڑتے ہی ان تصویروں میں یک بیک حرکت پیدا ہوئی اور میدان جنگ کا حقیقی فوٹو پیش نظر ہو گیا۔ جس میں مسیحی اور اسلامی دلاور لڑتے ہوئے نظر آئے اسلامی عساکر نے مسیحیوں کو پسپا کر کے اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ شکست خوردہ گروہ جو اِدھر اُدھر بھاگتا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظر آتا تھا۔ اس میں ایک جوانمرد سپاہی نظر آیا جو سر پر تاج شاہی رکھے ہوئے سفید گھوڑے پر سوار تھا۔ عین جنگ کے وقت یہ شخص گھوڑے سے نیچے گرا اور پھر کہیں اس کا پتہ نہ چلا یہ شخص اسلحہ اور لباس سے ہو بہو شاہ راڈرک معلوم ہوتا تھا۔ راڈرک اور اس کے ہمراہی اس حیرت انگیز سین کو دیکھ کر گھبرا گئے۔ سراسیمہ حواس باختہ کمرے سے باہر آئے تو نہ وہ تصویر تھی اور نہ اس کے محافظ زندہ تھے۔ علاوہ اس کے اور بہت سے بے شمار عجائبات نظر آئے۔ جس سے سلطنت اسپین کی تباہی کی خبر ملتی تھی۔ بعض عربی مؤرخین نے بھی عجیب وغریب واقعہ کو تحریر کیا ہے۔ اسپین کے متوسط زمانہ کے مؤرخوں کی تصنیفات میں اس قسم کے تعجب خیز حالات نہایت خوشی سے قلمبند کئے گئے ہیں۔

فریقین جوادی بیکا میں ایک دوسرے کے مقابلہ و جنگ پر تل رہے تھے۔ نہایت مردانگی سے میدان میں آئے اور اپنے حریف مقابل سے جنگ آزما ہوئے۔ شاہ راڈرک کے رکاب میں ٹڈی دل فوج تھی۔ جن کے مقابلہ میں اسلامی عساکر کو وہی نسبت تھی جو ایک کو دس سے ہوتی ہے۔ تاہم اسلامی جنگ آزماؤں نے آٹھ روز مسلسل لڑائی لڑ کر اپنے جوش دل اور جاں بازیوں کو ثابت کر دیا اور شاہ راڈرک کی متواتر کوششوں پر پانی پھیر دیا۔

اس تائید الٰہی اور غیبی کامیابی سے طارق کے حوصلے بڑھ گئے۔ نہایت اولوالعزمی اور ثابت قدمی سے تمام ملک اسپین کے سر کرنے کے لئے مستعد ہو گیا اور ضرورت کے مطابق سامانِ جنگ فراہم کر کے آگے بڑھا۔ موسیٰ بن نصیر گورنری افریقہ کو جس کا طارق ماتحت تھا۔ اس غیر متوقع کامیابی پر رشک پیدا ہوا باضابطہ فرمان بھیج کر طارق کو آگے بڑھنے کی ممانعت کی مگر عالی حوصلہ طارق کو اس کی ذرا بھی پروانہ ہوئی۔ اپنے رکاب کی فوج کو تین حصوں پر تقسیم کر کے تمام جزیرہ نما اسپین کو اس سرے سے اس سرے تک چھان ڈالا اور یکے بعد دیگرے تمام صوبوں اور قلعہ جات کو فتح کر لیا۔ قرطبہ کا محاصرہ اور فتح کرنے کے لئے مغیث (طارق کا سیکرٹری) سات سو آدمیوں کی جمعیت سے گیا ہوا تھا۔ قریب قرطبہ پہنچ کر شام تک اِدھر اُدھر اپنی چھوٹی سی فوج لئے ہوئے چھپا رہا۔ جوں ہی رات ہوئی شہر کی طرف بڑھا۔ اتفاق وقت سے اس وقت بارش اور اولوں کا طوفان شروع ہو گیا۔ اس نے اسلامی دلاوروں کے گھوڑوں کے سموں کی آواز تک نہ پہنچنے دی جس سے اہل قرطبہ کو ان کی آمد کی اطلاع نہ ہو سکی۔ شہر پناہ کے قریب پہنچ کر دھاوا کرنے کا موقع تلاش کرنے لگے۔ فصیل سے ملا ہوا انجیر کا درخت تھا۔ ایک مسلمان سپاہی دوڑ کر چڑھ گیا اس پر سے اچھل کر فصیل پر کود گیا۔ جھٹ پٹ اپنا عمامہ اتار کر نیچے لٹکا دیا۔ کئی مسلمان سپاہی اس عجیب وغریب کمند کے ذریعہ سے اوپر چڑھ گئے۔ اس کے بعد ان لوگوں نے نہایت ہوشیاری سے دربانوں کی مشکیں باندھ لیں اور شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ پھر کیا تھا اسلامی رسالہ شہر میں گھس پڑا اور بات کی بات میں شہر کو فتح کر لیا۔ گورنر اور تمام باشندگان شہر نے ایک گرجا میں جا کر پناہ لی۔ تین ماہ تک سواران اسلام ان کا محاصرہ کئے ہوئے لڑتے رہے بالآخر ان محصورین نے بھی سر جھکا دئے۔ فتح قرطبہ نے عیسائیوں کی کمر ہمت اور توڑ دی۔ طارق فتح مندی کا جھنڈا لئے ہوئے جس طرف رُخ کرتا تھا کامیابی اور نصرت دوڑ کر رکاب چوم لیتی تھی۔ آرکی ڈونا بلا جدوجہد فتح ہو گیا۔ تمام باشندے بھاگ کر پہاڑوں میں جا چھپے۔ مالاگا اور الویرا کو حملہ کر کے عیسائیوں سے چھین لیا۔ اب صرف مرشیا کے پہاڑی درے باقی رہ گئے تھے۔ جو تدمیر کی واقف کاری اور ہوشیاری کی وجہ سے حملہ آور کے ہاتھوں سے محفوظ تھے۔ آخر کار عساکر اسلامیہ اور تدمیر کے کھلے میدان میں نبرد آزما ہونے کی نوبت آئی۔ میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ تدمیر اپنے ایک نوعمر غلام کے ساتھ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھاگ کر شہر اوری ہیولا میں جا کر پناہ گزیں ہوا اسلامی لشکر بھی تعاقب کرتا ہوا اس شہر تک پہنچ گیا۔ اس وقت مرشیا میں عورتوں اور بوڑھوں بچوں کے سوا کوئی جوان باقی نہ رہا تھا۔ تدمیر کو اس موقع پر غضب کی سوجھی اس نے تمام عورتوں کو مردانہ لباس پہنایا۔ سر پر خود رکھا نیزہ کے بجائے ڈنڈوں اور دیگر ضروری نمائشی اسلحہ جنگ سے آراستہ کیا۔ سر کے بالوں کو بیچ دے کر زنخدان کے نیچے اس طرح لٹکایا کہ دور سے دیکھنے والوں کو داڑھی معلوم ہوتی تھی۔ اس مصنوعی فوج کو تدمیر نے فصیل شہر کی حفاظت پر مامور کیا۔ اسلامی لشکر کو اس کا شعور نہ ہوا۔ کہ یہ کس قسم کی فوج ہے۔ حملہ کی تدبیریں سوچنے لگا۔ تدمیر نے یہ احساس کر کے کہ میری تدبیر کارگر ہوگئی فوراً اپنے نوعمر غلام کو ایلچیوں کا لباس پہنایا اور خود صلح کا جھنڈا لئے ہوئے مصالحت کرنے کے لئے شہر سے باہر آیا۔ رفتہ رفتہ لشکر اسلام تک پہنچا۔ عربی سپہ سالار نے اسے ایلچی سمجھ کر نہایت تپاک اور احترام سے استقبال کیا۔ ملاطفت اور نرمی سے باہم گفتگو ہونے لگی۔ تدمیر بولا ''میں اپنے حکمران کی طرف سے آپ سے شرائط صلح طے کرنے کو آیا ہوں جن کا قبول و منظور کرنا آپ کی عالی حوصلگی اور مردانگی سے بعید نہیں ہے۔ ہمارے رحم دل صلح پسند حاکم کو خونریزی منظور نہیں ہے۔ اگر آپ وعدہ فرمالیں کہ اہل شہر کو ان کے مال و اسباب کے ساتھ نکل جانے دیں تو کل صبح شہر آپ کے حوالے کر دیا جائے۔ ورنہ فصیل شہر کی حفاظت اور ناکہ بندیوں کو آپ خود ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ اس شہر پر آپ کا اس وقت تک قبضہ نہ ہوگا۔ جب تک ہم میں ایک فرد بھی زندہ رہے گا''۔ مغیث کو یہ شرط پسند آئی صلح پر راضی ہو گیا۔ عہد نامہ لکھے جانے کے بعد پہلے مغیث نے دستخط کئے۔ اس کے بعد تدمیر نے عہد نامہ پر دستخط کر کے مغیث کے حوالہ کر کے کہا ''لیجئے یہ وہ ''عہد نامہ'' میں ہی اس شہر کا حاکم ہوں''۔ اس کے بعد تدمیر اپنے غلام کے ساتھ شہر واپس گیا۔ اگلے دن صبح ہوتے ہی شہر پناہ کا دروازہ کھلا۔ سب سے پہلے تدمیر اپنے چند غلاموں کے ساتھ نکلا۔ ان کے پیچھے بوڑھوں' عورتوں اور بچوں کا جھنڈ ابر آمد ہوا۔ مغیث کو بے حد تعجب ہوا متحیر ہو کر تدمیر سے دریافت کیا ''آپ کے وہ سپاہی کہاں ہیں جو فصیل کی حفاظت پر تھے''۔ تدمیر نے جواب دیا ''میرے پاس سپاہی کہاں باقی رہ گئے تھے جن کے ذریعہ سے میں نے شہر کی حفاظت کی تھی وہ یہی عورتیں اور بوڑھے مرد ہیں''۔ مغیث کو تدمیر کی اس ہوشیاری اور دلیرانہ کارروائی سے بے حد تعجب ہوا اور اس درجہ اسے مسرت ہوئی کہ اس نے اپنے مغلوب دشمن کو مرشیا کا گورنر مقرر کر دیا۔ چنانچہ آج تک صوبہ اسی کے نام کی مناسبت سے ''تہوڈیمیر لینڈ'' کہا جاتا ہے۔

اس وقت طارق سرزمین اندلس کو تاراج کرتا ہوا سرداران گاتھ کے تعاقب و جستجو میں ٹولیڈو (طلیطلہ) تک پہنچ گیا تھا۔ مگر ٹولیڈو میں صرف وہی لوگ باقی رہ گئے تھے۔ جنہیں مسلمانوں سے تعلق اور ارتباط پیدا ہو گیا تھا۔ مثلاً کونٹ جولین (بالیاں) گورنر سبطہ اور ''شاہ ڈنزا'' سابق حکمران ہسپانیہ کا رشتہ دار طارق نے ان لوگوں کو عہدہائے جلیلہ عنایت کئے سردارانِ گاتھ جن کی جستجو میں طارق خاک چھان رہا تھا وہ لوگ آسٹریا کے پہاڑوں میں جا کر پناہ گزیں ہو گئے تھے۔ اس وجہ سے ہاتھ نہ آئے۔

طارق نے ممالک ہسپانیہ کے تقریباً تمام شہروں کو سر کر لیا تھا اور جو اِدھر اُدھر دو چار صوبے باقی رہ گئے تھے۔ وہ بھی فتح ہونے کے قریب تھے کہ اس اثناء میں موسیٰ بن نصیر گورنر افریقہ نے جسے طارق کی یہ غیر متوقع کامیابیاں پسند نہ آئی تھیں۔ اس ناموری اور فتح یابی میں حصہ لینے کی غرض سے اٹھا۔ وہ ہزار عربی سپاہ کی جمعیت سے اسٹریٹ کو ۱۲ھ کے موسم گرما میں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبور کیا۔ کارموتا' سیوائیل اور میریدا کے میدانوں کو بزور تیغ جنگ سر کر لیا جس سے اسپین کا سارا ملک اس سرے سے اس سرے تک مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا اور اُس خلیفہ اسلام کی وسیع اور بسیط سلطنت کا یہ ایک صوبہ بن گیا جس کا مرکز حکومت دمشق میں تھا۔

موسیٰ بن نصیر گورنر افریقہ کے دل میں فتح اسپین کے بعد فتح یورپ کی آرزو پیدا ہوئی مگر افسوس ہے کہ خلیفہ دمشق کی طلبی پر وہ اپنی اس آرزو کو پورا نہ کر سکا۔ تاہم اس کے چلے جانے پر عساکر اسلامیہ نے یورپ کی طرف قدم بڑھائے۔ چنانچہ ۱۱۹ھ کے اوائل میں گال کے جنوبی حصے پر جو سپٹی جونیا کے نام سے مشہور تھا۔ قبضہ کر کے کرکالون اور تیریون کو بھی اپنے دائرہ حکومت میں داخل کر لیا۔ اس کے بعد برگنڈی' اور ایکوئی ٹینا پر حملہ کیا۔ ایوڈیز ڈیوک آف ایکوئی ٹینا مقابلہ پر آیا۔ اتفاق سے اس معرکہ میں مسلمانوں کو شکست ہوئی مگر اس شکست سے ان کی جوانمردی میں ذرہ برابر فرق نہ آیا۔ سامان جنگ درست اور سپاہ کو مرتب کر کے مسلمانوں نے پھر ملک مغرب پر چڑھائی کی۔ بیون کو لوٹ لیا۔ قوم سن پر خراج قائم کیا۔ ۱۱۳ھ میں ایوگنن پر قابض ہوئے۔

ناربون کے جدید حکمران عبدالرحمٰن نے فوجیں فراہم کر کے پھر ایکوئی ٹینا پر چڑھائی کی۔ دریائے گارون پر اس سے اور ایوڈیز سے مقابلہ ہوا۔ عساکر اسلامیہ نے ایوڈیز کو شکست فاش دے کر ٹوورز کی جانب قدم بڑھایا چارلس بیکن شاہ فرانس' بادشاہ لوتھاریہ کی حمایت پر کمربستہ ہو کر میدان میں آیا دونوں فریق کا پواکٹرز اور ٹوورز کے درمیان مقابلہ ہوا۔ یہ بہت بڑی لڑائی تھی۔ اس سے بڑے بڑے نتائج پیدا ہونے والے تھے۔ اگر عساکر اسلامیہ کو اس معرکہ میں کامیابی ہو گئی ہوتی تو تمام یورپ میں آواز جرس کی جگہ اذان کی آواز گونجتی ہوتی۔ چارلس اور اس کی فرانسیسی فوج نے مسلمانوں کی ترقی کو اسی معرکہ سے روک دیا۔ چھ دن تک معمولی اور چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوتی رہیں۔ ساتویں دن چارلس خود حملہ آور ہوا۔ مسلمانوں کے پاؤں میدان جنگ سے ڈگمگا گئے۔ اسلامی فوج کا کثیر حصہ کام آ گیا۔ اس واقعہ سے پھر مسلمانوں کو ممالک فرانس کی طرف قدم بڑھانے کا شوق پیدا نہ ہوا۔ والله يفعل ما يشاء انتهىٰ كلام المترجم. لمخصامن الطبری و تاریخ ابو الفداء والکامل الاثیر و کتاب نفخ الطیب وغیرها من کتب تواریخ الانگلشید.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۲۴

امارت بنوامیہ

امیر عبدالرحمٰن الداخل ۱۳۸ھ تا ۱۷۱ھ

عبدالرحمٰن بن معاویہ کا فرار: جس وقت خاندان خلافت امویہ پر مشرق میں وہ مصائب جوان پر نازل ہونے والے تھے نازل ہوئے' دعوے داران خلافت بنوعباس نے حکمت عملی سے انہیں مغلوب کر کے کرسی خلافت سے اتار دیا' اس خاندان کے آخری خلیفہ مروان بن محمد بن مروان بن حکم کو ۱۳۲ھ میں قتل کر کے تخت حکومت پر خود جلوہ افروز ہوئے۔ ڈھونڈ ڈھونڈ کر اس خاندان کے ممبروں کو قتل کرنے لگے خاندان امیہ کے باقی ماندہ دو چار ممبر جو اس عام خونریزی سے بچ گئے تھے وہ بخوف جان اِدھر اُدھر اور دور دراز ملکوں کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے۔ ان لوگوں میں سے جو اس طوفان بے تمیزی سے جان بر ہو کر نکل بھاگے تھے' عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک نامی ایک شخص اسی معزول شدہ خاندان امارت کا ایک ممبر تھا۔ اس واقعہ سے قبل اس کی قوم' ملک مغرب میں اس کی بادشاہت کی منتظر تھی اور اس میں حکومت کرنے کی ایسی علامات محسوس کرتی تھی جنہیں مسلمہ بن عبدالملک نے بیان کیا تھا خود عبدالرحمٰن نے بھی بالمشافہ مسلمہ بن عبدالملک سے یہ سن رکھا تھا اس سے اس کے دل میں حکومت مغرب کا ولولہ وشوق پیدا ہو رہا تھا۔ یہی امور تھے جس سے عبدالرحمٰن بن معاویہ نے ملک شام سے بے دخل ہو کر ملک مغرب کا راستہ لیا اور اپنے ماموں نفرہ برابرہ' طرابلس کے یہاں پہنچ کر مقیم ہوا کسی ذریعہ سے عبدالرحمٰن بن حبیب کو اس کی خبر ہو گئی۔ عبدالرحمٰن بن حبیب اس سے پیشتر ولید بن عبدالملک کے دو لڑکوں کو جب کہ وہ افریقہ سے شام سے بھاگ کر پہنچے تھے قتل کر چکا تھا۔

عبدالرحمٰن کی اندلس روانگی: عبدالرحمٰن بن معاویہ بخوف جان نفرہ برابرہ سے نکل کر مغیلہ میں جا کر پناہ گزیں ہوا اور بعض نے کہا ہے کہ مکناسہ میں پناہ گزیں ہوا اور بعض نے لکھا ہے کہ قوم زناتہ میں جا کر دم لیا تھا۔ ان لوگوں نے نہایت احترام سے اس کی آؤ بھگت کی اور یہ ان میں چندے بہ اطمینان مقیم رہا۔ اس کے بعد ملیلہ میں جا ٹھہرا اور اپنے غلام بدر کو اندلس میں ان لوگوں کے پاس روانہ کیا جو مروانیوں کے خدام اور گروہ والے تھے۔ چنانچہ بدر نے اندلس میں پہنچ کر ان سب کو جمع کیا اور عبدالرحمٰن بن معاویہ کی بادشاہت وحکومت کی دعوت دی۔ ان سب لوگوں نے نہایت تپاک اور خوشی سے اسے قبول کیا اور ایک دوسرے کو اس سے واقف کیا۔ اتفاق سے اسی زمانہ میں جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ یمنیہ اور مضریہ کے درمیان جھگڑا چل رہا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ اس وجہ سے یمنیہ نے عبدالرحمٰن بن معاویہ کی حکومت و بادشاہت پر اتفاق کرلیا۔ بدر نے اندلس سے واپس ہو کر اپنے آقا عبدالرحمٰن کو اس سے مطلع کیا۔ عبدالرحمٰن نے ۱۳۸ھ عہد خلافت ابوجعفر المنصور عباسی میں دریا کو عبور کیا اور ساحل سندھ پر جا اترا۔ اہل اشبیلیہ کے ایک گروہ نے حاضر ہو کر امارت و حکومت کی عبدالرحمٰن کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن نے کورار حب کا رخ کیا۔ اس کے عامل عیسیٰ بن مسور نے بھی بیعت کر لی۔ تب عبدالرحمٰن شدونہ کی جانب واپس آیا۔ عتاب بن علقمہ لخمی والیٔ شدونہ نے سر اطاعت جھکا دیا اور امارت و حکومت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ بعدہ مورور پہنچا اور ابن صباح اور اس کے والی سے بیعت لی پھر قرطبہ کی جانب روانہ ہوا۔ یمنیہ نے حاضر ہو کر اس کی امارت کو تسلیم کر لیا۔

معرکہ قرطبہ: رفتہ رفتہ اس کی خبر والیٔ اندلس یوسف بن عبدالرحمٰن فہری تک پہنچی۔ یہ اس وقت جلیقہ پر جہاد کر رہا تھا۔ اس خبر کے مشہور ہونے سے اس کے لشکر میں پھوٹ پڑ گئی۔ مجبوراً اسے قرطبہ کی جانب واپس ہونا پڑا اس کے وزیر ضمیل بن حاتم نے رائے دی کہ بہ نظر مصلحت وقت عبدالرحمٰن کے ساتھ نرمی اور ملاطفت کا برتاؤ کرنا اور حکمت عملی سے کام لینا۔ لیکن اس کی مراد حاصل نہ ہوئی۔ اس اثناء میں عبدالرحمٰن منکب سے مالقہ چلا آیا اور لشکر مالقہ سے سیاسی تدابیر سے بیعت لے لی۔ اس کے بعد برنده پہنچا اور لشکر برنده سے بھی اپنی امارت کی بیعت لی۔ پھر سرلیش پہنچا۔ لشکر سرلیش نے بھی بیعت کر لی۔ اس کے بعد اشبیلیہ جا کر قیام کیا۔ چاروں طرف سے ہواخواہوں اور امدادی فوجوں کی آمد شروع ہوگئی آہستہ آہستہ مضریہ بھی اس کے آ کر جمع ہو گئے حتیٰ کہ یوسف بن عبدالرحمٰن والیٔ اندلس کے رکاب میں سوائے فہریہ اور قیسیہ کے کوئی عربی نژاد شخص باقی نہ رہ گیا تھا۔ اس وقت عبدالرحمٰن نے یوسف پر فوج کشی کی۔ قرطبہ کے باہر ایک میدان میں ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ یوسف کو اس معرکہ میں شکست ہوئی، شکست کھا کر غرناطہ واپس آیا قلعہ نشین ہو گیا۔

یوسف بن عبدالرحمٰن فہری کی عہد شکنی: امیر عبدالرحمٰن نے تعاقب کیا، غرناطہ پہنچ کر محاصرہ کیا بالآخر یوسف صلح کرنے پر مائل ہوا۔ عبدالرحمٰن نے اس شرط پر مصالحت کی کہ یوسف اس کے ساتھ غرناطہ سے نکل کر قرطبہ جا کر قیام کرے۔ اس مصالحت کے بعد یوسف نے بدعہدی کی ۱۴۱ھ میں بقصد بغاوت قرطبہ سے نکل کر طلیطلہ چلا گیا۔ تقریباً بیس ہزار بربر اس کے پاس جمع ہو گئے۔ امیر عبدالرحمٰن نے اس کے مقابلہ پر عبدالملک بن عمر مروانی کو مامور کیا۔

عبدالملک بن عمر: عبدالملک بن عمر، عبدالرحمٰن کے پاس مشرق سے آیا تھا، اس کا باپ عمر بن مروان بن حکم اپنے بھائی عبدالعزیز کی کفالت میں مصر میں رہتا تھا جب ۱۱۵ھ میں اس کا انتقال ہو گیا تو عبدالملک بدستور مصر ہی میں رہا یہاں تک کہ سیاہ پرچم والے (عباسیہ) سرزمین مصر میں داخل ہوئے تو عبدالملک نے مصر کو خیرباد کہہ کر اپنے خاندان کے دس نامی دلاوروں اور جنگ آوروں کے ساتھ اندلس کا راستہ لیا کوچ و قیام کرتا ہوا ۱۴۱ھ میں امیر عبدالرحمٰن کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عبدالرحمٰن نے اسے اشبیلیہ کی سند حکومت عطا کی، اس کے بیٹے عمر بن عبدالملک کو مورور کی۔

یوسف بن عبدالرحمٰن فہری کا قتل: یوسف معزول والیٔ اندلس نے ان دونوں کی طرف بقصد جنگ کوچ کیا، یہ دونوں بھی فوجیں آراستہ کر کے یوسف کی طرف بڑھے دونوں فریق کا ایک میدان میں مقابلہ ہوا۔ بہت بڑی اور گھمسان کی لڑائی ہوئی ہزارہا آدمی کام آ گئے آخرکار یوسف کو شکست ہوئی۔ کمال بے سروسامانی سے بھاگ کھڑا ہوا۔ اطراف طلیطلہ میں خود

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے کسی ہمراہی نے مکر وفریب سے اسے قتل کر ڈالا' سر اتار کر امیر عبدالرحمٰن کی خدمت میں لا کر پیش کر دیا۔

خلافتِ عباسیہ سے قطع تعلق: یوسف کے مارے جانے پر امیر عبدالرحمٰن کی حکومت کو استحکام اور استقلال حاصل ہو گیا تمام ملک اندلس نے اس کی اطاعت قبول کر لی' کوئی مخالف نام کو بھی باقی نہ رہا تھا۔ چنانچہ امیر عبدالرحمٰن نے قرطبہ کو اپنی حکومت کا مرکز بنایا۔ محل سرا' جامع مسجد بنوائی اور صرف اس کی تعمیر میں اسی ہزار اشرفیاں خرچ کیں ابھی تعمیر پوری نہ ہونے پائی تھی کہ مر گیا۔ اس کے علاوہ اور بھی مسجدیں بنوائیں۔ مشرق سے اس کے خاندان کا ایک گروہ اس کے پاس چلا آیا۔ پہلے یہ خلیفہ ابوجعفر المنصور کے نام کا خطبہ پڑھتا تھا۔ لیکن جب اس کی حکومت کا سکہ مملکت ہسپانیہ میں چلنے لگا۔ پورے طور سے عنانِ حکومت اندلس اس کے قبضہ اقتدار میں آ گئی اور بنی مروان کی سلطنت کی بنیاد مضبوط ہو گئی جس قدر اس کے بزرگوں کو مشرق میں نقصان پہنچا تھا۔ اسے از سر نو حاصل کر لیا۔ اطراف ممالک اندلس کے باغیوں اور سرکشوں کو زیر و زبر کر چکا تو اس نے خلافت عباسیہ کے تاج دار کا نام خطبہ سے موقوف کر دیا۔

عبدالرحمٰن الداخل کا کارنامہ: اس نے ۱۹۳ھ میں وفات پائی یہ عبدالرحمٰن داخل کے لقب سے معروف تھا کیونکہ ملوک مروانیہ میں سب سے پہلے یہی شخص اندلس میں داخل ہوا تھا۔ چونکہ اس نے اندلس پہنچ کر کسی معاون و مددگار کے بغیر بڑے بڑے نمایاں کام کیے۔ مشرق سے کیسی بے سروسامانی سے بھاگا نہ تو اس میں قوت تھی اور نہ کوئی شخص اس کا معین و مددگار تھا۔ مگر سرزمین اندلس پہنچ کر اندلس جیسے وسیع ملک پر فتنہ وفساد کے بغیر قبضہ کر لیا اور اس کے والی کو معزول کر دیا یہ اس کی انتہائی مردانگی اور استقلال کی قوی دلیل ہے اس وجہ سے خلیفہ ابوجعفر منصور عباسی اسے شیر بنی امیہ کے نام سے موسوم کیا کرتا تھا۔ اس کے بعد اس کی آئندہ نسلیں وراثتاً اس وسیع ملک کی حکمرانی کرتی رہیں۔

امیر کا لقب: عبدالرحمٰن اپنے کو امیر کے لقب سے ملقب کرتا تھا۔ اسی طریقہ پر اس کے لڑکوں نے بھی یہی طریقہ رکھا ان میں کسی شخص نے اپنے کو ''امیر المؤمنین'' کے معزز خطاب سے مخاطب نہیں کیا' کیونکہ خلافت کی بیعت مرکز اسلام اور عرب میں لی جاتی تھی' حتی کہ عبدالرحمٰن ناصر کا دور حکومت آیا۔ یہ عبدالرحمٰن داخل کے خاندان کا آٹھواں ممبر تھا۔ جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے۔ اس نے اپنے کو ''امیر المؤمنین'' کے لقب سے ملقب کیا۔ اس کے بعد اس کی آئندہ نسلوں نے یکے بعد دیگرے اس خطاب کو اختیار کیا۔

عبدالرحمٰن[1] داخل کی اس خطہ اندلس میں بہت بڑی وسیع حکومت اور بے حد زرخیز مملکت تھی۔ جو اس کے بعد کئی

---

[1] عبدالرحمٰن داخل کے جس وقت تمام اعزہ واقارب تمام تقریباً ایک سو برس تک حکومت کر کے مسند حکومت سے اتار دیئے گئے اور دعوے داران خلافت یعنی عباسیوں کے ہاتھ تہ تیغ کیے گئے اس وقت عبدالرحمٰن بھی چند جاں بروں کے ساتھ اپنی جان بچا کر بھاگا۔ اس کے ساتھ بدر نامی اس کا ایک غلام اور اس کا نوعمر بیٹا ہشام تھا' دریائے فرات تک بہ ہزار خرابی و دقت بسیار عباسیوں کے ہاتھ سے صحیح وسالم بچ کر پہنچ گیا اور ایک گاؤں میں یہ خیال کر کے یہاں پر میرے رہنے کا حریفوں کو گمان تک نہ ہوگا۔ بود وباش اختیار کی۔ ایک روز یہ اپنے خیمہ میں بیٹھا ہوا قدرت کی نیرنگیوں پر غور کر رہا تھا اور اس کا بیٹا خیمہ کے باہر کھیل کود میں مصروف تھا کہ یکایک یہ نوعمر بچہ چیختا چلاتا حیران و پریشان خیمہ میں گھس آیا۔ عبدالرحمٰن نے اسے تسلی دی اور خوف کا سبب دریافت کرنے کے لئے باہر آیا۔ دیکھا کہ گاؤں پر سیاہ پرچم والے یعنی عباسیہ محاصرہ کیے چاہتے ہیں۔ پہلے تو سخت پریشان ہوا۔ لیکن پھر اپنے خیالات کو جمع کیا اور کچھ سوچ سمجھ کر اپنے بچہ کو گود میں لے کر دریا میں کود پڑا۔ بھاگتے وقت بدر کو ہدایت کر گیا کہ اس ہنگامہ کے ختم ہونے پر میرے بقیہ اہل وللہ.....

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صدی تک قائم رہی جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کریں گے۔ مسلمانانِ اندلس عبدالرحمٰن کی خوش سیرتی اور عاملانہ تدابیر کے گرویدہ ہو کر اس کی حکومت کے دائرہ کے وسیع کرنے میں مصروف ہو گئے۔ اس سے اسے بہت بڑی مدد ملی۔ اس کی حکومت کو استحکام حاصل ہو گیا۔ تمام مملکت ہسپانیہ میں اس کی حکومت کا سکہ چلنے لگا۔ عبدالرحمٰن ایسی وسیع مملکت کے حاصل ہو جانے پر اطمینان کے ساتھ شاہی شان وشوکت بڑھانے کی طرف متوجہ ہوا۔

فرویلہ کی بلاد اسلامیہ پر فوج کشی: اسی اثناء میں فرویلہ بن افونش نے سرحدی بلاد اسلامیہ پر فوج کشی کر دی مسلمانوں کو وہاں سے نکال دیا چنانچہ ان کے قبضہ سے بریقال' سمورہ' سلمنقہ' قشتالہ اور سقونیہ کو نکال لیا اور یہ ممالک جلالقہ کے قبضہ میں چلے گئے۔ ایک مدت تک انہی کے قبضہ میں رہے حتیٰ کہ منصور بن ابی عامر سپہ سالار دولت امویہ نے ان شہروں کو پھر فتح کیا جیسا کہ اس کے حالات کے تذکرے میں بیان کیا جائے گا۔ اس کے بعد ان لوگوں نے بلاد اندلس کو ان سے واپس لے لیا اور تمام مملکت پر قابض ہو گئے۔

عبدالرحمٰن نے اندلس پر قبضہ حاصل کرنے کے زمانے میں خلیفہ سفاح کے نام کا خطبہ پڑھا تھا۔ اس کے بعد خطبہ سے اس کا نام نکال کر خود سر حکمران بن بیٹھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔

علاء بن مغیث کا قتل: اسی بناء پر ۱۴۶ھ میں علاء بن مغیث یحصبی نے افریقہ سے فوجیں فراہم کر کے بلادِ اندلس کا رخ کیا اور باجہ پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑا۔ یہ شخص خلیفہ ابوجعفر المنصور عباسی کے ہواخواہوں سے تھا ایک کثیر گروہ اس کے پاس آ کر جمع ہو گیا امیر عبدالرحمٰن کو اس کی خبر لگی تو اس نے بھی سامانِ جنگ درست کر کے ایک علاء کو ہوش میں لانے کی غرض سے کوچ کیا اطراف اشبیلیہ میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا چند دن تک لڑائی جاری رہی آخر کار علاء کو شکست ہوئی سات ہزار آدمی

..... ☜ عیال کو میرے پاس لے آنا۔ عباسیوں نے پہنچتے ہی خیمہ کی تلاشی لی۔ بنی امیہ کے خاندان کا ایک شخص بھی نظر نہ آیا۔ دریا کی طرف نظر گئی تو دو شخص تیرتے نظر آئے چلا چلا کر تشفی دینے لگے اور امان دینے کی قسمیں کھانے لگے۔ مگر اس میں سے ایک شخص نے جس کی گود میں نوعمر بچہ تھا ایک نہ سنی۔ مگر اس کا دوسرا ساتھی جو اس کے پیچھے پیچھے تیرتا جاتا تھا اور کسی قدر تھک گیا تھا امان دینے کی آواز سن کر لوٹ آیا۔ کنارہ پر پہنچا تھا کہ تن سر سے جدا کر دیا گیا۔ پہلا شخص جس نے تیر کر دریا عبور کیا تھا۔ وہ عبدالرحمٰن تھا اور پچھلا شخص جس نے اپنے کو خطرے میں ڈالا تھا اور مارا گیا' عبدالرحمٰن کا بھائی اور انیس سفر تھا۔ دریائے فرات عبور کر کے شبانہ روز سفر کرتا اور طرح طرح کی مصیبتیں جھیلتا ہوا افریقہ پہنچا جہاں اس کے پہنچنے کے چند روز بعد اس کے باقی ماندہ اہل وعیال اور خاندان والے بدر کے ساتھ آ ملے۔ عبدالرحمٰن کی عمر اس وقت ۲۰ برس کی تھی۔ جری' دلاور' معاملہ فہم اور ذہین تھا۔ قدرت نے اسے صورت وسیرت کا کافی حصہ مرحمت کیا تھا۔ اس وقت شمالی افریقہ میں عبدالرحمٰن بن حبیب نامی گورنری کر رہا تھا۔ اسے خاندان امیہ سے دلی عناد تھا۔ اس نے ولید بن عبدالملک کے دو لڑکوں کو اس سے پیشتر قتل کر ڈالا تھا۔ عبدالرحمٰن نے یہ خیال کر کے کہ اس کا ختم کرنا دشوار ہے اور ایسے مقام پر قیام کرنا جہاں پر کہ اپنے خاندان کا دشمن موجود ہو۔ خطرے سے خالی نہیں ہے اندلس کا راستہ لیا پانچ برس تک سواحل بربر پر بحال پریشان خستہ وخراب مارا مارا پھر آخر کار اپنے غلام بدر کو ہواخواہان خاندان بنواُمیہ کے پاس اندلس روانہ کیا۔ تمام سرداران لشکر جنہیں خاندان امیہ سے کچھ بھی تعلق تھا عبدالرحمٰن کی امداد پر کمربستہ ہو گئے اور یمنی قبائل کو بھی کسی قدر بحث ومباحثہ کے بعد ہر طرح کی امداد واعانت پر راضی کر لیا۔

الغرض بدر تمام مراحل طے کر کے عبدالرحمٰن کے پاس واپس آیا عبدالرحمٰن اس وقت نماز پڑھ رہا تھا سلام پھیرا تو اندلس کے سب سے پہلے ایلچی کو کامیابی کی خوش خبری لئے ہوئے اپنے پاس موجود پایا فرمایا مسرت سے ''ابوغالب'' کا خطاب عنایت کی اور اپنے چند رفقاء اور اہل خاندان کے ساتھ بلا توقف جہاز پر سوار ہو کر اندلس کی طرف روانہ ہو گیا۔ تاریخ کامل جلد ۵ صفحہ ۲۳۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مارے گئے۔ علاء بھی اس معرکہ میں کام آ گیا امیر عبدالرحمٰن نے مقتولوں کے سروں کو جمع کر کے کچھ قیروان روانہ کئے اور کچھ مکہ معظمہ بھیج دیئے جو خفیہ طور سے ان کے بازاروں میں پھینک دیئے گئے۔ ان سروں کے ساتھ سیاہ پرچم بھی تھے اور وہ خطوط بھی تھے جو خلیفہ منصور نے علاء کے پاس اثناء جنگ میں بھیجے تھے۔

طلیطلہ کی فتح: ہشام بن عبدربہ فہری طلیطلہ میں ایک بااثر شخص تھا۔ ان واقعات سے قبل ہی اس کے دل میں عبدالرحمٰن کی عداوت اور مخالفت پیدا ہو چکی تھی اور وہ اسی حالت سے باقی چلی آتی تھی حتیٰ کہ ۱۴۷ھ میں امیر عبدالرحمٰن نے اپنے خادم قدیم بدر اور تمام بن علقمہ کو طلیطلہ کے سر کرنے کے لئے روانہ کیا۔ ان دونوں نے طلیطلہ پر پہنچ کر محاصرہ کیا اور ایک خونریز جنگ کے بعد اسے فتح کر کے ہشام کو حیوۃ بن ولید تحصیبی اور عثمان بن حمزہ بن عبیداللہ بن عمر خطاب کے ساتھ گرفتار کر لیا۔ دونوں پابہ زنجیر قرطبہ لائے گئے۔ امیر عبدالرحمٰن نے انہیں صلیب دے دی۔

سعید تحصیبی کا خروج: پھر اسی ۱۴۷ھ میں سعید تحصبی معروف بہ مطری نے ان لوگوں کے خون کا بدلہ لینے کے لئے بغاوت کی۔ علاء کے ہمراہ یمن کے جو قبائل مارے گئے تھے اس کے پاس جمع ہو گئے۔ پہلے اس نے شہر لبلہ میں فوجیں فراہم کیں جب ایک بڑی فوج جمع ہو گئی تو اشبیلیہ پہنچ کر اس پر قبضہ کر لیا۔ امیر عبدالرحمٰن یہ خبر پا کر اٹھ کھڑا ہوا فوجیں فراہم کیں۔ سامان جنگ درست کیا اور سعید سے جنگ کرنے کے لئے کوچ کر دیا۔ سعید اس کی آمد سے مطلع ہو کر اشبیلیہ کے ایک قلعہ میں جا کر پناہ گزیں ہو گیا۔ امیر عبدالرحمٰن نے پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا۔ رسد و غلہ کی آمد و رفت بند کر دی۔ عتاب بن علقمہ لخمی اس وقت شہر شدونہ میں تھا۔ مطری کے محصور ہونے کی خبر پا کر امدادی فوجیں جمع کر کے مطری کی جانب روانہ کیں۔ عبدالرحمٰن نے اپنے غلام بدر کو ایک دستہ فوج کی افسری کے ساتھ اس کمک کی روک تھام پر مامور کیا۔ چنانچہ بدر نے نہایت دانائی سے اس امداد کو مطری تک اس طرح پہنچنے سے روک دیا۔ مطری اور امدادی فوج کے درمیان خود حائل ہو گیا ایک مدت تک محاصرہ و جنگ کا سلسلہ قائم و جاری رہا۔ آخر الامر سعید انہی لڑائیوں میں مارا گیا۔ تب اہل قلعہ نے اس کی جگہ خلیفہ بن مروان کو اپنا امیر بنا لیا' امن کی درخواست کی امیر عبدالرحمٰن نے ان کی درخوست منظور کر لی۔ اہل قلعہ نے قلعہ کے دروازے کھولدیئے عبدالرحمٰن نے قلعہ کو ویران کر دیا۔ خلیفہ[1] بن مروان کو ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے ہمراہ تھے مار ڈالا۔

عتاب اور عبداللہ خراشہ کی سرکوبی: اس مہم سے فارغ ہو کر عتاب کی سرکوبی کو روانہ ہوا' شدونہ پہنچ کر حصار کر لیا۔ اہل شدونہ نے مجبور ہو کر امان کی درخواست پیش کی۔ عبدالرحمٰن نے انہیں امان دی اور کامیابی کے ساتھ قرطبہ واپس آیا۔ واپسی کے بعد عبداللہ بن خراشہ اسدی نے کورہ جیان میں علم مخالفت بلند کیا' ایک کثیر جماعت جمع کر کے قرطبہ پر حملہ کرنے کی تیاری کی عبدالرحمٰن نے ایک فوج کو اس مجمع کے منتشر کرنے کے لئے روانہ کیا۔ عوام الناس نے یہ خبر پا کر کہ عبدالرحمٰن کا لشکر آ رہا ہے عبداللہ کا ساتھ چھوڑ دیا۔ جمعیت منتشر ہو گئی۔ عبداللہ نے عفو تقصیر کرائی اور امان طلب کی چنانچہ عبدالرحمٰن نے اسے امان دے دی۔

---

[1] خلیفہ کو مار ڈالنے کی وجہ یہ تھی کہ اہل قلعہ نے قلعہ کے حوالہ دینے کی شرط پر امان طلب کی تھی۔ پس جب عبدالرحمٰن نے ان کی درخواست منظور کر لی اور اہل قلعہ نے قلعہ اور خلیفہ کو عبدالرحمٰن کے حوالہ کیا تو عبدالرحمٰن نے خلیفہ کو مار ڈالا مصالحت اہل قلعہ سے ہوئی تھی نہ کہ خلیفہ سے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۵

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیاث بن مسیر اسدی کی سرکشی ۱۵۰ھ میں غیاث بن مسیر اسدی نے سر اٹھایا اور عبدالرحمٰن کی مخالفت پر کمر بستہ ہو کر بغاوت کی۔ گورنر باجہ نے جو عبدالرحمٰن کی طرف سے مامور تھا فوجیں فراہم کیں اور سینہ سپر ہو کر لڑا آخر کار غیاث کو شکست ہوئی۔ اثناء جنگ میں مارا گیا فتح یابی کے بعد گورنر باجہ نے بشارت نامہ فتح کے ساتھ غیاث باغی کا سر بھی عبدالرحمٰن کے پاس قرطبہ روانہ کیا۔ اسی سنہ میں عبدالرحمٰن نے شہر پناہ بنانے کی بنیاد ڈالی۔

شقنا بن عبدالواحد: ان واقعات کے بعد مشرقی اندلس میں ایک شخص نے بربر مکناسہ سے سر اٹھایا۔ یہ شخص شقنا بن عبدالواحد کے نام سے موسوم تھا۔ معلّمی کا پیشہ کرتا تھا۔ اس نے یہ دعویٰ کیا کہ میں حسینؓ بن علیؓ شہید کربلا کی اولاد سے ہوں میرا نام عبداللہ بن محمد ہے۔ ایک کثیر گروہ نے اس کا ساتھ دیا عبدالرحمٰن اس کی سرکوبی کو نکلا لیکن وہ بھاگ گیا۔

شقنا بن عبدالواحد کا خروج: عبدالرحمٰن ناکام واپس ہوا۔ طلیطلہ پر حبیب بن عبدالملک کو مامور کیا۔ حبیب نے اپنی طرف سے شنث بریہ پر سلیمان بن عثمان بن مروان بن عثمان بن ابان بن عثمان بن عفان کو متعین کیا اور شقنا کی گرفتاری کی سخت تاکید کی۔ سلیمان نے سامان جنگ تیار کر کے شقنا کا تعاقب کیا۔ اتفاق یہ کہ شقنا نے سلیمان کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور اطراف قوریہ پر قابض ہو گیا' عبدالرحمٰن نے ۱۵۲ھ[1] میں بذات خود شقنا کی سرکوبی پر کمر باندھی شقنا یہ خبر پا کر پھر بھاگ گیا ہاتھ نہ آیا۔ عبدالرحمٰن کو سخت پریشانی دامن گیر ہوئی شقنا کی روزانہ بغاوت اور فرار سے عبدالرحمٰن تنگ آ گیا۔ جب یہ لشکر بھیجتا تھا تو اسے بہ مکر و فریب شکست دے دیتا تھا اور برابر ایک شہر سے دوسرے شہر میں جا پہنچتا اور وہاں کے لشکر کو شکست دے دیتا اس کی اصل قیام جبال بلنیہ کے قلعہ شیطران میں تھی۔

اہل اشبیلیہ اور یمنیہ کی بغاوت: ۱۵۶ھ میں عبدالرحمٰن نے قرطبہ پر اپنے بیٹے سلیمان کو بطور نائب کے متعین کر کے شیطران کا قصد کیا جوں ہی شیطران کے قریب پہنچا اہل اشبیلیہ و یمنیہ کی بغاوت اور عبدالغفار و حیوۃ بن قلاقش کی مخالفت کی خبر لگی۔ ناچار شقنا کو اس کے حال پر چھوڑ کر اشبیلیہ کی جانب مراجعت کی اور عبدالملک بن عمر کو اہل اشبیلیہ سے جنگ کرنے کی غرض سے بڑھنے کا حکم دیا۔ عبدالملک[2] اپنے رکاب کی فوج لئے ہوئے اشبیلیہ کی جانب بڑھا اور مرنے پر کمر بستہ ہو کر اہل

---

[1] ۱۵۳ھ میں بدر خادم روانہ کیا گیا شقنا قلعہ شیطران خالی چھوڑ کر بھاگ گیا پھر ۱۵۴ھ میں خود عبدالرحمٰن شقنا کی جنگ پر گیا شقنا پھر بھاگ گیا۔ عبدالرحمٰن مجبوری واپس آیا۔ اس کے بعد ۱۵۵ھ میں ابوعثمان عبیداللہ بن عثمان کو ایک بڑی فوج کی افسری کے ساتھ روانہ کیا شقنا نے حکمت عملی سے اس کی فوج کو بھڑکا دیا جس سے ابوعثمان کو شکست ہوئی شقنا نے اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور بنی امیہ کی ایک جماعت کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد شقنا نے اسی سنہ میں قلعہ ہوار میں معروف بہ مدائن پر چڑھائی کی یہاں پر عبدالرحمٰن کا گورنر رہتا تھا شقنا نے اسے فریب دے کر باہر بلایا جب وہ باہر آیا تو شقنا نے اسے قتل کر کے اس کا گھوڑا ہتھیار اور تمام اسباب کو لے لیا۔ مجبور ہو کر پھر عبدالرحمٰن بذاتہ اس مہم پر روانہ ہوا یہ واقعہ ۱۵۶ھ کا ہے جیسا کہ آپ ترجمہ تاریخ میں پڑھیں گے۔ انتھیٰ ملخصا من کامل لابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۲۸۷ مطبوعہ مصر۔

[2] عبدالملک نے اشبیلیہ کے قریب پہنچ کر اپنے بیٹے امیہ کو اہل اشبیلیہ پر شب خون مارنے کو روانہ کیا امیہ نے اہل اشبیلیہ کو ہوشیار پا کر حملہ نہ کیا اور اپنے باپ کے پاس واپس آیا۔ عبدالملک نے حملہ نہ کرنے کی وجہ دریافت کی امیہ نے جواب دیا اہل اشبیلہ ہوشیار تھے حملہ کرنے کا موقع نہ تھا عبدالملک بولا "تو نے موت سے ڈر کر حملہ نہیں کیا تو حد درجہ کا بزدل ہے۔ میں ایسے بزدل شخص کو دوست نہیں رکھتا"۔ یہ کہہ کر عبدالملک نے امیہ کی گردن ماردی اور اپنے امراء لشکر کو جمع کر کے کہا۔ بھائیو! تم جانتے ہو کہ ہم لوگ مشرق سے اس قدر دور دراز ملک کی طرف نکالے گئے ہیں اور اب یہ ٹکڑا اتفاق سے ہاتھ آ گیا ہے جو قوت لایموت کے حکم میں ہے تو اسے بھی ہم بزدلی سے ضائع کیا چاہتے ہیں بہتر یہ ہے کہ ایسی زندگی پر ہم موت کو فوقیت دیں سب لڑ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشبیلیہ سے لڑا اہل اشبیلیہ بھاگ کھڑے ہوئے عبدالملک نے نہایت سختی سے تعاقب کیا اور جی کھول کر انہیں پامال کر کے مظفر ومنصور عبدالرحمٰن کی خدمت میں واپس آیا۔ عبدالرحمٰن نے اس کا بے حد شکریہ ادا کیا۔ معقول صلہ دیا' اپنے بیٹے (جو ولی عہد تھا) کا عقد عبدالملک کی لڑکی سے کر کے اپنا سمدھی بنالیا اور عہدہ وزارت سے سرفراز فرمایا۔

عبدالغفار اور حیوۃ بن فلاقش کا قتل: عبدالغفار اور حیوۃ بن فلاقش اس واقعہ سے جانبر ہو کر اشبیلیہ بھاگ گئے تھے ۱۵۷ھ میں عبدالرحمٰن نے ان پر حملہ کیا اور انہیں ایک بڑے گروہ کے ساتھ جو ان کے ہواخواہ تھے قتل کر ڈالا یہی اسباب تھے جن کی وجہ سے عبدالرحمٰن کو عرب کی جانب سے مشکوک اور مشتبہ ہونا پڑا اور اس نے اسی تاریخ سے باستثناء عرب عجمی قبائل اور غلاموں کو اپنی فوج میں بھرتی اور حکومتوں پر مامور کرنا شروع کیا۔

اس کے بعد[1] ۱۶۲ھ میں شقنا کے ہمراہیوں میں سے دو شخصوں نے شقنا کو دھوکہ دے کر مار ڈالا اور سر اتار کر امیر عبدالرحمٰن کے پاس لائے۔

عبدالرحمٰن بن حبیب فہری کی اندلس پر فوج کشی: ان واقعات کے ختم ہونے پر دولت عباسیہ کے ارا کین کو عبدالرحمٰن کے مطیع کرنے کا خیال پیدا ہوا چنانچہ ۱۶۱ھ میں عبدالرحمٰن بن حبیب فہری معروف بہ صقلی افریقہ سے فوجیں آراستہ کر کے اندلس کی طرف خلافت عباسیہ کا سیاہ جھنڈا لئے ہوئے اہل اندلس کے زیر کرنے اور مطیع کرنے کی غرض سے روانہ ہوا' تدمیر کے میدان میں پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ بربریوں کا ایک گروہ اس کے پاس آ کر جمع ہو گیا عبدالرحمٰن بن حبیب نے سلیمان بن یقظان والیٔ برشلونہ کو لکھ بھیجا تم خلافت عباسیہ کی اطاعت قبول کر لو ورنہ تم مجھے اپنے سر پر پہنچا ہوا سمجھو۔ سلیمان نے اسے منظور نہ کیا' عبدالرحمٰن بن حبیب نے بربریوں کی فوج آراستہ کر کے سلیمان پر چڑھائی کی سلیمان بھی سینہ سپر ہو کر میدان میں آیا کمال مردانگی سے عبدالرحمٰن کو شکست دے دی۔ عبدالرحمٰن بن حبیب ناکامی کے ساتھ تدمیر واپس آیا۔

عبدالرحمٰن بن حبیب فہری کا قتل: اس واقعہ کی عبدالرحمٰن کو خبر لگی تو اس نے قرطبہ سے تدمیر کا رخ کیا۔ عبدالرحمٰن بن حبیب اس کی آمد کی خبر پا کر کوہ بلنیہ میں جا کر پناہ گزیں ہو گیا۔ عبدالرحمٰن نے اشتہار دے دیا کہ جو شخص عبدالرحمٰن بن حبیب کا سر اتار کر میرے سامنے لائے گا اسے میں اتنا اتنا مال وزر دوں گا چنانچہ عبدالرحمٰن بن حبیب ہی کے بربری ہمراہیوں میں سے ایک شخص نے دھوکہ دے کر عبدالرحمٰن کو مار ڈالا۔ سر اتار کر عبدالرحمٰن کے پاس لے آیا۔ یہ واقعہ ۱۶۲ھ کا ہے عبدالرحمٰن بن حبیب کے مارے جانے کے بعد عبدالرحمٰن اپنے دارالحکومت قرطبہ واپس آیا۔

ھ نے یک زبان ہو کر مرنے یا فتح یاب ہو کر واپس ہونے کی قسمیں کھائیں اور مجموعی قوت سے حملہ آور ہوئے۔ یمانیہ اور اہل اشبیلیہ کو ایسی شکست ہوئی کہ پھر اس کے بعد یمانیہ سر نہ ابھار سکے۔ عبدالملک کے کئی زخم اس جنگ میں آئے تھے ہاتھ سے قبضہ شمشیر نہیں چھوٹا تھا۔ ایسی حالت سے یہ عبدالرحمٰن کی خدمت میں آیا تھا کہ تلوار سے خون ٹپک رہا تھا اور زخموں سے خون کے فوارے جاری تھے۔ تاریخ ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۴ مطبوعہ مصر۔

[1] ۱۶۰ھ میں عبدالرحمٰن نے پھر ایک لشکر شقنا کی جنگ پر بھیجا تھا ایک ماہ تل قلعہ شیطران میں محاصرہ کئے رہا آخر کار مجبور ہو کر ناکام واپس آیا لشکر کی واپسی کے بعد شقنا قلعہ سے نکل کر شنت بریہ کے ایک گاؤں میں آیا ابو معین اور ابو حزیم نے جو اس کے ہمراہیوں سے تھے اسے قتل کر ڈالا اور عبدالرحمٰن کے پاس چلے آئے۔ تاریخ کامل جلد ۶ صفحہ ۲۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باغیوں کی سرکوبی: اسی سنہ میں وحیہ غسانی نے بیرہ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ میں پناہ گزیں ہو کر بغاوت کی عبدالرحمٰن نے شہید بن عیسیٰ کو اس کی سرکوبی پر مامور کیا شہید نے نہایت مردانگی سے لڑ کر وحیہ کو شکست دی اور مار ڈالا۔ اس کے بعد بربریوں نے سر اٹھایا ابراہیم بن شجرہ اس کا سردار تھا۔ عبدالرحمٰن نے بدر کو اس ہنگامہ کے فرو کرنے کا اشارہ کیا۔ بدر نے بھی بربری باغیوں کے سردار ابراہیم کو قتل کر ڈالا اور ان کی جماعت کو تتر بتر کر دیا۔ انہی دنوں سلمیٰ[1] نامی ایک سپہ سالار باغی ہو کر قرطبہ سے طلیطلہ بھاگ گیا اور مخالفت شروع کر دی۔ عبدالرحمٰن نے حبیب بن عبدالملک کو سلمیٰ کے زیر کرنے پر متعین کیا۔ ایک مدت تک حبیب اس کا محاصرہ کئے رہا۔ حتیٰ کہ زمانہ محاصرہ میں سلمیٰ کا انتقال ہو گیا۔ باغیوں کی جماعت منتشر ہو گئی۔

سلیمان بن یقطان کی بغاوت: ۱۶۴ھ میں عبدالرحمٰن کو سرقسطہ کی بغاوت فرو کرنے کی ضرورت پیش آئی ان دنوں سرقسطہ میں سلیمان بن یقطان اور حسین بن عاصی حکمرانی کر رہے تھے ان ناعاقبت اندیشوں نے مل جل کر عبدالرحمٰن کے خلاف علم بغاوت بلند کیا عبدالرحمٰن نے پہلے اپنے سپہ سالاروں میں سے ثعلبہ بن عبید کو اس مہم پر روانہ کیا۔ ثعلبہ نے پہنچتے ہی ان دونوں کا سرقسطہ میں محاصرہ کر لیا۔ ایک مدت تک سلسلہ جنگ اور محاصرہ جاری رہا۔ ابھی کوئی نتیجہ ظاہر نہ ہوا تھا کہ ایک روز سلیمان نے دھوکہ دے کر ثعلبہ کو گرفتار کر لیا اور شاہ فرانس کو بلا بھیجا۔ جس وقت شاہ فرانس سرقسطہ آیا اس وقت شاہی لشکر نے ثعلبہ کی گرفتاری کی وجہ سے محاصرہ اٹھا لیا تھا سلیمان نے ثعلبہ کو شاہ فرانس کے حوالہ کر دیا' شاہ فرانس اس امید میں کہ میں عبدالرحمٰن والیٔ اندلس سے اس کا کثیر معاوضہ لوں گا واپس گیا۔ اس کے بعد حسین نے سلیمان کو قتل کر کے تن تنہا حکمرانی شروع کر دی۔ عبدالرحمٰن نے ان واقعات سے مطلع ہو کر فوجیں مرتب کیں۔ بذاتہ حسین کے جنگ کرنے کو سرقسطہ پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ حتیٰ کہ حسین نے طول محاصرہ سے تنگ آ کر مصالحت کر لی۔

حسین بن عاصی کا قتل: اس مہم سے فارغ ہو کر امیر عبدالرحمٰن بلاد فرانس و بشکنس پر جہاد[2] کرنے میں مصروف ہوا اس کے علاوہ اور ملکوں پر بھی جو اس کے قرب و جوار میں تھے حملہ کر کے اپنے وطن قرطبہ میں واپس آیا۔ پھر ۱۶۵ھ میں حسین نے مقام سرقسطہ میں علم مخالفت بلند کیا' عبدالرحمٰن کا ایک گورنر غالب بن ثمامہ بن علقمہ نامی اس ہنگامہ کے فرو کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ متعدد چھوٹی چھوٹی لڑائیوں کے بعد حسین کے ہمراہیوں میں سے ایک گروہ کو گرفتار کر لیا اور حصار کئے ہوئے لڑتا رہا حتیٰ کہ ۱۶۶ھ میں عبدالرحمٰن بہ نفس نفیس فوجیں آراستہ کر کے اس مہم[3] کے سر کرنے کے لئے روانہ ہوا اور بزور تیغ اسے فتح کر کے

---

[1] سلمیٰ کی بغاوت کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ سلمیٰ نے ایک روز شب کے وقت شراب پی اور حالت نشہ میں دروازہ قنطرہ کی طرف گیا اور کھولنے کا قصد کیا محافظین محل سرا نے ممانعت کی لوٹ آیا۔ صبح کو جب نشہ اترا تو اس خوف سے کہ مبادا عبدالرحمٰن کسی قسم کا مجھ سے مواخذہ نہ کرے قرطبہ سے طلیطلہ چلا آیا' اس کے آتے ہی جن جن لوگوں کے دلوں میں عبدالرحمٰن کی جانب سے غبار تھا طلیطلہ چلے آئے اور بغاوت کر دی تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۲۴ مطبوعہ مصر۔

[2] اس جہاد میں عبدالرحمٰن لڑتے لڑتے قلہرہ تک پہنچ گیا تھا۔ شہر قلہرہ کو فتح کیا اور ان قلعوں کو جو اس اطراف میں تھے ویران و منہدم کر دیا۔ اس کے بلاد بشکنس کی طرف روانہ ہوا قلعہ مشمین الاقرع کو فتح کر کے بلاد ثوں میں اطلال کی جانب بڑھا اور اس کے قلعہ کو بزور تیغ فتح کر کے منہدم کرا دیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۲۶ مطبوعہ مصر۔

[3] سرقسطہ کی مہم سر کرنے میں عبدالرحمٰن نے اس مرتبہ بہت بڑا اہتمام کیا۔ چھتیس منجنیقیں نصب کرائیں جو رات دن چلا کرتی تھیں۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۲۶، ۲۷ مطبوعہ مصر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسین کو قتل کر ڈالا۔ اہل سرقسطہ میں سے بھی کچھ لوگوں کو تہ تیغ کیا۔

معرکہ قسطلونہ: ۱۶۸ھ میں ابوالاسود[1] محمد بن یوسف بن عبدالرحمٰن فہری نے بغاوت کی وادی میں احمر مقام قسطلونہ میں عبدالرحمٰن اس سے معرکہ آرا ہوا اور اسے شکست دے کر اس کے ہمراہیوں اور فوج کو جی کھول کر پامال کیا۔ اس کے بعد دوبارہ ۱۶۹ھ میں پھر ابوالاسود کے دماغ میں ہوائے بغاوت سمائی اور عبدالرحمٰن سے لڑنے کے لئے نکلا عبدالرحمٰن نے اس بار بھی اسے شکست دی اس واقعہ کے دوسرے برس ۱۷۰ھ میں ابوالاسود صوبہ طلیطلہ میں مر گیا۔ اس کی جگہ اس کا بھائی قاسم جانشین ہوا اور ایک بہت بڑی فوج مرتب کر لی۔ عبدالرحمٰن نے یہ خبر پا کر قاسم پر چڑھائی کی ایک مدت کے محاصرہ و جنگ کے بعد قاسم بغیر امان کے گرفتار ہو آیا۔ عبدالرحمٰن نے اس کے لئے موت کی سزا تجویز کی جس پر فوری عمل کیا گیا۔

امیر عبدالرحمٰن کی وفات: انہی واقعات کے ختم ہونے پر ۱۷۱ھ میں اور اس کے بعد ۱۷۲ھ کا دور شروع ہو جاتا ہے اور امیر عبدالرحمٰن[2] ملک اندلس میں تینتیس سال حکومت کر کے سفر آخرت اختیار کرتا ہے۔

---

[1] ابوالاسود اس زمانہ سے قرطبہ کی جیل میں تھا جب سے اس کا باپ یوسف بھاگ گیا تھا اور اس کا بھائی عبدالرحمٰن بن یوسف مارا گیا تھا۔ برس دو برس قید میں رہنے کے بعد اس نے اپنے کو نابینا ظاہر کرنا شروع کیا بھول کر بھی کسی طرف آنکھیں نہیں اٹھاتا تھا۔ ایک زمانہ دراز تک اسی حالت سے رہا۔ امیر عبدالرحمٰن کو بھی اس کے نابینا ہونے کا یقین ہو گیا۔ جیل کے آخری مکانات میں رہتا تھا جن کے دروازے نہر اعظم کی طرف تھے تمام قیدی اسی جانب حوائج ضروری رفع کرنے کے لئے جاتے تھے محافظین جیل ابوالاسود کو نابینا تصور کر کے چھوڑ دیتے تھے اور مطلق نگرانی و محافظت نہ کرتے تھے جس وقت نہر سے اپنی ضرورت رفع کر کے ابوالاسود واپس ہوتا تھا تو آواز بلند سے کہتا تھا "کون شخص اندھے کو اس کی جگہ پر لے جائے گا"۔ تھوڑے دن بعد ابوالاسود کا ایک خادم کنارہ نہر پر آنے لگا اور اس سے سرگوشیاں کرنے لگا محافظین جیل ابوالاسود کے نابینا ہونے کی وجہ سے کچھ معترض نہ ہوتے تھے ایک روز ابوالاسود نے اپنے اسی خادم سے سواری منگوائی اور دریا تیر کر گھوڑے پر سوار ہو کر نکل بھاگا محافظین کو خبر تک نہ ہوئی۔ طلیطلہ پہنچ کر لوگوں کو فراہم کرنا شروع کیا جب بہت بڑی جماعت جمع ہو گئی تو انہیں فوج کی صورت میں مرتب کر کے عبدالرحمٰن اموی سے لڑنے کے لئے نکل کھڑا ہوا۔ پہلا معرکہ وادی احمر مقام قسطلونہ میں ہوا اس میں اس کے چار ہزار آدمی ان لوگوں کے علاوہ جو نہر میں جنگ کے وقت ڈوب کر مر گئے تھے کام آئے تھے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۳۱ و ۳۲ مطبوع مصر۔

[2] امیر عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک والی اندلس نے ماہ ربیع الآخر ۱۷۲ھ عہد خلافت رشید میں وفات پائی۔ تینتیس سال چار مہینے اندلس پر حکمرانی کی۔ سرزمین دمشق مقام دیر حنا ۱۳۳ھ میں پیدا ہوا تھا ام ولد راح نامی بربریہ کے بطن سے تھا اس کا باپ معاویہ اس کے دادا ہشام کے زمانہ میں مر گیا تھا۔ شروع عہد شباب میں اس پر اور اس کے خاندان پر بہت بڑی مصیبت طاری ہوئی۔ ۱۳۸ھ میں شام سے جس کیفیت سے بھاگا ہے آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس کے دماغ اور اس کے قوائے عقلیہ میں یہ قوت و دلعت رکھی تھی کہ اندلس جیسے ملک پر پہنچتے ہی قبضہ کر لیا اور قبضہ حاصل کرنے کے بعد آئے دن خانہ جنگیوں سے برابر مقابلہ کرتا رہا۔ حکمرانان اسلام اور حکومت اسلامیہ کی بربادی کے قومی اسباب سے ایک سبب یہ بھی ہے کہ غور کریں کہ عبدالرحمٰن نے جس وقت اندلس کی سرزمین پر قدم رکھا تھا اس وقت اندلس دو بڑے قبائل یمنیہ اور مضریہ کی مخالفت کا دنگل بنا ہوا تھا۔ ان دونوں قبائل کی باہمی مخالفت کے علاوہ بہت سے چھوٹے چھوٹے امیر خود سر حکمران بنے ہوئے تھے۔ ایسی حالت میں عبدالرحمٰن ہی جیسے شخص کی ضرورت تھی اس نے مشرق سے بے دخل ہو کر اندلس پہنچ کر قبضہ جمایا۔ قابض ہونے کی کیفیت سے آپ مطلع ہو چکے ہیں کہ اس وقت اسے چنداں مخالفت اور بغاوت کا سامنا نہیں کرنا پڑا مگر قبضہ حاصل کرنے کے بعد ایک دن بھی نچلا نہ بیٹھ سکا ایک نہ ایک کی سرکوبی کی کمر باندھنا پڑتی تھی۔ یہ خودسریاں اور بغاوتیں کیوں ہوتی تھیں؟ اس کی بنا محض اسی پر تھی کہ کبھی تو ہوا خواہاں دولت عباسیہ کو اندلس کے مطیع کرنے کی خواہش پیدا ہوتی تھی جیسا کہ علاء کا واقعہ اس پر کافی طور سے روشنی ڈالتا ہے اور گاہے خواہشمندان حکومت اٹھ کھڑے ہوتے تھے۔ افسوس کہ ان لوگوں نے .....

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقص عہد و بیعت اور فتنہ وفساد کو بائیں ہاتھ کا کھیل مقرر کرلیا تھا۔ حالانکہ اسلام اس کی سخت مخالفت کرتا ہے مگر عبدالرحمٰن کی ہمت و مردانگی کو صد آفرین کہ وہ کبھی ہمت نہ ہارا۔ جب اسے یہ خبر ملتی کہ فلاں شخص فلاں مقام پر باغی ہوگیا ہے فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور جب تک اس کا قلع وقمع نہ کرلیتا آرام نہ کرتا تھا اس کی سوانح میں کوئی ایسا واقعہ نہیں ملتا کہ جس سے یہ گھبرایا ہو۔ بہت بڑا اعالی حوصلہ، سخی، شجاع، حلیم اور عالم اور صاحب عزم و ہمت تھا۔ کبھی کبھی کچھ شعر بھی کہہ لیتا تھا۔ نہایت درجہ کا فصیح و بلیغ تھا۔ ابن حیان لکھتا ہے کہ عبدالرحمٰن خود دربار عام میں بیٹھتا تھا اور رعایا کی فریادیں اور استغاثے سنتا تھا۔ ضعیف سے ضعیف شخص بے روک ٹوک اور بلا جد وجہد پہنچ کر اپنا حال عرض کرسکتا تھا۔ اس کی عادات میں یہ بھی داخل تھا کہ دسترخوان پر مصاحبوں اور ہمراہیوں کے علاوہ جو شخص بھی کھانے کے وقت موجود ہوتا شریک کرلیا جاتا تھا۔ حاجت مند اپنی حاجتیں اس وقت بھی عرض کرسکتے تھے۔ قرطبہ میں اس نے اپنے دادا ہشام کی تقلید میں رصافہ تعمیر کرایا تھا۔ وفات کے وقت گیارہ لڑکے اور نو لڑکیاں چھوڑیں۔ اکثر سفید کپڑے پہنا کرتا تھا۔ ابن زیدون نے لکھا ہے کہ اس کے رخسار ہلکے تھے۔ قد بڑا تھا اور نحیف الجسم تھا۔ چہرہ پر بڑا سائل تھا۔ مترجم

ملخص از تاریخ کامل ابن اثیر جلد ششم صفحہ ۴۵ مطبوعہ مصر و کتاب نفح الطیب من غصن الاندلس الرطیب جلد ۱ صفحہ ۲۱۲ مطبوعہ لیدن

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب:۲۵

امیر ہشام الرضی بن عبدالرحمٰن ۱۷۲ھ تا ۱۸۰ھ

تخت نشینی: جس وقت عبدالرحمٰن نے سفر آخرت اختیار کیا اس وقت اس کا بڑا بیٹا سلیمان طلیطلہ میں حکمرانی کر رہا تھا اور اس کا دوسرا بیٹا ہشام ماردہ کی کرسی حکومت پر تھا۔ عبدالرحمٰن نے اسی کو اپنا ولی عہد بنایا تھا۔ تیسرا بیٹا عبداللہ مسکین وفات کے وقت قرطبہ میں موجود تھا اپنے نامور باپ کے مرنے پر اپنے بھائی ہشام کی حکومت کی بیعت لی اور اس حادثہ جاں کاہ کی خبر پہنچائی۔ چنانچہ ہشام ماردہ سے قرطبہ آیا اور حکمرانی کی عبا پہن کر کرسی حکومت پر بیٹھ کر حکمرانی کرنے لگا۔

سلیمان بن امیر عبدالرحمٰن کی بغاوت: چونکہ سلیمان اس سے عمر میں بڑا تھا اس وجہ سے اسے کشیدگی پیدا ہوئی۔ رفتہ رفتہ اس کشیدگی نے مخالفت کی صورت اختیار کر لی۔ طلیطلہ میں علم مخالفت بلند کیا۔ اس کا بھائی عبداللہ بھی اس سے آ ملا۔ ہشام نے اس کے واپس لانے کی غرض سے چند لوگوں کو روانہ کیا مگر یہ اسے نہ پا سکے اس کے بعد ہشام نے فوجیں آراستہ کر کے طلیطلہ کی جانب کوچ کیا۔ پہنچتے ہی ان دونوں کا طلیطلہ میں محاصرہ کر لیا۔ سلیمان نے اپنے بھائی عبداللہ اور اپنے بیٹے کو شہر کی حفاظت پر چھوڑ کر قرطبہ کا راستہ لیا مگر کچھ حاصل نہ ہوا۔ ہشام نے اس کے تعاقب میں اپنے بیٹے عمید الملک کو متعین کیا اور طلیطلہ کا محاصرہ کئے رہا۔ سلیمان نے یہ خبر پا کر ماردہ کا رخ کی والی ماردہ نے مقابلہ کیا۔ دونوں حریف جی توڑ کر لڑے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے سلیمان کو شکست دی۔ ہشام اس وقت طلیطلہ ہی کے محاصرہ پر اڑا ہوا تھا۔ وہ ماہ سے زائد کچھ روز گزر چکے تھے کہ ایک روز اس کا بھائی عبداللہ امن حاصل کئے بغیر ہشام کی خدمت میں آ کر حاضر ہو گیا اور سر اطاعت جھکا دیا۔ ہشام نے اس کی تقصیر معاف کر دی اور عزت افزائی سے صلے عنایت کئے۔

سلیمان بن امیر عبدالرحمٰن کی بربر کو روانگی: پھر ۱۷۳ھ میں ہشام نے اپنے بیٹے معاویہ کو سلیمان سے جنگ کرنے کے لئے تدمیر روانہ کیا۔ چنانچہ معاویہ نے اپنے پُر زور حملوں سے اطراف تدمیر کو ویران اور پامال کر دیا۔ سلیمان روزانہ جنگ سے تنگ آ کر جبال بلنسیہ کی طرف بھاگ گیا اور وہیں جا کر پناہ گزیں ہو گیا اور معاویہ اپنے باپ کے پاس قرطبہ واپس آیا۔ اس کے بعد سلیمان نے اپنے اہل و عیال کے ساتھ بلاد اندلس چھوڑ کر ملک بربر چلے جانے کی درخواست کی، ہشام نے منظور کر لیا اور اپنے باپ کے متروکہ سے دست بردار ہونے پر اسے ساٹھ ہزار دینار مرحمت کئے۔ سلیمان کے ساتھ اس کا بھائی عبداللہ بھی اندلس سے چلا آیا تھا۔ ہشام سرزمین اندلس میں ٹھہرا ہوا حکمرانی کرتا رہا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعید بن حسین کی بغاوت: انہی واقعات کے اثناء میں شرقی اندلس مقام طرسوسہ میں سعید بن حسین بن یحییٰ انصاری نے ہشام کی مخالفت پر کمر باندھی' سعید اس زمانہ سے طرسوسہ میں ٹھہرا ہوا ریشہ دوانی کر رہا تھا' جس زمانہ میں اس کا باپ حسین مارا گیا' جب اس کے پاس یمانیہ کا ایک بڑا گروہ جمع ہو گیا تو اس نے طرسوسہ پر قبضہ کر کے اس کے گورنر یوسف بن عیسیٰ کو نکال دیا موسیٰ ابن فرقوق کو یہ امر ناگوار گزرا مضریہ کو یکجا کر کے سعید کے آڑے آیا۔ اسی اثناء میں مطروح بن سلیمان بن یقطان نے شہر برشلونہ میں بغاوت کر دی' شہر سرقسطہ آشقہ پر قبضہ کر لیا۔ جوں ہی ہشام نے اپنے بھائیوں کی مہم سے فراغت حاصل کی فوراً عثمان عبیداللہ بن عثمان کو ایک فوج کی افسری کے ساتھ مطروح کی سرکوبی پر متعین کیا۔ ابوعثمان نے پہنچتے ہی سرقسطہ پر مطروح کا محاصرہ کر لیا ایک زمانہ تک حصار کئے ہوئے لڑتا رہا' پھر محاصرہ اٹھا کر طرسوسہ کے قریب آ کے پڑاؤ کیا اور اہل سرقسطہ پر آئے دن شب خون مارنے لگا۔ انہی دنوں مطروح کے بعض ہمراہیوں نے دھوکہ دے کر مطروح کو مار ڈالا اور سر اتار کر ابوعثمان کے پاس لائے۔ ابوعثمان نے ہشام کی خدمت میں بھیج دیا اور سرقسطہ میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا۔

جلیقہ کی مہم: ابوعثمان اس مہم کو سر کرنے کے بعد ملک فرانس پر جہاد کرنے کو روانہ ہوا شہر البتہ اور اس کے گرد و نواح کے قلعوں پر حملہ کیا فرانسیسی دلاوروں نے بھی میدانِ جنگ کا راستہ لیا فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی آخر کار عساکر اسلامیہ کو فتح نصیب ہوئی فرانسیسیوں کی فوج کی بہت بڑی جماعت کام آئی اور ابوعثمان نے ان مقامات کو فتح کر لیا۔ یہ واقعہ ۱۷۵ھ کا ہے۔ اسی سنہ میں ہشام نے اسلامی افواج کو یوسف بن بخیہ کی ماتحتی میں جلیقہ کے سر کرنے کے لئے بھیجا۔ اس وقت اس کا بادشاہ برمند کبیر تھا۔ یہ بھی خم ٹھونک کر میدان میں آیا۔ سخت اور خونریز لڑائی ہوئی بہت سا نقصان اٹھا کر برمند کو پسپا ہونا پڑا' یوسف نے کامیابی کے ساتھ اس کے لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا اور بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔

اہل طلیطلہ کی اطاعت: اسی سنہ میں برادران ہشام کی روانگی کے بعد اہل طلیطلہ نے اپنے امیر ہشام کے علم حکومت کی اطاعت قبول کرنے کی درخواست پیش کی۔ ہشام نے منظور کر کے تمام اہل طلیطلہ کو امان دی اور اپنے بیٹے حکم کو طلیطلہ کا والی مقرر کر کے روانہ کیا۔ حکم نے طلیطلہ پہنچ کر عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور انتظام میں مصروف ہو گیا۔

فرانس پر فوج کشی: پھر ۱۷۶ھ میں ہشام نے اپنے وزیر السلطنت عبدالملک بن عبدالواحد بن مغیث کو دشمنان اسلام پر جہاد کے لئے روانہ کیا۔ عبدالملک نے نہایت تیزی سے حدود اسلامیہ سے نکل کر لڑائی شروع کر دی' لڑتا بھڑتا فرانسیسیوں کے بلاد کو تاراج کرتا ہوا البتہ اور قلاع تک پہنچ گیا اور اس کے گرد و نواح کو اپنی فوج کی جولاں گاہ بنایا' اس کے بعد ہشام کی ہدایت کے مطابق ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ اربونہ اور جرندہ کی جانب روانہ ہوا۔ پہلے جرندہ پر حملہ کیا جرندہ میں فرانس کی ایک عظیم فوج سرحدی بلاد کی حفاظت کے لئے رہتی تھی' عبدالملک نے اسے شکست دے کر جرندہ کے برجوں اور شہر پناہ کی فصیلوں کو منہدم کرا دیا اور سرزمین سرطلینہ کے ساتھ بھی یہی واقعات گزرے۔ اہل فرانس مسلمانوں کے نام سے بید کی طرح تھرانے لگے۔ کوئی شخص مقابلہ پر نہ آتا تھا بہت سے قلعے ویران اور مسمار کر ڈالے اور بہت سے قلعوں کو جدا کر خاک سیاہ کر دیا۔ اس جہاد میں بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ آیا کہ جس کا شمار نہیں ہو سکتا۔ جس وقت عبدالملک نے مراجعت کی' عیسائیوں نے بشکنش اور اپنے ہمسایہ ممالک سے مسلمانوں کے خلاف امداد طلب کی اور جب امدادی فوجیں آ گئیں تو عبدالملک نے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی عبدالملک نے اس معرکہ میں بھی ان اجل رسیدوں کو شکست دی اور ان کی ایک بڑی جماعت کو قتل کر کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاک وخون میں ملا دیا۔

فتح جلیقہ: ۱۹۸ھ میں ہشام نے اسلامی فوجی عبدالکریم بن عبدالواحد بن مغیث کی ماتحتی میں بلاد جلیقہ پر جہاد کے لئے روانہ کیں۔ عساکر اسلامیہ نے دشمنان دین کے ملک کو خوب تاخت وتاراج کیا اور بہت سا مال غنیمت لے کر واپس آیا۔ اسی سنہ میں تاکک تا (یا تاکرتا) میں بغاوت پھوٹ نکلی یہ مقام بلاد زندہ ملک اندلس سے شمار کیا جاتا تھا۔ یہاں جس قدر بربری تھے انہوں نے امیر ہشام کی اطاعت سے انحراف کر کے خودسری کا دعویٰ کیا تھا۔ ہشام نے ان کی سرکوبی کے لئے عبدالقادر بن ابان بن عبداللہ خادم امیر معاویہ بن ابوسفیان کو روانہ کیا عبدالقادر نے پہنچتے ہی ہنگامہ کارزار گرم کر دیا۔ ہزارہا باغی مارے گئے جو باقی رہ گئے وہ جلاوطن ہو نکل بھاگے سات برس تک تاکدتا ویران پڑا رہا۔ ایک متنفس بھی نظر نہ آتا تھا۔

شاہ جلالقہ اوفونش کی پسپائی: ۱۹۷ھ میں ہشام نے پھر جہاد کی تیاری کی' عبدالملک بن عبدالواحد بن مغیث کو امیر لشکر مقرر کر کے جلیقہ پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ رفتہ رفتہ عبدالملک سرقہ پہنچا۔ شاہ جلالقہ (اوفونش) نے اپنی فوجیں فراہم کیں اور اپنے اطراف وجوانب کے بادشاہوں سے امدادی فوجیں منگوائیں۔ بہت بڑی تیاری کے بعد مقابلہ پر آیا' لیکن عبدالملک کی ہیبت کچھ ایسی غالب ہوئی کہ بلا جدال وقتال لوٹ کھڑا ہوا۔ عبدالملک نے تعاقب کیا اوفونش بے سروسامانی سے آگے آگے بھاگا جاتا تھا اور عبدالملک اس کے پیچھے پیچھے سراغ لگاتا' جسے پاتا اسے قتل کر دیتا' شہروں' گاؤں' قصبات کو لوٹتا ہوا چلا جا رہا تھا۔ حتیٰ کہ اوفونش اپنے پایہ تخت کے قریب پہنچ گیا۔ اس وقت عبدالملک نے مراجعت کی۔ اسی زمانہ میں ہشام نے ایک دوسری فوج دوسری سمت سے بلاد فرانس کی طرف روانہ کی تھی۔ یہ فوج بھی عبدالملک کی فوج سے جا ملی تھی اور دونوں نے مل کر دشمنانِ اسلام کے بلاد کو جی کھول کر تاراج کیا تھا۔ واپسی کے بعد فرانس کی فوج لئے چھیڑ چھاڑ کی اور کسی قدر کامیابی ہوئی مگر اس کے باوجود لشکر اسلام مظفر ومنصور واپس آیا۔

ہشام بن عبدالرحمٰن کی وفات: ۱۸۰ھ میں ہشام[1] بن عبدالرحمٰن نے اپنی حکومت وامارت کے سات سال پورے کر کے وفات پائی۔ بعضوں نے لکھا ہے کہ اس نے آٹھ سال حکومت کی۔

ہشام کا کردار: ہشام نہایت نیک مزاج' صلح پسند' سخی' دلیر' شجاع' بلند حوصلہ' صائب الرائے اور کثرت سے جہاد کرنے والا شخص تھا اسی نے جامع مسجد قرطبہ کی تعمیر تکمیل کو پہنچائی جس کی بنیاد اس کے باپ عبدالرحمٰن نے ڈالی تھی' اس نے زکوٰۃ وصدقات کتاب وسنت کے مطابق وصول کئے تھے۔

---

[1] ہشام بن عبدالرحمٰن بن معاویہ بن عبدالملک بن مروان والیٔ اندلس کا انتقال ماہ صفر ۱۸۰ھ میں ہوا تقریباً عمر کے چالیس مرحلے طے کئے ام ولد کے بطن سے ماہ سوال ۱۳۳ھ میں پیدا ہوا تھا۔ جامع مسجد قرطبہ کی تکمیل وتعمیر کے علاوہ اور بہت سی مسجدیں بنوائیں۔ اس کے عہد حکومت میں اسلامی شان وشوکت کو بے حد ترقی ہوئی' عیسائی بے حد ذلیل وخوار ہوئے۔ اہل اندلس اسے نہایت نیکی سے یاد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ سیرۃ میں خلیفہ عمر بن عبدالعزیز سے مشابہ تھا۔ اندرونی بغاوتوں اور خانہ جنگیوں سے اسے نہایت کم سامنا کرنا پڑا۔ صرف اوائل عہد حکومت میں اس کے دونوں بھائیوں عبداللہ وسلیمان نے مخالفت کا سر اٹھایا تھا۔ اس کے بعد پھر کسی نے دم نہیں مارا۔ اس نے اپنا سارا زمانہ عیسائیوں پر جہاد کرنے میں صرف کیا۔ کبھی جلالقہ سے مقابل ہوتا نظر آتا تھا اور کبھی شاہ فرانس پر حملہ آور ہوتا تھا۔ اس سے عیسائیوں کا دم ناک میں آ گیا تھا۔ از بونہ اسی کے زمانہ میں فتح ہوا تھا۔ جلالقہ سے اس نے خراج وصول کیا' فرانس کو مارتے مارتے اس کے پایہ تخت تک پہنچایا۔ اس کے زمانہ امارت میں اسلام کو اس درجہ عزت ملی.....

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۲۶

امیر الحکم اوّل بن ہشام ۱۸۰ھ تا ۲۰۶ھ

اس کے انتقال پر اس کا بیٹا حکم حکمران ہوا۔ اس کے عہد حکومت میں خادموں کی کثرت ہوئی۔ بہت سے گھوڑے اصطبل شاہی میں باندھے گئے اور اس کی حکومت کو معقول طور سے استحکام و استقلال حاصل ہوا۔ یہ بذاتہ ہر کام کی نگرانی کرتا اور لڑائیوں پر جاتا تھا۔

عبداللہ بلنسی کا خروج: حکم کے اوائل زمانہ حکومت میں عبداللہ بلنسی ابن عبدالرحمٰن داخل نے مغربی اندلس کی سرحد سے بغاوت کر کے بلنسیہ پر قبضہ حاصل کیا' اس کے بعد طنجہ سے اس کے بھائی سلیمان نے بھی سر اٹھایا۔ حکم ایک برس تک ان دونوں کی لڑائی میں مصروف رہا آخر الامر حکم کو فتح نصیب ہوئی اور ۱۸۴ھ میں سلیمان مارڈالا گیا۔ باقی رہا عبداللہ وہ بلنسیہ میں مقیم رہا اگرچہ آئندہ بخوف جان کسی قسم کی شورش اور فساد کا باعث نہیں بنا۔ لیکن حکم نے یحییٰ بن یحییٰ فقیہ کو پیام صلح دے کر ۱۸۶ھ میں روانہ کیا۔ چنانچہ بھتیجے اور چچا میں باہم مصالحت ہوگئی۔

فرانسیسیوں کا برشلونہ پر قبضہ و پسپائی: انہی خانہ جنگیوں کے اثناء میں فرانس نے موقع مناسب تصور کر کے فوجیں فراہم کیں اور حکم کو اپنے چچاؤں کے ساتھ مصروف جدال و قتال دیکھ کر شلونہ کا قصد کیا۔ اسلامی فوجیں' برشلونہ کی حمایت کو نہ پہنچ سکیں۔ فرانس نے بے تگ و دو برشلونہ پر قبضہ کر لیا۔ حکم نے اپنے چچاؤں کی مہم سے فراغت حاصل کر کے فرانس کی سرکوبی کی جانب توجہ کی۔ اپنے حاجب عبدالکریم بن عبدالواحد بن مغیث کو امیر لشکر مقرر کر کے برشلونہ اور بلاد جلالقہ کی جانب روانہ ہوا۔ عبدالکریم نے دشمنانِ اسلام سے سختی کے ساتھ لڑائی چھیڑ دی۔ حریف نے ایک تنگ و دشوار راستہ اختیار کیا۔ عبدالکریم نے میدانِ جنگ سے مراجعت کر کے راستہ کے دوسرے سرے کی ناکہ بندی کر لی اور اس سر پر بھی اپنی فوج کے چند دستوں کو مامور کر دیا۔ دشمن اس وقت نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن میں گرفتار ہو گیا۔ سب کے سب کام آئے ایک بھی جاں بر نہ ہو سکا۔ عبدالکریم نے فتح یابی کے ساتھ بلاد اسلامیہ کی طرف مراجعت کی۔

.... ۶۰ وغلبہ حاصل ہوا تھا کہ ایک شخص نے بہ وقت وفات وصیت کی تھی کہ میرے متروکہ مال میں سے ایک مسلمان قیدی فدیہ دے کر رہا کرا دیا جائے۔ اس شخص کے مرنے پر تمام دارالکفار چھان ڈالا گیا۔ مسلمان قیدی ایک بھی نہ ملا اس سے زیادہ قوی دلیل دشمنان اسلام کی کمزوری اور اسلام کی قوت کی کیا ہو سکتی ہے۔ قرطبہ کے پل کو جو خوبی و مضبوطی میں مشہور زمانہ تھا۔ از سر نو بنوایا۔ اس پل کو سمح خولانی گورنر اندلس نے خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے حکم سے بنوایا تھا۔ ملخص از تاریخ کامل ابن اثیر جلد مطبوع مصر صفحہ ۶۰ کتاب نفح الطیب مطبوعہ لیڈن جلد اوّل صفحہ ۲۱۶ الغایۃ ۲۱۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبیدہ بن عمیرہ کی بغاوت: ۱۸۱ھ میں اندرونی بغاوتوں اور جھگڑوں کا زور وشور ہوا اندلس کے سرحدی شہروں میں آتش فساد مشتعل ہوئی۔ بہلول بن مرزوق معروف بہ ابوالحجاج نے علم مخالفت بلند کر کے سرقسطہ کو دبا لیا۔ عبدالکریم بلنسی عم امیر حکم نے بھی اسی سنہ میں سر اٹھایا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ اسی سنہ میں عبیدہ بن عمیرہ نے طلیطلہ میں مخالفت شروع کی۔ حکم نے اپنے گورنر وسپہ سالار عمروس بن یوسف کو جو کہ طلبیرہ میں رہتا تھا اس ہنگامہ کے فروع کرنے کے لئے لکھ بھیجا۔ عمروس نے طلیطلہ پر پہنچ کر محاصرہ کر کے لڑائی شروع کر دی۔ ایک مدت تک محاصرہ کئے ہوئے لڑتا رہا اثناء جنگ میں عمروس نے اہل طلیطلہ سے بنی بخشی کو خط وکتابت کر کے ملا لیا۔ بنی بخشی نے موقع پا کر عبیدہ کو قتل کر کے سر اتار لیا اور عمروس کے پاس بھیج دیا۔ عمروس نے عبیدہ کے سر کو حکم کی خدمت میں روانہ کیا اور طلیطلہ میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا بنی بخشی کو اس خدمت کے صلہ میں انعامات دیئے جاگیریں دیں اور اعلیٰ اعلیٰ درجہ کے مناصب عطا کئے۔ اس کے بعد بربریوں نے جو طلبیرہ میں تھے عبیدہ کے معاوضہ میں بنی بخشی کی خونریزی پر کمر باندھی عمروس نے ان شورہ پشتوں کو بھی گرفتار کرا کے قتل کیا اور ان کے سروں کو بھی اور باغیوں کے سروں کے ساتھ حکم کی خدمت میں بھیج دیا۔ سارا فتنہ وفساد فرو ہو گیا اور اس تمام علاقہ میں امن وامان قائم ہو گیا۔ عمروس اس فتح یابی کے بعد اپنے بیٹے یوسف کو طلیطلہ پر مامور کر کے سرقسطہ کی جانب واپس آیا اور اسے بھی سرکش باغیوں کے پنجہ سے نکال کر اس پر قبضہ کر لیا۔

فرانسیسیوں کا طلیطلہ پر قبضہ: ۱۸۹ھ میں مسلمانانِ اندلس کے سروں پر شامت سوار ہوئی کہ ان میں سے بعض سرداروں اور لشکریوں کے خاندان امیر حکم سے کشیدہ خاطر ہو کر شاہ فرانس سے جا ملا اور اسے طلیطلہ کے قبضہ پر اُبھارنا شروع کیا عیسائیوں کو بھی اپنے پرانے دشمن سے بدلہ لینے اور ملک پر قبضہ کرنے کی خواہش ہوئی فوجیں آراستہ اور سامان جنگ فراہم کر کے طلیطلہ کی طرف قدم بڑھایا۔ یوسف والی طلیطلہ مقابلہ پر آیا مدتوں لڑائی اور محاصرے کا سلسلہ جاری وقائم رہا چونکہ اس مہم میں دشمنانِ اسلام کے ساتھ اسلام کے نام لیوا بھی شریک تھے اور وہ طلیطلہ کے حالات سے بخوبی واقف تھے اس وجہ سے اہل طلیطلہ کو شکست ہوئی عیسائیوں نے طلیطلہ پر قبضہ کر لیا اور یوسف والی طلیطلہ کو گرفتار کر کے صخرہ قیس میں لے جا کر قید کر دیا۔ عمروس اس وقت سرقسطہ کی حفاظت میں مصروف تھا۔

فرانسیسیوں کی پسپائی: جب اس واقعہ کی اسے خبر لگی تو اس نے عساکر اسلامیہ کو اپنے چچازاد بھائی کے ساتھ طلیطلہ سے فرانسیسیوں کو باہر نکالنے کی غرض سے روانہ کیا۔ چنانچہ طلیطلہ کے باہر عساکر اسلامیہ نے اپنا مورچہ قائم کیا۔ دونوں فریقوں میں جنگ شروع ہو گئی۔ بہت بڑی اور سخت لڑائی کے بعد فرانسیسیوں کو شکست ہوئی۔ نہایت بے سروسامانی سے طلیطلہ چھوڑ کر بھاگے۔ مسلمانوں نے طلیطلہ پر پھر قبضہ کر لیا۔ عمروس نے اپنے ایک غائب کو صخرہ قیس کی طرف روانہ کیا اس نے پہنچتے ہی یوسف بن عمروس کو قید کی تکلیف سے نجات دے دی۔ اس واقعہ سے فرانسیسی دلاوروں کے دل پر عمروس کے رعب وداب اور مردانگی کا سکہ بیٹھ گیا۔

جنگِ ربض: حکم اپنے شروع عہد امارت میں لذات دنیاوی، عیش وعشرت میں منہمک ومستغرق ہو رہا تھا۔ قرطبہ کے اہل علم وورع کو حکم کا یہ فعل ناگوار گزرا، یحییٰ[1] بن یحییٰ اللیثی اور فقیہ طالوت جیسے فقہا اور علماء نے ایک جلسہ میں جمع ہو کر حکم کی معزولی کا

---

[1] یحییٰ بن یحییٰ اللیثی امام مالک کے خاص شاگردان کی مؤطا کے ناقل اور اندلس میں ان کی مذہب کی اشاعت انہی کے سبب سے ہوئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشورہ کیا۔ اہل قرطبہ ان علما کے اشارے سے حکم پر ٹوٹ پڑے۔ حکم کے دستۂ فوج جاں نثاران نے انہیں اس فعل سے روکا۔ ان لوگوں نے حکم کی معزولی کا اعلان کر کے غربی قرطبہ کے شہر پناہ کے ایک محلّہ میں جو قصر شاہی سے متصل تھا۔ محمد بن قاسم مرشی مروانی عم ہاشم کی امارت کی بیعت کی اور ۱۹۰ھ میں ان لوگوں نے خلیفہ حکم کا اس کے محل سرا میں محاصرہ کر لیا۔ حکم نے نہایت مردانگی سے ان لوگوں کا مقابلہ کیا اور بزور تیغ انہیں مغلوب کر کے ان میں سے بہتوں کو ہمیشہ کے لئے موت کی نیند سلا دیا۔ باقی ماندگان اِدھر اُدھر منتشر و متفرق ہو گئے۔ ان لوگوں کے مکانات اور مسجدیں ویران اور منہدم ہو گئیں۔ بقیۃ السیف[1] نے بھاگ کر فاس سرزمین افریقہ میں جا کر دم لیا اور کچھ لوگوں نے اسکندریہ میں پناہ لی۔ یہاں پر بھی ان خانہ بدوشوں کو چین سے بیٹھنا نصیب نہ ہوا۔ جب ان لوگوں کا ایک خاصا جتھا اسکندریہ میں جمع ہو گیا تو ان لوگوں نے بغاوت کر دی عبداللہ بن طاہر والی مصر ان کی سرکوبی کو آیا اور کمال مردانگی سے ان لوگوں کو زیر کر کے اسکندریہ کو ان کے غاصبانہ قبضہ سے نکال لیا اور ان لوگوں کو جہازوں پر سوار کرا کے جزیرہ اقریطش (کریٹ) کی طرف روانہ کر دیا۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ ان لوگوں کا سردار ابوحفص عمر بلوطی نامی ایک شخص تھا۔ یہی ان کی سرداری کرتا رہا جب یہ مر گیا تو وراثتاً اس کی اولاد ان پر حکمرانی کرتی رہی حتیٰ کہ عیسائیوں نے جزیرہ مذکور کو ان کے قبضہ سے نکال لیا۔

عمروس بن یوسف: اہل طلیطلہ میں فساد اور مخالفت کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا ان کے دلوں اور دماغوں میں اپنے ملک کی حفاظت آپ خود کرنے کی ہوا سمائی ہوئی تھی اور آئے دن امراء کی معزولی و تقرری سے یہ شیر ہو رہے تھے۔ امیر حکم ان کی روزانہ بغاوت اور خودسری سے تنگ آ گیا تھا۔ مجبور ہو کر سرحدی بلاد سے اپنے نامور سپہ سالار عمروس بن یوسف کو اس آئے دن بغاوتوں سے فرو کرنے کی غرض سے بلا بھیجا۔ عمروس بن یوسف عربی النسل نہ تھا بلکہ شہر وشقہ کا رہنے والا اور مولدین سے تھا۔ حکم کی جانب سے سرحدی بلاد کا گورنر تھا۔ قرب و جوار کے سرکش و متمرد امراء اس کے نام سے کانپتے تھے۔

عمروس بن یوسف اور اہل طلیطلہ: حکم نے عمروس سے اہل طلیطلہ کو مطیع کرنے کے معاملہ میں اعانت طلب کی اور اسے شریک مشورہ کر کے طلیطلہ کی سند حکومت عنایت فرمائی چونکہ عمروس اہل طلیطلہ کا ہم قوم تھا اس وجہ سے اہل طلیطلہ اس سے مانوس و مطمئن ہو گئے تھوڑے دن بعد عمروس نے دھوکہ دینے کے لئے اہل طلیطلہ کو اس مشورہ میں کہ بنی امیہ کو کرسی امارت سے اتار دینا چاہئے۔ شریک کرنا شروع کیا اور اس غرض کے لئے کہ وہ شاہی اراکین کے ساتھ اس میں گوشہ نشین ہو جائے گا۔ ایک علیحدہ مکان تعمیر کرانے کی رائے دی۔ اہل طلیطلہ اس چکر میں آ گئے۔ عمروس نے ان لوگوں کی موافقت اور اعانت سے حسب مرضی ایک مکان تعمیر کرایا۔

عبدالرحمٰن بن حکم کی طلیطلہ میں آمد: اتفاق سے اسی زمانہ میں سرحد کے ایک افسر اعلیٰ نے دارالحکومت سے امداد طلب کی امیر حکم نے ایک بہت بڑا لشکر اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کی ماتحتی میں روانہ کیا جس میں وزیروں کی بھی ایک جماعت تھی یہ لشکر کوچ و قیام کرتا ہوا طلیطلہ ہو کر گزرا مگر طلیطلہ میں نہ تو جانے کا ارادہ کیا اور نہ اہل طلیطلہ سے متعارض ہوا دشمنانِ اسلام لشکر

---

[1] بقیۃ السیف جو جلاء وطن ہو کر فاس چلے آئے تھے ان کی تعداد آٹھ ہزار تھی اور اسکندریہ میں جلاوطنوں کا جو گروہ آیا تھا وہ بچوں اور عورتوں کے علاوہ پندرہ ہزار تھے۔ عربی مؤرخوں نے ان کی تعداد نہیں بیان کی یہ انگریزی مؤرخوں کا بیان ہے۔ واللہ اعلم۔ مترجم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کی خبر پا کر لوٹ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے شر سے بلاد اسلامیہ کو بچا لیا۔ عبدالرحمٰن نے قرطبہ کی جانب مراجعت کا قصد کیا۔ عمروس کی ترغیب وتحریک سے سرداران طلیطلہ عبدالرحمٰن سے ملنے کے لئے آئے عبدالرحمٰن نے ان لوگوں کی تعظیم وتکریم کی، عزت سے اپنے قریب بیٹھنے کا حکم دیا۔ حکم کے خادم نے اہل طلیطلہ کو آنکھیں بچا کر عمروس کو امیر حکم کا فرمان دیا جس میں لکھا تھا ''جس طرح ممکن ہو بہ مکر وفریب مفسد پردازان طلیطلہ کو زیر کرنا چاہئے''۔ عمروس نے اہل طلیطلہ سے کہا اس وقت اتفاق سے عبدالرحمٰن تمہارے شہر میں آ گیا ہے اسے اپنے شہر میں لے چلو تا کہ تمہاری قوت وشوکت دیکھ کر دل میں متاثر ہو اور آئندہ تمہارے مطیع کرنے کا خیال نہ کرے۔ اہل طلیطلہ اس فقرے میں آ گئے عبدالرحمٰن کو بہ منت وسماجت اپنے شہر میں لے گئے اور اسی قصر میں ٹھہرایا جو انہی لوگوں کی معاونت سے وسط شہر میں عمروس کی مرضی کے مطابق تعمیر کیا گیا تھا۔

یوم الخندق: ایک روز دعوت کے بہانہ سے عمروس نے تمام سرداران بانیان فتنہ وفساد کو قصر امارت پر مدعو کیا اور حکم دیا کہ مجمع واژدحام کی کثرت خیال سے امیر نے یہ انتظام فرمایا ہے کہ ''لوگ ایک دروازے سے مکان میں داخل ہوں اور جاتے وقت دوسرے دروازے سے جائیں''۔ اہل طلیطلہ اس رائے وانتظام کے مطابق گروہ کے گروہ قصر امارت میں داخل ہونے لگے جونہی یہ قصر میں داخل ہوتے سرداران لشکر ان کو کشاں کشاں اس گڑھے پر لے جاتے جو پہلے سے ان لوگوں کے قتل کے لئے کھدوایا گیا تھا اور سب کی گردنیں مار دیتے۔ رفتہ رفتہ اسی تدبیر کو حکمت عملی سے تمام سرغنوں کو قتل کر دیا گیا۔ باقی ماندگان معمولی حیثیت والے اس امر کو تاڑ گئے اور جان کے خوف سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس خوفناک اور نمونہ قیامت خیز واقعہ نے تمام اہل طلیطلہ کے مزاج ٹھنڈے کر دیئے۔ سمعاً وطاعۃً بطیب خاطر ایام فتنہ تک مطیع رہے جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے۔

اہل قرطبہ کی بغاوت: پھر ۱۹۱ھ میں اصبغ بن عبداللہ نے ماردہ میں علم بغاوت بلند کیا۔ حکم کے گورنر کو مار کر نکال دیا حکم کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے فوجیں مرتب کر کے ماردہ کو جا کر گھیر لیا۔ اثناء محاصرہ میں یہ خبر لگی کہ اہل قرطبہ میں بغاوت پھوٹ نکلی ہے محاصرہ اٹھا کر قرطبہ کی جانب لوٹ[1] آیا اور نہایت تیزی سے آتش فساد فرو کر کے تمام مفسدوں اور سرغنوں کو مار ڈالا اس کے بعد اصبغ نے بھی علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی۔ حکم نے اس قرطبہ میں بلا کر ٹھہرالیا۔

طرسوسہ کا محاصرہ: ان[2] آئے دن کی خانہ جنگیوں اور اندرونی بغاوتوں کا احساس کر کے فوجیں فراہم کیں۔ سامان جنگ وحصار مہیا کر کے طرسوسہ کے محاصرہ کی غرض سے کوچ کر دیا۔ حکم کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو ایک بڑی فوج کے ساتھ شاہ فرانس کی سرکوبی پر مامور کیا۔ ابھی شاہ فرانس اپنی حدود مملکت سے آگے بڑھنے نہ پایا تھا کہ عبدالرحمٰن

---

[1] حکم کے لوٹ آنے پر اہل ماردہ کبھی مطیع ہو جاتے تھے اور کبھی پھر باغی ہو جاتے۔ حکم ان کی سرکوبی کے لئے ہمیشہ لشکر بھیجتا تھا حتیٰ کہ اصبغ کی قوت سلب ہو گئی۔ اسی عرصہ میں حکم نے اہل ماردہ کے سرداروں کو ملا لیا۔ سب نے اس کی رفاقت ترک کر دی، اصبغ کا بھائی بھی شاہی لشکر میں چلا آیا مجبور ہو کر اصبغ نے امان طلبی اور مصالحت کر لی۔ کامل ابن اثیر جلد ۶ مطبوعہ مصر صفحہ ۸۰۔

[2] یہ واقعہ ۱۹۱ھ کا ہے اسی سنہ میں حزم بن وہب نے اطراف باجہ میں بغاوت کی تھی اہل باجہ کے علاوہ اور لوگوں نے بھی اس کا ساتھ دیا۔ حزم نے اشبونہ کا رخ کیا اتنے میں حکم کو اس کی خبر لگ گئی اپنے بیٹے ہشام کو ایک بڑی فوج کے ساتھ حزم کے عزم کو توڑنے کے لئے روانہ کیا ہشام نے پہنچتے ہی حزم کو ایسی بری شکست دی کہ حزم اپنے کئے پر پشیمان ہو کر امان کا خواستگار ہوا اور مطیع ہو گیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶۔ مطبوعہ مصر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنچ کر مدمقابل ہوا۔ دونوں حریف جی توڑ کر لڑنے لگے۔ نہایت سخت اور خونریز جنگ کے بعد شاہ فرانس کو شکست ہوئی اور میدان عساکر اسلامیہ کے ہاتھ رہا اور عبدالرحمٰن اپنی فوج ظفر موج کے ساتھ مظفر و منصور مالِ غنیمت لئے ہوئے واپس ہوا۔

اہلِ ماردہ کی سرکشی: ۱۹۴ھ میں جب اہل ماردہ نے گزشتہ قتل وخونریزی کو بھلا دیا تو پھر باغی ہو گئے۔ حکم ان کی سرکوبی پر مستعد و آمادہ ہو کر ماردہ پہنچا' تین سال ان کی لڑائیوں میں مصروف رہا۔ فرانسیسی عیسائیوں کو موقع مل گیا۔ سرحدی بلاد پر لوٹ مار شروع کر دی' حکم نے ۱۹۶ھ میں انہیں ہوش میں لانے کی غرض سے مملکت فرانس کی جانب کوچ کیا۔ متعدد قلعے فتح کئے۔ اکثر شہروں کو ویران وخراب کر ڈالا۔ قتل وخونریزی اور قیدیوں کی کوئی انتہا نہ تھی۔ فرانسیسی مقابلہ سے جی چرانے لگے اس وقت حکم قرطبہ کی جانب واپس ہوا۔

فرانس پر فوج کشی: گزشتہ پیش قدمیوں کی وجہ سے ۲۰۰ھ میں حکم نے اپنی فوج کو مملکت فرانس پر جہاد کے لئے تیاری کا حکم دیا۔ سپاہیوں نے کمال شوق وذوق سے تیاریاں کیں' حکم نے ان لوگوں کو اپنے حاجب عبدالکریم بن عبدالواحد بن مغیث کی ماتحتی میں شاہ فرانس کے ملک پر جہاد کے لئے روانہ کیا۔ عبدالکریم نے حدودِ مملکت اسلامیہ سے نکل کر ملک فرانس پر حملے شروع کر دیئے۔ شہر کے شہر' گاؤں کے گاؤں قصبے کے قصبے ویران ہو گئے۔ متعدد قلعے منہدم کر ڈالے۔ شاہ جلالقہ ایک عظیم فوج لے کر مقابلہ پر آیا۔ کنارہ نہر پر دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ مدتوں چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوتی رہیں۔ عساکر اسلامیہ کو فرانسیسی عیسائیوں سے ان لڑائیوں میں بہت بڑا فائدہ پہنچا اس کے بعد مسلسل تیرہ روز تک دن رات لڑائی ہوتی رہی۔ اتنے میں بہ کثرت مینہ برسا نہر میں طغیانی پیدا ہو گئی۔ عساکر اسلامیہ مظفر و منصور مالِ غنیمت لئے ہوئے واپس ہوئے۔

امیر حکم کی وفات و کردار: آخر ۲۰۶ھ میں امیر[1] حکم بن ہشام نے اپنی حکومت کے ستائیس سال پورے کر کے وفات پائی۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے اندلس میں فوجی نظام قائم کیا' فوج کی تنخواہیں مقرر کیں' طرح طرح کے آلاتِ حرب کافی

---

[1] حکم بن ہشام ایک جلیل القدر عظیم الشان اندلس کا فرماں روا تھا۔ اپنے خیالات اور ارادوں پر استقلال کے ساتھ عمل کرتا تھا۔ سخت سے سخت مصیبت سے گھبراتا نہ تھا۔ اس کے شروع زمانہ حکومت میں اس کے چچاؤں نے اس کے خلاف بغاوت کی مجبوراً وہ ان کے سرکرنے میں مصروف ہوا۔ اس اثناء میں فرانسیسی عیسائی اس موقع کو غنیمت شمار کر کے بلاد اسلامیہ پر دوڑ پڑے۔ حکم نے جوں توں اپنے چچاؤں کی بغاوت سے فراغت حاصل کر کے شاہ فرانس کو خوب خوب زیر کیا۔ اگرچہ اپنے اوائل حکومت میں کسی قدر لہو ولعب میں مصروف ہو گیا تھا اور یہی موقع علماء قرطبہ کو اس سے مخالفت کا حاصل ہوا تھا۔ مگر میرا گماں ہے کہ اس کے بعد اس نے ان افعال وحرکات سے جو علماء وفقہاء قرطبہ کی ناراضگی کا باعث ہوئے تھے توبہ کر لی تھی۔ اس کی دین داری اور تقویٰ کی ادنیٰ نظیر یہ ہے کہ روزہ اپنے کسی خادم پر اس نے ناراض ہو کر ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ اتفاق سے اس وقت فقیہ زیاد بن عبدالرحمٰن آ پہنچے۔ امیر حکم کو مخاطب کر کے بولے ''اللہ تعالیٰ امیر کو توفیق خطر عطا فرمائے۔ ملک بن انس نے مرفوعاً روایت کی ہے کہ جو شخص اپنے غیظ وغضب کو ضبط کرے جس کے نفاذ پر وہ قادر ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو قیامت کے روز امن وایمان سے پُر کر دے گا۔ اس فقرہ کے ختم ہوتے ہی حکم کا غیظ وغضب فرو ہو گیا اور خادم کی تقصیر معاف کر دی''۔

اس کی انگوٹھی پر '' باللہ ثق الحکم'' منقش تھا۔ بیس لڑکے اور اسی قدر لڑکیاں چھوڑ کر مرا۔ اس کی ماں ﷺ.....

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدار میں مہیا کئے۔ خدام اور غلاموں کی تعداد میں اضافہ کیا جاں نثار فوج میں سے ایک سوار دستہ کو دروازے پر پہرے کے لئے مقرر کیا' غلاموں اور خادموں کو خدمت پر مامور کیا اور ان لوگوں کی عجمیت کی وجہ سے ''حرس'' (گونگے) کے نام سے موسوم کیا۔ ان لوگوں کی تعداد پانچ ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ یہ بذاتہ ہر کام کی نگرانی کرتا اور اکثر ہر جنگ پر خود جاتا تھا۔ اس کے بہت سے مخبر اور جاسوس تھے جو روزانہ اس کو رعایا کے حالات اور تمام ملک کے واقعات سے مطلع کیا کرتے تھے۔ اس کی صحبت علماء فقہاء اور صالحین سے گرم رہا کرتی تھی۔ اسی نے ملک اندلس کے خار و خس کو صاف کیا اور اپنے آئندہ جانشینوں کے لئے اس کی زمین کو ہموار کر کے چھوڑ گیا۔ اس کے مرنے پر اس کا بیٹا عبدالرحمٰن تخت حکومت پر متمکن ہوا۔

ام الولد تھی۔ زخرف نام تھا۔ ۱۶۴ھ میں پیدا ہوا تھا۔ اس کے حالات سے جس سے اس کی ہمدردی اسلام کا ثبوت ملتا ہے ایک یہ واقعہ بھی ہے کہ عباسی شاعر سرحدی شہروں کی طرف جا رہا تھا۔ اتفاق سے اس کا گزر وادیٔ حجارہ میں ہوا ایک عورت کو سنا کہ چلا چلا کر کہہ رہی تھی واغوثاہ بک یا حکم واغوثاہ بک یا حکم۔ عباس نے قریب جا کر دریافت کیا۔ عورت نے کہا امیر حکم ہمارے حال سے اس قدر بے خبر ہے کہ عیسائی کتوں نے ہمیں بیوہ کر دیا ہے اور ہمارے بچوں کو یتیم بنا دیا ہے۔ ہم لوگ اپنے چند رفقاء کے ساتھ اس گاؤں سے آ رہے تھے کہ سواران دشمن اسلام نے آ کر ہم کو گھیر کر پائمال کر ڈالا''۔ عباس نے فی البدیہہ ایک قصیدہ کہا جس کے ابتدائی اشعار یہ تھے۔

تحلملت فی وادی الحجارۃ مسھراً اراعی نجموماً لا یرون تغیراً الک ابا العاصی نضیت مطیتی تسیریھم ساریاً مھجراً
تدارک نساء العالمین فبصرہ فانک اخری ان تغیث و تنصراً جس وقت عباس نے حکم کے دربار میں حاضر ہو کر یہ قصیدہ پڑھا اور سرحدی بلاد کے خطرناک حالات کا فوٹو کھینچ کر دکھلایا اور اس عورت کا نام و نشان بتایا جس کے خاندان کو دشمنان اسلام نے پائمال کیا تھا۔ حکم نے اُسی وقت جہاد کی تیاری اور لشکر کی آراستگی کا حکم دیا۔

چنانچہ اس واقعہ کے تیسرے دن عباس شاعر کے ساتھ وادی الحجارہ کی طرف کوچ کیا۔ وادی حجارہ میں پہنچ کر دریافت کیا کہ جس جانب سے دشمنوں نے حملہ کیا تھا۔ بتلایا گیا کہ اس سمت سے (اشارہ کر کے) حکم نے اسی سمت پر دھاوا کیا۔ کئی قلعے فتح کئے۔ متعدد شہروں کو ویران و خراب کیا۔ ہزاروں عیسائیوں کو مار ڈالا اور بے شمار قیدی اور مال غنیمت لے کر پھر وادی الحجارہ واپس آیا۔ حکم دیا کہ اس مظلوم عورت کو پیش کرو جب وہ عورت آئی تو اس کے روبرو جس قدر عیسائی قیدی اس جنگ میں گرفتار ہو کر آئے تھے سب کو قتل کروا دیا۔ اس کے بعد عباس سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس عورت سے دریافت کرو کہ اب تو حکم نے تمہاری فریاد رسی کی؟ عورت بولی ''واللہ اب میرا دل ٹھنڈا ہوا دشمنان اسلام نے اپنے کئے کی سزا پائی' مظلوم کو داد ملی۔ اللہ تعالیٰ امیر کی فریاد رسی کی اور نصرت و فتح عطا فرمائے''۔ حکم کے چہرہ پر اس فقرہ کے سننے سے خوشی کے آثار پیدا ہوئے۔ عباس کو مخاطب کر کے یہ دو شعر پڑھے۔ الم تریا عباس انی اجبتھا علی البعد اقتاو الخمیس المظفراً قادرکت اوطاءً اوبردت غلم. و نفست مکروباً اغنیت معسراً۔ عباس نے جزاک اللہ عن المسلمین خیراً کہہ کر بڑھ کر امیر کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ دیکھو تاریخ المقری۔ جلد اول از صفحہ ۲۲۲ مطبوعہ لیدن و تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ مطبوعہ مصر از صفحہ ۶۰ لغایۃ ۱۵۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۲۷

امیر عبدالرحمٰن الاوسط بن الحکم اوّل ۲۰۶ھ تا ۲۲۶ھ

عبداللہ بن بلنسی کی بغاوت: عبدالرحمٰن کے شروع زمانہ حکومت میں عبداللہ بلنسی (حکم کا چچا) پھر باغی ہو گیا فوجیں آرستہ کر کے بقصد قرطبہ تدمیر کی جانب روانہ ہوا۔ عبدالرحمٰن نے اس کی شورش و بغاوت فرو کرنے کی غرض سے لشکر مرتب کر کے کوچ کیا۔ عبداللہ پر کچھ ایسا خوف غالب ہوا کہ بلا جدال و قتال لوٹ کھڑا ہوا اور بلنسیہ پہنچ کر تھوڑے ہی دن بعد مر گیا عبدالرحمٰن اس کے اہل و عیال کو قرطبہ لے آیا۔

اس کے بعد عبدالرحمٰن نے بلاد جلیقہ پر جہاد کیا اور دور تک تاراج کرتا ہوا نکل گیا ایک مدت قرطبہ سے غائب رہا۔ عیسائیوں کے مختلف گروہوں کو تہ تیغ اور پامال کر کے واپس آیا۔

زاب مُغنّی: اسی ۲۰۶ھ میں علی بن نافع معروف بہ زاب مغنی خلیفہ مہدی کا خادم ابراہیم موصلی کا شاگرد عراق سے اندلس آیا عبدالرحمٰن سوار ہو کر اس کے استقبال کو گیا بے حد عزت و احترام سے پیش آیا چنانچہ علی نے کمال عزت سے اس کے پاس قیام کیا اور اندلس میں علم موسیقی کو اپنی وراثت کے طور پر چھوڑ گیا۔ اس کے کئی لڑکے تھے۔ عبدالرحمٰن سب سے بڑا تھا علم موسیقی میں یہی اس کا جانشین تصور کیا گیا۔

لشکر بیرہ کی سرکوبی: ۲۰۷ھ میں بلاد اسلامیہ کی سرحد سے عظیم الشان طوفان اٹھا عبدالرحمٰن کو اس کے فرو کرنے میں بذاتہ مشغول ہونا پڑا۔ مدت ہوئی کہ مرحوم امیر حکم نے گورنر سرحد کو اس کے ظلم و تعدی کی وجہ سے گرفتار کر کے زندہ صلیب پر چڑھا دیا تھا۔ اتفاق سے اس کے بعد ہی خود حکم بھی راہ گزار ملک جاودانی ہو گیا اور امیر عبدالرحمٰن تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا۔ گورنر نے جن لوگوں پر ظلم کیا تھا اور ان کے مال و اسباب کو ضبط کر لیا تھا وہ سب کے سب جمع ہو کر قرطبہ میں آئے اور اپنے مال و اسباب کی واپسی کے خواہاں ہوئے۔ اس واقعہ میں لشکر بیرہ زیادہ پیش پیش تھا۔ ان فتنہ پردازوں نے قصر امارت کے دروازے کو جا کر گھیر لیا اور شور و غل مچانے لگے۔ عبدالرحمٰن نے چند لوگوں کو ان کا شور و غل فرو کرنے اور اس مجمع کو منتشر کرنے کو بھیجا۔ ان شوریدہ سروں نے کچھ نہ سنی عبدالرحمٰن نے جھلا کر فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ حکم کرنے کی دیر تھی قرطبہ کا سارا لشکر اُن پر ٹوٹ پڑا۔ معدودے چند جاں بر ہو کر بیرہ کی طرف واپس ہوئے۔ عبدالرحمٰن نے تعاقب کا اشارہ کیا۔ شاہی فوج قتل و غارت کرتی ہوئی آگے بڑھی۔ باقی ماندگان میں سے بھی ایک بڑی جماعت کام آئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبائل مضریہ و یمانیہ: اسی سنہ میں قبائل مضریہ اور یمانیہ کے درمیان شہر ''تدمیر'' میں جھگڑا ہو گیا۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی۔ دونوں فریق کے تقریباً تین ہزار آدمی کام آئے عبدالرحمٰن نے ایک بڑی فوج کے ساتھ یحییٰ بن عبداللہ بن خالد کو آتش فساد کے فرو کرنے پر متعین کیا۔ یحییٰ کے پہنچتے ہی ہر دو فریق ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے' جوں ہی یحییٰ واپس ہوا پھر گتھ گئے۔ اسی طرح سے پورے سات برس تک مضریہ اور یمانیہ میں لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔

حاجب عبدالکریم: ۲۰۸ھ میں عبدالرحمٰن نے اپنے حاجب عبدالکریم بن عبدالواحد بن مغیث کی افسری میں عساکر اسلامیہ کو الثبہ اور قلاع کی جانب جہاد کرنے کے لئے روانہ کیا۔ عبدالکریم نے دشمنانِ اسلام کے اکثر شہروں کو ویران اور برباد کیا۔ بعض قلعوں پر اپنی فتح کا جھنڈا گاڑا اور بعضوں سے جزیہ لے کر مصالحت کر لی۔ مسلمان قیدیوں کو بھی اسی ضمن میں قید کی تکلیف سے نجات دلائی (یہ واقعات[1] ماہ جمادی الآخر ۲۰۸ھ کے ہیں)

اہل ماردہ کی بغاوت: ۲۱۳ھ میں اہل ماردہ نے علم بغاوت بلند کیا' سب نے متفق ہو کر گورنر کو نکال دیا۔ عبدالرحمٰن نے اس ہنگامہ کو فرو کرنے کی غرض سے فوجیں روانہ کیں۔ اہل ماردہ مقابلہ پر آئے۔ لڑائیاں ہوئیں آخر کار اہل ماردہ نے علم حکومت کے آگے سر جھکا دیا اور مطیع ہو گئے۔ سپہ سالار شاہی افواج نے ماردہ کی شہر پناہ منہدم کرا دی اور ان لوگوں کے چند آدمیوں کو بطور ضمانت لے کر دارالحکومت قرطبہ کی جانب واپس ہوا۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن نے شہر پناہ کے پتھروں کو نہر میں پھینکنے کا حکم صادر فرمایا اس سے اہل ماردہ کو ناراضگی پیدا ہوئی اور پھر مخالف بن بیٹھے گورنر ماردہ کو گرفتار کر لیا اور ماردہ کی شہر پناہ از سر نو درست کر لی اتنے میں ۲۱۴ھ کا دور آ گیا۔ عبدالرحمٰن نے بہ نفس نفیس ان لوگوں کی سرکوبی پر کمر باندھی۔ اہل شہر نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے آمادہ بہ جنگ ہو کر لڑنے لگے۔ عبدالرحمٰن چند وجوہات کے باعث زیادہ دیر تک نہ ٹھہر سکا واپس آیا۔

فتح ماردہ: پھر ۲۱۷ھ میں اہل ماردہ کے محاصرہ کے لئے فوجیں روانہ کیں' مگر کامیابی نہ ہوئی اس کے بعد ۲۲۰ھ میں ماردہ کا پھر محاصرہ کیا گیا۔ اس مرتبہ شاہی فوج کو کامیابی ہوئی ماردہ پر شاہی جھنڈا اڑنے لگا کچھ لوگ محمود بن عبدالجبار کے ساتھ بھاگ کر شنت شلوط پہنچے اور ۲۲۰ھ میں وہاں پہنچ کر پناہ گزیں ہو گئے۔ عبدالرحمٰن نے ان پناہ گزینوں کے سر کرنے کے لئے شاہی لشکر روانہ کیا۔ محمود یہ خبر کر دشمنانِ اسلام کے ملک میں بھاگ گیا اور وہاں پہنچ کر ان کے قلعوں میں سے ایک قلعہ دبا بیٹھا۔ پانچ برس تک اس قلعہ پر قابض رہا۔ حتیٰ کہ اوفونس بادشاہ جلالقہ (گال) نے اس قلعہ کا محاصرہ کیا اور لڑ کر بزور تیغ فتح کیا۔ محمود اپنے تمام ہمراہیوں کے ساتھ مارا گیا۔ یہ واقعہ ۲۲۵ھ کا ہے۔

اہل طلیطلہ کی بغاوت: ۲۱۵ھ میں اہل طلیطلہ میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ ہاشم ضراب نامی ایک شخص اس بغاوت کا محرک تھا یہ شخص جنگ ربض میں موجود تھا اس نے آہستہ آہستہ اپنی شان و شوکت بڑھائی۔ اس کے پاس لوگوں کا ایک بڑا مجمع آ کر جمع ہو گیا ہاشم ان سب کو فوجی اور جنگی لباس پہنا کر اہل شنت بریہ پر آ پڑا۔ عبدالرحمٰن نے شاہی فوجیں ہاشم سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیں۔ مطلق کامیابی نہ ہوئی۔ دوبارہ دوسرا لشکر روانہ کیا۔ اطراف دورقہ میں شاہی لشکر اور ہاشم نے صف آرائی

[1] دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد۔ صفحہ ۱۰۸ مطبوعہ مصر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی' شاہی لشکر نے اس معرکہ میں باغیوں کو شکست دے دی۔ اثناء جنگ میں ہاشم کو اس کے بہت سے ہمراہیوں کے ساتھ مار ڈالا گیا مگر اہل طلیطلہ مخالفت و بغاوت پر برابر اڑے رہے تب عبدالرحمٰن نے اپنے بیٹے امیہ کو اہل طلیطلہ کے محاصرہ اور جنگ پر مامور کیا امیہ ایک زمانہ دراز تک اہل طلیطلہ کا محاصرہ کئے رہا۔

اہل طلیطلہ کی سرکوبی: اس کے بعد محاصرہ اٹھا کر قلعہ ریاح میں آ اترا اور ایک دستہ فوج کو اہل طلیطلہ پر شب خون مارنے کی غرض سے روانہ کیا۔ اس سے قبل جب کہ امیہ محاصرہ اٹھا کر قلعہ ریاح کو واپس آ رہا تھا۔ تعاقب کے خیال سے اہل طلیطلہ بھی نکل پڑے تھے شاہی فوج اس امر کا احساس کر کے کمین گاہ میں چھپ رہی جوں ہی اہل طلیطلہ کمین گاہ سے آگے بڑھے شاہی فوج نے حملہ کر دیا۔ طلیطلہ کے بہت سے آدمی کام آ گئے۔ معدودے چند جان بچا کر طلیطلہ واپس آئے امیہ کو اس خونریزی کا بے حد صدمہ ہوا تھوڑے دن بعد اسی صدمہ و رنج سے مر گیا عبدالرحمٰن نے پھر اہل طلیطلہ کے محاصرہ پر شاہی لشکر روانہ کیا۔ لیکن کچھ کامیابی نہ ہوئی۔ البتہ قلعہ ریاح کا لشکر برابر اہل طلیطلہ پر حملہ کرنے کو جاتا تھا اور چندے محاصرہ کر کے واپس آ جاتا تھا۔ حتیٰ کہ ۲۲۲ھ میں عبدالرحمٰن نے اپنے بھائی ولید کو اہل طلیطلہ کے سرکرنے پر مامور کیا۔ ولید نے نہایت عزم و احتیاط سے طلیطلہ کا محاصرہ کیا۔ چاروں طرف سے آمد و رفت بند کر دی۔ اہل طلیطلہ موت کے قریب پہنچ گئے۔ محاصرین کی مدافعت بھی نہ کر سکے۔ ولید نے بزور تیغ طلیطلہ کو فتح کر لیا۔ اہل طلیطلہ کا سارا جوش فرو ہو گیا۔ ولید اس کامیابی کے بعد ۲۲۳ھ تک ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد قرطبہ واپس آیا۔

فرنون بن موسیٰ اور لرزیق کی جنگ: اندرونی بغاوتوں کے فرو کرنے سے فارغ ہو کر ۲۲۴ھ میں عبدالرحمٰن نے اپنے ایک عزیز عبیداللہ بن عیسیٰ کو عساکر اسلامیہ کا امیر بنا کر بلاد التبہ اور قلاع کی جانب روانہ کیا۔ دشمنانِ اسلام جمع ہو کر مقابلہ پر آئے بہت بڑی لڑائی ہوئی عبیداللہ نے نہایت مردانگی سے دشمنانِ اسلام کو شکست دی۔ حریف کے ہزارہا آدمی قتل اور قید کئے گئے۔ اس کے بعد اسی سنہ میں لرزیق شاہ فرانس نے بلاد اسلامیہ پر حملہ کیا' سرحدی شہر سالم پر حملہ آور ہوا' فرنون بن موسیٰ نے اس سے مطلع ہو کر سالم کے بچانے کو کوچ کیا' ایک دوسرے سے گتھ گئے۔ نہایت سخت اور خونریز جنگ کے بعد شاہ فرانس کو شکست ہوئی۔ بہت سے عیسائی قتل کئے گئے اور ہزارہا قید کر لئے گئے۔ فرنون اس مہم سے فارغ ہو کر اس قلعہ کی طرف متوجہ ہوا جسے دشمنانِ اسلام اہل التبہ نے اسلامی سرحد کے مقابلہ میں اہل اسلام کو پریشان اور زیر کرنے کی غرض سے تعمیر کیا تھا۔ اہل قلعہ نے فرنون کے حملہ سے قلعہ کو ہر چند بچایا مگر کامیاب نہ ہوئے فرنون نے اس قلعہ کو فتح کر کے منہدم کرا دیا۔

عبدالرحمٰن کی بلاد جلیقہ پر فوج کشی: ۲۲۵ھ میں عبدالرحمٰن نے فوجیں مرتب کر کے بہ نفس نفیس بلاد جلیقہ پر چڑھائی کی متعدد قلعے فتح کئے۔ ایک مدت تک ٹھہرا ہوا سرزمین فرانس کو پامال کرتا رہا۔ اس کے بعد بہت سا مال غنیمت اور قیدی لے کر واپس آیا۔ پھر ۲۲۶ھ میں افواج اسلامیہ مملکت فرانس کو تاخت و تاراج کرتی ہوئیں سرزمین سرطانیہ تک پہنچیں عساکر اسلامیہ کے مقدمۃ الجیش پر موسیٰ بن موسیٰ گورنر تطیلہ تھا۔ دشمنانِ اسلام سے مڈبھیڑ ہوئی۔ مسلمانوں نے نہایت استقلال سے کفارہ کا مقابلہ کیا۔ حتیٰ کہ عیسائی پسپا ہو کر بھاگے۔ موسیٰ نے اس معرکہ میں دلیری مردانگی اور نیک نامی کا بہت بڑا حصہ لیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موسیٰ اور حرث کی جنگ: بعدہ اتفاق سے موسیٰ اور عبدالرحمٰن کے سپہ سالار سے باتوں باتوں میں چل گئی۔ سپہ سالار نے سخت کلامی کی۔ موسیٰ کو سپہ سالار کی یہ حرکت ناگوار گزری۔ چونکہ عبدالرحمٰن نے اس معاملہ میں دخل نہیں دیا تھا۔ موسیٰ یہ سمجھ کر کہ اس سپہ سالار نے امیر عبدالرحمٰن ہی کے اشارہ سے مجھ سے سخت کلامی کی ہے باغی ہو گیا۔ عبدالرحمٰن نے چند دستہ فوج حرث بن نبزیع کی ماتحتی میں موسیٰ کی گوشمالی پر متعین کیا۔ موسیٰ بھی مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی موسیٰ شکست کھا کر بھاگا۔ اس کا چچا زاد بھائی مارا گیا۔ حرث کامیابی کے ساتھ میدان جنگ سے سرقسطہ واپس آیا۔ اس کے بعد تطیلہ پر چڑھائی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس وقت وہیں موجود تھا۔ مدتوں محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ حتیٰ کہ موسیٰ نے تنگ آ کر مصالحت کر لی اور تطیلہ چھوڑ کر اربطہ چلا گیا اور حرث تطیلہ میں ٹھہرا ہوا انتظام کرتا رہا۔ موسیٰ کے دماغ میں پھر بغاوت و سرکشی کی ہوا سمائی۔ حرث نے موسیٰ کے حصار کی غرض سے اربطہ کی جانب کوچ کیا۔ موسیٰ نے گھبرا کر غرسیہ بادشاہ کفار سے امداد طلب کی' غرسیہ اپنی فوجیں لے کر موسیٰ کی کمک پر آیا۔ حریث نے استقلال کو ہاتھ سے نہ جانے دیا' فوجوں کو آراستہ کر کے دشمن کے لشکر پر حملہ کیا۔ نہر بلبہ پر دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ حریف نے پہلے سے چند دستہ فوج کو کمیں گاہ میں بٹھا دیا تھا۔ جس وقت حرث کا لشکر نہر بلبہ سے متجاوز ہوا۔ دشمن کی فوج نے کمیں گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا' بیچارہ حرث اس غیر متوقع حملہ کا جواب نہ دے سکا۔ دشمنوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا آنکھیں اسی معرکہ کی نذر ہو گئیں۔

موسیٰ کی اطاعت: عبدالرحمٰن کو اس ناگہانی واقعہ سے سخت صدمہ ہوا ۲۲۹ھ میں اس نے اپنے بیٹے منذر کو عساکر اسلامیہ کا افسر بنا کر موسیٰ کے محاصرہ کے لئے تطیلہ روانہ کیا۔ موسیٰ نے ڈر کر مصالحت کر لی۔ تب منذر نے منبلونہ کی طرف قدم بڑھایا اور دشمنانِ اسلام پر جی توڑ کر حملے شروع کر دیئے یہاں پر مشرکین سے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ غرسیہ والیٔ بنبلونہ مارا گیا جو حرث کے مقابلہ پر موسیٰ کی کمک کو آیا تھا۔ اس کے بعد موسیٰ نے سرکشی و مخالفت پر کمر باندھی۔ شاہی لشکر نے اسے ہوش میں لانے کی غرض سے حملہ کیا۔ موسیٰ نے دوبارہ مصالحت کر لی اور اپنے بیٹے کو بطور ضمانت کے عبدالرحمٰن والیٔ اندلس کی خدمت میں بھیج دیا۔ عبدالرحمٰن نے مصالحت کر لی۔ تطیلہ کی سند حکومت عطا کی۔ چنانچہ موسیٰ نے تطیلہ میں داخل ہو کر اطراف جوانب تطیلہ کے انتظام و سیاست پر اپنے عمال مقرر کئے اور آرام کے ساتھ تطیلہ میں حکومت کرنے لگا۔

مجوسیوں کا خروج: اسی ۲۶۶ھ میں مجوسیوں[1] نے اطراف بلاد اندلس میں خروج کیا۔ ساحل اشبونہ میں اپنی کشتیوں اور جہازوں سے خشکی پر اترے پڑے۔ اہل اشبونہ سے اور ان دشمنوں سے تیرہ دن تک مسلسل لڑائی ہوتی رہی۔ اس کے بعد

[1] ان مجوسیوں کی سرکوبی اور گوشمالی کے لئے امیر عبدالرحمٰن نے قرطبہ سے اپنے ایک نامور سپہ سالار کی افسری میں عساکر اسلامیہ کو روانہ کیا تھا۔ مجوسیوں سے اور اس لشکر سے خشکی پر اترنے کے بعد بہت بڑی لڑائی ہوئی۔ مسلمانوں نے سخت اور بے حد مصائب اٹھا کر مجوسیوں کو شکست دی اس کے بعد قرطبہ سے ایک دوسری تازہ دم فوج اس اسلامیہ لشکر کی کمک پر آ گئی۔ مجوسیوں اور مسلمانوں سے پھر لڑائی چھڑ گئی اس معرکہ میں مسلمانوں نے مجوسیوں کو شکست دی اور ان کی دو ایک کشتیاں چھین لیں' مال و اسباب جو کچھ اس میں تھا لے کر جلا دیا تب مجوسی قادس ہوتے ہوئے شدونہ پہنچے۔ اہل اشدونہ سے دو دن تک لڑائی ہوتی رہی۔ یہاں کی لڑائی میں کسی قدر مجوسیوں کو کامیابی ہوئی کچھ مال و اسباب بھی ہاتھ لگ گیا۔ اتنے میں عبدالرحمٰن کا جنگی کشتیوں کا بیڑہ ساحل اشبیلیہ پر آ لگا۔ افواج اسلامی نے خشکی پر اتر کر مجوسیوں کو لبلہ کی طرف بھگا دیا مجوسی لوٹ مار کرتے ہوئے باجہ کی طرف بڑھے اور جب باجہ میں بھی دم نہ لینے پائے تو اشبونہ کی جانب لوٹے۔ اشبونہ سے نکلنے کے بعد پھر ان کا حال معلوم نہ ہو سکا۔ ملخص از کتاب نفح الطیب مطبوعہ لیدن جلد ۱ صفحہ ۲۲۲' ۲۲۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قادس کی طرف بڑھے پھر قادس اور اشدونہ پہنچے۔ اشدونہ میں مسلمانوں سے لڑائی ہوئی آگے نہ بڑھ سکے تب ان لوگوں نے اشبیلیہ کا قصد کیا اور اشبیلیہ کے قریب پہنچ کر اتر پڑے۔ اہل اشبیلیہ نصف محرم ۲۲۸ھ میں ان دشمنان اسلام سے لڑنے کے لئے نکلے۔ بہت بڑی لڑائی ہوئی میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ بہت سا مال و اسباب لوٹ لیا۔ مجوسیوں نے میدان جنگ سے بھاگ کر باجہ کا راستہ لیا۔ پھر باجہ سے اشبونہ کی جانب لوٹے' مسلمانوں نے ان کو اس مقام پر بھی دم نہ لینے دیا۔ اکھاڑ پچھاڑ کر نکال دیا۔ اس واقعہ کے بعد ان کے حالات کا سلسلہ منقطع ہو گیا اور ممالک محروسہ اسلامیہ کے ان اطراف میں امن و امان قائم ہو گیا۔ یہ واقعہ ۲۳۰ھ کے ہیں' مجوسیوں کے چلے جانے کے بعد عبدالرحمٰن اوسط نے ان شہروں کی اصلاح اور آباد کی جانب عنان توجہ منعطف کی جنہوں نے مجوسی خراب اور ویران کر گئے تھے اور افواج اسلامیہ کی کافی تعداد ان کی حفاظت و نگرانی پر مامور کی۔ بعض مؤرخوں نے مجوسیوں کی لڑائیوں کو ۲۴۶ھ میں تحریر کیا ہے شاید وہ دوسری لڑائی ہو۔

شہریوں کا تاراج: ۲۳۱ھ میں عبدالرحمٰن نے عساکر اسلامیہ ممالک جلیقہ کی طرف روانہ کئے افواج اسلامی دریا کی موجوں کی طرح بڑھتی ہوئی عیسائیوں کے مشہور شہر بسون تک پہنچ گئیں قلعہ شکن منجنیقیں نصب کر کے لڑائی شروع کر دی۔ اہل لیون تاب مقاومت نہ لا سکے۔ لیون کو اپنے حریف کے حوالہ کر کے بھاگ گئے۔ مسلمانوں نے شہر لیون میں گھس کر جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ مکانات کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ شہر پناہ کے منہدم کرنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوئے اس وجہ سے کہ شہر پناہ کی چوڑائی پچیس ہاتھ تھی۔ ناچار ہو کر شہر پناہ میں بہت بڑا سوراخ کر کے واپس ہوئے۔

عبدالرحمٰن کی بلاد برشلونہ پر فوج کشی: اس کے بعد پھر عبدالرحمٰن نے اپنے حاجب عبدالکریم بن عبدالواحد بن مغیث کی افسری میں افواج اسلامیہ بلاد برشلونہ کی جانب جہاد کے لئے روانہ کیں۔ عبدالکریم اطراف برشلونہ کو تاراج کرتا ہوا فرانس کی اس سرحد تک پہنچ گیا جو سرب (یا برت) کے نام سے موسوم تھا۔ عیسائیوں اور عساکر اسلامیہ سے اس مقام پر سخت اور خون ریز جنگ ہوئی۔ مسلمانوں نے عیسائیوں کو شکست دے کر ان کی ایک بڑی جماعت کو قید اور قتل کیا' عیسائیوں نے بھاگ کر جرندہ میں دم لیا۔ جرندہ ملک فرانس کا بہت بڑا اور مشہور شہر تھا۔ عساکر اسلامیہ نے شکست خوردہ گروہ کا تعاقب کیا۔ چونکہ عیسائیوں نے جرندہ میں پہلے سے پہنچ کر پورے طور سے قلعہ بندی کر لی تھی اس وجہ سے مسلمانوں کو کامل کامیابی نہ ہوئی تاہم یہ لوگ اس کے گرد و نواح کو ویران اور اپنے قتل و غارت گری سے پامال کر کے واپس ہوئے۔

امیر عبدالرحمٰن کے شاہ قسطنطنیہ سے تعلقات: انہیں دنوں بادشاہ قسطنطنیہ نوفلس بن نوفیل نے ۲۲۵ھ کے دوران میں امیر عبدالرحمٰن کی خدمت میں نذرانے اور تحائف بھیجے۔ باہم اتحاد اور دوستی قائم کرنے کی درخواست کی۔ امیر عبدالرحمٰن نے بھی اس کے معاوضہ میں یحییٰ غزال کی معرفت بہت سے تحفے اور ہدائے روانہ کئے۔ یحییٰ غزال امیر عبدالرحمٰن کی دولت و حکومت کا دایاں بازو تھا۔ شاعری اور فن حکمت میں یگانہ روزگار تھا۔ یحییٰ نے شاہ قسطنطنیہ کے دربار میں پہنچ کر دونوں سلطانوں کے درمیان اتحاد اور تعلقات کے رشتہ کو مستحکم کیا اور لوٹ آیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر اس حکومت کے مخالف خلیفہ عباسی کے پاس بغداد پہنچی۔

امیر عبدالرحمٰن اور نصر: ۲۳۶ھ میں نصر نے وفات پائی اس کا انتقال بھی عجیب و غریب تھا۔ نصر کا عبدالرحمٰن کے عہد

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکومت میں بڑا دور دورہ تھا۔ اپنے آقا کو جس کام میں چاہتا تھا دبا لیتا تھا۔ چنانچہ عبدالرحمٰن نے اپنے بیٹے محمد کو اپنا ولی عہد بنانا چاہا مگر نصر عبداللہ کی ماں کی سازش کے باعث عبداللہ کی ولی عہدی کی تحریک کرنے لگا۔ جب نصر کو اس ارادے میں کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو طبیب شاہی پر محمد (ولی عہد) کو زہر دینے کا دباؤ ڈالا طبیب نے داروغۂ محل سرا کے ذریعہ عبدالرحمٰن کو اس واقعہ سے مطلع کر دیا اور یہ بھی گزارش کر دی کہ نصر نے مجھے زہر دینے پر مجبور کیا ہے۔ کل صبح کو جو پیالہ دوا کا آئے گا اس میں زہر ہوگا۔ اگلے دن صبح کو نصر جب قصر شاہی میں حاضر ہوا تو محمد (ولی عہد) کو امیر عبدالرحمٰن کے روبرو بیٹھا ہوا پایا دوا کا پیالہ سامنے رکھا ہوا تھا۔ امیر عبدالرحمٰن نے نصر کو مخاطب کر کے ارشاد کیا ''نصر مجھے یہ دوا بدمزہ اور کسیلی معلوم ہوتی ہے تم اسے پی لو''۔ نصر تو جانتا ہی تھا کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے کچھ جواب نہ دے سکا۔ بھونچکا سا رہ گیا۔ امیر عبدالرحمٰن نے قسمیں دلائیں اور دوا کے پینے پر مجبور کیا۔ نصر انکار نہ کر سکا پیالہ اٹھ کر غٹ غٹ پی گیا اور کمال عجلت اجازت حاصل کر کے گھوڑے پر سوار ہوا گھر پہنچتے ہی مر گیا۔ غرض امیر عبدالرحمٰن نے اس آسان طریقہ سے اپنے بیٹے عبداللہ کے مرض کا علاج کر دیا اور اس کے بعد ہی خود بھی مر گیا۔

امیر عبدالرحمٰن کی وفات و کردار: واقعہ متذکرہ بالا کے بعد امیر عبدالرحمٰن اوسط[1] بن حکم بن ہشام بن عبدالرحمٰن معروف بہ داخل نے ماہ ربیع الآخر ۲۳۸ھ میں وفات پائی۔ اکیس سال حکومت کی۔ امیر عبدالرحمٰن اوسط علوم شریعہ اور فلسفہ کا عالم تھا اس کا زمانہ حکومت نہایت امن اور آسائش کا تھا۔ دولت کے بے حد زیادتی ہوئی متعدد محل سرائیں اور حمام تعمیر کرائے۔ پہاڑ سے نل کے ذریعہ پانی لے آیا۔ جس سے سارا شہر سیراب ہوا جامع مسجد قرطبہ میں دو سائبان بڑھوائے مگر ان کے تعمیر ہونے سے پیشتر راہی ملک عدم ہو گیا۔ جسے اس کے بیٹے محمد نے تکمیل کو پہنچایا۔ اندلس میں اور بہت سی مسجدیں اور جامع مساجد تعمیر کرائیں۔ آداب شاہی اور دفاتر مقرر کیے۔ عوام الناس سے میل جول اور ارتباط ترک کر دیا۔ جب اس نے وفات پائی اس کا بیٹا محمد اس کی جگہ تخت پر متمکن ہوا۔

---

[1] یہ امیر عبدالرحمٰن اوسط کے لقب سے ممتاز کیا جاتا ہے۔ کیونکہ عبدالرحمٰن اول داخل کے خطاب سے معروف تھا اور تیسرا عبدالرحمٰن ''الناصر'' کے لقب سے مشہور تھا۔ عبدالرحمٰن اوسط کی پیدائش شعبان ۱۷۶ھ مقام طلیطلہ میں ہوئی۔ علوم شریعہ اور فلسفہ سے ماہر تھا اس کا زمانہ بھی بغاوت اور سرکشی سے خالی نہیں رہا جو حکومت کی ترقی کے موانع میں سے ایک بڑا سبب ہے۔ تاہم وقتاً فوقتاً اپنے مسیحی دشمنوں پر بھی حملے کرتا اور کامیابی حاصل کرتا رہتا تھا۔ اس کے زمانہ حکومت میں مال و دولت کی بے حد افزائش ہوئی بے حد محل سرائیں اور حمام تعمیر کرائے۔ ادیب اور شاعر تھا۔ طروب نامی ایک کنیز پر فریفتہ تھا۔ ایک مرتبہ امیر عبدالرحمٰن اوسط نے اسے ایک زیور عنایت کیا جس کی قیمت ایک لاکھ دینار تھا وزراء نے گزارش کی کہ ''شاہی خزانہ سے ایسی قیمتی چیزوں کو علیحدہ کرنا نازیبا ہے''۔ امیر عبدالرحمٰن نے جواب دیا ''اس کا پہننے والا تو یہ زیور پہننے کے لائق ہے اور اس سے کہیں زیادہ اس کی قدر و منزلت ہے''۔ اس کا رنگ گندمی آنکھیں گہری دراز ریش لحیم و شحیم شخص تھا۔ داڑھی میں حنا کا خضاب کرتا تھا۔ وفات کے وقت اس کے پینتالیس لڑکے موجود تھے۔ تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۲۷ مطبوعہ مصر۔ و نفح الطیب جلد اول صفحہ ۲۲۲ لغایۃ مطبوعہ لیدن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۲۸

محمد بن عبدالرحمٰن الاوسط ۲۳۸ھ تا ۲۷۳ھ

قلعہ رباح کی درستگی: امیر محمد نے تخت حکومت پر متمکن ہوتے ہی قلعہ رباح کی فصیلوں کی درستی کی غرض سے عساکر اسلامیہ کو اپنے بھائی حکم کی سرکردگی میں روانہ کیا۔ اس قلعہ کی فصیلوں کو اہل طلیطلہ نے خراب اور زمین درز کر دیا تھا۔ چنانچہ حکم نے پہلے قلعہ رباح کو درست کرایا اس کے بعد طلیطلہ کی طرف گیا اور اس کے قرب و جوار کے دیہاتوں اور گاؤں پر لوٹ مار شروع کر دی۔

موسیٰ بن موسیٰ کی فتوحات: اس کے بعد افواج شاہی کو موسیٰ بن موسیٰ والی تطیلہ کی افسری میں اطراف التبہ و قلاع کی جانب جہاد کرنے کے لئے روانہ کیا موسیٰ نے اس کے بعض قلعوں کو بزور تیغ فتح کیا اور بہت سا مال غنیمت لے کر واپس آیا۔ پھر دوبارہ اسلامی فوجیں اطراف برشلونہ کی طرف روانہ کیں۔ عساکر اسلامیہ نے اس اطراف میں بھی لوٹ مار شروع کر دی اور برشلونہ کے قلعوں کو سر کر کے واپس آئیں۔

معرکہ وادی سلیط: پھر ۲۴۰ھ میں امیر محمد نے عساکر اسلامیہ کو مرتب کیا' آلات حرب سے اسے آراستہ کر کے والیٔ طلیطلہ کی سرکوبی کو روانہ ہوا۔ اہل طلیطلہ نے بادشاہ جلیقہ (گالز) اور شاہ بشکنس سے امداد کی درخواست کی چنانچہ شاہانِ جلیقہ و بشکنس' اہل طلیطلہ کی کمک پر آئے اور ان کے ساتھ ہو کر امیر محمد سے میدان میں لڑنے کو نکلے۔ مقام وادی سلیط میں دونوں دشمنوں کا مقابلہ ہوا۔ امیر محمد نے معرکہ کارزار گرم ہونے سے پیشتر چند دستہ فوج کو کمیں گاہ میں بٹھا دیا جس سے دشمن کے پاؤں اکھڑ گئے۔ کامیابی کا سہرا' امیر محمد کے سر رہا' اہل طلیطلہ اور مشرکین کے بیس ہزار آدمی مارے گئے۔ بعدہ ۲۴۲ھ میں امیر محمد نے اہل طلیطلہ پر دوبارہ فوج کشی کی نہایت سختی سے انہیں پامال کیا اور ان کے مال و اسباب کو نقصان پہنچایا اہل طلیطلہ نے دب کر مصالحت کر لی مگر امیر محمد کے واپس ہوتے ہی پھر باغی اور شاہی حکومت سے منحرف ہو گئے۔

مجوسیوں کی شورش: ۲۴۵ھ میں مجوسیوں کے جہازوں کا بیڑا ابلا دا اندلس میں داخل ہوا مجوسی جہازوں پر سے اشبیلیہ اور جزیرہ میں اتر پڑے اور اس کی مسجد کو جلا کر تدمیر کی جانب لوٹ پڑے پھر تدمیر سے قصر ابونہ چلے گئے۔ سواحل فرانس کی طرف روانہ ہوئے اور ان ساحلی مقامات کو تاراج کرتے ہوئے واپس ہوئے۔ اتنے میں امیر محمد کی جنگی کشتیوں سے مقابلہ ہو گیا۔ فریقین میں بحری لڑائی ہوئی مسلمانوں نے مجوسیوں کی دو کشتیاں پکڑ لیں' مجوسی باقی کشتیوں کو لے کر بنبلونہ کی طرف

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واپس ہوئے۔ مسلمانوں کی ایک جماعت اس معرکہ میں شہید ہوگئی۔ مجوسیوں نے بنبلونہ پہنچ کر حملہ کیا اس کے گورنر غرسیہ فرنگی کو گرفتار کرلیا۔ غرسیہ نے ستر ہزار فدیہ دے کر اپنے کو ان کے پنجۂ غضب سے رہا کرایا۔

طلیطلہ کا محاصرہ: ۲۴۷ھ میں امیر محمد نے باغیان طلیطلہ کی جانب پھر توجہ کی' شاہی فوجوں کو آراستہ کر کے طلیطلہ کی طرف روانہ کیا۔ ایک ماہ کامل محاصرہ رہا۔

اطراف التبہ وقلاع پر فوج کشی: پھر[1] ۲۵۱ھ میں امیر محمد نے اپنے بیٹے منذر کو افواج اسلامی کا افسر بنا کر اطراف التبہ وقلاع پر جہاد کے لئے روانہ کیا۔ عساکر اسلامی نے بلاد مشرکین میں داخل ہو کر لوٹ مار شروع کر دی۔ شاہ لرزیق فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا لرزیق شکست کھا کر بھاگا عساکر اسلامی نے تعاقب کیا۔ تلواریں نیام سے کھینچ گئیں ہزارہا مشرک قتل وقید کئے گئے۔ اس معرکہ میں مسلمانوں کو بہت بڑی فتح حاصل ہوئی۔ جس کی کوئی نظیر نہیں۔ اسی سنہ میں امیر محمد نے بذاتہ بلاد جلالقہ پر جہاد کیا۔ نہایت سختی سے ان کے شہروں کو پامال کیا۔ بہت سے گاؤں اور قصبات ویران کر ڈالے۔

عبدالرحمٰن بن مروان کی بغاوت وصلح: اسی اثناء میں عبدالرحمٰن بن مروان جلیقی ان نومسلموں کے ساتھ جو اس کے ہمراہ تھے باغی ہوگیا اور مسلم حکومت سے منحرف ہو کر اقصائے بلاد میں چلا گیا۔ شاہ اوفونش سے مراسم اتحاد پیدا کر لئے وزیر السلطنت ہاشم بن عبدالرحمٰن کی ماتحتی میں افواج اندلس' عبدالرحمٰن کی بغاوت فرو کرنے کو ۲۶۳ھ میں روانہ ہوئیں عبدالرحمٰن نے پہلے ہی حملہ میں ہاشم کو شکست دے کر گرفتار کرلیا۔ کچھ دن بعد امیر محمد اور عبدالرحمٰن کے درمیان مصالحت کی خط وکتابت ہونے لگی' شرط مصالحت یہ قرار پائی کہ عبدالرحمٰن مقام بطلیوس میں جا کر قیام کرے اور وزیر السلطنت ہاشم کو رہا کر دے ۲۶۵ھ میں صلح نامہ کی تکمیل ہوئی۔ عبدالرحمٰن نے بموجب شرائط صلح' بطلیوس میں جا کر قیام کیا اور اس کی درستی وتعمیر کی جانب خاص توجہ کی۔ اس وقت تک یہ ویران پڑا ہوا تھا وزیر السلطنت ہاشم بھی رہا کیا گیا۔ یہ رہائی عبدالرحمٰن کی خودسری کے ڈھائی برس بعد ہوئی۔

عبدالرحمٰن جلیقی کی عہد شکنی: اوفونس نے مصالحت کے بعد عبدالرحمٰن سے بدعہدی کی' عبدالرحمٰن اس کی رفاقت ترک کر کے دارالحرب سے چلا آیا۔ روانگی کے وقت دونوں میں لڑائیاں بھی ہوئیں عبدالرحمٰن نے اطراف ماردہ شہر انطانیہ میں پہنچ کر قیام اختیار کیا۔ ان نوں یہ شہر کس مپرسی کی حالت میں پڑا ہوا تھا۔ عبدالرحمٰن نے اس کی شہر پناہ کی فصیلیں درست کرائیں قلعہ بنوایا۔ اس کے بعد اس کے گرد ونواح میں جس قدر جلالقہ کے شہر تھے۔ ان پر قبضہ کر کے اپنے مقبوضات میں شامل کرلیا۔ غرض رفتہ رفتہ سے بطلیوس تک اس کے مقبوضات کا دائرہ وسیع ہوگیا۔

موسیٰ بن ذی النون کی بغاوت: موسیٰ بن ذی النون ہواری گورنر شنت بریہ نے اسی زمانہ میں علم بغاوت بلند کیا اور نقض عہد کر کے اہل طلیطلہ پر حملہ کر دیا۔ اہل طلیطلہ بیس ہزار فوج کی جمعیت سے مقابلہ پر آئے' سخت اور خونریز لڑائی ہوئی

---

[1] بارہویں رجب ۲۵۱ھ کو یہ لڑائی مقام فج مرکوین میں ہوئی تھی حریف کے مقتولوں کی تعداد دو ہزار چار سو بانوے تھی۔ زخمیوں کا کوئی شمار نہیں۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۶۳ مطبوعہ مصر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخر کار اہل طلیطلہ شکست کھا کر بھاگے' ان لوگوں کے ساتھ مطرف بن عبدالرحمٰن بھی تھا۔ یہ بھی شکست اٹھا کر بھاگا حالانکہ یہ شجاعت میں فروٗنسب میں اعلیٰ درجہ کا شخص تھا۔ اس واقعہ سے موسیٰ کے حوصلے بڑھ گئے۔ فوجیں آراستہ کر کے شنجہ والیٔ بنبلونہ پر چڑھائی کر دی' شنجہ نے موسیٰ کو شکست دے کر گرفتار کر لیا۔ ایک مدت کے بعد حکمت عملی کے ذریعہ' جیل سے نکل کر شنت بریہ پر بھاگ آیا اور اس زمانہ سے برابر علم حکومت کا مطیع رہا حتیٰ کہ آخر عہد حکومت امیر محمد میں مر گیا۔

اسد بن حرث کی بغاوت: ۲۶۱ھ میں اسد بن حرث بن بدیع نے تاکرتا (رندہ) میں بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ امیر محمد نے اس کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں محاصرہ و جنگ کے بعد اسد نے علم حکومت کے آگے سر اطاعت جھکا دیا ۲۶۳ھ میں امیر محمد نے اپنے بیٹے منذر کو جہاد کی غرض سے دارالحرب کی جانب روانہ کیا' منذر نے ماردہ کا راستہ اختیار کیا اطراف ماردہ میں اس وقت عبدالرحمٰن بن مروان جلیقی موجود تھا۔ شاہی لشکر کا ایک گروہ اسی سمت سے ہو کر گزرا' عبدالرحمٰن ان کفار کے ساتھ جسے اس نے اپنی کمک پر بلا رکھا تھا۔ شاہی لشکر کے اس گروہ پر آ پڑا اور ان سب کو مار ڈالا پھر ۲۶۴ھ میں جہاد کی غرض سے منذر بنبلونہ کی جانب روانہ کیا گیا اس مرتبہ منذر نے براہ سرقسطہ کوچ کیا۔ اہل سرقسطہ نے مزاحمت کی باہم لڑائی ہوئی۔ تب اس نے سرقسطہ سے اعراض کر کے تطیلہ کی جانب قدم بڑھائے اور اس کے اطراف کو تاراج کر کے موسیٰ بن ذی النون کے مقبوضہ شہروں کا رخ کیا اور سرزمین کو بھی اپنے گھوڑوں سے روندتا ہوا بنبلونہ پر پہنچا اور اس کے اکثر قلعے ویران اور خراب کر کے بہت سا مال غنیمت لے کر قرطبہ کی طرف واپس ہوا۔

جنگی کشتیوں کی تباہی: ۲۶۶ھ میں امیر محمد نے دریائے قرطبہ میں جنگی کشتیوں کی تیاری کا حکم دیا غرض یہ تھی کہ افواج اسلامی براہ بحر محیط جلیقہ کے ملک میں دوسری جانب سے اتار دی جائیں۔ پس جب جنگی کشتیوں کا بیڑہ بن کر تیار ہوا اور دریائے قرطبہ سے بحر محیط میں داخل ہوا۔ اتفاق سے ہوائے مخالف ایسی تیز اور تند چلی کہ تمام کشتیاں باہم ٹکرا ٹکرا کر ٹوٹ گئیں ان میں سے دو ہی چار سالم بچیں ورنہ سب کی سب طوفان کی نذر ہو گئیں۔

عمر بن حفصون کی بغاوت و اطاعت: ۲۶۷ھ میں (۱) عمر بن حفصون نے قلعہ بشتر جبال مالقہ میں بغاوت کا مادہ پھیلایا اس نے قلعہ مذکور کو اپنا مرکز حکومت بنا کر اردگرد کے قصبات اور شہروں پر قبضہ کر لیا۔ افواج اسلامیہ نے جو اس صوبہ میں تھیں۔ کئی بار اس پر حملہ کیا۔ عمر بن حفصون نے انہیں ہر بار شکست دی' جس سے اس کے قوائے حکمرانی میں مضبوطی پیدا ہو گئی اتنے میں خاص دارالحکومت قرطبہ سے شاہی لشکر عمر بن حفصون کی سرکوبی کے لئے آیا۔ عمر بن حفصون نے براہ چالاکی اس سے مصالحت کر لی امن و امان قائم ہو گیا۔

منذر بن امیر محمد کی فتوحات: ۲۶۸ھ میں امیر محمد نے طوائف الملوکی اور باغیان دولت امویہ کے استیصال پر اپنے بیٹے منذر کو مامور کیا۔ منذر نے سب سے پہلے سرقسطہ پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ اس کے اطراف و جوانب اور گرد و پیش کے مقامات پر لوٹ مار شروع کر دی' تھوڑے دن بعد قلعہ ریط کو فتح کیا۔ اس کے بعد دیر بروجہ کی جانب بڑھا' محمد بن لب بن موسیٰ یہیں موجود تھا۔ اس سے بھی دو ہاتھ چل گئی۔ اس کے بعد منذر نے شہر لاردہ و قرطاجیہ کا رخ کیا اور اس کی مہم سے فارغ ہو کر بلاد کفار میں گھس کر لوٹ کھسوٹ شروع کر دی' اطراف التبہ و قلاع کو غارت گری اور قتل سے تہ و بالا کر دیا۔ چند قلعوں کو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کامیابی کے ساتھ فتح کر کے واپس ہوا۔

عمر بن حفصون کی اطاعت: ۲۷۰ھ میں ہاشم بن عبدالعزیز شاہی لشکر کو لے کر عمر بن حفصون کے محاصرہ اور جنگ پر قلعہ بشتر کی طرف روانہ ہوا چنانچہ ابن حفصون باغی و سرکش کو سمجھا بجھا کر قرطبہ لے آیا۔ اس نے وہیں قیام اختیار کیا۔

شہر اردہ کی تعمیر: اسی سنہ میں اسماعیل بن موسیٰ نے شہر اردہ کی تعمیر شروع کی۔ والیٔ برشلونہ مزاحم ہوا فوجیں آراستہ کر کے اسماعیل کے زیر کرنے کے لئے آ پہنچا۔ اسماعیل نے کمال مردانگی سے اسے شکست دی اور اس کے بہت سے پیادوں کو مار ڈالا۔

ہاشم بن عبدالعزیز کی فتوحات: ۲۷۱ھ میں ہاشم بن عبدالعزیز دوبارہ افواج شاہی کا افسر ہو کر سرقسطہ کے محاصرہ اور فتح کرنے کے لئے گیا۔ ایک مدت کے محاصرہ و جنگ کے بعد سرقسطہ فتح ہوا۔ اہل سرقسطہ نے ہاشم کے فیصلہ و حکم سے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے اس مہم میں عمر بن حفصون بھی گیا ہوا تھا اور اس شریک جنگ ہوا تھا۔ لیکن واپسی کے وقت چھپ کر اسلامی لشکر گاہ سے بھاگ کر بشتر میں جا کر دم لیا اور قلعہ نشین ہو گیا۔ اس کے بعد ہاشم نے عبدالرحمٰن بن مروان جلیقی کا قلعہ منت مولن میں محاصرہ کیا مگر کچھ سوچ سمجھ کر بغیر کامیابی کے واپس آیا۔ عبدالرحمٰن نے اس کی واپسی کے بعد اشبیلیہ اور لقبت پر چھاپہ مارا' بعد میں منت شلوط میں جا کر قیام پزیر ہو کر قلعہ بندی کر لی' امیر محمد نے مصلحتاً اسی قلعہ پر اس سے مصالحت کر لی۔ عبدالرحمٰن بھی علم حکومت کا مطیع ہو گیا اور برابر مطیع رہا۔ حتیٰ کہ امیر محمد نے وفات پائی۔ ان دنوں رومہ اور فرانس کا بادشاہ فریب بن لوزنیق تھا۔

امیر محمد کی وفات: ان واقعات کے تمام ہوتے ہوتے امیر محمد[1] بن عبدالرحمٰن اوسط بن حکم بن ہشام بن عبدالرحمٰن معروف بہ داخل ماہ صفر ۲۷۳ھ میں پینتیس سال حکومت کر کے گوشہ قبر میں جا چھپا' اس کے بعد اس کے بیٹے منذر نے تخت حکومت پر قدم رکھا۔

---

[1] امیر محمد کی ولادت ۲۰۷ھ میں ہوئی تقریباً چھیاسٹھ سال کی عمر پائی سفید رنگ' مائل بہ سرخی ڈاڑھی کو حنا و کسم سے رنگتا تھا۔ ذکی' ہوشیار اور سخی تھا۔ اس کا زمانہ بھی طوائف الملوکی میں تمام ہوا اندرونی بغاوتوں اور بیرونی سازشوں سے کبھی اسے فرصت نہیں ملی۔ سارے ملک پر بدعملی کا سیاہ بادل چھایا ہوا تھا۔ عیسائیوں کی ریشہ دوانیاں نومسلموں کی شورشیں اس پر طرہ یہ کہ عربی سرداروں کی خودسریوں نے ایک دن بھی اسے چین سے بیٹھنے نہ دیا حتیٰ کہ اسی حالت سے دولت امویہ کو چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہو گیا۔ ملخص از تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۱۷ مطبوعہ مصر و کتاب نفح الطیب جلد اول صفحہ ۲۲۵ تا ۲۲۶ مطبوعہ لیدن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۲۹

امیر المنذر بن محمد ۲۷۳ھ تا ۲۷۵ھ

و

امیر عبداللہ بن محمد ۲۷۵ھ تا ۳۰۰ھ

ہاشم بن عبدالعزیز کا قتل: منذر نے اپنے شروع زمانہ حکومت میں ہاشم بن عبدالعزیز وزیر السلطنت کو سزائے قتل دی اور فوجیں آراستہ کر کے عمر بن حفصون باغی و سرکش کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔

قلعہ بشتر کا محاصرہ: ۲۷۴ھ میں اس کا قلعہ بشتر میں محاصرہ کیا گیا۔ خونریز اور سخت جنگ کے بعد عمر بن حفصون کے تمام قلعوں اور شہروں کو فتح کر لیا انہی میں قلعہ ریہ یعنی مالقہ تھا منذر نے اس کے والی یحیٰی کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ بعدہ عمر بن حفصون نے شدت محاصرہ سے تنگ آ کر مصالحت کی درخواست کی' منذر نے عمر بن حفصون کی درخواست پر مصالحت کر لی۔ محاصرہ اٹھا کر واپس ہوا عمر بن حفصون نے منذر کے واپس ہوتے ہی عہد توڑ ڈالا۔ منذر نے یہ خبر پا کر لوٹ کر محاصرہ کر لیا عمر بن حفصون نے پھر صلح کر لی مگر جوں ہی منذر واپس ہوا عمر بن حفصون نے پھر عہد شکنی کی' غرض عمر بن حفصون عہد شکنی پر عہد شکنی کرتا جاتا تھا۔ منذر نے جھلا کر اس مرتبہ نہایت سختی سے محاصرہ کیا' اس محاصرہ کے تھوڑے ہی دن بعد منذر جاں بحق ہو گیا۔ عمر بن حفصون کو ہمیشہ کے لئے اس کے محاصرہ سے نجات مل گئی۔

امیر عبداللہ بن امیر محمد: ۲۷۵ھ میں بحالت محاصرہ عمر بن حفصون قلعہ بشتر میں منذر کا پیام موت آ پہنچا۔ دو برس اس نے حکمرانی کی اس کی جگہ اس کا بھائی امیر عبداللہ بن امیر محمد تخت حکومت پر متمکن ہوا اور زمام حکومت اپنے قبضۂ اقتدار میں لی۔

تمام بلاد اندلس میں آتش بغاوت و فساد مشتعل ہو رہی تھی۔ محاصرہ اٹھا کر قرطبہ چلا آیا۔ آئے دن کی بغاوتوں اور امراء مملکت کی مخالفت کی وجہ سے اندلس کے مالیہ میں بے حد کمی آ گئی۔ اس سے پیشتر اس ملک کا خراج تین لاکھ دینار تھا اس

لہ امیر منذر بہ وقت وفات چھیالیس برس کا تھا۔ چہرہ پر چیچک کے داغ تھے ڈاڑھی گھنی اور بڑی تھی۔ شعر و شاعری کا شائق اور شاعروں کا قدردان تھا۔ اس کا زمانہ حکمرانی نہایت کم ہوا تاہم اسے بھی بغاوتوں اور خود سریوں نے ایک دم کو مہلت نہ دی۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۴۷ مطبوعہ مصر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سے ایک لاکھ دینار ترتیب لشکر اور مصارف فوج میں صرف کئے جاتے تھے۔ ایک لاکھ دینار مختلف ضرورتوں میں خرچ ہوتے تھے باقی ایک لاکھ خزانہ شاہی میں بطور جمع داخل کئے جاتے تھے ان سالوں میں جس قدر جمع تھی وہ خرچ ہوگئی اس پر طرہ یہ ہوا کہ خراج میں بھی کمی آ گئی۔

عبدالرحمٰن بن مروان جلیقی: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن مروان نے امیر محمد بن عبدالرحمٰن والیٔ اندلس کے مقابلہ میں بہ دقت جہاد جلالقہ (گالز) ۲۶۶ھ میں علم مخالفت بلند کیا تھا چنانچہ نومسلموں اور مولدین کا جم غفیر اس کے پاس جمع ہوگیا۔ اقصائے بلاد کی جانب قدم بڑھائے رفتہ رفتہ اوفونش بادشاہ جلالقہ تک اس کی رسائی ہوگئی اسی مناسبت سے یہ جلیقی کے نام سے موسوم و معروف ہوا۔ اوپر ہم یہ بھی بیان کر آئے ہیں کہ ہاشم بن عبدالرحمٰن وزیر السلطنت ۲۶۳ھ میں افواج اندلس کا افسر ہوکر ابن مروان کی سرکوبی کو گیا تھا اور ابن مروان نے اسے شکست دے کر گرفتار کرلیا تھا۔ اس کے بعد ۲۲۵ھ میں ہاشم کی رہائی اور ابن مروان کے بطلیوس سے چلے جانے پر باہم مصالحت ہوگئی۔ اس مصلحت کی بنا پر ابن مروان بطلیوس چلا آیا اور اسے از سر نو آباد کر کے اپنی حکومت اور دولت کی بناء قائم کی کچھ روز بعد اوفونش بدعہدی اور مخالفت کرنے لگا جدال وقتال تک نوبت پہنچ گئی' ابن مروان دارالحرب چھوڑ کر شہر الطانیہ (متعلقات ماردہ) چلا آیا اور اس کی قلعہ بندی کر کے وہیں قیام پزیر ہوگیا۔ یہ شہر اس وقت ویران پڑا ہوا تھا۔ ابن مروان نے قیام انطاقیہ کے بعد' بلاد الوین کے شہروں پر آہستہ آہستہ قبضہ کرلیا اور اپنے مقبوضات کو بطیوس تک بڑھا کر اسے بھی شامل کرلیا' بلاد الیون جلالقہ کے مقبوضات میں داخل تھے۔

سعدون سرسانی: ابن مروان کے ساتھ دارالحرب میں سعدون سرسانی نامی مشہور نبرد آزما بھی تھا۔ فنون جنگ سے اسے کماحقہ آگاہی تھی' یہ بھی ابن مروان کے ساتھ امیر عبداللہ سے باغی ہوگیا تھا۔ جب ابن مروان نے بطلیوس میں اقامت اختیار کی تو سعدون نے اس سے علیحدگی اختیار کر کے قلنبرہ اور باجہ کے درمیان ایک قلعہ میں قیام کیا' چند روز بعد قلنبرہ پر قابض ہوکر دونوں دولتوں یعنی دولت اسلامیہ و دولت مسیحیہ کے درمیان حائل ہوگیا۔ حتیٰ کہ کسی لڑائی میں اوفونش کے ہاتھوں مارا گیا۔

ابن تاکیت کی بغاوت: محمد بن تاکیت مصمودہ سے تھا اس نے زمانہ حکومت امیر محمد بن سرحدی بلاد میں علم بغاوت بلند کیا تھا اور سب سے پہلے ماردہ پر فوج کشی کی تھی اس وقت ماردہ میں عرب اور کتامہ کی فوجیں مقیم تھیں' محمد بن تاکیت نے بہ حکمت عملی شاہی افواج کو ماردہ سے نکال کر ماردہ میں اپنی قوم مصمودہ کے ساتھ قیام کیا۔

ابن تاکیت کا ماردہ پر قبضہ: جس وقت محمد بن تاکیت نے ماردہ پر قبضہ کرلیا' شاہی فوجیں قرطبہ سے اسے ہوش میں لانے کے لئے ماردہ کی طرف بڑھیں' عبدالرحمٰن بن مروان یہ خبر پا کر بطلیوس سے اس کی کمک کے لئے آیا' مدتوں محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ لیکن محاصرہ میں کامیابی نہ ہوئی۔ مزید برآں یہ ہوا کہ محمد بن تاکیت نے بہ حکمت عملی' دھوکہ دے کر' ان لوگوں کو بھی ماردہ سے نکال دیا جو اس وقت ماردہ میں عرب' مصمودہ اور کتامہ کے لوگ رہتے اور موجود تھے۔ ان لوگوں کے نکال دینے کے بعد محمد بن تاکیت اپنی قوم کے ساتھ نہایت اطمینان کے ساتھ ماردہ میں رہنے لگا۔

معرکہ لقنت: اس کے بعد محمد اور ابن مروان نے درمیان مخالفت پیدا ہوگئی۔ ایک دوسرے سے گتھ گئے ابن مروان نے کئی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بار محمد کو شکست دی۔ ان شکستوں میں سے ایک شکست مقام لقنت میں دی تھی اس واقعہ میں محمد کے لشکر کے ایک بازوں میں مصمودہ کی فوج تھی۔ جو عین مقابلہ کے وقت بھاگ کھڑی ہوئی تھی جس سے محمد کو ناکامی کے ساتھ میدان جنگ سے پسپا ہونا پڑا۔ شکست کھانے کے بعد محمد نے سعدون سرساقی والی تلنیرہ کی فوج طلب کر کے معرکہ آرائی کی' مگر اس تدبیر نے بھی اس کے زخم دل پر کسی قسم کا مرہم نہ رکھا ابن مروانہ کی قوت وشوکت بڑھتی ہی گئی' اس کی حکومت کو استحکام ہوتا ہی چلا گیا۔

عبدالرحمٰن بن عبدالرحمٰن مروان: اسی اثناء میں ابن حفصون سے اور اس سے ان بن ہوگئی۔ چونکہ ابن مروان کا دماغ ان کامیابیوں سے بڑھا چڑھا ہوا تھا ابن حفصون کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔ مگر اس کے بعد ہی عہد حکومت امیر عبداللہ ابن مروان میں مر گیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا عبدالرحمٰن بن مروان حکمرانی کرنے لگا' بربریوں کو جو اس کے قرب وجوار میں تھے۔ بے حد تنگ اور مجبور کیا۔ دو ہی مہینے حکومت کرنے پایا تھا کہ پیام موت آ گیا۔ امیر عبداللہ نے بطلیوس پر اپنی جانب سے عرب کے دو سرداروں کو مامور کیا عبدالرحمٰن کے پس ماندگان جن میں عبدالرحمٰن کے دو لڑکے مروان اور عبداللہ اور ان دونوں کا چچا مروان تھا۔ قلعہ شونہ چلے گئے۔ کچھ روز بعد عبدالرحمٰن کے دونوں لڑکے شونہ سے نکل کر اپنے دادا عبدالرحمٰن کے ہمراہیوں اور مصاحبوں کے پاس جا کر مقیم ہوئے۔

امیر بطلیوس کا قتل: پھر ان دو سرداران عرب میں جو امیر عبداللہ کی جانب سے بطلیوس کی امارت پر مامور ہوئے تھے۔ باہم چل گئی ایک نے دوسرے کو قتل کر کے بطلیوس پر تن تنہا قبضہ کر لیا۔ امیر عبداللہ کو اس کی خبر لگی تو اس نے ۲۸۶ھ میں امیر بطلیوس کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور بطلیوس پر قبضہ کر لیا۔ قبضہ بطلیوس کے بعد امیر عبداللہ نے برابرہ کے قلعوں کی طرف قدم بڑھایا۔ حتیٰ کہ ان لوگوں نے سر اطاعت جھکا دیا۔ اسی سلسلہ میں محمد بن تاکیت والی ماردہ سے معرکہ آراء ہوا۔ محمد بن تاکیت نے تنگ آ کر مصالحت کر لی' مگر کچھ روز بعد پھر باغی ہوگیا۔ امیر عبداللہ سے اور اس سے دوبارہ لڑائی شروع ہوگئی جو امیر عبداللہ کے آخری عہد حکومت تک جاری رہی۔

لب بن محمد کی بغاوت: ۲۵۸ھ میں عہد حکومت امیر محمد بن لب بن محمد لب بن موسیٰ نے سرقسطہ میں بغاوت کی۔ امیر محمد نے متواتر حملے کئے نتیجہ یہ ہوا کہ لب بن محمد نے سر اطاعت جھکا دیا۔ آتش بغاوت فرو ہوگئی۔ امیر محمد نے اپنی جانب سے لب بن محمد کو سرقسطہ تطیلہ اور طرسونہ کی سند حکومت عطا کی۔ لب بن محمد نے نہایت دانائی اور دیانت داری سے ان مقامات کی حفاظت وحمایت کی۔ تھوڑے ہی دنوں میں اس کی حکومت وامارت کو استحکام حاصل ہوگیا۔ انہی دنوں اوفونش بادشاہ جلالقہ نے طرسونہ پر فوج کشی کی' لب بن محمد نے نہایت مردانگی سے اسے شکست دے کر الٹے پاؤں لوٹا دیا' تقریباً تین ہزار جلالقہ اس معرکہ میں کام آئے۔ اس کے بعد لب بن محمد نے امیر عبداللہ کے خلاف پھر علم مخالفت بلند کیا۔ چنانچہ امیر عبداللہ نے تطیلہ میں اس کا محاصرہ کر لیا۔

مطرف بن موسیٰ کی بغاوت: مطرف بن موسیٰ' شجاعت' عالی نسبی اور عصبیت قومی میں مشہور زمانہ تھا۔ اس نے شنت بریہ میں علم مخالفت وبغاوت بلند کیا۔ اس سے اور والی ینبلونہ بادشاہ بشکنس سے جو کہ جلالقہ کے گروہ سے تھا۔ لڑائیاں ہوئیں جس میں فریق مخالف نے مطرف کو اتفاق سے گرفتار کر لیا۔ مطرف موقع پا کر بھاگ آیا۔ شنت بریہ میں پھر واپس آیا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخری زمانہ حکومت امیر محمد تک علم حکومت کا مطیع و منقاد رہا۔

عمر بن حفصون: ابن حفصون کا نام عمر بن حفصون بن جعفر بن دمیاں فرغلوش بن اوفونش القس تھا۔ ابن حیان نے اس کا نسب یوں ہی بیان کیا ہے۔ سب سے پہلے اندلس میں اسنے بغاوت شروع کی' اسی نے مخالفت اور نزاع کے دروازے کھولے ۲۷۰ھ عہد حکومت محمد بن عبدالرحمٰن والی اندلس میں تفرقہ اندازی کی' عساکر اسلامیہ سے علیحدہ ہو کر کوہ بشتر اطراف ریہ و مالقہ میں بغاوت کی۔ عساکر اسلامیہ اندلس کے بہت سے لوگ' جن کے دل نافرمانی اور بغاوت کے مرض میں مبتلا تھے۔ ابن حفصون سے آ ملے۔ ابن حفصون نے اس مقام پر اپنا مشہور قلعہ تعمیر کیا اور غربی اندلس پر رندہ تک سواحل پر شجہ سے بیرہ تک قابض ہو گیا۔ ہاشم بن عبدالعزیز وزیر السلطنت نے اس کی سرکوبی پر کمر ہمت باندھی اور اس کے سر پر پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔

ابن حفصون کی فتوحات: بالآخر ۲۷۴ھ میں اسے سمجھا بجھا کر قرطبہ لے آیا۔ چند روز بعد ابن حفصون قرطبہ سے بھاگ کر قلعہ بشتر جا پہنچا۔ اتنے میں امیر محمد اس دار فانی سے رحلت کر گیا۔ ابن حفصون کو اپنے مقبوضات کے وسیع کرنے کا موقع مل گیا۔ قلعہ حامیہ ریہ' رندہ اور شجہ پر قبضہ کر لیا۔ امیر منذر نے ۲۷۴ھ میں ابن حفصون پر فوج کشی کی اور اس کے تمام قلعوں کو بزور تیغ فتح کر لیا' اس کے گورنر ''ریہ'' کو قتل کر ڈالا۔ ابن حفصون نے مجبور ہو کر مصالحت کی درخواست پیش کی امیر منذر نے مصالحت کر لی مگر تھوڑے ہی دن بعد ابن حفصون نے پھر عہد شکنی کی اور علم مخالفت و بغاوت بلند کر دیا۔ منذر نے اس کا دوبارہ محاصرہ کیا اتفاق یہ کہ اسی محاصرہ کے اثناء میں امیر منذر راہی ملک بقا ہو گیا اور امیر عبداللہ محاصرہ اٹھا کر قرطبہ چلا آیا' امیر منذر کے انتقال سے ابن حفصون اور نیز تمام باغیوں کے کاموں میں استقلال و استحکام کی کیفیت پیدا ہو گئی۔ شاہی فوجیں اور ارکین دولت متواتر اس پر حملہ آور ہوتے رہے اور برابر اس کا محاصرہ کئے رہے لیکن کامیاب نہ ہوئے۔

ابن حفصون اور ابن اغلب: انہی لڑائیوں کے اثناء میں ابن حفصون نے ابن اغلب گورنر افریقہ سے خط و کتابت شروع کی اور اس سے میل جول و مراسم اتحاد پیدا کر کے اندلس میں جہاں پر کہ وہ قابض تھا دعوت عباسیہ کا اعلان و اظہار کیا مگر ابن اغلب افریقہ کا نظام حکومت درہم برہم اور خراب ہونے کی وجہ سے اس کام کو دشوار خیال کر کے رک گیا' ابن حفصون نے اہل قرطبہ سے مراسم پیدا کر کے اس کے قریب ایک قلعہ بلایہ نامی تعمیر کرایا۔ امیر عبداللہ کو اس کی خبر لگی فوج کشی کر دی چنانچہ بلایا اور شجہ کو فتح کر کے ابن حفصون کے خاص قلعہ کا قصد کیا اور ایک مدت تک محاصرہ کئے رہا۔ جوں ہی مراجعت کی ابن حفصون نے تعاقب کیا امیر عبداللہ نے پلٹ کر اس شدت کا حملہ کیا ابن حفصون مقابلہ کی تاب نہ لا سکا کمال بے سروسامانی سے بھاگ کھڑا ہوا۔ امیر عبداللہ نے نہایت بے رحمی سے اس کے لشکر کو پامال کیا' اسی مہم کے سلسلہ میں اس کے صوبجات میں سے بیرہ کو فتح کر لیا اور ہر سال کے اس کے حصار اور اس سے جنگ کرنے کو فوجیں بھیجتا رہا۔

ابن حفصون و بادشاہ جلالقہ: پس جب کہ[1] ..... اور اسی ۸۰[2] ..... عمر بن حفصون اور بادشاہ جلالقہ سے باہم عہد و پیمان ہوا اس کے امراء کو یہ امر ناگوار گزرا۔ عہد نامہ کو بادشاہ جلالقہ کے پاس بھجوا دیا۔ وزیر السلطنت احمد بن ابی عبیدہ فوجیں مرتب و آراستہ کر کے عمر بن حفصون کے محاصرہ کرنے کو بڑھا' عمر بن حفصون نے ابراہیم بن حجاج باغی

[1] [2] اصل کتاب میں اسی صورت سے جگہ خالی ہے۔ مترجم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشبیلیہ سے فوجی امداد طلب کی' ابراہیم فوجیں تیار کر کے عمر بن حفصون کی کمک پر آ گیا وزیر السلطنت سے اور ان دونوں باغیوں سے مڈبھیڑ ہوئی۔ وزیر السلطنت نے ان دونوں سرکشوں کو شکست فاش دی ابراہیم بن حجاج نے اس واقعہ کے بعد سر اطاعت خم کر دیا' امیر عبداللہ نے اسے اشبیلیہ کی سند حکومت مرحمت فرمائی۔

ابن حفصون کا انتقال: باقی رہا ابن حفصون اس نے اظہار اطاعت کی غرض سے دولت شیعہ سے خط و کتابت شروع کی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ بانیان دولت شیعہ نے قیروان کو اغالبہ کے قبضہ سے نکال لیا تھا۔ عمر بن حفصون نے اندلس میں عبیداللہ شیعی کی دعوت کا اظہار و اعلان کیا مگر کچھ عرصہ بعد جب کہ اللہ جل شانہ نے خلیفہ الناصر الدین اللہ اموی کی حکومت و سلطنت کو استحکام و استقلال عنایت فرمایا اور باغیوں کا خاطر خواہ استیصال ہو گیا۔ اس وقت عمر بن حفصون بھی علم حکومت کا پھر مطیع و منقاد ہو گیا حتیٰ کہ اسی حالت پر ۳۰۶ھ میں بغاوت و سرکشی کے سینتیسویں سال مر گیا۔

سلیمان بن عمر بن حفصون کی سرکشی و قتل: اس کے بجائے اس کا بیٹا جعفر متمکن ہوا خلیفہ ناصر نے اس جانشینی کو بحال و قائم رکھا۔ جعفر دو یا تین برس حکومت کرنے پایا تھا کہ اس کے بھائی سلیمان بن عمر کی سازش سے خود اسکے ایک سپاہی نے اسے مار ڈالا۔ سلیمان اس وقت ناصر کی خدمت میں تھا یہ خبر پا کر قلعہ بشتر کی طرف گیا اور اپنے بھائی کی جگہ اہل بشتر پر حکومت کرنے لگا۔ یہ واقعہ ۳۰۸ھ کا ہے۔ سلیمان نے بشتر پر قبضہ کرنے کے بعد خلیفہ ناصر کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔ خلیفہ ناصر نے اسے بھی بشتر کی سند حکومت عطا کی جیسا کہ اس کے بھائی جعفر کو مرحمت فرمائی تھی۔ چند روز بعد سلیمان نے مخالفت و بغاوت کا اظہار کیا۔ ناصر نے گوشمالی کی غرض سے فوجیں بھیجیں جس کی وجہ سے یہ مطیع ہو گیا لیکن پھر بدعہدی کی دوبارہ فوجیں گئیں پھر عفو تقصیر کرا کے مطیع ہو گیا۔ مگر ناصر کو اس اظہار اطاعت پر اطمینان حاصل نہ ہوا اپنے وزیر السلطنت عبدالحمید بن سبیل کو افواج شاہی کا افسر بنا کر سلیمان کے سر کرنے کو بھیجا۔ وزیر السلطنت نے سلیمان کو شکست دے کر قتل کر ڈالا' سر اتار کر قرطبہ لے آیا۔

ابن حفصون کا زوال: مولدون اور نومسلموں نے سلیمان کی جگہ اس کے دوسرے بھائی حفص بن عمر کو اپنا امیر بنایا اس نے بھی بغاوت کی اور اپنی بدعہدی اور مخالفت پر اڑا رہا۔ ناصر نے اس کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں' مدتوں محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ حتیٰ حفص نے امان کی درخواست کی۔ ناصر نے اسے امان دی۔ چنانچہ حفص نے اپنی حکومت کے ایک سال بعد قرطبہ میں آ کر قیام کیا اور ناصر مرکب ہمایوں کے ساتھ بشتر کی طرف گیا۔ سرزمین بشتر کو ایک طرف سے چھان ڈالا۔ عمر بن حفصون اور اس کے بیٹوں جعفر و سلیمان کی نعشوں کو نکلوا کر قرطبہ میں لا کر صلیب پر چڑھایا۔ تمام گڑھیوں اور قلعوں کو جو اطراف ریہ میں تھے منہدم و مسمار کرا دیا۔ صوبہ مالقہ میں بیس یا کچھ زیادہ قلعے تھے یہ سب بھی زمین کے برابر کرا دیئے گئے۔ اس واقعہ سے بنی حفصون کی حکومت ختم ہو گئی اور صفحۂ ہستی سے ان کی حکمرانی کا نام و نشان مٹ گیا۔ یہ واقعہ ۳۱۵ھ کا ہے والبقاء اللہ وحدہ۔

باغیان اشبیلیہ: صوبہ اشبیلیہ کے باغیوں کا سرغناء ابن عبید ابن خلدون ابن حجاج اور ابن مسلمہ تھے۔ سب سے پہلے اشبیلیہ میں امیہ بن عبدالغافر بن ابی عبیدہ نے علم بغاوت بلند کیا تھا۔ امیہ کا دادا ابوعبیدہ' عبدالرحمٰن داخل کی طرف سے اشبیلیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا گورنر تھا' ابن سعید بروایت مؤرخین اندلس حجازی محمد بن اشعب اور ابن حیان تحریر کرتا ہے کہ جس وقت اندلس میں فتنہ و بغاوت کی وجہ سے نظام حکومت اور امور سیاست میں امیر عبداللہ کی حکومت کے زمانہ میں خلل واقع ہوا اور امراء و رؤسا بلاد' خود سری اور خود مختاری کی جانب مائل ہوئے اس وقت اشبیلیہ کے نامی سرداروں میں سے امیہ بن عبدالغافر' کریب ابن خلدون حضری اور اس کا بھائی خالد اور عبداللہ بن حجاج تھے۔ امیر عبداللہ نے اپنے بیٹے محمد کو جو کہ ناصر کا باپ تھا اشبیلیہ کا امیر مقرر کر کے روانہ کیا۔ چونکہ مذکورہ اشخاص دولت و حکومت کے نام و نشان مٹانے کے درپے تھے۔ اس وجہ سے ان لوگوں نے محمد بن امیر عبداللہ پر حملہ کر دیا اور قصر امارت میں اس کا اس کی ماں کے ساتھ محاصرہ کر لیا۔ محمد بن امیر عبداللہ بہ ہزار دقت و خرابی بسیار اپنی جان بچا کر اپنے باپ امیر عبداللہ کے پاس بھاگ آیا۔ امیہ ابن عبدالغافر مذکورہ لوگوں کی رائے سے اشبیلیہ پر حکمرانی کرنے لگا۔ چند روز بعد امیہ نے سازش کر کے عبداللہ بن حجاج کو قتل کرا دیا۔ ابراہیم بن حجاج (برادر عبداللہ) اپنے مقتول بھائی کے قصاص کے لئے اٹھ کھڑا ہوا' امیہ کا قصر امارت پر محاصرہ کر لیا امیہ اس امر کا احساس کر کے کہ ابراہیم نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ مرنے پر کمر بستہ ہو کر اس طرح باہر نکلا کہ اپنے اہل و عیال کو قتل کر کے مال و اسباب میں آگ لگا دی۔ بعد میں شمشیر بکف ہو کر میدان میں آ گیا۔ آخر کار ابراہیم مارا گیا عوام الناس نے سر اتار کر پھینک دیا یہ واقعات ۳۸۰ھ کے ہیں۔

کریب ابن خلدون: ابن خلدون اور اس کے رفقاء نے ان واقعات سے امیر عبداللہ کو مطلع کیا اور یہ بھی لکھ بھیجا کہ "امیہ کرسی حکومت سے اُتار کر مار ڈالا گیا ہے۔ اپنی جانب سے کسی کو امیر مقرر کر کے روانہ کیجئے"۔ امیر عبداللہ نے مصلحت وقت کے لحاظ سے ابن خلدون کی اس گزارش کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور اپنی جانب سے اشبیلیہ کی امارت پر اپنے چچا ہشام بن عبدالرحمن کو بھیجا۔ ہشام کے پہنچتے ہی ان لوگوں نے پھر سرکشی کی اور اسے نکال دیا۔ اس مخالفت کا بانی مبانی کریب ابن خلدون تھا۔ چنانچہ یہی اہل اشبیلیہ پر حکمران ہوا۔ ابن حیان نے لکھا ہے کہ ابن خلدون کا خاندان حضرموت کا ہے۔ یہ لوگ اشبیلیہ میں نہایت شرف و عزت سے ریاست سلطانیہ کے بازو اور مدمقابل شمار کئے جاتے تھے۔ ابن حزم لکھتا ہے کہ ابن خلدون' وائل ابن حجر کی اولاد سے تھا۔ اس کا نسب کتاب الجمہرہ میں لکھا ہوا ہے ایسا ہی حیان نے بنی حجاج کی بابت لکھا ہے۔

کریب کا قتل: حجازی تحریر کرتا ہے کہ جس وقت عبداللہ بن حجاج مارا گیا' اس کا بھائی ابراہیم اس کی جگہ متمکن ہوا۔ بنی خلدون نے امیہ کے قتل کی تحریک شروع کی چنانچہ امیہ پر جو کچھ گزرنے والا تھا وہ گزرا اور کریب ابن خلدون حکمت عملی سے حکومت پر قابض ہو گیا اور اہل اشبیلہ پر ظلم و جور شروع کر دیا۔ اس سے اور اہل اشبیلیہ کو اس سے نفرت پیدا ہو گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ابراہیم کو اپنی غرض حاصل کرنے کا موقع ہاتھ آ گیا۔ اس وقت کریب اہل اشبیلیہ سے شدت و سختی کے ساتھ پیش آیا اور ابراہیم نرمی و ملاطفت اور دل جوئی کرتا اور سفارشی بن کر نیک سیرتی کا ان پر اثر ڈالتا۔ اس کے بعد ابراہیم نے کریب ابن خلدون پر سختی کرنے کی غرض سے امیر عبداللہ سے سند حکومت طلب کی۔ امیر عبداللہ نے ابراہیم کے نام کی سند حکومت لکھ کر بھیج دی جس وقت ابراہیم نے سند حکومت پا کر عوام الناس پر اس امر کو ظاہر کیا تو عوام تو کریب کے ظلم و جور سے پہلے سے اکتائے ہوئے تھے۔ سب کے سب کریب پر ٹوٹ پڑے اور اسے قتل کر ڈالا۔ کریب کے مارے جانے سے ابراہیم بن حجاج کی حکومت کے راستے کھل گئے۔ اس کی حکومت و امارت کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بیٹھ گیا۔ امیر عبداللہ کی ماتحتی میں حکمرانی کرنے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگا۔ شہر قرمونہ کی قلعہ بندی کی اس میں گھوڑوں کے اصطبل بنوائے۔ قرمونہ اور اشبیلیہ کے درمیان آمد و شد رہتی تھی بعد میں ابراہیم ابن حجاج نے وفات پائی۔

حجاج ابن مسلمہ: اس کی جگہ حجاج ابن مسلمہ متمکن ہوا مگر کچھ عرصہ بعد صرف اشبیلیہ کی حکومت حجاج ابن مسلمہ کے قبضہ اقتدار میں رہ گئی اور قرمونہ پر محمد بن ابراہیم بن حجاج حکمرانی کرنے لگا ناصر نے اپنی جانب سے اسے سند حکومت عطا فرمائی پھر اس نے بدعہدی کی ناصر نے اس کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں' ابن حفصون حجاج بن مسلمہ کی کمک پر آیا شاہی فوج نے ان باغیوں کو شکست دی حجاج بن مسلمہ نے اپنے بیٹے کو اپنا شفیع بنا کر شاہی دربار میں بھیجا۔ سفارش مقبول نہیں ہوئی۔ تب ابن مسلمہ نے خفیہ طور سے اپنے ایک رفیق کو روانہ کیا اس رفیق نے دارالامارت میں پہنچ کر ناصر سے سازش کی اور اپنے نام کی سند حکومت حاصل کر کے شاہی فوج لئے ہوئے اشبیلہ آیا۔ ابن مسلمہ اپنے رفیق سے باتیں کرنے اور اسے لینے کو شہر سے باہر آیا۔ لشکریوں نے اس کے ساتھ بدعہدی کی اور اسے اشبیلیہ سے بے دخل کر کے قرطبہ لے آئے۔ شاہی گورنر نے بلا مزاحمت اشبیلیہ میں جا کر قیام کیا۔ ان بغاوتوں کا محرک امیر عبداللہ کا ایک قریبی رشتہ دار تھا۔ اس تحریک فتنہ پردازی کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسے اس کے رفقاء نے دھوکہ دے کر مار ڈالا۔

محمد بن امیر عبداللہ کا انجام: مطرف نے اپنے بھائی محمد کی شکایتوں سے اپنے باپ امیر عبداللہ کے کان بھرنا شروع کئے' سنتے سنتے امیر عبداللہ کے دل میں اپنے بیٹے محمد کی جانب سے غبار پیدا ہو گیا۔ غضب آلود نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ محمد کو جب اس امر کا احساس ہوا تو وہ بخوف جان ابن حفصون کے پاس بھاگ گیا۔ کچھ روز بعد امان حاصل کر کے پھر واپس آیا۔ مطرف نے پھر شکایتیں شروع کر دیں حتیٰ کہ امیر عبداللہ نے محمد کو ایک محل سرا میں قید کر دیا۔ اتفاق سے انہی دنوں امیر عبداللہ کو کسی لڑائی میں جانا پڑا چنانچہ مطرف کو اپنی جگہ مامور کر کے چلا گیا۔ مطرف کو اپنی دلی خواہش پوری کرنے کا موقع مل گیا۔ بیچارے محمد کو سخت ایذائیں دے کر مار ڈالا۔ امیر عبداللہ کو اپنے بیٹے محمد کے مارے جانے کا دلی ملال ہوا۔ اس کے بیٹے عبدالرحمٰن کو شاہی محل میں داخل کر لیا اور خاص اہتمام سے اس کی پرورش کرنے لگا۔ اس وقت اس کی عمر صرف بیس دن کی تھی۔

مطرف بن امیر عبداللہ کا قتل: اس کے بعد امیر عبداللہ نے اپنے بیٹے مطرف کو لشکر صائفہ کے ساتھ ۲۸۳ھ میں جہاد کے لئے روانہ کیا عبدالملک بن امیہ وزیر السلطنت بھی اس مہم میں مطرف کے ہمراہ تھا۔ مطرف نے ایک روز موقع پا کر بحالت غفلت وزیر السلطنت کو عداوت سابقہ کی بنا پر مار ڈالا۔ امیر عبداللہ کو اس سے برہمی پیدا ہوئی۔ اسی وقت مطرف کو گرفتار کرا کے محمد اور وزیر السلطنت عبدالملک کے خون کے معاوضہ میں بہت بری طرح سے قتل کرا دیا اور وزیر السلطنت عبدالملک کی جگہ اس کے بیٹے امیہ بن عبدالملک کو قلمدان وزارت سپرد کیا۔

امیہ بن عبدالملک کا خاتمہ: امیہ نے عہدۂ وزارت سے سرفراز ہو کر متکبرانہ روش اختیار کی اپنے ہم چشموں اور وزیروں سے ٹکر لینے لگا۔ ان لوگوں نے امیر عبداللہ سے اس کی شکایت کی کہ اس نے در پردہ ایک گروہ سے آپ کے بھائی ہشام بن محمد کی امارت کی بیعت لی ہے۔ اس بیان کی تائید میں چند شہادتیں بھی پیش کیں۔ جن پر قاضی نے اعتماد کر لیا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چغلی کرنے والوں نے وزیرالسلطنت کے بعض دشمنوں کو پیش کر کے یہ کہلا دیا کہ ہمارے روبرو ہشام کی بیعت وزیرالسلطنت نے لی ہے۔ اس سے رہی سہی کسر جاتی رہی۔ امیر عبداللہ نے اسی وقت امیہ کو گرفتار کرا کے قتل کر ڈالا یہ واقعہ ۲۸۴ھ کا ہے۔

امیر عبداللہ کی وفات: آخری تیسری صدی ماہ ربیع الاوّل میں امیر عبداللہ[1] نے اس دارفانی سے اپنی حکومت کے چھبیسویں سال رحلت کی اس کی جگہ اس کا پوتا عبدالرحمٰن بن محمد تخت حکومت پر متمکن ہوا یہ محمد وہی ہے جسے مطرف نے اپنے باپ امیر عبداللہ کے زمانہ غیر موجودگی میں قتل کر ڈالا تھا۔

---

[1] امیر عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بن حکم بن ہشام بن عبدالرحمٰن داخل کی عمر بوقت وفات بیالیس برس کی تھی گیارہ لڑکے چھوڑ کر مرا۔ اس کے زمانہ حکومت میں بے حد بغاوتیں ہوئیں امراء بلاد نے خودمختاری و سرکشی شروع کر دی تمام سرزمین اندلس میں فتنہ و فساد کی آگ مشتعل ہو رہی تھی۔ خراج کی کمی، خرچ کی زیادتی سے خزانہ خالی ہو گیا تھا۔ یہی امور تھے جس نے اسلام اور مسلمانوں کو اس درجہ نقصان پہنچایا کہ ڈوبنے کے بعد پھر نہ ابھر سکے۔ مترجم ملخص از تاریخ ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۰۸ و نفح الطیب جلد اول صفحہ ۲۶۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۳۰

خلفائے بنی امیہ

خلیفہ عبدالرحمٰن ناصرین عبداللہ ۳۰۰ھ تا ۳۵۰ھ

تخت نشینی: عبدالرحمٰن ناصر کی تخت نشینی بھی عجائبات روزگار سے ہے یہ ایک نوعمر اور نوجوان شخص تھا اس کے اور اس کے باپ کے متعدد چچا موجود تھے۔ اس کے باوجود اس نے امارت حاصل کرنے کی کوشش کی اور کسی کے کان پر مخالفت کی جوں تک رینگی۔ بلکہ سب نے اس کی حکومت کو اپنے لئے مبارک ومحمود تصور کیا۔ اس وقت اندلس میں آئے دن کی بغاوتوں کی وجہ سے تہلکہ پڑا ہوا تھا۔ عبدالرحمٰن ناصر نے تخت حکومت پر متمکن ہوتے ہی تمام اختلافات کا خاتمہ کرادیا اور سارے مخالفین کو ٹھنڈا کردیا حتیٰ کہ ان باغیوں اور مخالفوں کو اپنی ناکامی کا یقین ہوگیا اور ان لوگوں نے مجبوراً اطاعت قبول کرلی۔

حکومت کا استحکام: بنی حفصون کا نام ونشان صفحۂ ہستی سے اسی نے نیست ونابود کیا جو باغیوں کا سردار اور سرغنہ تھا۔ اہل طلیطلہ کو اسی نے اپنے علم حکومت کا مطیع بنایا حالانکہ اس سے پیشتر وہ لوگ بدعہدی اور مخالفت پر مدت دراز سے اڑے ہوئے تھے۔ اندلس اور اس کے تمام صوبجات کا نظام حکومت اسی کے زمانہ حکومت کے پہلے بیس برس میں درست ہوا تقریباً پچاس سال اس نے حکمرانی کی اسی کے زمانہ میں بنی امیہ کی حکومت کو اطراف میں استقلال حاصل ہوا۔

امیر المؤمنین کا لقب: یہ پہلا شخص ہے جس نے اپنے کو ''امیر المؤمنین'' کے لقب سے ملقب کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ مشرق میں قوائے خلافت کمزور ہو چکے تھے اور ترکی غلام خلفاء عباسیہ پر غالب ہو گئے تھے۔ اسی زمانہ میں یہ خبر بھی گوش گزار ہوئی تھی کہ مونس مظفر نے اپنے آقائے نام دار خلیفہ مقتدر کو ۳۲۷ھ میں قتل کر ڈالا ہے۔ ان اسباب اور وجوہات سے عبدالرحمٰن ثالث نے خلیفہ کا لقب اختیار کیا۔ یہ نفس نفیس لڑائیوں میں عام دشمنوں کے مقابلہ پر جاتا تھا۔ جہاد اور کفار کے ملک پر چڑھائی کرنے کا بے حد شوقین تھا۔ ۳۲۳ھ میں عام الخندق میں اسے کفار کے مقابلہ میں شکست ہوئی اس واقعہ سے اس کی کمر ہمت ٹوٹ گئی۔ آپ بنفسہٖ لڑائیوں پر نہ جاتا تھا بلکہ ہر سال فوجیں جہاد کی غرض سے روانہ کرتا تھا۔

فرانس کی پامالی: چنانچہ عساکر اسلامیہ نے ملک فرانس کو اس قدر پامال کیا تھا کہ اس سے پیشتر اس طرح کبھی اسے تاخت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وتاراج نہیں کیا گیا تھا۔ سرحدی عیسائی امراء اور حکمرانوں کو اپنے زوال حکومت کا یقین ہو گیا تھا۔ اظہار محبت اور مراسم اتحاد قائم کرنے کے لئے ان کے (ڈیپوٹیشن) تحائف اور نذرانے لے کر اس کے دربار میں حاضر ہوتے تھے۔ اسے خوش کرنے کے لئے روم اور قسطنطنیہ کے سلاطین بڑے بڑے تحائف بھیجتے تھے۔ ملوک جلالقہ رگان کے شہزادے دور دراز مسافت طے کر کے اس کی دست بوسی کے لئے آتے تھے اور اس میں اپنی وہ عزت افزائی سمجھتے تھے۔ سرحدی بلاد کے شہروں میں سے سبتہ کو اس نے ۳۱۷ھ میں اہل سبتہ سے چھین لیا' بنو ادریس اور ملوک زناتہ بربر نے اس کی اطاعت قبول کی اور ان میں سے بہت سے اس کے دربار خلافت میں چلے آئے جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔

وزرات عظمیٰ: عبدالرحمٰن ناصر کے رعب و داب کا سکہ شروع شروع یوں بیٹھا تھا کہ اس نے رعایا کے بہت سے ٹیکسوں میں کمی کر دی تھی۔ موسیٰ بن محمد بن یحییٰ کو حجابت کا عہدہ عنایت کیا تھا قلمدانِ وزارت عبدالملک بن جمہور بن عبدالملک بن جوہر اور احمد بن عبدالملک بن سعد کو مرحمت فرمایا تھا۔ اس نے ایک قیمتی نذرانہ دربار شاہی میں پیش کیا تھا۔ جس میں متعدد اقسام چیزیں تھیں۔

نذرانہ: ابن حیان نے اس نذرانہ کا ذکر کیا ہے اس نذرانہ سے دولت امیہ کی دولتمندی اور امارت کا کافی ثبوت ملتا ہے۔ وہو ہذا:

سونا خالص عمدہ پانچ لاکھ مثقال[1] (اٹھاون من ۲۴ سیر) چاندی خالص چار سو رطل[2] (چار من ۵ سیر) چاندی کے سکہ رائج دو سو[3] توڑے (دو لاکھ چالیس ہزار) عود ہندی کو مجالس میں شمع کی طرح جلائی جاتی تھی۔ بارہ رطل (ساڑھے چودہ سیر) عود[4] غرقی کے ٹکڑے ایک سو اسی رطل (تقریباً دو من) برادہ عود ایک سو رطل (تقریباً ایک من ۶ سیر) مشک[5] خالص اپنے جنس میں نہایت اعلیٰ درجہ کا ایک سو اوقیہ (تقریباً ۶ سیر) عنبر اشہب اصلی بلا آمیزش جیسا کہ پیدا ہوتا ہے۔ پانچ سو اوقیہ (تقریباً تیس سیر) اس کے علاوہ عنبر کا ایک ٹکڑا عجیبۃ الشکل تھا جس کا وزن سو اوقیہ (چھ سیر) کافور عمدہ تیز خوشبو کا تین سو اوقیہ (۱۲ سیر) از قسم لباس تیس ریشمی تھان مختلف رنگ و بناوٹ کے جن پر سونے کا کام بنا ہوا تھا جو خلفاء کے لباس کے لائق تھا' دس پوستین فنک[6] خراسانیہ کی قیمتیم نفیس کھالوں کی' چھ پردے عراقی' اڑتالیس بغداد جھولیں ریشمی طلائی آرائش وزینت کے لئے گھوڑوں پر ڈالنے کے لئے انیس بڑی جھولیں اونٹوں کے لئے دس قناطیر سمور[7] جس میں سو کھالیں تھیں' بٹا ہوا ریشم چار ہزار رطل (سوا

---

[1] مثقال ساڑھے چار ماشہ رائج الوقت کے برابر ہوتا ہے۔ مترجم

[2] رطل تقریباً ۳۳ تولہ کا ہوتا ہے۔ مترجم۔

[3] ایک توڑا بارہ سو کا ہوتا ہے۔ مترجم۔

[4] ابن فرضی نے بحوالہ اس خط کے جسے وزیر السلطنت نے اس تحفہ کے ساتھ روانہ کیا تھا تحریر کیا ہے کہ عود غرقی جو نہایت قیمتی تھا چار سو رطل بھیجا تھا جس میں سے ایک ٹکڑا ایک سو اسی رطل کا تھا۔ دیکھو المقاری جلد اول صفحہ ۲۲۹ مطبوعہ لیڈن۔

[5] ابن فرضی بسند اس خط کے جو اس تحفہ کے ساتھ بھیجا گیا تھا تحریر کرتا ہے کہ مشک خالص نفیس دو سو بارہ اوقیہ تھا دیکھو المقاری جلد اول صفحہ ۲۲۹ مطبوعہ لیڈن۔

[6] فنک بہ تحریک فتح نون ایک جانور کا نام ہے جس کی کھال کی پوستین بنائی جاتی اور یہ جانور خراسان میں زیادہ بکثرت ہوتا ہے۔ اقرب الموارد جلد ۲ صفحہ ۹۴۶ مطبوعہ بیروت۔ سمور ایک بڑی جانور کا نام ہے جو بلی سے مشابہت رکھتا ہے۔

[7] اس کی کھال کی پوستین بنائی جاتی ہے۔ اقرب جلد ۶ صفحہ ۵۳۹ ھ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکتالیس من) ریشم صاف کے لچھے جسے بٹ سکتے تھے ایک ہزار رطل (دس من سوا چھ سیر) فرش ریشمی تیس عدد مختلف اقسام کے قیمتی و نفیس فروش ایک ہزار جانماز مختلف اقسام کی ایک سو عدد جانمازیں ریشم کی پندرہ عدد جو چیزیں سواری کے وقت آرائش کے لئے استعمال کی جاتی ہیں سلطانیہ ڈھالیں ایک لاکھ عمدہ اور نفیس تیروں کے پھل ایک لاکھ شاہی[1] سواری کے لئے عربی اصیل گھوڑے پندرہ راس خچر سواری کے با ساز و براق بیس راس اس کے علاوہ بہت سے خچر جن کی زینیں جعفری ریشم کی تھیں ایک سو راس گھوڑے وہ تھے جن سے لڑائیوں اور معرکوں میں کام لیا جا سکتا تھا۔ خدام کئی قسم کے چالیس سلیقہ شعار خادم بیس خادمائیں لباس و زیورات کے ساتھ دوسری قسم کی اشیاء جو تعمیرات میں کارآمد تھیں عمدہ و نفیس پتھر کے ستون جن کی تیاری میں ایک سال میں اسی ہزار[2] دینار (سات لاکھ بیس ہزار روپیہ) خرچ ہوئے تھے بیس ہزار کمان بنانے کی لکڑیاں جو نہایت سخت اور پرانی تھیں جن کی قیمت پچاس ہزار دینار یا چار لاکھ پچاس ہزار روپیہ تھی۔ اس ہدیہ کے بھیجنے میں پینتالیس ہزار دینار (چار لاکھ پانچ ہزار روپیہ) صرف ہوئے تھے۔ ماہ جمادی الاولیٰ ۳۲۷ھ کی آٹھویں تاریخ کو یہ ہدیہ خلیفہ ناصر کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا۔ خلیفہ ناصر نے وزیر السلطنت کا شکریہ ادا کیا اور اس کی قدر افزائی کی۔

قاضی بن محمد اور محمد بن عبدالجبار کا قتل: محمد بن عبدالجبار بن امیر محمد اور عبدالجبار نے جو کہ خلیفہ ناصر کے باپ کا چچا تھا۔ دربار خلافت میں اپنے بھائی قاضی بن محمد کی شکایت کی کہ قاضی بن محمد خلافت مآب کی مخالفت پر کمربستہ و آمادہ ہے اور اپنی خلافت و امارت کی بیعت لینے کا ارادہ رکھتا ہے قاضی نے بھی محمد بن عبدالجبار کی اسی قسم کی شکایت خلافت مآب کی خدمات میں جڑ دی۔ خلیفہ ناصر نے دونوں کی شکایتوں کو خفیہ طور پر تفتیش شروع کی اصل واقعہ کا پتہ چل گیا اس کے نزدیک دونوں کی مخالفت اور بغاوت کی قلعی کھل گئی اس نے ان دونوں کو ۳۰۸ھ میں قتل کر ڈالا۔

بنی اسحاق مروان: اسحاق بن محمد بن اسحاق بن ابراہیم بن ولید بن ابراہیم بن عبدالملک مروان کا دادا (اسحاق بن ابراہیم) زمانہ حکومت بنی امیہ میں اس ملک میں آیا تھا اور اس زمانہ سے برابر عزت و احترام کے ساتھ رہا۔ حتیٰ کہ حکومت و ریاست اسحاق کے خاندان میں ٹھہر گئی جن دنوں سرزمین اندلس میں آتش فتنہ و فساد مشتعل ہو رہی تھی اس نے ابن حجاج کے پاس اشبیلیہ میں جا کر قیام کیا پھر جب ابن حجاج مر گیا اور ابن مسلمہ اس کی جگہ حکمران ہوا تو ابن مسلمہ نے اسے متہم اور ملزم قرار دے کر گرفتار کر لیا۔ اس گرفتاری و مصیبت میں اس کا بیٹا اور داماد یحییٰ بن ہشام بن خالد بن ابان بن خالد بن عبداللہ بن عبدالملک بن حرث بن مروان بھی شریک تھا۔ ابن مسلمہ نے ان دونوں کو تو مار ڈالا۔ باقی رہا اسحاق اور اس کا ایک دوسرا بیٹا احمد ثانی یہ دونوں باپ بیٹے اور ابن حفصون کی سفیر کی سفارش کی وجہ سے بچ گئے۔ اس کے بعد خلیفہ ناصر نے اشبیلیہ کو ابن مسلمہ کے قبضہ سے نکال لیا۔ اس وقت اسحاق دارالخلافت قرطبہ میں آ رہا۔ خلیفہ ناصر نے اسے عہدۂ وزارت سے سرفراز فرمایا اور اس کے بیٹے احمد اور احمد کے بیٹوں محمد اور عبداللہ کو بھی اس جلیل القدر عہدہ سے محروم نہ رکھا ان لوگوں نے بڑے

---

[1] ابن الفرضی لکھتا ہے کہ ایک سو راس گھوڑے بھیجے گئے جن میں سے پندرہ راس گھوڑے خالص ناصر کی سواری کے لئے عربی نسل اصیل تھے اور پانچ راس با ساز و یراق شاہی جلوس کے لئے جن کی زین اور راس کی بیٹھک عراق و ریشمی کپڑے کی تھی باقی رہے اسی راس گھوڑے سے وہ اظہار تزک و احتشام کے لئے تھے نفح الطیب جلد اول صفحہ ۲۳۱ مطبوعہ لیدن۔

[2] دینار سولہ کا سکہ ہے ۴ ماشہ کا ہوتا تھا جس کی قیمت تقریباً نو روپیہ ہوگی۔ مترجم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑے نمایاں کام کئے ذمہ داری اور مہتم بالشان امور کو انجام دیا۔ فتوحات کے دائرہ کو وسیع کیا۔ جس سے یہ لوگ حکومت و سلطنت کے دایاں بازو شمار کئے جانے لگے۔ یہاں تک کہ ان لوگوں کا باپ اسحاق راہی ملک عدم ہو گیا۔

بنی اسحاق کی جلاوطنی: چنانچہ یہ لوگ اس کی جگہ اسی رتبہ و منزلت پر متمکن ہوئے۔ بعدہ اس خاندان کے بڑے اور بزرگ شخص عبداللہ کا انتقال ہوا۔ خلیفہ ناصر کی خدمت میں یہی اپنے خاندان میں پیش پیش تھا۔ خلیفہ نے اس کے پس ماندگان خاندان کو رتبۂ وزارت سے ممتاز کیا چند دن بعد ناصر نے بغاوت کا الزام ان کے سر تھوپا۔ لوگوں کی بن آئی' چغلی اور شکایتیں کرنے لگے اس سے ناصر کے دل میں بھی غبار آ گیا۔ ان لوگوں کو ناصر نے قرطبہ سے نکال کر اِدھر اُدھر جلاوطن کر دیا۔ چنانچہ ان میں سے امیہ نے تستر ین میں جا کر قیام کیا اور ۳۲۵ھ میں خلیفہ ناصر کی اطاعت سے منحرف ہو کر باغی ہو گیا۔ خلیفہ ناصر کو اس کی خبر لگی تو اس نے فوجیں آراستہ کر کے اُمیہ پر چڑھائی کر دی' اُمیہ اس کی آمد سے مطلع ہو کر دارالحرب میں چلا گیا اور ذمیر بادشاہ جلالقہ کے پاس جا کر پناہ گزیں ہو گیا۔ تھوڑے دن بعد ذمیر نے اس سے کج ادائی شروع کی اسے یہ امر ناگوار گزرا بلا کسی عہد و پیمان کے خلیفہ ناصر کے پاس چلا آیا۔ خلیفہ ناصر نے اس کی تقصیر معاف کر دی اور خدمت میں رکھ لیا۔ یہاں تک کہ اس نے وفات پائی۔

احمد بن اسحاق کا قتل: احمد پر یہ گزری کہ جس زمانہ میں اس کے خاندان پر ادبار آیا اسی زمانہ میں خلیفہ ناصر نے اسے سرقسطہ کی حکومت سے معزول کر دیا۔ نوبت بحال ہونے کو نہ آئی روز بروز شاہی عتاب اس پر بڑھتا گیا' لگانے بجھانے والے لگاتے بجھاتے رہے' بالآخر شاہی حکم سے مارڈالا گیا باقی رہا محمد یہ خلیفہ ناصر ہی کی خدمت میں رہا' یہاں تک کہ جب خلیفہ ناصر کے مرکب ہمایوں نے سرقسطہ کی جانب کوچ کیا۔ لوگوں نے اس کی بھی شکایت جڑ دی۔ محمد بخوف جان بھاگ کھڑا ہوا۔ اسی زمانہ فراری میں اہل سرقسطہ کے چند لوگوں سے ملاقات ہو گئی ان لوگوں نے اسے مارڈالا۔

خلیفہ ناصر اور ابن حفصون: خلیفہ ناصر کے عہد خلافت میں سب سے پہلے جو قلعہ فتح ہوا وہ ابیج تھا اس کے سر کرنے پر بدر (خلیفہ ناصر کا غلام) اور خلیفہ ناصر کا حاجب مامور کیا گیا تھا ان دونوں نے جان پر کھیل کر اس قلعہ کو ابن حفصون کے قبضہ سے ۳۰۰ھ میں نکال لیا اس کے بعد خلیفہ ناصر نے بنفس نفیس جہاد کی غرض سے کوچ کیا۔ ابن حفصون کے تیس قلعوں سے زیادہ بزور تیغ فتح کئے۔ انہی میں قلعہ ہمیرہ بھی تھا۔ ابن حفصون کے بلاد مقبوضہ ناصر کے مرکب ہمایوں کے جولانگاہ بنے ہوئے تھے۔ آئے دن کی لڑائی اور محاصرہ سے ابن حفصون کا ناک میں دم آ گیا تھا۔ حتیٰ کہ سعید بن مزیل نے اسے قلعہ مئتون و قلعہ سنان سے بھی سمجھا بجھا کر بے دخل کر دیا' پھر ۳۰۱ھ میں ناصر نے اشبیلیہ کو احمد بن مسلمہ کے قبضہ سے نکال لیا۔ جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں۔ پھر ۳۰۲ھ میں فوجیں آراستہ کر کے ابن حفصون کے قلعوں کی طرف بڑھا سرکرتا ہوا حزیرۂ خضراء تک پہنچا۔ ساحلی مقامات پر قبضہ کر لیا۔ جنگی کشتیوں کے بیڑوں پر قابض ہو گیا اور ان میں جس چیز کی کمی تھی اسے پورا کیا۔ ابن حفصون نے برائے نام مزاحمت کی۔ ناصر نے ڈانٹ بتلائی۔ ابن حفصون نے یحییٰ بن اسحاق مروانی کی زبانی مصالحت کا پیام دیا ناصر نے منظور کر کے صلح نامہ پر دستخط کر دیئے۔

بدر کی فتوحات: ان واقعات کے بعد اسحاق بن قرشی نے باغیان مرسیہ اور بلنسیہ پر فوج کشی کی۔ نہایت سختی سے ان

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اطراف و جوانب کو تاراج کر کے اربولہ کو فتح کر لیا اسی زمانہ میں بدر (ناصر کے آزاد غلام) نے شہر بسلہ پر چڑھائی کی' عثمان بن نصر باغی کو گرفتار کر کے قرطبہ کی طرف بھیج دیا۔ اس کے بعد ۳۰۵ھ میں اسحاق شہر قرمونہ پر جنگ کے لئے پہنچا اور اسے حبیب بن سوارہ کے قبضہ سے نکال لیا۔ حبیب بن سوارہ نے بھی بغاوت کی تھی اور اس شہر کو اپنا ٹھکانہ بنا رکھا تھا۔ اس کے بعد قلعہ سمبر نہ کو ۳۰۶ھ میں اور ۳۰۹ھ میں قلعہ طرسوس کو سر کیا' اسی زمانہ میں احمد بن اضحیٰ ہمدانی باغی قلعہ جامہ نے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی اور آئندہ اطاعت کی ضمانت وطمانیت کی غرض سے اپنے بیٹے کو شاہی عمال کے حوالہ کر دیا۔

ابن حفصون کی سرکشی و اطاعت: ۳۱۴ھ میں ابن حفصون نے پھر علم بغاوت بلند کیا' شاہی افواج مقیم محمرہ نے اس کی سرکوبی پر کمر باندھی' نہایت مستعدی سے اس کا محاصرہ کر لیا' ابن حفصون اپنے کئے پر پشیمان ہو کر حفص کو امان حاصل کرنے کی غرض سے ناصر کے دربار میں بھیجا۔ ناصر نے اسے امان دی۔ ابن حفصون قلعہ کو حوالہ کر کے قرطبہ چلا آیا اور ناصر نے بشتر پر قبضہ حاصل کر لیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

مطرف بن منذف کی بغاوت: اس واقعہ کے بعد ۳۲۵ھ میں امیہ بن اسحاق نے تستر ین میں بغاوت کی' اس کی بغاوت کی کیفیت اوپر بیان ہو چکی ہے محمد بن ہشام تجیبی نے سرقسطہ اور مطرف بن منذف تجیبی نے قلعہ ایوب میں بغاوت کا مادہ پھیلایا۔ خلیفہ ناصر نے اس سے مطلع ہو کر بذاتہ ان لوگوں کی گوشمالی کے لئے کوچ کیا۔ سب سے پہلے قلعہ ایوب پر چڑھائی کی اور پہلے ہی حملہ میں مطرف کو قید حیات سے سبک دوش کر دیا۔ اس کے ساتھ یونس بن عبدالعزیز بھی مارا گیا۔ اس کا بھائی ایک قصبہ میں جا کر پناہ گزیں ہوا جب نجات کی صورت نظر نہ آئی تو خلیفہ ناصر سے امان کی درخواست کی۔ معافی کا خواستگار ہوا خلیفہ ناصر نے اس کی تقصیر معاف کر دی۔ اس واقعہ میں مطرف کے ہمراہ جس قدر التبہ کے عیسائی تھے وہ بھی تہ تیغ کئے گئے۔ اسی سلسلہ میں صوبہ التبہ کے تیس قلعے جو انہی عیسائیوں کے قبضے میں داخل تھے فتح کر لئے گئے۔

ملکہ بشکنس کی بدعہدی: اس اثناء میں طوطہ (ٹھوڈا) ملکہ بشکنس کی بدعہدی کی خبر لگی' خلیفہ ناصر نے اس سے جنگ کرنے کو نبلونہ پر فوج کشی کی' اور اس کی سرزمین کو تاراج اور اپنی غارت گری اور قتل سے وہاں کے رہنے والوں کو پامال کر کے واپس آیا۔

محمد بن ہاشم کی گرفتاری و رہائی: اس کے بعد ۳۲۷ھ میں جلیقہ پر جہاد کرنے کی غرض سے جنگ خندق میں شریک ہوا۔ اس جنگ میں خلیفہ ناصر کو شکست ہوئی مسلمانوں کو نقصان اٹھانا پڑا' محمد بن ہاشم تجیبی کفار کے ہاتھ گرفتار ہو گیا خلیفہ ناصر نے اس کی رہائی میں بڑی جدوجہد کی' دو برس تین ماہ بعد قید فرنگ سے اس نے نجات پائی۔ اس غیر متوقع حادثہ سے ناصر نے بذاتہ جہاد میں شرکت ترک کر دی۔ لیکن فوجیں اور لشکر بھیجتا رہا۔

باغیان ماردہ کا انجام: ۳۴۳ھ میں ایک باغی نے اطراف ماردہ میں علم بغاوت بلند کیا شاہی لشکر اس کی گوشمالی پر مائل ہوا اور اس باغی کو اس کے ہمراہیوں کے ساتھ گرفتار کر لایا قرطبہ پہنچتے ہی تمام باغیان ماردہ مثلہ قتل کر ڈالے گئے۔

امارت طلیطلہ: ابن حیان تحریر کرتا ہے کہ ویرنیقوش جبار نے جو کہ رومہ کا سپہ سالار تھا طلیطلہ کو آباد کیا تھا اور اسے رومہ کا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستقر حکومت بنانا چاہتا تھا۔ چند روز بعد نجدانیہ میں سے برباط نے یہاں پر بغاوت کی اور اس پر قابض ہو گیا۔ سپہ سالاران رومہ اس کے محاصرہ اور جنگ کے لئے برابر آتے رہے' مگر کسی کو کامیابی نہ ہوئی اس اثناء میں برباط کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص نے برباط پر حملہ کر دیا اور پہلے ہی حملہ میں قتل کر کے اس مقام پر قبضہ کر لیا۔ زیادہ زمانہ نہ گزرنے پایا تھا کہ یہ بھی مار ڈالا گیا۔ اس کے مارے جانے سے اس کی عنان حکومت پھر رومہ کے سپہ سالار کے قبضہ اقتدار میں چلی گئی۔ اس کے بعد یہاں کے رہنے والوں نے بغاوت کی اور اپنے میں سے ایک شخص انیش نامی کو اپنا امیر بنایا لیکن یہ بھی مار ڈالا گیا اور اس کی حکومت پر پھر رومہ کے سپہ سالار قابض ہو گئے' سب سے پہلے جس نے اس کی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی وہ شنتیلہ تھا رفتہ رفتہ اہل اندلس بھی اس کے مطیع ہو گئے اس وقت اس نے ملوک رومہ سے قطع تعلق کر لیا' ان پر فوج کشی کی' رومہ کا محاصرہ کیا اور رومہ کے بہت سے شہروں کو فتح کر کے طلیطلہ کی جانب واپس ہوا۔ بشکنس نے اس سے بغاوت کی۔ اس نے زور تیغ سے بشکنس کو بھی دبا لیا اور نہایت بے رحمی سے انہیں تہ تیغ کیا وہ لوگ بھاگ کر پہاڑوں میں جا چھپے۔ اس کے بعد شنتیلہ اپنی حکومت کے نو سال بعد مر گیا۔ اس کی جگہ قوط (گاتھ) بربسیلہ چھ سال تک حکمرانی کرتا رہا۔ اس نے کوئی نمایاں کام نہیں کیا۔

اہل طلیطلہ کی بغاوتیں: اس کے بعد انہی میں سے خندس نامی ایک شخص حکمران ہوا۔ اس نے افریقہ پر فوج کشی کی تھی۔ خندس کے بعد قنبان تخت حکومت پر متمکن ہوا اس نے متعدد گرجا تعمیر کرائے۔ اسے نبی کریم صلعم کے مبعوث ہونے کی خبر پہنچی تھی۔ بلیسان جو کہ قوم لوط کا ایک معزز و محترم فرد تھا اس سے کہتا تھا کہ میں نے مطربوس عالم کی کتاب میں بروایت دانیال نبی یہ لکھا ہوا دیکھا ہے کہ پیروان نبی (جس کے مبعوث ہونے کی خبر پہنچی ہے) اندلس پر ایک روز قابض ہو جائیں گے۔ تھوڑے دن حکومت کر کے یہ بھی دنیا سے کوچ کر گیا۔ تب اس کی جگہ اس کا بیٹا[1] سولہ سال تک حکمران رہا یہ نہایت بد خلق اور ظالم تھا اس کے بعد لرزیق تخت نشین ہوا۔ غرض اس زمانہ سے طلیطلہ برابر فتنہ و فساد اور طرف داری کا مرکز بنا رہا۔ عبدالرحمٰن داخل بھی اس کے پیچھے سات سال تک حیران و پریشان رہا' ہشام' حکم اور عبدالرحمٰن اوسط کے عہد حکومت میں بھی یہاں بغاوت پھوٹی۔

خلیفہ ناصر کی طلیطلہ پر فوج کشی: حتیٰ کہ خلیفہ ناصر کا دور حکومت آیا اس نے اسے بزور و جبر اپنے علم و حکومت کا مطیع بنا لیا' فتح مارده' بطلیوس اور تسترین کے بعد ناصر نے اس پر فوج کشی کی' اس کا محاصرہ کر لیا' باغیان حکومت چاروں طرف سے اس کی حمایت کے لئے آئے' خلیفہ ناصر نے ان لوگوں کی معقول طور سے مدافعت کی اور ان پر غالب آیا۔ امیر ثعلبہ بن محمد بن عبدالوارث والیٔ طلیطلہ مجبور ہو کر مصالحت کی گفتگو اور امان کی درخواست دینے کے لئے دربار ناصر میں حاضر ہوا' خلیفہ ناصر نے امان دی اور تقصیروں کو عفو فرما کر مظفر و منصور صوبہ طلیطلہ میں داخل ہوا اور ایک سرے سے اسے چھان ڈالا حتیٰ کہ کوئی چپہ زمین بھی ایسا باقی نہ رہا کہ جس جگہ کو اس نے اپنے گھوڑے کے سموں سے نہ روندا ہو۔ اس وقت سے اہل طلیطلہ علم حکومت کے مطیع ہوئے اور بعد کو بھی مطیع رہے۔

خلیفہ ناصر اور سرحدی امراء: اندلس کی اندرونی بغاوتوں اور اس کے امراء کی خودسریوں کو دور کرنے کے بعد ناصر کو

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر جگہ خالی ہے۔ مترجم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرحد بربر بلاد مغرب کے سرکرنے کا خیال پیدا ہوا اس نے امراء کو جو کہ ملک سبتہ میں بنی عصام کے زیر حکومت تھا فتح کر لیا۔ بربر کے سرحدی امراء نے اسے قبضہ کرنے کی غرض سے طلبی کے خطوط لکھے۔ اتفاق سے ابراہیم بن محمد امیر بن ادریس کو اس کی اطلاع ہوگئی چنانچہ ابراہیم نے خلیفہ ناصر کے آنے سے پیشتر بڑھ کر سبتہ پر محاصرہ کر لیا۔ اس کے بعد اس سے اور ناصر سے قبضہ سبتہ کے معاملہ میں خط و کتابت شروع ہوئی۔ ابراہیم نے سبتہ میں ناصر کی حکومت تسلیم کی اور ناصر نے اپنی طرف سے اسے سبتہ کی سند حکومت عطا کی۔ اس کے دیکھا دیکھی ادارسہ سے ادریس بن ابراہیم والیٔ ارشلوک نے بھی نذرانے وتحائف بھیج کر خلیفہ ناصر سے سند حکومت حاصل کر لی' محمد بن خزر امیر مغرادہ اور موسیٰ بن ابی العافیہ امیر کناسہ نے بھی ادریس بن ابراہیم کی پیروی کی۔

ان دنوں مغرب کی زمام حکومت امیر مکناسہ کے قبضہ میں تھی المغرب الاوسط کے بلاد تنس و دہران سرشال اور بطحاء بھی اسی کے زیر حکومت تھے ان لوگوں نے بھی نذرانے اور تحائف خلیفہ ناصر کے دربار میں بھیجے خلیفہ ناصر نے اسے قبول کیا۔ ان لوگوں نے جائزے اور معقول صلے مرحمت کئے ان کی حکومتوں کی بنیاد کو مستحکم اور مضبوط کیا۔ اسی طرح ملوک ادارسہ کی ایک جماعت نے بھی خلیفہ ناصر کے دربار میں اسی قسم کا رسوخ پیدا کیا جن میں قاسم بن عبدالرحمٰن اور حسن بن عیسیٰ وغیرہ تھے والی فاس نے بھی بہت بڑا تحفہ ایوان خلافت ناصر میں بھیجا تھا۔ ناصر نے اسے بھی اپنی جانب سے سند حکومت عطا کی۔ الغرض جس وقت المغرب الاوسط الاقصیٰ میں خلیفہ ناصر کی حکومت کا یوں زور وشور ہوا تو عبیداللہ المہدی نے ایک بڑی فوج کے ساتھ اپنے نامور سپہ سالار ابن بصل گورنر تاہرت کو ۳۲۱ھ میں ملک مغرب سر کرنے کے لئے بھیجا موسیٰ بن ابی العافیہ نے ناصر کو اس واقعہ سے مطلع کر کے امداد کی درخواست کی' ناصر نے قاسم بن طملس کو افواج شاہی کا افسر بنا کر موسیٰ کی کمک پر متعین کیا اور جنگی کشتیوں کا بیڑہ بھی اس کے ہمراہ روانہ فرمایا قاسم کوچ وقیام کرتا ہوا سبتہ پہنچا یہاں پر یہ خبر سننے میں آئی کہ موسیٰ بن ابی العافیہ نے غنیم کی فوج کو شکست دے دی ہے۔ اس وجہ سے قاسم آگے نہ بڑھا' قرطبہ کی جانب لوٹ کھڑا ہوا جیسا کہ ان کے حالات میں مذکور ہے۔

احمد بن عبدہ اور اردن کی جنگ: اوائل چوتھی صدی ہجری میں قوم جلالقہ پر اردون بن رذمیر بن برمند بن قربولہ بن اوفونس بن بیطر حکمران ہوا اس نے ۳۰۲ھ میں بلاد اندبوسیہ کے سرحد جونی کی طرف ابتداء زمانہ حکومت خلیفہ ناصر میں پیش قدمی کی۔ اطراف ماردہ میں قتل وغارت گری کا بازار گرم کر دیا قلعہ حنش پر قابض ہوگیا۔ خلیفہ ناصر نے اپنے وزیر السلطنت احمد بن عبدہ کو افواج اسلامیہ کا افسر بنا کر اردون کے بلاد مقبوضہ کی طرف معاوضہ لینے کی غرض سے روانہ کیا۔ احمد نے نہایت دلیری ومردانگی سے اردون کے مقبوضات پر تاخت وتاراج کا ہاتھ بڑھایا۔ اس کے بعد دوبارہ ۳۰۵ھ میں اردون کے ملک پر پھر چڑھائی کی اس معرکہ میں چونکہ اس کا جام حیات لبریز ہو گیا تھا' شہید ہوگیا۔ تب خلیفہ ناصر نے اپنے آزاد غلام بدر کو اردون کے مقبوضات پر جہاد کے لئے مامور کیا بدر ہوشیاری اور مردانگی سے اس مہم کو انجام دے کر واپس ہوا۔

خلیفہ ناصر اور اردون کی جنگ: اس کے بعد خلیفہ ناصر بذاتہٖ ۳۰۸ھ میں جلیقہ کے ملک پر جہاد کرنے کی غرض سے چڑھ گیا' اردون نے سانجہ بن غرسیہ بادشاہ بشکنس والی بنلونہ سے امداد طلب کی۔ چنانچہ یہ سب مجموعی قوت سے مقابلہ پر آئے مگر ناصر کی مردانگی اور جرأت کے آگے ایک بھی نہ پیش گئی۔ سب کے سب بہت برے طور سے شکست کھا کر بھاگے خلیفہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناصر نے جی کھول کر ان کے شہروں اور مقبوضات کو تاراج اور پامال کیا' ان کے بہت سے قلعوں کو فتح کر لیا اور کئی قلعوں کو منہدم کرا دیا۔ اس کے بعد مقبوضات غرسیہ پر متواتر اور مسلسل جہاد کرتا رہا۔ حتیٰ کہ اوفونس نے وفات پائی اس کا بیٹا فرویلہ تخت آرائے حکومت ہوا۔

اوفونش بن اردون: ابن حیان تحریر کرتا ہے کہ جس وقت فرویلہ بن اردون رذمیر بادشاہ جلالقہ ۳۱۳ھ میں حکمراں ہوا' اس کا بھائی اوفونش بھی دعوے دار سلطنت ہوا اس کا بھائی شانجہ بھی اس جھگڑے میں شریک ہو گیا' غرسیہ کو موقع مل گیا۔ اس نے ان کے دارالحکومت پر قبضہ کر لیا اور اوفونش اپنے بردارزادہ کو مار کر نکال دیا[1] اور شانجہ کا داماد تھا۔ ان لوگوں میں باہم نفاق پیدا ہو جانے سے مجموعی قوت ختم ہو گئی۔ کچھ دن بعد پھر متفق الکلمہ ہوئے شانجہ کو حکومت و سلطنت کے بار سے سبک دوش کر کے شہریوں کو نکال دیا۔ شانجہ نے اندرونی جلیقہ میں جا کر پناہ لی۔ اس کا بھائی رذمیر بن اردون اس کے مقبوضات پر جن کی سرحد غربی جلیقہ میں قلنبر یہ تک تھی حکمران ہوا' اس واقعہ کے بعد ہی شانجہ مر گیا اس نے کوئی اولاد نہ چھوڑی۔ اب اوفونس مستقل طور پر حکمران ہو گیا تھا۔ اس کی حکومت کا سکہ رعایا کے دلوں پر بیٹھ گیا تھا۔ فوجیں آراستہ کر کے اپنے بھائی رذمیر پر چڑھائی کر دی' شہر سینٹ یاذکش پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد اوفونش پر اس کی قوم ترک رہبانیت کی (درویشی) کی وجہ سے نفرین کرنے لگی اوفونش نے مجبور ہو کر رہبانیت اختیار کر لی۔ اس کے بعد دوبارہ ترک رہبانیت کر کے شہریون پر قابض ہو گیا۔ ان دنوں اس کا بھائی رذمیر بسمورہ کی طرف جنگ کرنے گیا ہوا تھا۔ یہ خبر پا کر واپس آیا اور اوفونش پر لیون میں محاصرہ کیا۔ حتیٰ کہ بزور تیغ ۳۲۰ھ میں لیون کو فتح کر کے اوفونش کو جیل میں ڈال دیا۔ اس کے بعد اسے اپنے باپ کی اولاد کی طرف سے مخالفت اور دعوے داری حکومت کا خطرہ پیدا ہوا۔ ایک جماعت کو گرفتار کرا کے ان کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں۔

ملکہ بشکنس کی سرکشی و اطاعت: غرسیہ بن شانجہ بادشاہ بشکنس کے مرنے پر اس کی بہن طوطہ تخت حکومت پر متمکن ہوئی ۳۲۵ھ میں ملکہ طوطہ نے بدعہدی کی' خلیفہ ناصر نے یہ خبر پا کر اس پر فوج کشی کر دی اطراف بنبلونہ کو خوب خوب پامال کیا اور کئی بار اس پر حملہ آور ہوا انہیں غزوات کے اثناء میں محمد بن ہشام نے سرقسطہ میں علم بغاوت بلند کیا مگر محاصرہ و جنگ سے گھبرا کر سر اطاعت جھکا دیا۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ ایسا ہی امیہ بن اسحاق نے مقام تستر ین میں سر اٹھایا تھا۔

محمد بن ہشام کی سرکشی: محمد بن ہشام کی بغاوت و سرکشی کا واقعہ یہ ہے کہ ۳۲۲ھ میں خلیفہ ناصر نے دشمہ پر چڑھائی کی' محمد بن ہشام کو سرقسطہ سے اس مہم میں شریک ہونے کے لئے بلا بھیجا۔ محمد بن ہشام نے اس حکم کی تعمیل نہ کی۔ اس پر خلیفہ ناصر کو طیش آ گیا' لوٹ کر سرقسطہ کی طرف آیا اور محمد بن ہشام کے مقبوضہ قلعوں کو بزور تیغ فتح کر لیا اس کے بھائی یحییٰ کو قلعہ روطہ سے گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد بنبلونہ کی جانب کوچ کیا۔ ملکہ طوطہ بنت انشیر نے نذرانہ اطاعت پیش کر کے اسے اپنا حاکم بالادست تسلیم کر لیا اور اپنے بیٹے غرسیہ بن شانجہ کو حکومت بنبلونہ پر مامور کیا۔

خلیفہ ناصر اور رذمیر کی جنگ: خلیفہ ناصر نے ملکہ طوطہ کے مقبوضات سے اعراض کر کے التبہ اور اس کے مضافات کی

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ مترجم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف قدم بڑھایا۔ چنانچہ اس سرزمین کو بھی خاطر خواہ پامال کیا' متعدد قلعوں کو مسمار اور منہدم کر دیا بعد میں جلیقہ نے پھر پیش قدمی شروع کی۔ اس وقت رذمیر بن اردون اس پر حکمرانی کر رہا تھا۔ رذمیر نے اس پیش قدمی میں اپنے ساتھ دشمنہ کو شریک کر لیا تھا۔ خلیفہ ناصر کو اس کی خبر لگ گئی۔ قلعہ برجمث پر پہنچ کر ان دونوں کا محاصرہ کر لیا۔ آخر کار رذمیر کو شکست ہوئی اور بہزار خرابی اپنی جان بچا کر بھاگا۔ خلیفہ ناصر نے اس قلعہ کو اور اس کے علاوہ اور بہت سے قلعوں کو ویران اور خراب کر ڈالا۔ رذمیر اور خلیفہ ناصر سے متعدد لڑائیاں ہوئیں ان لڑائیوں میں کامیابی کا سہرا خلیفہ ناصر ہی کے سر رہا ان پیہم کامیابیوں کے بعد خلیفہ ناصر بہ نفسہٖ جنگ خندق میں شریک ہوا اور اس لڑائی کے بعد پھر اور کسی جنگ پر بذاتہٖ نہیں گیا۔ لشکر ہمیشہ بھیجتا تھا۔ اس کے رعب و داب کا سکہ عیسائی بادشاہوں کے دلوں پر بیٹھا ہوا تھا۔

قسطنطین بن الیون کی سفارت: ۳۳۶ھ میں قسطنطین بن الیون بن مثل بادشاہ قسطنطنیہ نے اظہار محبت و نیازمندی کی غرض سے سفیر بھیجا اور ان کی معرفت نذرانے اور تحائف روانہ کئے۔ خلیفہ ناصر نے دربار عام میں اس سفارت کے پیش کئے جانے کا حکم دیا۔ تمام افسران فوجی اور ملکی کے نام فرامین جاری کرا دیئے کہ دربار عام میں مناسب ساز و سامان اور آلات حرب سے مسلح ہو کر آئیں قصر خلافت شاہانہ شان و شوکت سے آراستہ کیا گیا۔ دروازوں اور محرابوں پر عمدہ عمدہ پردے لٹکائے گئے۔ وسط میں تخت خلافت بچھایا گیا' جس پر بہت سے آب دار ہیرے اور جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ تخت شاہی کے اردگرد شاہزادے' خلافت مآب کے بھائی' اعمام (چچا) رشتہ دار' وزراء اور خدام اعلیٰ قدر مراتب و درجات کھڑے ہوئے بادشاہ قسطنطنیہ کے سفیر دربار میں داخل ہوئے تو دربار کی شان اور خلافت مآب کی جبروت و سطوت سے حیرت زدہ ہو گئے مگر پھر ذرا سنبھلے اور شاہی تخت کے قریب جا کر اپنے بادشاہ قسطنطین کا پیام پہنچایا۔ خط پیش کیا۔ خلیفہ ناصر نے حاضرین جلسہ کو اشارہ کیا کہ اس جلسہ میں حسب موقع و مناسب خطبہ (اسپیچ) دیا جائے جس میں اسلام و خلافت اسلامیہ کی عظمت بیان کی جائے اور ملت اسلامیہ کے اعزاز دشمنان دین کی ذلت و خواری پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا جائے۔

منذر بن سعید بلوطی: چنانچہ حاضرین جلسہ جس میں بڑے بڑے نامی خطیب (اسپیکر) حاضر تھے۔ تعمیل حکم پر تیار ہوئے لیکن جلسہ کے رعب (یا سلطان کی سطوت) سے اپنے پورے مافی الضمیر کو ادا نہ کر سکے۔ دو چار فقرے یا چند کلمے کہنے پائے تھے کہ زبان میں لکنت اور پاؤں میں لغزش پیدا ہو گئی۔ لڑکھڑا کر زمین پر گر پڑے۔ انہی لوگوں میں ابوعلی القالی وافد عراق تھا جو کہ حکم ولی عہد کے حاشیہ نشینوں اور مصاحبوں میں سے تھا۔ اس خدمت کے انجام دینے کو فخریہ کھڑا ہوا۔ جب تمام خطیبوں کو جو کہ مشہور اسپیکر اور پہلے سے اس خدمت کے انجام دینے کو آمادہ ہو رہے تھے۔ اس حکم کی تعمیل میں ناکامی ہوئی تو منذر بن سعید بلوطی نامی ایک شخص جو پہلے سے اس خدمت کے لئے تیار بھی نہ ہوا تھا اور نہ اس نے اس سے پہلے ایسی شان و شوکت کی محفل دیکھی تھی۔ اٹھا اور نہایت متانت و سنجیدگی سے حسب حال و موقع تقریر کی اور اس خدمت کو پورے طور سے انجام دیا۔ ختم تقریر پر فی البدیہہ چند اشعار بھی پڑھے جس سے حاضرین جلسہ اس کی ظاہری حالت سے بے حد متعجب ہوئے اور اسے اس خدمت کی بجا آوری کا فخر و مباہات حاصل ہوا۔ خلیفہ ناصر نے اس کی برجستہ تقریر اور فصاحت و بلاغت پر متحیر اور خوش ہو کر قاضی القضاۃ کا معزز عہدہ پیش کیا۔ اس واقعہ سے منذر عزت اور سربرآوردگی میں مشہور ہوا۔ اس کے حالات مشہور ہیں اور ان کا خطبہ بھی جو اس جلسہ میں اس نے دیا تھا ابن حیان کی تصانیف میں مذکور ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلیفہ ناصر کی جوابی سفارت: ان سفیروں کی واپسی پر خلیفہ ناصر نے بھی ہشام بن کلیب جاثلیق کو مراسم اتحاد مضبوط اور رشتہ مستحکم کرنے کی غرض سے کچھ نذرانے اور تحائف دے کر قسطنطنیہ بھیجا دو برس بعد ہشام قسطنطنیہ سے اندلس واپس آیا بادشاہ قسطنطنیہ نے پھر اس کے ساتھ اپنے سفیر بھیجے۔ اس کے بعد ہوتو بادشاہ صقالیہ' بادشاہ جرمن' افور بادشاہ فرانس جو کہ سبرت کے اس طرف تھا اور کلدہ بادشاہ فرانس اقصائے مشرق کے ایلچی آئے خلیفہ ناصر نے ان لوگوں سے ملاقات کی اور بادشاہ صقالیہ کے سفیروں کے ساتھ ربیع اسقف کو روانہ کیا دو برس بعد وہ واپس آیا۔

خلیفہ ناصر کی اردون سے مصالحت: ۳۴۴ھ میں اردون بن رذمیر کا سفیر آیا۔ یہ رذمیر وہی ہے جس نے اپنے بھائی ارفونس کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادیں تھیں جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اردون کا سفیر مصالحت اور مراسم اتحاد قائم کرنے کا پیام لایا تھا۔ خلیفہ ناصر نے مصالحت کر لی اور دوستانہ مراسم قائم رکھنا کا عہد نامہ لکھ دیا۔ پھر ۳۴۵ھ میں اردون نے اس صلح نامہ میں فرولند بن عبدشلب سردار قشتیلیہ کو داخل کرنے کی درخواست پیش کی۔ خلیفہ ناصر نے اس درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت فرما کر فرولند کو بھی عہد نامہ میں شامل کرنے کی اردون کو اجازت دی' غرسیہ بن شانجہ اپنے باپ شانجہ بن فرویلہ کے بعد جلیقہ پر قبضہ حاصل کر لیا تھا۔ کچھ روز بعد اہل جلیقہ اس سے باغی و منحرف ہو گئے۔

خلیفہ ناصر اور فرولند: فرولند سردار قشتیلیہ مذکور کو موقع مل گیا اس نے جلیقہ کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور اردون بن رذمیر کی جانب مائل ہو گیا۔ غرسیہ بن شانجہ ملکہ طوطہ بنت انثیر والیہ بشکنس کا پوتا تھا۔ اسے اپنے پوتے غرسیہ کی تباہی و بربادی سے رنج و ملال ہوا' سامان سفر درست کر کے وفد کے بطور ۳۴۷ھ میں خلیفہ ناصر کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اپنی اور اپنے بیٹے شانجہ بن رذمیر کی مصالحت اور اپنے پوتے غرسیہ کی اعانت کی درخواست پیش کی۔ ملکہ طوطہ کے ساتھ شانجہ اور غرسیہ بھی آئے ہوئے تھے۔ خلیفہ ناصر نے ان لوگوں سے بعزت و احترام سے پیش آیا' ان کی درخواست کے مطابق ملکہ طوطہ اور شانجہ کے ساتھ مصالحت کر لی' صلح نامہ کی تکمیل کرادی' غرسیہ بادشاہ جلیقہ کے ہمراہ فوجیں روانہ کیں عساکر اسلامیہ نے غرسیہ کو جلیقہ کا دوبارہ بادشاہ بنایا۔ چنانچہ جلیقہ نے اردون کی اطاعت سے منحرف ہو جانے کا اعلان کر دیا۔ غرسیہ نے خلیفہ ناصر کی خدمت میں شکریہ کا خط روانہ کیا اور نیز قرب و جوار کے لوگوں کو خلیفہ ناصر کی امداد و اعانت اور فرولند سردار قشتیلیہ کی بدعہدی اور چیرہ دستی سے مطلع کیا اس سے لوگوں کو فرولند کی طرف سے نفرت پیدا ہو گئی۔ اس زمانہ سے خلیفہ ناصر مرتے دم تک غرسیہ کی ہمدردی اور اعانت میں مصروف رہا۔

ملوک برشلونہ و طرکونہ کی مصالحت: جن دنوں کلدہ بادشاہ فرانس مشرقی کا سفیر آیا تھا اسی زمانہ میں بادشاہ برشلونہ اور طرکونہ کے سفیر بھی مصالحت و اتحاد قائم کرنے کی غرض سے آئے ہوئے تھے خلیفہ ناصر نے ان کی درخواست کے مطابق ان لوگوں سے بھی مصالحت کر لی اس کے بعد رومہ کا سفیر اظہار محبت اور رسم دوستی جاری رکھنے کے لئے حاضر ہوا خلیفہ ناصر نے اس سے بھی مراسم و اتحاد جاری رکھنے کا عہد کر لیا۔

عبداللہ بن خلیفہ ناصر کی سازش و قتل: خلیفہ ناصر نے اپنے بیٹے حکم کو اپنا ولی عہد بنایا تھا اور اپنے تمام لڑکوں پر اسے فضیلت دے رکھی تھی۔ کاروبار سلطنت میں بھی اسے دخیل کر لیا تھا۔ اکثر امور سلطنت کا انتظام اس کے سپرد تھا اگرچہ حکم کا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھائی عبداللہ عقل وفراست میں حکم سے کم نہ تھا۔ لیکن باپ کا منظور نظر نہ تھا۔ یہ امر عبداللہ کو پسند خاطر نہ تھا۔ موقع کا منتظر تھا۔ بالآخر اس دلی رنجش نے باپ کی مخالفت کرنے پر اُبھار دیا۔ اس نے ان اراکین حکومت کو بھی اس مخالفت میں شریک کرنا چاہا جن کے دل پہلے سے اس مرض میں مبتلا ہو چکے تھے ان لوگوں نے نہایت خوشی سے عبداللہ کی درخواست کے منظور ومقبول کیا۔ انہی لوگوں میں سے یاسر فتی وغیرہ تھے۔ شدہ شدہ اس کی خبر خلیفہ ناصر تک پہنچی خلیفہ ناصر نے تفتیش شروع کی تھوڑی ہی کوشش سے اصلی واقعہ کا انکشاف ہو گیا۔ فوراً اپنے بیٹے عبداللہ اور یاسر فتی کو ان تمام اراکین دولت کے ساتھ جو اس سازش وفتنہ پردازی میں شریک تھے گرفتار کر لیا اور ۳۳۹ھ میں ان سب اجل رسیدوں کے قتل کا حکم صادر فرمایا۔

تعمیرات: جس وقت خلیفہ ناصر کی حکومت اور سلطنت اندرونی اور بیرونی خدشات اور خطرات سے محفوظ ہو گئی اور معقول طور سے اس کی امارت وحکمرانی کو استقلال واستحکام حاصل ہو گیا۔ اس وقت خلیفہ ناصر نے تعمیرات کی طرف توجہ فرمائی۔ خلیفہ ناصر کے دادا امیر محمد اور اس کے باپ عبدالرحمٰن اوسط اور اس کے دادا حکم نے یکے بعد دیگرے اپنے اپنے محل سرا صرف کثیر سے نہایت اعلیٰ درجہ کے بنوائے تھے۔ ان میں سے قصر الزہرا بھوا الکامل اور قصر سنیف بھی تھے۔ جب عبدالرحمٰن ناصر کا دور حکومت آیا تو اس نے بھی قصر الزام کے پہلو میں محل سرا تعمیر کرایا اور اس کا نام ''دار الروضہ'' رکھا پہاڑ سے اس شاہی محل میں نل کے ذریعہ پانی لایا۔ مختلف ملکوں اور سرزمینوں سے بڑے بڑے مہندسوں اور انجینئروں کو طلب کیا۔

چنانچہ وہ لوگ دور دراز ملکوں سے قرطبہ میں آئے حتیٰ کہ بغداد اور قسطنطنیہ کے مشہور مشہور کاریگروں نے زحمت سفر گوارا کر کے قرطبہ میں قیام اختیار کیا محل سراؤں کی تعمیر کے بعد حمام کی تعمیر کی جانب متوجہ ہوا۔ محل سراؤں کے باہر مینار نما عور حمام تعمیر کرایا اور پہاڑ کی بلند چوٹی سے پانی لایا۔ دونوں کے درمیان فاصلہ کافی سے زیادہ تھا۔ اس کے بعد مدینۃ الزاہراء کا بنیادی پتھر رکھا اور اس کی تکمیل وتعمیر کے بعد اسے اپنا دار الحکومت اور مرکز سلطنت قرار دیا اس شہر میں بھی بڑی بڑی عمارتیں' عمدہ عمدہ محل سرائیں اور باغات جو اس سے قبل کی تعمیرات سے اعلیٰ درجہ کے تھے تعمیر کرائے ان باغات میں جانوروں کے رہنے کے لئے جال دار مکانات اور سائبان اس قدر وسیع بنوائے کہ ہر جانور اس کی فضا کو کود پھاند کر سکتا اور طبعی طور سے رہ سکتا تھا۔ اس شہر میں ''دار الضاعۃ'' آلات حرب اور زیورات کے بنانے کا بھی بڑا کارخانہ جاری کیا صحن جامع قرطبہ میں بہت بڑا شامیانہ لوگوں کو تمازت آفتاب سے بچنے کے لئے بنوا کر نصب کرایا۔

خلیفہ ناصر کی وفات: خلیفہ ناصر نے جس کی ذات سے اسلام کی شان' دین کی شوکت از سر نو قائم ہوئی تھی ایسی شان دار السلطنت چھوڑ کر ۳۵۰ھ میں سفر آخرت اختیار کیا۔

خلیفہ ناصرؒ کے چار قاضی تھے مسلم بن عبدالعزیز' احمد بن تقی بن مخلد' محمد بن عبداللہ ابو عیسیٰ اور منذر بن سعید بلوطی۔

ؒ خلیفہ عبدالرحمٰن مقلب بہ الناصر لدین اللہ اموی ان تاج داروں میں تھا جس کے رعب داب کا سکہ تمام عالم میں چل رہا تھا۔ تخت نشینی کے وقت اس کی عمر اکیس سال کی تھی۔ زمانہ ایسا نازک تھا کہ تمام ممالک ہسپانیہ میں فتنہ وفساد کی گرم بازاری تھی افق سیاست آئے دن کی بغاوتوں اور سرحدی عیسائی امراء کے حملوں سے گرد آلود ہو رہا تھا عبدالرحمٰن ناصر نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لینے کے بعد پہلے باغی صوبوں پر حملہ کیا اور انہیں بزور تیغ اپنا مطیع کیا۔ اس کے بعد سرحدی عیسائی ممالک پر جہاد کرنے میں مصروف ہوا۔ نوجوان بادشاہ اندلس اکثر لڑائیوں میں سپہ سالار میدان جنگ کی حیثیت سے اپنے لشکر کے ہمراہ جاتا تھا۔ اس سے لشکریوں کے جوش دل کی عجیب کیفیت ہو جاتی تھی اور ہر سپاہی ایسے امیر لشکر کے جلو میں سرفروشی اور [illegible]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

..... ہے اور بازی کو اپنی سعادت سمجھتا تھا۔

پورے ستائیس سال کی جان توڑ کوششوں اور جانکاہ محنتوں سے عبدالرحمٰن ناصر نے اندلس کو اندرونی رقیبوں اور بیرونی حریفوں کی نظروں سے بچا کر ایک شائستہ اور محفوظ حکومت قائم کی اس زمانہ میں جب کہ اسے صحیح طور پر یہ خبر پہنچی کہ مختلف مقامی گورنروں کی خودمختاری اور اراکین سلطنت کی خودسریوں سے خلیفہ بغداد کا اقتدار ایوان خلافت کی چار دیواری کے اندر محدود ہو گیا ہے' افریقہ میں بربریوں جے نونہاد خاندانی حکومت کے علوی حکمراں نے اپنے کو امیر المؤمنین کہلانا شروع کر دیا ہے' نیز مونس مظفر نے اپنے آقائے نام دار خلیفہ مقتدر کو قتل کر ڈالا۔ تب عبدالرحمٰن نے اپنے موروثی لقب کو بلا تکلف اختیار کر لیا اور خلیفہ عبدالرحمٰن ثالث الناصر الدین اللہ کے مبارک لقب سے مخاطب ہوا اور حق یہ ہے کہ عبدالرحمٰن نے جیسا لقب اختیار کیا تھا ویسا ہی اسے بنایا۔

قرطبہ اس کے زمانہ میں دلہن کی طرح آراستہ تھا۔ مدبرانہ نظم ونسق اور شائستہ قوانین جاری تھے دنیا کے علوم اور فنون کا یہ مرکز بنا ہوا تھا۔ طلباء دور دراز ملکوں سے تحصیل علم کے لئے یہاں آتے تھے عروض الٰہیات قانون' فلسفہ' طب' تجارت اور طبیعات غرض ہر شاخ علم کی تعلیم یہاں ہوتی تھی۔ ہر فن کے یگانہ روزگار یہاں موجود تھے۔ کاملین جنگ اور واقفین فنون جنگ کا بھی یہی ونگل تھا۔ ارباب قلم اور اصحاب شمشیر یہاں کے قیام کو باعث ناموری وفخر تصور کرتے تھے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ اندلس کو اس وقت اور بلاد یورپ سے وہی نسبت تھی جو کہ دلہن کو معمولی مستورات سے ہوتی ہے اور قرطبہ کو اندلس سے وہی مناسبت تھی جو سر کو جسم سے یا قلب کو اعضاء بدنیہ سے ہوتی ہے۔ شہر قرطبہ کی لمبائی میں مختلف بیانات ہیں مگر اکثر کا اتفاق اس پر ہے کہ دس میل سے کسی طرح کم نہ تھی جو اس زمانہ میں لندن کی لمبائی ہے۔

خلیفہ کے رعب وداب کی یہ کیفیت تھی کہ عیسائی سلاطین اپنے جھگڑوں اور نزاعوں کے فیصلہ کرانے کے لئے خلیفہ ناصر کے دربار میں آتے تھے۔ قسطنطنیہ' فرانس' جرمنی اور اطالیہ کے بادشاہ مراسم اتحاد قائم کرنے اور باہم مصالحت رکھنے کی درخواست پیش کرنے کی غرض سے سفیر بھیجتے تھے۔ اس زمانہ میں کسی ملک کا ایسا کوئی خطہ نہ تھا جہاں پر خلیفہ ناصر کی سطوت وجبروت اپنی خوفناک شکل نہ دکھلا دی رہی ہو۔ خلیفہ ناصر کی عقل ودانش اور دولت و عظمت کا شہرہ تمام براعظم یورپ اور افریقہ میں عام ہو رہا تھا۔ ابن حیان تحریر کرتا ہے کہ جس وقت سفیران قسطنطنیہ تحائف ونذرانے لئے ہوئے سرزمین اندلس میں وارد ہوئے تو خلیفہ ناصر نے سرحد پر اور نیز سفر میں مہمان داری کی غرض سے یحییٰ بن محمد بن لیث کو روانہ کیا۔ پھر جب سفراء مذکور محلات قرطبہ کے قریب پہنچے تو سپہ سالاران لشکر نے یکے بعد دیگرے سفیروں سے ملاقات کی۔ اس کے بعد خواجہ سراؤں کے سردار یا سر اور تمام جو محلات شاہی کے داروغہ اور خلیفہ ناصر کے جلیس خلوت تھے ملے اور نہایت عزت احترام سے ولی عہد حکم کے ایوان خاص میں جو کہ شہر پناہ قرطبہ کے قریب تھا ٹھہرایا خواص وعوام کی آمد ورفت کی ممانعت کر دی گئی اور ان سفیروں کی حجابت پر منتخب ۶ آزاد غلام مقرر کئے' خلیفہ ناصر نے ان سفیروں کے ملنے اور کاغذات سفارت پیش کئے جانے کے لئے گیارہویں ربیع الاول ۳۳۸ھ اور بقول مؤرخ علامہ ابن خلدون ۳۳۶ھ (مطابق ۹۴۹ء) یوم شنبہ مقرر کیا۔ قصر قرطبہ محل سرا داہر شاہی شان وشوکت سے آراستہ کیا گیا وسط میں ایک جڑاؤ تخت بچھایا گیا۔ تخت کے دائیں بائیں جانب پہلے خلیفہ ناصر کے بیٹوں کی کرسیاں رکھی گئیں سب سے پہلے ولی عہد سلطنت حکم کی بعدہ عبداللہ کی پھر عبدالعزیز ابوالاصبغ پھر مروان کی کرسیاں رکھی گئیں بائیں جانب منذر' عبدالجبار اور سلیمان کی کرسیاں حسب ترتیب بچھائی گئیں۔ عبدالملک بن خلیفہ ناصر علالت کی وجہ سے شریک دربار نہیں ہوا۔ ان شاہزادوں کے بعد وزراء حسب مراتب دائیں بائیں حاضر تھے۔ تمام محل میں حجاب (لارڈ چیمبرلین) اس کے بعد وزراء کے لڑکے خدام اور وکلاء صف بصف استادہ ہوئے تمام محل میں اندر سے صحن تک قیمتی قیمتی قالینوں اور اعلیٰ درجہ کے فروش کا فرش تھا۔ دروازوں اور محرابوں پر ریشمی زردوزی کے پردے لٹکائے گئے۔ سفرائے قسطنطنیہ جس وقت اس شاہانہ دربار میں حاضر ہوئے دربار کی آراستگی دیکھ کر دنگ ہو گئے اور سب سے زیادہ حیرت تو ان پر خلیفہ ناصر کی سطوت وجبروت سے چھا گئی۔ جوں توں تخت شاہی کے قریب پہنچ کر اپنے بادشاہ قسطنطین بن لیوا والی قسطنطنیہ کا خریطہ پیش کیا۔ غلاف آسمانی رنگ کا تھا۔ جس پر سنہرے حرفوں سے بخط افریقی (یونانی) لکھا ہوا تھا۔ غلاف کے اندر ایک صندوقچہ تھا اور یہ بھی رنگین تھا نقرئی حرف سے بخط اغریقی تحریر تھا صندوقچہ پر سونے کی مہر لگی ہوئی تھی جس کا وزن چار مثقال تھا مہر کے ایک رخ میں مسیح کی صورت تھی دوسری جانب خود بادشاہ قسطنطنیہ کی تصویر اس کے بیٹے کے ساتھ منقوش تھی اس صندوقہ کے اندر دوسرا چھوٹا صندوقچہ تھا یہ صندوقچہ شیشہ کا تھا۔ طلائی ونقرئی مینا کاری کام اس پر بنا تھا اس صندوقچہ کے اندر ایک ریشمی .....

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لفافہ تھا جس کے اندر خط رکھا ہوا تھا۔ عنوان خط کے ایک سطر میں قسطنطین وردمانس مؤمنین مسیح بادشاہ عظیم سلطنت دوم لکھا ہوا تھا اور دوسری سطر میں بزرگ قابل تعظیم مفتخر دشریف النسب عبدالرحمٰن خلیفہ وحاکم عرب در ملک اندلس اللہ تعالیٰ ان کی بقا کو دراز کرے مکتوب تھا۔

خلیفہ عبدالرحمٰن نے خط سن کر اشارہ کیا کہ خطباء اسپیکر یا لکچرار اور شعراء حسب موقع مناسب اسپیچ دیں اور قصائد پڑھیں ولی عہد حکم نے فقیہ محمد بن عبدالبر کشتیانی کو اس خدمت کے انجام دینے کو حکم دیا اگرچہ اسے اپنی قادرالکلامی کا بہت کچھ دعویٰ تھا اور فی البدیہ خطبہ دینے پر بہ نسبت اوروں کے بے حد مشاق تھا مگر دربار کی شان وشوکت اور خلیفہ ناصر کی سطوت وجبروت سے کھڑے ہوتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ تب ابوعلی بغدادی اسماعیل بن قاسم قالی مولف امانی ونوادر کھڑا ہوا یہ خلیفہ کے یہاں بطور وفد عراق سے آیا ہوا تھا اور ولی عہد سلطنت کا منظور ومقبول تھا۔ حمد ونعت کے بعد یہ بھی خاموش ہو رہا صورت سے معلوم ہوتا تھا کہ کسی فکر واندیشہ میں مستغرق ہے ابن حیان وغیرہ نے ایسا ہی ذکر کیا ہے۔ مؤرخ علامہ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ دینے کے لئے ابوعلی القالی کو پہلے سے اس خدمت پر مامور کا گیا تھا۔ مطمح میں لکھا ہوا ہے کہ جس وقت ابوعلی حمد ونعت پڑھ کر خاموش کھڑا ہو گیا۔ منذر بن سعید بلوطی جو زمرہ فقہا میں حاضر دربار تھا خود بخود اٹھ کھڑا ہوا اور ایسی تقریر شروع کی جو ابوعلی کے کلام سے چسپاں ہو گئی سامعین کو یہ معلوم نہ ہوا کہ حمد ونعت کس اور کی ہے اور تقریر کسی اور کی۔ خطبہ اور اشعار جو منذر نے اس موقع پر پڑھے تھے۔ کتاب نفح الطیب جز اول صفحہ ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۱ میں موجود ہیں فمن شاء الاطلاع علیھا فلیرجع الیہ

مؤرخوں نے لکھا ہے کہ خلیفہ ناصر کے عہد حکومت میں دو کروڑ چون لاکھ اسی ہزار دینار (ایک دینار تقریباً نو روپیہ کا ہوتا ہے) اندلس کا خراج تھا۔ بازار اور گزروں کی آمدنی سات لاکھ پینسٹھ ہزار دینار تھی۔ باقی رہے اغماس غنائم (مال غنیمت کا پانچواں حصہ) یہ خارج از شمار تھے۔ اس کا حصہ کسی دفتر سے نہیں ہو سکتا خلیفہ ناصر اس خراج کو تین حصوں میں تقسیم کرتا تھا ایک ثلث آراستگی فوج اور درستی سامان جنگ پر صرف کرتا تھا اور ایک ثلث کو تعمیرات میں لگاتا تھا باقی رہا تیسرا ثلث وہ بیت المال میں جمع کیا جاتا تھا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ بعد وفات خلیفہ ناصر کاغذات میں سے ایک قلمی یادداشت بخط خاص خلیفہ ناصر نکلی جس میں مرحوم خلیفہ نے وہ دن بکمال احتیاط سے لکھے تھے جو اس کے پچاس سالہ حکومت میں افکار سے خالی تھے۔ شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ اس طویل اور دراز زمانہ میں اسے ایسے دن صرف (۳) نصیب ہوئے۔

وفات کے وقت اس کی عمر تہتر برس کی تھی۔ چہرہ کا رنگ سفید چمک دار، حسین اور عظیم الجثہ تھا۔ پنڈلیاں چھوٹی اور پتلی۔ پیٹھ لمبی تھی۔ اہل اندلس کا بیان ہے کہ یہ پہلا خلیفہ ہے جو اپنے دادا کے بعد تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا۔ ام ولد جانہ کے بطن سے تھا جن لوگوں نے امیر المؤمنین کا خطاب اختیار کیا۔ ان میں سے کسی نے اس کے زمانہ حکومت کے برابر باستثناء مستنصر علوی والی مصر کے خلافت نہیں کی۔ وفات کے وقت اس کے گیارہ لڑکے موجود تھے ماہ رمضان المبارک ۳۵۰ھ میں وفات پائی افسوس ہے کہ اس کے جانشین پھر ایسی قابلیت سے نہ ہو سکے۔ مترجم ملخص از کتاب نفح الطیب جلد اول صفحہ ۲۲۷ لغایۃ ۲۴۷ وکامل ابن اثیر جلد ۱۷ وتاریخ اسپین انگریزی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۳۱

الحکم (ثانی) المستنصر باللہ ۳۵۰ھ تا ۳۶۶ھ

تخت نشینی: خلیفہ ناصر کی وفات پر حکم ملقب بہ المستنصر باللہ تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ عہدۂ حجابت (لارڈ چیمبرلین) جعفر مصحفی کو مرحمت فرمایا۔ اس نے مستنصر کو جس دن اس نے تخت حکومت پر قدم رکھا تھا ایک تحفہ پیش کیا جس میں طرح طرح کی قیمتی قیمتی اشیاء تھیں جسے ابن حیان نے مقتبس میں تحریر کیا ہے۔ وہو ہذا۔

''ایک سو فرانسیسی غلام عمدہ نسل کے گھوڑوں پر سوار تلواروں' نیزوں' زرہوں' ڈھالوں' ہندی خودوں سے آراستہ پیراستہ' تین سو بیس مختلف اقسام کی زرہ' تین سو خود ایک سو ''بیضہ ہندیہ'' پچاس خود خشیبہ (لکڑی والے) یہ لکڑی فرانس کی مشہور اور اعلیٰ درجہ کی طاشانیہ سے کہیں نفیس اور قیمتی تھی۔ تین سو فرانسیسی حربہ' ایک سو سلطانی ڈھالیں دس جوشنیں طلائی' پچیس طلائی سنگین جو بھینس کی سینگ کی بنائی گئی تھیں۔

اہل جلالقہ کی سرکشی: خلیفہ ناصر کی وفات کے بعد جلالقہ کو ملک گیری کی خواہش دامن گیر ہوئی فوجیں آراستہ کر کے سرحد پر آ پڑے خلیفہ حکم نے اس سے مطلع ہو کر بذاتہ اس مہم کے سر کرنے کے لئے کوچ کیا اور اس شدت سے جلالقہ پر حملہ کیا کہ ان کے دانت کھٹے ہو گئے بوریا بستر سنبھال کر سرحد بلاد اسلامیہ سے کوچ کر گئے مصالحت کا پیام دیا اور اپنے اس خیال خام سے باز آئے جسے انہوں نے خلیفہ ناصر کی وفات کر جانے سے اپنے دماغوں میں پکانا شروع کیا تھا۔

بلادِ جلیقہ پر فوج کشی: اس کے بعد اس کا آزاد غلام غالب[1] بلاد جلیقہ پر جہاد کے لئے کمربستہ ہو کر نکلا فوجیں آراستہ کر کے دارالحرب میں داخل ہونے کی غرض سے شہر سالم کی طرف روانہ ہوا' جلیقہ نے بھی اس خبر سے مطلع ہو کر فوجیں فراہم کیں' دونوں فوجوں کا ایک وادی میں مقابلہ ہوا۔ سخت اور خون ریز جنگ کے بعد عساکر اسلامیہ نے عیسائیوں کو شکست دی اور ان کے لشکر گاہ کو لوٹ کر فرولند قومس کے شہر پر چڑھ گئے اسے بھی تاخت و تاراج کر کے مظفر و منصور مال غنیمت لئے ہوئے واپس ہوئے۔

شانجہ بن رذمیر کی عہد شکنی: اسی زمانہ میں شانجہ بن رذمیر بادشاہ بشکنس کو بدعہدی کا خیال پیدا ہوا اور خلاف عہد نامہ ممالکِ اسلامیہ کی جانب پیش قدمی شروع کی' خلیفہ حکم نے یحییٰ بن تجیبی والیٔ سرقسطہ کو افواج اسلامیہ کا افسر بنا کر اس مہم کے سر

---

[1] بلاد اسلامیہ کے سرحد کا سپہ سالار تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کے لئے روانہ کیا' بادشاہ جلالقہ شانجہ کی کمک پر آیا گھمسان کی لڑائی ہوئی میدان یحییٰ کے ہاتھ رہا عیسائیوں کو بہت بری طرح شکست ہوئی' بھاگ کر فوریہ میں اپنی جان بچائی' عساکر اسلامیہ نے جی کھول کر شانجہ کے مقبوضات کو تاخت وتاراج کیا اور بہت سا مال غنیمت لے کر واپس ہوئے۔

غالب اور وشقہ کی فتوحات: انہی دنوں بذیل بن ہاشم اور غالب (مولائے حکم) نے بہ اجازت خلیفہ حکم سرحدی عیسائی مقبوضات پر جہاد کے لئے گئے اور کامیابی کے ساتھ واپس آئے' حکم کی فتوحات کی تمام سرحدی ملکوں میں دھوم مچ گئی۔ سرحدی اسلامی سپہ سالاروں کے حوصلے بڑھ گئے۔ ہر طرف سے فتح یابی اور کامیابی کی بشارتیں آنے لگیں۔ ان فتوحات میں سب سے بڑی اور نمایاں فتح قلہرہ مقبوضات بشکنس کی فتح تھی۔ جو غالب کے ہاتھ پر ہوئی۔ خلیفہ حکم نے قلہرہ کو از سر نو تعمیر کرایا اور اپنی خاص توجہ اس کی جانب صرف کی۔ اس کے بعد قطوبیہ کی فتح ہے۔ قطوبیہ کے سر کرنے کا سہرہ سپہ سالار وشقہ کے سر پر باندھا گیا۔ اس کے فتح ہونے سے بہت سا مال' اسباب آلات حرب ومحاصرہ اور غلہ کا بہت بڑا ذخیرہ ہاتھ لگا۔ اس کے مضافات سے گائے' بکریاں' گھوڑے' کھانے پینے کی چیزیں اور قیدی جو تعداد وشمار سے باہر تھے عساکر اسلامیہ کے ہاتھ آئے' پھر ۳۴۵ھ میں غالب سپہ سالار افواج اسلامی نے بلاد التہ پر چڑھائی کی' اس مہم میں یحییٰ بن محمد تجیبی اور قاسم بن مطرف بن ذی النون وغیرہ نامی گرامی اور ماہر سپہ سالار بھی شریک تھے' عساکر اسلامیہ نے پہلے قلعہ غرماج پر قبضہ حاصل کیا۔ اس کے بعد دشمن کے شہروں میں تاخت وتاراج کرتے ہوئے گھس پڑے اور کامیابی کے ساتھ واپس آئے۔

مجوسیوں کا بحری حملہ وپسپائی: اسی سنہ میں مجوسیوں کی کشتیوں کا بیڑا بحر کبیر کے ساحل سے آ لگا اور ان لوگوں نے خشکی پر اتر کر اشبونہ کے مضافات میں غارت گری اور لوٹ مار شروع کر دی۔ اہل اشبونہ مسلح ہو کر مقابلہ پر آئے اور مجوسیوں سے لڑنے لگے مجوسی گھبرا کر اپنی کشتیوں کی جانب واپس ہوئے۔ خلیفہ حکم کو اس کی خبر لگی تو اس بیدار مغز بادشاہ نے سپہ سالاروں کو سواحل کی محافظت کی ہدایت اور تاکید کی اور عبدالرحمٰن بن رماحس امیر البحر کو حکم دیا کہ جس قدر ممکن ہو جنگی کشتیوں کا ایک بیڑہ مجوسیوں سے جنگ کرنے کو بھیج دو' اس حکم کے صادر ہوتے ہی یہ اطلاع پہنچی کہ سواحل کے ہر طرف سے عساکر اسلامیہ نے حملہ کر کے مجوسیوں کو ان کی پیش قدمی کا مزہ چکھا کر اور ذلیل وخوار کر کے واپس کر دیا۔

خلیفہ حکم اور اردون بن اوفونش: ان واقعات کے بعد اردون بن اوفونش معزول شہزادہ جلالقہ دربار حکم میں حاضر ہوا اور بہ کمال عجز والحاح یہ درخواست کی کہ مجھے تخت حکومت پر بحال وقائم ہونے میں مدد دیجئے۔ اردون کا چچازاد بھائی شانجہ بن رذمیر باعانت خلیفہ ناصر تخت حکومت پر متمکن ہو گیا تھا اور عیسائیوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی تھی' اس وقت اردون اپنے داماد فرولند حکمران قشتیلیہ کے پاس چلا گیا تھا۔ خلیفہ ناصر کی وفات کے بعد اردون کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا خلیفہ حکم بھی شانجہ کا معاون نہ ہو جائے جیسا کہ اس کا باپ خلیفہ ناصر اس کا معین ہوا تھا۔ اس خیال کا پیدا ہونا تھا کہ سامان سفر درست کر کے بطور وفد خلیفہ حکم کی خدمت میں حاضر ہو کر پناہ گزیں ہو گیا۔ خلیفہ حکم نے اس سے ملاقات کرنے کے لئے ایک خاص دن مقرر کیا اور جیسا کہ اس سے پہلے سفراء سلاطین کے آنے پر دربار سجایا گیا تھا اردون کے آنے پر بھی ایوان خلافت آراستہ کیا گیا۔ ابن حیان نے اس آراستگی واہتمام کو اس طرح بیان کیا ہے۔ جس طرح کہ پہلے دربار کا حال تحریر کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلیفہ حکم اور اردون کے مابین معاہدہ: الغرض خلیفہ حکم کی خدمت میں اردون باریاب ہوا خلیفہ حکم نے بیٹھنے کی اجازت دی اس کے دشمن کے مقابلہ میں امداد کا وعدہ کیا اور چونکہ اردون خود دربارِ شاہی میں حاضر ہوا تھا۔ اس وجہ سے خلعت عنایت کیا' بعدہ اسلام کی دوستی اور فرولند قوموں سے قطع تعلق کر لینے کی شرط پر عہد نامہ لکھا گیا۔ خلیفہ حکم نے توثیق عہد و قرار کی غرض سے اردون کے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور اردون نے اپنے بیٹے غرسیہ کو مزید اطمینان کے لئے دربارِ خلافت میں بطور ضمانت کے پیش خدمت رہنے کا وعدہ کیا' چنانچہ تکمیل عہد نامہ کے بعد صلے اور جائزے اردون کو اور اس کے ہمراہیوں کو مرحمت ہوئے' واپسی کے وقت ان لوگوں کے ہمراہ قرطبہ کے چند ذمی مسیحی امراء اور ولید بن مغیث قاضی' اصبغ بن عبداللہ بن جاشیق اور عبداللہ بن قاسم مطران وغیرہ بھیجے گئے کہ اردون کے ملک میں پہنچ کر اس کی تخت نشینی کی رسم میں شریک ہوں اور اس کے رہین کو قرطبہ لے آئیں' یہ واقعہ ۳۵۱ھ کا ہے۔

خلیفہ حکم اور شانجہ کے مابین معاہدہ کی تجدید: انہیں دنوں اردون کے ابن عم شانجہ بن رذمیر نے پھر اہل جلیقہ و سمورہ کے سرداروں اور مسیحی علماء کو بطور وفد دربارِ شاہی میں اظہارِ اطاعت اور شاہنشاہی اقتدار تسلیم کرنے کی غرض سے روانہ کیا اور یہ امید ظاہر کی کہ جس طرح آپ کے بزرگ باپ خلیفہ ناصر نے مجھے تخت حکومت پر متمکن فرمایا تھا اسی طرح آپ بھی مجھے بحال و قائم رکھئے۔ خلیفہ حکم نے ان لوگوں کے عہد و اقرار کو بہ چند شرائط قبول و منظور فرمایا۔ ان شرطوں میں سے ان قلعوں اور برجوں کا منہدم کرنا تھا جو ممالک اسلامیہ کی سرحد پر بنا لئے گئے تھے۔

فرانسیسی اور ملوک برشلونہ وطرکونہ کی سفارتیں: اس کے بعد پریذیڈنٹ فرانس کی طرف سے مراسم اتحاد قائم رکھنے کی سفارت آئی' اسی وقت ملوک برشلونہ اور طرکونہ نے بھی سفارتیں اظہار مودت کی غرض سے بھیجیں اور یہ درخواست کی کہ دونوں سلطنتوں میں جیسا کہ اس سے پیشتر رسم اتحاد تھی وہی قائم و بحال رکھی جائے۔ سفارت کے ساتھ ان دونوں بادشاہوں نے کچھ تحفہ بھی بھیجا تھا وہ ہذا: صقالیہ کے خواجہ سراؤں کے لڑکے بیس نفر' بیس قنطار[1] سمور کا اون' پانچ قنطار قصدیر[2] دس صقلی زرہیں اور دو سو فرانسیسی تلواریں' خلیفہ حکم نے ان لوگوں کے تحائف کو قبول فرمایا اور ان شرائط سے مصالحت کر لی کہ یہ دونوں ان قلعوں کو منہدم و مسمار کرا دیں جو حدود و ممالک اسلامیہ کے قریب واقع ہیں اور یہ دونوں آئندہ اپنے کسی ہم مذہب کی مدد' خلافت مآب کے خلاف نہ کریں اور عیسائیوں کو مسلمان تاجروں کی مزاحمت اور ایذا رسانی سے روک دیں۔

غرسیہ بن شانجہ سے تجدید معاہدہ: اس کے بعد غرسیہ بن شانجہ بادشاہ بشکنش کے سفراء رؤسا اور علماء نصاریٰ کے ایک گروہ کے ساتھ دربار حکم میں حاضر ہوئے' مصالحت کی درخواست پیش کی اگرچہ اس نے سفارت بھیجنے اور مصالحت کی درخوست کرنے میں توقف کیا تھا مگر خلیفہ حکم نے اپنی فیاضی اور عام اخلاق سے اسے محروم نہ رکھا اس کی بھی درخواست منظور فرمالی۔ چنانچہ سفراء بادشاہ بشکنس نے کامیابی کے ساتھ مراجعت کی۔

لرزیق بن بلاکش کی سفارت: سنہ میں مادر لرزیق بن بلاکش (سردار مغربی جلیقہ جو سب میں سربرآوردہ اور ممتاز

---

[1] ایک قنطار سو رطل کا ہوتا ہے اور ایک رطل برابر ہوتا ہے ۳۳ تولہ کے۔ ۱۲ مترجم

[2] قصدیر یا قزدیر ایک معدنی جسم ہے۔ ۱۲ مترجم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا) دارالخلافت قرطبہ میں خلیفہ حکم کی خدمت میں آئی خلیفہ حکم نے اس کی بڑی خاطر و مدارات کی' ارا کین دولت کو استقبال کا حکم دیا اور اس سے ملنے کا ایک خاص دن مقرر کیا۔ جس میں تمام شاہی محل اور دربار آراستہ کیا گیا۔ چنانچہ مادر لرزیق نے حاضر ہو کر مصالحت و مراسم اتحاد قائم رکھنے کی درخواست پیش کی۔ خلیفہ حکم نے اس کی خواہش اور استدعا کے مطابق اس کے بیٹے کیلئے عہد نامہ لکھ دیا اور اسے بہت سا مال و زر عطا کیا اور اس کے ہمراہی وفود میں تقسیم کر دیا گیا۔ اس کے علاوہ ایک خچر سواری کے لئے مرحمت ہوا جس کی زین اور لگام مطلا تھی اور جھول دیبا کی تھی' اس کے بعد خلیفہ حکم کے ارا کین دولت نے بھی اس سے بازدید کی ملاقات کی۔

ملوک زناتہ و مغرادہ اور مکناسہ کی اطاعت: ان واقعات کے بعد خلیفہ حکم کی فوجیں حدود المغرب الاقصیٰ اور المغرب الاوسط کی جانب بڑھیں اور ملوک زناتہ' مغرادہ اور مکناسہ کو خلیفہ حکم کے شاہنشاہی اقتدار کے تسلیم کرنے کا پیام دیا ان لوگوں نے بطیب خاطر اپنے کو خلیفہ حکم کے ظل حمایت میں داخل کر کے اس کے اقتدار شاہی کو تسلیم کر لیا اور اس کے نام کا خطبہ اپنے یہاں کی جامع مساجد میں پڑھنے لگے۔ اسی وجہ سے حکومت شیعہ اور دولت امویہ اندلوسیہ میں عداوت پیدا ہو گئی اور ان ملکوں میں ایک کا دوسرے سے تصادم ہوا۔

بنی آل خزر اور بنی ابی العافیہ کے وفود: ان کے ملوک میں سے بنی آل خزر اور بنی ابی العافیہ بطور وفد کے دربار حکم میں حاضر ہوئے تھے۔ چنانچہ خلیفہ حکم نے ان لوگوں کو معقول صلے عنایت کئے نہایت احترام سے ٹھہرایا اور نہایت عزت سے واپس کیا۔ ان کے سرداروں میں سے بنی ادریس کو سرحد پر سرسبز و شاداب مقام پر چند روز رہنے کے لئے جگہ دی پھر براہ دریا انہیں قرطبہ لے آیا اور جلاوطن کر کے اسکندریہ کی جانب روانہ کر دیا جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے۔

علم و ادب کی سرپرستی: خلیفہ حکم علوم اور فنون کا شیدائی' اہل علم و فضل کا قدردان اور عزت کرنے والا تھا۔ ہر قسم کی کتابوں کا بے حد شائق تھا' اس نے ایک بہت بڑا کتب خانہ بنوایا تھا۔ جس میں بے شمار کتابیں تھیں اس سے پیشتر ملوک اندلس میں سے کسی نے اس قدر کتابیں نہیں جمع کی تھیں۔

ابن حزم کہتا ہے کہ مجھے خواجہ سرتلمید نے جو کتب خانہ واقع مکان بنی مروان کا داروغہ تھا اطلاع دی ہے کہ حکم کے شاہی کتب خانہ میں صرف دواوین کی فہرست کی چوالیس جلدیں تھیں' ہر فہرست میں بیس بیس اوراق تھے جس میں سوائے دواوین کے اسماء کے اور کتابوں کے نام نہ تھے حکم نے دارالحکومت قرطبہ میں علم و فضل کا بازار لگا دیا تھا' دور دراز ملکوں سے اہل علم و فضل اس کی کشش مقناطیسی سے کھینچے چلے آتے تھے۔ ابوعلی القالی مولف کتاب الامالی بغداد جیسے اسلامی دارالسلطنت سے قرطبہ چلا آیا خلیفہ حکم نے اس کی بے حد عزت اور قدر افزائی کی' اہل اندلس نے اس کے علم سے فائدہ اٹھایا بہ نظر قدر افزائی خلیفہ حکم نے اسے اپنے مخصوص مصاحبوں میں داخل کر لیا اور اس کے علم سے مستفید ہوا۔ نادر نایاب اور نئی کتابوں کے باہم پہنچانے کے لئے تمام عالم میں معتبر آدمیوں اور تجار کو روانہ کیا کہ جس قدر نادر کتابیں دستیاب ہوں زر کثیر ان کی خریداری میں صرف کر کے انہیں حاصل کر لیں اور قرطبہ بھیج دیں۔ جہاں کہیں سن پاتا کہ فلاں شخص نے فلاں کتاب تصنیف کی ہے فوراً اس سے قبل اشاعت اس کتاب کو خرید کر کے اپنے کتب خانہ میں داخل کر لیتا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ ابوالفرج اصفہانی مصنف کتاب الاغانی کے ساتھ یہی معاملہ پیش آیا۔ ابوالفرج خاندان بنی امیہ سے تھا حکم نے ایک ہزار دینار سرخ اس کے پاس بھیج دیئے اور ایک نسخہ کتاب مذکور کا عراق میں شائع ہونے سے پیشتر منگوا کر کتب خانہ میں رکھ لیا۔ ایسا ہی واقعہ قاضی ابوبکر بہری مالکی کے ساتھ پیش آیا جب کہ اس نے مختصر ابن عبدالحکیم کی شرح لکھی تھی۔ بڑے بڑے خوش نویسوں' خطاط اور عمدہ جلد سازوں کا دارالخلافت قرطبہ میں جمگھٹا رہتا تھا جو کتاب بہ قیمت نہ مل سکتی تھی اس کی نقل کر لی جاتی تھی غرض اندلس میں اس قدر کتابوں کا ذخیرہ فراہم ہو گیا تھا کہ خلیفہ حکم سے پہلے اور اس کے بعد کبھی جمع نہیں ہوا۔ البتہ خلیفہ ناصر عباسی ابن مستضی تاج دار سلطنت بغداد نے ایسا ہی ذخیرہ کتابوں کا جمع کیا تھا۔ اس زمانہ سے یہ کتابیں برابر محل سرائے شاہی قرطبہ میں رہیں۔ حتیٰ کہ زمانہ محاصرہ بربر میں بہ اجازت وحکم واضح حاجب اکثر کتابیں فروخت کر ڈالی گئیں۔ واضح حاجب منصور بن ابی عامر کا خادم خاص تھا باقی کتابیں جس وقت بربر نے قرطبہ میں قدم رکھا اور بزور تیغ اس پر قابض ہوئے کچھ جلا دی گئیں جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے۔

خلیفہ حکم کی وفات: خلیفہ حکم کے عہد حکومت میں اس کی فوجیں بلاد سرحدی المغرب الاقصیٰ اور المغرب الاوسط کو برابر پامال اور تاراج کرتی رہیں۔ ملوک زناتہ' مغراوہ اور مکناسہ نے نہایت خوشی سے اس کی حکومت اور شاہی اقتدار کو تسلیم کیا۔ اس کے نام کا خطبہ اپنے ہاں کے منبروں اور مسجدوں میں پڑھا۔ یہی وجہ تھی کہ حکم نے حکومت شیعہ سے جو کہ ان دنوں اس کے گرد ونواح میں پھیلی ہوئی تھی۔ مقابلہ کیا۔ ان کے ملوک وسلاطین آل خزر اور بنی ابی العافیہ بطور وفد اس کے دربار میں آئے' ان لوگوں کے وفد کی بے حد عزت کی اور معقول جائزے عنایت کئے۔ اس کے بعد خلیفہ حکم[1] المستنصر باللہ اموی تاج دار اندلس مرض فالج میں مبتلا ہوا۔ رفتہ رفتہ مرض نے اس قدر ترقی کی کہ صاحب فراش ہو گیا اور سولہ برس حکومت کر کے

---

[1] خلیفہ حکم کی سوانح پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ حکم اس شان وشوکت اور رعب داب کا حکمران نہ تھا جیسا اس کا باپ خلیفہ ناصر تھا مگر پھر بھی اس کے جلال سے یورپ کے سارے سلاطین مرعوب ہو رہے تھے اور اس سے مراسم اتحاد قائم رکھنے کو باعث فخر وعزت سمجھتے تھے۔

خلیفہ حکم نے اپنے باپ کے انتقال کے دوسرے دن یوم پنجشنبہ کو تخت حکومت پر قدم رکھا تھا تمام ملک میں اپنی بادشاہی وتخت نشینی کے فرامین اور خطوط روانہ کئے۔ عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لیتے ہی نظام حکومت کے درست کرنے' شیرازہ سلطنت کو مستحکم اور مضبوط بنانے' تعمیرات عامہ اور ترتیب افواج کی جانب توجہ کی۔ ناصر کی وفات اور حکم کی تخت نشینی سے سرحدی عیسائی سلاطین اور امراء نے ممالک اسلامیہ کی طرف پیش قدمی شروع کی اور یہ خیال کر کے خلیفہ ناصر کا تو انتقال ہو ہی چکا ہے اور اس کا جانشین محض کتابی کیڑا ہے۔ عہد شکنی پر آمادہ ہو گئے۔ خلیفہ حکم نے ان کے مقابلہ پر فوجیں بھیجیں۔ ان فوجوں کی سپہ سالاری کبھی تو وہ خود کرتا تھا اور گاہے اپنے نامور سورما اور جنگ آزما امراء وزراء کو امیر لشکر مقرر کر کے روانہ کرتا تھا اور اس فوج کشی میں کامیابیاں حاصل کرتا تھا۔ انگریزی مؤرخوں کا خیال یہ ہے کہ خلیفہ حکم کتابی کیڑا تھا اس کو مخالفین کے مقابلہ پر خلیفہ اعظم عبدالرحمٰن ثالث الناصر الدین اللہ کا بیٹا ہونا فتحیاب کرتا تھا۔ کیونکہ مخالفین کے دلوں پر اس کے باپ کے رعب کا سکہ بیٹھا ہوا تھا۔ اگر ان کا یہ خیال صحیح تسلیم کر لیا جائے تو کسی طرح یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ سرحدی عیسائیوں کو عہد شکنی پر تحریک کون کرتا تھا۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ ان احسان فراموشوں کو خلیفہ ناصر کی گشت برداری اور قتل وغارت گری بھول گئی تھی اور اس اتفاقی تبدیلی حکومت سے انہوں نے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کی مگر نا کام رہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سب نے حاضر ہو کر پھر مصالحت کی درخواست کی اور اس کے شاہی اقتدار کو تسلیم کیا۔ جیسا کہ آپ اصل ترجمہ تاریخ میں ابھی پڑھ چکے ہیں۔ آخر ماہ صفر ۳۹۱ھ میں اردون (اوردُنو) بن اوفونش اپنے بیس مصاحبوں کے ساتھ بطور وفد ملک اندلس میں داخل ہوا۔ غالب ناصری اسے اپنے ہمراہ لئے ہوئے قرطبہ کی جانب روانہ ہوا' اثناء راہ میں محمد وزیاد پسران افلح ناصری عظیم فوج لئے ہوئے ملے اگلے دن یہ دونوں اردون کے ساتھ قرطبہ کی طرف روانہ ہوئے خلیفہ حکم نے اس سے مطلع ہو کر ہشام مصحفی کو معہ بہت بڑی فوج باضابطہ کے اردون کے استقبال کا حکم دیا۔ چنانچہ غالب' محمد' زیاد اور ہشام مصحفی اردون اور اسکے بیس ہمراہیوں کو لے کر قرطبہ کے شہر پناہ کے اندر داخل ہوئے اردن نے باب سدہ اور باب جناں کے درمیان پہنچ کر دریافت کیا ...

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گوشہ قبر میں جا چھپا۔

''مرحوم خلیفہ ناصر کس جگہ مدفون ہوئے ہیں''۔ اشارہ سے بتلایا گیا کہ قصر خلافت کے اس حصہ میں مدفون ہیں۔ اردون نے سنتے ہی سر سے ٹوپی اتار لی مکان قبر کی طرف ذرا جھکا اور دعا کی اس کے بعد سر پر پھر ٹوپی رکھ لی۔ خلیفہ حکم نے دارناعورہ میں ٹھہرانے کا حکم دیا۔ اس مکان کو پہلے ہی سے فرش فروش اور فرنیچر سے آراستہ کر رکھا تھا۔ چنانچہ کمال عزت و احترام سے اردون اس مکان میں ٹھہرایا گیا۔ پنجہ شنبہ اور جمعہ دو دن بغرض آرام مقیم رہا۔ تیسرے روز یوم شنبہ کو خلیفہ حکم نے اردون کو دربار میں ہونے کی اجازت دی۔ جس طرح خلیفہ ناصر نے سفراء سلاطین کے حاضر ہونے پر دربار آراستہ کیا اور سجایا تھا اسی طرح خلیفہ حکم نے دربار کی آرائش میں اپنی توجہ صرف کی۔ قصر الزاہراء کی مجلس شرقی میں تخت رکھا گیا اخوان الریاست اور ان کے بیٹے بعدہ وزراء اور ان کے بیٹے پھر قاضی منذر بن سعید' حکام' فقہا' تریب دار علی قدر مراتب اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے۔ باڈی گارڈ کا رسالہ اور فوج دو رویہ صف بستہ کھڑی ہوئی۔ محمد بن قاسم بن طملس بادشاہ اردون کو لئے ہوئے قصر الزہرا میں داخل ہوا۔ اندلس کے ذمی عیسائی رؤساء کا ایک گروہ بھی اس کے ہمراہ تھا۔ انہی لوگوں میں ولید بن خیزران قاضی نصارائے قرطبہ اور عبید اللہ بن قاسم مطران طلیطلہ وغیرہ بھی تھے۔ اردون دونوں صفوں کے درمیان ہو کر گزرا۔ صفوف کی ترتیب' زرق برق وردیاں' ہتھیاروں کی چمک دمک اور کثرت فوج سے ایسا متحیر ہوا کہ آنکھیں اوپر نہیں اٹھ سکتی تھیں۔ رفتہ رفتہ باب الاقباء تک پہنچا جو قصر الزہرا کا پہلا دروازہ تھا۔ جو امراء وارا کین اردون کو لانے گئے تھے۔ سواریوں سے اتر پڑے۔ بادشاہ اردون اور اس کے خاص خاص سردار سواری ہی پر رہے۔ حتیٰ کہ باب السدہ پر پہنچے اس وقت اردون کے سرداروں کو پیادہ پا چلنے کا شاہی ملازمین نے اشارہ کیا۔ پس وہ سب کے سب پیادہ پا ہو گئے صرف اردون اپنے گھوڑے پر سوار رہا محمد بن قاسم بن طملس کے ہمراہ چلا جا رہا تھا۔ باڈی گارڈ کے مکان میں پہنچ کر قبلہ والانوں میں سے بیچ کے ہال میں اتارا گیا وسط ہال میں ایک سنگی چبوترہ تھا جس پر نقرئی کرسی رکھی تھی اردون اس کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے ہمراہی بھی اس کے گرد و پیش بیٹھ گئے۔ یہ وہی مکان تھا جہاں پر اس سے پہلے اس کا رقیب سلطنت' شانجہ بن زدمیر جب کہ وہ بطور وفد خلیفہ ناصر کے دربار میں حاضر ہوا تھا بٹھایا گیا تھا۔

تھوڑی دیر کے بعد خلافت مآب کے پیش گاہ سے اردون کی حاضری کی اجازت ہوئی۔ اردون بہ ادب تمام خاص دربار کے کمرے کی طرف چلا اس کے پیچھے پیچھے اسکے تمام ہمراہی آہستہ آہستہ چلے' جوں ہی اس صحن میں پہنچا جو کہ مجلس شرقی کے مقابل تھا۔ جہاں کہ شاہی تخت رکھا ہوا تھا اور خلیفہ حکم رونق افروز تھا اردون کھڑا ہو گیا۔ سر سے ٹوپی اتار لی' گھٹنوں کے بل دونوں صفوں کے درمیان جو کہ دو رویہ صحن میں تھیں۔ چلنے لگا۔ یہاں تک کہ صحن کو طے کر کے اس حال (کمرہ) کے دروازہ پر پہنچا۔ جس میں شاہی تخت رکھا ہوا تھا۔ بے تامل سجدہ میں گر پڑا۔ پھر سر اٹھایا اور چند قدم چل کر پھر سجدہ کیا۔ مکرر سکرر سجدے کرتا ہوا تخت خلافت کے قریب پہنچا۔ خلیفہ حکم نے ہاتھ بڑھایا اردون دست بوسی کر کے الٹے پاؤں لوٹ کر اس گدے پر آیا جو تخت خلافت سے دس گز کے فاصلہ پر بچھا ہوا تھا یہ گدا دیبا کا تھا۔ سنہرے کام سے بالکل لپا ہوا تھا' اردون خلافت مآب کے اشارہ پر اس گدی پر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد اس کے اور ہمراہیوں نے اس طرح خلافت مآب کی دست بوسی کی اور الٹے پاؤں لوٹ کر اردون کے پیچھے آ کر دست بستہ کھڑے ہو گئے ولید بن خیزران قاضی نصاریٰ قرطبہ کو ترجمانی کی خدمت کے انجام دینے کا اشارہ ہوا' تھوڑی دیر کے بعد جب اردون کے چہرہ سے شاہی اجلال سے مرعوب ہونے کا اثر کم ہوا تو خلیفہ حکم نے ارشاد کیا۔ ''ہمیں تمہارے آنے سے بہت بڑی مسرت ہوئی تمہاری اقبال مندی کی قوی دلیل یہ ہے کہ تمہاری نسبت ہمارے خیالات نہایت اچھے ہیں اور ہم تمہاری امید سے زیادہ تمہارے مقصد برآری میں مدد کریں گے''۔

اردون کا چہرہ ان فقروں کے سننے سے فرط مسرت سے چمکنے لگا' جوش میں آ کر فرش کو چوم لیا جو شاہی تخت کے نیچے بچھا ہوا تھا اور عجز و الحاح سے عرض پرداز ہوا ''میں امیر المؤمنین کا غلام ہوں اور امیر المؤمنین کے فضل و احسانات سے اُمید رکھتا ہوں کہ جہاں پر اور جس خدمت پر امیر المؤمنین اپنے احسانات و افضال سے اس بندۂ درگاہ کو مامور کریں گے نہایت سچائی اور ارادت مندی سے اس خدمت کو انجام دے گا''۔ خلیفہ حکم نے جواب دیا ''تم ہمارے خیال کے نزدیک اس مرتبہ و عزت کے لائق ہو جس پر ہماری عنایات مبذول ہو سکتی ہیں۔ عنقریب ہمارے احسانات اور افضال تم پر اس قدر ہوں گے کہ تمہارے اہل ملت اور اہل خاندان تم پر رشک کریں گے اور تم دیکھ لو گے کہ ہمارے ظل عاطفت میں آ جانے سے کس قدر آرام اور آسائش پاؤں گے''۔ الخ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اردون یہ سن کر فرط مسرت سے سجدہ میں گر پڑا۔ تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھا کر گزارش کی ''شانجہ میرا چچازاد بھائی خلیفہ سابق کی خدمت میں فریادی بن کر حاضر ہوا تھا اس کی بڑی عزت افزائی ہوئی تھی وہ حقیقت میں مضطرب حاضر ہوا تھا اسے اس کی رعیت نے ظلم و بداخلاقی کی وجہ سے معزول کر دیا تھا اور اس کی جگہ مجھے سرداری کے لئے منتخب کیا تھا۔ حالانکہ میں نے اس کی کوشش نہیں کی تھی۔ چنانچہ میں نے اسے تخت حکومت سے اتار دیا اور وہ مضطرب بحال پریشان مرحوم خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مرحوم خلیفہ نے اس کی عزت و توقیر کی اور اس کی خواہش کے مطابق اس کی مدد کی مگر اس نے اپنے فرائض منصبی ادا نہ کئے اور نہ احسانات شاہی کا شکریہ ادا کیا اور نہ ان حقوق کی نگہداشت کی جو اس پر مرحوم خلیفہ اور ان کے بعد امیر المومنین کے تھے۔ یہ ارادتمند بلا کسی ضرورت اور حاجت کے در دولت کی آستانہ بوسی کو حاضر ہوا ہے محض شاہی عنایت کا امیدوار اور خلافت پناہی کے لطف و کرم کا خواستگار ہے۔ اس وقت تک میری جانب سے میری رعایا کے خیالات اچھے ہیں اور وہ بدل و جاں میری حکومت کے خواہاں ہیں''۔

خلیفہ حکم نے ارشاد کیا ''ہم تمہارا مطلب سمجھ گئے۔ عنقریب تم ہمارے احسانات اور عنایات کا دو چند اس سے ثمرہ حاصل کرو گے۔ جس قدر کہ ہمارے نامور باپ نے تمہارے ہم چشم پر کئے تھے اگرچہ اُسے سبقت کی فضیلت حاصل ہے مگر یہ فضیلت ایسی نہیں ہے کہ تمہارے کسی قسم کے حقوق نظر انداز کئے جائیں ان شاء اللہ تعالیٰ تم ہمارے حضور سے قابل رشک ہو کر اپنے ملک واپس جاؤ گے ہم تمہارے ملک اور تمہاری حکومت کی بنیاد مستحکم کر دیں گے جو لوگ تمہاری مخالفت کریں گے ہم انہیں اس مخالفت کا مزہ چکھائیں گے۔ ہم اپنے احسان اور فضل عام سے تمہیں اسی رتبہ پر پہنچائیں گے جس پر تم پہلے تھے اور جو بلاد تم سے چھین لئے گئے ہیں ہم اسے پھر تمہیں واپس دیں گے۔ واپسی کے وقت اسی مضمون کا فرمان لکھ کر ہم تمہیں عطا کریں گے تاکہ وہ تمہارے اور تمہارے چچازاد بھائی کے حقوق کی نگہداشت اور تمہاری تقرری پر دلالت کرے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ تمہاری امید سے زیادہ اپنی عنایتوں سے محفوظ اور مسرور کریں گے۔ واللہ علی ما نقول وکیل''۔

اردون نے یہ سن کر شکرانہ کا دوبارہ سجدہ کیا اور اجازت حاصل کر کے الٹے پاؤں دربار سے لوٹا تاکہ خلافت مآب کی طرف واپسی میں پیچھا نہ ہو۔ دو خواجہ سرا اردون کے دونوں بازو پکڑ کے مجلس غربی کے صحن میں لائے اب اردون کے ہوش و حواس درست ہو گئے تھے آنکھیں اٹھا کر پھر مجلس شرقی کی طرف دیکھا تو تخت شاہی کو خالی پایا شاہی تخت کی طرف سجدہ کیا۔ بعد ازاں وہی دونوں خواجہ سرا اردون کو اس حال (کمرہ) میں لائے جو مجلس غربی سے ملا ہوا اور اسے ایک مخملی گدے پر جس پر طلائی کام بنا ہوا تھا بٹھایا اتنے میں جعفر حاجب (لارڈ چیمبرلین) آ پہنچا اردون دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا براہ عجز و الحاح دست بوسی کو بڑھا۔ جعفر نے دست بوسی سے روک کر معانقہ کیا اور اس کے پاس بیٹھ کر باتیں کرنے لگا اور اسے خلافت مآب کے ایفاء وعدہ کا اچھی طرح سے یقین دلایا اس سے اردون کی مسرت اور خوشی دو چند ہو گئی۔ اس کے بعد حاجب نے اردون اور اس کے تمام ہمراہیوں کو اعلیٰ قدر مراتب خلعتیں دیں۔ چنانچہ اردون کامیابی کے ساتھ اپنے ملک واپس گیا۔ اس موقع پر بھی اہل علم نے خطبے دیئے شعراء نے قصائد پڑھے۔ تمام دار الخلافت قرطبہ میں مسرت کا اظہار کیا گیا۔ (دیکھو المقاری مطبوعہ لیدن جلد اول صفحات ۲۵۰ الغایۃ ۲۵۶)

مؤرخین لکھتے ہیں کہ خلیفہ حکم کثیر الاخلاق، نفیس مزاج، عالم، علوم و فنون کا شائق، علماء اور اہل علم کا قدردان تھا جو لوگ اس سے ملنے آتے تھے ان کی کمال عزت کرتا تھا کتابوں کے جمع کرنے کا بے حد شوق تھا۔ اس کے کتب خانہ میں چار لاکھ جلدیں مختلف علوم و فنون کی تھیں ابن فراضی اور ابن بشکوال تحریر کرتے ہیں کہ خلیفہ حکم کے کتب خانہ میں ایسی کتابیں بہت کم تھیں جس پر اس نے حاشیہ یا نوٹ نہ لکھا ہو۔ کم از کم اس نے ہر کتاب پر اس قدر ضرور لکھ دیا تھا کہ یہ کتاب فلاں فن کی ہے فلاں شخص اس کا مؤلف ہے۔ مؤلف کی جائے ولادت اگر مر چکا ہے تو تاریخ وفات بھی لکھ دیتا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ حکم محض کتابوں کے جمع کرنے کا شائق اور کتابی کیڑا نہ تھا بلکہ اس کا وقت کتب بینی میں بھی صرف ہوتا تھا افسوس ہے کہ حکم کی اس قدردانی علوم و فنون کو غیر قومیں بر اہ حسد و رشک عیب کی نگاہوں سے دیکھتی ہیں۔ سچ ہے ۔ عیب نمائد ہنرش در نظر یہ تھے سلاطین اندلس جن کے آگے بادشاہ یورپ زانوئے ادب تہ کرتے تھے اور اپنی نزاعوں اور قضایا اور خصومتوں کو فیصل کرانے کی غرض سے ان کے حضور میں بہ کمال ادب پیش کرتے تھے اور اسے باعث فخر سمجھتے تھے مگر افسوس ہے کہ ان میں خلاف شریعت کا رواج چل نکلا تھا جس کا ان کو احساس نہیں ہوا اور آخر میں یہی زوال سلطنت کا باعث ہوا والبقاء اللہ وحدہٗ مرحوم نے قصر قرطبہ میں ۲ صفر ۳۶۶ھ کو سولہ سال حکومت کر کے بعارضہ فالج انتقال کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۳۲

دورِ زوال

ہشام المؤید باللہ

تخت نشینی: اس کے بعد اس کے بیٹے ہشام نے تخت خلافت پر قدم رکھا۔ یہ اس وقت کم سن تھا۔ قریب بلوغ پہنچ گیا تھا۔ خلیفہ حکم نے ہشام کے زمانہ ولی عہدی میں محمد بن ابی عامر کو ہشام کی وزارت پر متعین کیا تھا۔ محمد بن ابی عامر پہلے دفتر قضاء میں ملازم تھا' خلیفہ حکم نے اس کی ملازمت کو محکمۂ وزارت میں تبدیل کر دیا۔ رفتہ رفتہ تمام اُمور کا انتظام اس کے سپرد کر دیا گیا۔ آدمی ہوشیار اور کفایت شعار تھا' مستقل طور سے وزارت کا کام کرنے لگا اور خلیفہ حکم کی آنکھوں میں بھی عزیز اور موقر ہو گیا۔ جب خلیفہ حکم نے اپنا سفر دنیا تمام کیا اور ہشام کی حکومت کی بیعت لی گئی اور ''المؤید'' کا مبارک خطاب قبول کیا۔ اس وقت محمد بن ابی عامر نے خلیفہ کے بھائی کو جو کہ دعوے دار خلافت و امارت تھا۔ بڑی بڑی چالوں سے قتل کیا۔ بعدہ جعفر بن عثمان مصحفی (خلیفہ حکم کے حاجب) غالب والیٔ مدینہ سالم خوجہ سرایاں محل سرائے شاہی اور ان کے سرداروں فائق اور جوذر سے سازش کی اور اس معاملہ میں ان لوگوں کو شریک کر کے مغیرہ کو قتل کیا اور کامیابی کے ساتھ ہشام کی خلافت و امارت کی سب سے بیعت عامہ لے لی۔

محمد بن ابی عامر: محمد بن ابی عامر کے اختیارات جو کہ ہشام کی کم سنی کی وجہ سے اُمور سیاسی میں پیش پیش ہو رہا تھا اور سلطنت و دولت کے سیاہ و سفید کرنے کا مختار ہو گیا تھا۔ خلیفہ حکم کی وفات کے بعد بے حد بڑھ گئے۔ اہل دولت' ارکین سلطنت کے ساتھ چالیں چلنے لگا ایک کو دوسرے سے لڑا دیا۔ بعض کو بعض کے ذریعہ سے قتل کرایا۔

منصور بن ابی عامر قبیلہ یمنیہ خاندان معافر سے تھا۔ اس کا نام محمد تھا۔ عبداللہ بن ابی عامر بن محمد بن عبداللہ بن عامر محمد بن ولید بن یزید بن عبدالملک معافری کا بیٹا تھا۔ عبدالملک معافری (منصور کا جد اعلیٰ) طارق فاتح اندلس کے ہمراہ اندلس آیا تھا۔ فتح اندلس میں اس نے بہت بڑا حصہ لیا تھا اور بڑے بڑے نمایاں کام کئے تھے' منصور ابن عامر بھی بہت بڑا با اقبال شخص تھا۔ ایک چھوٹے عہدہ سے وزارت کے مرتبہ تک پہنچا۔ خلیفہ حکم جیسے شخص نے اپنے بیٹے ہشام کا قلمدان وزارت اس کے سپرد کیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد بن عامر کی حکمت عملی: خلیفہ حکم کے انتقال کر جانے پر خلیفہ ہشام نے محمد بن ابی عامر کو حجابت کا عہدہ عنایت کیا۔ محمد نے اپنی مدبرانہ چالوں اور حکمت عملیوں سے خلیفہ ہشام کو ایسا کچھ دبا لیا کہ وزیروں کو بھی باریاب ہونا دشوار ہو گیا۔ کبھی اتفاق سے ان لوگوں کو ایسا دن نصیب ہوتا تھا کہ جس میں یہ لوگ دربار شاہی میں حاضر ہو کر سلام کرتے پھر الٹے پاؤں واپس آتے تھے شاہی فوجوں کی تنخواہوں میں معقول اضافہ کیا۔ علماء کے مراتب بڑھائے' اہل علم کی قدر افزائی کی۔ اہل بدعات کا قلع قمع کیا۔ نہایت دانشمند' صاحب الرائے' شجاع' فنون جنگ سے واقف اور مذہب کے بے حد پابند تھا۔ ارا کین دولت اور رؤسا سلطنت میں سے جن لوگوں نے اس کی مخالفت اور اُس کے کاموں میں مزاحمت کی۔ ان لوگوں میں سے کسی کو بحکمتِ عملی معزول کیا' کسی کا درجہ توڑ دیا اور کسی کو کسی ذریعہ سے قتل کرا دیا۔ یہ تمام امور خلیفہ ہشام کے حکم اور شاہی فرمان کے ذریعہ سے سرانجام پاتے تھے۔ رفتہ رفتہ محمد بن ابی عامر نے اپنے تمام مخالفوں کا خاتمہ کر دیا اور ان کی جماعت کو منتشر کر دیا۔ سب سے پہلے قصر خلافت کے صقالبہ خدام اور خواجہ سراؤں کو نکالنے کی فکر کی چنانچہ حاجب مصحفی کو ان کے نکالنے اور بارگاہ خلافت سے مردود کرنے پر ابھار دیا۔ حاجب مصحفی نے ان لوگوں کو ذلیل کر کے قصر خلافت سے نکال دیا' یہ لوگ تعداد میں آٹھ سو یا اس سے زائد تھے۔

اس کے بعد محمد بن ابی عامر نے غالب (حکم کے موالی اور سپہ سالار افواج سرحدی) کی بیٹی سے عقد کر لیا اور حد درجہ اس کی اطاعت اور فرماں برداری کرتا رہا۔ اس کے ذریعہ سے اس نے مصحفی کے اقتدار کو گھٹایا اور اس کے اثر کو امور سلطنت سے محو و نیست و نابود کر کے معزول کر دیا۔ اس کے بعد غالب سپہ سالار افواج سرحدی کی اکھاڑ پچھاڑ' جعفر بن علی بن حمدون والی مسیلہ کے ذریعہ سے کی یہ جعفر وہی ہے جو شروع عہد حکومت میں زناتہ اور بربریوں کو لے کر حکم سے لڑا تھا۔ غالب کی برخاستگی کے بعد اس نے جعفر پر بھی اپنا ہاتھ صاف کیا۔ عبدالودود ابن جوہر اور ابن ذی النون وغیرہ جیسے سرداران عرب سے سازش کر کے جعفر کی زندگانی کا بھی خاتمہ کر دیا۔ الغرض محمد بن ابی عامر نے ارا کین سلطنت اور سردارانِ دولت کی اکھاڑ پچھاڑ سے فارغ ہو کر لشکر کی آراستگی کی جانب توجہ کی سرحدی باشندوں زناتہ اور بربر سے شاہی لشکر مرتب کیا۔ ضہاجہ' مغرادہ' بنی بقران' بنی برزال اور مکناسہ وغیرہ کی حکومت و سلطنت کے اہم اور ذمہ داری کے کام سپرد کئے۔ انہی لوگوں کو افواج شاہی کی سرداری عطا کی۔

محمد بن ابی عامر کا عروج: محمد بن ابی عامر نے انہیں چالوں اور حکمت عملیوں سے نو عمر خلیفہ ہشام کو شاہ شطرنج بنا کر قصر خلافت کی بساط پر بٹھا دیا اور خود حکمرانی کی عبا پہن کر حکومت کرنے لگا۔ خلیفہ ہشام اپنی شان خلافت لئے ہوئے محل سرائے خلافت کی چار دیواری کے اندر بیٹھا رہا اور محمد بن ابی عامر نے بلاد ہسپانیہ میں اپنی حکومت اور رعب داب کا سکہ چلا دیا۔ تمام امور سلطنت کا نظم و نسق خود کرتا تھا سرحدی عیسائی شہزادوں پر ہمیشہ فوج کشی اور جہاد کرتا تھا۔ اہل بربر اور زناتہ کو لشکر کی سرداری اور بڑے بڑے مراتب دیتا تھا اور عرب نژادوں کے اثر کو آہستہ آہستہ گھٹاتا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ کمال استقلال اور استحکام کے ساتھ حکومت پر قابض ہو گیا جو ارا کین دولت اس کے سدراہ تھے ان کے نام و نشان کو مٹا دیا۔ خاص اپنی سکونت کے لئے ایک شہر موسوم بہ زاہرہ آباد کرایا۔ شاہی خزائن' میگزین اور ہر قسم کے اسباب وہیں اٹھا لے گئے۔ اور وہیں تخت حکومت پر بیٹھ کر حکمرانی کرنے لگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد بن ابی عامر نے فقط اس پر اکتفا نہیں کیا تھا بلکہ یہ حکم بھی صادر کیا تھا کہ بادشاہوں کی طرح میری تعظیم و تکریم کی جائے اور انہی کی طرح مجھے آداب والقاب لکھے جائیں ''بایں ہمہ الحاجب المنصور'' کے لقب سے اپنے کو ملقب کرتا تھا۔ خطوط' فرامین اور شقے اسی کے نام سے جاری کئے جاتے تھے منبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ سکہ بھی اسی کے نام کا مسکوک کرایا گیا' جھنڈوں پر بھی اس کا نام لکھوایا گیا۔ اس کا خاص دفتر علیحدہ تھا۔ اس کی فوج بربریوں اور آزاد غلاموں سے مرتب تھی۔ نومسلموں اور غلاموں کو بڑے بڑے عہدے دیئے جاتے تھے۔ ان چالوں اور حکمت عملیوں سے جسے چاہا کر گزرا' جواں مرد اور دلیر تھا۔ جہاد اور جنگ کفار پر اکثر بذات جاتا تھا۔ اپنے زمانہ حکومت میں باون جہاد کئے ایک جہاد میں بھی اس کا جھنڈا سرنگوں نہیں ہوا' اور نہ اس کی فوج برادشتہ خاطر اور بددل ہوئی' نہ تو اس کی فوج کو کوئی صدمہ پہنچا اور نہ اس کے کسی سریہ[1] کو ہلاکت کا سامنا ہوا' اس کی فوج ظفر موج سرحدی بلاد سے تجاوز کر کے سواحل بربر تک پہنچ گئی تھی۔ مدبرانہ چالوں سے ملوک بربر کو باہم لڑا کر ان کی قوت کو فنا کر دیتا تھا۔ یہی اسباب تھے جن سے اس کی حکومت کا سکہ تمام ملک مغرب میں کامیابی کے ساتھ چلا۔

فاس پر فوج کشی: ملوک زناتہ نے اپنی بداقبالی کا یقین کر کے اس کی اطاعت قبول کر لی تھی' اس کے شاہی اقتدار کو بخوشی خاطر تسلیم و قبول کر لیا تھا' اس کا بیٹا عبدالملک ملوک مغرادہ آل خزر کی سرکوبی کو فاس پر چڑھ گیا تھا۔ اس فوج کشی کا سبب یہ ہوا تھا کہ زیری بن عطیہ بادشاہ مغرادہ نے خلیفہ ہشام کو ناتجربہ کار حکمراں تصور کر کے خلیفہ ہشام کے ممالک محروسہ کو اپنی حدود مملکت میں ملا لیا تھا۔ عبدالملک نے ۳۵۶ھ میں زیری پر فوج کشی کی اور پہنچتے ہی فاس پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا' کامیابی کے بعد اپنی طرف سے ملوک زناتہ کو ملک مغرب اور اس کے صوبجات سلجماسہ وغیرہ پر مامور کیا جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے۔ زیری بن عطیہ نے تاہرت میں جا کر پناہ لی۔ چنانچہ اسی زمانہ فراری میں مر گیا۔ اس کے بعد عبدالملک واضح کو ملک مغرب کی حکومت پر مامور کر کے قرطبہ کی جانب واپس ہوا۔

محمد بن ابی عامر کی وفات: محمد[2] بن ابی عامر ملقب بہ منصور اعظم جو درحقیقت اسم با مسمی تھا ایسے غلبہ اور رعب داب کی

---

[1] سریہ اس فوج کو کہتے ہیں جو شبخون مارنے کی غرض سے شب میں حملہ آور ہوتی ہے۔

[2] مؤلف کتاب نفح الطیب تحریر کرتا ہے کہ منصور اعظم کے حالات میں ابن سعید نے لکھا ہے کہ محمد بن عامر ملقب بہ منصور اعظم قریہ ترکش کا رہنے والا تھا۔ اس کا مورث اعلیٰ عبدالملک' طارق فاتح اندلس کے ساتھ اندلس آیا تھا۔

ابن حیان نے اپنی کتاب مخصوص دولت عامریہ میں' فتح نے مطمح میں' حجازی نے مسہب میں' ثمر قندی نے طرف میں بالاتفاق تحریر کیا ہے کہ منصور اعظم قریہ ترکش کا اصلی باشندہ تھا۔ لڑکپن ہی سے قرطبہ چلا آیا تھا اور یہیں تعلیم اور تربیت حاصل کی۔ اس کے بعد محل سرائے خلافت کے قریب ایک دکان لے کر خطوط نویسی کرنے لگا۔ خدام قصر خلافت کے خطوط اور اہل غرض و حاجت مندوں کے عرضیاں لکھ کر اپنی اوقات بسر کرتا تھا۔ اتفاق سے ''سیدہ صبح'' مادر موید (ہشام) نے حساب کے لکھوانے کے لئے منصور اعظم کو بلوا بھیجا منصور اعظم نے دیانت داری اور مستعدی سے اس خدمت کا انجام دیا۔ بعض خواجہ سرایوں نے بھی سلطانہ بیگم سے منصور اعظم کی تقریب اور توصیف کی' سلطانہ بیگم اس کی خدمت سے اس درجہ خوش ہوئیں کہ اسے بعض مواضعات کا قاضی مقرر کر دیا۔ آدمی ہوشیار تھا اور زمانہ کی رفتار سے آگاہ تھا نہایت دانائی سے اس خدمت کو انجام دیا۔ تھوڑے دن میں اشبیلیہ کی زکوٰۃ اور وراثت کا سر دفتر مقرر کیا گیا۔ اس نے اپنی خداداد قابلیت اور نیز تحائف و نذرانوں سے سلطان بیگم کو اپنے اوپر اس قدر مہربان بنا لیا اور اس قدر رسوخ بڑھا لیا کہ کسی اور کو خواب میں بھی اس زمانہ میں یہ مرتبہ حاصل نہ ہوا تھا۔ اس کے باوجود اس نے مصحفی کی اطاعت اور فرمانبرداری کا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ستائیس سال حکومت کر کے جہاد سے واپس آتے ہوئے مدینہ سالم میں پہنچ کر ۳۷۵ھ/۱۰۰۲ء میں راہی ملک عدم ہوا۔

ہے میں ذرہ بھر بھی کوتاہی نہ کی' حتیٰ کہ ہشام تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا ہشام کی عمر اس وقت بارہ برس کی تھی۔ سلطانہ بیگم امور سلطنت میں پوری پوری مداخلت تھی اور محمد بن ابی عامر اپنے شریفانہ طرز عمل اور عاملانہ تدابیر سے اس کا پیش دست تھا۔

اتفاق سے اسی زمانہ میں عیسائیوں نے ممالک اسلامیہ پر فوج کشی کی مصحفی نے ان کی مدافعت پر محمد بن ابی عامر کو مامور کیا' محمد بن ابی عامر نے بہ عنایت اللہ جل شانہ عیسائیوں کو شکست دے دی۔ اس سے اس کی مقبولیت اور بڑھ گئی خواص اور عام اسے محبت کی نظروں سے دیکھنے لگے داد و دہش کا مادہ بھی اس میں موجود تھا۔ کچھ لوگوں کو اس سے محبت ہو گئی۔ غرض کسی کو اپنی مردانگی اور دلاوری سے' کسی کو اپنی داد و دہش سے' کسی کو پابندی شریعت اور قانون سے۔ کسی کو اپنی عاملانہ تدابیر سے اپنا ہمدرد اور بہی خواہ بنالیا اور جن لوگوں نے اس کی ذرہ بھر بھی مخالفت کی یا اسے ان کی جانب سے خطرہ ہوا۔ حکمت عملی سے حرف غلط کی طرح سے نکال پھینک دیا۔ مصحفی کے ذریعہ سے صقالبہ (محل سرائے خلافت کی متعلقہ فوج سرایان صقالبہ یعنی سلیو) کو نکلوا دیا۔ اس کے بعد مصحفی کو جوڑ توڑ لگا کر غالب کے ذریعہ سے معزول کیا۔ پھر غالب کو جعفر کے ذریعہ اپنے تیر مقصود کا نشانہ بنایا۔ چند روز بعد جعفر کو عبدالرحمٰن بن محمد ہاشم تجیبی کے ہاتھوں ذلیل و خوار کیا۔

حقیقت یہ ہے کہ منصور اعظم اپنے ارادوں میں حد درجہ کا مستقل اور ان کے پورے کرنے میں نہایت مضبوط تھا۔ ان اشخاص کی معزولی و برطرفی اس وجہ سے نہیں ہوئی کہ یہ لوگ منصور اعظم کی ترقی کے سدراہ تھے بلکہ ملکی و سیاسی مصلحتوں نے منصور کو ان لوگوں کی معزولی اور برطرفی پر مائل اور آمادہ کیا تھا۔ ان لوگوں نے اپنی غرضوں کو ملک و دولت ہسپانیہ کو نشانہ بنا رکھا تھا اور منصور اعظم کو یہ باتیں پسند نہ آتی تھیں۔ اس کے زمانہ کو مؤرخین مغرب نے اندلس کے لئے نمونہ رحمت الٰہی شمار کیا تھا۔ اس نے اندلس کے خود غرض قبائل عرب کو بربریوں اور اجنبیوں کے ذریعہ سے زیر و زبر کر کے اندلس کو پُر امن اور مہذب حکومت بنایا تھا۔ اس کے کارنامے ایسے ہیں جو آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں اس نے اپنے زمانہ حکومت میں ۵۶ جہاد سرحد کفار پر کئے اور کسی میں بھی ناکامی نہیں ہوئی۔ بہ نفس نفیس لڑائیوں میں جاتا تھا عیسائی سرحدی سلاطین کو ایک دوسرے سے لڑا کر کمزور کر رکھا تھا۔ اس کی نسبت منظم میں فتح تحریر کرتا ہے۔ کانت ایامہ احمد ایام وسہام باسہ ارشد سہام غزالروم شانیا وصائفہ وملصی فیما یروم زاجرا وعانقا۔ اس عروج و سطوت اور ترقی کے باوجود اس نے اپنے نام سے ''حاجب'' کے لقب کو ترک نہیں کیا تھا۔ نسباً باپ کی جانب سے معافی تھا اور ماں کی طرف سے تمیمی لہٰذا دونوں جانب سے اسے شرافت نسبی حاصل تھی۔ منصور اعظم نے اپنے زمانہ حکمرانی میں رفاہ عام کے بھی بہت سے کام کئے تھے جس سے اس کی نیک نیتی اور نفع رسانی خلائق کا ثبوت ملتا ہے۔ ان میں سے ایک قرطبہ کے نہر اعظم کا پل ہے۔ ابتدائے ۳۷۸ھ میں اس پل کا بنیادی پتھر رکھا ۳۷۹ھ کے نصف میں بن کر تیار ہوا۔ ایک لاکھ چالیس ہزار۔ (ایک دینار تقریباً نو روپیہ کا ہوتا ہے) صرف ہوئے تھے۔ ایسا ہی ایک دوسرا پل نہر استجہ پر بغرض رفاہ خلائق تعمیر کرایا تھا۔ جامع مسجد قرطبہ کی عمارت میں بھی معقول اضافہ کیا تھا۔ تمام ملک اندلس میں سڑکیں بنوائیں دشوار گزار پہاڑیوں کو کاٹ کر راستے بنوائے جس پر ہر کہہ دمہ بآسانی سفر کر سکتا تھا۔ منصور اعظم کی واقف کاری' سیاست اور بیدار مغزی غیر معمولی تھی' اسے ملک کے تمام حالات معلوم ہوتے رہتے تھے۔ اہل حیان تحریر کرتا ہے کہ ایک روز شب کے وقت منصور اعظم اپنے محل سرا میں بیٹھا ہوا تھا۔ شدت کی بارش ہو رہی تھی۔ تند اور تیز ہوا ٹھنڈی چل رہی تھی۔ تاریکی ایسی تھی کہ اپنا ہاتھ نظر نہ آتا تھا۔ منصور نے دستہ فوج سواران میں سے ایک سوار کو طلب کر کے حکم دیا کہ اسی وقت طلیارش کے راستہ پر جا کر کھڑے رہو جو شخص سب سے پہلے تمہاری طرف سے ہو کر گزرے اسے میرے پاس لے آؤ۔ چنانچہ یہ سوار گھوڑے پر سوار ہو کر طلیارش کے راستہ پر جا کر اسی ابر باراں' برف اور طوفان میں کھڑا ہوا قریب فجر ایک ضعیف اور معمر شخص گدھے پر سوار آتا ہوا نظر آیا اس بوڑھے کے پاس لکڑی کاٹنے کے چند اوزار بھی تھے' سوار نے دریافت کیا ''اے بوڑھے! تو ایسے وقت میں کہاں جاتا ہے؟'' بوڑھے نے جواب دیا لکڑیوں کے لئے جاتا ہوں''۔ سوار نے اپنے دل میں یہ خیال کر کے کہ یہ بوڑھا غریب لکڑیوں کے کاٹنے کو پہاڑ کی طرف جا رہا ہے اس سے منصور کی کیا غرض ہو گی' کچھ تعرض نہ کیا۔ بوڑھا آگے بڑھ گیا۔ پھر یہ سوار دل ہی دل میں سوچ کر منصور کی سطوت اور جبروت سے ڈرا اور لپک کر اس بوڑھے کو جھٹ پٹ گرفتار کر لیا۔ بوڑھے نے منت و سماجت کی کہ مجھے چھوڑ دو منصور کی کوئی غرض مجھ سے نہ نکلے گی۔ میں اپنے پیٹ کے دھندے کے لئے جا رہا ہوں۔ سوار نے ایک بھی نہ سنی کشاں کشاں منصور کی خدمت میں لایا۔ منصور اس وقت تک بیٹھا ہوا اس سوار کے آنے کا انتظار کر رہا تھا' ایک ساعت کو پلک نہیں جھپکائی تھی منصور نے بوڑھے کو دیکھتے ہی خدام کو جامہ تلاشی کا اشارہ کیا۔ خادم نے تلاشی لی' مگر کچھ برآمد نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالرحمٰن بن منصور کی ولی عہدی؛ مظفر کے انتقال کے بعد عبدالرحمٰن، مظفر کا بھائی منصور کا دوسرا بیٹا جانشین ہوا۔

..... ہم ہوا۔ منصور نے کہا ''اچھا اس کے گدھے کے پالان کی تلاشی لو''۔ خدام نے پالان کی تلاشی لی تو اس میں سے ایک خط برآمد ہوا یہ خط عیسائی جلا وطنوں نے ان عیسائیوں کو تحریر کیا تھا جو منصور کے یہاں فوجی خدمات پر مامور تھے مضمون یہ تھا کہ ''موقع پا کر منصور کا کام تمام کر دو''۔ منصور نے مضمون خط سے مطلع ہو کر تمام عیسائیوں کے قتل کا حکم دے دیا انہی عیسائیوں کے ساتھ اس بوڑھے شخص کی بھی گردن ماردی گئی۔

منصور اعظم میں فروگزاشت، فیاضی اور رحم دلی کا مادہ بھی موجود تھا کتاب الازہار المشورہ فی الاخبار الماثورہ کے زہرہ چالیسویں میں لکھا ہوا ہے کہ ایک مرتبہ منصور اعظم نے خزانہ شاہی کی جانچ کی تو اتفاق سے افسر خزانہ کے ذمہ تین ہزار دینار کا ناجائز خرچ نکلا۔ منصور نے افسر خزانہ کو اپنے روبرو طلب کر کے بیان لیا، افسر خزانہ نے غبن کا اقرار کیا، منصور بولا کیوں فاسق تجھ ایسے شخص کی کیا سزا ہے جس نے مسلمانوں کے مال کو غصب کیا ہو، افسر خزانہ نے گزارش کی کہ یہ ایک تقدیری امر تھا جو عقل پر غالب آ گیا، تنگ دستی تھی جس نے امانت اور دیانت کو فاسد کر دیا، منصور نے قسم کھا کر کہا کہ میں تجھ کو بے حد سزا دوں گا تا کہ دوسروں کو عبرت ہو، منصور نے یہ کہہ کر لوہار اور داروغہ جیل کو طلب کر کے حکم دیا کہ اس خائن کے پاؤں میں بھاری بیڑیاں ڈال دو اور جیل پہنچا دو، چنانچہ اس کی تعمیل کی گئی اور سرہنگ کشاں کشاں لے چلے۔ افسر خزانہ نے چلتے وقت دو شعر پڑھے جس کا ترجمہ یہ ہے۔ افسوس صد افسوس میں نے اکثر دیکھا ہے کہ جو کام ہونے والا ہوتا ہے اس میں عقل جاتی رہتی ہے! اصل یہ ہے کہ کسی شخص میں نہ کچھ قوت ہے اور نہ طاقت ہے۔ جو طاقت ہے وہ اللہ کی ہے''۔

منصور نے یہ سن کر ارشاد کیا ''لوٹا لاؤ'' جب وہ لوٹا لایا گیا تو اس سے دریافت کیا۔ تو نے تمثیلاً یہ کہا ہے یا اعتقاداً اور قولاً، افسر خزانہ نے عرض کیا میں نے اعتقاداً کہا ہے، تمثیلاً نہیں کہا منصور نے سرہنگوں کو حکم دیا کہ اس کی بیڑیاں کٹوا دو، فوراً بیڑیاں کاٹ ڈالی گئیں۔ افسر خزانہ نے خوش ہو کر دو شعر اور پڑھے جس کا مضمون یہ تھا۔ کیا تم نے ابن ابی عامر کی فروگزاشت نہیں دیکھی بالضرور اس کا احساس سب کی گردن پر ہے، ایسا ہی اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ سے درگزر کرتا ہے تو اسے جنگ میں داخل کر دیتا ہے''۔ منصور نے خوش ہو کر حکم دیا اسے رہا کر دو اور جس قدر اس نے روپیہ غبن کیا ہے اسے میرے مال سے پورا کر کے داخل خزانہ کر دو۔

منصور اعظم کے مزاج میں جہاں اس قدر فروگزاشت تھی وہاں وہ قوانین اور احکام شرعیہ کا بے حد پابند بھی تھا۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ کسی جرم میں اس کا بیٹا ماخوذ ہو کر قاضی کے روبرو پیش کیا گیا۔ قاضی نے حد شرع کیے جانے کا حکم دیا۔ منصور کا بیٹا یہ سمجھ کر کہ میرا باپ حکومت و سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا مختار ہے۔ مجلس قضا سے اپنے مکان پر چلا آیا۔ منصور کو اس کی خبر لگی تو اس نے بے حد ناراضگی ظاہر کی اور اسی وقت گرفتار کر کے قاضی کی خدمت میں بھیج دیا۔ قاضی نے شرعی حد کا نفاذ کیا۔ چنانچہ اسی حد میں وہ مر بھی گیا اور منصور نے اُف تک نہ کی۔ منصور اعظم جس وقت فوج کا جائزہ لیتا اور قواعد اور پریڈ کے میدان میں ہوتا اس وقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ ایک غیر معمولی جنرل ہے جس سوار کی تلوار یا وردی خلاف قاعدہ ہوتی اسی تلوار سے اس کا سر اتار لیا جاتا۔ ذرا بھی فروگزاشت نہ کرتا۔ غرض منصور اعظم عفو کرم اور پابندی قوانین کا ایک مجسم پتلا تھا۔ جس میں دونوں رخ نظر آتے تھے۔ منصور اعظم اپنے ارادہ میں مستقل اور مضبوط بھی تھا۔ جس کام کو شروع کرتا اسے بغیر کیے ہوئے نہ چھوڑتا تھا، اس سے اس کی عالی حوصلگی پر کافی طور سے روشنی پڑتی ہے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ وہ مجلس مشیراں میں کسی مہم سلطنت پر بحث کر رہا تھا۔ اثنا بحث میں دفعتہً گوشت کے جلنے کی بو آئی۔ رفتہ رفتہ اس قدر بڑھی کہ تمام ایوان میں پھیل کر حاضرین کو پریشان کر دیا۔ ختم بحث کے بعد معلوم ہوا کہ منصور کے پاؤں میں کوئی بیماری تھی اور اس پر داغ دیا جاتا تھا۔ اللہ رے منصور کا استقلال اور مستقل مزاجی کہ اس نے اُف تک نہ کی اور اُف کرنا تو درکنار پوری دلجمعی سے مسئلہ مجوثہ پر بحث کرتا رہا اور کامل طور سے ردوقدح کرنے میں مصروف رہا ایسے مستقل مزاج شخص کے آگے کسی مزاحم کی مزاحمت کہاں تک چل سکتی ہے۔ اس کا آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں۔ منصور اعظم درحقیقت منصور اعظم اور اسی مبارک لقب سے ملقب کیے جانے کا مستحق تھا جب تک اس کی فوج ظفر موج ششماہی یلغار پر رہتی تھی اس وقت تک تمام سرحد اندلس کے مسیحی علاقہ جات میں تہلکہ پڑا رہتا تھا اور عیسائی امراء کے آگے مجسم تصویر مرگ کھڑی رہتی تھی۔ لیون کو اردگرد کی ریاستوں کے ساتھ تخت قرطبہ کا باج گزار صوبہ بنا لیا تھا۔ کسٹائیل بارسلونا، ناوار کو متواتر و پیہم شکستوں سے جاں بہ لب کر رکھا تھا۔ بلکہ پامپلونا اور بارسلونا کے شہروں پر قبضہ بھی کر لیا تھا۔ صاحب سطیح لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ اس کا سفیر غرسیہ والی مشکنش کے پاس کسی ضرورت سے گیا ہوا تھا۔ غرسیہ نے اس کی بے حد خاطر و مدارات کی بڑی دھوم دھام سے دعوت کی اپنے تمام مقبوضہ علاقہ کی سیر کرائی۔ مدتوں اس کے ملک میں سفیر سفر کرتا رہا۔ کوئی مقام ایسا نہ تھا جہاں پر یہ نہ گیا ہو۔ اتفاق سے ایک روز اس کا گزر ایک گرجا کی طرف ہوا۔ گوشہ کلیسہ میں ایک عورت قید نظر آئی دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ مسلمان عورت ہے اور مدت دراز سے عیسائی لے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الناصر الدین اللہ کا بزرگ لقب اختیار کیا اس نے امن وامان قائم رکھنے' ملک وحکومت پر متعین ومتصرف رہنے اور خلیفہ

راہبوں نے قید کر رکھا ہے۔ سفیر نے واپسی کے بعد اس واقعہ کو منصور سے بیان کیا۔ منصور نے اسی وقت فوج کو تیاری کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے فوجیں مرتب کر کے غرسیہ کے ملک پر جا پڑا۔ غرسیہ گھبرا کر منصور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دست بستہ ادب کے ساتھ فوج کشی اور ناراضی کا سبب دریافت کیا۔ منصور نے تیور چڑھا کر کہا "تو نے مجھ سے وعدہ واقرار کیا تھا کہ میں اپنے ملک میں کسی مسلمان کو قید نہ رکھوں گا۔ مگر دریافت سے معلوم ہوا کہ تو نے خلاف عہد نامہ فلاں گرجا میں ایک عورت کو قید کر رکھا ہے۔ واللہ میں اس وقت تک تیرے ملک سے نہ جاؤں گا جب تک اس گرجا کو منہدم کر کے اس عورت کو رہا نہ کرلوں گا"۔ غرسیہ نے قسم کھا کر منت سماجت سے اپنی ناواقفی ظاہر کی اور اسی وقت منصور کی مرضی کے مطابق گرجا کو منہدم کرا کے اس عورت کو منصور کے لشکر گاہ میں پہنچا دیا۔

منصور اعظم کے نمایاں فتوحات اور اس کی زندگانی کے عمدہ کارناموں میں اندلس کے شمالی عیسائیوں کا سر کرنا ہے پہلے اس نے لیون کو زیر وزبر کیا اور اس کے لوہالاٹ فصیلوں اور سنگین برجوں کو مسمار اور منہدم کر کے بار مسلونا کی طرف بڑھا اور اس پر بھی قابض ہو کر گالیشیا پر جا پہنچا اور اسے بھی بزور تیغ فتح کر کے سینٹ یعقوب (یاگو) کے مشہور اور عظیم الشان گرجا کو جا کر زمین دوز کر دیا یہ گرجا بلاد اندلس میں بہت بڑا اور عظیم الشان تھا دور دراز ملکوں سے عیسائی راہب اس کی زیارت کو آتے تھے۔ ہزاروں تارک الدنیا اور خدا پرست مسیحیوں کا یہ مرکز اور تمام یورپ کا قبلہ بنا ہوا تھا۔ عیسائیوں کا یہ خیال تھا کہ اس گرجا میں یعقوب حواری مسیح کی قبر ہے۔ مسیح علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام کی نظر توجہ یعقوب پر خاص طور سے تھی' بیت المقدس کا اسقف (مجاور) تھا۔ تلقین دین عیسائیت کی غرض سے اس مقام تک پہنچ کر پھر سرزمین شام کو واپس گیا اور غالباً ۱۰ اشمی میں وہیں مر بھی گیا تھا۔ اس کے ہمراہیوں نے اسے اس گرجا میں لا کر دفن کیا جو اس کے سفر کا منتہا تھا۔ اس وقت مسلمان بادشاہوں میں سے کسی نے مشکلات سفر اور دوری کی وجہ سے اس گرجا کا قصد تک نہیں کیا تھا۔ یہ شرف وعزت منصور کیلئے ازل سے مخصوص تھی چنانچہ یوم شنبہ ماہ جمادی الآخر ۳۸۷ھ کی ۲۴ تاریخ کو لشکر صائفہ کے ساتھ قرطبہ سے منصور نے کوچ کیا' منصور کا یہ اڑتالیسواں جہاد تھا کوچ وقیام کرتا ہوا شہر قوریہ میں داخل ہوا اور اسے فتح کر کے غلیشیہ (گالیشیا) کی طرف بڑھا۔ یہاں پر عیسائی سرداروں کی ایک بڑی جماعت بغرض اظہار اطاعت حکومت حاضر ہوئی اور عساکر اسلامیہ کے ہمراہ شمالی عیسائیوں کے سر کرنے کیلئے روانہ ہوئی۔ منصور نے پہلے ہی سے دریائی سفر اور فوج کا انتظام کر لیا تھا۔ جنگی جہازوں کے کئی بیڑے موجود تھے' آلات حرب بھی کافی تھے کمسیریٹ کا انتظام بھی معقول تھا فوج کی تعداد بھی کثیر اور معتد بہ تھی۔ یہاں سے روانہ ہو کر مقام برنقال کی طرف بڑھا اور نہر دویہ کو عبور کر کے ایک بڑی نہر کو بذریعہ پل کے عبور کیا جو منصور کے حکم سے جنگی جہازوں کے بیڑے نے پیشتر سے تعمیر کر رکھا تھا۔ یہ پل عیسائیوں کے قلعہ کے مقابلہ میں بنایا گیا تھا۔

منصور کو قلعہ سے جس قدر سامان جنگ اور رسد وغلہ کا ذخیرہ ملا لے کر دشمنان اسلام کے ملک میں قدم رکھا اور نہایت تیزی سے کئی دشوار گزار راستوں اور متعدد دریاؤں اور پہاڑی دروں کو طے کر کے ایک بہت بڑے کشادہ میدان میں پہنچا جو بلاد قرطارش میں واقع تھا۔ پھر اس میدان سے ایک دشوار گزار پہاڑ کے قریب پہنچا جس کا صرف ایک ہی راستہ از حد چھوٹا اور تنگ تھا منصور نے سپہ رس مائزش پلٹن کو راستہ ہموار اور کشادہ کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ شاہی پلٹن نے نہایت تیزی سے سڑک درست کر دی منصور نے اس مصیبت سے بہ آسانی تمام نجات پائی اور نیز وادی نیہ کو بھی عبور کر کے کھلے ہوئے اور وسیع میدان میں پہنچا اس میدان کو طے کرنے کے بعد وہ قسطان اور بلنبو کے میدان میں وارد ہوا یہ مقام بحر محیط کے کنارہ پر واقع تھا۔

عیسائیوں سے مقابلہ ہوا کامیابی کا سہرا منصور کے سر رہا شنت (سینٹ) بلایہ کو فتح کر کے بحر محیط کے اس جزیرہ کی جانب بڑھا جہاں پر کہ ان گردونواح کے شکست خوردہ عیسائی بھاگ کر پناہ گزیں ہوئے تھے۔ عیسائیوں نے جاتے وقت کشتیوں کو ہٹوا دیا۔ منصور کو اس دریا کے عبور کرنے میں بے حد پس و پیش ہوا مگر کچھ سوچ سمجھ کر گھوڑے کو دریا میں ڈال دیا۔ اس کے ہمراہیوں نے بھی اپنے شیر دل افسر کو تیرتے ہوئے دیکھ کر اپنے اپنے گھوڑوں کو دریا میں ڈال دیا رکاب سے رکاب ملائے بات کی بات میں دریا عبور کر کے جزیرہ میں جا پہنچے جس قدر عیسائیوں نے یہاں آ کر پناہ لی تھی ان سب کو قید کر لیا۔ مال واسباب لوٹ لیا اس کے بعد اسلامی لشکر بڑھتے بڑھتے کوہ مراسیہ تک پہنچا جسے بحر محیط کئی طرف سے گھیرے ہوئے تھا مسلمانوں نے اسے بھی ایک سرے سے چھان ڈالا' جس قدر یہاں عیسائی تھے' ان سب کو گرفتار کر کے اپنا حلقہ بگوش بنا لیا اور جس قدر مال واسباب پایا سب پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد بذریعہ دو رہبروں کے اسلامی لشکر نے دو پایاب مقام سے خلیج کو عبور کر کے نہر ایلہ کو بھی عبور کیا اور بہت بڑے مسطح قطعہ زمین میں پہنچے' اللہ .....

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہشام کو بزور حکمت عملی و تدابیر مناسب دبائے رکھنے میں وہی رویہ اختیار کیا جو اس کے باپ اور بھائی کا تھا چند روز بعد اس کے دماغ میں خلافت حاصل کرنے کی ہوس سمائی' چنانچہ خلیفہ ہشام سے جو کہ برائے نام حکومت وسلطنت کا مالک تھا یہ درخواست پیش کی کہ مجھے آپ اپنا ولی عہد مقرر فرمایئے۔ خلیفہ ہشام نے اس درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا۔ ارباب حل وعقد اصحاب شوریٰ کو جمع کر کے ابوحفص بن برد کو عہد نامہ لکھنے کا حکم دیا۔ اس وقت شہر میں خوب خوشی منائی گئی۔ تمام شہر میں چراغاں کیا گیا تھا۔ غرض ابوحفص نے حسب حکم ہشام' ناصر کی ولی عہدی کا فرمان اس مضمون کا تحریر کیا۔

ولی عہدی کا فرمان: ہشام موید باللہ امیر المؤمنین بالعموم تمام آدمیوں سے اور بالخصوص بذات خاص بڑے غور وفکر اور مدتوں استخارہ کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ کس کو میرے بعد منصب امامت وخلافت دیا جائے اور کون شخص اس جلیل القدر عظیم الشان رتبہ کے لائق ہے۔ امیر المؤمنین پر اللہ تعالیٰ کا خوف بے حد غالب ہوا ہے اور وہ ان قضا وقدر سے ہدایت خائف و پریشان ہیں جو یک بیک نازل ہو جاتی ہیں اور پھر وہ کسی کے ٹالے نہیں ٹلتیں۔ ابھی اس جماعت سے علماء کا وجود مفقود نہیں ہوا کہ جن کے معدوم ہو جانے سے جہل وتاریکی کی گھنگور گھٹا چھا جائے گی اور اللہ تعالیٰ کے روبرو جاتے ہوئے ایسی حالت میں کہ ادائے فرائض منصبی سے قاصر رہے ہیں شرم آئے گی۔

جہاں پر عمدہ عمدہ عمارتیں بہ کثرت تھیں۔ قدرتی چشمے' خودرو سبزہ زار اور باغات تھے۔ اس مقام سے یعقوب حواری کی قبر دکھائی دیتی تھی۔ جس کی زیارت کو عیسائی دور دراز ملکوں سے سفر کر کے آتے تھے۔ بلاد قبط' نوبہ' رومہ اور تمام یورپ کے مسیحی راہب اور تارک الدنیا یہاں پر آ آ کر جمع ہوتے تھے' یہاں کے قیام کے باعث نزول برکت ورحمت خداوند تصور کرتے تھے۔

منصور نے اس مقام سے کوچ کر کے شہر سینٹ یعقوب پر پہنچ کر پڑاؤ کیا' یہ چہار شنبہ کا دن تھا ماہ شعبان ۳۸۷ھ کو صرف دو راتیں گزری تھیں عیسائیوں نے اس مقام کو پہلے ہی سے خالی کر دیا تھا عساکر اسلامیہ نے سوائے عمارتوں اور گرجاؤں کے کسی کو نہ پایا' عمارتوں اور گرجاؤں کو منہدم ومسمار کر دیا' مال واسباب جس قدر پایا لے لیا بڑے گرجا کے قریب جس وقت منصور پہنچا ایک بڑا راہب یعقوب حواری کی قبر کے پاس بیٹھا ہوا نظر آیا۔ منصور نے دریافت کیا تم یہاں کیوں ٹھہرے ہو؟ اور کیا کرتے ہو؟ بوڑھے راہب نے نہایت بے پروائی سے جواب دیا' یعقوب حواری کی تنہائی کے خیال سے یہاں ٹھہرا ہوا اپنے خداوند کو یاد کرتا ہوں' منصور کے دل میں اس استغفار کا بہت بڑا اثر پڑا' صرف اس کی جاں بخشی ہی نہیں کی بلکہ ایک گارد وزائر اور مزار کی حفاظت پر مقرر کر دیا تا کہ سپاہ جو شہر کو تاخت وتاراج کر رہی ہے اس مقام کے لوٹنے کی جرأت نہ کر سکے اور فتح مند گروہ کی غارت گری سے یہ محفوظ رہے۔ اس مقام کے قبضہ حاصل کرنے کے بعد منصور نے اپنی فوج ظفر موج کو تمام جزیرہ میں پھیلا دیا۔ بڑھتے بڑھتے اس کی فوج' جزیرہ سینٹ مانکس تک پہنچ گئی جو اس سرزمین کا منتہا تھا۔ جس سے بحر محیط کی لہریں ٹکر کھا رہی تھیں اور جس کے آگے نہ تو سوار جا سکتا تھا اور نہ اسے کوئی پیادہ بہ آسانی عبور کر سکتا تھا۔ یہ وہ مقام ہے جہاں پر منصور سے پہلے کسی مسلم کا گزر نہیں ہوا۔

چونکہ منصور نے جاتے وقت بے حد دقت اٹھائی تھی اس وجہ سے واپس ہوتے ہی برمند بن اردون کے ملک کا راستہ کیا اور اپنے ہمراہیوں کو اس کے ملک کے تاخت وتاراج کرنے کی ممانعت کر دی رفتہ رفتہ قلعہ بلیقیہ کے قریب پہنچا' یہاں سے منصور نے ان عیسائی امراء کو ان کے بلاد کی جانب واپس جانے کا حکم دیا جو اس جہاد میں اس کے ہم رکاب تھے اور نامہ بشارت فتح دارالحکومت قرطبہ روانہ کیا واپسی کے وقت عیسائی امرا کو انعامات جائزے اور صلے مرحمت فرمائے جس سے منصور کی عالی حوصلگی اور بلند ہمتی کا ثبوت ملتا ہے۔

اس معرکہ کے بعد یا کسی اور معرکہ کے بعد محمد بن ابی عامر نے "المنصور" کا خطاب اختیار کیا اور درحقیقت وہ اسی خطاب کا سزاوار تھا۔

افسوس ہے کہ ایسا اولوالعزم عالی حوصلہ شخص جو انسانی حملوں سے ہمیشہ بچتا اور کامیاب ہوتا رہا موت کے پنجہ سے نہ بچ سکا۔ کسٹائیل پر آخری جہاد کر کے واپسی کے وقت دفعتہً بیمار ہو کر ۳۹۲ھ ۱۰۰۲ء میں مر گیا اور بہ مقام مدینہ سالم (میڈینا سلی) مدفون ہوا نفح الطیب جلد اول مطبوعہ لیدن صفحہ ۲۵۷ الغایۃ ۲۷۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے قبائل قریش وغیرہ کی خوب خوب جانچ پڑتال کی کہ ان میں سے کون شخص ایسے امر عظیم الشان کے لائق ہے اور ایسے بارگراں کے اٹھانے کا کون شخص متحمل ہوگا۔ جس کی دیانت وامانت پر بھروسہ کر لے اللہ کے بندے اس کے سپرد کئے جائیں اور وہ اپنی ہوائے نفسانی اور خواہشات بے جا سے کنارہ کر کے اللہ تعالیٰ کی مرضی کا جویاں اور خواہاں رہے میں نے نزدیک و دور نظر دوڑائی' مگر میری نظر میں ایسا کوئی شخص نظر نہ آیا جسے میں اپنے بعد مسلمانوں کی خلافت اور امارت سپرد کر دوں۔ ایک شخص کے علاوہ جو جونسبا بہترین شخص ہے اور بہ لحاظ رتبہ عالی اور بہ نظر منصب سب سے برتر ہے اور اس میں خوف خداوندی کا مادہ بھی ہے۔ فروگزاشت بھی اس کے مزاج میں ہے' مردم شناسی اس کا خاص جوہر ہے اپنے ارادوں میں مضبوط' اخلاق حسنہ سے آراستہ ہے' اخلاق رذیلہ سے کوسوں دور بلکہ منزلوں دور ہے۔ وہ کون شخص ہے وہ میرا دوست' میرا ناصح مہربان ابوالمظفر عبدالرحمٰن بن منصور بن ابی عامر ہے' اللہ تعالیٰ اسے توفیق خیر عطا فرمائے امیر المؤمنین نے اسے مختلف مواقع پر جانچا ہے اور اکثر اوقات اس کا امتحان لیا ہے اس کی حالت پر گہری نظر ڈالی ہے۔ اس کے اخلاق اور عادات پر بھی غور وفکر کیا ہے' امیر المؤمنین کے خیال میں یہ نیک کاموں میں جلدی کرنے والا ہے' اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا بے حد شائق ہے اپنے مقاصد اور ارادوں کے پورے کرنے میں چیرہ دست ہے اور تمام خوبیوں اور محاسن کا جامع ہے وہ ایسا شخص ہے کہ منصور جیسا اس کا باپ اور مظفر جیسا اس کا بھائی ہے ایسی صورت میں کوئی حرج نہیں ہے اگر وہ تمام ترقی کے زینوں کو دفعتہً طے کر جائے اور خیر و برکت کے مدارج یکبارگی حاصل کر لے۔ امیر المؤمنین نے (اللہ تعالیٰ اس کی تائید کرے) اس وجہ سے کہ اس میں علم کے بڑے بڑے اسرار مخفیہ اور غیب کے بہت سارے رازہائے سربستہ کا ظہور ہوتا ہے یہ قصد فرمالیا ہے کہ ان کا ولی عہد ایک قحطانی نسل کا شخص ہو' جس کی نسبت عبداللہ بن عمر بن العاص اور ابو ہریرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہے: ((لا تقوم الساعة حتى يخرج رجل من قحطان يسوق الناس بعضاة)) پس جب کہ انتخاب خلیفہ کی بابت اختیار حاصل ہو گیا اور آثار اس کا ثبوت مل گیا اور کوئی دوسرا شخص اس کے سوا اس اہلیت کا نظر نہیں آتا تو امیر المؤمنین اپنی حیات میں امور سلطنت کو اسی کے سپرد کرتے ہیں اور بعد وفات یہ حکم دیتے ہیں کہ یہی میرا جانشین تخت خلافت ہو' امیر المؤمنین کا یہ فعل بطیب خاطر بلا جبر و اکراہ اور اجتہاداً ہے۔ امیر المؤمنین نے اس ولی عہدی کا بلا کسی شرط اور قید کے جائز اور نافذ فرمایا ہے اور اس عہد نامہ کے ایفاء پر خفیہً علانیہ قولاً اور فعلاً اللہ اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کو جو کہ امیر المؤمنین کے آباء و اجداد سے ہیں اور نیز اپنے آپ کو ذمہ دار کیا ہے کہ آئندہ نہ تو اس میں کچھ تبدیلی کی جائے گی اور نہ کچھ تغیر پیدا کیا جائے گا اور نہ یہ عہد نامہ کالعدم کیا جائے گا اور نہ کسی اور امر پر محمول کیا جائے گا۔ اس امر پر اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کو گواہ کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ شہادت کے لئے کافی ہے اور اس پر اسے بھی گواہ کیا جاتا ہے جس کا نام اس عہد نامہ میں آ گیا ہے اور وہ آج سے صاحب الامر قولاً و فعلاً مختار اور میرا ولی عہد موسوم بہ مامون ابوالمطرف عبدالرحمٰن بن منصور ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے توفیق خیر عطا فرمائے اور اس کی گردن پر جس امر کا بار رکھا گیا ہے اسے پورا کرنے کی اسے قوت عطا کرے اور اسے اس کے فرائض منصبی کے ادا کرنے پر قدرت عنایت کرے۔ تحریر ماہ ربیع الثانی ۳۹۸ھ۔

تحریر عہد نامہ کے بعد وزراء قضاۃ اور تمام اراکین دولت نے بدست خاص اپنے اپنے دستخط کئے اس روز سے یہ ولی عہد کہلایا جانے لگا۔ اس سے اہل دولت امویہ کو جوش پیدا ہوا اور وہ سب کے سب اس سے معاندانہ پیش آنے لگے۔ اسی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سبب سے اس کی اور اس کی قوم کی حکومت ختم ہوگئی۔ واللہ وارث الارض و من علیھا.

ہشام کی معزولی اور مہدی کی بیعت: عبدالرحمٰن ملقب بہ ناصر الدین اللہ بن منصور اعظم کی ولی عہدی کی تقریب درجہ تکمیل پر پہنچنے کے بعد امویوں اور قریشیوں کو اس سے بے حد ناراضگی اور برافروختگی پیدا ہوئی' عبدالرحمٰن ناصر کو گرانے کی فکریں کرنے لگے اور سب کے سب اس امر پر متفق ہوئے کہ عنان حکومت مضریہ کے قبضۂ اقتدار سے نکال کر یمنیہ کے ہاتھ میں دی جائے چنانچہ ہر طبقہ کے لوگوں میں باہم سرگوشیاں ہونے لگیں' اتفاق سے اسی زمانہ میں عبدالرحمٰن ناصر لشکر صوائف کے ساتھ جلالقہ کے جہاد پر چلا گیا مخالفین کو موقع مل گیا۔ ایک روز سب کے سب جمع ہو کر افسر اعلیٰ پولیس پر قرطبہ میں قصر خلافت کے دروازے پر جہاں کہ اس کا مرکز تھا ۳۹۹ھ میں ٹوٹ پڑے اور ہشام مؤید کو منصب خلافت سے معزول کر کے محمد بن ہشام بن عبدالجبار بن امیر المؤمنین الناصر الدین اللہ کو تخت خلافت پر جلوہ افروز کیا اس کی خلافت و امارت کی بیعت کر لی۔ محمد بن ہشام اسی شاہی خاندان کا ایک ممبر اور خلفاء گزشتہ کی یادگار تھا۔ ارکین دولت نے محمد کو تخت خلافت پر متمکن کرنے کے بعد ''المہدی باللہ'' کا لقب دیا۔

بنو عامر کا زوال: اس واقعہ کی خبر شدہ شدہ عبدالرحمٰن حاجب کو سرحد پر جہاں کہ وہ تھا پہنچ گئی۔ ہمراہیوں میں پھوٹ پڑ گئی۔ عبدالرحمٰن نے اس زعم سے کہ اُمور سلطنت کے سیاہ وسفید کرنے کا مالک تو میں ہوں اور میری موجودگی میں کسی کی کچھ پیش نہ جائے گی' قرطبہ کی جانب واپس ہوا' جوں ہی دارالخلافت کے قریب پہنچا فوج کا بڑا حصہ اور سرداران بربر' عبدالرحمٰن کے لشکر گاہ سے علیحدہ اور جدا ہو کر قرطبہ چلے آئے اور مہدی کے ہاتھ پر بیعت کر لی' جو اس وقت قرطبہ میں حکمرانی کر رہا تھا۔ ان لوگوں نے لگا بجھا کر مہدی کو عبدالرحمٰن ناصر کی مخالفت پر اُبھار دیا۔ چنانچہ مہدی کے اشارہ سے چند لوگ عبدالرحمٰن ناصر پر حملہ آور ہوئے اور اس کا سر اُتار کر مہدی اور مخالفین عبدالرحمٰن کے پاس لے آئے۔ عبدالرحمٰن کے مارے جانے سے عامریوں کی حکومت و دولت کا خاتمہ ہو گیا گویا کہ اس کا وجود ہی نہ تھا۔

بربریوں کی بغاوت: اس سے پیشتر بربریوں اور زناتہ کی فوجوں نے منصور کی حکمرانی اور سیاست میں ہاتھ بٹایا تھا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے بھی ہوا خواہ رہے۔ ان دنوں ان لوگوں کے رؤسا اور امرا زادی بن مناد' ضہاجی' بنو ماکیرا بن زیری' محمد بن عبداللہ برزالی' فصیل بن حمید مکناسی اس کا باپ عبیدیوں سے عہد خلافت ناصر میں لڑا تھا۔ زیری بن عزانہ مغیطی' ابو یزید بن دوناس یفرنی' عبدالرحمٰن بن عطاف یفرنی ابوتور بن ابی قرہ یفرنی' ابوالفتوح بن ناصر' حرزون بن محض مغرادی مکساس بن سید الناس اور محمد بن عیسیٰ مغرادی وغیرہ اپنے قبائل اور خاندان کے ساتھ جا ملے تھے باقی رہے اُمویہ وہ پہلے ہی سے خار کھائے بیٹھے تھے انہیں دولت و حکومت پر عامریوں کا تسلط کب پسند آ سکتا تھا۔ انہوں نے نہایت خوش دلی سے محمد بن ہشام کی حکومت کا خیر مقدم کیا اہل شہر کے قلوب بھی عامریوں سے صاف نہ تھے۔ عامری عام طور سے آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹکتے تھے۔ تھوڑے دن میں اس حد درجہ تک یہ قضیہ بڑھا کہ عوام الناس ان لوگوں سے پریشان ہو کر ارکین دولت سے فریادیں کرنے لگے۔ ہر کہ دمہ کی زبان پر انہی لوگوں کا چرچا رہنے لگا۔ محمد بن ہشام نے ان سب واقعات سے مطلع ہو کر حکم دے دیا کہ کوئی عامری سوار ہو کر نہ نکلے اور نہ آلات حرب سے مسلح ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہدی کو معزول کرنے کی سازش: اسی زمانہ میں ان کے بعض رؤسا دروازہ محل سرائے شاہی سے بلاحضوری واپس کر دیئے گئے تھے۔ بازاریوں نے اُن کے مکانات کو لوٹ لیا۔ زادی' ابوالفتوح ناصر اور اس کے چچازاد بھائی حساسہ نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر محمد بن ہشام مہدی سے شکایت کی کہ بازاریوں نے ہمارے لوگوں کے مکانات کو لوٹ لیا ہے۔ مہدی نے ان کی فریادیں سنیں اور جن لوگوں نے ان کے گھروں کو لوٹ لیا تھا ان کو سزائیں دیں مہدی کا سینہ ان لوگوں کی عداوت سے بھرا ہوا اور ان کے عادات بد سے اس کا دل بیزار تھا۔ اس کے بعد سچ یا جھوٹ کسی ذریعہ سے ان لوگوں تک یہ خبر پہنچی کہ مہدی ان لوگوں کے بدعہدی کیا چاہتا ہے۔ یہ لوگ باہم ملنے جلنے لگے۔ در پردہ مشوروں ہونے لگا کہ مہدی کو معزول کر کے ہشام بن سلیمان ابن امیر المؤمنین ناصر الدین اللہ کو عبائے خلافت پہنانا چاہئے۔ اس واقعہ سے اراکین دولت کے کان آشنا ہو گئے۔ انتہائی عجلت کے ساتھ اس کی روک تھام کی طرف متوجہ ہوئے' پہلے تو ان لوگوں کو حکمتِ عملی سے شہر قرطبہ سے نکال باہر کیا۔ اس کے بعد ہشام بن سلیمان اور اس کے بھائی ابوبکر کو مہدی کے پاس گرفتار کرلائے۔

مستعین کی بیعت: چنانچہ مہدی کے حکم سے ان دونوں ناکردہ گناہوں کی گردن ماری گئی اور سلیمان بن الحکم بخوف جان بھاگ کر بربر اور زناتہ کے لشکر میں پہنچا' اس وقت یہ سب کے سب قرطبہ کے باہر جمع ہو رہے تھے اور شاہی خاندان میں سے کسی ایک شاہزادے کو تخت نشین کرنے کی فکریں کر رہے تھے۔ سلیمان کو دیکھتے ہی اس کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کر لی۔ المستعین باللہ' کے مبارک خطاب سے مخاطب کیا اور اس کے ہم رکاب طلیطلہ کی سرحد کی طرف گئے۔ ابن اوفونش کی پشت گردی سے فوجیں آرستہ کر کے قرطبہ کے محاصرہ کے لئے کوچ کیا۔ اس فوج میں یا تو بربری تھے یا عیسائی۔ مہدی بھی یہ خبر پا کر بقصد جنگ قرطبہ کے باہر آیا اہل شہر' اراکین دولت اور فوج نظام سینہ سپر ہو کر اپنے جدید خلیفہ کے ساتھ لڑنے کے لئے نکلی۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر قرطبہ کی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ میدان مستعین کے ہاتھ رہا۔ تقریباً بیس ہزار اہل قرطبہ اس معرکہ میں کام آئے ائمہ مساجد' دربان' موذن اور علماء مشائخین قتل کئے گئے آخر چوتھی صدی میں مستعین فتح مندی کا جھنڈا لئے ہوئے قرطبہ میں داخل ہوا۔ محمد بن ہشام بن عبدالجبار ملقب بہ مہدی باللہ بھاگ کر طلیطلہ پہنچا۔

مستعین کی شکست: جس وقت مستعین نے بزور تیغ قرطبہ پر قبضہ حاصل کر لیا۔ محمد بن ہشام مہدی شکست کھا کر طلیطلہ چلا گیا۔ ابن اوفونش نے اسے بھی فوجی مدد دی پس اس نے بھی اس کی اعانت اور پشت گری پر فوجیں آراستہ کر کے قرطبہ کی جانب بڑھا۔ مستعین سے معرکہ آرا ہوا۔ چنانچہ قرطبہ کے باہر مقام عقبۃ البقر آخری دروازہ ستبہ پر مستعین کو شکست ہوئی مہدی مظفر و منصور قرطبہ میں داخل ہوا اور کامیابی کے ساتھ قابض ہو گیا۔

مہدی کا قتل: جوں ہی مہدی مظفر و منصور قرطبہ میں داخل ہوا۔ مستعین نے مع فوج بربر قرطبہ سے نکل کر تمام ملک میں غارت گری کا بازار گرم کر کے مار دھاڑ شروع کر دی۔ نیک و بد کا امتیاز چھوڑ دیا۔ ایک مدت تک یہی کیفیت رہی۔ اس کے بعد جزیرۂ خضراء کی جانب چلا گیا۔ مہدی اور ابن اوفونش تعاقب میں روانہ ہوئے۔ مستعین اور بربری فوج لوٹ پڑی۔ مہدی اور ابن اوفونش پسپا ہو کر قرطبہ کی جانب بھاگے' مستعین نے تعاقب کیا۔ حتیٰ کہ مہدی اور ابن اوفونش نے مع اپنی رکاب کی فوج کے قرطبہ میں داخل ہو کر شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا' مستعین نے محاصرہ کر لیا۔ اہل قرطبہ کو بربریوں کے طول و

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شدت محاصرہ سے اضطراب پیدا ہوا' خادمان قصر خلافت ہشام کے حاشیہ نشینوں سے ملے اور یہ کہا کہ یہ سب مصیبتیں محمد بن ہشام کی بدولت ہم لوگوں کے سروں پر نازل ہوئی ہیں۔ اگر تم لوگ بھی ہمارے اس خیال سے متفق ہو تو آؤ محمد بن ہشام کا کام تمام کر کے ہشام کی خلافت کی دوبارہ بیعت کر لیں اور بربریوں کے ظلم وستم سے اپنے کو نجات دیں۔ خدام خلافت اور ہواخواہان ہشام نے اس رائے سے اتفاق کیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے محمد بن ہشام کو قتل کر کے بالاتفاق ہشام مؤید کی خلافت کی دوبارہ بیعت کی۔ اس کام کا بانی مبانی واضح عامری نامی ایک شخص تھا جو ہشام مؤید کی بحالی کے بعد اس کا حاجب بنایا گیا تھا۔ یہ شخص منصور بن ابی عامر کا آزاد غلام تھا۔

قرطبہ کا محاصرہ: اہل قرطبہ کو اس کارروائی سے کچھ بھی فائدہ نہ پہنچا۔ بربری فوجیں' محاصرہ پر اڑی رہیں اور مستعین دعوے دار خلافت انہی لوگوں میں گل چھرے اڑاتا رہا' رفتہ رفتہ سارے قصبات اور دیہات خراب اور ویران ہو گئے تو ہشام اور اہل قرطبہ کو مارتے مارتے قرطبہ میں داخل کر دیتے' اس روزانہ جنگ اور آئے کی دن شکست سے اہل قرطبہ تنگ آ گئے اور رسد وغلہ کا ذخیرہ بھی ختم ہو چلا۔ مستعین اور بربری اس وجہ سے کہ مضافات قرطبہ پہلے ہی سے ویران ہو گئے تھے۔ کھیتیاں خراب ہو گئیں تھیں' کمی رسد وغلہ سے پریشان ہو رہے تھے۔ نہ تو محاصرہ اٹھا کر واپس آتے بنتا تھا اور نہ قرطبہ فتح ہوتا تھا۔ کچھ سوچ سمجھ کر مستعین اور بربریوں نے ابن اوفونش کو اپنی کمک کی غرض سے طلب کیا۔

ہشام کا قتل: ہشام مؤید اور اس کے حاجب واضح کو اس کی خبر لگ گئی۔ انہوں نے ابن اوفونش کو صوبہ قشتالہ دے کر مستعین کی مدد کرنے سے روک دیا۔ اس صوبہ کو منصور نے عیسائیوں سے فتح کیا تھا۔ بالآخر بربریوں اور مستعین نے بزور تیغ ۳۹۳ھ میں قرطبہ فتح کر لیا۔ ہشام موید مارا گیا اور مستعین مع اپنی بربری فوج کے قرطبہ میں داخل ہوا۔ سب اپنی عورتوں' لڑکوں اور بچوں سے جا ملے۔ ایک مدت کے بچھڑے ہوئے اپنے اپنے مکانات میں آ کر آباد ہوئے۔

امرا کی خودمختاری: اس واقعہ سے مستعین کی دماغ میں اپنی حکومت کے مستقل ومضبوط ہو جانے کا خیال جم گیا' بربریوں اور غلاموں کو بڑے بڑے شہروں کی حکومت پر مامور کیا انہیں وسیع اور زرخیز صوبوں کی حکمرانی دی' چنانچہ بادیس بن حبوس کو غرناطہ کی' محمد بن عبداللہ برزالی کو قرمونہ کی' اور ابوثور بن ابی اشبل کو شریش کی حکومت عطا کی۔ اراکین دولت کا شیرازہ منتشر ہو گیا تمام بلاد اندلس میں پریشان ہو کر نکل گئے اور آخر کار اسی زمانہ سے طوائف الملوکی بھی شروع ہو گئی ابن عباد نے اشبیلیہ میں' ابن افطس نے بطلیوس میں' ابن ذی النون نے طلیطلہ میں' ابن ابی عامر نے بلنسیہ ومرسیہ میں' ابن ہود نے سرقسطہ میں اور مجاہد عامری نے دانیہ اور جزائر میں خودمختاری حکومت کا اعلان کر دیا جیسا کہ ہم ان کے حالات کے ضمن میں بیان کریں گے۔

ابن حمود کا قرطبہ پر قبضہ: جس وقت اراکین دولت قرطبہ منتشر اور متفرق ہو گئے بربریوں نے حکومت وسلطنت پر قبضہ کر لیا' علی بن حمود اور اس کا بھائی قاسم (جو کہ ادریس کے پس ماندگان خاندان سے تھے اور بربریوں کے ساتھ سرحد سے آئے تھے) دعوے دار حکومت ہو گئے اور زیادہ تر بربریوں کی حمایت اور اعانت سے ۴۰۷ھ میں قرطبہ پر قبضہ حاصل کر لیا۔ مستعین کو قتل کر کے بنوامیہ کی بادشاہت کے آثار معدوم اور نیست ونابود کر دیئے۔ سات برس تک اسی صورت سے قرطبہ کی حکومت کا سلسلہ جاری رہا۔ اس کے بعد پھر بنی امیہ اٹھے اور اولاد ناصر میں سے ایک شخص حکومت وامارت کی عبا پہن کر تخت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلافت پر متمکن ہوا پھر تھوڑے دن بعد عنان حکومت ان کے قبضہ سے نکل گئی اور حکومت وسلطنت پر عرب' غلاموں اور بربریوں نے قبضہ کرلیا۔ ملک اندلس چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منقسم ہوگیا۔ ان لوگوں نے علیحدہ علیحدہ اپنی اپنی خودسر حکومتیں قائم کر کے وہی القاب اور خطابات اختیار کئے جو خلفاء کے تھے جیسا کہ ہم اسے کامل طور سے ان کے حالات میں بیان کریں گے۔

المستظہر و مستکفی: اہل قرطبہ نے سات سال کے بعد حمودیوں کو کرسی امارت سے اتار دیا' قاسم بن حمود نے بربری فوج لے کر قرطبہ پر فوج کشی کی' اہل قرطبہ نے متفقہ قوت سے قاسم کو شکست دی اس وقت اہل قرطبہ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ عنان حکومت اندلس بنو امیہ کے قبضۂ اقتدار میں دی جائے' وہی اس کے مستحق اور لائق ہیں۔ چنانچہ عبدالرحمٰن بن ہشام بن عبدالجبار (برادر مہدی) کو شاہی کے لئے منتخب کیا اور ماہ رمضان ۴۱۴ھ میں اس کے ہاتھ پر خلافت وامارت کی بیعت کی۔ المستظہر کا خطاب دیا۔ ابھی اس کی خلافت وحکومت کو دو ماہ بھی نہیں گزرے تھے کہ محمد بن عبدالرحمٰن بن عبیداللہ بن خلیفہ ناصر بدعوے خلافت مستظہر کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے باپ کو منصور نے مخالفت کی وجہ سے قتل کروایا تھا۔ اس وقت سے یہ خاموشی موقع اور وقت کا منتظر تھا اب جب کہ بربریوں سے دولت وحکومت خالی ہوگئی تو اس نے علم مخالفت بلند کر دیا۔ عوام الناس اور بازاریوں کا جم غفیر اس کے ساتھ ہولیا مستظہر کو اس کی روک تھام میں ناکامی ہوئی۔ محمد بن عبدالرحمٰن نے قرطبہ پر قبضہ حاصل کر کے ''مستکفی'' کا خطاب اختیار کیا اور بالاستقلال تخت حکومت پر بیٹھ کر قرطبہ پر حکمرانی کرنے لگا۔

معتلی بن حمود: مستکفی کی بیعت خلافت کے چھ مہینے بعد' قرطبہ کی عنان حکومت (۴۱۶ھ میں) یحییٰ بن علی بن حمود یعنی معتلی کے قبضہ میں چلی گئی جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جائے گا اور مستکفی بحال پریشان سرحدی بلاد کی طرف بھاگ گیا اور اسی زمانہ فراری میں سفر آخرت اختیار کیا۔ چند روز بعد اہل قرطبہ نے معتلی بن حمود کو ۴۱۷ھ میں تخت خلافت سے اتار دیا۔

المعتمد باللہ: وزیر السلطنت ابومحمد جہور ابن محمد بن جہور اور سرداران قرطبہ نے ہشام بن محمد برادر مرتضیٰ کی خلافت کی بیعت کر لی' ہشام بن محمد ان دنوں سرحد پر مقام لاردہ میں ابن ہود کے پاس مقیم تھا جب اسے یہ خبر لگی کہ میری خلافت کی بیعت لی گئی ہے تو ۴۱۸ھ میں لاردہ سے برنٹ چلا آیا اور ''المعتمد باللہ'' کا لقب اختیار کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ محمد بن عبداللہ بن قاسم برنٹ پر قابض ہوگیا تھا۔ پس ہشام نے یہیں قیام اختیار کیا' تین برس تک سرحد ہی پر مارا مارا پھرا' رؤسا اور سرداران قبیلہ میں باہم اختلاف پڑا ہوا تھا۔ فتنہ وفساد کی گرم بازاری تھی بالآخر اس امر پر متفق ہوئے کہ ہشام (معتمد) کو قرطبہ میں لا کر ٹھہرانا چاہئے چنانچہ وزیر السلطنت ابومحمد جہور اراکین دولت کے ایک گروہ کے ساتھ ہشام کے پاس گیا اور ۴۲۰ھ میں اسے قرطبہ لے آیا' تھوڑا ہی زمانہ گزرنے پایا تھا کہ ۴۲۲ھ میں لشکریوں نے اسے معزول کر دیا' غریب معتمد نے لاردہ کا راستہ لیا اور وہیں ۴۲۸ھ میں مرگیا۔ اس کے مرنے سے خلافت امویہ کا دور ختم ہوگیا اور اس کی حکومت وسلطنت کا ٹمٹماتا ہوا چراغ گل ہو گیا واللہ غالب علیٰ امرہ۔[1]

---

[1] ملک اندلس جسے طارق وطریف سپہ سالاران لشکر اسلام نے بہ زمانہ گورنری موسیٰ بن نصیر گورنر افریقہ عہد خلافت ولید اموی ۹۲ھ میں فتح کیا تھا تقریباً پچاس برس تک بطور ایک صوبہ کے خلافت دمشق کے ماتحت رہا اس زمانہ میں اکثر دربار خلافت سے اس صوبہ کا گورنر مقرر ہو کر آتا تھا.....

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

... تھا اور گاہے گورنر افریقہ اپنی جانب سے کسی شخص کو اس صوبہ پر مامور کر دیتا تھا۔ اس پچاس سال کے آخر میں طوائف الملوکی اور خودسری بھی شروع ہوگئی تھی۔ قبائل عرب آپس میں لڑنے بھڑنے لگے تھے۔ ایک دوسرے کو کاٹے کھاتا تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ خلافت دمشق کا شیرازہ درہم برہم ہوگیا تھا۔ تخت خلافت پر عباسیہ کا قبضہ ہوگیا تھا۔ عبدالرحمٰن نامی ایک شخص شاہزادہ گان بنوامیہ سے کسی نہ کسی طرح اپنی جان اس عام خونریزی سے بچا کر اندلس پہنچا اور اپنی مدبرانہ کارروائیوں اور پولیٹکل چالوں سے اندلس پر قابض ہوگیا۔ ان سب واقعات کو آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اس وجہ سے ہم اُن کا اعادہ نہیں کرنا چاہتے۔

عبدالرحمٰن داخل بنوامیہ میں سب سے پہلے ۱۳۸ھ میں اندلس آیا تھا اور بنوامیہ کی مردہ شان وشوکت کو از سرنو زندہ کیا تھا۔ بہت بڑے حوصلہ اور دماغ کا آدمی تھا۔ اندلس کی متعدد اور خودسر حکومتوں اور بغاوتوں کو سر کر کے اسی نے ایک مہذب اور شائستہ گورنمنٹ بنائی تھی۔ اسی نے تمام خودمختار اور جنگجو امراء کو زیروزبر کر کے اندلس کو پُرامن اور انصاف پسند حکومت کا خطاب دیا تھا۔ اس کے بعد اس کے خاندان سے ۳۲۸ھ تک تیرہ اشخاص اور جانشین ہوئے جن کے زمانہ حکومت کے حالات علیحدہ علیحدہ تحریر کئے گئے ان تیرہ اشخاص میں سے گنتی کے چند اشخاص ایسے گزرے ہیں جنہیں جہاں داری اور حکومت کا سلیقہ تھا۔ ورنہ سب کے نہیں تو ان میں اکثر ایسے تھے جو کہ امراء دولت اور افسران فوج کے ہاتھ کی کٹ پتلی یا موم کی ناک تھے۔ مگر وہ چند اشخاص ایسے تھے جن کی ذات سے اندلس کا نام روشن ہوگیا تھا۔ تمام یورپ نے ان کا لوہا مان لیا تھا۔ علم وہنر اور فنون کی قدردانی میں شہرہ آفاق تھے تقریباً دوسو برس ملک پر حکمرانی کی اور اس مدت میں ان تاجداروں نے اندلس کو دلہن کی طرح آراستہ کر دیا۔ قرطبہ کیا تھا تمام جہان کے علوم وفنون کا مرکز بنا ہوا تھا۔ دور دراز ملکوں سے طلباء علوم یہاں کی یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے آتے تھے۔ یورپ نے اسی کی شاگردی میں زانوئے ادب تہہ کیا تھا۔ ان بادیہ نشینان عرب نے ملک اندلس میں جو نمایاں کام کئے تھے وہ آج بڑے سے بڑے سائنسدان طبیعات داں اور فرزانۂ روزگار فلاسفر سے نہیں بن پڑتا۔ بزم اور رزم دونوں کے وہ مالک تھے۔ ان کے ایک ہاتھ میں قلم ہوتا تھا تو دوسرے ہاتھ میں تلوار۔ تعمیرات کی طرف آنکھیں اٹھتی ہیں تو اس وقت وہ زبان حال سے اپنے بانیوں کی عظمت وجلال کا افسانہ کہہ رہی ہیں ؎

از نقش و نگارے در و دیوار شکستہ
آثار پدیداست صنادید عجم (نہیں) عرب را

وجہ تسمیہ اندلس: بنوامیہ کا دور حکومت تمام ہوتا ہے اس کے بعد طوائف الملوکی کا سلسلہ اور خودمختار ریاستوں کا آغاز ہوتا ہے لہٰذا اس موقع پر ہم سرزمین اندلس کے کچھ اوصاف بیان کرنا چاہتے ہیں اور مدینۃ الخلفاء قرطبہ کی بعض تعمیرات پر بھی ایک سرسری نظر ڈالا چاہتے ہیں۔

از در دوست چہ گویم بچہ عنوان رفتم
ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرماں رفتم

مؤلف کتاب نفح الطیب تحریر کرتا ہے کہ سرزمین اندلس کے اوصاف کسی عبارت میں کامل طور سے بیان نہیں کئے جاسکتے اور نہ اس کی خوبی ولطافت پر کسی قسم کا غبار پڑسکتا ہے۔ ابن سعید کہتا ہے کہ یہ ملک اندلس بن طومان بن یافث بن نوح علیہ السلام کے نام سے موسوم ہوا کیونکہ اندلس نے اپنی سکونت کے لئے اس سرزمین کو منتخب کیا تھا جیسا کہ طومان کے بھائی سبت بن یافث کے نام سے اندلس کے سامنے کی سرحد اس کی سکونت کے باعث سبتہ کہلائی۔ ابن غالب کا بیان ہے کہ اندلس یافث بن نوح علیہ السلام کا بیٹا تھا جس نے ابتداً اس سرزمین میں سکونت اختیار کی تھی۔

اوصاف اندلس: ابوعامر سلمی نے اپنی کتاب بدورالقلائد وغررالفوائد میں تحریر کیا ہے کہ ملک اندلس بہترین ملکوں میں سے ہے اس کی ہوا اور سرزمین نہایت معتدل اور اس کا پانی نہایت شیریں ہوا پاکیزہ اور حیوانات ونباتات نفیس ہیں یہ ملک اوسط الاقالیم سے ہے اور خیرالامور اوسطہا ایک مشہور مثل ہے۔ ابوبعید بکری تحریر کرتا ہے کہ ملک اندلس پاکیزگی میں شام ہے ہوا کے لحاظ سے یمن سے مشابہ ہے۔ مسطح اور معتدل ہونے کے اعتبار سے ہند ہے۔ عمدگی اور لطافت میں اہواز ہے اور زرخیزی میں چین ہے۔ اس کے سواحل اور اس کے معاون میں طرح طرح کے قیمتی جواہر مخزون ہیں۔ آثار قدیمہ بھی بکثرت ہیں۔ مسعودی نے مروج الذہب میں تحریر کیا ہے کہ بحر اندلس کے ساحل شنتریں اور شدونہ میں عنبر بکثرت پیدا ہوتا ہے اس کے علاوہ سونا چاندی اور پارہ کی متعدد کانیں ہیں۔ زعفران بھی پیدا ہوتا ہے۔ بعض مبصرین کا بیان ہے کہ اندلس میں تمام قسم کی کانیں ہیں جو سبعہ سیارہ کے تاثیرات سے پیدا ہوتی ہیں۔ رانگ کو زحل سے تعلق ہے اس کی بھی اندلس میں کان ہے۔ قرد یر سفید (ایک قیمتی پتھر ہے) منسوب پشتری ہے۔ اس کی ...

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

..... کان بھی اندلس میں ہے۔ لوہا مریخ کی طرف منسوب ہے یہ بھی اندلس کی کان سے برآمد ہوتا ہے۔ سونا شمس کی جانب منسوب ہے' تانبا زہرہ کی جانب' پارہ عطارد کی جانب اور چاندی قمر کی طرف اور ان سب چیزوں کی کانیں اندلس میں موجود ہیں۔ غرض کہ اندلس کیا ہے۔ ایک زرخیز ملک ہے جس کی ہوا بھی معتدل ہے اور سرزمین بھی شاداب ہے۔

جزیرہ نمائے اندلس مثلثہ الشکل ہے اور تین حصوں وسطی' شرقی اور غربی پر مشتمل ہے۔ وسطی میں قرطبہ' طلیطلہ' جیان' غرناطہ' مریہ اور الفہ وغیرہ شامل تھے۔ بظاہر یہ چھ شہر ہیں۔ لیکن حقیقت میں ہر ایک مستقل مملکت کے حکم میں تھے۔

قرطبہ کے متعلقات سے استجہ' بلکونہ' قبرہ' زندہ' غافق' مدور' اسطیہ' بیانہ' جنانہ اور قصیر وغیرہ تھے۔

طلیطلہ کے مضافات سے وادی الحجارہ' قلعہ رباح اور طلمنکہ وغیرہ تھے۔ مضافات جیان سے ابذہ بیاسہ اور قسطہ وغیرہ تھے۔ متعلقات غرناطہ سے وادی آش' منکب اور لوشہ وغیرہ تھے۔ اعمال مریہ سے اندرش اور مالقہ کے مضافات سے ملیش اور الحامہ وغیرہ تھے ملیش میں بکثرت میوہ جات پیدا ہوتے تھے الحامہ میں گرم پانی کا چشمہ وادی کی صورت میں تھا۔

شرقی اندلس میں صوبجات مرسیہ' بلنسیہ' دانیہ' سہلہ اور ثغر اعلیٰ تھے۔ مرسیہ کے متعلقات سے اربولہ' القنت اور قہ وغیرہ شمار کئے جاتے تھے۔ بلنسیہ میں شارطبہ اور جزیرہ شقر تھے' دانیہ کے متعلق بھی چند شہر تھے۔ جنہیں گردش زمانہ نے ویران وخراب کر ڈالا۔

سہلہ میں بھی کئی شہر آباد تھے۔ یہ صوبہ بلنسیہ اور سرقسطہ کے درمیان میں واقع تھا اسی وجہ سے اسے بعضوں نے ثغر اعلیٰ کے مضافات سے شمار کیا تھا۔ اس صوبہ میں متعدد قلعے اور کئی شہر آباد تھے۔

ثغر اعلیٰ کے مضافات سے سرقسطہ' کورہ لاردہ' قلعہ بیضا' کورہ تطیلہ اور اس کا شہر طرسونہ تھا' کورہ وشقہ (اس کا شہر تمریط تھا) کورہ مدینہ سالم (میڈناسلی) کورہ قلعہ ایوب (اس کا شہر ملیانہ تھا' کورہ بربطانیہ اور کورہ باروشہ تھا۔

غربی اندلس میں اشبیلیہ' ماردہ' اشبونہ اور شلب شمار کئے جاتے تھے مضافات اشبیلیہ میں سریش خضراء اور لیلہ تھا۔ ماردہ کے مضافات سے بطلیوس' بابر وغیرہ تھے۔

اعمال اشبونہ میں شنترین سب سے بہتر اور عمدہ مقام تھا۔

صوبجات شلب سے سینٹ مریہ وغیرہ تھے۔

ان کے علاوہ جزیرہ نماء اندلس میں بہت سے چھوٹے چھوٹے جزائر ہیں اگر ان سب کے حالات تحریر کئے جائیں تو مضمون کافی طویل ہو جائے گا۔

بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ اندلس کا طول تیس یوم کی مسافت کا تھا اور عرض نو ایام کے سفر کا تھا۔ جسے چالیس بڑی بڑی نہریں چند حصوں میں منقسم کرتی تھیں۔ نہروں کے علاوہ بہت سے قدرتی چشمے تھے۔ معاون کی کوئی حد نہ تھی۔ دارالحکومت کے اسی شہر تھے۔ دیہاتوں اور قصبات کا شمار حد سے باہر تھا۔ صرف نہر اشبیلیہ کے کنارہ بارہ سو گاؤں آباد تھے اندلس کی آبادی کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ قدم قدم پر مسافروں کے لئے بازار سرائیں اور مسافر خانے ملتے تھے۔ مسافر دو کوس بھی جنگل' پہاڑ اور ویرانے میں نہیں چلنے پاتا تھا کہ اسے آرام کے لئے مکانات مل جاتے تھے اور صاحب جغرافیہ نے تحریر کیا ہے کہ ملک اندلس کا طول چالیس یوم کی مسافت کا تھا اور عرض اٹھارہ یوم کی مسافت کا۔

قرطبہ کی بعض عمارت اور جامع مسجد: یوں تو قرطبہ اور بلاد اندلس کی تمام عمارتیں قابل الذکر ہیں خاص کر اس وجہ سے کہ ان سے عرب کی صناعی کا ثبوت ملتا ہے اور ان سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عربوں نے ایک ہی صدی کے اندر کس قدر اور کسی بلا کی ترقی کی تھی مگر اس موقع پر ہم صرف جامع مسجد قرطبہ اور اس کی بعض عمارتوں کا تذکرہ کر کے اپنے اس نوٹ کو ختم کرتے ہیں۔

جامع مسجد قرطبہ کا بنیادی پتھر عبدالرحمٰن داخل مجد دولت امویہ اندلوسیہ نے ۷۸۶ء/۱۵۹ھ میں رکھا تھا۔ اسی ہزار دینار خرچ کر چکا تھا مگر تعمیر تکمیل کو نہیں پہنچی تھی۔ اس کے بعد اس کے بیٹے ہشام نے ۷۹۳ء/۱۷۶ھ میں جامع مسجد کی تعمیر کی تکمیل کی۔ اس کے بعد ہر نئے حکمران نے اور کسی نے نام آوری کی غرض سے اور کسی نے نمازیوں کی آسائش کے خیال سے کچھ نہ کچھ جدید عمارتیں اضافہ کیں' رفتہ رفتہ یہ مسجد مسلمانان عرب کے ابتدائی کمالات کا ایک عمدہ نمونہ بن گئی۔ اس مسجد میں چھتوں کے مسقف اور ڈاٹ دار گنبدوں کی تعداد شرقاً وغرباً ۱۹ اور شمالاً جنوباً ۲۱ تھی۔ پیتل کے ۲۱ دروازہ منقش و ملمع .....

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

... ﴿ مشجر لباس پہنے ہوئے نمازیوں کا انتظار کرتے تھے۔ بارہ سو ترانوے مطلا ستون مسجد کی مقدس چھت کو اٹھائے ہوئے تھے خاص درجہ میں نقرئی فرش تھا۔ جا بجا پچی کاری کا نفیس اور عمدہ کام بنا ہوا تھا ستونوں پر سونے اور قیمتی قیمتی پتھروں سے خوش نما نقش ونگار بنائے گئے تھے منبر ہاتھی دانت اور ایک خاص قسم کی لکڑی کے ۳۶ ہزار ٹکڑوں سے بنایا گیا تھا جو بوقت ضرورت علیحدہ ہوسکتا تھا یہ ٹکڑے سونے کی کیلوں اور پتھروں سے باہم ملائے گئے تھے صحن مسجد میں چار وسیع اور خوبصورت حوض پانی سے لبریز رہا کرتے تھے ان حوضوں میں کلوں اور نلوں کے ذریعہ سے پانی قریب کی ایک پہاڑی سے لایا گیا تھا۔

مسجد کے بازو پر لاتعداد کمرے اور حجرے بنے ہوئے تھے۔ جن میں طلباء اور مسافروں کی مہمان داری اور نہایت فراخ حوصلگی سے کی جاتی تھی۔ ایک سو پیتل کی لالٹینیں لگی ہوئی تھیں جن کے ذریعہ سے مسجد کی رات روز روشن ہو جاتی تھی۔ رمضان المبارک میں موم کی ایک بڑی بتی وزنی ۲۵ ٹار تمام رات جلا کرتی تھی۔ تین سو آدمی صرف اس غرض کے لئے ملازم تھے کہ عود وعنبر رات لالٹینوں میں جلانے کے لئے خوشبودار تیل بناتے رہے اللہ رے مسلمانوں کا عروج اور مسجد جامع کی شان وشوکت' جسے ان لوگوں نے خود اپنے ہاتھوں سے خاک میں ملا دیا اور اللہ تعالیٰ کی اس وعید کہ ﴿ ان اللّٰہ لا یغیر ما یقوم حتی یغیروا ما بانفسھم﴾ کو بھلا کر دنیا اور جاہ پرستی میں مصروف ہو گئے۔

قرطبہ کی مشہور عمارتوں میں قصر الاوہار' قصر العاشقین' قصر السرور اور قصر التاج وغیرہ تھیں۔ ایک محل سراشاہی کا نام دمشق تھا۔ اس کی چھتیں سنگ مرمر کے ستونوں پر کھڑی تھیں اور فرش پر نہایت کاری گری سے پچی کاری کی گئی تھی۔ دیواروں پر سرسبز باغات کے نقشے کھینچے گئے تھے۔ دیکھنے والوں کو یہ تمیز نہیں ہو سکتی تھی کہ یہ اصلی باغات ہیں یا ان کے نقشے ہیں۔ مصنوعی جھیل' تالات اور سنگ مرمر کے متعدد حوض بہ کثرت تراش تراش کے بنائے گئے تھے جو گریشیا کے پہاڑوں سے بنوا کر قرطبہ میں منگوائے گئے تھے اور ان میں پانی آ آ کر جمع ہوتا تھا جس سے سلطانی باغات اور تمام شہر کی آب پاشی کی جاتی تھی۔ اس مرحوم شہر میں ۳۸۷۷ مسجدیں اور ۹۱۱ حمام تھے۔ جس میں ہر خاص وعام غسل کر سکتے تھے۔ اسے آخر کار مہذب عیسائیوں نے جب کہ ان کی دوبارہ سلطنت قائم ہوئی۔ مسلمانوں کی زندگ یادگار سمجھ کر مسمار کرا دیا۔

مدینۃ الزاہرہ وہ خوش نما شہر ہے جسے خلیفہ عبدالرحمٰن ثالث نے بطور سواد شہر قرطبہ کے پہلو میں اپنی محبوب بی بی زہرہ کے نام سے آباد کیا تھا۔ یہ شہر جبل العروس کے دامن میں جو شہر قرطبہ کے محاذ میں چند میل کے فاصلہ پر آباد ہے۔ اسی شہر میں اس کا مشہور قصر قصر الزہراء تھا دس ہزار معمار ونجار اس کی تعمیر میں یومیہ کام کرتے تھے اور اینٹوں کے بجائے چھ ہزار سنگی سنگیں روزانہ تیار ہوا کرتی تھیں۔ تین ہزار جانور بار برداری عمارت کے ضروری سامان وغیرہ لے جانے کے لئے مقرر تھے۔ چار ہزار ستون اس میں وہ کھڑے کئے گئے تھے۔ جنہیں سلاطین قسطنطنیہ روما اور کارنج نے بطور تحفہ بھیجے تھے۔ پندرہ ہزار دروازے تھے جن پر لوہے اور چمکدار پیتل کے غلاف چڑھے ہوئے تھے۔

سلطانی کمرے کی چھت اور دیواریں بالکل مطلا تھیں اور اس میں ایک نہایت عمدہ فوارہ نصب تھا۔ یہ فوارہ پورے پتھر کے ایک ٹکڑے سے تراش کر بنایا گیا تھا۔ اس فوارہ کو شاہ یونان نے ایک عدیم النظیر وریتیم کے ساتھ ہدیۃً بھیجا تھا۔ کمرے کے عین وسط میں ایک چھوٹا سا حوض پارہ سے لبریز بنایا گیا تھا اور ہر طرف سے آٹھ آٹھ دروازے تھے جن پر دندان فیل اور آبنوس کی نہایت صنعت سے گلکاری کی گئی تھی اور طرح طرح کے قیمتی پتھروں سے ان پر گل بوٹے بنائے گئے تھے جب آفتاب کی کرنیں ان دروازوں سے اندر داخل ہو کر اپنی حرارت سے پارہ کو متحرک کرتی تھیں تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا بجلی کوند رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے اس شہر کے عجائبات اور اس کی عمارتوں کی خوبیاں تحریر کرنے کے لئے ایک دفتر کی ضرورت ہے ملتقط از نفح الطیب جلد اول صفحہ ۱۸۱ الغایۃ ۱۴۰۔ ۲۹۷ الغایۃ ۳۷۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۳۳

بنی حمود کا عروج

حمود بن میمون: بربریوں اور مغاربہ کے ساتھ جو کہ مستعین کے ہواخواہ تھے دو بھائی عمر بن ادریس کی اولاد سے تھے ان میں سے ایک کا نام قاسم تھا دوسرے کا نام علی۔ یہ دونوں بیٹے حمود بن میمون بن احمد بن علی بن عبیداللہ بن عمر بن ادریس کے تھے۔ یہ لوگ بربریوں کے گروہ کے ساتھ بلاد غمارہ میں تھے اور انہی کے ذریعہ سے انہوں نے ریاست و امارت حاصل کی تھی جو محمد اور عمر اولاد ادریس کے پس ماندگان خاندان میں ایک زمانہ تک قائم رہی۔ اس وجہ سے بربریوں کا ان لوگوں کے ساتھ میل جول اور تعلق تھا اور یہی امر ان لوگوں کے فخر و مباہات کا باعث ہوا۔ پس یہ لوگ بربریوں کے ساتھ بلاد غمارہ سے سرزمین اندلس میں آئے اور مستعین نے ان مغاربہ کے ساتھ جنہیں سند حکومت دی تھی ان لوگوں کو بھی سرداری و حکومت عطا کی ان میں سے علی کو طنجہ کی حکومت مرحمت فرمائی اور قاسم کو جزیرہ خضراء پر مامور کیا۔ قاسم سے علی بڑا تھا۔ چونکہ مغاربہ اور بربریوں کے دلوں میں اولاد ادریس کی ہوخواہی سے کہ اس کی حکومت اس طرف پہلے سے متمکن تھی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ اس وجہ سے علی بن حمود کی حکومت میں کسی قسم کا زوال و تزلزل پیدا نہ ہوا اور اس کے رعب و داب کا سکہ چلنے لگا دو برس تک اس نے حکمرانی کی حتیٰ کہ خود اس کے باڈی گارڈ نے اسے حمام میں ۴۰۸ھ میں قتل کر ڈالا۔

قاسم بن حمود المامون: اس کی جگہ اس کا بھائی قاسم بن حمود حکمران ہوا اس نے ''المامون'' کا خطاب اختیار کیا اس کی حکمرانی کے چار برس بعد، یحییٰ بن علی نے سبتہ میں اس سے حکومت و ریاست کے بارے میں جھگڑا کیا۔ یحییٰ بن علی، غربی اندلس میں امیر اور اپنے باپ کا ولی عہد تھا۔ قاسم نے اس کی سرکوبی کے لئے ۴۱۰ھ میں اپنی بربری فوج کو عساکر اندلس کے ساتھ روانہ کیا۔ یحییٰ نے مالقہ کی پشت پناہی سے مقابلہ کیا اور اپنے بھائی ادریس کو جو اپنے باپ کے زمانہ سے یہیں تھا۔ سبتہ کی جانب بھیج دیا۔ اس اثناء میں کمک پر زادی بن زیری غرناطہ سے آ گیا جو کہ ان دونوں بربریوں کا دوسرا سردار تھا، یحییٰ نے اس کی اعانت اور پشت پناہی سے قرطبہ پر حملہ کیا اور ۴۱۳ھ میں اس پر قابض ہو گیا ''المعتلی'' کا مبارک خطاب اختیار کیا۔ ابوبکر بن ذکوان کو عہدۂ وزارت عطا فرمایا۔ مامون نے جان بچانے کی غرض سے اشبیلیہ کا راستہ لیا۔ اشبیلیہ پہنچ کر پھر اپنی حکومت و ریاست کی بنا ڈالی قاضی محمد بن اسماعیل بن عباد نے بیعت کر لی۔ بعض بربری فوجوں کو بھی اپنی داد و دہش سے دوبارہ ملا لیا اور انہیں فوج کی صورت میں آراستہ کر کے اپنے برادرزادہ پر چڑھائی کر دی، چنانچہ ۴۱۳ھ میں قرطبہ پر دوبارہ قابض ہو گیا۔ معتلی بھاگ کر مالقہ پہنچا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل قرطبہ کی بغاوت: زمانہ حکومت مستعین سے مامون کے عمال جزیرہ خضراء پر قابض ہو گئے تھے اور اس کا بھائی دریا کے اس پار طنجہ پر متصرف ہو گیا تھا۔ مامون نے اسے اپنے اور اپنے بیٹوں کے لئے مرکز بنا رکھا تھا۔ اپنے مال و اسباب کو یہیں محفوظ رکھتا تھا۔ رفتہ رفتہ یہ خبر قرطبہ تک پہنچی کہ اس نے جزیرہ خضراء کے دارالحکومت اور اس کے قلعوں پر قبضہ کر لیا ہے' بنو امیہ کے ساتھ تشدد اور سختی کا برتاؤ کرتا ہے اہل قرطبہ نے متفق ہو کر اس پر حملہ کر دیا اور اس کی اطاعت و فرماں برداری کے طوق کو اپنی گردن سے اتار کر پھینک دیا' بنو امیہ میں سے مستظہر کے بعد مستکفی کی خلافت کی بیعت کی گئی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ مامون اور بربری فوج نے شہر سے نکل کر جدال و قتال کا بازار گرم کر دیا' پچاس دن تک شہر کا محاصرہ کئے رہا۔ اہل قرطبہ متعلق اور جمع ہو کر ان کی مدافعت کو شہر سے باہر آئے اور نہایت مردانگی سے بزور تیغ ان کے محاصرہ کو ۴۱۳ھ میں اٹھا دیا۔ مامون بھاگ کر اشبیلیہ پہنچا اس وقت اشبیلیہ میں اس کا بیٹا محمد اور سرداران بربر سے محمد بن زیری موجود تھا۔ قاضی محمد بن اسماعیل بن عباد نے اسے سمجھایا کہ موقع اچھا ہے شہر پر قبضہ کر لو اور مامون کو شہر میں داخل نہ ہونے دو' چنانچہ اہل اشبیلیہ نے محمد بن زیری کے اشارہ سے محمد بن قاسم مامون کو شہر سے نکال دیا اور مامون کو شہر کے اندر داخل نہ ہونے دیا اور اپنے شہر کو آپ بنگرانی محمد بن زیری انتظام کرنے لگے کچھ روز بعد قاضی محمد بن اسماعیل نے محمد بن زیری کو بھی نکال باہر کیا۔

قاسم مامون کی اسیری: اس واقعہ کے بعد مامون سریش کی طرف چلا گیا' بربری فوجیں اس کی ہمراہی سے علیحدہ ہو کر یحییٰ معتلی (مامون کے بھتیجے) کے پاس چلی آئیں اور ۴۱۵ھ میں اس کی امارت و ریاست کی اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی' معتلی نے سامان جنگ درست کر کے اپنے چچا قاسم ملقب بہ مامون پر سریش میں چڑھائی کر دی اور کمال مردانگی سے سریش پر قبضہ کر کے مامون کو گرفتار کر لیا' اس زمانہ سے مامون اس کے پاس اور اس کے بعد اس کے بھائی ادریس کے پاس مالقہ میں برابر قید رہا حتیٰ کہ بحالت قید ۴۱۷ھ میں قید حیات سے ہمیشہ کے لئے سبکدوشی حاصل کر لی اور یحییٰ معتلی استقلال و استحکام کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔ محمد اور حسن پسران قاسم ملقب بہ مامون نے اپنے عم زاد بھائیوں کو نظر بند کر کے جزیرہ روانہ کر دیا اور مغاربہ میں سے ابوالحجاج کو ان کی نگرانی کا حکم دیا' ایک مدت میں یہ دونوں اسی حالت میں رہے۔

مستکفی کی معزولی: اس کے بعد اہل قرطبہ نے مستکفی کو بار خلافت سے سبک دوش کر کے معتلی کی حکومت کے آگے سر اطاعت جھکا دیا۔ معتلی نے اپنی طرف سے ان لوگوں پر سرداران بربر سے عبدالرحمٰن بن عطاف یفرنی کو متعین کیا۔ غریب مستکفی بحال پریشان سرحدی شہروں کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ چنانچہ اسی حالت فراری میں مقام مدینہ سالم (میڈنا سلی) میں پہنچ کر جان بحق ہو گیا۔

ابو محمد بن جمہور کا امارت قرطبہ پر قبضہ: ۴۱۷ھ میں اہل قرطبہ نے معتلی کی اطاعت کو اپنے کندھے سے اتار پھینکا اس کے گورنر عبدالرحمٰن بن عطاف کو شہر سے نکال دیا۔ معتمد برادر مرتضیٰ کی امارت خلافت کی بیعت کر لی اور کچھ دن بعد معزول بھی کر دیا جیسا کہ ہم اس کے حالات کے ضمن میں بیان کر آئے ہیں۔ اس طوائف الملوکی اور آئے دن کی تبدیلی حکومت سے وزیر السلطنت ابو محمد جمہور بن محمد بن جمہور کی بن آئی قرطبہ کی حکومت و سلطنت پر بلا تردد قبضہ کر لیا۔ جیسا کہ ہم آئندہ اسے ملوک الطوائف میں بیان کریں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دولتِ بنی حمود کا زوال: معتلی اسی زمانہ سے جب کہ اہل قرطبہ نے اس کے گورنر کو نکال دیا تھا اہل قرطبہ کو اپنی غارت گری اور لڑائی کی دھمکی برابر دیتا چلا آتا اور متواتر فوجیں ان کے محاصرہ کو بھیج رہا تھا آخر کار قرب و جوار کے تمام حکام شہر اور قلعہ نے زمام حکومت کو معتلی کے سپرد کر دیا۔ اس سے معتلی کا رعب داب بڑھ گیا۔ حکومت و امارت کو ایک گونہ استقلال استحکام حاصل ہو گیا محمد بن عبداللہ برزالی کو اس کا عروج پسند نہ آیا۔ فوجیں آراستہ کر کے مخالفت پر اٹھ کھڑا ہوا اور قرمونہ پہنچ کر پڑاؤ کر دیا۔ اسی زمانہ میں معتلی اشبیلیہ میں قاضی محمد بن اسماعیل بن عباد کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اتفاق سے ابن عباد کا ۴۲۶ھ میں انتقال ہو گیا۔ معتلی اپنے رکاب کی فوج لئے ہوئے برزالی کی مدافعت کے لئے قرمونہ کی جانب روانہ ہوا۔ برزالی نے متعدد دگڑھے اثناء راہ میں کھدوا رکھے تھے اور ان کی گھاس پھوس سے پاٹ رکھا تھا جوں ہی معتلی کا گھوڑا اس موقع پر پہنچا منہ کے بل خندق میں گر پڑا۔ معتلی کی فوج اس غیر متوقع واقعہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئی اور بنی حمود کی دولت و حکومت شہر قرطبہ سے منقطع ہو گئی۔

ادریس بن علی کی مشروط بیعت: احمد بن موسیٰ بن بقیہ اور خادم نجی صقلی شروع سے دولت بنو حمود کا ہوا خواہ تھا۔ اس سانحہ کے بعد یہ لوگ مالقہ چلے گئے جو کہ بنی حمود کا مرکز حکومت تھا اور معتلی کے بھائی ادریس بن علی حمود کو ستبہ اور طنجہ سے طلب کر کے تخت حکومت پر متمکن کیا' اس شرط سے اس کے ہاتھ پر بیعت کی کہ ستبہ کی حکومت پر حسن بن یحییٰ مامور کیا جائے چنانچہ ادریس نے مالقہ میں کرسی حکومت پر اجلاس کیا اور ''المتاید باللہ'' کے لقب سے ملقب ہوا۔ مریہ معہ مضافات' رندہ اور جزیرہ والے بخوشی خاطر مطیع ہو گئے۔ ادریس نے حسب قرارداد شرط بیعت حسن بن یحییٰ کو ستبہ کی حکومت عطا کی۔ خادم نجی اس کے ہم رکاب ستبہ گیا۔ اس کا ملوک الطوائف پر بہت بڑا اثر تھا۔

قرمونہ کا محاصرہ: اس کا باپ قاسم بن عباد کے رعب داب سے اس زمانہ کے امراء و حکمران تھراتے تھے بلوائیوں کے قبضہ سے اس نے بہت سے بلاد چھین لئے تھے اسبونہ اور استجہ کو محمد بن عبداللہ برزالی کے قبضہ سے اسی نے نکالا تھا اور چند فوجیں اپنے بیٹے اسماعیل کی افسری میں قرمونہ کے محاصرہ پر روانہ کی تھیں۔ محمد بن عبداللہ برزالی نے سپہ سالار قرمونہ اور زادی سے امداد طلب کی زادی تو اپنی فوجیں آراستہ کر کے برزالی کی کمک پر آیا اور سپہ سالار قرمونہ نے اپنے لشکر ابن بقیہ کی ماتحتی میں برزالی کی امداد پر روانہ کیا۔ دونوں حریفوں نے قرمونہ کے باہر صف آرائی کی۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر سخت اور خونریز جنگ کے بعد اسماعیل بن قاسم بن عباد کو شکست ہوئی۔ اثناء جنگ میں مارا گیا سر اتار کر ادریس متاید باللہ کے پاس بھیج دیا گیا۔ اس واقعہ کے دو دن بعد ۴۳۱ھ میں ادریس متاید مر گیا۔

یحییٰ بن ادریس: ابن بقیہ وغیرہ سرداروں نے اس کے بیٹے یحییٰ ملقب بہ جبون کو حکمرانی کی کرسی پر متمکن کرنے کا قصد کیا۔ نجی خادم نے اس سے مخالفت کی اور ستبہ سے حسن بن یحییٰ معتلی کو لئے ہوئے مالقہ آیا بربریوں نے اس کی امارت کی بیعت کر لی ''مستنصر'' کا لقب دیا اور ابن بقیہ کو مخالفت کی وجہ سے ختم کر دیا۔ یحییٰ بن ادریس بھاگ کر قمارش پہنچا اور وہیں ۴۴۴ھ میں مر گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ نجی نے اسے قتل کر ڈالا تھا۔ اس کے بعد نجی ستبہ کی جانب سرحدوں کی حفاظت کی غرض سے واپس آیا۔ اس کے ہمراہ حسن بن یحییٰ بھی تھا۔ نجی نے مطیعی کو اس کے ثقہ ہونے کے باعث حسن کی وزارت پر مامور کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل غرناطہ اور بلاد اندلس کے ایک حصہ نے اس کی بیعت کی۔

ادریس بن یحییٰ کی گرفتاری: ۴۳۸ھ میں اس کے چچا ادریس کی لڑکی نے حسن پر یلغار کیا اِدھر اس نے حسن کو زہر دے کر مار ڈالا اُدھر سطیفی نے اس کے بھائی ادریس بن یحییٰ کو گرفتار کر لیا اور یحییٰ کو لکھ بھیجا کہ ابن حسن مستنصر تمہارے پاس ستبہ میں ہے۔ اس کی امارت کی بیعت لے لو۔ نجی نے اس غریب کو مکر و فریب سے مار کر مالقہ کی جانب کوچ کیا اور وہاں پہنچ کر خود دعوے دار حکومت ہو گیا۔ بربریوں اور فوج نے نجی کا اس ارادہ سے ساتھ دیا۔ اس کے بعد نجی' حسن و محمد پسران قاسم بن حمود کی بیخ کنی کے لئے جزیرہ گیا مگر وہاں سے خائب و خاسر ہو کر ناکام واپس ہوا۔ اثناءِ راہ میں قاسم کے کسی غلام نے نجی کو دھوکہ دے کر مار ڈالا۔ اس واقعہ کی خبر مالقہ پہنچی تو عوام الناس سطیفی پر ٹوٹ پڑے اور اسے مار ڈالا۔

ادریس بن یحییٰ کی حکومت: ادریس بن یحییٰ معتلی کو قید خانہ سے نکال کر تخت حکومت پر بٹھایا' یہ واقعہ ۴۴۳ھ کا ہے' غرناطہ' قرمونہ اور تمام شہر میں بسنے والے جوان کے درمیان تھے ادریس کے مطیع ہو گئے' ادریس نے عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لے کر ''عالی'' کا لقب اختیار کیا۔ ستبہ کی حکومت' سکوت اور رزق اللہ اپنے باپ کے غلاموں کو دی۔ اس کے بعد اپنے چچا ادریس کے لڑکوں محمد اور حسن کو آئندہ خطرات کے خیال سے قتل کر ڈالا۔ اس سے سوڈانیوں میں شورش پیدا ہو گئی اور ان لوگوں نے متفق ہو کر ان دونوں مقتولوں کے بھائی محمد ثانی کی حکومت کا اعلان کر دیا۔ اگرچہ پہلے عوام الناس ادریس کا ساتھ دیئے ہوئے تھے مگر پھر ان لوگوں نے اسے محمد کے حوالہ کر دیا۔

محمد مہدی کی امارت اور وفات: محمد نے مالقہ میں ۴۴۸ھ میں بیعت لی تھی اور ''مہدی'' کا لقب اختیار کیا تھا اور اپنے بھائی کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا اس نے ''سانی'' کے خطاب سے اپنے کو مخاطب کیا۔ تھوڑے دن بعد مہدی کو بعض وجوہات سے سانی سے کشیدگی پیدا ہو گئی۔ چنانچہ اسے سرحد کی طرف جلاوطن کر دیا۔ سانی نے غمارہ میں جا کر قیام کیا اور عالی قمارش چلا گیا۔ اہل قمارش نے شہر میں داخل ہونے سے روکا' عالی نے جھلا کر مالقہ پر محاصرہ کیا۔ اتنے میں بادیس نے غرناطہ سے مہدی پر اس وجہ سے کہ مہدی نے اپنے بھائی کے ساتھ بے عنوانی کی تھی چڑھائی کر دی۔ مگر مہدی کے حسن تدبیر سے بادیس نے مہدی کی بیعت کر کے غرناطہ کی جانب مراجعت کی اور مہدی اپنے مقبوضہ مالقہ میں ٹھہرا رہا۔ آہستہ آہستہ غرناطہ حبان اور اس کے مضافات والے مہدی کے مطیع اور فرمانبردار ہو گئے حتیٰ کہ مہدی نے ۴۴۹ھ میں وفات پائی۔

محمد اصغر بن ادریس: ادریس بن مخلوع بن یحییٰ بن معتلی کی قمارش اور مالقہ میں بیعت لی گئی' اس نے اپنے غلاموں کو اس درجہ آزاد اور مطلق العنان کر دیا کہ اہل قمارش اور مالقہ کی ایک بڑی جماعت ان غلاموں سے تنگ آ کر بھاگ گئی ۴۵۰ھ میں اس نے بھی سفر آخرت اختیار کیا۔ تب محمد اصغر بن ادریس متاید تخت نشین ہوا۔ اس نے بھی حسب دستور حکمرانانِ قدیم اپنے کو ایک جدید خطاب سے مخاطب کیا' مالقہ' مریہ اور زندہ میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ پھر بادیس دوبارہ مالقہ کی طرف آیا اور ۴۵۱ھ میں اس پر قبضہ حاصل کر لیا۔ محمد اصغر حکومت و ریاست سے بے دخل ہو کر مریہ چلا گیا۔ اہل ملیلہ نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر بلا بھیجا چنانچہ محمد اصغر بحال پریشان ان لوگوں کے پاس گیا ان لوگوں نے اس کی امارت و حکومت کی ۴۵۹ھ میں بیعت کر لی' بنو وقدی' قلوع جارہ اور اس کے قرب و جوار والوں نے اس کی حکومت کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقتدار کو تسلیم کر لیا سنہ[1] میں گیا۔

قاسم واثق: باقی محمد بن قاسم جو مالقہ میں قید تھا یہ ۴۱۴ھ میں جیل سے بھاگ کر جزیرہ خضراء پہنچا اور قبضہ حاصل کر کے ''معتصم'' کا خطاب اختیار کیا' ۴۴۰ھ میں اس نے وفات پائی اس کے بعد اس کا بیٹا قاسم ملقب بہ واثق حکمران ہوا۔ ۴۵۰ھ میں یہ بھی رہگذر ملک عدم ہوا۔ اس وقت سے جزیرہ خضراء کی حکومت معتضد بن عباد کے قبضہ میں چلی گئی۔ سکوت برغوانی قاسم واثق کا حاجب بعض کہتے ہیں یحییٰ معتلی کا خادم انہی لوگوں کی طرف سے ستبہ کا گورنر تھا۔ جب معتضد بن عباد' جزیرہ پر قابض ہوا تو اِدھر معتضد نے سکوت کو اطاعت وفرماں برداری کا پیام دیا۔ اُدھر سکوت' جزیرہ خضراء کی حکومت اور قبضہ کا دعوے دار ہوا' دونوں میں کشیدگی بڑھی' مدتوں لڑائی اور فساد کا سلسلہ قائم رہا۔ یہاں تک کہ مرابطین کا دور آ گیا اور ان لوگوں نے ستبہ اور اندلس پر قبضہ حاصل کر لیا جیسا کہ آئندہ آپ پڑھیں گے۔ **والبقاء اللّٰہ وعدہ سبحانہ تعالیٰ**

---

[1] اصل کتاب میں صرف سند لکھا ہے اور جگہ خالی ہے۔ مترجم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۳۴

ملوک الطّوائف اندلس

بنوعباد ملوک اشبیلیہ: جب اندلس میں خلافت عربیہ کا شیرازہ منتشر ہوگیا اور بلاد اندلس میں مسلمانوں کی جماعت متفرق ہوگئی اس وقت اس ملک کی عنان حکومت غلاموں وزیروں' اراکین دولت' سرداران عرب اور بربر کے قبضہ اقتدار میں چلی گئی' ان لوگوں نے اس ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ ہر شخص نے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد جداگانہ بنالی۔ ایک دوسرے کو کھائے ڈالتا تھا۔ اس نے ایک صوبہ پر قبضہ کرلیا تو دوسرے نے بڑھ کر دوصوبوں کو اپنا ورثہ سمجھ لیا غرض چھوٹی چھوٹی خودسر حکومتوں کی کوئی انتہا باقی نہ رہی تھی۔ ان بے اعتدالیوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان لوگوں نے سرحدی عیسائی بادشاہوں کو خراج دے کر اپنا معین و مددگار بنانا شروع کیا۔ عیسائی سلاطین تو ایسے ہی مواقع کے منتظر رہتے ہیں انہوں نے کھیل کھیلنے شروع کر دیئے کسی کو کسی کے مقابلہ پر مدد دی کسی کا ملک چھین لیا۔ اہل اندلس اسی حالت بد میں مبتلا تھے کہ یوسف بن تاشفین امیر مرابطین کا دور دورہ شروع ہوگیا اور ان سب کو اس نے دبالیا۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان خودسر حکمرانوں کے جداگانہ حالات یکے بعد دیگرے تحریر کئے جائیں۔

قاضی ابوالقاسم محمد: بنوعباد ملوک اشبیلیہ کا پہلا حکمران قاضی ابوالقاسم محمد بن ذمی الوزارتین ابوالولید اسماعیل بن محمد بن اسماعیل بن قریش بن عباد بن عمر اسلم بن عمر بن عطاف بن نعیم لخمی تھا عطاف بن نعیم لخمی وہ شخص ہے جو لخمی طلیعہ کے ساتھ بلاد اندلس میں اولاً داخل ہوا تھا۔ اصل میں یہ لوگ لشکر حمص میں تھے عطاف اندلس میں داخل ہوکر قریہ طشانہ (اشبیلیہ کے پورب) میں قیام پزیر ہوا اور یہیں پر اس کی نسل نے ترقی کی۔ محمد بن اسماعیل بن قریش طشانہ کا (صاحب الصلوٰۃ) امام تھا اس کے بعد اس کا بیٹا اسماعیل ۴۱۳ھ میں وزارت اشبیلیہ پر مامور کیا گیا اور ۴۱۴ھ میں اس کا بیٹا ابوالقاسم محمد عہدہ وزارت اور قضاء اشبیلیہ پر مقرر ہوا اور ۴۲۳ھ میں اس نے وفات پائی۔

ابوالقاسم محمد اور قاسم بن حمود: ابوالقاسم محمد بن کی ریاست کی بنیاد پڑنے کا سبب یہ ہوا کہ قاسم بن حمود ملقب بہ مامون کے مخصوص اصحاب میں سے تھا اسی نے اسے عہدہ قضاء اشبیلیہ پر متعین کیا تھا۔ ان دنوں سرداران بربرہ میں سے محمد بن زبیری اس صوبہ کا والی تھا۔ جس وقت قاسم قرطبہ سے بھاگ کر اشبیلیہ کی جانب آیا اور اشبیلیہ میں داخل ہونے کا قصد کیا اس وقت قاضی ابوالقاسم محمد نے محمد بن زبیری کو اشبیلیہ کی حکومت پر قابض ہوجانے کی رائے دی اور یہ اشارہ کر دیا کہ قاسم کو شہر اشبیلیہ میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ چنانچہ محمد بن زبیری نے حکومت اشبیلیہ کی طمع میں ایسا ہی کیا' اس کے بعد اہل اشبیلیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے باشارہ قاضی ابوالقاسم محمدؒ محمد بن زبیری کو اشبیلیہ سے نکال دیا۔

ابوالقاسم محمد کا امارت اشبیلیہ پر قبضہ: محمد بن زبیری کے نکالے جانے کے بعد قاضی ابوالقاسم محمد نے اشبیلیہ میں مجلس شوریٰ قائم کی اور اس کے ذریعہ اشبیلیہ پر حکمرانی کرنے لگا۔ اس مجلس شوریٰ کا ایک تو خود آپ ممبر تھا دوسرا ممبر ابوبکر زبیری معلم ہشام ومؤلف مختصر العین (لغت) اور تیسرا ممبر محمد بن برضح الہانی تھا۔ کچھ روز بعد قاضی ابوالقاسم محمد نے اپنی مدبرانہ چالوں سے ابوبکر اور محمد ممبران مجلس شوریٰ کو دبالیا۔ فوجیں مرتب کیں اور عہدۂ قضاء کا برابر انچارج رہا۔ قاسم مامون جب اشبیلیہ میں داخل نہ ہوسکا تو قرمونہ کی جانب روانہ ہوا اور قرمونہ پہنچ کر محمد بن عبداللہ برزالی کے پاس قیام اختیار کیا۔

محمد بن عبداللہ برزالی: محمد بن عبداللہ برزالی حکومت ہشام اور اس کے بعد زمانہ حکمرانی مہدی سے قرمونہ کا والی تھا ۴۰۴ھ زمانہ طوائف الملوکی میں خود مختاری حکومت کا دعویٰ کیا۔ اس دعویٰ کا محرک بھی وہی قاضی ابوالقاسم محمد بن عباد تھا اور اسی نے محمد بن عبداللہ برزالی کو قاسم بن مامون کی معزولی اور خود مختاری کی رائے دی تھی۔ چنانچہ قاسم مامون قرمونہ سے بھی بے دخل ہوکر سریش چلا آیا اور محمد بن عبداللہ برزالی قرمونہ پر حکومت کرنے لگا۔

عباد بن ابوالقاسم: ابوالقاسم محمد کے بعد اس کا بیٹا عباد حکمران ہوا اس نے ''المعتضد'' کا لقب اختیار کیا اس کی محمد بن عبداللہ برزالی سے ان بن ہوگئی۔ دونوں میں معتدد لڑائیاں ہوئیں۔ محمد بن عبداللہ برزالی والیٔ قرمونہ نے عباد اور قاسم بن حمود میں جھگڑا کرادیا۔ چنانچہ قاسم بن حمود سریش سے جنگ کے ارادے سے چلا پہلے عبداللہ بن افطس والیٔ بطلیوس سے معرکہ آرائی ہوئی۔ قاسم نے اپنے بیٹے اسماعیل کو ایک بڑی فوج کا افسر بنا کر عبداللہ بن افطس کی جنگ پر بھیجا اس مہم میں اسماعیل کے ساتھ محمد بن عبداللہ برزالی بھی تھا۔ مظفر بن افطس مقابلہ پر آیا۔ مظفر نے اسماعیل اور محمد دونوں کو شکست دے کر محمد بن عبداللہ برزالی کو گرفتار کرلیا اور ایک مدت کے بعد رہا کردیا۔ اس کے بعد قاسم بن حمود اور محمد بن عبداللہ برزالی کی آپس میں چل گئی۔ مدتوں دونوں میں نزاع قائم رہا فتنہ وفساد کا سلسلہ جاری رہا۔ یہاں تک کہ اسماعیل نے محمد بن عبداللہ برزالی کو مار ڈالا۔

محمد بن عبداللہ برزالی کا قتل: ہوا یہ کہ اسماعیل ایک مرتبہ شب خون مارنے کے ارادہ سے قرمونہ پر اپنی فوج لے کر چڑھ آیا اور موقع موقع سے چیدہ چیدہ جوانوں کو کمین گاہ میں بٹھا دیا۔ محمد بن عبداللہ برزالی اس کی آمد سے مطلع ہوکر اپنی فوج کے ساتھ سوار ہوکر مقابلہ پر آیا۔ اسماعیل لڑتا ہوا آہستہ آہستہ پیچھے ہٹا۔ محمد بن عبداللہ برزالی جوش کامیابی میں بڑھتا چلا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ کمین گاہ سے آگے بڑھ گیا۔ اسماعیل کے سپاہیوں نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کردیا اور محمد بن عبداللہ برزالی کو

مار ڈالا یہ واقعہ ۴۳۴ھ کا ہے۔

محمد بن عبداللہ برزالی کے مارے جانے کے بعد اسماعیل نے قرمونہ پر قبضہ کرلیا غلاموں اور بربریوں نے اسے حکومت وسلطنت کی طمع دی اس سے جس قدر مال واسباب اور غلہ اٹھا سکا لے کر حملہ کے ارادے سے جزیرہ کی جانب چلا گیا۔ اس وقت اس کا باپ قلعہ فرج میں تھا یہ خبر پاکر چند سواروں کو اس کی جستجو میں روانہ کیا۔ کسی ذریعہ سے اسماعیل کو اس کی خبر لگ گئی قلعہ وردی کی طرف جھک پڑا والیٔ قلعہ نے موقع پاکر اسماعیل کو گرفتار کرلیا اور پابہ زنجیر اس کے باپ کے پاس بھیج دیا۔ اس کے باپ نے اسے اور اس کے کاتب اور تمام ہمراہیوں کو قتل کرڈالا۔ اس کے بعد ان بربریوں کی سرکوبی کی جانب مائل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا جنہوں نے سرحد پر ہنگامہ برپا کر رکھا تھا۔

عزیز بن محمد والیٔ قرمونہ: ان لوگوں میں سب سے پہلے ہم والیٔ قرمونہ کا حال تحریر کرنا چاہتے ہیں قرمونہ میں مستظہر عزیز بن محمد بن عبداللہ برزالی اپنے باپ کے بعد حکمران ہوا تھا اور قرمونہ کے علاوہ استجہ اور مرور بھی اسی کے تحت حکومت میں تھے۔ نموز اور وارکش کی عنان حکومت وزیر فوج رموی کے قبضہ اقتدار میں تھی جو کہ سرحدی بربری اور منصور کے ہواخواہوں میں سے تھا۔ ۴۰۴ھ میں وزیر فوج نے نموز اور رواکش کی حکومت کا دعویٰ کیا تھا اور ۴۳۲ھ میں بار حکومت سے سبکدوش ہو کر گوشہ قبر میں جا چھپا تھا تب اس کی جگہ اس کا بیٹا عزالدولہ حاجب ابوالیا محمد بن نوح حکمران ہوا اس نے سنہ[1] .....میں وفات پائی اور ابوثور یزید بن ابی قرہ یفرنی نے زمانہ طوائف الملوکی ۴۵۰ھ میں رندہ کو عامر بن فتوح کے قبضہ سے نکال لیا۔

عامر بن فتوح: عامر بن فتوح علویوں کا ساختہ پرداختہ تھا۔ معتضد ہمیشہ اس پر دباؤ ڈالتا چلا آ رہا تھا۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ کسی حیلہ سے اسے بلا کر قید کر دیا اور دھوکہ دینے کی غرض سے اس کے بیٹے سے کہلا بھیجا کہ برندہ خادمہ کے ساتھ تمہارے باپ نے برا کام کیا ہے تھوڑے دن بعد اس نے عامر کو رہا کر دیا۔ چونکہ اس کے بیٹے پر معتضد کا جادو چل گیا تھا اس وجہ سے اس کے بیٹے نے اسے مار ڈالا۔ قتل کے بعد معتضد کی چالاکی اور فریب دہی کی قلعی کھلی۔ سخت صدمہ ہوا چنانچہ اسی صدمہ سے ۴۵۱ھ میں مر گیا۔ اس کا بیٹا ابونصر اس کی جگہ متمکن ہوا۔ لیکن کسی میں خود اس کے لشکریوں نے اس سے بے وفائی کی۔ گھبرا کر شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ گیا اور جب وہاں بھی جانبری کی کوئی شکل نظر نہ آئی تو شہر پناہ کی فصیل سے بحالت اضطراب گر پڑا اور مر گیا۔ یہ واقعہ ۴۵۹ھ کا ہے۔

عباد المعتضد کا قلعات پر قبضہ: سریش کو حرزون بن عبدون نے ۴۰۲ھ میں دبا لیا تھا۔ ابن عباد (معتضد) نے اسے بھی گرفتار کر لیا۔ سریش کے خراج کا مطالبہ کیا اور تمام قلعوں کی جانچ پڑتال کی۔ اس کے بعد ان لوگوں سے مصالحت کر کے ان لوگوں کو انہی بلاد کی سند حکومت عطا کی جو ان کے قبضہ میں تھے۔ ابن نوح کو ارکش پر، ابن حرزون کو سریش پر اور ابن ابی قرہ کو رندہ پر مامور کیا۔ اس تقرری سے یہ لوگ ابن عباد کے ہواخواہ بن گئے اور اس پر اعتماد کرنے لگے۔ چند روز بعد ابن عباد نے ان لوگوں کو دعوت کے بہانہ سے بلایا اور حمام میں لے جا کر حمام کا دروازہ بند کر دیا۔ سب کے سب مر گئے ان میں سے صرف ابن نوح نے اس مصیبت سے چھٹکارا پایا جس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے ابن عباد سے پہلے ہی سے سازش کر لی تھی۔ ان لوگوں نے مرنے کے بعد ابن عباد نے اپنے آدمیوں کو بھیج کر ان کے قلعوں پر قبضہ کر لیا اور ان کے مقبوضات کو اپنے صوبہ میں شامل کر لیا۔

بادلیس کی عباد پر فوج کشی: اس واقعہ کی خبر بادلیس تک پہنچی تو اس نے ان لوگوں کے خون کا بدلہ لینے کے ارادے سے ابن عباد پر فوج کشی کی مقتولوں کے قبائل اس سے مطلع ہو کر بادلیس کے پاس آ آ کر جمع ہو گئے اور اس کے ساتھ ابن عباد پر یلغار کر کے چڑھ آئے۔ مدتوں اس کا محاصرہ کئے رہے۔ آخر کار ناکام واپس ہوئے اور سرحد عبور کر کے ستبہ کی جانب

[1] اصل کتاب میں کچھ نہیں لکھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑھے۔ سکوت نے ان لوگوں کو سبتہ میں داخل نہیں ہونے دیا۔ اکثر بھوک کی شدت سے مر گیا باقی ماندگان نے مغرب کا راستہ لیا اور اسی زمانہ سے یہ لوگ مغرب میں جا کر آباد ہوئے اور ابن عباد استقلال کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔

عباد کا ادینہ اور شلطیش پر قبضہ: ادینہ اور شلطیش پر عبدالعزیز بکری قابض ہو رہے تھا۔ ابن عباد کی فوجیں اس پر محاصرہ ڈالے ہوئے تھیں وزیر السلطنت ابن جہور نے عبدالعزیز کی سفارش کی معتضد (ابن عباد) نے کی اس کی سفارش پر مصالحت کر لی۔ زیادہ زمانہ نہ گزرنے پایا تھا کہ ابن جہور کا انتقال ہو گیا۔ ابن عباد نے عبدالعزیز بکری سے پھر جھگڑا شروع کر دیا۔ بالآخر ۴۴۲ھ میں ادینہ اور شلطیش کو عبدالعزیز سے خالی کرا لیا اور اپنے بیٹے معتمد کو اس کی حکومت پر متعین کیا۔

فتح شلب و سینٹ بریہ: اس مہم سے فارغ ہو کر معتضد (ابن عباد) نے شلب کا قصد کیا۔ شلب کی عنانِ حکومت ۴۱۹ھ سے مظفر ابوالاصبغ عیسیٰ بن قاضی ابوبکر محمد بن سعید بن مرین کے قبضۂ اقتدار میں تھی ۴۴۲ھ میں اس نے وفات پائی۔ اسی زمانہ میں معتضد نے اس پر چڑھائی کی اور اسے مظفر کے بیٹے کے قبضہ سے نکال لیا اس کے بعد اپنے بیٹے معتمد کو طلب کر کے اس کے شہر کی حکومت بھی اسی کے متعلق کی چنانچہ معتمد نے یہیں قیام اختیار کر لیا اور اسے اپنا مرکز حکومت قرار دیا۔ پھر معتضد نے شلت (سینٹ) بریہ کی جانب قدم بڑھایا۔ سینٹ بریہ میں معتصم محمد بن سعید بن ہارون کا پرچم اقبال کامیابی کے ساتھ ہوا میں لہرا رہا تھا جوں ہی معتضد اس کے قریب پہنچا غریب معتصم نے شہر خالی کر دیا۔ یہ واقعہ ۴۲۹ھ کا ہے۔ معتضد نے اسے بھی اپنے بیٹے معتمد کے مقبوضات میں شامل کر دیا۔

لبلہ اور مرسیہ پر قبضہ: لبلہ میں تاج الدین ابوالعباس احمد بن یحییٰ تجیبی کی حکومت کا دور دورہ تھا۔ ۴۱۴ھ میں تاج الدین نے لبلہ میں اپنی حکومت کا اعلان کیا تھا۔ ادینہ اور شلطیش میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا تھا۔ ۴۴۳ھ میں اس کی وفات ہوئی۔ وفات کے وقت اپنے بھائی محمد کو حکومت و ریاست کی وصیت کر گیا تھا۔ معتضد نے لبلہ پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا اور روزانہ کی لڑائیوں سے اسے تنگ کرنے لگا۔ محمد موقع پا کر بھاگ گیا قرطبہ پر اس کے بھائی خلف بن یحییٰ کا بیٹا فتح قابض تھا۔ معتضد نے اسے بھی خالی کرا لیا۔ غرض ان سب شہروں پر رفتہ رفتہ بنی عباد کا قبضہ ہو گیا اور یہ تمام شہر اس کے دائرہ حکومت میں داخل ہو گئے۔ معتضد نے مرسیہ کو بھی اپنے علم حکومت کے تحت لیا تھا۔ اس صوبہ پر ابن رشیق نے فتنے کے دور میں قبضہ کیا تھا اور ''خاصۃ الدولہ'' کے نام سے موسوم کیا تھا۔ آٹھ سال حکومت کی اس کے بعد معتضد نے ۴۴۵ھ میں اسے ابن رشیق سے چھین لیا۔

عباد کا مرشلہ پر قبضہ: معتضد ہی نے مرشلہ کو ابن طیفور کے قبضہ سے ۴۳۶ھ میں نکالا تھا اور ابن طیفور نے اس پر عیسیٰ بن نسب سے قبضہ حاصل کیا تھا۔ عیسیٰ بن نسب لشکر شاہی کا ایک سپہ سالار تھا اول اول یہی اس پر قابض ہوا تھا مگر خوبی قسمت نے اسے اور اس کے بعد اس کے جانشین کو اس کی حکومت پر قابض نہ رہنے دیا۔ تھوڑے دن میں یہ سب ممالک جن کا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے۔ ابن عباد کے مقبوضات میں داخل ہو گئے۔

عباد بن ابوالقاسم معتضد کی وفات: ابن عباد (معتضد) اور بادیس بن حبوس والی غرناطہ میں ناچاقی تھی۔ دونوں میں متعدد لڑائیاں ہوئی تھیں۔ ابھی کوئی نتیجہ ظاہر نہ ہوا تھا کہ ۴۶۱ھ میں معتضد کو سفر آخرت درپیش آ گیا۔ چنانچہ یہ اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کاموں کو یوں ہی ناتمام چھوڑ کر دنیا سے کوچ کر گیا۔

معتمد بن معتضد: اس کے بعد اس کا بیٹا معتمد بن معتضد بن اسماعیل ابوالقاسم بن عباد کرسی حکومت پر متمکن ہوا۔

معتمد نے عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لینے کے بعد جہانداری میں اپنے باپ کا رویہ اختیار کیا اس کے علاوہ دارالخلافت قرطبہ کو بھی وزیر السلطنت ابن جہور کے قبضہ سے نکال لیا۔ اس نے اپنے لڑکوں کو ملک کے مرکزی مقامات پر مامور کیا اور وہیں انہیں قیام کرنے کا حکم دیا۔ غربی اندلس میں ان کی حکومت کو کافی طور سے استحکام اور مضبوطی حاصل ہوئی۔ اس اطراف کے ملوک الطوائف پر اس کا رعب داب چھا گیا تھا۔ ابن بادیس بن حبوس غرناطہ میں' ابن افطیس بطلیوس میں اور ابن صمادح مریہ میں اسی طرح اور ملوک الطوائف اپنے اپنے مقبوضات میں معتمد (بن عباد) کے علم حکومت کے شاہی اقتدار تسلیم کر رہے تھے اس سے صلح و آشتی کے خواہاں تھے اس کی مرضی کے مطابق عمل کرتے تھے مگر یہ اور وہ سب کے سب سلاطین کفار کی خاطر و مدارات پر مائل تھے اور انہیں خراج دے دے کر قوت پہونچا رہے تھے۔ یہاں تک کہ سرحد بربر سے مرابطین کی حکومت کا ظہور ہوا۔ یوسف بن تاشقین نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ مسلمانانِ اندلس کی امیدیں اس کی اعانت و امداد سے برآئیں۔

معتمد کی یوسف بن تاشقین سے امداد طلبی: اسی زمانہ میں عیسائیوں نے خراج کی بابت ملوک الطوائف کو تنگ کرنا شروع کیا۔ ابن عباد (معتمد) نے اس یہودی سفیر کو گستاخانہ کلام کی وجہ سے قتل کر ڈالا جو خراج لینے کے لئے معتمد کے پاس آتا جاتا تھا۔ اس کے بعد دریا عبور کر کے یوسف بن تاشقین کی خدمت میں فریادی بن کر حاضر ہوا۔ معتمد کے جانے اور یوسف بن تاشقین کی مدد کرنے کے حالات آئندہ یوسف بن تاشقین کے حالات کے ضمن میں تحریر کئے جائیں گے۔

یوسف بن تاشقین کی اندلس سے واپسی: اس کے بعد فقہاء اندلس نے یوسف بن تاشقین کی خدمت میں درخواست پیش کی کہ طرح طرح کا ٹیکس اور محصول اندلس پر لگا ہوا معاف کر دیا جائے اور حکام و امراء کے ناقابل برداشت مظالم سے انہیں نجات دلائی جائے۔ چنانچہ یوسف نے اہل اندلس کو ان تمام ٹیکسوں سے سبکدوش کر دیا جو درمیان میں لگائے گئے تھے اور انہیں آئے دن کی طوائف الملوکی کی خونریزی سے نجات بھی دے دی۔ مگر جوں ہی یوسف بن تاشقین اندلس سے واپس ہوا اندلس کے طوائف الملوک اپنے پرانے رویہ پر آ گئے۔ زمانہ قیام اندلس میں یوسف بن تاشقین نے اپنی فوج مظفر موج کو جہاد پر بھی کئی بار روانہ کیا تھا اور اندلس کے اندرونی حصوں کو خودسر حکومتوں کے خار و خس سے صاف و پاک کر کے طالبان حکومت کو خلعت دیئے تھے اور انہیں انتظامی لحاظ سے سرحد بربر کی طرف منتقل کر دیا تھا غرض اس نے ایسے نازک وقت میں جب کہ اندلس امراء و حکام کی خودغرضیوں کی جولانگاہ بنا ہوا تھا بزور تیغ اندلس پر قبضہ حاصل کیا تھا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔ ابن عباد بھی چند لڑائیوں کے بعد جس کو آپ آگے پڑھیں گے یوسف بن تاشقین کا مطیع ہو گیا۔ یوسف بن تاشقین نے اسے ۴۸۴ھ میں اغمات قریب مراکش (مرالو) میں قید کر دیا۔ یہاں تک کہ ۴۸۸ھ میں مر گیا۔

امارت صوبہ سہلہ: اندلس میں اس کے علاوہ اور صوبے بھی تھے جن پر ابن عباد کا قبضہ نہ تھا ان میں سے ایک سہلہ تھا اس صوبے پر پانچویں صدی کی ابتداء میں ہذیل بن خلف ابن زرین ہشام کی دعوت کے بہانہ سے قابض ہو گیا تھا اور "موید

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدولہ'' کے خطاب سے اپنے کو مخاطب کرتا تھا۔ ۴۵۰ھ میں عیسائیوں کے ہاتھ سے کسی لڑائی میں شہید ہوگیا۔ تب اس کی جگہ حسام الدولہ عبدالملک بن خلف (موید الدولہ کا بھائی) متمکن ہوا اور یہی اس صوبے پر حکمرانی کرتا رہا۔ یہاں تک کہ مرابطیوں نے جس وقت کہ اندلس پر قابض ہوئے تھے اس صوبہ کو بھی اس کے قبضہ سے نکال لیا۔

امارت صوبجات برنث اور لج: برنث اور لج بھی ابن عباد کے مقبوضات سے خارج تھے اس پر عبداللہ بن قاسم مہری زمانہ طوائف الملوکی سے قابض تھا اور نظام الدولہ کے لقب سے اپنے کو ملقب کرتا تھا یہ وہی شخص ہے جس کے پاس معتمد مقیم تھا۔ جس زمانہ میں اراکین دولت نے قرطبہ میں معتمد کی امارت کی بیعت کی تھی وہ اسی کے پاس سے قرطبہ آیا تھا ۴۲۱ھ میں نظام الدولہ نے انتقال کیا اس کی جگہ یمین الدولہ محمد اس کا بیٹا جانشین ہوا اور اس سے اور مجاہد سے متعدد لڑائیاں ہوئیں تھیں یمین الدولہ کے بعد اس کا بیٹا عقد الدولہ احمد حکومت و امارت کی کرسی پر جلوہ افروز ہوا اور ۴۴۰ھ میں وفات پائی تب اس کا بھائی جناح الدولہ عبداللہ حکمران ہوا ۴۸۵ھ میں مرابطیون نے اس سے عنان حکومت چھین لی۔

ان حالات میں ہم کہاں سے کہاں پہونچ گئے ہیں لہٰذا اس سے اعراض کر کے اب پھر ملوک الطوائف کے اکابر کے تذکرہ کی جانب اپنی توجہ مبذول کرتے ہیں واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

ابوالحزم جہور بن محمد بن جہور: جن دنوں قرطبہ میں فتنہ وفساد کی گرم بازاری تھی اس وقت اراکین دولت اور امرائے سلطنت کا سردار ابوالحزم جہور بن محمد بن جہور بن عبداللہ بن محمد بن معمر بن یحییٰ بن ابی المغافر بن ابی عبیدہ کلبی تھا۔ ابن بشکوال نے اس کا نسب اسی طرح تحریر کیا ہے۔ ابن جہور کا مورث اعلیٰ ابوعبیدہ کلبی اندلس آیا تھا اس کی پچھلی نسلوں کو قرطبہ میں دولت عامریہ کی وزارت کا شرف حاصل ہوا تھا جس وقت لشکریوں نے معتمد آخری خلیفہ اموی کو ۴۲۲ھ میں معزول کیا تھا اس وقت جہور نے قرطبہ پر قبضہ کرلیا اور کسی فساد اور فتنہ میں مداخلت نہ کی۔ حکومت پر قابض ہو کر نظام سلطنت کو بگڑنے نہ دیا اور نہ اپنے مکان سے قصر خلافت میں آیا۔ اس کا رویہ نہایت عمدہ تھا اہل علم و فضل کی روش پر چلتا تھا۔ مریضوں کی عیادت کرتا تھا۔ جہادوں میں شریک ہوتا' اپنے محلّہ مشرقی کی مسجد میں اذان دیتا تراویح پڑھتا تھا اور تمام مسلمانوں سے ملتا جلتا رہتا تھا۔ دربان وغیرہ اس کے دروازہ پر نہیں تھے۔ مسلمانانِ قرطبہ نے بطیب خاطر اپنی عنان حکومت تا زمانہ تقرری خلیفہ اس کے سپرد کردی اور محمد بن اسماعیل بن عباد نے یہ ظاہر کیا کہ ہشام موید میرے پاس اشبیلیہ میں ہے اور کی بابت بکثرت خط و کتابت کی اس لئے قرطبہ میں ہشام موید کا خطبہ پڑھا گیا۔

امارت قرطبہ پر ابن جہور کا قبضہ: اسی گھمنڈ پر محمد بن اسماعیل ہشام کو لئے ہوئے قرطبہ آیا مگر اہل قرطبہ نے نہ معلوم کیوں اسے قرطبہ میں داخل ہونے سے روک دیا اور خطبہ میں اس کے ذکر سے اعراض کیا۔ اس وقت سے ابن جہور اہل قرطبہ پر تنہا بلا مزاحمت غیرے حکومت کرنے لگا۔ بعدہ محرم ۴۳۵ھ میں حکومت سے سبکدوش ہو کر اپنے ہی مکان میں مدفون ہوا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا ابوالولید محمد بن جہور باتفاق سربرآوردگان قرطبہ' حکومت کی کرسی پر بیٹھا اس نے اپنے باپ کی روش اختیار کی یہ بھی اہل علم و فضل کا قدردان تھا مکی بن ابی طالب مکی وغیرہ اہل علم کی خدمت میں تحصیل علم کی تھی۔ اس نے اپنا قلمدان وزارت ابراہیم بن یحییٰ کے سپرد کیا تھا۔ اس نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالملک بن ابوالحزم جہور: غرض ابوالولید محمد کا زمانہ حکومت طوائف الملوکی کے بہترین زمانہ سے تھا۔ اہل قرطبہ راضی اور خوش تھے کسی کو کسی قسم کی شکایت کا موقع نہیں ملا کہ یہ بھی راہگزار ملک آخرت ہو گیا اور عنان حکومت اس کے بیٹے عبدالملک کے حوالہ کی گئی اس نے کج ادائی اور بداطواری شروع کر دی لوگوں کو اس سے نفرت اور کشیدگی پیدا ہو گئی۔ ابن ذی النون نے اس کا قرطبہ میں محاصرہ کر لیا۔ اس نے محمد بن عباد سے ذی النون کے محاصرہ کی شکایت کی اور امداد کا خواستگار ہوا۔

عبدالملک کی معزولی اور اسیری: محمد بن عباد نے اپنی فوجیں اس کی کمک پر بھیجیں مگر در پردہ یہ ہدایت کر دی کہ قرطبہ میں داخل ہو کر اسے معزول کر دینا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ابن ذی النون کے محاصرہ کو محمد بن عباد کے لشکر نے اٹھایا اور جب یہ قرطبہ میں داخل ہو گیا تو اہل قرطبہ سے سازش کر کے ۴۶۱ھ میں عبدالملک کو معزول کر دیا اور قرطبہ سے جلاوطن کر کے شلطیش لے جا کر قید کر دیا اور حالت قید میں ۴۷۲ھ میں مر گیا۔

محمد ابن عباد کی قرطبہ پر فوج کشی: محمد ابن عباد نے عبدالملک کی گرفتاری کے بعد اپنے بیٹے سراج الدولہ کو سبلنسیہ سے طلب کر کے قرطبہ کی حکومت پر مامور کیا۔ سراج الدولہ کو قرطبہ جانے کے بعد کسی نے زہر دے دیا جس سے سراج الدولہ کی موت وقوع میں آئی نعش طلیطلہ اٹھا کر لائی گئی اور وہیں دفن کی گئی۔ سراج الدولہ کے مرنے کے بعد محمد بن عباد نے قرطبہ پر فوج کشی کی چنانچہ ۴۶۹ھ میں قرطبہ پر قابض ہو گیا اور ابن عکاشہ کو قتل کر کے اپنے بیٹے فتح بن محمد ملقب بہ مامون کو قرطبہ کی حکومت دی۔ یوں ہی رفتہ رفتہ غربی اندلس کے صوبجات پر بھی قبضہ حاصل کر لیا۔ اسی ہنگامہ میں فتح مارا گیا اور اس کا باپ محمد بن عباد اغمات کی طرف جلاوطن کر کے بھیج دیا گیا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں اور آئندہ بھی لکھنے والے ہیں۔ **واللہ وارث الارض و من علیھا و ھو خیر الوارثین**

امارت غربی اندلس

ابومحمد عبداللہ کا صوبہ بطلیوس پر قبضہ: فتنہ اور طوائف الملوکی کے زمانہ میں ابومحمد عبداللہ بن مسلمہ تجیبی معروف بن ابن افطس نے غربی اندلس صوبہ بطلیوس پر قبضہ کر لیا تھا اور اپنی خودسری اور حکومت کا اعلان کر دیا تھا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا مظفر ابوبکر اس کی جگہ متمکن ہوا اس کی حکومت نہایت استقلال اور استحکام کے ساتھ قائم ہوئی اکابر ملوک الطوائف میں ان کا شمار تھا۔ مظفر سے اور ابن ذی النون سے متعدد لڑائیاں ہوئی تھی۔ ابن عباد سے کئی بار معرکہ آرائی کی نوبت آئی تھی۔ اختلاف کا سبب یہ ہوا تھا کہ ابن عباد نے ابن تجیبی والیٔ مملیلہ کی مظفر کے مقابلے میں اعانت کی تھی اس سے مظفر کو اشتعال پیدا ہوا۔ والیٔ مملیلہ کے متعدد قلعوں اور شہروں پر قبضہ کر لیا آخر کار مظفر لگاتار دو شکستیں اٹھا کر بطلیوس میں قلعہ بند ہو گیا۔ ان دو پچھلی لڑائیوں میں ایک بڑی جماعت کام آئی یہ واقعہ ۴۴۳ھ کا ہے اس کے بعد ابن جہور نے ان دونوں میں مصالحت کرا دی ۴۶۰ھ میں مظفر نے وفات پائی۔

متوکل ابوحفص عمر بن محمد: اس کا بیٹا متوکل ابوحفص عمر بن محمد معروف بہ سناجہ تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ اسی کے زمانہ حکمرانی میں اور اسی کے ہاتھ سے یوسف بن تاشفین امیر مرابطین نے ۴۸۹ھ میں بطلیوس پر قبضہ حاصل کر کے اسے اس کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اولاد کے ساتھ قید حیات سے سبکدوش کیا تھا۔ ابن عباد نے پہلے متوکل کو یوسف بن تاشفین کی طرف سے بدظن کر کے کفار سے خط و کتابت کرنے کی رائے دی اور جب متوکل اس پر عامل و کاربند ہو گیا تو یوسف بن تاشفین کو لکھ بھیجا کہ جس قدر جلد ممکن ہو بطلیوس پر پہونچ کر قبضہ حاصل کر لیا جائے ورنہ متوکل پھر ہاتھ نہ آئے گا اور نہ اس صوبہ پر کسی طرح قبضہ ہو گا کیونکہ متوکل عیسائیوں سے خط و کتابت کر رہا ہے چنانچہ یوسف بن تاشفین نہایت تیزی سے قطع مسافت اور منازل طے کر کے بطلیوس پہونچ گیا اور ۴۸۹ھ میں متوکل کو اس کے لڑکوں کے ساتھ گرفتار کر کے عیدالاضحیٰ کے دن قتل کر ڈالا جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کرنے والے ہیں ابن عبدون نے اس کے مرثیہ میں ایک قصیدہ کہا تھا جو نہایت مشہور اور کتب تواریخ میں مذکور ہے اس کا مطلع یہ تھا

الدھر یفجع بعد العین بالاثر
فما البکاء علی الاشباح و الصور

اس قصیدہ میں ابن عبدون نے ان مصائب کا تذکرہ کیا تھا جو اس زمانہ ادبار میں نازل ہوئے تھے۔ جس سے جمادات تک رو پڑے تھے۔ ہم اسے ملتونہ کے حالات اور ان کی فتح اندلس کے ضمن میں بیان کریں گے۔ واللہ یفعل مایشاء ویحکم مایرید۔

امارت غرناطہ و بیرہ

ضہاجہ زادی بن زیری: فتنہ بربریہ میں سردار ضہاجہ زادی بن زیری بن مناد تھا' زمانہ حکومت منصور میں زادی اندلس آیا تھا۔ جب بربریوں نے فتنہ و فساد کا بازار گرم کر دیا اور شیرازہ خلافت بکھر گیا تو زادی اس کا گروہ کا سردار اور ان برائیوں کا معتمد علیہ بن کر بیرہ کی جانب گیا اور غرناطہ پہونچ کر قبضہ کر لیا اور اسے اپنا مستقر حکومت بنا لیا اور جب عامری غلاموں نے مرتضیٰ مروانی کی خلافت کی بیعت کی (اس امر اہم کا متولی اور منتظم مجاہد عامری اور منذر بن یحییٰ بن ہاشم تجیبی ہوا تھا) اور بیعت کے بعد ان لوگوں نے غرناطہ پر چڑھائی کی تو زادی بن زیری فوج ضہاجہ کو مرتب کر کے مقابلہ پر آیا اور ۴۲۰ھ میں ان لوگوں کو شکست دے کر مرتضیٰ کو قتل کر ڈالا۔ مال و اسباب اور آلات حرب پر قبضہ کر لیا جو بے حد اور بے شمار تھے اس کے بعد اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا اندلس میں فتنہ و فساد کی وجہ سے بربر پر کسی قسم کا ادبار نہ آ جائے اور میری عدم موجودگی سونے پر سہاگہ کا کام نہ دے۔ اس خیال کا آنا تھا کہ اپنے بیٹے کو غرناطہ پر مقرر کر کے اپنے قومی بادشاہ قران کی طرف کوچ کر دیا۔ جوں ہی زادی نے غرناطہ سے قدم باہر نکالا اس کے بیٹے نے ابن رضین اور چند مشائخین غرناطہ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ اہل غرناطہ کو یہ امر ناگوار گزرا۔ ماکس بن زیری کو غرناطہ پر قبضہ کر لینے کا پیام دیا ماکس اس پیام کے بناء پر غرناطہ آیا اور اس پر قبضہ کر لیا اور زیری کے لڑکے کی حکومت کو معدوم اور نیست و نابود کر دیا۔ یہاں تک کہ ۴۲۹ھ میں اس نے وفات پائی۔

بادیس بن ماکس: بادیس اس کا بیٹا حکومت و ریاست کی کرسی پر متمکن ہوا اس سے اور ابن ذی النون و ابن عباد سے متعدد لڑائیاں ہوئیں اس کے زمانہ حکمرانی میں اس کا اور اس کے باپ کا کاتب (سیکرٹری) اسماعیل بن نغرلہ ذمی سیاہ و سفید کرنے کا مختار تھا۔ پھر بادیس نے اسے ۴۵۰ھ میں معزول اور معتوب کر کے قتل کرا دیا اس کے ساتھ اور بہت سے یہودی بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مارڈالے گئے تھے۔ بادیس نے ۴۶۷ھ میں سفر آخرت اختیار کیا اس کا پوتا مظفر ابو محمد عبداللہ بن بلکین بن بادیس حکمران ہوا۔ اس نے اپنے دادا کی تقرری کے مطابق اپنے بھائی تمیم کو مالقہ کی حکومت پر مامور کیا۔ ۴۸۳ھ میں مرابطیون نے ان دونوں کو معزول اور جلاوطن کر کے اغمات اور وریکہ کی طرف بھیج دیا۔ چنانچہ ان دونوں نے وہیں قیام کیا جیسا کہ آئندہ یوسف بن تاشفین کے تذکرہ میں آپ ان کے حالات میں پڑھیں گے۔ واللّٰہ وارث الارض ومن علیھا وھو خیر الوارثین.

امارت طلیطلہ

اسماعیل بن ظافر: ملوک طلیطلہ کا جد اعلیٰ اسماعیل بن ظافر بن عبدالرحمٰن بن سلیمان بن ذی النون تھا۔ یہ قبائل ہوارہ کا ایک نامور ممبر تھا دولت مروانیہ میں یہ اراکین سلطنت میں شمار کیا جاتا تھا۔ شنتریہ میں اس کی ریاست وامارت تھی اس نے زمانہ فتنہ میں قلعہ اقلشتین پر قبضہ کرلیا۔ شروع زمانہ فتنہ سے طلیطلہ یحییٰ بن محمد بن یحییٰ کے قبضہ تصرف میں تھا جو اس کا والی تھا۔ جب یہ ۴۳۷ھ میں مرگیا تو بعض سرداران افواج طلیطلہ نے اسماعیل کو قلعہ اقلشتین سے طلیطلہ پر قبضہ کرنے کے لئے بلا بھیجا۔ چنانچہ اسماعیل قلعہ مذکور طلیطلہ آیا اور بلامزاحمت قابض ہوگیا۔ اسماعیل نے طلیطلہ پر قبضہ کرنے کے بعد اپنے دائرہ حکومت کو جنجالہ (مضافات مرسیہ) تک بڑھالیا اور نہایت کامیابی کے ساتھ اس پر حکومت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ۴۲۹ھ میں راہی ملک عدم ہوا۔

ماموں ابوالحسن یحییٰ بن اسماعیل: تب اس کے بیٹے ماموں ابوالحسن یحییٰ نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ اس نے بڑے زور وشور سے حکومت کی۔ اس کی شوکت وعظمت تمام ملوک الطوائف سے بڑھی چڑھی تھی۔ اس سے اور سرحدی عیسائی امراء سے مشہور لڑائی ہوئی۔ ۴۳۵ھ میں بلنسیہ پر فوج کشی کی اور مظفر ذی السابقین (منصور بن ابی عامر کی اولاد) سے بلنسیہ کو چھین لیا۔ اس کے بعد قرطبہ کی جانب بڑھا اور اسے بھی ابن عباد کے ہاتھ سے نکال لیا۔ اسی ہنگامہ میں قرطبہ پر قبضہ کرنے کے بعد اس کے بیٹے ابوعمر کو قتل کر ڈالا پھر اسے بھی ۴۶۷ھ میں کسی نے زہر دے کر مار ڈالا۔

قادر یحییٰ بن اسماعیل: اس کے بعد طلیطلہ کی عنان حکومت اس کے پوتے قادر یحییٰ بن اسماعیل بن مامون یحییٰ بن ذی النون نے اپنے ہاتھ میں لی۔ اس وقت عیسائی سلاطین میں سے ابن اوفونش کا دورِ حکومت تھا۔ چونکہ حکومت اسلامیہ مدبروں سے خالی ہوچکی تھی اور خلافت کا دور ختم ہوچکا تھا اور عرب کی حکومت کا شیرازہ بکھر گیا تھا۔ اس وجہ سے ابن اوفونش کا تمام ملک میں دور دورہ تھا چنانچہ ابن اوفونش نے فوجیں آراستہ کر کے طلیطلہ کی جانب ۴۷۸ھ میں پیش قدمی شروع کی قادر یحییٰ نے ابن اوفونش کے خوف سے طلیطلہ کو خالی کر دیا اور اس سے یہ شرط کرلی کہ بلنسیہ کو لینے میں تم میری مدد کرنا۔ بلنسیہ میں ان دنوں عثمان قاضی بن ابوبکر بن عبدالعزیز (یہ بھی ابن ابی عامر کا ایک وزیر تھا) حکمرانی کر رہا تھا اہل بلنسیہ کو اس کی خبر لگ گئی ان لوگوں نے اس خوف سے کہ مبادا القنس وغیرہ عیسائی ملوک اس پر قبضہ نہ کرلیں عثمان قاضی کو معزول کر دیا۔ قادر نے جھٹ پٹ قبضہ کرلیا۔ دو برس تک یہیں مقیم رہا۔ بالآخر ۴۸۷ھ میں سفر آخرت اختیار کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب:۳۵

امارت شرقی اندلس

منصور عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن

ابن ابی عامر عامری خدام نے ۴۱۱ھ میں بربریوں کے زمانہ فتنہ میں منصور عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن ناصر بن ابی عامر کی حکومت کی مقام شاطبہ میں بیعت کی چنانچہ منصور نے عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ چند روز بعد اہل شاطبہ نے منصور کے خلاف علم بغاوت بلند کیا منصور شاطبہ کو خیرباد کہہ کر بلنسیہ چلا گیا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے اپنا دارالحکومت بنالیا۔ اس کے وزیروں میں ابن عبدالعزیز نامی ایک شخص نہایت مدبر اور ہوشیار تھا۔ اس نے خیران عامری (جو کہ عامر کا غلام آزاد تھا) کے ذریعہ سے اس واقعہ سے قبل اربولہ پر ۴۰۴ھ میں قبضہ حاصل کر لیا تھا اس کے بعد ۴۰۷ھ میں مرسیہ پر بعدہ حیان پر پھر مریہ پر ۴۰۹ھ میں قابض ہو گیا تھا اور ان مقامات کے رہنے والوں سے منصور عبدالعزیز کی حکومت کی بیعت لے لی تھی۔ تھوڑے دن بعد خیران نے منصور سے بدعہدی کی اور مریہ سے مرسیہ جا کر منصور کے برادر عم زاد محمد بن مظفر بن منصور بن ابی عامر کو حکومت کی کرسی پر بٹھا دیا۔

محمد بن مظفر کا قرطبہ سے اخراج محمد بن مظفر قرطبہ میں قاسم بن حمود کے سایہ عاطفت میں رہتا تھا جس وقت اس نے خیران سے خط و کتابت کر کے اپنے مال و اسباب کے ساتھ مرسیہ جانے کا قصد کیا اس وقت قرطبہ کے رہنے والوں نے جمع ہو کر اس کا مال و اسباب چھین لیا اور قرطبہ سے بہ یک بینی و دوگوش نکال دیا۔ خیران نے محمد کو کرسی حکومت پر متمکن کر کے پہلے مؤتمن کے خطاب سے مخاطب کیا پھر معتصم کا لقب دیا بعد چندے ناراض ہو کر مرسیہ سے نکال دیا۔ بے چارہ محمد بحال پریشان مریہ پہونچا۔ خیران نے آزاد غلاموں کو اشارہ کر دیا ان لوگوں نے اس کا مال و اسباب چھین کر مریہ سے نکال باہر کیا۔ محمد نے غربی اندلس کا راستہ لیا اور وہاں پہونچ کر سفر آخرت اختیار کیا۔ اس کے بعد خیران نے بھی مرسیہ میں ۴۱۹ھ میں وفات پائی۔

امیر عمید الدولہ ابوالقاسم امیر عمید الدولہ ابوالقاسم زہیر عامری نے عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لی اور فوجیں آراستہ کر کے غرناطہ پر چڑھائی کر دی۔ بادیس بن حبوس مقابلہ پر آیا اور امیر عمید الدولہ کو شکست دے کر ۴۲۹ھ میں جنگ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے دوران قتل کر ڈالا اور مریہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد منصور بن عبدالعزیز والیٔ بلنسیہ نے اس صوبہ کو بادلیس کے قبضہ سے ۴۵۷ھ میں نکال لیا۔ پھر جب مامون بن ذی النون نے وفات پائی اور اس کا پوتا قادر حکمران ہوا تو بلنسیہ پر وزراء ابی ابن عامر سے ابوبکر بن عبدالعزیز حکومت کرنے لگا۔ ابن ہود نے اسے قادر سے مخالفت اور بدعہدی کرنے کی رائے دی۔ ابوبکر اس رائے کے مطابق قادر سے مخالفت کا اعلان کر کے ۴۶۸ھ میں خودسر ہو گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ مقتدر نے دانیہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ ابوبکر دس سال حکومت کر کے ۴۷۸ھ میں گوشہ قبر میں جا چھپا اس کی جگہ قاضی عثمان اس کا بیٹا حکمرانی کی عبا پہن کر ایوان حکومت میں جلوہ افروز ہوا۔

بلنسیہ پر عیسائیوں کی فوج کشی: پھر جب قادر بن ذی النون نے طلیطلہ کو عیسائیوں کے حوالہ کر دیا تو بلنسیہ کی طرف قبضہ کرنے کے ارادے سے قدم بڑھایا۔ اس مہم اس کے ہمراہ الفنش عیسائی بھی تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اہل بلنسیہ نے اس خبر سے مطلع ہو کر عثمان قاضی بن ابی بکر کو معزول کر دیا اور عیسائیوں کے خوف سے قادر کو بخوشی خاطر اپنے شہر پر قبضہ دے دیا یہ واقعہ ۴۷۸ھ کا ہے اس کے بعد ۴۸۳ھ میں قاضی جعفر بن عبداللہ بن حجاب نے قادر پر فوج کشی کی اور اثناء جنگ میں قادر کو قتل کر کے بلنسیہ پر قبضہ کر لیا۔ پھر عیسائیوں نے ۴۸۹ھ میں بلنسیہ پر حملہ کیا اور قاضی جعفر کو قتل کر کے قابض ہو گئے۔ اس کے بعد مرابطیون نے اندلس میں داخل ہو کر اس صوبہ کو عیسائیوں کے قبضہ سے نکال لیا۔ پھر ۴۹۵ھ میں ابن ذی النون نے اپنے ایک سپہ سالار کو بلنسیہ پر قبضہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ اس سپہ سالار نے اس صوبہ کو ان لوگوں کے قبضہ سے نکال لیا۔

معن بن صمادح: معن بن صمادح سپہ سالار وزیر ابن ابی عامر نے زمانہ (۴۸۸ھ) سے جبکہ منصور نے اسے سند حکومت دی تھی مریہ میں اقامت اختیار کی تھی اور اپنے کو ذوالوزارتین کے لقب سے ملقب کیا تھا۔ کچھ عرصہ بعد اس نے اپنے آپ کو معزول کر کے اپنے بیٹے معتصم ابو یحییٰ محمد بن معن بن صمادح کو حکمران بنایا۔ چنانچہ معتصم نے اس صوبہ میں چوالیس برس تک حکومت کی ابن شبیب والیٔ لورقہ فوجیں آراستہ کر کے مریہ پر چڑھ آیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ معتصم کے باپ نے حکومت سے کنارہ کشی کر لی تھی۔ معتصم نے یہ خبر پا کر کہ ابن شبیب والیٔ لورقہ مریہ پر چڑھ آیا ہے مقابلہ کرنے کی غرض سے ایک بڑی فوج روانہ کی۔ ابن شبیب نے اس مہم میں منصور بن ابی عامر والیٔ بلنسیہ و مرسیہ سے اپنے حریف کے مقابلہ میں امداد کی درخواست کی اور معتصم نے بادلیس کو مدد کا پیام دیا۔ دونوں حریفوں میں گھمسان کی جنگ ہوئی اس کا چچا صمادح بن بادلیس بن صمادح دوسری جانب لورقہ کے بعض قلعوں پر چڑھ گیا اور بزور تیغ اہل قلعہ کو زیر کر کے قبضہ کر لیا اور قبضہ حاصل کرنے کے بعد واپس آیا۔ اس زمانہ سے معتصم ۴۸۰ھ تک مریہ پر کامیابی کے ساتھ حکومت کرتا رہا اور اسی سنہ میں وفات پائی اس کی جگہ اس کا بیٹا متمکن ہوا اسے یوسف بن تاشفین امیر مرابطین نے ۴۸۴ھ میں معزول کیا اور مریہ سے اسے اس کے اہل وعیال کے ساتھ سرحد کی جانب جلاوطن کر دیا۔ اس نے سرحد پر پہنچ کر قلعہ میں آل حماد کے پاس قیام کیا اور یہیں اس نے اور اس کے لڑکوں نے وفات پائی۔ واللہ وارث الارض ومن علیھا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امارت سرقسطہ

منذر بن مطرف: منذر بن مطرف بن یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن محمد بن ہاشم تجیبی ثغر اعلیٰ کا گورنر تھا۔ اس کی اور منصور عبدالرحمٰن کی حکومت اور ریاست کی بابت ان بن چلی آتی تھی اس کے دارالحکومت ہونے کا اعزاز سرقسطہ کو حاصل تھا۔ جس وقت مہدی بن عبدالجبار کی حکومت کی بیعت لی گئی اور بنو عامر کا دور دورہ ختم ہو گیا اور بربریوں کا زور و شور اور فتنہ و فساد شروع ہوا۔ اس وقت منذر مستعین کے علم حکومت کے ساتھ تھا یہاں تک کہ اسی طوائف الملوکی میں ہشام مارا گیا۔ منذر نے ان اُمور کے انجام پر نظر کر کے مستعین کی رفاقت ترک کر دی۔ بعد اس کے مروانیوں نے مرتضیٰ کی بشمول مجاہد اور ان لوگوں کے ساتھ جو غلاموں اور عامریوں میں سے ان کے پاس آ کر جمع ہو گئے تھے۔ بیعت کر لی اور غرناطہ پر حملہ آور ہوئے زادی بن زیری فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا اور ان سبھوں کو شکست دی پھر مروانیوں اور اراکین دولت کو مرتضیٰ کی جانب سے شک پیدا ہوا۔ چند آدمیوں کو اس کے قتل پر مامور کر دیا۔ چنانچہ مریہ میں ان لوگوں نے اسے مار ڈالا۔ منذر کو اس وقت کھل کھیلنے کا موقع مل گیا۔ چنانچہ سرقسطہ اور ثغر اعلیٰ کو دبا بیٹھا اور ''المنصور'' کا خطاب اختیار کیا۔ عیسائی سلاطین جلیقہ اور برشلونہ سے مصالحت کا عہد و پیمان کیا۔ بالآخر ۴۱۴ھ میں وفات پائی۔ اس کا بیٹا تخت حکومت پر متمکن ہوا اور ''المظفر'' کے لقب سے اپنے کو ملقب کیا۔

بنو ہود: اسی زمانہ میں ابوایوب سلیمان بن محمد بن ہود جذامی انہی لوگوں میں سے شہر تطیلہ پر قابض ہو رہا تھا۔ اسے شروع زمانہ فتنہ سے اس صوبہ کی حکمرانی دی گئی تھی۔ اس کا مورث اعلیٰ ہود وہ ہے جو اندلس آیا تھا۔ ازد نے اس کے سلسلہ نسب کو سالم مولیٰ (آزاد غلام) ابوحذیفہ تک پہونچایا ہے۔ یہ ہود عبداللہ کا بیٹا ہے اور عبداللہ موسیٰ کا اور موسیٰ سالم موالی ابی حذیفہ کا اور بعضوں نے ہود کو روح بن اتباع کی اولاد سے شمار کیا ہے۔

سلیمان بن محمد بن ہود: سلیمان نے تھوڑے دن میں قوت بڑھا کر مظفر بن یحییٰ بن منذر کو مغلوب کر لیا ۴۳۱ھ میں اس کی زندگانی کا خاتمہ کر کے اسے دنیا کے تمام مخمصوں سے ہمیشہ کے لئے نجات دے دی۔ سرقسطہ اور ثغر اعلیٰ پر قابض ہو گیا اور اس کا بیٹا یوسف بن مظفر لاردہ پر حکمرانی کرنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد ان دونوں میں مخالفت پیدا ہو گئی۔

احمد مقتدر باللہ: اس اثناء میں سلیمان مر گیا اور احمد مقتدر باللہ نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ مقتدر نے یوسف کے مقابلہ میں فرانس اور بشکنس سے امداد طلب کی چنانچہ فرانس اور بشکنس حسب وعدہ مقتدر کی کمک پر آئے۔ مسلمانوں اور عیسائیوں سے لڑائی جھگڑا شروع ہو گیا۔ یوسف نے اس خبر سے مطلع ہو کر عیسائیوں اور نیز مقتدر کا سرقسطہ میں محاصرہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۴۴۳ھ کا ہے۔ یوسف کو اس میں ناکامی ہوئی۔ عیسائی سلاطین اپنے اپنے بلاد کی طرف لوٹ گئے۔ اس کے بعد مقتدر باللہ احمد نے ۴۷۴ھ میں اپنی حکومت کے سینتس سال پورے کر کے سفر آخرت اختیار کیا۔ اس کی جگہ یوسف مومن اس کا بیٹا تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا۔

یوسف موتمن بن احمد مقتدر: یوسف موتمن کو علوم ریاضیہ میں ید طولیٰ حاصل تھا اس فن میں اس نے بہت سی کتابیں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تالیف کی تھیں۔ ان میں سے استہلال اور المناظر ہیں ۴۷۷ھ میں اس نے وفات پائی یہ وہی سنہ ہے جس میں عیسائیوں نے طلیطلہ کو قادر بن ذی النون کے قبضہ سے نکال لیا تھا۔ یوسف موتمن کے بعد سرقسطہ میں مستعین حکمران ہوا۔ اس کے زمانہ حکومت میں واقعہ دشقہ پیش آیا دشقہ کو عیسائی محاصروں کے پنجہ سے بچانے کی غرض سے مستعین نے ۴۸۹ھ میں کئی ہزار مسلمانوں کی جمعیت سے جو کہ شمار سے باہر تھے دشقہ پر چڑھائی کی۔ تقریباً دس ہزار مسلمان اس معرکہ میں کام آئے (مستعین[1] کو ناکامی کے ساتھ پسپا ہونا پڑا تھا) اس زمانہ سے مستعین سرقسطہ پر برابر حکمرانی کرتا رہا یہاں تک کہ ۵۰۳ھ میں جن دنوں عیسائیوں نے سرقسطہ پر فوج کشی کی تھی سرقسطہ کے باہر جام شہادت نوش کر کے راہی عدم ہوا۔

عبدالملک بن یوسف موتمن: اس کی جگہ اس کا بیٹا تخت آرائے حکومت ہوا عمادالدولہ کا خطاب اختیار کیا۔ عیسائی باغیوں نے اسے ۵۱۳ھ میں سرقسطہ سے نکال کر قبضہ کرلیا۔ اس نے سرقسطہ کے قلعوں میں قلعہ روطہ میں جا کر پناہ لی اور وہیں قیام پذیر رہا۔ یہاں تک کہ ۵۱۳ھ میں اس نے وفات پائی۔ اس کا بیٹا احمد ملقب بہ سیف الدولہ آرزیکہ کی حکومت پر رونق افروز ہوا اس کے عہد حکومت میں عیسائیوں کی شورش حد سے بڑھ گئی۔ مسلمانوں کو بے حد ستانے لگے۔ آخر کار اس نے عیسائیوں سے صلح کر لی اور قلعہ روطہ کو ان کے حوالہ کر کے اپنے حشم وخدام کے ساتھ طلیطلہ چلا آیا اور وہیں ۵۲۶ھ میں مر گیا۔ انہی بنو ہود کے ممالک قبضہ سے شہر طرطوشہ تھا۔ جسے بقایا عامری نے ۴۳۳ھ میں دبالیا تھا پھر ۴۴۵ھ میں یہ مر گیا تب یعلی عامری اس پر قابض ہوا اس کے دور حکومت دراز اور طویل نہیں ہوا۔ اس کے بعد شنبیل حکمران ہوا عمادالدولہ بن احمد مستعین نے ۴۵۲ھ میں شنبیل سے طرطوشہ چھین لیا اس وقت سے طرطوشہ پر عمادالدولہ کا اور اس کے بعد اس کے بیٹوں کا قبضہ رہا یہاں تک کہ دشمنان اسلام نے اس شہر پر بھی اور بلاد شرقی اندلس کے ساتھ قبضہ کرلیا۔ واللہ وارث الارض ومن علیھا وھو خیر الوارثین.

امارت دانیہ وجزائر شرقیہ

عصام خولانی: جزیرہ ۴۹۰ھ میں عصام خولانی کے ہاتھ سے فتح ہوا۔ مورخین تحریر کرتے ہیں کہ عصام خولانی حج کے ارادے سے اپنی ذاتی کشتی پر سوار ہو کر اندلس سے روانہ ہوا۔ اتفاق یہ کہ ہوائے مخالف کی وجہ سے کشتی جزیرہ میورقہ کے ساحل پر جا لگی ایک مدت تک عصام اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اس ساحل پر ہوائے مخالف کی وجہ سے مقیم رہا۔ زمانہ قیام میں ان لوگوں کو اہل جزیرہ کے حالات سے مطلع ہونے کا موقع ملا اور اسے فتح کرنے کی ہوس ان کے دل میں سمائی چنانچہ عصام نے حج سے واپس ہو کر امیر عبداللہ والیٔ اندلس سے جزیرہ میورقہ کی سرسبزی وشادابی کا ذکر کیا اور اسے فتح کرنے کی رغبت دی۔

جزیرہ میورقہ کی فتح: امیر عبداللہ نے جنگی کشتیوں کا ایک بیڑہ عصام کے ساتھ روانہ کیا اس مہم میں لشکر شاہی کے علاوہ مجاہدوں کا ایک گروہ عظیم جہاد کے ارادے سے شریک ہوا۔ عصام نے پہنچتے ہی جزیرہ میورقہ پر محاصرہ ڈال دیا اور ایک مدت کے محاصرہ وجنگ کے بعد یکے بعد دیگرے اسکے تمام قلعوں کو فتح کرلیا۔ تکمیل فتح کے بعد عصام نے امیر عبداللہ کی خدمت میں

---

[1] دیکھو النفاری جلد اول صفحہ ۲۸۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نامہ بشارت فتح روانہ کیا۔ امیر عبداللہ نے حسن خدمت کے صلہ میں عصام کو جزیرہ میورقہ کی گورنری عنایت فرمائی دس برس تک عصام نے اس جزیرہ پر حکمرانی کی۔ مسجدیں بنوائیں۔ حمامات تعمیر کرائے' سرائیں پل اور سڑکیں درست کرائیں۔

امارت جزیرہ پر موفق کا تقرر: عصام کی وفات کے بعد اہل جزیرہ نے اس کے بیٹے عبداللہ کو اپنا حکمران بنایا امیر عبداللہ والیٔ اندلس نے بھی اس کی امارت کو منظور و تسلیم کیا۔ اس کے بعد عبداللہ درویشی اور زہد کی طرف مائل ہو گیا ۳۵۰ھ میں ترک امارت کر کے حج کے ارادے سے کشتی میں سوار ہو کر مشرق کی جانب چلا گیا۔ پھر اس کی کوئی خبر معلوم نہیں ہوئی۔ خلیفہ ناصر مروانی نے اپنے خدام میں سے موفق کو اس جزیرہ کی سرداری و حکومت پر متعین و مامور کیا۔ موفق نے جزیرہ مذکور میں پہونچ کر جنگی کشتیوں کے متعدد بیڑے تیار کرائے فرانس کے مقبوضات پر بہت سے جہاد کئے ۳۵۹ھ میں عہد حکومت مستنصر میں اس نے وفات پائی۔ اس کے خادموں میں سے کوثر نامی ایک شخص اس کا جانشین ہوا۔ اس نے دشمنانِ اسلام پر جہاد کرنے میں وہی طریقہ اختیار کیا جو اس کے پیشرو (موفق) کا تھا۔ اس نے ۳۸۹ھ میں عہد امارت منصور میں انتقال کیا۔ منصور نے اپنے موالی (آزاد غلاموں) میں سے مقاتل کو اس جزیرہ کی حکومت دی۔ یہ بھی جہاد کا حد سے زیادہ شائق تھا۔ مقبوضات فرانس پر ہمیشہ جہاد کرتا رہتا تھا منصور اور اس کا بیٹا مؤید جہاد میں اس کی مدد کیا کرتا تھا ۴۰۳ھ زمانہ فتنہ میں راہگزار ملک آخرت ہوا۔

مجاہد بن یوسف: مجاہد بن یوسف بن علی عامری موالیوں میں ایک سربرآوردہ اور دلیر شخص تھا منصور نے اس کی پرورش کی تھی۔ قرآن' حدیث اور عربیت کی تعلیم دی تھی۔ ان علوم میں مجاہد کو اعلیٰ درجہ کا کمال حاصل تھا۔ جس دن مہدی ۴۰۰ھ میں مارا گیا اس روز مجاہد قرطبہ سے چلا آیا اس نے اور نیز عامری موالیوں اور اکثر لشکریان اندلس نے مرتضیٰ کی امارت کی بیعت لی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ان لوگوں سے اور زادی سے غرناطہ کے باہر مڈبھڑ ہوئی زادی نے ان لوگوں کو شکست دی اور ان کی جماعت کو منتشر کر کے مرتضیٰ کو بارحیات سے سبکدوش کر دیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

مجاہد بن یوسف کی فتوحات: اس واقعہ کے بعد مجاہد طرطوش چلا گیا اور اس پر قابض ہو گیا پھر اسے چھوڑ کر دانیہ جا کر مقیم ہوا اور وہیں اپنی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ میورقہ' منورقہ اور یابسہ کو اپنے دائرہ حکومت میں داخل کر لیا اور ۴۱۳ھ میں معیطی کو میورقہ کی حکومت پر مامور کیا معیطی نے میورقہ پہونچتے ہی خود سر حکومت کا اعلان کر دیا اہل میورقہ نے معیطی کو اس فعل سے بہت کچھ روکا لیکن معیطی نے ذرا بھی توجہ نہ کی۔ مجاہد کو اس کی خبر لگی تو اس نے اپنے برادر زادہ عبداللہ کو میورقہ کی حکومت پر مامور اور روانہ کیا۔ معیطی یہ خبر پا کر بھاگ گیا۔ عبداللہ نے میورقہ میں پندرہ سال حکومت کی اس نے اپنے زمانہ حکومت میں سردانیہ پر براہ دریا بقصد جہاد فوج کشی کی تھی اور بزور تیغ کمال مردانگی سے اسے فتح کر کے عیسائیوں کو وہاں سے جلاوطن کر دیا تھا اور والی سردانیہ کے لڑکے کو قید کر لیا تھا جو ایک مدت کے بعد زر فدیہ ادا کر کے رہا کرا لیا گیا۔ مجاہد نے اس کے مرنے پر اپنے موالی اغلب کو ۴۲۸ھ میں میورقہ کی حکومت عنایت کی۔

علی بن مجاہد: مجاہد والیٔ دانیہ اور خیران مریہ اور ابن ابی عامر والیٔ بلنسیہ میں باہم متعدد لڑائیاں ہوئیں یہاں تک کہ ۴۳۶ھ میں مجاہد ان لڑائیوں کو یوں ہی ناتمام چھوڑ کر راہی ملک بقا ہو گیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا علی ایوان حکومت میں رونق

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افروز ہوا۔ اقبال الدولہ کا خطاب اختیار کیا اور مقتدر بن ہود سے سسرالی قرابت پیدا کی۔ ۴۶۸ھ میں مقتدر نے اقبال الدولہ کو دانیہ سرقسطہ میں بلالیا اور اس کا بیٹا سراج الدولہ فرانس چلا گیا عیسائیان فرانس نے بچند شرائط جن کی پابندی کا اقرار خود سراج الدولہ نے کیا تھا سراج الدولہ کی امداد کی چنانچہ دانیہ کے بعض قلعوں پر اسے قبضہ مل گیا بعد چندے جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے مقتدر کی سازش سے ۴۶۹ھ میں اسے زہر دیا گیا جس سے اس کی موت وقوع میں آئی۔ بعدہ علی (اقبال الدولہ) نے بھی مقتدر کے انتقال کے بعد ہی ۴۷۴ھ میں وفات پائی۔ بعضے کہتے ہیں کہ مقتدر کی حیات ہی میں یہ بجایا چلا گیا تھا اور یحییٰ بن حماد والی بجایہ کے یہاں مقیم ہوا تھا اور اسی زمانہ فراری میں سفر آخرت اختیار کیا تھا۔

اغلب کی معزولی: اغلب (مجاہد والیٔ میورقہ کا مولیٰ) براہ دریا سرحدی عیسائیوں پر بکثرت جہاد کیا کرتا تھا اور آئے دن عیسائیوں کو اپنے پرزور حملوں سے تنگ کیا کرتا تھا۔ مجاہد کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے علی (اقبال الدولہ) سے اغلب نے حج وزیارات کی اجازت حاصل کر کے مشرق کا راستہ لیا۔ اقبال الدولہ نے آل اغلب کو حکومت جزیرہ سے برطرف کر کے اپنے داماد ابن سلیمان بن مشکیان کو اغلب کی طرف سے جزیرہ پر مامور کیا۔ پانچ سال تک ابن سلیمان جزیرہ پر حکمرانی کر کے بارِ حیات سے سبکدوش ہوا اس کی جگہ مبشر ملقب بہ ناصر الدولہ کو زمام حکومت عطا ہوئی۔

ناصر الدولہ: ناصر الدولہ شرقی اندلس کا رہنے والا تھا عالم طفلی میں قید ہو کر آیا تھا اور مجاہد کی خدمت میں تعلیم وتربیت پائی تھی سن شعور کو پہونچنے کے بعد ایک چھوٹی سی فوج کی اسے سرداری مل گئی جواں مرد اور دلیر تھا۔ اپنی مردانگی کی وجہ سے لوگوں کی آنکھوں میں بہت جلد محبوب ہو گیا اسریٰ اور سردانیہ پر اکثر جہاد کرتا تھا ابن سلیمان کے مرنے کے بعد انہی وجوہ سے جزیرہ میورقہ کی حکومت اسے مرحمت کی گئی پانچ سال تک حکومت کرتا رہا۔ اسی اثناء میں اقبال الدولہ کی حکومت کا دور تمام ہو گیا اور مقتدر بن ہود نے اس کے مقبوضات پر قبضہ وتصرف حاصل کر لیا۔ مبشر نے بھی میورقہ کو اپنا موروثی ملک سمجھ لیا اور خود سر حکومت کا اعلان کر دیا۔ زمانہ طوائف الملوکی کا تھا۔ اندلس میں ہر چہار طرف فتنہ وفساد کی گھنگھور گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔

میورقہ کا محاصرہ: ناصر الدولہ نے مستقل حکمراں ہونے کے بعد چند لوگوں کو اپنے آقائے نامدار کے اہل وعیال کے لینے کے لئے دانیہ روانہ کیا اہل دانیہ نے اقبال الدولہ علی کے اہل وعیال کو مبشر کے پاس بھیج دیا۔ مبشر نے ان لوگوں کے بے حد عزت کی اور بہ حسن سلوک ان لوگوں سے پیش آیا۔ اس وقت سے مبشر برابر سرحدی عیسائیوں پر جہاد کرتا رہا حتیٰ کہ عیسائی امراء برشلونہ جمع ہو کر اس پر حملہ آور ہوئے۔ دس ماہ کامل میورقہ کا محاصرہ کئے رہے بالآخر مبشر کو محاصرہ ختم کرنے میں ناکامی ہوئی دشمنانِ اسلام نے اسے بزور تیغ فتح کر کے مبشر کی حکومت کے[1] سال جی کھول کر تاخت وتاراج کیا۔

علی بن یوسف کا میورقہ پر قبضہ: مبشر نے زمانہ محاصرہ میں علی بن یوسف والیٔ مغرب عتونہ سے عیسائیوں کی زیادتیوں کی شکایت کی تھی اور امداد مانگی تھی۔ اگرچہ اتفاق سے علی بن یوسف کی جنگی کشتیوں کا بیڑا جو مبشر کی کمک پر آیا تھا میورقہ پر عیسائیوں کے قابض ہو جانے کے بعد پہونچا مگر پھر بھی ہز براں اسلام نے خشکی پر قدم رکھتے ہی عیسائیوں کو اس

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جزیرہ سے نکال باہر کیا علی بن یوسف نے اپنی جانب سے انور بن ابی لتونی کو اس کی حکومت عنایت کی انور نے اپنے زمانہ حکمرانی میں اہل میورقہ کو بہت ستایا۔ دریا سے فاصلہ پر ایک جدید شہر آباد کرنے کا قصد کیا اہل میورقہ کو کشیدگی تو پہلے ہی تھی سب کے سب مخالف بن بیٹھے اور جمع ہو کر اس پر ٹوٹ پڑے اور اسے گرفتار کر لیا اور علی بن یوسف کے پاس امیر مقرر کرنے کا پیام بھیجا علی بن یوسف نے ان لوگوں کو محمد بن علی بن اسحاق بن غانیہ لتونی والیٔ غربی اندلس کے پاس بھیج دیا۔ محمد نے اپنی جانب سے اپنے بھائی احمد بن علی کو مقرر کیا محمد قرطبہ کی حکومت پر تھا۔ پس جب یہ میورقہ پہونچا تو اس نے انور کو پابہ زنجیر چند محافظوں کے ساتھ مراکش بھیج دیا اور خود میورقہ میں ٹھہرا ہوا دس برس تک حکومت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کا بھائی یحییٰ مر گیا اور ان کا بادشاہ علی بن یوسف تھا اسی زمانہ سے میورقہ میں بنو غانیہ لتونی کا پرچم اقبال کامیابی کے ساتھ ہوا میں اڑنے لگا۔ علی بن یوسف کے زمانہ بادشاہت میں بنو غانیہ کی میورقہ میں بہت بڑی دولت وحکومت تھی، علی اور یحییٰ یہیں سے نکل کر بجایہ کی طرف بڑھ آئے تھے اور اسے موحدین کے قبضہ سے نکال لیا تھا۔ موحدین سے اور ان لوگوں سے افریقہ میں متعدد اور بکثرت لڑائیاں ہوئی تھیں جسے ہم اخبار لتونہ کے بعد ان کے حالات کے ضمن میں بیان کریں گے میورقہ پر عیسائیوں نے موحدین کے ہاتھ سے ان کے آخری دور حکومت میں قبضہ حاصل کیا تھا۔ بقاء اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور ملک جسے چاہتا ہے اسے عطا کرتا ہے اور وہی غالب اور دانا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۳۶

باغیان امارتِ ملتونہ

قاضی مروان بن عبداللہ کی خودمختاری: جس وقت ملتونہ دشمنانِ اسلام اور موحدین کی لڑائیوں میں مصروف ہو گئے اس وقت اندلس سے انہیں ایک گونہ دوری اور بے توجہی ہوگئی پس بعض اہالیان اندلس اپنی عادت قدیمہ پر آ گئے۔

۵۳۷ھ میں قاضی مروان بن عبداللہ بن مروان ابن خصاب نے بلنسیہ میں علم بغاوت بلند کیا اور خود سر حکمران بن کر حکومت کرنے لگا۔ مگر تین ہی مہینے بعد اہل بلنسیہ نے اسے حکومت و ریاست سے معزول کر دیا۔ یہ مرسیہ چلا آیا۔ پھر مرسیہ سے ابن غانیہ کے پاس میورقہ بھیج دیا گیا۔ ابن غانیہ نے اسے جیل میں ڈال دیا۔

ابوجعفر احمد کی سرکشی: مرسیہ میں ابوجعفر احمد بن عبدالرحمٰن بن طاہر نے سر اٹھایا۔ کچھ عرصہ بعد اہل مرسیہ نے اسے معزول کر دیا بلکہ اس کی حکومت کے چوتھے مہینے اسے بار حکومت اور حیات سے ہمیشہ کے لئے سبکدوش کر کے گوشہ قبر میں لے جا کر آرام سے سلا دیا۔ مستعین بن ہود کا پوتا دو ماہ تک حکمرانی کرتا رہا پھر ابن عیاض نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔

امیر بلنسیہ ابومحمد عبداللہ: اہل بلنسیہ نے قاضی مروان کے بعد امیر ابومحمد عبداللہ بن سعید بن مردنیش جذامی کے ہاتھ پر امارت و ریاست کی بیعت کی اس نے اپنے زمانہ حکومت کو دشمنانِ دین پر جہاد کرنے میں صرف کیا ہمیشہ معرکہ کارزار میں کفار کے ساتھ تیغ و سپر رہتا تھا حتیٰ کہ ۵۴۰ھ میں کسی لڑائی میں عیسائیوں کے ہاتھ شہید ہو گیا۔ اہل بلنسیہ نے عبداللہ بن عیاض کی امارت کو تسلیم کر لیا جو ان دنوں مرسیہ پر قابض ہو رہا تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا عبداللہ نے ۵۴۲ھ میں وفات پائی۔

محمد بن احمد اور عبدالمؤمن کی جنگ: اہل بلنسیہ نے اس کے چچازاد بھائی محمد بن احمد بن سعید بن مردنیش کی امارت کی بیعت کی اس نے بیعت امارت لینے کے بعد شاطبہ، مدینہ شقر اور مرسیہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ ابراہیم بن ہمسک اس کے نامور سپہ سالاروں میں سے تھا اسنے اطراف اندلس میں غارت گری شروع کر دی۔ قرطبہ پر شبخون مار کر قابض ہو گیا مگر تھوڑے ہی دن بعد قرطبہ اس کے قبضہ سے نکل گیا تب اس نے غرناطہ پر ہاتھ مارا اور اسے موحدین کے قبضہ سے نکال لیا پھر اس نے اور نیز ابن مردنیش (محمد بن احمد) نے غرناطہ کے ایک قصبہ میں موحدین کا محاصرہ کر لیا۔ متعدد لڑائیوں کے بعد جو کہ دونوں حریفوں میں غرناطہ کے باہر ہوئی تھیں عبدالمؤمن نے غرناطہ کو ان سے واپس لے لیا۔ انہی معرکوں میں ابراہیم اور ابن مردنیش نے عیسائی امراء اور سلاطین سے موحدین کی مدافعت کی غرض سے امداد طلب کی تھی چنانچہ عیسائی جوق در جوق ابراہیم اور ابن مردنیش کی کمک پر آئے مگر عبدالمؤمن کی مہارت اور نبرد آزمائی کے آگے سب نے منہ کی کھائی اور نہایت بری طور سے شکست اٹھا کر بھاگے اور عبدالمؤمن نے انہیں بہت بڑے طریقہ سے قتل کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یوسف کا بلنسیہ پر قبضہ: انہی دنوں میں یوسف نے طویل محاصرہ اور شدید جنگ کے بعد بلنسیہ کو فتح کر کے خلیفہ مستنجد عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا اور ایک عرضداشت دربار خلافت بغداد روانہ کی۔ خلافت پناہی نے اس صوبہ کی سند حکومت یوسف کو لکھ دی اس کے بعد ۵۶۶ھ میں موحدین کی حکومت کی بیعت ہوئی۔ مظفر عیسیٰ بن منصور بن عبدالعزیز بن ناصر بن ابی عامر شاطبہ اور مرسیہ کی جانب مراجعت کرنے کے وقت بلنسیہ پر قابض ہو گیا تھا ایک مدت تک وہاں اس کا قبضہ رہا ۵۵۵ھ میں اس نے وفات پائی اس کے مرنے سے بلنسیہ کی عنان حکومت ابن مردنیش کے قبضہ میں چلی گئی۔

عبدالمؤمن کی مرابطین امراء پر فوج کشی: احمد بن عیسیٰ قلعہ مزمایہ پر قابض ہو رہا تھا اور اپنے متبعین کے ذریعہ سے مرابطین کی مخالفت کر رہا تھا اتفاق زمانہ سے منذر ابن وزیر نے اسے دبا لیا پس یہ ۵۴۰ھ میں عبدالمؤمن کے پاس چلا گیا اور ملک اندلس پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی عبدالمؤمن نے اس کے ہمراہ چند فوجیں روانہ کیں جنہوں نے بنو غانیہ امراء مرابطین کو اندلس میں اپنے پُرزور حملوں سے مغلوب کر دیا۔

محمد بن علی بن غانیہ: میورقہ پر حکومت ملتونہ کے اضطراب کے زمانہ سے محمد بن علی بن غانیہ قابض تھا ۵۲۰ھ سے اس نے اس صوبہ پر قبضہ حاصل کیا تھا۔ ۵۳۷ھ میں اپنے بھائی یحییٰ سے ملنے کے لئے بلنسیہ آیا تھا اور اپنی جگہ میورقہ میں عبداللہ بن یتما کو مامور کر آیا تھا اس کے زمانہ غیر حاضری میں بلوائیوں اور باغیوں نے سر اٹھایا۔ اس شورش کے رفع کرنے کی غرض سے محمد بن غانیہ بلنسیہ سے میورقہ پھر واپس آیا اور بدنظمی کو رفع دفع کر کے امن قائم کیا حتیٰ کہ ۵۶۷ھ میں اسے پُرامن و عافیت چھوڑ کر انتقال کر لیا۔

مرابطیون کا زوال: اس کا بیٹا ابراہیم ابواسحاق متمکن ہوا اس نے ۵۸۰ھ میں وفات پائی تب اس کا بھائی طلحہ کرسی حکومت پر رونق افروز ہوا اور ۵۸۱ھ میں موحدین کی بیعت کی۔ اہل میورقہ کے چند امراء بطور وفد موحدین کے یہاں آئے موحدین نے ان وفود کے ہمراہ علی بن برتر کو روانہ کیا جوں ہی میورقہ میں وارد ہوا طلحہ کے برادر زادگان علی و یحییٰ پسران اسحاق نے طلحہ کے خلاف بغاوت کر دی اور تخت حکومت سے اسے اتار دیا۔ اس کے بعد ان لوگوں کو یوسف بن عبدالمؤمن کے مرنے کا حال معلوم ہوا سب نے میورقہ چھوڑ کر افریقیہ کا راستہ لیا اسے آپ ان کی حکومت کے حالات میں پڑھیں گے۔ غرض اس طور سے مرابطیون کی دولت و حکومت ملک مغرب اور اندلس سے منقطع ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے عنان حکومت اس کے قبضہ سے نکال کر موحدین کو عنایت فرمائی۔ ان لوگوں نے ان کو جہاں پایا قتل کیا رفتہ رفتہ ان کی حکومت کو استقلال اور استحکام ہو گیا اور یہ اس سرزمین کے حکمران بن گئے۔

جنگ ارکہ: ان لوگوں نے اس ملک کے انتظام پر بنی عبدالمؤمن کے اعزہ کو مامور کیا یہ لوگ اپنے کو سادہ کے لقب سے ملقب کرتے تھے اس ملک کی حکومت و ریاست انہی لوگوں میں تقسیم ہو گئی انہی لوگوں میں سے یعقوب بن منصور نے سرحدی بلاد کے سر کرنے کے بعد بہ نظر جہاد ابن اوفنش بادشاہ جلالقہ پر عرب کو جمع کر کے چڑھائی کی۔ اطراف بطلیوس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقام ارکہ[1] ۵۹۱ھ میں صف آرائی کی نوبت آئی اس کے بعد اس کا لڑکا ناصر ۶۰۹ھ میں دریا کو مغرب کی جانب سے عبور کر کے ایک بڑی فوج کے ساتھ اندلس پہونچا۔ مسلمانانِ اندلس سے اور اس سے مقام عقاب میں مڈبھیڑ ہوئی۔ چند لوگ ان میں سے اس معرکہ میں کام آ گئے۔ باقی کو اللہ تعالیٰ نے اس نقصان عظیم سے بچالیا۔

موحدین کا اندلس سے اخراج: یعقوب منصور کے بعد موحدین کی حکومت متزلزل اور مضطرب ہو چلی اور تمام بلاد اندلس میں ان لوگوں کی کمزوری کی وجہ سے جو سادہ کے لقب سے موسوم تھے اُمور سیاست میں ضعف پیدا ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی مراکش (مراکو) میں بھی ان کی حکومت معرض خطر میں پڑ گئی ان لوگوں نے عیسائی سلاطین اور عیسائی امراء سے امداد طلب کرنا شروع کی اور بروقت ضرورت مسلمانوں کے مقبوضہ قلعے دے دے کر ان کی فوجوں سے اپنی سیاست وحکومت قائم رکھنے لگے۔ اس سے رؤسا ملت اسلامیہ اور پس ماندگان عرب و دولت اُمویہ کو ناراضگی پیدا ہوئی۔ چنانچہ سب کے سب جمع ہو کر موحدین کی مخالفت پر کھڑے ہو گئے اور اندلس کے ملک سے بات کی بات میں انہیں نکال باہر کیا۔ اس عظیم اور مہتم بالشان امر کے انجام دہی پر محمد بن یوسف بن ہود جذامی اندلس میں کمربستہ ہوا اور بلنسیہ میں زیابن ابوالحملات مدافع بن یوسف بن سعد پس ماندۂ خاندان حکومت بنی مردنیش نے مستعدی کی تھی۔ ان کے علاوہ اور بہت سے سرداروں نے بغاوت اور مخالفت میں علم بلند کیا تھا۔

ان واقعات کے بعد ابن ہود پر اسی کی حکومت میں پس ماندگان دولت عرب اور انہی کے نسب والوں میں سے محمد بن یوسف بن نصر معروف بہ احمر نے بغاوت کی یہ محمد اپنے کو شیخ کے لقب سے ملقب کرتا تھا اہل جبل سے اس کی لڑائیاں ہوئیں ان میں سے ہر ایک صاحب حکومت تھا جس کی وارث اس کی آئندہ نسلیں ہوئیں۔

سید ابوزید کا فرار: زید بن مردنیش، بنو مردنیش کے دس ممبران خاندان کے ساتھ بلنسیہ میں حکمرانی کر رہا تھا اس نے اس

---

[1] جنگ ارکہ ابتدائی حالات کے لحاظ سے نہایت خطرناک تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس معرکہ میں مسلمانوں کو توقع سے زیادہ کامیابی ہوئی۔ تقریباً ایک لاکھ چھیالیس ہزار عیسائی مارے گئے تیس ہزار گرفتار کر لئے گئے۔ ڈیڑھ لاکھ خیمے اسی ہزار گھوڑے ایک لاکھ خچر اور چار لاکھ گدھے بار برداری کے ہاتھ آئے۔ جواہرات اور قیمتی قیمتی اسباب بے تعداد ملے۔ مال غنیمت کی ایسی کثرت ہوئی کہ ایک ایک درہم (بحساب سکہ رائج الوقت تقریب ۳) پر غلام بک گئے تلواریں نصف درہم پر اور گھوڑے پانچ پانچ درہم پر اور گدھے ایک ایک درہم پر فروخت ہوئے یعقوب منصور نے حسب شرع شریف مال غنیمت کو مجاہدین میں تقسیم کیا۔ الفنش عیسائی بادشاہ بحال پریشان طلیطلہ کی طرف بھاگا ڈاڑھی سر منڈوا کر صلیب توڑ ڈالی فرش پر سونے، عورت سے مقاربت کرنے، گھوڑے پر سوار نہ ہونے کی قسم کھائی کہ جب تک میں اس کا بدلہ مسلمانوں سے نہ لوں گا اس وقت تک میں آرام نہ کروں گا۔ چنانچہ تمام جزائر اور بلاد عیسائی سے فوجیں فراہم کرنے لگا۔ یعقوب منصور نے اس سے مطلع ہو کر طلیطلہ پر چڑھائی کر دی اور محاصرہ کر کے روزانہ حملوں سے تنگ کرنے لگا۔ قریب تھا کہ شہر طلیطلہ فتح ہو جاتا کہ اوفونش کی ماں، لڑکیاں اور بیویاں برہنہ سر فریادی صورتیں بنائے ہوئے شاہی دربار میں حاضر ہوئیں اور یہ درخواست پیش کی کہ یہ ملک ہمارے ہی لوگوں کے قبضہ میں رکھا جائے ہم لوگ علم حکومت کے مطیع اور فرمانبردار ہیں۔ یعقوب منصور کو ان لوگوں کی حالت پر رحم آ گیا۔ ان کی درخواست منظور کر لی اور بہت سا مال وزر بطور انعام مرحمت کر کے رخصت کیا اور شہر طلیطلہ پر غالب اور متصرف ہو جانے کے بعد ان کے حوالہ کر کے قرطبہ کی طرف مراجعت کی۔ ایک مہینہ تک مال غنیمت لشکریوں میں تقسیم ہوتا رہا۔ اسی اثناء میں الفنش کا سفیر پیام مصالحت لے کر حاضر ہوا یعقوب منصور نے اس کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا۔ اس وجہ سے مدت تک اندلس میں امن قائم رہا۔ المقاری جلد اول صفحہ ۲۸۹، ۲۹۰ مطبوعہ لیدن۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی امارت حاصل کرنے میں موحدین سے اعانت و امداد لی تھی۔ جس زمانہ میں اس کی عنان حکومت سید ابوزید بن محمد بن حفص بن عبدالمؤمن نے مستنصر کے انتقال کے بعد اپنے قبضہ اقتدار میں لی جیسا کہ آئندہ ان کے حالات میں بیان کیا جائے گا اور یہ واقعہ ۶۴۸ھ کا ہے ان دنوں یہی زیان اس کا معتمد علیہ اور ہر کام کا منتظم و پیشوا تھا۔ ۶۲۶ھ میں جس وقت ابن ہود کی حکومت کی مرسیہ میں بیعت لی گئی تو زیان نے سید ابوزید کی مخالفت کا علم بلند کر دیا اور بلنسیہ سے نکل کر روزہ چلا آیا۔ سید ابوزید کو اس سے خطرہ پیدا ہوا۔ نرمی اور ملاطفت سے واپس آنے کا پیام بھیجا۔ زیان نے انکاری جواب دیا اس پر سید ابوزید زیان کے خوف سے بھاگ کر عیسائی بادشاہ برشلونہ کے پاس چلا گیا اور عیسائی مذہب اختیار کر لیا۔ (اعاذنا اللہ من ذلک)

زیان اور ابن ہود کی جنگ: سید ابوزید کے چلے جانے کے بعد زیان نے بلنسیہ پر قبضہ کر لیا۔ اس سے اور ابن ہود سے مدتوں لڑائی اور جھگڑے کا سلسلہ قائم رہا۔ دوران اختلاف میں زیان کے پسران عم عزیز بن یوسف بن سعد نے جزیرہ شقر پر قبضہ کر لیا اور ابن ہود کے علم حکومت کے تحت میں داخل ہو گئے زیان نے اس سے مطلع ہو کر عزیز سے جنگ کرنے کی غرض سے سریش پر فوج کشی کی اتفاق وقت سے زیان کو شکست ہوئی۔ ابن ہود اس کا تعاقب کرتا ہوا بلنسیہ تک چلا آیا اور مدتوں اس کا محاصرہ کئے رہا زیان نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے اور شہر پناہ کی فصیلوں سے ان کی مدافعت کرتا رہا یہاں تک کہ ابن ہود محاصرہ اٹھا کر واپس آ گیا۔

عیسائیوں کی بلاد اسلامیہ پر فوج کشی: عیسائی سلاطین نے مسلمانوں کو باہم تیغ و سپر دیکھ کر بلاد اسلامیہ کی طرف پیش قدمی شروع کی چنانچہ بادشاہ برشلونہ نے انیشیہ پر پہونچ کر قبضہ کر لیا۔ زیان کو اس کی خبر لگی تو اس نے تمام مسلمانوں کو جو اس کے ساتھ تھے مسلح کر کے انیشیہ پر عیسائیوں کو بے دخل کرنے کی غرض سے ۶۳۴ھ میں چڑھائی کی۔ اس جہاد میں اہل شاطبہ اور جزیرہ شقر والے بھی شریک ہوئے تھے اس واقعہ سے مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ ابوالربیع سلیمان اس واقعہ میں شہید ہوئے۔ مسلمانوں نے شکست اٹھانے کے بعد بلنسیہ میں آ کر دم لیا۔ عیسائی فوجیں برابر تعاقب کرتی چلی آئی اور بلنسیہ پر پہونچ کر محاصرہ ڈال دیا۔ اہل بلنسیہ نکل بھاگنے کی فکر کرنے لگے چند لوگ بطور وفد یحییٰ بن ابوزکریا والیٔ افریقہ کی خدمت بھیجے۔ عیسائیوں کی زیادتیوں اور محاصرہ کی شکایت کی۔

امیر یحییٰ بن ابوزکریا: یحییٰ بن ابوزکریا نے بہت سا مال، اسباب جنگ، آلات حرب اور رسد غلہ اپنے عزیز یحییٰ نامی کے ہمراہ اہل بلنسیہ کے پاس روانہ کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ اندلس میں بنوعبدالمؤمن کا دور حکومت ہونے کے قریب پہونچ گیا تھا۔ یحییٰ محاصروں کی کثرت کی وجہ سے بلنسیہ میں نہ جا سکا مجبوری دانیہ کی جانب لوٹ آیا اور عیسائیوں نے ۶۳۶ھ میں بزور تیغ بلنسیہ پر قبضہ حاصل کر لیا زیان بہ حال پریشان بلنسیہ سے نکل کر جزیرہ شقر چلا آیا اور امیر یحییٰ بن ابوزکریا کی ماتحتی میں حکومت کرنے لگا۔ اظہار اطاعت کی غرض سے بیعت کرنے کے لئے اپنے کاتب (سیکرٹری) حافظ عبداللہ بن محمد انباری کو امیر یحییٰ کی خدمت میں روانہ کیا۔ اس نے ٹیونس پہونچ کر حق سفارت ادا کیا اور فی البدیہہ ایک قصیدہ جو کہ مشہور و معروف ہے جس میں جودت طبع دکھائی تھی بردیف سین پڑھا اس کا تذکرہ عنقریب موحدین میں دولت بنوحفص افریقہ کے ضمن میں تحریر کیا جائے گا۔

ابوبکر واثق: ابن ہود کے مرنے کے بعد اہل مرسیہ نے ابوبکر واثق (یہ بنی ہود کا آخری فرمانروا تھا) سے بغاوت کی۔ واثق

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی طرف سے مرسیہ کا والی ابوبکر بن خطاب تھا۔ اہل مرسیہ نے زیان کو مرسیہ پر قبضہ کرنے کے لئے بلا بھیجا تھا چنانچہ زیان نے مرسیہ میں داخل ہو کر قصر امارت کو لوٹ لیا اور ان لوگوں کو امیر یحییٰ بن ابوزکریا کی بیعت کرنے پر شرقی اندلس کے قبضہ کی شرط کے ساتھ آمادہ کیا۔ یہ واقعات ۶۳۷ھ کے ہیں۔

ابن عصام کی عہد شکنی اس کے بعد ابن عصام نے اربولہ میں زیان سے بدعہدی کی اور اس کی مخالفت پر اٹھ کھڑا ہوا اور زیان کے ایک قریبی رشتہ دار نے شہر لقنت جا کر اپنی حکومت کا سکہ چلا دیا۔ اس زمانہ میں یہ وہیں ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ عیسائی بادشاہ برشلونہ نے ۶۴۴ھ میں اس کے قبضہ سے ان ممالک کو نکال لیا اور یہ مرتا کھپتا ٹیونس چلا گیا اور وہیں ۶۶۸ھ میں مر گیا۔

باقی رہا ابن ہود اس کے حالات آئندہ لکھے جائیں گے پھر ابن احمر کے خاندان اور آئندہ نسل میں حکومت و سلطنت کا سلسلہ قائم ہوا اور اس وقت تک موجود ہے۔ جسے ہم عنقریب تحریر کرنے والے ہیں کیونکہ یہی لوگ دولت و حکومت عرب کی یادگار اور بقیۃ السلف ہیں۔ واللہ خیر الوارثین

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۳۷

دولت بنو ہود

محمد بن یوسف بن ہود کی بغاوت: جس وقت موحدین کی حکومت میں اضطراب اور تزلزل پیدا ہو چلا اور ابن سادہ میں اختلاف شروع ہو گیا جو بلنسیہ کے حکمران تھے اس وقت محمد بن یوسف بن محمد بن عبدالعظیم بن احمد بن سلیمان مستعین بن محمد بن ہود نے مقام صخیرات صوبہ مرسیہ متصل رقوط میں علم بغاوت ۶۱۰ھ میں بلند کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ مستنصر انتقال کر چکا تھا اور موحدوں نے مراکش میں اس کے چچا مخلوع عبدالواحد بن امیر المؤمنین یوسف کی امارت کی بیعت کر لی تھی اور عادل نے (اس کے بھائی منصور کا بیٹا) مرسیہ پر قابض ہو کر ابو محمد عبداللہ بن ابی حفص بن عبدالمؤمن والیٔ حیان کے آگے گردن اطاعت جھکا دی تھی۔ اس معاملہ میں سید ابوزید بن محمد ابوحفص نے ان دونوں کی مخالفت کی۔ فتنہ وفساد کا بازار گرم ہو گیا ہر ایک نے دوسرے کو دبانے کی غرض سے عیسائی سلاطین سے امداد کی درخواست کی اور اکثر بلاد اسلامیہ امداد واعانت کے صلہ میں ان کے حوالہ کر دیئے۔ ان واقعات سے اہل اندلس کے دل رنج وغم سے بھر گئے اور وہ ان لوگوں کو باہر نکالنے کی فکریں کرنے لگے چنانچہ ابن ہود مذکور نے اس کام کا بیڑا اٹھایا۔

سید ابوالعباس کی گرفتاری: یہ شخص بنی ہود ملوک الطوائف کی نسل سے تھا حکومت وسرداری حاصل کرنے کا ایک مدت سے خواہاں اور امیدوار تھا۔ چونکہ موحدوں کو اس کی طرف سے خطرہ تھا اس وجہ سے ان لوگوں نے اس معاملہ میں کئی بار اس کی آزمائش کی اور اس نے نہایت خوبصورتی سے اپنے جذبات کو چھپایا بالآخر ۶۲۵ھ میں معدودے چند لشکریوں کے ساتھ بغاوت کی۔ سید ابوالعباس بن ابی عمران موسیٰ بن امیر المؤمنین یوسف بن عبدالمؤمن والیٔ مرسیہ نے ایک فوج اس کی سرکوبی پر روانہ کی اس نے اسے شکست دے کر مرسیہ کی جانب کوچ کیا اور پہونچتے ہی مرسیہ پر قبضہ کر کے سید ابوالعباس کو گرفتار کر لیا۔ خلیفہ مستنصر عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا جو ان دنوں خلفاء عباسیہ میں سے دارالخلافت بغداد میں تخت آرائے حکومت تھا۔

ابن ہود اور سید ابوزید کی معرکہ آرائی: اس کے بعد سید ابوزید بن محمد ابوحفص بن عبدالمؤمن والیٔ شاطبہ نے شاطبہ سے ابن ہود پر فوج کشی کی ابن ہود نے پہلے ہی میدان میں سید ابوزید کو شکست دے دی سید ابوزید شاطبہ لوٹ آیا اور مامون کی پشت پناہی سے پھر فوجیں مرتب کیں مامون اشبیلیہ کا حکمران تھا اپنے بھائی عادل کے بعد تخت حکومت پر جلوہ آرا ہوا تھا چنانچہ ابن ہود اور سید ابوزید سے معرکہ آرائی ہوئی اتفاق یہ کہ اس معرکہ میں ابن ہود کو نیچا دیکھنا پڑا سید ابوزید ابن ہود کا تعاقب کرتا ہوا مرسیہ تک چلا آیا اور مدتوں مرسیہ کا محاصرہ کئے رہا مگر کامیاب نہ ہو سکا آخر کار محاصرہ اٹھا کر اشبیلیہ کی جانب

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واپس آیا اس کے بعد سید ابوزید سے زیان بن ابوالحملات مدافع بن حجاج بن سعد بن مردنیش نے بلنسیہ میں مخالفت اور بدعہدی کی اور بلنسیہ سے نکل کر رندہ کی طرف چلا آیا۔ یہ واقعہ ۶۲۶ھ کا ہے۔

ابن ہود کی بیعت: چونکہ مردنیش بڑے جتھے دار اور رعب دار والے آدمی تھے اس وجہ سے ابوزید کو زیان کی مخالفت اور بلنسیہ سے رندہ چلے جانے سے خطرہ اور نظام حکومت کے درہم برہم ہو جانے کا خیال پیدا ہوا بمنت وسماجت واپسی کی تحریک کی زیان نے انکاری جواب دیا۔ ابوزید بلنسیہ سے نکل کر عیسائی بادشاہ برشلونہ کے پاس چلا گیا اور عیسائی مذہب اختیار کر لیا۔ (نعوذ باللہ) ابوزید کے چلے جانے کے بعد اہل شاطبہ نے ابن ہود کی امارت کی بیعت کر لی۔ اس کے بعد اہل جزیرہ شقر نے اہل شاطبہ کی تقلید کی۔ اہل جزیرہ شقر کو ان کے احکام بنوعزیز بن یوسف عم زیان بن مردنیش نے اس امر پر ابھارا تھا۔ ان لوگوں کے بیعت کرنے کے بعد اہل خیان اور اہل قرطبہ نے بھی ابن ہود کی امارت کو تسلیم کر لیا اور اس کے علم حکومت کے مطیع ہو گئے اور امیر المؤمنین کے لقب سے یاد کرنے لگے۔

ابن ہود کا محاصرۂ بلنسیہ: اس اثناء میں مامون اشبیلیہ سے مراکش چلا گیا اور اس کا بھائی اہل اشبیلیہ پر حکمرانی کرنے لگا۔ زیان بن مردنیش نے اس سے چھیڑ چھاڑ شروع کی حالانکہ دونوں میں پہلے سے تعلقات تھے آخر کار ۶۲۹ھ میں زیان کو ناکامی کے ساتھ پسپا ہونا پڑا۔ ابن ہود نے اس کا بلنسیہ میں محاصرہ کر لیا پھر محاصرہ اٹھا کر عیسائیوں پر حملہ کرنے کی غرض سے مارده پر چڑھ گیا۔ فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی ابن ہود کے قدم میدان جنگ سے اکھڑ گئے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے مسلمانوں کو بال بال بچا لیا۔ اس کے بعد دوبارہ مقام کوس میں اسے ناکامی ہوئی مگر اس کے چہرہ پر ذرا بھی شکن نہ آئی۔ دشمنانِ اسلام سے ان کے مقبوضات پر جا کر جھگڑتا اور ان سے جہاد کرتا رہا۔ ہر سال ان سے مڈبھیڑ ہوتی اور نہایت استقلال اور مردانگی سے ان کے مقابلہ میں مصروف ومشغول رہتا تھا اس کے باوجود عیسائی سلاطین بلاد اسلامیہ کے سرحدوں اور دارالحکومتوں کو یکے بعد دیگرے ہڑپ کر جاتے تھے۔

ابوعمران کی اطاعت: پھر ابن ہود نے جزیرہ خضراء اور جبل الفتح پر جو کہ سبتہ کے پھاٹک تھے سید ابوعمران موسیٰ سے قبضہ لے لیا اور ان پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد سبتہ کی طرف قدم بڑھایا ابوعمران نے ابن ہود کی امارت وحکومت کو تسلیم کر کے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

سالم بن ہود کی اشبیلیہ پر فوج کشی: ان واقعات کے بعد ۶۲۹ھ میں سلطان محمد بن یوسف بن نصر کی حکومت کا مقام ارجونہ میں اعلان کیا گیا۔ ارکین دولت نے بیعت کی اہل قرطبہ اور اس کے بعد اہل قرمونہ نے علم حکومت کے آگے گردن جھکائی۔ کچھ عرصہ بعد اہل اشبیلیہ نے بغاوت کر دی اور سالم بن ہود کو اپنے شہر کے دارالحکومت سے نکال کر ابن مروان احمد بن محمد باجی کو امیر بنا لیا۔ ابن ہود سے اور تو کچھ بن نہ آئی ایک فوج مرتب کر کے ابن احمد سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ ابن احمد نے پہلے ہی حملہ میں اس فوج کو شکست دے دی اور اس کے سپہ سالار کو گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد ادھر باجی اور ابن احمر نے ابن ہود نے ابن ہود کی مخالفت پر باہم عہد و پیمان کیا۔ اُدھر ابن ہود نے الفنش سے ان لوگوں کی حرکات سے تنگ آ کر زیر کرنے کی غرض سے ایک ہزار دینار روزانہ دینے کے اقرار پر مصالحت کر لی۔ اس تبدیلی اور تغیرات سے اہل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرطبہ متاثر ہو کر ابن ہود کے علم حکومت کے مطیع ہو گئے ابن ہود نے فوجیں درست اور سامان جنگ فراہم کر کے باجی اور ابن احمر پر فوج کشی کر دی مگر اتفاق سے خود ابن ہود کو شکست ہوئی۔ ابن احمر نے بڑھ کر اشبیلیہ کے باہر پڑاؤ کیا اور موقع پا کر باجی کو مار ڈالا۔ اس کام کا بیڑا اس کے سسر اشفیلولہ نے اٹھایا سالم ابن ہود نے یہ خبر پا کر اشبیلیہ پر فوج کشی کر دی اور پہونچتے ہی محاصرہ کر لیا۔ اہل اشبیلیہ نے قلعہ بندی کر لی اور اسے شہر میں داخل نہیں ہونے دیا۔

ابن ہود کو عباسی اعزاز و خطاب: ۶۳۱ھ میں دربار خلافت بغداد سے منجانب خلیفہ مستنصر عباسی ابن ہود کو خطاب عطا ہوا ابوعلی حسین بن حسین کر دی ملقب بہ کمال' خلعت شاہی پھریرا اور فرمان لے کر آیا۔ چنانچہ ابن ہود نے غرناطہ میں ابوعلی سے ملاقات کی۔ یہ دن نہایت چہل پہل کا تھا اظہار مسرت کے لحاظ سے تمام شہر میں چراغاں کیا گیا۔ ابوعلی کے دربار عام میں ابن ہود کو خلعت' پھریرا اور فرمان شاہی دیا۔ ''المتوکل'' کے لقب سے ملقب کیا۔ اس کے دیکھا دیکھی ابن احمر نے بھی تاجدار بغداد کے شاہی اقتدار کو تسلیم کر کے ابوعلی کے ہاتھ پر خلافت مآب کی بیعت کر لی۔

شعیب بن محمد کی سرکوبی: جس وقت ابن احمر نے باجی کے ساتھ بزدلی سے فریب اور دھوکہ کیا تھا۔ اس وقت شعیب بن محمد اشبیلیہ سے نکل کر مضافات اشبیلیہ چلا گیا تھا اور وہاں جا کر قلعہ نشین ہو کر خود سر حکومت کا اعلان کر دیا تھا اور ''المستنصر'' کے خطاب سے اپنے کو مخاطب کرتا تھا۔ ابن ہود نے اس کا بھی محاصرہ کیا اور مضافات اشبیلیہ کو اس کے قبضہ سے نکال لیا۔ ان خانہ جنگیوں اور باہمی فسادات کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ دشمنان اسلام ہر چہار طرف سے نکل پڑے اور بلاد اسلامیہ کی سرحدوں کا محاصرہ کر لیا۔ رفتہ رفتہ سرحدوں سے آگے بڑھ کر بلاد اسلامیہ کے اندرونی حصوں میں گھس پڑے پھر قرطبہ پر بھی حملہ آور ہوئے چنانچہ ۶۳۳ھ میں اس پر قابض ہو گئے۔

ابن احمر کی غرناطہ پر فوج کشی: پھر ۶۳۷ھ میں اہل اشبیلیہ نے خاندان عبدالمومن میں سے رشید کے ہاتھ پر حکومت و امارت کی بیعت کر لی اس کے بعد ابن احمر نے غرناطہ پر چڑھائی کی اور رشید کے قبضہ سے اسے نکال لیا۔ عبداللہ ابومحمد بن عبداللہ بن محمد بن عبدالملک اموی رمیمی وزیر السلطنت ملقب بہ ذوالوزارتین کو ابن ہود نے اپنے ممالک مقبوضہ میں سے صوبہ مریہ کی حکومت عطا کی تھی چنانچہ عبداللہ مرتیہ ہی میں برابر مقیم رہا۔ ۶۳۷ھ میں متوکل وارد مریہ ہوا۔ اسی زمانہ میں عبداللہ نے حمام میں وفات پائی مریہ میں مدفون ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ متوکل نے اسے قتل کرایا تھا بہرکیف اس کے مرنے پر موید حکمران ہوا ۶۴۳ھ میں ابن احمر نے اس کے صوبہ کو مؤید کے قبضہ سے نکال لیا۔

عزیز بن عبدالملک کا مرسیہ پر قبضہ: پھر جب متوکل نے انتقال کیا تو اس کا بیٹا ابوبکر محمد ولی عہد ہونے کے لحاظ سے تخت حکومت پر متمکن ہوا ''الواثق'' کا خطاب اختیار کیا اس کی حکومت کے چند مہینے بعد عزیز بن عبدالملک بن خطاب نے ۶۳۶ھ میں مرسیہ پر چڑھائی کی اور بزور تیغ اس پر قبضہ حاصل کر کے ابوبکر محمد کو جیل میں ڈال دیا۔ عزیز اپنے کو ''ضیاالدولہ'' کے خطاب سے مخاطب کرتا تھا۔ اس کے بعد زیان بن مردنیش نے مرسیہ پر قبضہ حاصل کر لیا اور ضیاء الدولہ عزیز بن خطاب کو چند ماہ حکومت کرنے کے بعد بارِ حیات سے سبکدوش کر دیا اور واثق کو قید کی مصیبت اور تکلیف سے نجات دی۔ مرسیہ میں زیان کو زیادہ دن حکومت کرنے نصیب نہیں ہوا ۶۳۸ھ میں محمد بن ہود (متوکل کا چچا) مرسیہ پر اپنی فوجیں مرتب کر کے چڑھ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیا اور زیان بن مرونیش کو بزور تیغ مرسیہ سے نکال باہر کیا۔ یہ اپنے کو بہاء الدولہ کے لقب سے ملقب کرتا تھا۔

ابوبکر واثق کا مرسیہ پر قبضہ : بہاء الدولہ نے ۶۵۷ھ میں سفر آخرت اختیار کیا اس کا بیٹا امیر ابوجعفر جلوہ آرائے تخت حکومت ہوا۔ ۶۶۲ھ میں ابوبکر واثق نے جسے عزیز بن خطاب نے معزول کیا اور تخت حکومت سے اتارا تھا فوجیں فراہم کر کے حملہ کیا اور ابوجعفر کے قبضہ سے مرسیہ کو نکال لیا۔ اس وقت سے مرسیہ میں یہی حکمرانی کرتا رہا حتیٰ کہ الفنش اور برشلونی عیسائی سلاطین اسے تنگ اور زچ کرنے لگے ابوبکر نے ابن احمر سے خط و کتابت کی۔ ابن احمر نے اپنی طرف سے عبداللہ بن علی بن اشقیلولہ کو مرسیہ روانہ کیا ابوبکر نے مرسیہ کی عنان حکومت عبداللہ کے حوالہ کر دی۔ چنانچہ عبداللہ نے مرسیہ میں ابن احمر کے نام کا خطبہ پڑھا اور چند روز بعد مرسیہ سے ابن احمر کے پاس جانے کے ارادے سے نکلا اثناء راہ میں عیسائی لٹیروں نے عبداللہ پر شبخون مارا عبداللہ مارا گیا اور ابوبکر واثق پھر مرسیہ سہ بارہ واپس آیا اور حکومت کرتا رہا یہاں تک کہ دشمنانِ اسلام نے مرسیہ کو ابوبکر کے قبضہ سے نکال لیا اور اس کی جگہ ابوبکر کو اپنے مقبوضہ قلعوں میں سے ایک قلعہ موسوم بہ لیس دیا اس قلعہ میں ابوبکر نے وفات پائی۔ واللّٰہ خیر الوارثین.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۳۸

امارت بنواحمر

بنواحمر: بنواحمر قرطبہ کے قلعوں میں سے ارجونہ کے رہنے والے تھے اس قلعہ میں ان کے اسلاف فوجی حیثیت سے آباد ہوئے تھے۔ یہ لوگ بنونصر کے لقب سے پکارے جاتے تھے اور نسبتاً سعد رضی اللہ عنہ ابن عبادہ سردار خزرج کی طرف منسوب تھے۔

محمد بن یوسف بن نصر شیخ: آخری دورِ حکومت موحدین ان لوگوں کا اور سربرآوردۂ خاندان محمد بن یوسف ابن نصر نامی ایک شخص معروف بہ شیخ ملقب بہ ابی دبوس اور اس کا بھائی اسماعیل تھا۔ اطراف ارجونہ میں یہ لوگ باوجاہت اور صاحب اثر اشخاص شمار کئے جاتے تھے۔ جس وقت موحدین کی ہوا اکھڑی اور ان کے قوائے حکمرانی کمزور ہو گئے اور اندلس میں بغاوت اور سرکشی کی گرم بازاری ہوئی اور ان لوگوں (موحدوں نے) اپنی کمزوری کی وجہ سے اندلس کے قلعوں کو عیسائی امراء اور سلاطین کے حوالہ کر دیا اس وقت اندلس کے تمام مسلمانوں کی جماعت کی طرف سے سیاسی امور کی انجام دہی پر محمد بن یوسف بن ہود آمادہ ہوا جس نے کہ مرسیہ میں موحدین کے خلاف علم حکومت بلند کیا تھا۔ اس نے تاجدار دولت عباسیہ کی حکومت کی بناء ڈالی تھی اور اندلس کے تمام شرقی صوبوں پر قابض ہو گیا تھا۔

ابن احمر کا اشبیلیہ سے اخراج: ۶۲۹ھ میں محمد بن یوسف معروف بہ شیخ نے یہ رنگ دیکھ کر ابن ہود و محمد ابن یوسف بن ہود کی مخالفت اور اپنی امارت کی بیعت لی اور امیر ابوزکریا والیٔ افریقہ کے نام کا خطبہ پڑھا۔ ۶۳۰ھ میں حبان اور سریش نے اس کی اطاعت قبول کی۔ اس نے اپنی اطاعت جمانے میں اپنے اعزہ و اقارب بنونصر اور اپنے سسرال والوں بنواشقیلولہ عبداللہ اور علی سے اعانت و امداد حاصل کی تھی۔ پھر ۶۳۱ھ میں اس نے علم خلافت بغداد کی اطاعت کی بیعت کی یہ وہ زمانہ تھا کہ ابن ہود کردار خلافت بغداد سے خلافتِ مآب کی جانب سے خطاب عطا ہوا تھا۔ اس کے بعد مروان باجی نے اشبیلیہ میں جس وقت کہ ابن ہود اشبیلیہ سے نکل کر مرسیہ کی جانب واپس جا رہا تھا علم مخالفت بلند کیا۔ اس معاملہ میں محمد بن یوسف معروف بہ شیخ بھی باجی کا شریک تھا۔ چنانچہ ۶۳۲ھ میں باجی کے ساتھ محمد بن یوسف بھی داخل اشبیلیہ ہوا' اور اشبیلیہ میں پہنچنے کے بعد باجی کے ساتھ بدعہدی کی اور فریب دے کر مار ڈالا۔ اس بدعہدی اور بزدلانہ حملہ کا بانی مبانی علی بن اشقیلولہ تھا۔ اس واقعہ کے ایک ہی مہینہ بعد اہل اشبیلیہ نے پھر ابن ہود کی اطاعت قبول کر لی اور ابن احمر محمد بن یوسف معروف بہ شیخ کو اشبیلیہ سے نکال باہر کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن احمر کا غرناطہ پر قبضہ: اس کے بعد ابن احمر نے ۶۳۵ھ میں غرناطہ پر بہ سازش اہل غرناطہ قبضہ حاصل کر لیا۔ ابتداً اس کی طرف سے ابن ابی خالد غرناطہ پر قبضہ کی غرض سے آیا تھا۔ جب ابن احمر کو حبان میں یہ خبر پہنچی کہ ابن ابی خالد نے اہل غرناطہ کو میری بیعت پر راضی کر لیا ہے تو اس نے ابوالحسن علی بن اشقیلولہ کو غرناطہ کی جانب روانہ کیا اور اس کے بعد ہی خود بھی کوچ کر کے غرناطہ پہنچ گیا اور وہیں قیام کر کے اپنی سکونت کے لئے قلعہ حمراء تعمیر کرایا۔

اہل مریہ کی اطاعت: اہل مریہ نے ابن ہود کی وفات کے بعد ۶۳۹ھ میں رشید کی بیعت کی پھر اس سے محمد بن رمیمی نے قبضہ حاصل کیا۔ اس سے مؤید نے قبضہ حاصل کیا بعدہ ۶۶۳ھ میں اہل مریہ نے اسے معزول کر کے ابن احمر کے علم حکومت کی اطاعت اختیار کی۔

ابوعمرو بن جد: اس کے بعد ابوعمر بن جد (یحییٰ بن عبدالملک بن محمد حافظ ابوبکر) نے اپنی حکومت و سرداری کا جھنڈا کھڑا کیا اور اشبیلیہ پر قابض ہو کر امیر ابوزکریا بن حفص والیٔ افریقہ کی ۶۴۳ھ میں بیعت کر لی امیر ابوزکریا نے اسے اپنی جانب سے سند امارت دی۔ اہل اشبیلیہ کے امورِ سیاسی کا منتظم اور نگران سپہ سالار شفاف تھا۔

مسلم امراء کی خانہ جنگی اور عیسائی: امراء اسلام تو اس نوبت پر پہنچ گئے تھے کہ انہوں نے جوشِ حکمرانی میں اپنی خودغرضیوں کا ملک اندلس کو نشانہ بنا رکھا تھا اور دشمنانِ اسلام ان خانہ جنگیوں اور باہمی اختلاف سے فائدہ پر فائدہ اٹھاتے جاتے تھے۔ ۶۳۰ھ یا اس سے کے پہلے سے عیسائیوں نے بلاد اسلامیہ کو تکے بوٹی کر کے ہڑپ کرنا شروع کر دیا۔ والیٔ برشلونہ ایک بطریق کی اولاد سے تھا جسے شاہ فرانس نے ابتداً بلاد اندلس کو مسلمانانِ عرب کے قبضہ سے نکالنے کی غرض سے برشلونہ پر مامور کیا تھا۔ پس اس نے برشلونہ پر قبضہ کر لیا' مگر اس کے ساتھ ہی فرانس سے بھی دور ہو گیا۔ اس وجہ سے اس کی حکومت متزلزل اور ضعیف ہو گئی۔ ایک مدت بعد جب اہل اندلس میں نفاق پڑ گیا اور عیسائی امراء اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر آہستہ آہستہ اندلس کے اندرونی حصوں میں گھس آئے۔ ان کا بادشاہ حاقمہ تھا۔ اس نے اکثر سرحد بلاد اسلامیہ پر قبضہ کرنے کے ارادے سے قدم بڑھایا۔

عیسائیوں کا قلعات پر قبضہ: چنانچہ ۶۲۶ھ میں مارِدہ کو دبا لیا' پھر ۶۲۷ھ میں میورقہ کو لے لیا[1] سرقسطہ اور شاطبہ پر بھی اس سے ڈیڑھ سو برس عیسائیوں کا قبضہ ہو چکا تھا' اس کے بعد ۶۳۶ھ میں طویل اور شدید محاصرہ کے بعد بلنسیہ کو بھی لے لیا۔ غرض رفتہ رفتہ جس قدر قلعے اور شہر ان مقامات کے درمیان تھے ان سب پر عیسائیوں کا قبضہ ہو گیا یہاں تک کہ مریہ اور اس کے قلعے بھی ان کے مطیع ہو گئے۔ ابن اوفونش بادشاہ جلالقہ اور اس سے قبل اس کے آباؤ اجداد بھی ایسے ہی موقع کے منتظر تھے۔ انہوں نے بلاد اسلامیہ پر حملہ کیا اور اکثر قلعوں اور شہروں کو ایک ایک کر کے دبا لیا۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کے قبضہ سے بہت سے قلعے اور صوبے نکل گئے۔

ابن احمر اور ابن ہود: ابن احمر نے اپنے شروع زمانہ حکمرانی میں اس وجہ سے کہ اس کا اور چھوٹے چھوٹے خودسر حکمرانان اندلس سے جھگڑا ہوا رہا تھا۔ ان امور کی جانب توجہ نہ کی بلکہ اپنی شوکت اور قوت بڑھانے کی غرض۔ عیسائی

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلاطین سے امداد لی چنانچہ ان لوگوں کی اعانت سے اس کی فوجی قوت کما حقہ بڑھ گئی اور ایک طور سے اسے (ابن احمر کو) استقلال اور استحکام حاصل ہو گیا۔ پھر ابن ہود نے قرطبہ پر قبضہ کرا دیئے اور ابن احمر کے شر سے محفوظ رکھنے کی شرط پر اوفونش کو تیس قلعے دیئے۔ اس نے قرطبہ کو ابن ہود کے سپرد کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد ۶۳۳ھ میں پھر قرطبہ پر قبضہ کر لیا۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت نے کلمۃ الکفر کو پھر اس کی جانب لوٹا دیا۔

عیسائیوں کی پیش قدمی: اس کے بعد ۶۴۶ھ میں اس نے اشبیلیہ پر فوج کشی کی اس واقعہ میں ابن احمر ابن ہود کی عداوت کے باعث اس کے ہمرکاب تھا دو برس تک محاصرہ کئے رہے بالآخر صوبہ اشبیلیہ صلح سے فتح ہو گیا اور اس کے قلعوں اور سرحدی شہروں کا معقول انتظام کیا گیا۔ اس سے فارغ ہو کر عیسائیوں نے طلیطلہ کو ابن کماشہ کے قبضہ سے نکال لیا یوں ہی رفتہ رفتہ عیسائیوں نے مملکت اندلس کے حصے بخرے کر لئے اور تمام شہروں اور اسلامی حدود پر یکے بعد دیگرے قابض ہوتے گئے یہاں تک کہ مسلمانوں کے قبضہ میں نہایت کم بلاد باقی رہ گئے۔ ساحل بحر پر صرف رندہ (مغرب کی جانب سے) اور بیرہ کے درمیان (مشرق کی طرف سے) ان کی حکومت کا سکہ چل رہا تھا جس کی مسافت طولاً مغرب سے مشرق تک دس منزل تھی اور عرضاً ساحل بحر سے اندرونی حصہ ملک تک ایک منزل یا اس سے کچھ زیادہ مسافت کی تھی۔

ابن احمر اور اہل جزیرہ: محمد بن یوسف معروف بہ شیخ ملقب بہ ابن احمر کو تمام جزیرہ پر قبضہ کر لینے کا شوق دامنگیر ہوا۔ اہل جزیرہ نے اس کی مخالفت کی مگر اسی اثناء میں مجاہدین اور غازیان فی سبیل اللہ کا ایک جم غفیر آ پہنچا جس میں قبیلہ زناتہ بنی عبدالواد تو جین مغرادہ اور بنی مرین کے نامی جنگ آور اور سورما شریک تھے۔ ان سب کا سردار کعب نامی ایک شخص تھا۔ بنی مرین کے آدمی اس کے گروہ میں زیادہ تھے۔ سب سے پہلے ادریس بن عبدالحق' رحو بن عبداللہ بن عبدالحق ممبران خاندان حکومت کی اولاد باجازت اپنے چچا یعقوب بن عبدالحق سلطان مغرب تین ہزار کی جمعیت سے سرزمین اندلس میں اتر آئے۔ ابن احمر نے ان لوگوں کے آنے کو رحمت الٰہی کا کرشمہ تصور کر کے بخوشی تمام اندلس میں آنے کی اجازت دی اور ان لوگوں کے ذریعہ سے دشمنانِ اسلام کا ناک میں دم کر دیا۔ اس کے بعد مجاہدین کا یہ گروہ واپس چلا گیا۔

ابن احمر کا انتقال: کچھ دن بعد بنو مرین کے خاندان سے ایک بڑی جمعیت پھر اندلس آئی ان لوگوں کا سردار عبدالحق اسی خاندان کا ایک دلیر اور مردانہ شخص تھا ان لوگوں نے اندلس کا ارادہ اس وجہ سے کیا تھا کہ ان کا قومی سلطان انتظام و سیاست کے لحاظ سے ان پر سختی کرتا تھا اور مصالح ملکی کے لحاظ سے بعضوں کو معتوب اور معزول کرتا تھا۔ یہ لوگ سیدھے اندلس چلے آتے تھے اور مسلمانانِ اندلس ان لوگوں کی شوکت و قوت سے خاصہ فائدہ اٹھاتے تھے۔ حکومت و دولت کو ایک طرح کی قوت حاصل ہو گئی تھی۔ دشمنانِ اسلام کی مدافعت خاطر خواہ کر سکتے تھے۔ المختصر حکومت غرناطہ اسی شان و شکوہ سے جاری اور قائم رہی یہاں تک کہ محمد بن یوسف (معروف بہ شیخ) ابن احمر رباقی دولت بنو نصر نے ۷۱۰ھ میں وفات پائی اس کا بیٹا محمد بہ فقیہ تخت آرائے حکومت ہوا۔

سلطان محمد فقیہ ابن احمر: سلطان محمد کو فقیہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ ذی علم و کتب بینی کا بے حد شائق اور اہل علم کا قدر دان تھا اس کے باپ ابن احمر نے وصیت کی تھی کہ بوقتِ ضرورت ملوک زناتہ بنی مرین حکمرانانِ مغرب سے جنہوں نے دولت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکومت موحدین سے حاصل کی تھی' عیسائیوں کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کرنا اور ان کے اتھ مراسم اتحاد اور دوستی استحکام کے ساتھ قائم رکھنا اور ہمیشہ اس میں ان کی مداخلت سے فائدہ اٹھاتے رہنا اور ان کو راضی رکھنا۔ چنانچہ محمد فقیہ ابن شیخ' سلطان یعقوب بن عبدالحق بادشاہ مرین کی خدمت میں ایسے وقت میں بطور وفد حاضر ہوا جبکہ اسے مغرب کے تمام شہروں پر قبضہ مل گیا تھا اور مراکش بھی اس کی حکومت کے تحت آ گیا تھا اور مواحدین کی جگہ تخت حکومت پر جلوہ افروز ہو گیا تھا۔ سلطان یعقوب نے محمد فقیہ کی درخواست اعانت کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور بہ کمال خندہ پیشانی بنی مرین کے عساکر اسلامیہ اور مجاہدین کو اپنے بیٹے مندیل کی سپردگی میں ملک اندلس کو روانہ کیا اور ان کی روانگی کے بعد ہی خود بھی فوجیں آراستہ کر کے اندلس میں آ اترا اور جزیرہ خضراء کو ابن ہشام نئے دعوے دار حکومت سے چھین کر محمد فقیہ کے حوالے کیا اور وہیں ایک مدت تک مقیم رہا۔ اس مقام کو اس نے غازیان اسلام اور مجاہدین کے لشکر کا کیمپ مقرر کیا تھا۔ جب ۶۷۲ھ میں جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں سلطان یعقوب ملک اندلس میں جہاد کے ارادے سے داخل ہوا۔ عیسائیوں کے بڑے بڑے سورما اور جنگجو سلاطین بھاگ کھڑے ہوئے ان کی جماعت منتشر ہو گئی۔ ہر ایک کو اپنے اپنے مقبوضات کے بچانے کی فکر ہو گئی۔

محمد فقیہ کی عیسائیوں سے مصالحت: اس کے بعد محمد فقیہ نے اس خوف سے کہ مبادا سلطان یعقوب ملک اندلس سے مجھے بے دخل نہ کر دے' عیسائی سلاطین سے مصالحت کر لی حالانکہ محمد فقیہ ان بنی مرین کے سرداروں اور لشکریوں کے قبضے میں تھا جنہوں نے بادشاہ سلطان مغرب اسے اس درجہ پر پہنچایا تھا اور وہ اس وقت تک اس ملک میں موجود تھے یہی سبب تھا کہ جس نے اسے اپنی غلطی کا احساس بہت جلد ہو گیا تھا اور عیسائی سلاطین کے مکر و فریب سے خائف ہو کر خود کردہ پریشان نہیں ہوا بلکہ سلطان یعقوب کے ظل عاطفت میں جا کر پناہ لی مگر اس کے بعد ہی محمد فقیہ ایک دوسرے مرض میں مبتلا ہو گیا اور وہ یہ تھا کہ اس نے اپنے اعزہ بنو اشقیلولہ کی اطاعت کا طوق اپنی گردن میں ڈال لیا۔ ان میں سے عبداللہ مالقہ میں تھا علی وادی آش میں اور ابراہیم قلعہ قمارش میں۔ پھر ان لوگوں نے محمد فقیہ سے مخالفت شروع کی اور یعقوب بن عبدالحق سلطان بنی مرین سے سازش کر کے اس کی مخالفت اور اس سے مقابلہ میں امداد و اعانت کرنے پر اسے آمادہ و تیار کر لیا۔ ان لوگوں نے فقط اسی امر پر اکتفا نہیں کیا بلکہ یعقوب بن عبدالحق کے سیاسی اقتدار کو اپنے مقبوضہ ممالک مالقہ اور وادی آش میں خاصے طور سے بڑھا لیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطان یعقوب نے آخر کار ان ممالک کو فقیہ محمد سے لے لیا جیسا کہ آئندہ اخبار بنی مرین و بنی احمر میں ہم تحریر کرنے والے ہیں اس کے بعد بنی اشقیلولہ اور ان اعزہ بنو زرقاء ملک اندلس کو خیر باد کہہ کر ملک مغرب چلے گئے یعقوب بن عبدالحق سلطان بنی مرین کی خدمت میں حاضر ہوئے یعقوب نے ان لوگوں کی بے حد قدر و منزلت کی جاگیریں عنایت کیں اپنے ملک میں ان لوگوں کو بڑے بڑے عہدوں پر مامور کیا جو آپ آئندہ پڑھیں گے۔

الغرض سلطان محمد فقیہ ابن احمر اسی حصہ ملک اندلس پر استقلال کے ساتھ حکمرانی کرتا رہا جس قدر کہ دشمنوں اور غیروں کی دستبرد سے بچ گیا تھا اور انہیں شہروں کی حکومت اس کی آئندہ نسلوں میں بطور وراثت چلی آئی نہ تو کثرت سے ان کے طرف دار تھے اور نہ ہوا خواہوں اور مددگاروں کا ہجوم تھا۔ البتہ وہ معدودے چند ان کے خیر اندیش تھے جو سردارانِ زناتہ اور ارا کین ملک و دولت اپنے اپنے ملک سے جلاوطن ہو کر یہاں چلے آئے تھے انہی لوگوں کے ذریعہ سے ان کا رعب داب تھا اور وہی اس کے غلبہ و نصرت کے باعث تھے۔ جلد اول میں ہم یہ بیان کر آئے ہیں کہ سرزمین اندلس میں قبائل کے مفقود

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور طرفداری کے زائل ہو جانے سے دولت وحکومت اسلامیہ کو کھلا ہوا نقصان اٹھانا پڑا اور یہی امر اس کی تنزلی کا باعث ہوا۔

سلطان محمد فقیہ کی وفات: سلطان ابن احمر کے ہواخواہ اور طرف دار شروع زمانہ حکومت میں اس کے خاص اعزہ و اقارب بنونصر اور اس کے سسرالی رشتہ دار بنو اشقیلولہ اور بنو مولیٰ اور وہ خدام اور موالی تھے جو اسی کے گھرانے کے ساختہ و پرداختہ تھے اور یہ لوگ سلاطین عیسائی اور ابن ہود و دیگر دعویداران سلطنت اندلس کی مخالفت کے باوجود ہر طرح سے کافی تھے۔ بسا اوقات ان کے عوام وخواص کا جمع ہو جانے ہی دشمنانِ اسلام کی مدافعت کر دیتا تھا اور ان کے دشمنوں کے دل اس امر کے تصور سے کہ ابن احمر کے طرفدار اور ہواخواہان بکثرت ہیں تھرا اٹھتے تھے یہی امر عصبیت اور طرفداری کا کام دیتا تھا۔

سلطان یعقوب بن عبدالحق چار و ناچار اندلس آیا تھا اس کے بعد اس کا بیٹا یوسف بھی اسی رویہ کا پابند رہا۔ کچھ عرصہ بعد بنو یعمر کی مخالفت اور بغاوت نے اسے مصروف کر لیا اور سلطان محمد فقیہ ۷۰۱ھ[1] میں اس دار فانی سے کوچ کر گیا۔

محمد فقیہ کے عیسائیوں سے تعلقات: یہ وہی شخص ہے جس نے دشمنانِ اسلام کو طریف کے قبضہ میں مدد دی تھی اور اس کے لشکر کو زمانہ حصار طریف میں رسد و غلہ پہنچاتا تھا۔ یہاں تک کہ ۷۰۰ھ میں انہوں نے اسے فتح کر لیا۔ یہ مقام فاصلے کی کمی کے باعث زقاق والی مغرب کے کیمپ ہونے کی عزت رکھتا تھا جب دشمنانِ اسلام نے اس پر قبضہ کر لیا تو ان لوگوں کی جاسوسی اور محافظت کرنے لگا جو جہاد کے ارادے سے اس جانب سے اندلس آتے تھے اس سے دشمنانِ اسلام کو بے حد مدد ملی۔

محمد مخلوع بن محمد فقیہ: محمد فقیہ کے انتقال کر جانے پر اس کا بیٹا محمد مخلوع عنان حکومت کا مالک ہوا۔ وزیر السلطنت محمد بن حکم لخمی جو کہ زندہ کار رہنے والا اور یہاں کے خاندان وزارت سے تھا محمد مخلوع پر چھا گیا۔ نام کی بادشاہت محمد مخلوع کی رہی اور سیاہ وسفید کا اختیار وزیر السلطنت کے قبضہ میں رہا بالآخر ایک مدت کے بعد محمد مخلوع کا بھائی ابوالجیوش نصر بن محمد باغی ہو گیا فوجیں مرتب کر کے مخلوع پر چڑھائی کر دی وزیر السلطنت کو قتل کر ڈالا اور اپنے بھائی محمد مخلوع کو ۷۰۸ھ میں جیل کی سیر کو بھیج دیا۔

رئیس ابوسعید بن اسماعیل: ان دونوں کے باپ سلطان محمد فقیہ نے رئیس ابوسعید بن (عمہ) اسماعیل بن نصر کو مالقہ کی حکومت پر مامور کیا تھا۔ مدت دراز سے یہاں امارت کر رہا تھا۔ یہ وہی شخص ہے جس نے سبتہ پر قبضہ کر لیا تھا اور عہد حکومت محمد مخلوع میں اس کے اشارہ سے بنوعزفی کے ساتھ اسی سبتہ میں بدعہدی کی تھی جیسا کہ اخبار سبتہ اور دولت بنی مرین میں تحریر کیا جائے گا اس نے اپنی بیٹی کا عقد اس سے (رئیس ابوسعید) کر دیا تھا۔ چنانچہ اس کے بطن سے اس کا ایک لڑکا ابوالولید اسماعیل نامی پیدا ہوا تھا۔ جب ابوالجیوش نصر نے غرناطہ پر قبضہ کر لیا اور اس کی حکومت وریاست پر جو وہاں تھی قابض ہو گیا اس وقت اس نے برے افعال اور طریقے اختیار کئے اس کے بعد وزیر ابن حجاج نے بھی کج ادائی اور بدخلقی شروع کر دی۔ رعایا پر ظلم وستم ہونے لگا۔ ان اسباب سے سردار بنی مرین کے دلوں میں کینہ پرورش پانے لگا اور رعایا نے بھی ان کے ظلم وستم سے واویلا اور وامصیبتا کا شور شروع کیا۔

ابوالولید کا محاصرۂ غرناطہ: اس زمانہ میں بنو ادریس بن عبداللہ بن عبدالحق مالقہ میں مجاہدین اور غازیان اسلام کی سرداری پر تھے عثمان بن ابوالعلی نامی ایک شخص انہی لوگوں میں سے ان کا امیر تھا۔ ابوالولید نے اسے سلطان ابوالجیوش نصر کی

[1] اصل کتاب میں کوئی سنہ نہیں لکھا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخالفت پر ابھارا دیا اور چونکہ عثمان اعزہ واقارب کی کمی کے باعث ضعیف وکمزور ہو رہا تھا اس وجہ سے زمام اختیار اس کے ہاتھ سے اپنے قبضہ میں لے لی۔ اِدھر ابوالولید نے ان لوگوں کو مسلح کر کے سلطان ابوالجیوش پر چڑھائی کر دی۔ اُدھر ۷۱۷ھ میں رئیس ابوسعید مالقہ سے علم وحکومت لئے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا اور فوجیں لے کر غرناطہ پر چڑھ آیا۔ اس معرکہ میں ابوالجیوش کی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی بہت بڑی خونریزی ہوئی اور مدتوں غرناطہ کا محاصرہ رہا۔ ہزارہا اہل غرناطہ مارے گئے۔ آخر الامر اس امر پر مصالحت ہوئی کہ ابوالجیوش اپنے اہل وعیال کے ساتھ وادی آش چلا جائے چنانچہ ابوالجیوش غرناطہ کو حسرت ویاس سے اپنے حریف کے قبضہ میں چھوڑ کر آش چلا گیا اور وہاں پہنچ کر اپنی نئی حکومت کی بنا ڈالی یہاں تک کہ ۷۲۲ھ میں مر گیا۔

ابوالولید کا عروج فتح یابی کے بعد ابوالولید نے غرناطہ میں قیام کیا اور اپنی اور اپنے لڑکوں کے لئے حکومت وسلطنت کی بناء قائم کی۔ ۷۱۸ھ[1] میں الفنش (الفنسو) عیسائی بادشاہ نے غرناطہ پر حملہ کیا۔ بنوابوالعلاء نے اس معرکہ میں بہت بڑا حصہ

---

[1] علامہ ابوالعباس احمد بن محمد مقری نے کتاب نفح الطیب میں تحریر کیا ہے کہ جس وقت یادگار خاندان ملوک بن احمر کا قدم تخت حکومت پر جم گیا اور ان تمام ممالک اندلسیہ پر جو مسلمانوں کے قبضہ میں تھے وہ قابض ہو گئے۔ مثلاً جزیرہ' طریف اور رندہ۔ ملوک نصاریٰ نے مجموعی قوت سے ۷۱۹ھ میں غرناطہ پر حملہ کیا۔ یہ بڑی دل فوج بطرہ کی جانب سے آئی تھی اس کی تعداد کا صحیح اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ پچیس عیسائی بادشاہ اس جنگ پر آئے تھے۔ بات تھی کہ عیسائیوں کو مسلمانوں کے دوبارہ عروج سے کینہ پیدا ہوا اور انہیں اس امر کا اندیشہ پیدا ہوا کہ مبادا بڑھتے بڑھتے یہ ہم پر منہ نہ ماریں۔ اس خیال سے وہ لوگ متاثر ہو کر پوپ کی خدمت میں گئے اور سجدہ کر کے اس سے استدعا کی کہ آپ دعا کریں کہ ہم لوگ بقیہ مسلمانوں کو اندلس سے نکال کر پھینک دیں۔

چنانچہ پوپ نے ان کے سروں پر دست شفقت پھیر کر دعائیں دیں اور یہ لوگ بے شمار افواج لے کر غرناطہ پر چڑھ آئے۔ مسلمانانِ غرناطہ کو بے حد خوف پیدا ہوا جھٹ پٹ چند لوگ بغرض استمداد بطور وفد (ڈیپوٹیشن) سلطان ابوسعید والیٔ فاس کی خدمت میں روانہ کیا مگر اس دعا سے ان کے درد دل کا علاج نہ ہو سکا اور عیسائیوں کا لشکر آ پہنچا۔ اہل غرناطہ کی رہی سہی قوت بھی جاتی رہی۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے ملک وملت کی حمایت پر شمشیر بکف نکل پڑے پس اس نے جس کے سوا کوئی دوسرا معین وناصر نہیں ہے' مسلمانوں کی مدد کی اور نامی نامی عیسائی مارے گئے۔ بہت بڑی فتحیابی عساکر اسلامیہ کو نصیب ہوئی یہ دن جیسا کہ مسلمانوں کے لئے مسرت اور خوشی کا دن تھا ویسا ہی عیسائیوں کے حق میں رنج دہ اور مصیبت کا تھا۔

اس شکست سے عیسائی سرداروں کے چہروں پر ذرا بل نہ آیا کمال استقلال کے ساتھ خضراء کی جانب بڑھے سلطان ابن احمر نے ان کی مدافعت کی جانب توجہ فرمائی کئی جنگی کشتیاں جن پر ماہر فوجیں اور سامانِ حرب بکثرت تھا جزیرہ کی طرف روانہ کیا۔ عیسائیوں کو اس کی خبر لگ گئی۔ جزیرہ سے کنارہ کشی کر کے طلیطلہ کی طرف آئے بلاد اسلامیہ پر قبضہ کرنے اور مسلمانوں کے استیصال کی قسمیں کھائیں اور باہم دوبارہ عہد وپیمان کر کے بہت بڑے سامان جنگ کے ساتھ غرناطہ پر پھر آ اترے۔ جس طرف آنکھیں اٹھتی تھیں عیسائی ہی عیسائی نظر آتے تھے۔ سلطان غرناطہ نے شیخ الغزاۃ شیخ العالم ابوسعید عثمانی ابن ابوالعلاء مرینی کو عیسائیوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔

چنانچہ ۲۰ ربیع اول ۷۱۹ھ میں فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا۔ شب یک شنبہ میں دشمنانِ اسلام نے ایک دستہ فوج کو اسلامی لشکر گاہ پر شبخون مارنے کو بھیجا۔ عساکر اسلامیہ سے چند سوار اور تیر اندازوں کی روک تھام پر نکلے اور اس قدر تیر برسائے کہ دشمنانِ اسلام کو لوٹنا پڑا۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا صبح تک وہ بھاگتے جاتے تھے اور یہ ان پر تیر برساتے تھے اور تعاقب میں تھے۔ یہ پہلی فتح تھی جو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اہل غرناطہ کو حاصل ہوئی روز یک شنبہ کو شیخ ابوسعید پانچ ہزار جنگ آوروں کو مرتب کر کے دشمنانِ اسلام کے لشکر کی طرف بڑھا۔ عیسائیوں کو اس جماعت قلیلہ کی مردانگی اور دلاوری سے سخت حیرت ہوئی نہایت تیزی سے مسلح ہو کر مقابلہ پر آئے تین شبانہ روز تک سخت خونریز لڑائی ہوتی رہی بالآخر چوتھے روز دشمنانِ اسلام شکست کھا کر کمال ابتری سے بھاگے بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔ سات ہزار عیسائی گرفتار کئے گئے۔ پچاس ہزار مارے گئے تعجب کی بات

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیا اور بڑی بڑی آزمائشوں میں مبتلا ہوئے اس کے بعد غرناطہ کے باہر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ دشمنِ دین اپنے رفیق کے ساتھ مارا گیا عیسائی فوجیں کمال ابتری کے ساتھ پسپا ہوئیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے معجزات میں سے ایک معجزہ تھا ورنہ اہل غرناطہ کی پامالی میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رہ گیا تھا اس واقعہ کے بعد ابوالولید نے خود عیسائی مقبوضات پر کئی بار جہاد کیا اور اس کی فوج زناتہ اور اندلس کے مسلمانوں سے تیار کی گئی تھی چونکہ زناتہ کا زمانہ بدویت اور غربت سے بہت قریب تھا اس وجہ سے ان لوگوں نے بڑی دلیری اور بے حد مردانگی سے کام لیا۔ انہی لوگوں کی اعانت وامداد سے ابوالولید کا جاہ وجلال اس درجہ تک پہنچ گیا تھا کہ اس زمانہ میں دوسرے بادشاہوں کو خواب میں بھی نصیب نہیں ہوا تھا۔

محمد بن رئیس ابوسعید اس کے بعد اسی کے قرابت داروں بنونصر میں سے کسی شخص نے ۷۲۷ھ میں موقع پا کر دھوکے سے جس وقت کہ دربار شاہی سے اٹھ کر محل سرا میں جا رہا تھا۔ دروازہ محل سرا پر نیزہ رسید کیا زخمی ہو کر گر پڑا لوگ اسے اس کے محل سرا میں اٹھا لائے۔ قاتل نے عثمان ابی العلی کے مکان میں جا پناہ لی عثمان نے گرفتار کر کے اسی وقت قتل کر ڈالا اور محمد بن رئیس ابوسعید کو جبل سلوباشہ سے نکال کر غرناطہ لایا اور تاج حکومت اس کے سر پر رکھا۔ اس نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لیتے ہی اپنے وزیر السلطنت ابن محروق کو ۷۲۹ھ میں محل سرائے شاہی میں طلب کر کے قتل کرا دیا۔ قتل کا سبب یہ ہوا تھا کہ وزیر السلطنت کی شکایتیں حد سے بڑھ گئی تھیں اور اس کا ذاتی اقتدار شاہ غرناطہ سے بدرجہا بڑھا ہوا تھا۔ تخت حکومت پر متمکن ہونے کے بعد ایک روز امورِ سلطنت میں مشورہ لینے کے حیلہ سے شاہی محل میں طلب کیا جوں ہی محل سرائے شاہی میں داخل ہوا ایک خادم کو اشارہ کر دیا اس نے اس قدر خنجر رسید کیے کہ وزیر السلطنت بے دم ہو کر زمین پر گر پڑا اور مر گیا۔ سلطان محمد کو اس کے مارے جانے سے اطمینان ہوا اور وہ استقلال کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔

عثمان بن ابی العلیٰ کی امارت سے دستبرداری اس کے بعد عثمان بن ابی العلیٰ سرداری اور امارت غزاۃ اور زناتہ سے دست کش ہو کر خانہ نشین ہو گیا اور اسی حالت عزلت گزینی میں راہی ملک آخرت ہوا اس کا بیٹا ابوثابت اس کی جگہ امیر مجاہدین اسلام مقرر کیا گیا اس تبدیلی سے عیسائیوں نے پھر چھیڑ چھاڑ شروع کی اور مسلمانوں کو ایذائیں پہنچانے لگے۔ سلطان محمد سامانِ سفر درست کر کے سلطان ابوالحسن کی خدمت میں مغرب پہنچا اور دشمنانِ اسلام کی زیادتیوں کی شکایت کی اور امداد کا خواستگار ہوا حالانکہ سلطان ابوالحسن ان دنوں اپنے بھائی محمد کے فتنہ وفساد کے ختم کرنے میں مصروف تھا مگر پھر بھی بہ نظر حمیت اسلام سلطان محمد کے ہمراہ فوجیں روانہ کیں اور اسے اپنی جانب سے اس لشکر کی امارت ۷۳۳ھ میں عنایت فرمائی۔

سلطان محمد کا قتل بنو عثمان بن ابی العلی کو سلطان محمد کا سلطان ابوالحسن سے ملنا اور سلطان ابوالحسن کا اس معاملہ میں مداخلت کرنا ناگوار گزرا اور اس سے ان کو طرح طرح کے خیالات پیدا ہوئے سب نے جمع ہو کر اس معاملہ میں مشورہ کیا اور پھر موقع پا کر جس روز سلطان محمد شلوباشہ سے غرناطہ آ رہا تھا اسے ہر چہار طرف سے گھیر کر نیزے تان کر ٹوٹ پڑا اور مار ڈالا۔

ابوالحجاج بن یوسف اس کے بعد اس کے بھائی ابوالحجاج یوسف کے سر پر تاج شاہی رکھا اس نے عنان حکومت اپنے

بات یہ ہے کہ عساکر اسلامیہ میں سے سوائے تیرہ سواروں کے اور کسی نے جامِ شہادت نوش نہیں کیا۔ اس واقعہ سے عیسائیوں کی کمر ہمت ٹوٹ گئی۔ مصالحت کی درخواست کی سلطان غرناطہ نے اسے قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور مصالحت کر لی۔ دیکھو تاریخ المقری جلد اول صفحہ ۲۹۳، ۲۹۴ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبضہ اقتدار میں لی اور اپنے بھائی سلطان محمد کے خون کے بدلہ لینے پر مستعد ہوا۔ بنوعثمان ابن ابی العلیٰ کے سرداروں پر ادبار کی گھٹا چھا گئی غرناطہ سے جلاوطن کر کے تونس بھیج دیئے گئے۔ غزاۃ اور مجاہدین کی سرداری بجائے ابوثابت بن عثمان بن ابی العلیٰ کے بنورحو بن عبداللہ بن عبدالحق میں سے یحییٰ بن عمر بن رحو کو مرحمت ہوئی تو اس کی ریاست وامارت زمانہ دراز تک قائم رہی۔

سلطان ابوالحجاج اور عیسائیوں کی جھڑپیں: پھر سلطان ابوالحجاج نے سلطان ابوالحسن والی مغرب کو عیسائیوں کی سرکوبی اور انہیں ہوش میں لانے کی غرض سے اندلس میں بلا بھیجا چنانچہ سلطان ابوالحسن نے جس وقت کہ تلمسان فتح ہو گیا تھا اپنے بیٹے کو عساکر اسلامیہ زناتہ اور منطوعہ (والنیرز) کا افسر اعلیٰ مقرر کر کے اندلس کی جانب روانہ کیا اس نے عیسائیوں میں متعدد حملے کئے اور ایک مدت کے بعد بہت سا مال غنیمت لے کر ملک مغرب کی طرف واپس ہوئے۔ واپسی کے وقت عساکر اسلامیہ پر عیسائیوں نے اپنے ملک کی سرحد پر شبخون مارا۔ بہت سے مجاہد اور غازی شہید ہوئے۔

معرکہ طریف: اس زیادتی اور بددلانہ حملہ کا بدلہ لینے کی غرض سے سلطان ابوالحسن نے ۷۴۱ھ میں بنفس نفیس چڑھائی کی۔ زناتہ، مغرادہ فوج نظام اور منطوعہ کی فوجیں رکاب میں تھیں کوچ وقیام کرتا ہوا طریف تک پہنچا اور لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔ عیسائیوں نے یہ خبر پا کر بلاد عیسائی سے فوجیں فراہم کیں اور جمع ہو کر مجموعی قوت سے حملہ آور ہوئے۔ طریف کے باہر ایک میدان میں دونوں حریفوں نے صف آرائی کی اتفاق یہ کہ اس معرکہ میں مسلمانوں کو شکست ہوئی ایک کثیر گروہ شہید ہو گیا۔ بیگمات اور حریم سلطانی ہلاک ہو گئیں شاہی خیمے لٹ گئے۔ مسلمانوں کے لئے یہ نہایت مصیبت اور آزمائش کا دن تھا۔

سلطان ابوالحجاج کا قتل: اس واقعہ کے بعد ہی دشمنانِ اسلام نے قلعہ سرحد غرناطہ پر قبضہ کر لیا اور جزیرہ خضراء کی جانب بڑھے چنانچہ ۷۴۳ھ میں صلح وآشتی کے ساتھ اسے بھی لے لیا سلطان ابوالحجاج اسی حالت میں دبا دبایا حکومت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ۷۵۵ھ میں عید کے دن جس وقت کہ صلوٰۃ العید ادا کر رہا تھا سجدہ کی حالت میں کسی نے نیزہ مارا جس سے اس کی موت وقوع میں آئی۔

حاجب رضوان کا قتل: اس کا بیٹا تخت آرائی حکومت ہوا پھر اس کے مولیٰ (خادم) رضوان نے جو اس کے باپ اور چچا کا حاجب تھا اسے شاہ شطرنج بنا دیا اور خود امورِ سلطنت پر قابض ہو کر سیاہ وسفید کا مختار بن بیٹھا۔ اس کا بھائی اسماعیل قلعہ شاہی حمراء کے کسی محل سرا میں مقید تھا اسے اور محمد بن عبداللہ بن اسماعیل بن محمد بن رئیس ابوسعید سے سسرالی رشتہ تھا اس وجہ سے کہ اس کے باپ (عبداللہ) نے اسماعیل کی بہن سے عقد کر لیا تھا۔ اس کا دادا محمد بن رئیس وہی ہے جسے عثمان بن ابی العلیٰ نے جیل سے نکل کر تختِ حکومت پر متمکن کیا تھا۔ اس محمد (بن عبداللہ بن اسماعیل بن رئیس ابوسعید) نے محل سرائے قلعہ حمراء کے بعض خدام کو بلا کر حاجب رضوان کو اس کے مکان میں قتل کرا دیا اور اپنے سسرالی رشتہ دار اسماعیل کو قید کی مصیبت سے نجات دے کر ستائیسویں رمضان ۷۶۰ھ کی رات تخت حکومت پر بٹھا دیا۔

رئیس ابو یحییٰ: سلطان محمد مخلوع اس وقت حمراء کے باہر ایک باغ میں مقیم تھا، یہ خبر پا کر وادی آش چلا گیا اور آش کو سرحد کی جانب سے عبور کر کے بادشاہ مغرب سلطان ابوسالم بن سلطان ابوالحسن مرینی کی خدمت میں جا پہنچا، سلطان ابوسالم نے اس کی بڑی آؤ بھگت کی اور اس کے قیام کو پسندیدہ نظروں سے دیکھا اس کے بعد شیخ الغزاۃ یحییٰ بن عمر کو دولت بنواحمر کی طرف سے خطرہ پیدا ہوا غرناطہ سے دارالحرب ہوتا ہوا مغرب پہنچا اور سلطان ابوسالم کی خدمت میں قیام اختیار کیا۔ سلطان ابوسالم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اس کی بھی قدر افزائی کی اور اس کی جگہ غرناطہ میں فوج مجاہدین پر اپنی جانب سے ادریس بن عثمان بن ابوالعلی کو مامور کیا۔ ان دنوں غرناطہ میں رئیس ابو یحییٰ اپنے بھائی اسماعیل کی حکومت و ریاست کا انتظام کر رہا تھا اور یہی امورِ سیاست کا نگراں اور منتظم تھا۔ کچھ روز بعد لگانے بجھانے والوں نے لگانا بجھانا شروع کر دیا۔ رئیس کو انجام کا خطرہ پیدا ہوا۔ چنانچہ ۷۲۱ھ میں دھوکے سے اسماعیل اور اس کے تمام ساتھیوں کو قتل کر کے تختِ حکومت پر متمکن ہو گیا۔

معرکہ وادی آش: رئیس نے عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لے کر عیسائی سلاطین کے عہد و پیمان کو توڑ ڈالا اور جو اس کے متقدمین سلاطین غرناطہ بطورِ خراج عیسائیوں کو دیتے تھے اس کا بھیجنا بھی بند کر دیا اس وجہ سے عیسائیوں نے فوج کشی پر کمر باندھی اور لشکر آراستہ کر کے چڑھ آئے۔ مسلمانوں نے بھی فوج و سامان جنگ درست اور آلاتِ حرب مہیا کر کے عیسائیوں کی روک تھام کے لئے کوچ کیا مقام وادی آش میں صف آرائی کی نوبت آئی۔ عساکر اسلامیہ کی سرداری پر سلطان غرناطہ کے بعض اعزا مامور تھے بہت بڑی خونریزی ہوئی۔

سلطان محمد مخلوع: اس کے بعد بادشاہ مغرب نے عیسائی سلاطین سے محمد مخلوع کو تختِ حکومت پر متمکن کرنے کی سفارش کی اور کشتی پر سوار ہو کر عیسائی بادشاہ کے پاس بھیج دیا۔ محمد مخلوع نے عیسائی بادشاہ سے ملاقات کی۔ عیسائی بادشاہ نے امداد کا وعدہ کیا۔ باہم یہ شرط قرار پائی کہ ممالک اسلامیہ کے جتنے قلعے فتح کئے جائیں وہ اب محمد مخلوع کے مقبوضات میں شمار کئے جائیں۔ پھر عیسائی بادشاہ نے چند قلعے فتح کرنے کے بعد بدعہدی کی۔ سلطان محمد مخلوع اس سے علیحدہ ہو کر مغربی سرحد کی طرف چلا گیا اور مملکت بنی مرین میں قیام اختیار کیا اس کے بعد سرحد رندہ سے فوجیں فراہم اور مرتب کر کے ۷۶۵ھ میں مالقہ پر فوج کشی کی اور بزورِ تیغ اسے فتح کر لیا۔ رئیس محمد بن اسماعیل یہ خبر پا کر غرناطہ سے عیسائی بادشاہ کے پاس بھاگ گیا ادریس بن عثمان شیخ الغزاۃ بھی بحالتِ قید اس کے ہمراہ تھا جو چند دن بعد قید سے بھاگ نکلا جیسا کہ آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائے گا۔

سلطان محمد کا غرناطہ پر قبضہ: پھر سلطان محمد نے ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے رکاب میں تھے غرناطہ کی جانب قدم بڑھایا۔ رئیس کا حاجب گرفتار ہو کر پیش کیا گیا۔ سلطان محمد نے اسے اور ان لوگوں کو جنہوں نے اس کے ساتھ ہو کر بازارِ کارزار گرم کیا تھا قتل کر ڈالا اور فتحیابی کا جھنڈا لئے ہوئے غرناطہ میں داخل ہو کر حکومت کرنے لگا۔ لشکر مجاہدین پر شیخ یحییٰ بن عمر کو متعین کیا اور اس کے بیٹے عثمان کو اپنے مصاحبوں کے زمرہ میں داخل کر لیا ایک برس بعد ان دونوں کے سرداروں پر ادبار کی گھٹا چھا گئی۔ سلطان محمد نے ان دونوں کو گرفتار کر کے مریہ کی جیل میں ڈال دیا۔ پھر چند سال بعد جلاوطن کر دیا اور ان دونوں کے ایک قریبی رشتہ دار علی بن بدرالدین بن محمد بن رحو کو غزاۃ و مجاہدین پر مامور کیا تھوڑے دن بعد اس نے وفات پائی تب اس کی جگہ عبدالرحمٰن بن ابویفلومن اس خدمت پر مامور کیا گیا۔ سلطان ابوعلی بن محمد بادشاہ مغرب کے دربار میں اس کی بڑی قدر و منزلت تھی۔ سلطان محمد مخلوع کی ذات سے تختِ حکومت حمراء جگمگا اٹھا۔ اس کے رعب داب کا حلقہ عیسائی ملوک جلالقہ اور سرحدی ملوک مغرب کے دلوں پر بیٹھا ہوا تھا کیونکہ اس وقت ان لوگوں کی خدمت میں ایک گونہ کمزوری پیدا ہو چلی تھی جو اکثر سلطنتوں کو لاحق ہوا کرتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معزول بطرہ کی سلطان محمد سے امداد طلبی: جلالقہ نے ۶۸۷ھ میں اپنے بادشاہ بطرہ بن اوفونش سے بغاوت کی پھر بادشاہ بطرہ اور بادشاہ برشلونہ سے لڑائی جھگڑا شروع ہوگیا۔ اس وجہ سے جلالقہ نے بطرہ سے سرکشی کی اور اس کے بھائی الفنش کو بلا کر اپنا حکمران بنالیا۔ بطرہ نے بلاد اسلامیہ میں جا کر پناہ لی اور سلطان محمد والیٔ غرناطہ سے اپنے دشمن کے مقابلہ میں امداد کی درخواست کی' چنانچہ سلطان محمد نے بلاد مقبوضہ الفنش پر حملہ کیا متعدد قلعوں کو فتح کیا اور بعضوں کو ویران وخراب کر ڈالا مثلاً حبان' ابدہ اور اترہ وغیرہ جو زبان حال سے حملہ آور فریق کی شکایت اور اپنی بربادی وخرابی کی حکایت بیان کر رہے ہیں' ان کے علاوہ اندرونی ملک کو تاخت وتاراج کیا۔ قرطبہ کو بھی جا کر گھیر لیا اور اس کے گردونواح کو ویران و برباد کر کے مظفر و منصور مال غنیمت لے کر واپس ہوا۔

بطرہ اور الفنش کے مابین جنگ: اس کے بعد بطرہ بادشاہ فرانس کے پاس چلا گیا جو کہ شمالی جزیرہ اندلس میں جزیرہ ارکسلیطرہ موسوم بہ نسز غالس پر حکمرانی کر رہا تھا اور الفنش کی زیادتیوں کی شکایت کی اور اپنی بیٹی کا عقد اس سے کر دیا اس نے اپنے بیٹے کو فرانسیسی بہادروں کی ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ بطرہ کی کمک پر مامور کیا۔ الفنش کو اس کے مقابلہ میں شکست ہوئی اور بطرہ نے اسے اپنے پُرزور حملوں سے تہ وبالا کر دیا۔ پھر جب فرانسیسی لشکر اپنے ملک کی جانب واپس ہوا تو الفنش نے بطرہ پر فوج کشی کی اس سے دوبارہ ملک کے امن عامہ میں خلل واقعہ ہوا تمام ملک میں خونریزی کی ہوا چلنے لگی۔ بالآخر الفنش نے اپنے بھائی بطرہ کا جلیقہ کے کسی قلعہ میں محاصرہ کر لیا اور اسے گرفتار کر کے مار ڈالا۔ اس کے مارے جانے سے الفنش جلالقہ کے ملک پر غالب ہوگیا اور استقلال کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔

سلطان محمد کی خودمختاری: سلطان محمد والیٔ غرناطہ الفنش اور بطرہ کی مخالفت کو غنیمت شمار کر کے اپنی قوت اور فوج بڑھانے میں مصروف ہوا اور اس نے اس خراج کو بھیجنا موقوف کر دیا جو عیسائی سلاطین مسلمانوں سے اس زمانہ سے لے رہے تھے جب سے کہ اس کے اسلاف نے عیسائی سلاطین سے معاہدہ صلح کیا تھا۔ ۶۷۲ھ سے والیٔ غرناطہ نے خراج کے نام سے عیسائیوں کو ایک حبہ نہ دیا اور اسی حالت پر قائم رہا۔

الفنش اور شاہ فرانس کی جنگ: بادشاہ فرانس جس نے بطرہ کی کمک پر فوجیں بھیجی تھیں اور جس نے اس سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا تھا بطرہ کے قتل سے متاثر ہو کر الفنش سے بدلہ لینے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ اتفاق سے اس کے بطن سے ایک لڑکا بھی پیدا ہوا تھا اس کے باپ نے یہ خیال قائم کیا کہ یہ لڑکا حکومت وسلطنت کا الفنش سے زیادہ مستحق ہے اس وجہ سے الفنش اور شاہ فرانس سے لڑائی اور خونریزی کا سلسلہ قائم ہوگیا اور جلالقہ کو اس سبب سے کسی طرف متوجہ ہونے کا موقع نہ ملا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے بہت سے مقبوضہ شہران کے قبضہ سے نکل گئے اور ملوک ابن احمر نے بھی خراج کا دینا بند کر دیا جیسا کہ ابھی اوپر ہم بیان کر آئے ہیں۔ یہی حالت اس زمانہ تک قائم ہے۔

عبدالرحمٰن بن ابی یفلوسن کی گرفتاری: ملوک مغرب کا حال یہ ہے کہ جس وقت سلطان عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن نے استحکام واستقلال کے ساتھ حکومت وسلطنت کے زینہ پر اپنا قدم جما دیا اور اس کے جاہ وجلال کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بیٹھ گیا (ان دنوں غازیان اندلس کی سرداری پر عبدالرحمٰن بن ابی یفلوسن مامور تھا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں) یہ شخص

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلطان کے نسب میں شریک اور ملک و خدمت میں اس کا ہمسر تھا۔ اس وقت اتفاق سے کچھ کاغذات سلطان کے ہاتھ لگ گئے' جنہیں عبدالرحمٰن اور اراکین دولت نے ایک دوسرے کے پاس بھیجا تھا۔ اس سے سلطان کو خطرہ پیدا ہوا۔ سلطان ابن احمر کے پاس عبدالرحمٰن کے قید کر لینے کو لکھ بھیجا۔ سلطان ابن احمر نے عبدالرحمٰن اور نیز امیر مسعود ماہی کو اس وجہ سے کہ یہ بھی فتنہ وفساد میں معقول حصہ لیتا تھا اور اس سے اور اہل دولت سے بھی خط و کتابت ہوا کرتی تھی گرفتار کر لیا۔

ابن احمر کی سرکشی اور اطاعت: جب سلطان عبدالعزیز نے ۷۷۴ھ میں وفات پائی اور اس کا بیٹا محمد سعید نافع تخت حکومت پر متمکن ہوا اور اس کے باپ کا وزیر ابوبکر بن غازی امور سلطنت کو انجام دینے لگا۔ اس وقت ابن احمر نے عبدالرحمٰن بن یفلوسن کو قید سے رہا کر دیا وزیر السلطنت ابوبکر بن غازی کو یہ ناگوار گزرا۔ ابن احمر کے چند چند قرابت دار رئیسوں کو مالی اور فوجی مدد دے کر ابن احمر سے لڑنے جھگڑنے کے لئے اندلس روانہ کیا کسی ذریعہ سے ابن احمر کو یہ خبر پہنچ گئی جھٹ پٹ فوجیں فراہم اور مسلح کر کے جبل الفتح پر جا اترا اس کی رکاب میں عبدالرحمٰن ابی یفلوسن اور امیر مسعود بن ماہی بھی تھا۔ ابن احمر نے ان دونوں کو کشتیوں پر سوار کرا کے براہ دریا یلغار کرنے کا اشارہ کیا۔ انہوں نے بلاد سنتبہ پر پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔ ملک مغرب میں ایک تلاطم پیدا ہو گیا۔ اہل جبل الفتح نے شدت حصار اور روزانہ جنگ سے گھبرا کر امن کی درخواست کی اور ابن احمر کے علم حکومت کے مطیع ہو گئے۔

ابوالعباس احمد کی امارت: سنتبہ میں محمد بن عثمان بن کاس ابوبکر بن غازی وزیر السلطنت کا داماد مقیم تھا۔ ابوبکر نے اسے امیر مسعود کے مقابلہ پر روانہ کیا تھا جس وقت کہ ابن احمر جبل الفتح کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اور طنجہ میں سلطان ابوالحسن کی اولاد زمانہ حکومت سلطان عبدالعزیز سے بخوف دعویٰ سلطنت مقید تھا۔ سلطان ابن احمر نے محمد ابن عثمان سے خط و کتابت شروع کی اور اسے ہر خط میں ایک کم سن چھوکرے کی بیعت پر نفرین کرنے لگا جو ابھی سن بلوغ کی حد تک بھی نہیں پہنچا تھا اور سلطان ابوالحسن کی اولاد میں سے کسی ایک کی بیعت امارت کرنے کی ترغیب دیتا تھا۔ جو کہ طنجہ میں قید تھے۔ تھوڑے دن بعد جب ان تحریرات سے محمد بن عثمان کے دل پر ایک خاص اثر پڑا تو سلطان ابن احمر نے مالی اور فوجی مدد دینے کا اقرار اور وعدہ کیا چنانچہ محمد بن عثمان نے سلطان ابوالحسن کی اولاد سے ابوالعباس احمد کو حکومت و سلطنت کے لئے منتخب کیا اور جیل سے نکال کر اس کے ہاتھ پر بیعت امارت کی ان نوجوانوں نے قید کے زمانہ میں باہم یہ عہد و پیمان کیا تھا کہ ہم میں سے جو شخص حکومت و ریاست کے زینہ تک پہنچ جائے تو اس پر لازم ہوگا کہ وہ بقیہ لوگوں کو قید مصیبت سے رہا کر دے۔

ابوالعباس احمد کا فاس پر قبضہ: اس عہد و پیمان کے مطابق سلطان ابوالعباس احمد نے اپنی امارت کی بیعت لینے کے بعد پہلا جو کام کیا وہ یہ تھا کہ اس نے اپنے کل ہمراہیوں کو قید کی مصیبت سے نجات دے کر اندلس کی جانب بھیج دیا۔ ان لوگوں نے رہائی پا کر سلطان ابن احمر کے پاس جا کر قیام کیا۔ سلطان ابن احمر نے ان لوگوں کی بے حد عزت و توقیر کی اور ان لوگوں کے وظائف اور تنخواہیں مقرر کیں اور بہت سا مال و اسباب اور لشکر سلطان ابوالعباس اور اس کے وزیر محمد بن عثمان کے لئے روانہ کیا اور عبدالرحمٰن بن ابی یفلوسن کو ان دونوں کی موافقت اور ان کے ہر کام میں ان کی ہمدردی کرنے کو لکھ بھیجا۔ ان سب نے متفق ہو کر دارالحکومت فاس کو جا کر گھیر لیا' یہاں تک کہ ابوبکر غازی وزیر السلطنت نے سلطان ابوالعباس سے امن کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درخواست کی شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے' قلعہ کی کنجیاں حوالہ کر دیں۔ پس سلطان ابوالعباس نے محرم ۷۶۶ھ میں مظفر و منصور دارالحکومت میں داخل ہوا۔ عبدالرحمٰن بن ابی یفلوسن اس کے ساتھ رخصت کرنے کی غرض سے مراکش اور اس کے مضافات تک گیا اور جیسا کہ اس سے پیشتر سے باہم عہد و پیمان تھا اس کی حکومت و سلطنت کا انتظام درست کر دیا۔ اس کے بعد سلطان ابوالعباس نے سعید بن عبدالعزیز کو ہدایا و تحائف دے کر سلطان ابن احمر کی خدمت میں روانہ کیا تا کہ دونوں میں مسلسل زمانہ دراز تک مراسم اتحاد اور دوستی قائم رہے۔

قلعہ مراکش کی فتح: اسی اثناء میں اس کی عبدالرحمٰن والیٔ مراکش سے ان بن ہوگئی۔ متعدد مرتبہ اس کے محاصرہ اور جنگ کو گیا سلطان ابن احمر کبھی تو اسے مدد دیتا تھا اور لڑائی میں اس کا ہاتھ بٹاتا تھا اور کبھی کبھی دونوں میں صلح کرا دینے کی کوشش کرتا تھا۔ یہاں تک کہ سلطان ابوالعباس نے ۸۸۴ھ میں مراکش پر چڑھائی کی۔ کئی مہینے محاصرہ کئے رہا بالآخر بزور تیغ قلعہ مراکش کو فتح کر لیا اور سلطان مراکش کو بارِ حیات سے سبکدوش کر کے فاس کی جانب واپس آیا۔ اس کے بعد تلمسان کی طرف رخ کیا ابو احمد سلطان بنی عبدالواد والیٔ تلمسان اس کی آمد کی خبر پا کر بھاگ گیا۔ سلطان ابوالعباس بلا جنگ و جدال تمام تلمسان میں داخل ہوا۔

موسیٰ بن سلطان ابوعنان کی سبتہ و فاس پر فوج کشی: ان واقعات کے اثناء میں چند لوگوں نے جو فتنہ پردازی اور فساد انگیزی میں مشہور تھے۔ سلطان ابوالعباس اور سلطان ابن احمر سے ناچاقی اور چشمک پیدا کرانے کی کوشش کی اور ایک حد تک کامل طور سے کامیاب بھی ہو گئے۔ سلطان ابن احمر کو سلطان ابوالعباس کی طرف سے اس قدر برہم اور برانگیختہ کیا کہ انہیں لوگوں کی تحریک و اشارہ سے سلطان ابن احمر سلطان ابوالعباس کے نظام سلطنت کو درہم برہم کر دینے پر آمادہ و مستعد ہو گیا۔ چنانچہ انہیں چیدہ و منتخب اشخاص میں سے جو اس کے پاس چلے آئے تھے۔ موسیٰ بن سلطان ابوعنان کو امارت فاس کے لئے منتخب کیا اور مسعود بن ماسی کو اس کی وزارت کا عہدہ عطا فرما کر ایک عظیم فوج کے ساتھ براہ دریا سبتہ کی طرف روانہ کیا۔ اہل سبتہ نے اخلاص مندی کے ساتھ گردن اطاعت جھکا دی اور سلطان موسیٰ کے علم حکومت کے مطیع ہو گئے۔ سلطان موسیٰ نے سبتہ سے فاس کی جانب کوچ کیا اور سلطان ابن احمد نے سبتہ پر قبضہ کر کے اسے اپنے علم حکومت کے سایہ میں لے لیا۔ سلطان موسیٰ نے دارالحکومت فاس پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا چند دن کے حصار کے بعد اہل فاس نے امن کی درخواست پیش کی' سلطان موسیٰ نے ان لوگوں کو امن دی اور بمصالحت ۷۸۶ھ میں فاس میں داخل ہو کر تخت حکومت پر متمکن ہو گیا۔

سلطان ابوالعباس کی گرفتاری: اس واقعہ کی خبر سلطان ابوالعباس کو اس وقت پہنچی جبکہ وہ ابی حمود اور بنی عبدالواد کے ارادے سے جہاں پر کہ وہ موجود تھے۔ تلمسان سے روانہ ہو چکا تھا۔ مگر اس خبر کے سنتے ہی فوراً لوٹ کھڑا ہوا اور نہایت تیزی سے مسافت طے کرنے لگا۔ جس وقت تازی سے آگے بڑھ کر تازی اور فاس کے درمیان پہنچا۔ بنو مرین اور اس کی تمام فوجیں علیحدہ ہو کر اپنے جھنڈوں کے ساتھ سلطان موسیٰ کے ساتھ جا ملیں اور اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ سلطان ابوالعباس بحال پریشان تازی کی جانب واپس ہوا۔ عامل تازی نے اسے مکر و فریب سے ٹھہرا لیا یہاں تک کہ سلطان موسیٰ کا ایلچی فاس سے تازی آیا اور اس نے (ابوالعباس) کو گرفتار کر کے فاس کی جانب کوچ کیا۔ سلطان موسیٰ نے اسے اسی حالت میں اندلس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روانہ کر دیا۔ سلطان ابن احمر والیٔ اندلس نے اسے جیسا کہ اس سے پہلے نظر بند تھا نظر بند رکھا۔

سلطان ابن احمر اور وزیر مسعود کے مابین کشیدگی: سلطان ابوالعباس کے بعد سلطان موسیٰ کو ملک مغرب پر کامل قبضہ حاصل ہو گیا۔ مگر اس کے وزیر مسعود نے اس کا اقتدار شاہ شطرنج سے زیادہ نہ بڑھنے دیا۔ امور سلطنت و سیاست کے سیاہ و سفید کا اختیار اپنے قبضہ میں رکھا۔ کچھ دن بعد سلطان ابن احمر سے قبضہ سبتہ کا مطالبہ کیا گیا۔ سلطان ابن احمر نے قبضہ سبتہ سے دست کش ہونے سے انکار کیا اس وجہ سے دونوں میں فتنہ و فساد کی بنیاد پڑ گئی وزیر مسعود ابن ماہی نے سازش کر کے سلطان ابن احمر کے ہواخواہوں اور اس کے خاندان والوں کو بغاوت پر ابھار دیا۔ ان لوگوں نے سبتہ کے ایک قصبہ پر قبضہ کر کے اسے اپنا مرکز بنا لیا۔ اتنے میں سلطان ابن احمر کا جنگی کشتیوں کا بیڑہ ساحل سبتہ سے آ لگا جوش بغاوت فرو ہو گیا اور امن و امان قائم ہو گیا۔

سلطان موسیٰ کی وفات: پھر سلطان ابن احمر کی خدمت میں ارا کین دولت سلطان موسیٰ کا ایک گروہ بطور وفد حاضر ہوا اور یہ درخواست کی کہ ان لوگوں میں سے جو اندلس میں خاندان حکومت فاس کے موجود ہیں کسی کو امیر فاس مقرر فرمائے۔ چنانچہ سلطان ابن احمر نے واثق محمد بن امیر ابوالفضل ابن سلطان ابوالحسن کو والیٔ فاس مقرر کر کے ان لوگوں کے ہمراہ روانہ کیا اور خود بھی رخصت کی غرض سے جنگی کشتیوں کے بیڑے کے ساتھ سبتہ تک آیا۔ واثق نے سلطان ابن احمر سے رخصت ہو کر غمارہ کا رخ کیا۔ شدہ شدہ اس کی خبر مسعود ہی ماہی تک پہنچی۔ اس نے بھی فوجیں مرتب کیں اور مسلح کر کے واثق کی روک تھام کی غرض سے باہر نکلا اور جبال غمارہ میں اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس اثناء میں سلطان موسیٰ بن سلطان ابوعنان کی فاس میں انتقال کرنے کی خبر سننے میں آئی۔ مسعود محاصرہ اٹھا کر انتہائی تیزی کے ساتھ فاس کی جانب واپس ہوا اور دارالحکومت میں پہنچ کر کرسی حکومت پر سلطان ابوالعباس کے ایک لڑکے کو جس کو کہ سلطان مذکور فاس میں چھوڑ گیا تھا متمکن کر دیا۔

سلطان ابوعنان اور مسعود بن ماہی کی مصالحت: اس کے بعد سلطان ابوعنان بن امیر ابوالفضل نے پہنچ کر فاس کے سامنے کوہ زرہون پر پڑاؤ کیا مسعود ابن ماہی بھی فوجیں لے کر سلطان ابوعنان کے روبرو آ اترا۔ سلطان ابوعنان کے امور سلطنت کا متہم احمد بن یعقوب صبیحی تھا کسی وجہ سے اس کے ہمراہیوں کو اس سے کشیدگی اور ملال پیدا ہوا۔ ایک روز سب نے موقع پا کر گرفتار کر لیا اور شاہی خیمہ کے روبرو لا کر قتل کر ڈالا۔ اس واقعہ سے سلطان کو سخت دشواری پیش آئی اس کے بعد سلطان ابوعنان اور مسعود بن ماہی سے خط و کتابت شروع ہوئی۔ بالآخر مسعود ابن ماہی نے اس شرط سے کہ عنان حکومت میرے قبضہ میں رہے۔ سلطان ابوعنان کی امارت کی بیعت کر لی۔ چنانچہ سلطان ابوعنان اپنے لشکر گاہ سے نکل کر مسعود ابن ماہی کے پاس گیا اور اس کے ساتھ ساتھ دارالحکومت میں داخل ہوا۔ مسعود ابن ماہی نے پہلے خود بیعت کی اور اس کے بعد ارا کین دولت و حکومت سے سلطان مذکور کی حکومت و سلطنت کی بیعت لی۔

بنو ماہی کا زوال: سلطان ابوعنان کی رکاب میں سلطان ابن احمر کے لشکر کا بھی ایک حصہ تھا جس میں سلطان ابن احمر کے خادموں میں سے ایک نامور خادم تھا۔ مسعود نے ان سب کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ سلطان ابن احمر کو اس کی خبر لگی بے حد بیزار ہوا۔ مگر اپنے دل کو تسکین دے کر ابوالعباس کو ایک فوج کی افسری کے ساتھ فاس کی جانب براہ دریا روانہ کیا اور سبتہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک خود پہنچانے آیا۔ ابوالعباس نے جوں ہی ستبہ میں قدم رکھا مسعود ابن ماہی کی تمام فوج نے جو اس وقت سبتہ میں تھی بطیب خاطر سلطان ابوالعباس کی بیعت کر لی۔ سلطان ابن احمر کو اس سے بے حد مسرت ہوئی دو چار روز قیام کر کے غرناطہ کی طرف واپس ہوا اور سلطان ابوالعباس نے فاس کی جانب قدم بڑھایا۔ مسعود ابن ماہی کو فوج نے دامن کوہ غمارہ میں تلوار اور نیزوں سے استقبال کیا۔ لشکریوں نے سلطان ابوالعباس سے مل جانے کی بابت سرگوشیاں شروع کی۔

مسعود بن ماہی کو اس کا احساس ہو گیا گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ سلطان ابوالعباس نے تعاقب کیا اور ایک مقام پر پہنچ کر اسے گھیر لیا۔ یہاں تک کہ سلطان ابوالعباس نے اسے گرفتار کر کے اسے اور اس کے سلطان کو قتل کر ڈالا اور بقیہ خاندان کو بھی طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا کر دیا کسی کو قتل اور کسی کو قید کیا۔ بنو ماہی کی تباہی کے بعد سارا ملک مغرب سلطان مذکور کا مطیع و منقاد ہو گیا اور سلطان ابوالعباس جاہ و جلال کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔ سلطان ابن احمر نے ستبہ سے اپنے لشکر کو واپس بلا لیا اور اس کی عنان حکومت سلطان ابوالعباس کو دوبارہ عنایت کی اس کے بعد سے دونوں میں مراسم اتحاد برابر قائم و جاری رہے۔

ابوالحجاج کے متعلق سلطان ابن احمر کی غلط فہمی: ان واقعات کے بعد سلطان ابن احمر بعزت و توقیر حکومت و سلطنت کرتا رہا۔ اپنے تمام زمانہ حکومت میں پھر کبھی کسی مصیبت اور دشواری میں مبتلا نہیں ہوا مگر ایک موقع پر اس سے شکایت کی گئی کہ اس کا بیٹا ابوالحجاج یوسف حکومت کی خواہش میں حملہ کرنے کی تیاری کر رہا ہے اس وقت سلطان ابن احمر اطراف اندلس میں کسی ضرورت سے سفر کر رہا تھا اس خبر کو سنتے ہی اسی وقت ابوالحجاج کو گرفتار کر لیا اور غرناطہ کی جانب واپس آیا۔ اس کے بعد جب اسے پورا پورا اور صحیح صحیح حال معلوم ہو گیا اور اس کی بے حرمتی ثابت ہو گئی تو فوراً رہا کر دیا اور پہلے سے زیادہ عزت و توقیر کرنے لگا اور ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ جس وقت سلطان ابن احمر غرناطہ سے جبل الفتح کی طرف بغرض دریافت احوال سلطان ابوالعباس گیا ہوا تھا اور یہ ان دنوں جبل غمارہ کے دامن میں مسعود ابن ماہی سے تیغ و سپر ہو رہا تھا یہ خبر پہنچائی گئی کہ اس کے بعض حاشیہ نشینوں نے جو وزرار کی اولاد سے ہیں یعنی[1] ابن مسعود بلنسی[2] ابن وزیر القاسم بن حکیم وغیرہم نے دھوکا اور دغا دینے کا ارادہ کر لیا ہے۔

سلطان ابن احمر کی وفات: پس سلطان ابن احمر نے ان سب کو اسی وقت گرفتار کر لیا اور انہیں دم بھر کی مہلت نہ دی انہیں اور تمام لوگوں کو جنہوں نے اس معاملہ میں سازش کی تھی سزائے موت دی اور غرناطہ لوٹ آیا اس کے بعد اسی جاہ و جلال سے حکمرانی کرتا رہا یہاں تک کہ ۷۹۷ھ میں سفر آخرت اختیار کیا۔

ابوالحجاج یوسف بن سلطان ابن احمر: اس کا بیٹا ابوالحجاج تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا اراکین دولت اور عوام الناس نے امارت و حکومت کی بیعت کی امور سیاست اس کے باپ کا موالی (آزاد غلام) خالد انجام دینے لگا۔ اس نے اس کے بھائیوں سعد، محمد اور نصر کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ بحالت قید ان سب نے وفات پائی کسی کا کچھ حال معلوم نہیں۔

خالد اور یحییٰ ابن صانع کا قتل: اس کے بعد ابوالحجاج سے خالد کی یہ شکایت کی گئی کہ اس نے بہ سازش یحییٰ بن صانع یہودی طبیب شاہی امارت پناہ کو زہر دینے کا ارادہ کر لیا تھا۔ ابوالحجاج نے اپنی حکومت کے پہلے یا دوسرے سال خالد کو گرفتار

[1] اصل کتاب میں اسی طرح جگہ خالی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر کے اپنے روبرو قتل کرا دیا۔ طبیب یحییٰ کو بھی گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور اسی حالت میں ذبح کر ڈالنے کا حکم دیا۔ ۷۹۴ھ میں یہ بھی رہگرِ عالم آخرت ہوا اس کا بیٹا محمد تخت آرائے حکومت و امارت ہوا۔ اس کی حکومت و سلطنت کے کاروبار کا انتظام محمد خصاصی سپہ سالار کرنے لگا جو اس کے باپ کا ساختہ و پرداختہ تھا۔ اس وقت حکومت اندلوسیہ اسی طریقہ پر قائم ہے۔ واللہ غالب علیٰ امرہ۔

دولت اُمویہ کے حالات جو کہ دولت عباسیہ کی معاصر اور ہم چشم تھی اور ان ملوک اندلس کے واقعات جو کہ دولت امویہ کے بعد تخت آرائے حکومت ہوئے تھے ہم تحریر کر چکے ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کسی قدر ان عیسائی سلاطین کے حالات بھی تحریر کئے جائیں جو جزیرہ اندلس میں مسلمانوں کے قرب و جوار میں موجود تھے۔ لہٰذا ہم ان کے انساب اور دولت کے حالات کو ''مشتے نمونہ از خروارے'' جمع کر کے پیش کرتے ہیں۔

مترجم : اندلس کا آخری دور عیسائیوں کا تسلط مسلمانوں کی جلاوطنی

علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون مغربی مؤلف العبر و دیوان المبتداء والخبر کے زمانہ تک سرزمین اندلس میں عربوں کی حکومت کا نام و نشان کسی قدر باقی رہ گیا تھا اس وجہ سے اندلس کی حکومت اسلامیہ کی تباہی عیسائیوں کی چیرہ دستی اور مسلمانوں کے جلاوطنی کے حالات انہیں تحریر کرنے کی نوبت نہیں آئی۔ پس اگر مترجم بھی اصل کتاب کی تقلید کرتا تو اس لحاظ سے کہ مترجم اس زمانہ میں وجود میں آیا ہے جب کہ اندلس میں اسلام کا ایک بھی نام لیوا باقی نہیں رہا اور اندلس میں حکومت اسلامیہ پر عیسائیوں کے ہاتھوں تباہی اور بربادی آ چکی تھی۔ ایک بہت بڑا نقص ترجمہ تاریخ میں باقی رہ جاتا اور ناظرین کو اس حسرتناک منظر کے دیکھنے کی تمنا ہی رہ جاتی لہٰذا مترجم اس کمی اور نقصان کو اور کتب تواریخ سے منتخب کر کے پورا کرتا ہے تاکہ آپ کی آنکھیں اسلام اور مسلمانوں کے اس مدوجزر کو بھی دیکھ لیں جو سرزمین اندلس میں بحالت غربت ان پر پیدا ہوا تھا۔

ملوک بنو احمر سلاطین غرناطہ کا عہد حکومت اندلس میں مسلمانانِ عرب کی حکمرانی کی آخری بزم تھی۔ ان کے قبضہ میں ملک کا بہت کم حصہ باقی رہ گیا تھا اور یہ بھی کب اور کیونکر ان کے ہاتھوں سے چھن گیا اسے آپ آئندہ پڑھیں گے۔ بالفعل آپ ایک سرسری نظر سے پہلے اس منظر کو دیکھ لیں جس میں کہ بلاد اندلس یکے بعد دیگرے مسلمانوں کے قبضہ سے نکل نکل کر صلیبی حکومت کے تحت چلے جاتے ہیں اس کے بعد عبرت کی نگاہوں سے غرناطہ کی حکومت اسلامیہ کی بربادی اور تباہی کو ملاحظہ کیجئے گا۔

عیسیٰ ابن احمد رازی تحریر کرتا ہے کہ عہد گورنری عنبسہ بن سحیم کلبی میں جس وقت کہ مسلمانوں نے سرزمین اندلس پر قبضہ حاصل کر لیا تھا اور عیسائیوں میں ان کی مدافعت کی قوت باقی نہیں رہی تھی اور مسلمانوں کا فتح یابی کا سیلاب اربونہ سرزمین فرانس تک پہنچ گیا تھا بلکہ انہوں نے جلیقہ سے بلبونہ کو بھی بزور تیغ تسخیر کر لیا تھا اور سوائے پہاڑ تنگ و تاریک دروں کے کوئی شہر ان حدود میں اسلام کے قبضے سے خالی نہ رہا تھا۔ اس وقت ایک بے دین شخص بلالے نامی مفتوح قوم گاتھ کا تین سو آدمیوں کی جمعیت سے اسی قدرتی قلعہ میں جا کر پناہ گزین ہوا۔ لشکرِ اسلام اس سے برابر تیغ و سپر ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ اس کے ہمراہی شدت بھوک سے مر گئے۔ صرف تیس مردوں اور دس عورتوں کی جمعیت اس کے پاس باقی رہ گئی۔ عساکر اسلامیہ نے اس قلیل جماعت کو حقیر اور بے اصل تصور کر کے ان کے استیصال سے ہاتھ کھینچ لیا اور یہ لوگ اس تنگ و تاریک غار اور قدرتی سنگین قلعہ میں شہد چاٹ چاٹ کر زندگی گزارتے رہے یہاں تک کہ مسلمانوں کو ان کی شورش اور سرکشی نے مجبور اور درماندہ کر دیا اور ان کی ایسی قوت بڑھی اور اتنی کثرت ہوئی کہ روز روشن کی طرح اسے لوگوں نے عیاں دیکھ لیا۔ ۱۳۵ھ میں بلالے مذکور انیس سال اس قسم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی زندگی بسر کر کے مر گیا۔ دو برس اس کے بیٹے نے بھی اسی طرح حکومت کی۔ اس کے بعد اوفونش بن بطیران بنی اوفونش کا دادا حکمران ہوا۔ جس کی حکومت کا سلسلہ اس وقت چلا آتا ہے پس انہیں عیسائیوں نے رفتہ رفتہ دشوار گزار کمین گاہوں سے نکل نکل کر جس قدر اسلامی مقبوضات ان کے شہروں میں تھے انہیں پھر واپس لے لیا۔

مسعودی ذکر غزوہ سمور عہد خلافت ناصر کے بعد تحریر کرتا ہے کہ ۳۳۰ھ میں عیسائیوں نے مسلمانوں کے قبضہ سے ان تمام شہروں اور قلعوں کو نکال لیا جو کہ ملکِ فرانس اور شہر بابونہ سے متصل اور ملے ہوئے تھے۔ ۳۳۶ھ میں مسلمانوں کے قبضہ میں ملکِ اندلس کا شرقی حصہ طرطوشہ سے ساحل بحر روم تک اور پھر طرطوشہ سے شالاً ہز عظیم نہر لاردہ تک باقی رہ گیا تھا۔

سب سے پہلے عیسائیان فرانس نے اندلس کے بڑے شہروں میں سے جس شہر کو مسلمانوں کے قبضہ سے نکالا ہے وہ طلیطلہ ہے۔ اوفونش نے اسے سات برس کے مسلسل محاصرہ کے بعد نصف محرم ۴۷۸ھ تا ۴۸۵ھ میں قادر باللہ ابن مامون یحییٰ بن ذی النون حکمران طلیطلہ سے فتح کیا تھا۔ اوفونش کے طلیطلہ پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد اہل شہر کے ساتھ عدل و انصاف کا برتاؤ شروع کیا علی الخصوص ان لوگوں کے ساتھ فیاضی کرنے لگا جو بطمع مال وزر عیسائی مذہب قبول کرتے جاتے تھے۔ بعض بعض کو زبردستی عیسائی بنا لیا جس سے مسلمانوں کے دل رنجیدہ ہوئے ماہ ربیع الاول ۴۹۶ھ میں جامعہ طلیطلہ کی ہیئت تبدیل کر کے کلیسہ بنائے جانے کا حکم دیا۔ اس کے شاندار میناروں پر صلیب لگائی گئی۔ توحید کی جگہ تثلیث قائم کی گئی اور اذان کی جگہ ناقوس کی آواز بلند ہوئی۔ واقعہ طلیطلہ سے پیشتر عیسائیوں نے ۴۵۶ھ میں بطرنہ پر یلغار کیا تھا اور اسی سنہ میں بلنسیہ بھی مسلمانوں کے قبضہ سے نکل گیا تھا جس وقت عیسائیوں نے بلنسیہ کا محاصرہ کیا اور اہل بلنسیہ اپنے ملک و دین کی حمایت پر کمربستہ ہو کر میدانِ جنگ میں آ گئے۔ عیسائیوں نے یہ سمجھ کر کہ ہم سے بلنسیہ کے محاصرہ میں سخت غلطی واقع ہوئی اور ہم میں اہل بلنسیہ سے لڑائی کی طاقت نہیں ہے اہل بلنسیہ کو مکر و فریب سے اپنے لشکر گاہ میں ملنے جلنے کو بلایا اور جب اہل بلنسیہ اپنے امیر عبدالعزیز بن ابی عامر کے ساتھ عیسائی لشکر گاہ کے قریب پہنچے تو عیسائیوں نے کمین گاہ سے نکل کر کسی کو قید کسی کو قتل کرنا شروع کیا' معدودے چند جن کی موت کا وقت نہیں آیا تھا بچ رہے امیر عبدالعزیز نے بہزار خرابی اپنی جان بچائی مگر بلنسیہ قبضہ اسلام سے نکل کر صلیبی گروہ کے پنجہ میں جا پھنسا اس کے بعد مسلمانوں نے پھر اسے واپس لے لیا۔ یہاں تک کہ عیسائیوں نے کئی مرتبہ کی رد و بدل کے بعد یوم شنبہ سترہویں صفر ۶۳۶ھ میں بلنسیہ پر پھر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد پھر مسلمانوں کو بلنسیہ میں قدم رکھنا نصیب نہیں ہوا۔

ابن احبان لکھتا ہے کہ اروبلش عیسائی نے ۴۵۶ھ میں بر بشتر قصبہ شہر برطانیہ پر جو کہ سرقسطہ کے قریب تھا ایک بڑی فوج سے چڑھائی کی۔ یوسف بن سلیمان بن ہود کسی وجہ سے اس کی حمایت کی طرف متوجہ نہ ہو سکا۔ اہل شہر نے اپنی آپ حمایت کرنے پر آمادگی ظاہر کی چالیس روز تک عیسائی محاصرہ کیے رہے اس اثناء میں بیرونی امداد نہ پہنچنے اور غلہ اور رسد کی کمی سے اہل شہر میں نفاق پھیل چلا کسی ذریعہ سے عیسائیوں کو اس کی خبر لگ گئی حصار اور جنگ میں سختی سے کام لینے لگے۔ بالآخر عیسائیوں نے اہل شہر کے باہمی نفاق سے فائدہ اٹھایا اور پانچ ہزار زرہ پوش جنگی سواروں سے بیرون شہر تک پہنچ گئے۔ اہل شہر پر بے حد خوف طاری ہوا اندرونِ شہر میں قلعہ بند ہو گئے دونوں فریقوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی پانچ سو عیسائی مارے گئے۔

اتفاق سے قناۃ[1] میں جس کے ذریعہ سے شہر میں نہر سے زمین کے اندر پانی آتا تھا ایک بڑا ٹکڑا پتھر کا گر گیا۔ جس کی وجہ سے پانی کا آنا شہر میں بند ہو گیا۔ اہل شہر نے پیاس کی شدت سے تنگ آ کر صرف اپنی جانوں کی امان طلب کی چنانچہ عیسائیوں نے امان دی جب اہل شہر اپنا تمام اثاثہ اور مال وزر چھوڑ کر شہر سے باہر آئے تو عیسائیوں نے بدعہدی کی اور سب کو انتہائی بے

---

[1] القنطلط تحضو فی الارض لیجری فیها الماء (نظیمۃ اس کو کہتے ہیں جو کہ زمین کے اندر پانی کے اجراء کے لئے بنایا جائے) اور کظامہ اس کنوئیں کو کہتے ہیں جو دوسرے کنوئیں کے مقابلہ میں کھودا جاتا ہے اور ان دونوں میں اس کے اندر اندر پانی آنے جانے کا راستہ رہتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دردی سے تہ تیغ کیا۔ قائد بن طویل اور قاضی بن عیسیٰ معدودے چند رؤسا کے ساتھ اس خوفناک واقعہ سے جانبر ہوئے بے شمار مال واسباب عیسائیوں کے ہاتھ لگا۔ اس واقعہ میں تقریباً ایک لاکھ مسلمان قتل اور قید کئے گئے۔ عیسائیوں نے ظلم وستم کا کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا۔ طرح طرح کے وحشیانہ حرکات کئے جس سے تاریخی صفحات آج تک خالی ہیں۔ پھر ۵۱۲ھ کے ماہ رمضان میں چارشنبہ کے دن سرقسطہ بھی مسلمانوں کے قبضہ سے نکل گیا۔

ابن الیسع لکھتا ہے کہ دشمنانِ اسلام نے شہر نطیلہ اور طرسونہ پر ۵۲۴ھ میں مسلمانوں سے قبضہ حاصل کیا تھا پھر ۶۲۹ھ میں عیسائیوں نے ماردہ کو محمد بن ہود کے قبضہ سے نکال لیا۔ اس کے عہد میں مصائب کے دروازے کھل گئے۔ اس کے بعد ۵۲۷ھ میں جزیرہ میورقہ پر عیسائیوں نے قبضہ کرلیا۔ ابن ابار تحریر کرتا ہے کہ یہ افسوس ناک واقعہ یوم دوشنبہ چودہویں صفر سنہ مذکور میں واقع ہوا تھا۔ یوم یک شنبہ ماہ شوال ۶۳۳ھ یا ۶۳۶ھ میں دشمنانِ اسلام نے دارالاسلام قرطبہ کو تاخت وتاراج کیا اور یوم شنبہ دسویں شوال ۶۶۵ھ یا ۶۶۸ھ میں مرسیہ پر قابض ہوگئے۔ ۶۳۷ھ میں واقعہ قلعہ پیش آیا۔ بیس ہزار مسلمان کھیت رہے اور عیسائیوں نے قلعہ پر قبضہ کرلیا۔ میورقہ پر قبضہ کر کے عیسائیوں نے جزیرہ میورقہ کی طرف پیش قدمی شروع کردی اور تھوڑے دن کی جدوجہد سے ۶۲۷ھ میں اس پر بھی قابض ہوگئے اس کے بعد جزیرہ شقر کو بصلح وامان ۶۳۹ھ میں لے لیا۔

الغرض یوں ہی رفتہ رفتہ عیسائیوں نے ماہ رمضان ۶۴۵ھ تک تمام بلاد شرقی اندلس پر مسلمانوں سے قبضہ حاصل کرلیا۔ کسی پر بہ مکر وفریب اور کسی پر بزور تیغ اور کسی پر بہ امان وصلح امراء اسلام اس وقت خود غرضیوں میں مبتلا تھے۔ ایک کو دوسرے کے ساتھ کوئی ہمدردی باقی نہ رہی تھی۔ تعلیم قرآن اور ارشاداتِ نبی صلعم نسیاً منسیاً کر دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ انہیں کے ہاتھوں ذلیل و خوار ہو رہے تھے جن کو اس سے قبل انہوں نے زیر کیا تھا۔ اسی ۶۴۵ھ میں یوم دوشنبہ پانچویں شعبان میں عیسائیوں نے اشبیلیہ پر فوج کشی کی اور ایک برس اور پانچ ماہ کامل محاصرہ کے بعد بہ صلح فتح کرلیا۔ صلح کیا تھی حقیقت میں دھوکا تھا فریب تھا جسے صلح کا لباس پہنایا گیا تھا۔

الحاصل جس وقت ملک اندلس میں کے بڑے بڑے شہروں پر جو بجائے خود ایک ایک صوبہ تھے۔ مثلاً قرطبہ، اشبیلیہ، طلیطلہ اور مرسیہ پر عیسائیوں نے قبضہ کرلیا۔ اہل اسلام ہر چہار طرف سے سمٹ کر غرناطہ مریہ اور مالقہ چلے آئے۔ مملکت اسلامیہ وسیع ہو جانے کے بعد پھر سمٹ کر مختصر ہوگئی اور دشمنانِ اسلام وقتاً فوقتاً یکے بعد دیگرے اسلامی شہروں اور قلعوں کو لقمہ بناتے جاتے تھے اس چھوٹے سے قطعہ ملک پر جو عیسائیوں کے دست وبرد سے بچ رہا تھا ملوک بنی احمر قابض تھے اور وہی اس وقت دشمنانِ اسلام سے تیغ وسپر ہو رہے تھے۔ ہر وقت ہر لحظہ دشمنوں کا خطرہ پیش نظر رہتا تھا۔ کبھی شیروغا ہو کر عیسائیوں سے لڑنے کو میدانِ جنگ میں آجاتے تھے اور جب کبھی کمزور پڑتے تھے تو ملوک فاس بنی مرین سے امداد کے خواستگار ہوتے تھے۔

آٹھویں صدی ہجری میں عیسائیوں نے اس پر بھی دانت لگایا اور فوجیں فراہم کر کے چڑھ آئے سلطان غرناطہ نے شیخ ابواسحاق بن ابوالعاص شیخ عبداللہ طنجانی اور شیخ ابن زیارت بلشی کو سلطان مغرب بنومرین کی خدمت میں امداد کی غرض سے روانہ کیا ان لوگوں کی روانگی کے بعد عیسائیوں کا ٹڈی دل لشکر غرناطہ آپہنچا۔ تیس ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادے تھے اتفاق سے سلطان مغرب نے سلطان غرناطہ[1] کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت نہ کیا مگر اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے عیسائیوں کو شکست دی۔ اس واقعہ کے بعد عیسائیوں نے چند دنوں کے لئے اپنے ہاتھ پاؤں سمیٹ لئے اور اس وقت کا انتظار

---

[1] سلطان ابوالحسن آخری فرمانروائے غرناطہ سلطان ابوعبداللہ کا باپ تھا اور سلطان سعد بن امیر علی بن سلطان یوسف بن سلطان محمد الغنی باللہ مخلوع بن سلطان ابوالحجاج کا بیٹا تھا سلطان محمد بن سلطان ابوالحجاج تک کے حالات آپ ترجمہ تاریخ میں پڑھ آئے ہیں۔ سلطان محمد الغنی باللہ مخلوع سے سلطان ابوالحسن تک کے سلاطین غرناطہ کچھ ایسی حالت میں مبتلا رہے کہ ان کا عدم ووجود دونوں برابر تھے اس وجہ سے ان لوگوں کے ذکر سے اعراض کیا گیا۔ منہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے لگے جو کہ عام طور سے ہر حکومت وسلطنت کو ایک مدت کے بعد پیش آیا کرتا ہے۔

سلطان ابوالحسن علی بن نصر غالبی احمری کے عہد حکومت میں مسلمانانِ اندلس پھر متفق الکلمہ ہو گئے۔ اگرچہ اس سے قبل کچھ دنوں کے لئے اس کے بھائی ابوعبداللہ محمد بن سعد مغروف بہ زغل کی امارت وحکومت کی مالقہ میں بیعت کی گئی تھی اور عیسائی سرداروں نے ان دونوں بھائیوں کو بھڑکا کر اپنا الوسیدھا کرنا چاہا تھا مگر زغل ان چالوں کو سمجھ گیا۔ مالقہ سے اپنے بھائی ابوالحسن کے پاس چلا گیا اور اہل مالقہ نے سلطان ابوالحسن کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ آتش فتنہ وفساد جسے عیسائی امراء مشتعل کر رہے تھے فرو ہو گئی۔

سلطان ابوالحسن نے نہایت استقلال کے ساتھ بلادِ اندلس کے اس قدر حصہ ملک پر جو مسلمانوں کے قبضہ میں رہ گیا تھا۔ حکمرانی شروع کی۔ فوجیں بڑھائیں' دائرہ حکومت وسیع وقتاً فوقتاً دشمنانِ اسلام پر بقصد جہاد فوج کشی کی۔ چنانچہ قرب وجوار کے عیسائی سلاطین نے بخوف جنگ مصالحت کا پیام دیا اور اس کے رعب داب سے مرعوب اور خائف ہو گئے تھوڑے دن کے بعد اِدھر عیسائیوں میں نفاق پیدا ہو گیا۔ بعض نے خودسری کے جوش میں حکومت قرطبہ پر قبضہ کر لیا اور بعض نے اشبیلیہ کو دبا لیا اور بعض نے سرقیش کو اپنا دارالحکومت بنا لیا۔ اُدھر سلطان ابوالحسن بھی لذات دنیا اور عیش پرستی میں منہمک ہو گیا جہاد سے دست کش ہو گیا فوج کی طرف توجہ کم کر دی ملک کا نظم ونسق وزیروں کے حوالہ کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ بدنظمیاں بڑھیں مظالم بڑھے خواص اور عوام کو ناراضگی پیدا ہو گئی اس کے علاوہ بڑے بڑے جنگ آور سورما سپہ سالاروں کو اس غلط خیال کی بنا پر کہ اب عیسائی سلاطین معاہدہ مصالحت کی وجہ سے حملہ آور نہ ہوں گے اور کسی قسم کی لڑائی نہ ہو گی۔ قتل کر ڈالا۔

اتفاق سے اسی زمانہ میں والیٔ قشتالہ نے متعدد لڑائیوں کے بعد قشتالہ کے تمام شہروں پر قبضہ کر لیا اور اس نے نااتفاقی اور نفاق کو دور کر کے پھر سب کو متحد کر دیا اس سے عیسائیوں کی قوت بڑھ گئی اور وہ پھر فتنہ انگیزی اور بلادِ اسلامیہ پر قابض ہونے کی کوشش کرنے لگے۔ سلطان ابوالحسن کی دو بیویاں تھیں ایک تو اس کے چچا ابوعبداللہ ایسر کی لڑکی تھی۔ جس کے بطن سے محمد اور یوسف دو بیٹے تھے اور دوسری بیوی عیسائی رومیہ عورت تھی۔ اس کے بطن سے بھی لڑکے تھے۔ ابوالحسن کا طبعی میلان اس دوسری بیوی کی جانب تھا اور اسے وہ اپنی پہلی بیوی سے جو کہ اس بنت العم (چچا کی لڑکی) تھی زیادہ عزیز اور محبوب رکھتا تھا۔ اندیشہ یہ ہوا کہ مبادا سلطان ابوالحسن رومیہ عیسائیہ عورت کی اولاد کو پہلی بیوی کی اولاد کو محروم کر کے جو کہ مسلمہ اور حرہ ہے تخت وتاج کا مالک نہ بنا دے۔ اس سے امراء دربار میں کیونکہ بعض کا میلان دوسری بیوی کی اولاد کی طرف تھا اور بعض کا رجحان پہلی بیوی کی اولاد کی جانب تھا۔ منافرت اور فتنہ فساد برپا ہو گیا۔ ان لوگوں کا ایک بربری قبیلہ زوجہ اولیٰ کا طرفدار ہوا اور قرطبہ کا ایک قدیم خاندان بنی سراج رومیہ بیوی کا حامی ہوا۔ دونوں فریقوں میں لڑائی کی چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی۔ آخرالامر مؤخرالذکر فرقہ کو اپنے ارادوں میں ناکامی ہوئی اور اس کے سردار وسرغنہ نہایت بے رحمی سے الحمراء کے ایک ایوان میں قتل کئے گئے جو اس وقت تک مقتولین کے نام سے معروف مشہور چلا آتا ہے۔

عیسائی سلاطین کو ان واقعات کی خبر لگی تو انہوں نے اس نااتفاقی اور دولت اسلامیہ کی کمزوری سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی' چنانچہ انہوں نے فوجیں فراہم کر کے پہلے حمہ کی جانب قدم بڑھایا اور مکر وفریب سے زمانہ مصالحت میں والیٔ قادش کے ہاتھ سے ۸۸۷ھ (۱۴۸۴ء) میں اسے لے لیا۔ اس کے بعد اس کے قلعہ کی طرف بڑھے اور اس پر قبضہ کر کے شہر کا قصد کیا۔ اہل شہر کو اس ٹڈی دل فوج کے آنے کی کوئی خبر نہ تھی اور وہ لوگ خوابِ غفلت میں پڑے سو رہے تھے۔ عیسائیوں نے ان پر دفعتہً حملہ کر کے قتل وغارت کا بازار گرم کر دیا پس جس کی عمر کا جام لبریز ہو چکا تھا اس نے شربت شہادت نوش کیا اور باقی ماندگان اپنے مال واسباب کو چھوڑ کر شہر سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ عیسائیوں نے شہر پر اور جو کہ شہر میں ثابلا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تردد قبضہ کرلیا۔

اہل غرناطہ کو اس سانحہ افسوسناک کی اطلاع ہوئی تو سب کے سب کمربستہ ہو کر عیسائیوں کی مدافعت کی غرض سے نکل پڑے۔ ان عیسائیوں کی تعداد جن کا تذکرہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں دس ہزار ہے جس میں کچھ سوار تھے اور کچھ پیادہ۔ عیسائی مال واسباب لے کر شہر سے نکل رہے تھے کہ اتنے میں اہل غرناطہ پہنچ گئے۔ عیسائی لوٹ کر شہر میں داخل ہو گئے اور مسلمانوں نے محاصرہ کرلیا۔ اس کے بعد مسلمانانِ اندلس یلغار کر کے حسامہ (حمہ) پر چڑھ آئے رسد وغلہ اور پانی کی آمد ورفت بند کر دی پھر جاسوسوں نے خبر دی کہ عیسائیوں کا جم غفیر ان عیسائیوں کی کمک پر آ رہا ہے جو کہ عامہ میں محصور ہیں۔ مسلمانوں نے یہ خبر پا کر محاصرہ اٹھالیا اور اس فوج کی جانب بڑھے جو اہل عامہ کی حمایت پر آ رہی تھی عیسائی یہ سن کر بلا جدال وقتال الٹے پاؤں واپس ہوئے۔ عیسائیوں کے اس گروہ کا سردار والیٔ قرطبہ تھا۔ جس کے بعد والیٔ اشبیلیہ نے عیسائی مجاہدوں کا ایک بہت بڑا گروہ جمع کیا جس کی تعداد کئی ہزار تھی اور انہیں مرتب کر کے حامہ کے عیسائیوں کی امداد کے لئے آیا۔

اس وقت مسلمانوں کا لشکر اسباب جنگ لینے اور رسد وغلہ کے انتظام کی غرض سے غرناطہ واپس آ گیا تھا۔ نووارد عیسائیوں کو شہر میں داخل ہونے کا موقع مل گیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے شہر میں داخل ہو کر شہر کو خالی کر دینے اور قیام کرنے کی بابت باہم مشورہ کیا اور جب قیام کرنے کی رائے ہو گئی تو وہ تمام چیزیں کافی طور سے فراہم کر لیں جن کی وقتاً فوقتاً انہیں ضرورت ہوا کرتی تھی۔ بعدہ والیٔ اشبیلیہ اپنا لشکر حامہ میں چھوڑ کر واپس ہوا اور ان کو بہت سا مال واسباب دے گیا اس کے بعد ہی مسلمانانِ غرناطہ اس کے حصار کو آئے اور نہایت سختی سے محاصرہ ڈالا اور اس سمت داخل ہونے کا قصد کیا جس طرف سے محصور عیسائی غافل و بے پرواہ تھے مگر جوں ہی مسلمانوں کا ایک گروہ اس جانب سے داخل ہوا فتح مندی نے ان لوگوں سے منہ موڑ لیا۔ عیسائیوں کو ان لوگوں کے آنے کی خبر ہو گئی مجبوراً مسلمانوں کو لوٹنا پڑا۔ عیسائیوں نے بعضوں کو پہاڑ سے نیچے گرا دیا اور اکثر کو قتل کر ڈالا۔ ان لوگوں میں زیادہ تر بسطہ اور وادی آش کے رہنے والے تھے۔ اس واقعہ سے مسلمانوں کی کمر ہمت ٹوٹ گئی اور ان کی امید یں حامہ کی واپسی کی منقطع ہو گئیں۔

ماہ جمادی الاولیٰ ۸۸۷ھ (۱۴۸۳ء) میں یہ خبریں سننے میں آئیں کہ والیٔ قشتالہ بہت بڑی فوج سے بلاد اسلامیہ پر چڑھ آیا چنانچہ اسلامی فوجیں غرناطہ میں آ آ کر جمع ہونے لگیں۔ آپس میں عیسائیوں کی بابت صلاح ومشورے ہونے لگے۔ اس اثناء میں یہ اطلاع پہنچی کہ عیسائیوں نے لوشہ پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا ہے اور اسے فتح کر کے حامہ میں ملحق کرنا چاہتے ہیں۔ عساکر اسلامیہ کے ایک گروہ نے عیسائیوں پر حملہ کیا لیکن بہت جلد ناکامی کے ساتھ پسپا ہونا پڑا۔ عیسائیوں نے ان میں سے اکثر کو گرفتار کرلیا۔ اس کے بعد اہل غرناطہ کی ایک دوسری جماعت نے عیسائیوں پر حملہ کیا اور ان سے ایسی چھیڑ چھاڑ کی کہ مجبوراً عیسائیوں کو اپنے لشکر گاہ سے باہر آنا پڑا۔ مسلمانوں نے کمین گاہ سے نکل کر اتنا سخت اور ناقابل برداشت حملہ کیا کہ عیسائی فوج میدانِ جنگ سے تمام سامان حرب چھوڑ کر بھاگ نکلی جس پر مسلمانوں نے قبضہ کرلیا۔ یہ واقعہ ماہ جمادی الاولیٰ سنہ مذکور کا ہے۔

انہی دنوں امیر عبداللہ ابوعبداللہ محمد اور ابوالحجاج یوسف نے اپنے باپ سلطان ابوالحسن کے خوف سے بھاگ کر وادی آش میں جا کر دم لیا۔ اہل وادی آش نے دونوں شاہزادوں کی امارت کی بیعت کر لی۔ اس کے بعد اہل مریہ بسطہ اور غرناطہ نے بھی ان کے علم حکمت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی اور بوڑھے باپ سلطان ابوالحسن نے مالقہ جا کر پناہ لی۔ اس نفاق اور باہمی اختلاف کا نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ ماہ صفر ۸۸۸ھ (۱۴۸۳ء) میں عیسائی سلاطین نے اسی ہزار کی جمعیت سے مالقہ اور بلش کا قصد کیا۔ سلاطین اشبیلیہ، سرلیش، استجہ اور انفیقرہ اپنی اپنی فوجوں کے ساتھ اس جنگ میں شریک ہونے کو آئے ہوئے تھے۔ مسلمانانِ بلش اور مالقہ نے جمع ہو کر دشمنانِ اسلام کی مدافعت کو نکلے اور کمال مردانگی سے ہر مورچہ پر عیسائیوں کو شکست فاش

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دی۔ سلطان ابوالحسن اس وقت منکب کی طرف چلا گیا تھا۔ اس کا بھائی ابوعبداللہ محمد معروف بہ زغل مالقہ میں موجود تھا۔ اس کی سپہ سالاری سے نامی نامی سورما میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ تقریباً تین ہزار عیسائی قتل اور دو ہزار قید کئے گئے جن میں والیٔ اشبیلیہ والی شریش اور حکمران انتیقرہ وغیرہم اور تیس سرداروں کے ساتھ گرفتار ہو کر آئے تھے۔ بے حد مال و اسباب غنیمت کا اسلامیہ کے ہاتھ لگا۔ اس واقعہ کے بعد ہی اہل مالقہ نے بلاد نصاریٰ پر بقصد جہاد فوج کشی کی۔ اس مہم کا ناکامی پر خاتمہ ہوا اکثر سپہ سالاران عرب واندلس شہید ہوئے۔

اسی زمانہ سے غرناطہ کی حکومت دو حصوں پر منقسم ہو گئی۔ نصف پر سلطان ابوعبداللہ بن سلطان ابوالحسن قابض ہوا۔ اس کے قبضہ میں غرناطہ، مریہ، بسطہ اور اس کے مضافات رہے اور سلطان ابوالحسن مالقہ اور بلاد غربیہ پر حکمران ہوا۔ اگر یہ دونوں باپ اور بیٹے اس قدرتی تقسیم پر قانع ہو کر اپنے کو دشمنانِ اسلام کے پنجہ سے بچاتے تو عجب نہ تھا کہ اندلس سے مسلمانوں کو جلاوطنی کی نوبت نہ آتی مگر تقدیر الٰہی اس کے خلاف تھی۔ سلطان ابوالحسن نے منکب اور اس کے اطراف کی جانب قدم بڑھایا اور اس کا بیٹا سلطان ابوعبداللہ غرناطہ اور جہت شرقیہ کی فوجیں لے کر اپنے باپ سے جنگ کرنے کو چڑھ آیا۔ مقام دب میں دونوں فریقوں نے صف آرائی کی اس معرکہ میں سلطان ابوعبداللہ کو شکست ہوئی۔

اس کے بعد سلطان ابوعبداللہ نے یہ خبر پا کر کہ میرے چچا زغل نے عیسائیوں سے ایک بہت بڑا میدان جیتا ہے اور بے حد مال غنیمت اس کے ہاتھ لگا ہے بقصد جہاد فوجیں آراستہ کیں۔ غرناطہ اور بلاد شرقیہ کے مسلمانوں کو مسلح اور مرتب کر کے ماہ ربیع الاول سنہ مذکور میں بلاد عیسائیہ پر چڑھائی کر دی۔ چنانچہ قتل و غارت کرتا ہوا اطراف لشانہ تک پہنچ گیا۔ بہت سے عیسائیوں کو قتل اور بہتوں کو قید کر لیا۔ ان واقعات کی اطلاع عیسائی سلاطین کو ہوئی تو وہ سب کے سب جمع ہو کر اپنے نامور بادشاہ قبرہ کی افسری میں سلطان ابوعبداللہ اور بلاد اسلامیہ کے درمیان حائل ہو گئے۔ مسلمانوں کو سخت مشکل کا سامنا ہو گیا نہ تو اپنے ملک میں ان عیسائیوں کے درمیان میں حائل ہو جانے کے سبب سے واپس آ سکتے تھے اور نہ آگے بڑھ سکتے تھے۔ عیسائیوں نے ہر چہار طرف سے گھیر کر قتل و قید کرنا شروع کر دیا۔ بدنصیبی سے سلطان ابوعبداللہ بھی قید ہو گیا۔ مگر کسی کو اس کا شعور نہ ہوا۔ ہنگامۂ جنگ فرو ہونے پر والیٔ لشانہ نے سلطان ابوعبداللہ کو پہچان لیا۔ بادشاہ قبرہ نے والیٔ لشانہ سے سلطان ابوعبداللہ کے لینے کی خواہش کی۔ والیٔ لشانہ سلطان ابوعبداللہ کے ساتھ بادشاہ کسٹائیل (قشتالہ) کے پاس بھاگ گیا۔ بادشاہ قشتالہ نے والیٔ لشانہ کی بے حد عزت کی اور اسے اپنے تمام سپہ سالاروں کی افسری عنایت کی جب کبھی لشکر کشی کرتا تو والیٔ لشانہ کو نیک فال کے طور پر فوج کا سردار مقرر کر کے بھیجتا تھا۔ سلطان ابوعبداللہ کو گرفتاری کے بعد سرداران غرناطہ اور امرایان اندلس جمع ہو کر مالقہ میں سلطان ابوالحسن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسے مالقہ سے غرناطہ میں لائے حکومت و سلطنت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کی حالانکہ سلطان ابوالحسن میں اس وقت حکمرانی کی قابلیت باقی نہیں رہ گئی تھی۔ صرع (مرگی) یا صرع کی طرح کوئی عارضہ اسے لاحق ہو گیا۔ بصارت بھی جاتی رہی تھی مگر پھر بھی اس آخری دور میں اس نے قلعۃ الحمراء کے شاندار برجوں پر اپنی حکومت و امارت کا جھنڈا نصب کیا مگر جب اس سے کام نہ چل سکا تو اپنی معزولی کا اعلان کر کے اپنے بھائی ابوعبداللہ معروف بہ زغل کو تاج و تخت حکومت حوالہ کر دیا اور خود منکب میں جا کر فروکش ہو گیا اور بارِ حیات سے سبکدوش ہو کر راہی ملک آخرت ہوا اور سلطان ابو عبداللہ معروف بہ زغل حکمرانی کرنے لگا۔ اس وقت تک سلطان ابوعبداللہ بن سلطان ابوالحسن بدستور دشمنانِ اسلام کے یہاں قید تھا۔

پھر ماہ ربیع الآخر ۸۰۹ھ (۱۴۸۵ء) میں عیسائیوں نے بہت بڑی جمعیت سے اطراف مالقہ پر چڑھائی کی اور ماہ جمادی الاولیٰ سنہ مذکور میں رندہ کا قصد کیا۔ انیسویں شعبان سنہ مذکور میں والیٔ غرناطہ نے بعض قلعوں کی درستی کی غرض سے کوچ کیا۔ بائیسویں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شعبان کو عیسائیوں سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد عیسائیوں کو شکست ہوئی بہت سا مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا آلاتِ حرب اور رسد غلہ کی کوئی انتہا نہ تھی۔ مسلمانوں نے تمام مال غنیمت کو قلعہ میں لے جا کر رکھ دیا اور اطمینان کے ساتھ بیٹھ رہے۔ ماہ رمضان تک کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہیں ہوئی۔ اس کے بعد عیسائیوں نے قلعہ قتیل پہنچ کر اس کا محاصرہ کرلیا۔ محصورین نے اس امر کا احساس کر کے اب اس قلعہ کو عیسائیوں سے بچانا دشوار ہے۔ امان طلب کی اور اہل عیال اور مال و اسباب کے ساتھ قلعہ کو دشمنانِ اسلام کے حوالہ کر کے نکل کھڑے ہوئے۔

اہل قلعہ کے نکلتے ہی قرب و جوار کے تمام باشندوں میں ہل چل سی پڑ گئی اور وہ سب بھی اپنا بھرا گھر بار چھوڑ کر بخوف جان و عزت بھاگ نکلے۔ دشمنانِ اسلام نے متعدد قلعوں مثلاً قلعہ مشاقہ اور قلعہ لوز وغیرہ پر قبضہ کرلیا اور بلادِ اسلامیہ پر آئے دن طرح طرح کی مصیبتیں ڈالنے لگے۔ اس وقت ایسا کوئی شہر نہ تھا کہ یہ اس طرف گئے ہوں اور اس کا استیصال نہ کیا ہو۔ اقبال ان کے آگے تھے اور فتحمندی ان کے رکاب میں تھی۔ اس قوت و شوکت کے باوجود عیسائیوں نے ایک چلتا ہوا فقرہ یہ تصنیف کیا کہ سلطان ابوعبداللہ کو جو ان کی قید میں تھا اور کٹھ پتلی کی طرح ان کے اشاروں پر ناچتا تھا۔ مال و اسباب اور خلعت و فوج دے کر شرقی بسطہ کی جانب رخصت کیا اور یہ اعلان کرا دیا کہ مسلمانوں میں سے جو شخص سلطان ابوعبداللہ کے علم حکومت کے تحت آجائے گا اور اہل بلادِ اسلامیہ میں سے جو اس کے مطیع ہوں گے وہ سب کے سب اس مصالحت اور عہد میں داخل ہوں گے جو سلطان ابوعبداللہ اور عیسائی سلاطین کے درمیان ہوا۔

سلطان ابوعبداللہ عیسائی سلاطین سے رخصت ہو کر پہلے بلش کی طرف آیا۔ اہل بلش اس ظاہری مژدہ سے خوش ہو کر سلطان ابو عبداللہ کے علم حکومت کے مطیع ہو گئے۔ تمام کوچہ اور بازاروں میں امان کی منادی کرائی گئی۔ لوگ جوق در جوق سلطان ابوعبداللہ کے ہاتھ پر بیعت کو آنے لگے۔ رفتہ رفتہ اس کا اثر سرزمین بیازین (غرناطہ کے مضافات) تک پہنچا۔ باشندگان غرناطہ دو فرقوں میں منقسم ہو گئے۔ کچھ لوگوں نے صلح پسندی اور حکومتِ اسلامیہ کے ضعیف ہو جانے کے سبب سلطان ابوعبداللہ کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی اور بعض نے اس سے اختلاف کیا۔ باہم اس قدر نفاق بڑھا کہ ایک دوسرے کی بربادی کی فکریں کرنے لگے۔ اہل قلعہ نے اہل بیازین پر پتھر برسائے اور اہل بیازین نے بھی اس کا ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ غرض ان ناعاقبت اندیشوں نے باہم کشت و خون کر کے مجموعی قوت کو رفتہ رفتہ ختم کر دیا اور عیسائیوں کو اپنے ملک پر قبضہ کرنے کا خاصہ موقع دے دیا۔

اس بربادکن واقعہ کی تیسری ربیع الاوّل ۸۹۱ھ (۱۴۹۶ء) سے بنا پڑی اور مسلسل نصف جمادی الاولیٰ سنہ مذکور تک یہ فتنہ و فساد جاری رہا۔ اس اثناء میں یہ خبر سننے میں آئی کہ سلطان ابوعبداللہ جس کے علم حکومت کی اطاعت اہل بیازین نے قبول کی تھی لوشہ کی جانب آیا اور لوشہ میں اس امید سے داخل ہوا ہے کہ اس سے اور اس کے چچا زغل والی قلعہ غرناطہ سے بایں شرط مصالحت ہو جائے گی کہ زمام حکومت اس کے چچا زغل کے قبضہ اقتدار میں رہے اور اس کا بھتیجا ابوعبداللہ تحت حکومت اور سایہ عاطفت میں جس مقام پر چاہے یا کہ لوشہ ہی میں حکمرانی کرے اور بمقابلہ دشمنانِ اسلام دونوں مجموعی قوت سے میدان جنگ میں آئیں۔

اہل غرناطہ بھی اس خوش کن خیالی میں مستغرق تھے کہ والی قشتالہ (کسٹائیل) عظیم فوج لے کر لوشہ پر یلغار کر کے آپہنچا۔ جہاں کہ سلطان ابوعبداللہ آیا ہوا تھا اور نہایت حزم و احتیاط سے محاصرہ کرلیا۔ اہل غرناطہ وغیرہ اس خیال سے کہ مبادا اس میں کوئی چال نہ ہو اہل لوشہ کی اعانت کو نہ آئے صرف چند لوگ بیازین کے جو کہ پہلے سے بقصد جہاد آئے ہوئے تھے لوشہ کے بچانے کو لوشہ میں موجود تھے۔ اہل لوشہ میں اس قدر قوت کہاں تھی کہ وہ خود اپنی حفاظت کر سکتے مجبور ہو کر والی قشتالہ سے اپنی جان و مال اور اہل و عیال کی امان حاصل کر کے لوشہ کو دشمن کے حوالے کر دیا۔ چنانچہ والی قشتالہ نے چھبیسویں جمادی الاولیٰ ۸۹۱ھ (۱۴۸۶ء) میں لوشہ پر قبضہ کرلیا اور اہل لوشہ ہجرت کر کے غرناطہ چلے آئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلطان ابوعبداللہ لوشہ ہی میں مقیم رہا اس سے اہل غرناطہ کو کامل یقین ہو گیا کہ لوشہ پر عیسائیوں کا قبضہ سلطان ابوعبداللہ کی سازش سے ہوا ہے اور یہ لوشہ میں عیسائیوں کے قبضہ دلانے کی غرض سے آیا تھا۔ اہل بیازین اور غرناطہ والوں سے اس بابت بحث و مباحثہ ہوا جس سے وہ راز جو دلوں میں پوشیدہ تھا۔ ظاہر ہو گیا۔ لوشہ پر قبضہ حاصل کر کے والیٔ قشتالہ سلطان ابوعبداللہ کے ساتھ اپنے دارالحکومت واپس چلا گیا۔

پندرہویں جمادی الثانیہ سنہ مذکور میں والیٔ قشتالہ نے بیرہ کی جانب قدم بڑھایا اور اس کے شہر پناہ کی فصیل کو ایک جانب سے توڑ ڈالا۔ اہل بیرہ نے گھبرا کر بخوف جان امان طلب کی اور شہر کو والیٔ قشتالہ کے حوالے کر کے غرناطہ چلے آئے۔ اس کے بعد مشین کے ساتھ بھی یہی واقعہ پیش آیا اہل قلعہ نے پہلے بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے لیکن قضاوقدر کو ان کی فتح یابی منظور نہ تھی اپنے ہر ارادے میں ناکام رہے اور آخر کار قلعہ کی کنجیاں عیسائیوں کے حوالے کر کے غرناطہ چلے آئے۔

اہل قلنبیرہ نے بلا دجدوجہد بغیر کسی لڑائی کے گردن اطاعت جھکا دی اور حملہ آور فریق کو قلنبیرہ سپرد کر کے غرناطہ کی جانب نکل کھڑے ہوئے ان مقامات کو فتح کر لینے پر دشمنانِ اسلام سنٹ فرید پر چڑھ آئے۔ ہر چہار طرف سے گھیر کر آتش بازی شروع کر دی۔ لشکریوں کے رہنے کے مقامات جلا دیئے اہل شہر نے امان حاصل کی اور غرناطہ ہجرت کر آئے۔ اس کے بعد عیسائیوں نے صحرہ کی طرف کوچ کیا اور اس پر بھی قبضہ کر لیا۔ بعدہ والیٔ قشتالہ نے ان قلعوں اور مقامات کو آلاتِ حرب' رسد' غلہ اور فوج سے مضبوط اور مستحکم کیا اور محاصرہ غرناطہ کی غرض سے سواروں کی ایک بڑی فوج بھرتی کرنے کا حکم دے کر اپنے دارالحکومت واپس آیا۔ سلطان ابوعبداللہ بھی اس کے ہمراہ تھا۔ قشتالہ میں واپس آ کر والیٔ قشتالہ نے سلطان ابوعبداللہ سے جو اس کی قید میں تھا یہ معاہدہ کیا کہ جو شخص ابوعبداللہ کا مطیع ہو گا اور اس کی حکومت کی خیر خواہی کرے گا اسے پورے طور سے امان دیا جائے گا۔ اس کے ساتھ ہی یہ اعلان کرایا کہ اس سے قبل بلادِ اسلامیہ کی جانب جو پیش قدمی کی گئی وہ اس وجہ سے تھی کہ بادشاہ فرانس سے ناچاقی ہو گئی تھی چنانچہ سلطان ابوعبداللہ پھر ہلش کی طرف آیا اور اس امر کو ظاہر کرنے لگا کہ جو شخص میرے علم حکومت کا مطیع ہو جائے گا وہ آئندہ عیسائیوں کے ہاتھوں سے محفوظ رہے گا۔ میرے پاس عیسائی سلاطین کے عہدنامے ہیں۔ مسلمانوں نے عام طور سے اسے فریب تصور کیا اور کسی نے ذرا بھی اس کی طرف توجہ نہ کی مگر معدودے چند مثلاً اہل بیازین وغیرہ اس فقرہ میں آ گئے اور انہوں نے ابوعبداللہ کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا۔

اہل بیازین اور اہل غرناطہ سے گفت وشنید شروع ہوئی۔ بظاہر مراسم اتحاد کرنے کی گفتگو ہوتی تھی لیکن دلوں میں کینہ وفساد بھرا ہوا تھا۔ سولہویں شوال ۸۹۱ھ کو بحالت غفلت سلطان ابوعبداللہ بیازین چلا آیا اور تمام بازاروں میں صلح کی منادی کرا دی۔ اہل غرناطہ نے پھر بھی اسے تسلیم نہ کیا اور جواب دیا کہ یہ معاہدہ صلح بھی لوشہ کے صلح نامہ کی طرح ہو گا۔ اس وقت سلطان ابوعبداللہ کا چچا زغل جراہ میں تھا۔ ہر فریق اپنے بنائے ہوئے بادشاہ کی طرف داری میں بہ کمال جدوجہد مصروف ہو گیا۔ رفتہ رفتہ بحث مباحثہ نے لڑائی کی صورت اختیار کر لی۔ والیٔ قشتالہ کو موقع مل گیا۔ اہل بیازین کی امداد کو فوجیں بھیجیں' آلاتِ حرب بھیجے۔ رسد وغلہ روانہ کیا۔ بہت بڑی خونریزی کا دروازہ کھل گیا۔ قتل وغارت کی کوئی حد نہ تھی۔ ستائیسویں محرم ۸۹۲ھ (۱۴۸۶ء) تک یہ سلسلہ قائم رہا۔

آخر الامر اہل غرناطہ نے بزور تیغ جبراً بیازین پر قبضہ کر لینے کا ارادہ کیا' چنانچہ والیٔ غرناطہ نے بسطہ' وادی آش' مریہ' منکب' ہلش اور مالقہ سے مسلمانوں کو جمع کیا اور سب سے اتفاق اور اتحاد کی قسمیں لیں کہ آئندہ دشمنانِ اسلام کے مقابلہ میں متحد الکلمہ ہو کر رہیں اور ہم میں سے جس کی طرف دشمنانِ اسلام ذرا بھی قدم بڑھائیں گے۔ سب کے سب متفق ہو کر لڑیں گے۔ والیٔ بیازین (سلطان ابوعبداللہ) کو اس سے خطرہ پیدا ہوا۔ والیٔ قشتالہ کے پاس یہ واقعات لکھ بھیجے۔ اِدھر والیٔ قشتالہ نے جو ایسے ہی وقتوں کا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منتظر تھا فوجیں آراستہ کر کے بلاد اسلامیہ کو پامال کرنے کی غرض سے اطراف بلش کی جانب کوچ کر دیا۔ ادھر والیٔ بیازین نے اپنے وزیر کو مالقہ و قلعہ منشاۃ کی طرف عیسائی سلاطین کے عہد ناموں کو دے کر روانہ کیا۔ چنانچہ اہل مالقہ و قلعہ منشاۃ بخوف والی قشتالہ سلطان ابوعبداللہ کے مطیع ہو گئے۔

اس کے بعد سرداران مالقہ اور اہل بلش نے ایک جلسہ میں جمع ہو کر سلطان ابوعبداللہ کی اطاعت قبول کرنے پر بحث و مباحثہ کیا لیکن کوئی نتیجہ نہ پیدا ہوا نہ وہ اپنے عہد اقرار سے پھرے نہ یہ اس امر کے مطیع ہوئے ماہ ربیع الثانی ۸۹۳ھ (۱۴۸۷ء) میں بادشاہ قشتالہ نے بلش اور مالقہ پر قبضہ کرنے کی غرض سے فوج کشی کی۔ والیٔ غرناطہ یہ خبر سن کر فوج اور وادی آش کے مجاہدین کے ساتھ چوبیس ربیع الثانی کو بلش کی حمایت کے لئے آ پہنچا مگر دشمنانِ اسلام نے عساکر اسلامیہ کے پہنچنے سے پیشتر بلش پر محاصرہ ڈال دیا تھا اور خشکی اور دریا کے راستے روک لئے تھے۔ غازیانِ اسلام نے ایک پہاڑ پر جو کہ عیسائی لشکر کے سامنے تھا اپنا مورچہ قائم کیا اور بے ترتیبی کے ساتھ جبکہ عیسائیوں نے بلش پر حملہ کیا عیسائیوں پر حملہ آور ہوئے۔ اتنے میں یہ خبر سننے میں آئی کہ اہل غرناطہ نے والیٔ بیازین (سلطان ابوعبداللہ) کی حکومت و امارت کو تسلیم کر لیا ہے۔

اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ زغل (سلطان غرناطہ) کی فوج کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اور کمال ابتری سے بھاگ کھڑی ہوئی حالانکہ عیسائیوں کو گھر جانے سے سخت تشویش پیدا ہو گئی تھی۔ چونکہ روزِ ازل سے اس معرکہ میں شکست کھانا مسلمانوں کی قسمت میں لکھا گیا تھا۔ شکست اٹھا کر غرناطہ کی طرف آئے تو اہل غرناطہ کی مخالفت کا اعلان کر دیا۔ مجبوراً وادی آش کی طرف چلے عیسائیوں نے اس امر کا احساس کر کے اس فوج کے ساتھ جسے اہل غرناطہ اور مجاہدین وادی آش کے مقابلہ کے لئے مرتب کیا تھا بلش پر حملہ کر دیا اور قتل و غارت کرتے ہوئے گھس پڑے۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی اور ناکامی کے ساتھ عساکر اسلامیہ کو شکست نصیب ہوئی۔ اہل بلش نے کمال جدوجہد سے امان حاصل کی اور یوم جمعہ دسویں جمادی الاولیٰ سنہ مذکور کو بلش سے دست کش ہو کر نکل کھڑے ہوئے۔ بلش کے فتح ہونے سے تمام بلادِ شرقی مالقہ اور قلعہ قمارش عیسائیوں کے دائرہ حکومت میں داخل ہو گئے۔

اس کے بعد دشمنانِ اسلام نے مالقہ کا محاصرہ کر لیا۔ اہل مالقہ نے اس سے قبل والیٔ بیازین (سلطان ابوعبداللہ) کی اطاعت قبول کر لی تھی اور اس اعتبار سے گویا صلح میں داخل ہو گئے تھے۔ جس وقت عیسائیوں نے بلش پر قبضہ کر لیا تھا۔ اہل مالقہ نے بہ اظہار اخلاص مندی اپنے سپہ سالار کو بہ ہمراہی وزیر والیٔ بیازین ہدایا و تحائف دے کر والیٔ قشتالہ کے پاس روانہ کیا تھا۔ والیٔ قشتالہ نے ذرا بھی اس طرف توجہ نہ کی وجہ یہ تھی کہ کوہ فارہ جو کہ مالقہ کا قلعہ تھا اس وقت تک وادی آش کے علم حکومت کا مطیع تھا۔ والیٔ قشتالہ نے مالقہ پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ بری اور بحری راستے بند کر دیئے۔ مدتوں محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ قائم رہا مگر محاصرین کی ایک بھی پیش نہ گئی۔ نہ ان کے سرنگوں اور آتش بار برجوں نے کام دیا اور نہ ان کی توپ خانہ کی گولہ باری نے قلعہ کو سر کیا۔ تمام سرزمین اندلس کے نامی نامی عیسائی جنگ آور اور صف شکن دلاور مالقہ کے شہر پناہ پر جمع تھے لیکن یہ قلعہ کسی طرح سر نہ ہوتا تھا۔ آخر کار محاصرہ طویل ہونے کی وجہ سے غلہ ختم ہو گیا اور بھوک کی شدت سے محصورین نے مویشی، گھوڑے اور خچروں کو کھانا شروع کیا مگر حرف اطاعت زبان پر نہ لائے۔ سرحدی اسلامی سلاطین کو اپنی کمک پر بلایا اپنی زبوں حالت لکھی مگر کسی نے نہ سنی اور نہ کسی میں ہمدردی کا اثر پیدا ہوا۔ چندے اہل شہر نے ان مصیبتوں پر بھی صبر کیا اور استقلال کے ساتھ اپنے حریف کے مقابلہ پر اڑے رہے پھر جب ضعف اور ناتوانی اور فاقہ کشی سے تنگ آ گئے اور بیرونی مدد کی توقع بھی جاتی رہی تو صلح کا پیام دیا۔

والیٔ قشتالہ نے کہلا بھیجا "تم نے اس وقت امان طلب کی ہے جبکہ تم اپنا زور ختم کر چکے ہو فاقہ کشی سے تنگ آ گئے ہو۔ بیرونی امداد

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ناامید ہو گئے اور اپنی موت کا یقین کر لیا ہے۔ لہٰذا تمہاری سزا یہ ہے کہ تم لوگ بلا کسی شرط کے قلعہ کی کنجیاں ہمارے حوالے کر دو اور شہر پناہ کے دروازے کھول دو۔ ہم تمہارے اور تمہارے سلطان کے ساتھ معاملہ اچھا کریں گے"۔ اہل شہر نے گھبرا کر شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے قلعہ دار نے کنجیاں قلعہ کے حوالہ کر دیں۔ عیسائیوں نے شہر میں داخل ہوتے ہی براہ دغا جیسا کہ ان کا رویہ تھا۔ سب کو گرفتار کر لیا۔ یہ واقعہ اواخر ماہ شعبان ۸۹۲ھ (۱۴۸۶ء) کا ہے۔

فتح مند گروہ نے اگلے دن باشندگان شہر کی بابت یہ حکم صادر کیا کہ جو کچھ مال و متاع ان کے پاس اس وقت موجود ہے ابھی دے دیں اور اسی قدر آٹھ ماہ کے عرصہ میں ادا کریں ورنہ ہمیشہ کے لئے غلامیت قبول کریں۔ چنانچہ باشندگان شہر کی ایک فہرست تیار کی گئی اور جانچ و پڑتال کرنے کے بعد سب کے سب شہر سے نکال باہر کئے گئے۔ مسلمانان مالقہ کے لئے یہ دن قیامت کے دن سے کم نہ تھا۔ ضعیف العمر، فاقہ کش مردوں، بے کس و بے پناہ عورتوں کی بہت بڑی جماعت لٹے قافلہ کی طرح حسرت و یاس کے درودیوار کو دیکھتے ہوئے سیوائیل کی جانب نکل گئے اور میعاد ختم ہونے کے بعد جب بقیہ زر فدیہ ادا نہ کر سکے تو بموجب عہد نامہ پندرہ ہزار آدمی ہمیشہ کے لئے نسلاً بعد نسلاً غلام قرار دیئے گئے۔

۸۹۳ھ (۱۴۸۷ء) میں والیٔ قشتالہ بلش وغیرہ کی جانب بڑھا۔ اہل بلش نے صلح کی درخواست کی والیٔ قشتالہ نے صلح سے انکار کر کے اس پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس قدر فتوحات بزور تیغ یا براہ مکر و فریب حاصل کرنے کے بعد والیٔ قشتالہ اپنے دارالحکومت کو لوٹ گیا پھر اگلے سال ماہ رجب ۸۹۴ھ (۱۴۸۸ت) میں بسطہ (بازا) کے بعض قلعوں کو سر کرنے کے لئے آیا اور چند لڑائیوں کے بعد فتح کر کے ان پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد بسطہ پر حملہ آور ہوا۔ وادی آش (رغل) نے والیٔ قشتالہ کے مورچہ قائم کرنے کے بعد وادی آش، مریہ، منکب اور بشرات کی فوجوں کو اپنے ایک نامور سپہ سالار کی افسری میں بسطہ کی حمایت کے لئے روانہ کیا۔

مسلمانوں اور عیسائیوں میں سخت اور خونریز جنگ ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائیوں کو بسطہ کے قریب جانا نصیب نہ ہوا اور نہ اس کا محاصرہ کر سکے۔ رجب، شعبان اور رمضان اسی عنوان سے گزر گیا۔ شوال کے مہینے سے دشمنانِ اسلام نے محاصرہ میں شدت اور جنگ میں سختی شروع کی۔ ذیقعدہ اور ذوالحجہ میں بڑے بڑے حملے ہوئے۔ اندرون شہر سے اہل شہر محاصرین کی مدافعت کر رہے تھے اور باہر سے والیٔ وادی آش کی فوجیں محاصرین کے حصار پر نرغہ کر رہی تھیں اور محاصرین کی چونکہ تعداد زیادہ تھی اس وجہ سے وہ دونوں کا مقابلہ کر رہے تھے۔ آخر ذی الحجہ میں محاصرہ کی تکلیف کے ساتھ غلہ و رسد کی کمی کی شکایت بھی بڑھی۔ بیرونی آمد و رفت عیسائیوں نے بند کر دی۔

محصورین کا یہ خیال تھا کہ موسم سرما کے آنے پر محاصرین محاصرہ اٹھا کر خود بخود چلے جائیں گے مگر ان کا یہ خیال غلط نکلا۔ والیٔ قشتالہ نے قیام کا حکم دیا اور گردونواح کے علاقوں کو تاخت و تاراج کرنے لگا۔ انجام کار اہل شہر نے تنگ آ کر مصالحت کی گفتگو شروع کی۔ چند عیسائی سردار شہر کی حالت دیکھنے کو گفتگوئے مصالحت کے بہانہ سے شہر میں آئے۔ اہل شہر نے انہیں غلہ وغیرہ کی کمی محسوس نہ ہونے دی۔ عیسائیوں نے یہ خیال کر کے کہ ابھی اہل شہر میں ہر قسم کی مقابلہ کی قوت ہے صرف اہل بسطہ کو اور اہل وادی آش، منکب، مریہ اور بشرات کو جنہوں نے ان کی امداد و اعانت کی تھی اس شرط سے کہ وہ بلا کسی تحریک کے شہر حوالہ کر دیں امان دی اور اگر ایسا نہ کریں گے تو ان کو امان نہ دی جائے گی۔ اہل شہر نے پہلے تو ان شرائط کو منظور نہ کیا۔ خط و کتابت کا سلسلہ طویل ہو گیا۔ اہل شہر نے یہ خیال کر کے کہ مبادا اصلی راز ظاہر نہ ہو جائے شرائط مذکور پر مصالحت کر لی۔ اہل بسطہ، وادی آش، مریہ، منکب اور بشرات اس معاہدہ صلح کے مطابق دشمنانِ اسلام کے مطیع و منقاد ہو گئے۔ دسویں محرم ۸۹۵ھ (۱۴۸۹ء) یوم جمعہ کو عیسائیوں نے قلعہ بسطہ میں قدم رکھا اور قابض ہو گئے اور منادی کرا دی کہ جو شخص اپنی جگہ پر رہ جائے گا اسے امن ہے اور جو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شخص بلا ہتھیار صرف اپنا مال و متاع لے کر نکلے گا اسے بھی امن ہے۔ غرض قلعہ بسطہ پر قبضہ کرنے کے بعد عیسائیوں نے مسلمانوں کو قلعہ بسطہ سے نکال کر مضافات بسطہ میں آباد کیا اس کے بعد والیٔ قشتالہ نے مریہ کا قصد کیا اہل مریہ نے بھی گردنِ اطاعت جھکا دی۔ رفتہ رفتہ اسی طرح تمام بلاد اسلامیہ پر عیسائیوں کا تسلط ہو گیا۔ والیٔ وادی آش، زغل جب اس روز افزوں ترقی کو روک نہ سکا تو اس نے بھی والیٔ قشتالہ سے مصالحت کر لی اوائل صفر سنہ مذکور میں اپنے تمام قلعوں کو دشمنانِ اسلام کے حوالہ کر دیا۔ پس چشم زدن میں ان تمام بلاد پر جو والیٔ وادی آش کے تحتِ حکومت تھے۔ صلیبی پھریرا اڑنے لگا۔

اس وقت مسلمانوں کے قبضہ میں صرف غرناطہ باقی رہ گیا تھا جس پر سلطان ابوعبداللہ جو عیسائیوں کے اشارہ سے کٹھ پتلی کی طرح حرکات کرتا تھا حکومت کر رہا تھا اور اپنے حریف چچا زغل کی معزولی اور عیسائیوں سے اس کی شکست کھانے کی خبریں سن سن کر مارے خوشی کے پھولا نہ سماتا تھا کیونکہ اسی نے عیسائیوں کو زغل کے علاقہ پر تاخت و تاراج کرنے پر اکسایا تھا اور اسی سے اسے بے دست و پا بنانے کی کوشش کی تھی مگر اس کی یہ مسرت اور خوشی چند روزہ تھی اس سنہ میں بلاد مذکورہ کے فتح ہونے کے بعد والیٔ قشتالہ (فرڈی ننڈ) نے سلطان ابوعبداللہ سے کہلا بھیجا کہ ''آپ بھی قلعہ حمراء خالی کر دیجئے جس طرح آپ کے چچا نے اپنے مقبوضات میرے حوالے کر دیئے ہیں اس کے عوض مجھ سے بہت سا مال وزر لیجئے اور اندلس کے جس شہر میں چاہئے بیٹھ کر آرام سے میرے زیر اثر حکومت کیجئے''۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ سلطان ابوعبداللہ نے عہد نامہ میں یہ شرط بھی لکھ دی تھی کہ اگر عیسائی سلاطین تمام علاقہ مقبوضہ زغل پر قبضہ کر لیں گے تو میں بھی بلا کسی حیلہ کے خود بخود غرناطہ سپرد کر دوں گا۔ چنانچہ اسی شرط کی بنا پر والیٔ قشتالہ نے مقبوضات والیٔ وادی آش کے سر کرنے کے بعد بطور یاد دہانی کے یہ تحریک پیش کی اور فوجیں آراستہ کر کے قبضہ حمراء کے ارادے سے چلا۔ اصل یہ ہے کہ سلطان ابوعبداللہ اور بادشاہ قشتالہ میں باہم یہ معاملہ پہلے سے طے ہو چکا تھا اسی وجہ سے علی العموم لوگ اسے کفار کا خیر خواہ، قوم و ملک کا دشمن سمجھتے تھے۔

بہر کیف اصلیت جو کچھ ہو سلطان ابوعبداللہ نے غرناطہ کے رؤسا امرا ارکین دولت سرداران لشکر اور علماء کو ایک جلسہ خاص میں جمع کر کے والیٔ قشتالہ کا پیام ظاہر کیا اور یہ بھی کہا کہ اس تحریک کا بانی مبانی میرا چچا زغل ہے کیونکہ اس نے عیسائی بادشاہ کی اطاعت قبول کر کے غرناطہ پر قبضہ پر انہیں ابھارا ہے موجودہ حالت میں دو صورتیں ہیں والیٔ قشتالہ کی اطاعت قبول کرنا یا برسر جنگ آنا۔ حاضرین نے بالاتفاق جنگ کی رائے دی اور تیاری جنگ میں مصروف ہو گئے اتنے میں والیٔ قشتالہ عیسائی فوجوں کو لئے ہوئے میدان غرناطہ میں آ اترا اور اہل غرناطہ سے کہلا بھیجا ''بہتر یہ ہے کہ تم لوگ میری اطاعت قبول کر لو ورنہ تمہاری کھیتیاں اور ہرے بھرے باغ تاخت و تاراج کر دوں گا''۔ اہل غرناطہ نے جواباً مخالفت کا اعلان کر دیا اس پر والیٔ قشتالہ نے اپنی فوج کو میدانِ غرناطہ میں پھیلا دیا۔

جنہوں نے مور و ملخ کی طرح پھیل کر تمام کھیتیاں اور میوہ جات کے باغات کو نوچ کھسوٹ کر چٹیل میدان بنا دیا۔ یہ واقعہ ماہ رجب ۸۹۵ھ (۱۴۸۹ء) کا ہے اس کے بعد مسلمانوں اور عیسائیوں میں بکثرت لڑائیاں ہوئیں۔ بعض قلعے ان لڑائیوں کی نظر ہو گئے۔ برج ہمدان اور ملاحہ پر عیسائیوں نے قبضہ کر کے انہیں فوج و آلات حرب سے مستحکم کر کے اپنے ملک کی جانب واپس ہوئے۔

اہل شہر کی مردانہ ہمت سے سلطان ابوعبداللہ کی کمر ہمت بندھی۔ آمادہ بجنگ ہو کر ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے رکاب میں تھے شمشیر بکف دشمنانِ اسلام کے علاقہ کی طرف بڑھا اور بعض ان قلعوں کو جو کہ عیسائیوں کے قبضہ میں تھے۔ بزور تیغ فتح کر کے عیسائیوں کو تلوار کے گھاٹ اتارا اور مسلمانوں کو ان میں آباد کیا اور لوٹ کر غرناطہ آیا۔ پھر تیاری کر کے بشرات کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانب کوچ کیا۔ اس کے بعض بعض دیہاتوں اور قصبات کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ عیسائی اور مرتدین مکانات چھوڑ چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ قلعہ اندرش پر جا پہنچا۔ عیسائی پھریرا اکھاڑ پھینک دیا اور اسلامی جھنڈا گاڑ دیا۔ اہل بشرات نے یہ رنگ دیکھ کر گردن اطاعت جھکا دی۔ اسلام اور مسلمانوں کا دور دورہ پھر شروع ہو گیا۔ عیسائیوں کی غلامی اور اطاعت سے مسلمانوں کو آزادی حاصل ہوئی۔

انہی مقامات میں سے کسی گاؤں میں سلطان ابوعبداللہ کا چچا ابوعبداللہ محمد بن سعد معروف بہ زغل اپنے چند آدمیوں کے ساتھ مقیم تھا۔ ماہ شعبان سنہ مذکور میں اہل غرناطہ نے اس بنا پر اس کا بھی قصد کیا کہ اس نے بطمع مال وزر کفار سے مصالحت کر کے اپنے مقبوضات کو ان کے حوالے کر دیا تھا۔ زغل نے یہ خبر پا کر مریہ میں جا کر پناہ لی۔ تمام مقبوضات بشرات تا حدود برجہ سلطان ابو عبداللہ کے زیر تسلط آ گئے۔ اس وقت مسلمانانِ غرناطہ کا جوش وخروش اور اتفاق بآواز بلند کہہ رہا تھا کہ اگر چندے یہ حالت باقی رہی تو کم از کم غرناطہ کا ایک مرتبہ عالم شباب پھر آنے والا ہے مگر افسوس ہے کہ یہ ایک سنبھالا تھا جس طرح مدتوں کا بیمار جس کے تمام قوائے نفسانی اور اعضائے جسمانی پر بیماری کا تسلط ہو جاتا ہے اور طبیعت جو کہ محرک بدن ہے مرض کے مقابلہ سے عاجز ہو کر تمام بدن سے سمٹ کر قلب میں آ جاتی ہے اور اپنا عمل ترک کر دیتی ہے تو قریب موت انسان ذرا سنبھل جاتا ہے۔ چہرے کی زردی پر ذرا سرخی کے خطوط عیاں ہو جاتے ہیں۔ ہنستا ہے بولتا ہے۔ اس کے اعزہ واقارب بظاہر صحیح وتندرست سمجھتے مگر چند ہی ساعت کے بعد دفعتہً قلب کی حرکت رک جاتی ہے اور وہ دم توڑ دیتا ہے۔ اسی طرح یہ مسلمانوں کا آخری سنبھالا تھا۔ نااتفاقی اور حسد نے دلوں میں گھر کر لیا تھا۔ بربادی اور تباہی کی گھنگھور گھٹا سر پر چھائی ہوئی تھی۔ اس مرتبہ سلطان ابوعبداللہ کے چچا زغل نے عیسائیوں کو ابھارا اور ان کے دلوں پر مرقسم کر دیا کہ اہل غرناطہ کا یہ جوش دودھ کا سا ابال ہے اٹھا ہے اور فرو ہو گیا۔

چنانچہ ماہ رمضان سنہ مذکور میں عیسائیوں نے قلعہ اندرش کو مسلمانوں کے قبضہ سے پھر نکال لیا۔ اس مہم میں عیسائیوں کے ساتھ زغل بھی تھا۔ اس واقعہ سے قبل سلطان غرناطہ نے ہمدان کی طرف قدم بڑھایا۔ ہمدان میں اس وقت کسی چیز کی کمی نہ تھی فوج بھی حسب ضرورت موجود تھی غلہ اور آلات حرب بھی بکثرت تھے۔ اہل غرناطہ نے پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا اور قلعہ شکن توپیں لگا دیں۔ برج اول دوم اور سوم کو توڑ کر قلعہ پر دھاوا کیا۔ قلعہ کی فصیلیں اگرچہ لوہا لاٹ تھیں مگر مسلمانوں نے اس قدر اس پر گولہ باری کی کہ بہت جلد اس میں ایک بڑا سا روزن ہو گیا۔ عساکر اسلامیہ نے گھس کر اہل قلعہ کو جن کی تعداد تقریباً دو سو تھی گرفتار کر لیا۔ مال واسباب اور آلات حرب جس قدر تھا سب پر قابض ہو گئے۔

پھر آخری ماہ رمضان سنہ مذکور میں بادشاہ غرناطہ نے بقصد منکب خروج کیا۔ شہر شلوبانیہ پر پہنچتے ہی خفیف محاصرہ کے بعد اس پر قبضہ کر لیا۔ باقی رہا قلعہ وہ برابر لڑتا رہا۔ یہاں تک کہ براہ دریا مالقہ سے امدادی فوج آ گئی اس اثناء میں یہ خبر لگی کہ بادشاہ قشتالہ اپنی فوج کے ساتھ میدانِ غرناطہ میں آ گیا ہے۔ سلطان غرناطہ یہ سنتے ہی قلعہ شلوبانیہ سے محاصرہ اٹھا کر کوچ وقیام کرتا ہوا تیسری شوال کو عیسائیوں کا ٹڈی دل لشکر پہنچنے کے بعد غرناطہ پہنچا۔ عیسائیوں نے برج ملاحہ اور ایک اور برج کو منہدم ومسمار کر کے آٹھویں روز وادی آش کا راستہ لیا اور وادی آش پہنچ کر مسلمانوں کو جلاوطن کر دیا۔ ایک شخص بھی اسلام کا نام لیوا کسی گوشۂ شہر میں نہ رہا۔ اس کے ساتھ قلعہ اندرش کو بھی زمین دوز کر کے اپنے ملک کی جانب واپس ہوئے۔

سلطان زغل یعنی ابوعبداللہ محمد بن سعد نے ان واقعات کو آنکھوں سے دیکھ کر سرحدی خشکی کا راستہ لیا۔ پہلے لوہران پہنچا کچھ عرصہ یہاں قیام کر کے تلمسان چلا گیا اور وہاں ہی اقامت اختیار کی۔ اس کے اہل وعیال بھی وہیں مقیم رہے یہ لوگ بنو سلطان اندلس کے نام سے معروف ومشہور تھے۔ انگریزی مؤرخ لکھتے ہیں کہ سلطان فیض (فاس) نے اس کی آنکھیں نکلوا لی تھیں مگر اس کا سبب کچھ تحریر نہیں کرتے اور اسلامی مؤرخ اس کا ذکر نہیں کرتے۔ اس بابت میں مؤخر الذکر کو سچا باور کرتا ہوں کیوں کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل البیت ہے اسی وجہ سے میں نے سلطان زغل کے بقیہ حالات زندگی کو قلمبند نہیں کیا۔ وہی مؤرخ یہ بھی لکھتے ہیں کہ اس نے اپنی زندگی دریوزہ گری سے بسر کی اور اس کی عبا پر عربی زبان میں لکھا ہوا تھا ''میں ہوں اندلس کا بدنصیب بادشاہ مجھ سے عبرت لو'' میں نے ان واقعات کو کو بھی کسی عربی کی تاریخ میں نہیں دیکھا معلوم نہیں یہ روایت کہاں تک صحیح ہے۔

اس کے بعد سلطان غرناطہ نے برشانہ کی جانب قدم بڑھایا اور محاصرہ کر کے قبضہ کر لیا جس قدر وہاں پر عیسائی موجود تھے سب کو گرفتار کر لیا مگر یہ قبضہ اور کامیابی عارضی تھی۔ اس کے تھوڑے ہی دن بعد عیسائی سلاطین کے جھرمٹ برشانہ کو چھڑانے کو آ پہنچے چنانچہ ماہ ذی قعدہ سنہ مذکور میں سلطان غرناطہ کو ان مقامات سے دست کش ہونا پڑا اور یہ مقامات مسلمانوں سے ایسے خالی ہو گئے کہ گویا کبھی یہاں ان کا وجود ہی نہ تھا۔ بارہویں جمادی الآخر ۸۹۶ھ (۱۴۹۰ء) میں دشمنانِ اسلام محاصرہ غرناطہ کے قصد سے لشکر آرائی کر کے میدان غرناطہ میں آ پہنچے۔ کھیتیاں پامال کر دیں۔ باغات اجاڑ ڈالے۔ دیہاتوں اور قصبات کو ویران کر دیا۔ شہر پناہ کی فصیلوں کے مقابلہ پر دم دے اور دھس بندھوائے۔ خندقیں کھدوائیں' سات مہینے کامل محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ قائم و جاری رہا چونکہ بشرات اور غرناطہ کے درمیان کوہ شلیر کی طرف والا راستہ کھلا تھا اس وجہ سے مسلمانانِ غرناطہ کو اس طویل حصار سے سوائے روزانہ جنگ کے اور کوئی خاص تکلیف نہیں پہنچی۔ یہاں تک کہ موسم سرما آ گیا۔ سردی اور برف نے راستہ روک لیا۔ رسد و غلہ کی کمی اس پر روزانہ جنگ اور شدت محاصرہ اس سے اہل غرناطہ تنگ آ گئے۔ عیسائیوں نے شہر کے اکثر بیرونی حصوں پر قبضہ کر لیا اور مسلمانوں کو آمد و رفت اور زراعت وغیرہ سے روک دیا۔ اس سے اہل غرناطہ کا حال اور زیادہ زبوں ہو گیا۔ یہ واقعات اوائل ۸۹۷ھ (۱۴۹۱ء) کے ہیں۔

اکثر اہل شہر شدتِ فاقہ سے گھبرا کر بشرات کی طرف بھاگ گئے۔ ماہ صفر سنہ مذکور میں عیسائیوں نے محاصرہ میں شدت کی۔ حتی الامکان ہر طرف کے راستے روک لئے رسد و غلہ کی کمی قحط اور گرانی کی موجودگی نے مسلمانوں کی رہی سہی قوت بھی فنا کر دی۔ عوام الناس جمع ہو کر علماء کی خدمت میں گئے اور ان کی وساطت سے اہل دولت' ارباب مشورت اور سلطان سے عرض پرداز ہوئے۔

''دشمنانِ اسلام کی قوت یوماً فیوماً بڑھتی جاتی ہے اور ہم لوگ بے یار و مددگار ایسی بے کسی میں مبتلا ہیں کہ نہ پائے رفتن' نہ جائے ماندن۔ کا مضمون ہے ہم لوگ یہ سمجھتے تھے کہ فصل سرما آتے ہی دشمنانِ اسلام اپنے اپنے شہروں کو واپس چلے جائیں گے۔ مگر ہمارا یہ خیال غلط ثابت ہوا۔ انہوں نے کھیتیاں شروع کر دی ہیں' بازار قائم کر لئے ہیں۔ مکانات بنوا لئے ہیں اور روز بروز ہم سے قریب ہوتے جاتے ہیں۔ ایسی حالت میں ہم اپنے اور اپنی اولاد کے لئے کیا طریقہ اختیار کریں''۔

سلطان ابوعبداللہ نے ارکین دولت کو ایک جلسہ میں جمع کر کے عیسائیوں سے مقابلہ کرنے اور قلعہ حمراء سپرد کر دینے کی بابت مشورہ کیا بالآخر سب نے یہ رائے قائم کی کہ قلعہ حمراء عیسائیوں کے حوالہ کر دیا جائے اور بنظر احتیاط صلح وادی آش کے شرائط سے اس کے شرائط زیادہ سخت اور مضبوط کر دی جائیں تا کہ عیسائیوں کو بدعہدی کا موقع نہ ملے۔ پس باتفاق جملہ ارباب مشورہ عہد نامہ لکھا گیا اور اہل غرناطہ کو سنا کر بادشاہ قشتالہ کو دے دیا گیا۔ بادشاہ قشتالہ نے ان شرائط کو منظور کر لیا اور سلطان غرناطہ نے حمراء سے اپنا قبضہ اٹھا لیا ۲ ربیع الاول سنہ مذکور میں عیسائیوں نے بخوف بدعہدی پانچ سو سرداران غرناطہ کو بطور ضمانت اپنے لشکر میں نظر بند کیا۔ اس کے بعد ہنستے ہوئے اور مسلمانوں کی حالت پر قہقہہ مارتے ہوئے حمراء میں قدم رکھا۔

عہد نامہ میں سرسٹھ شرطیں تھیں ان میں سے ایک شرط یہ تھی کہ ہر خود و کلاں کو اس کی جان کی اور اس کے مال کی معہ اس کے اہل کی امن دی جائے اور وہ لوگ اپنے اپنے مکانات اور محلوں میں اپنی جائدادوں پر قابض رہیں اور ایک شرط یہ تھی کہ مسلمانانِ غرناطہ اپنی شریعت پر قائم رکھے جائیں ان پر جو حکم کیا جائے وہ انہی کی شریعت کے مطابق ہو۔ اوقاف اور مسجدیں بدستور بحال

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھی جائیں۔ کبھی کوئی عیسائی کسی مسلم کے مکان میں نہ جائے اور نہ مسلمانوں پر کوئی دوسرا شخص سوائے مسلم کے مکان میں نہ جائے اور نہ مسلمانوں پر کوئی دوسرا شخص سوائے مسلم کے حاکم مقرر کیا جائے۔ غرض اسی قسم کی بہت سی شرطیں تھیں جس سے اہل غرناطہ نے اپنے جان و مال اور مذہب کی حفاظت کرنی چاہی تھی مگر عیسائیوں نے قبضہ کے بعد سب شرائط کو پس پشت ڈال دیا اور اسے ایسا بھلا دیا کہ گویا کوئی اقرار ہوا ہی نہ تھا جیسا کہ آپ آئندہ پڑھیں گے۔

اہل غرناطہ کی مصالحت سے مطلع ہو کر اہل بشرات نے بھی انہی شرائط پر عیسائیوں سے مصالحت کر لی اور اہل غرناطہ کی طرح خط غلامی یا اطاعت لکھ دیا۔

اس صلح اور معاہدہ مصالحت میں موسیٰ نے شرکت نہیں کی اور نہ اسے یہ پسند آیا کہ قلعہ حمراء میں میری آنکھوں کے سامنے عیسائی کونسل اجلاس کرے موسیٰ وہی شخص ہے جس نے اہل غرناطہ کو عیسائیوں کی مخالفت پر ابھارا تھا اور ان کے مردہ تنوں میں دوبارہ مردانگی کی روح پھونکی تھی۔ کہتے ہیں کہ موسیٰ اس غم و غصے میں سر سے پاؤں تک سلاح جنگ زیب تن کر کے ایک گھوڑے پر سوار ہوا اور شہر سے باہر نکل گیا۔ پھر اس کا کچھ پتہ و نشان نہ ملا۔

بعض مؤرخین کا قول ہے کہ آگے بڑھ کر دشمنوں کی ایک جماعت سے مڈبھیڑ ہو گئی سب پر ایک ساتھ موسیٰ نے حملہ کیا اکثر کو تہ تیغ کیا باقی ماندگان میں سے کچھ سینہ سپر ہو کر لڑتے رہے آخر کار موسیٰ بھی زخمی ہو کر گھوڑے سے زمین پر گرا۔ عیسائیوں نے اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرنا چاہا جس طرح دلیر اور مغلوب دشمن کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ مگر موسیٰ نے نہایت نفرت کی نگاہوں سے دیکھ کر منہ پھیر لیا اور ذرا بڑھ کر ایک عیسائی پر وار کر دیا۔ عیسائی تو سیدھا اپنے ٹھکانے کو چلتا نظر آیا دوسرا بڑھا اس کا بھی یہی حال ہوا تھوڑی دیر تک موسیٰ گھٹنوں کے بل کھڑا ہوا لڑتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کے اعضاء نے جواب دے دیا۔ تب موسیٰ نے آخری کوشش کی اور اپنے مقام سے اچھل کر اپنے آپ کو دریائے زنبل میں گرا دیا دریائے زنبل نے فوراً اسے اپنی آغوش میں لے لیا اور حملہ آور عیسائی منہ تکتے رہ گئے۔

عیسائیوں نے حمراء پر قبضہ کرنے کے بعد حسب ضرورت ترمیم شروع کی فصیلوں کو درست کیا زمانہ محاصرہ اور جنگ میں جو مقامات ٹوٹ گئے تھے انہیں از سر نو بنوایا۔ دن کو عیسائی کونسل حمراء میں اجلاس کرتی تھی اور رات کے وقت بدعہدی کے خوف سے اپنے لشکر گاہ واپس چلی جاتی تھی۔ رفتہ رفتہ جب انہیں مسلمانوں کی جانب سے اطمینان ہو گیا تو بے خوف و خطر رہنے لگے۔ شہر میں اپنی جانب سے احکام مقرر کئے۔

غرناطہ اور سلطان ابوعبداللہ کی حکومت کا یہ دم واپسیں تھا۔ بدقسمتی سے یا کسی گھمنڈ پر اہل غرناطہ نے یہ شرط بھی کر لی تھی کہ ایک مدت معینہ کے لئے باہم صلح رہے اگر اس عرصہ میں کوئی بیرونی مدد کہیں سے آ جائے گی تو تیغ و سپر ہو کر قسمت کا فیصلہ کریں گے ورنہ قلعہ حمراء کی طرح شہر بھی سپرد کر دیا جائے گا چنانچہ اہل غرناطہ نے سلاطین فاس، ترکی اور حکمران مصر سے امداد کی درخواست کی اور جب وہاں سے صدائے برنہ خاست مضمون ہوا تو عیسائیوں نے تخلیہ شہر کا دباؤ ڈالا اور بہ جبر سلطان ابوعبداللہ کو غرناطہ سے منتقل کر کے بشرات لا کر ٹھہرایا پھر بشرات سے دھوکہ دے کر اندرش لے آئے کہ بشرات کی زمام حکومت آپ کے قبضہ میں رہے گی مگر چند وجوہات کے باعث آپ کو اندرش میں قیام کرنا ہوگا۔ سلطان ابوعبداللہ بھی اس پر راضی ہو گیا اور کشاں کشاں بشرات سے اندرش جا پہنچا۔ سلطان ابوعبداللہ کے نکلتے ہی عیسائیوں نے عساکر اسلامیہ کو بھی غرناطہ سے نکال باہر کیا۔ اس کے تھوڑے ہی دن بعد عیسائیوں نے بحکمت عملی سلطان ابوعبداللہ کو افریقہ کی جانب نکل جانے پر آمادہ کیا اور ایک پروانہ راہداری لکھ کر دے دیا کہ سلطان ابوعبداللہ سے کوئی شخص متعرض نہ ہو جہاں چاہیں چلے جائیں۔ پس سلطان ابوعبداللہ کشتی پر سوار ہو کر ملیلہ پہنچا چند روز قیام کر کے فاس جا کر قیام پزیر ہوا زمانہ جلاوطنی میں بڑے بڑے مصائب کا سامنا ہوا۔ شدت سفر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاقہ کشی، تہی دستی اور اس پر مستزاد یہ کہ کئی دفعہ بیمار بھی ہوا مگر تکلیف و مصیبت کے دن اسے جھیلنے تھے قید حیات سے سبکدوش نہیں ہوا۔ فاس میں سلطان ابوعبداللہ نے دو ایک مکان اندلس کے طرز و انداز کے بنوائے اور ۹۴۰ھ (۱۵۳۲ء) میں اس دار فانی سے رحلت کر گیا۔ اس کے دو لڑکے تھے ایک کا نام یوسف تھا اور دوسرے کا احمد ان کی اولاد ۱۰۳۷ھ تک فاس میں موجود تھی جن کی اوقات بسری اوقاف کی آمدنی سے ہوتی تھی۔

اس کے بعد عیسائیوں نے آہستہ آہستہ یکے بعد دیگرے عہد نامے مصالحت کے شرائط کے خلاف ورزی شروع کی آخر کار نوبت اس حد تک پہنچی کہ ۹۰۴ھ (۱۴۹۸ء) میں مسلمانوں کو عیسائی مذہب قبول کرنے پر مجبور کرنا شروع کیا حالانکہ اہل غرناطہ نے جن شرائط پر اطاعت قبول کی تھی۔ ان میں سے ایک شرط یہ تھی کہ باشندگان غرناطہ پر مذہباً کسی قسم کا دباؤ نہ ڈالا جائے گا اور وہ بدستور اپنے عقائد مذہبی پر قائم رکھے جائیں گے مگر عیسائی گورنمنٹ نے اس شرط کی طرف مطلقاً التفات نہ کی۔ ابتداً ہر نٹڈوارکب بشپ اور اس کے ماتحت پادریوں نے یہ رویہ اختیار کیا کہ مسلمانوں کو بہ حکمت عملی اور تالیف قلوب سے عیسائی بنانے لگے اور جب اس میں ایک گونہ ان کو کامیابی ہو چلی تو ایک گشتی فرمان بایں مضمون جاری کیا کہ جن لوگوں کے آباؤ اجداد عیسائی تھے وہ جبراً اگرچہ آ کر بپتسمہ لے لیں اور مذہب توحید کو چھوڑ کر تثلیثی ملت اختیار کریں۔ ایک بڑی جماعت جن کے مورث عیسائی مذہب رکھتے تھے جبراً عیسائی بنا لئے گئے۔

اس پر مسلمانانِ غرناطہ نے کسی قدر چون و چرا کیا مگر کمزوری اور کسی قسم کی قوت نہ ہونے کی وجہ سے خاموش ہو رہے کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ اس کے بعد پادریوں اور پُر جوش عیسائیوں نے یہ شیوہ اختیار کیا کہ علی العموم مسلمانوں کو پکڑ لیتے تھے اور اس سے کہتے تھے کہ تمہارا دادا نصرانی تھا۔ مسلمانوں نے اسے مسلم بنا لیا تھا اب تم پھر عیسائی مذہب قبول کر لو اگر اس پر وہ بحث مباحثہ کرتا تو بغاوت کا جرم لگا کر اسے قید کر دیتے، رفتہ رفتہ عیسائیوں کے اس جوش نے اس قدر ترقی کی کہ بڑے بڑے پکے مسلمان دیندار عیسائیت نہ قبول کرنے کے سبب سے جرم بغاوت میں گرفتار کر لئے گئے اور مسلمان ہونے کی پاداش میں انہیں سخت سے سخت سزا دی جانے لگی۔

اہل بیازین (البسین) کو یہ امر ناگوار گزرا۔ وہ اپنے مذہب کی حمایت پر اٹھ کھڑے ہوئے اور عیسائی حکام کو قتل کر ڈالا۔ غرناطہ اور اس کے مضافات میں بغاوت کا مادہ پھیل گیا۔ ہر کوچہ و بازار میں غدر مچ گیا۔ عیسائیوں نے اس امر کا احساس کر کے کہ معاملہ طول کھینچا جاتا ہے بہ نرمی و ملاطفت مسلمانوں کے جوش کو فرو کیا اور سردست تمام اختلافات کو رفع دفع کر دیا مگر یہ کارروائی اس وقت کے لئے کی گئی تھی کارڈی نل زمی نس نے جو اس ہنگامہ کا بانی مبانی تھا اور جسے ملکہ ازابلہ نے مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی غرض سے ہر نٹڈوارک بشپ کی مدد کے لئے بھیجا تھا۔ ملکہ ازابلہ کو سمجھا بجھا کر ایک فرماں بایں مضمون لکھوایا کہ "پچھلے دنوں جن لوگوں نے حاکم وقت سے بغاوت کی تھی ان کی سزا یہ ہے کہ وہ قتل کئے جائیں اور اگر وہ مذہب عیسائی قبول کر لیں گے تو سزائے موت سے نجات مل جائے گی اور اس فرمان کے جاری ہونے سے اکثر لوگ کیا دیہات کیا شہر والے عیسائی ہو گئے۔

چند لوگوں نے نصرانیت کے قبول کرنے سے انکار کیا باہر کا نکلنا بند کر دیا خانہ نشین ہو گئے۔ ایسا ہی تفیق اور اندرش کے دیہاتوں اور بعض بعض مقامات کے رہنے والوں نے بھی کیا۔ لیکن کوئی معقول نتیجہ پیدا نہ ہوا۔ دشمنانِ اسلام نے انہیں ختم کرنے کی غرض سے فوجیں فراہم کیں اور ایک سرے سے بہتوں کو قتل کر ڈالا قید کر لیا۔ صرف وہ لوگ اس مصیبت سے محفوظ رہے جنہوں نے کوہ بلانقہ کو مرکز بنا رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں ان کی مدد کی دشمنانِ اسلام سے بارہا تیغ و سپر ہوئے انہیں لڑائیوں میں والیٔ قرطبہ مارا گیا۔

اس عارضی کامیابی سے مسلمانوں کو بجائے فائدہ پہنچنے کے سخت نقصان کا سامنا کرنا پڑا عیسائیوں کی جوش انتقام کی آگ بھڑک

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٹھی کونٹ آف ٹنڈلا نے قلعہ گرجا کو یلغار کر کے چھین لیا کونٹ آف میرین نے ایک مسجد کو بارود سے اڑا دیا اس مسجد میں ایک بڑے صوبے کی عورتیں اور بچے حفاظت کی غرض سے پناہ گزیں اور بند تھے۔ شاہ فرڈی ننڈ نے قلعہ لنجارن کو فتح کر لیا جو تمام کوہستان کا پھاٹک تھا۔ ہزارہا مسلمان ان ہلوں میں کام آ گئے باقی ماندگان نے امان حاصل کی اور اپنے اہل وعیال کے ساتھ فاس کی جانب جلاوطن ہو کر چلے گئے ان جلاوطنوں کو یہ حکم دیا گیا کہ خفیف مال واسباب اپنے ہمراہ لے جائیں گران بہا اسباب اور ذخیروں کو ہاتھ نہ لگائیں۔ چنانچہ ان جلاوطنوں نے کمال یاس وحسرت سے مصر مراکو اور ترکی کا راستہ لیا اور وہاں پہنچ کر صنعت وحرفت کو اپنا ذریعۂ معاش بنایا۔

ان واقعات سے گویا کوہستان بلنقہ کی مخالفت ختم ہو گئی تھی اور ان مسلمانوں نے عیسائی مذہب قبول کر لیا تھا جنہوں نے وطن کی محبت کو مذہب پر ترجیح دی تھی مگر صرف ظاہرداری کے لئے عیسائی بنے ہوئے تھے اس کے فرائض کو بجبر واکراہ کمال بے دلی سے ادا کر رہے تھے اور در پردہ نمازیں پڑھتے اور اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ حاکم وقت کے ظلم سے بچنے کے خیال سے اپنے بچوں کو گرجا میں لے جاتے اور بپتسمہ دلاتے لیکن پادری کی نظروں سے غائب ہو کر یا کم از کم اپنے مکانوں پر پہنچ کر ان کے منہ کو بڑی احتیاط سے دھو ڈالتے تھے اس طرح پہلے گرجا میں نکاح کراتے پھر اپنے گھر آ کر بموجب اسلام دوبارہ نکاح کرتے۔

غرض اس صورت وحالت میں مسلمانوں نے تقریباً پچاس برس اور گزارے عیسائیوں کے دلوں میں کینہ اور تعصب کی آگ تو بھری تھی۔ ان مسلمانوں کے دریافتِ حال کی غرض سے جاسوسوں اور مخبر مقرر کئے اور جب انہیں یہ معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ بظاہر عیسائی ہیں اور ان کے دلوں میں اس وقت اسلام کی محبت بھری ہوئی ہے ان نرم دل پیروان عیسیٰ نے ان میں سے ایک بڑی جماعت کو دہکتی ہوئی آگ میں ڈال کر جلا دیا۔ آلاتِ حرب کا کیا ذکر ہے چھوٹے چاقو رکھنے کی ممانعت کر دی مسجدوں کو جبراً بند کر دیا۔ حمامات منہدم اور مسمار کرا دیئے۔ مسلمانوں کے علمی سرمایہ اور لاکھوں کتابوں کو جلا کر خاکستر کر دیا ان سب وحشیانہ ظلموں سے بڑھ کر یہ ستم ڈھایا کہ وضع اور قطع اور نام ولباس تبدیل کر ڈالنے کا عام حکم دے دیا۔ زبان، رسم ورواج بھی بدلنے پر مجبور کیا۔

اس نامنصفانہ اور وحشیانہ سلوک کا یہ نتیجہ ہوا کہ مسلمانوں نے بحکم ہر کہ بتنگ آید بجنگ آمد جمع ہو کر عیسائیوں سے کلہ بکلہ لڑنے پر پھر کمر باندھ لی اور اس کوہستان کو اپنا مرکز بنا کے دشمنانِ اسلام سے تیغ وسپر ہونے لگے۔ کئی سال مسلسل یہ سلسلہ قائم رہا۔ سفا کی غارت گری کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا گیا۔ خونریزیوں اور شدید جسمانی سزاؤں کے مسلمان نشانہ بنے ہوئے تھے۔ امان دے کر قتل کرنا، وحشیانہ کشت وخون عیسائیوں کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ کوہستان بلنقہ کے تمام دیہات اور اس کا سارا پُر فضا میدان مذبح بنا ہوا تھا۔ جان بخشی اور عفو تقصیر کا ان لوگوں نے سبق ہی نہیں پڑھا تھا۔ زندوں کو آگ میں ڈال دینا ان کے نزدیک کوئی بات نہ تھی۔ عورت، مرد اور بچوں کو آنکھوں کے سامنے ذبح کرا دینا معمولی شغل تھا۔

اس کے باوجود مسلمانوں نے کمال استقلال سے ان سب ناقابل برداشت ظلموں اور وحشیانہ سلوک کا مقابلہ کیا اور سینہ سپر ہو کر لڑتے اور مرتے کھپتے رہے۔ متعدد مرتبہ اپنے مذہب اور ملک کی حمایت پر اٹھے جسے شاہ اسپین حد درجہ کے جد وجہد سے رفع دفع کرتا گیا آخر کار مسلمان اتنے کمزور ہو گئے کہ ان میں مقابلہ وجنگ کی قوت باقی نہ رہی اور نہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے کسی کو ان کا مددگار اور معین بنایا یہاں تک کہ عیسائیوں نے ان پسماندگان کو بھی جنہیں سوائے جلاوطنی یا غلامیت کے کوئی چارہ کار نہ تھا۔ ۱۰۱۷ھ (۱۶۰۸ء) میں جلاوطن کر دیا۔

ہزاروں نے فاس کا راستہ لیا اور ہزاروں طلمستان کی جانب روانہ ہوئے۔ عوام الناس کا ایک گروہ تونس کی طرف نکل کھڑا ہوا۔ ان غریب جلاوطنوں پر جنہوں نے تلمسان اور فاس کا رخ کیا تھا یہ آفت آئی کہ رہزنوں اور بادیہ نشینوں نے انہیں لوٹ لیا جان

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بھی گئے اور مال سے بھی ان میں سے صرف چند لوگ جان بر ہوئے اور جن لوگوں نے ٹونس کی طرف سفر اختیار کیا تھا ان کا اکثر حصہ صحیح و سالم ٹونس پہنچا اور سلطان ٹونس کے حکم سے ان لوگوں نے ویران مقامات کو آباد کیا۔ کہتے ہیں کہ بیس ہزار سے زیادہ مسلمان تو پہلی لڑائیوں میں کام آئے تھے اور تقریباً پچاس ہزار خاص صوبہ بللنقہ میں اس دن تک کھیت رہے تھے جبکہ ڈون جون شاہ فلپ کے سوتیلے بھائی نے عیسائی رسولوں اور شہیدوں کی عزت میں مسلمان قیدیوں کو ذبح کر کے تہوار منایا تھا۔

خانہ بربادی اور جلاوطنی کے سلسلہ میں غرناطہ کے خاتمہ سے گیارہویں صدی کے عشرہ دوم تک (مطابق سترہویں صدی عیسوی) تیس لاکھ مسلمان جلاوطن اور خانہ برباد کئے گئے (انتھی ملخصاً من کتاب نفخ الطیب من غصن الاندلس الرطیب من صفحہ ۶۷۲ الی صفحۃ ۸۱۴ من الباب ثانی من المجلد الثانی للشیخ العلامۃ ابو العباس احمد بن محمد المقری)

اندلس میں مسلمانوں کی ہزار سالہ حکومت گویا ایک خواب تھا کہ جب تک اس عالم میں رہے سب کچھ پیش نظر تھا مگر جوں ہی آنکھیں کھلیں نہ وہ منظر پیش نظر رہا اور نہ وہ عالم باقی رہا یا سراب کی سی کیفیت تھی کہ تشنہ لبوں کو دور سے پانی کی وادی معلوم ہوتی تھی اور جب قریب گئے تو سوائے تودہ ریگ کے اور کچھ نہ تھا۔ یہی حالت بعینہٖ مسلمانوں کی اندلس میں ہوئی کہ جب تک اس ملک کی زمام حکومت اس قوم کے قبضہ اقتدار میں رہی اس وقت تک یہ ملک شائستگی اور سچی تہذیب کا سرچشمہ علوم اور فنون کا مرکز اور تمام یورپ کا استاد بنا رہا مگر جوں ہی مسلمانوں کو جلاوطنی اور خانہ بربادی نصیب ہوئی۔ مملکت ہسپانیہ سے سونے کی چڑیا اڑ گئی اب کوئی شخص ممالک متمدنہ میں اسے شمار تک نہیں کرتا۔

مسلمانوں پر یہ مصیبتیں شاہ فرڈی ننڈ' ملکہ ازابلہ چارلس پنجم اور فلپ دوم کے ہاتھوں نازل ہوئیں اور ان لوگوں نے جو سلوک مسلمانانِ اندلس کے ساتھ کئے اسے منصفانہ یا دانشمندانہ سلوک سے تعبیر کرنا انصاف اور عقل کا خون کرنا ہے۔ انہوں نے ان پر سخت وحشیانہ ظلم کئے اور ان سے حد درجہ کی دغابازی کی اگر عیسائی سلاطین اس عہدنامہ کی شرائط کو پیش نظر رکھتے جو ان سے اور آخری فرمانروائے غرناطہ کے درمیان ہوا تھا تو نہ اس قدر کشت وخون کی نوبت آتی اور نہ بغاوت کی آگ بھڑکتی۔ ان تمام خونریزیوں اور غارت گریوں کے ذمہ دار یہی نرم دل عیسائی سلاطین ہیں جنہوں نے طرح طرح کے وحشت ناک قوانین جاری کئے اور بزور تیغ دین عیسائی کی اشاعت کی۔

جس وقت ہم اندلس کے دونوں فاتحوں کا موٴخانہ حیثیت سے موازنہ کرتے ہیں تو زمین و آسمان کا فرق محسوس ہوتا ہے۔ مسلمانوں نے جس وقت اندلس کو فتح کیا تھا اس وقت تک ان کی عام حالت بادیہ نشینوں کی سی تھی وہ بادیہ عرب سے نکل کر آئے تھے۔ جہاں پر تھوڑے دن بیشتر بات بات پر لڑ جانا اور اس لڑائی کا مدتوں قائم رہنا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا مگر جب وہ فتح مندی کا جھنڈا لے کر اندلس کی تسخیر کو آئے تھے۔ اس وقت شائستگی' تہذیب' ہمدردی انسانی اور مساوات کو بھی اپنے ہمراہ لائے تھے اس کی تعلیم انہیں ان کے پاک مذہب سے ملی تھی یہی وجہ تھی کہ نہ تو انہوں نے ان کے رسم ورواج بدلے تھے اور نہ ان کو جبراً مسلمان کیا تھا۔ انہوں نے نہایت نیک نیتی سے اہل اسپین کے ساتھ حالانکہ ان کا شمار مفتوح اقوام سے تھا بلالحاظ مذہب وملت مساوات اور یگانت کا برتاؤ کیا اور ایسی تالیف وقلوب کی اور اپنے اخلاقی حسنہ کا ایسا سکہ جمایا کہ انہوں نے خود بخود بلا جبر واکراہ مذہب اسلام کو قبول کرنا شروع کر دیا اور اپنی زبان سیکھنے کی بجائے عربی کی تعلیم کو باعث فخر وعزت سمجھنے لگے اب بھی سینکڑوں کیا ہزاروں عربی کے الفاظ اسپین کی زبان میں موجود ہیں۔

اصل یہ کہ ان عربوں نے صرف ان کے ملک پر قبضہ نہیں کیا تھا بلکہ یہ ان کے دلوں پر ان کی زبانوں پر قابض ہو گئے تھے جبر سے نہیں رضامندی سے اور جب عیسائیوں نے بدنصیب وغربت زدہ مسلمانوں سے اندلس پر قبضہ حاصل کیا تو باوجود عہد وقرار کے کیا کچھ نہیں کیا۔ مسلمانوں کو جبراً عیسائی بنایا۔ رسم ورواج اور نام کے بدلنے پر مجبور کیا ان کے بچوں کو گرجا میں لے جانے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بپتسمہ دلانے کا حکم دیا۔ عیسائیوں کی طرح گرجا میں ان کے نکاح پڑھوانے پر زور دیا۔ انہیں خوش قطع اور خوش وضع لباس چھوڑنے کا حکم صادر کیا اور اصل اسپین کی طرح کوٹ پتلون پہننے اور ٹوپیاں دینے کا دباؤ ڈالا۔ ان کے حمامات مسمار کرا دیئے' مسجدوں کو حکماً بند کر دیا اور بعض کو منہدم کرا کے کلیسا بنایا اور کسی کو عدالت کا کمرہ مقرر کیا۔ لاکھوں کتابوں کو جو مسلمانوں کا عمر بھر کا سرمایۂ علمی تھا جلا کر خاکستر کر دیا اور اس پر بھی جب ان کا کلیجہ ٹھنڈا نہ ہوا تو انہوں نے تمام مالی اسباب چھین کر جلاوطن کر دیا۔

ع بہ این تفاوت از کجا است تا بکجا

مسلمانوں پر یہ آفتیں صرف اس وجہ سے نازل ہوئیں کہ انہوں نے قرآن مجید سے کوئی تعلق نہ رکھا تھا ارشاداتِ نبوی کو پس پشت ڈال دیا تھا اللہ کا خوف دلوں سے جاتا رہا تھا اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں خودغرضی آ گئی' ہمدردی اور اخوت اسلامی جاتی رہی اولاامر کی اطاعت سے سبکدوش ہو گئے۔ عیسائیوں کے دوست اور ہواخواہ بن گئے اور باہم لڑ جھگڑ کر عیسائیوں کی بڑھتی ہوئی قوت کو مدد پہنچائی جس کی سخت ممانعت اور بے حد تاکید آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر وہ مصائب نازل کئے کہ جس کے سننے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ دورانِ فتح اندلس میں اللہ جل شانہ نے اپنے قرآن مجید کی آیہ کریمہ ﴿وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝﴾ ''اور تم کو مالک بنایا ان کی زمین اور ان کے گھر اور ان کے مال کا اور ایسی زمین کا جس پر کبھی تمہارے قدم نہیں گئے اور اللہ ہر چیز کے کرنے پر قادر ہے''۔ کی پیشینگوئی پوری کی۔

پھر جب مسلمانوں نے اپنی حالت بدل دی تو بحکم ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ﴾ ''بے شک اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں تبدیل کرتا جب تک کہ وہ اپنی حالت آپ نہ بدلیں'' طرح طرح کی مصیبتوں میں اللہ تعالیٰ نے انہیں مبتلا کیا اور آخرکار ﴿وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝﴾ '' نہ مانیں گے تو اگر تو مار دے گا ان کو دکھ کی مار دنیا و آخرت میں اور نہیں ہے ان کا روئے زمین میں کوئی حمایتی اور نہ مددگار'' کی پیشین گوئی کو سچ کر دکھایا کسی نے ذرا بھی ان کی مدد نہ کی حالانکہ سلطان مراکو' سلطان ترکی' اہل ٹونس اور خدیو مصر کو بہت زیادہ موقع امداد کا حاصل تھا۔

واللہ یفعل ما یشاء و یحکم مایرید (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۳۹

عیسائی فرمانروا

اس وقت چار عیسائی بادشاہ چاروں طرف سے بلادِ اسلامیہ کو گھیرے ہوئے تھے اور ملت اسلامیہ ان لوگوں کے ساتھ دریا پار قیام کرنے میں عاجز ہوگئی تھی حالانکہ ان لوگوں نے ان اکثر شہروں کو مسلمانوں کے قبضہ سے نکال لیا تھا۔ جنہیں فتوحات اسلامی نے اپنے ابتدائے دور میں سر کیا تھا۔

شاہ قشتالہ: ان چاروں عیسائی بادشاہوں میں سے بادشاہ قشتالہ (کسٹائل) کے مقبوضات وسیع اور بڑے تھے' قشتالہ اور فرنیرہ وغیرہ اس کی حکومت کے تحت تھے۔ قرنیترہ میں بسیطہ' قرطبہ' اشبیلیہ' طلیطلہ اور جیان وغیرہ شامل تھے جس کی حد جوف جزیرہ سے مغرب سے مشرق تک پھیلی ہوئی تھی۔

شاہ پرتگال: مغرب کی جانب سے بادشاہ برتغال (پرتگیز) کی سرحد ملتی تھی۔ اس کے مقبوضات کا رقبہ کم تھا صرف اشبونہ پر اسکا قبضہ تھا مجھے اس وقت تک یہ نہیں معلوم ہوسکا بادشاہِ پرتگال کا نسب کیا ہے۔ گمان غالب یہ ہوتا ہے کہ یہ ان سرداروں کے اخلاف (پس ماندگان نسل) سے ہے جنہوں نے گزشتہ زمانہ میں بنواوفونش کے مقبوضات پر قبضہ حاصل کیا تھا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔ عجب نہیں کہ یہ ان کی اولاد سے ہوں اور ان کے بہترین نسب سے شمار کئے جاتے ہوں۔ واللہ اعلم۔

شاہ بشکنش و شاہ برشلونہ: بادشاہ قشتالہ کے مقبوضات سے جانب شرق بادشاہ بزہ کا ملک ملا ہوا تھا اور یہی بادشاہ بشکنش کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا اس کے مقبوضات کا بھی رقبہ کم اور چھوٹا تھا۔ صوبجات قشتالہ اور مقبوضہ جات بادشاہ برشلونہ کی درمیانی زمین اس کے قبضہ میں تھی بادشاہ نبرہ کا دارالسلطنت شہر پتبلونہ تھا اس کے علاوہ جو بلاد تھے اس پر بادشاہ برشلونہ کا قبضہ تھا اب ہم ان لوگوں کے حالات زمانہ فتح اسلامی سے بیان کرنا چاہتے ہیں جس سے آپ کو بالتفصیل حالات سے آگاہی حاصل ہوجائے گی۔

ابن ناقلہ اور اوفونش: جس وقت زمانہ فتح اسلامی میں مسلمانوں نے عیسائیوں کو ۹۰ھ (۷۰۸ء) میں مغلوب کر کے لرزلق (راڈرک) بادشاہ قوط (گاتھ) کو تہ تیغ کیا اور تمام جزیرہ اندلس میں سیلاب کی طرح پھیل گئے۔ اس وقت تمام عیسائی گروہ اندرونی بلاد اندلس سے سمٹ کر ساحل سے باہر کی طرف بھاگ نکلے اور قشتالہ کی پرلی طرف کی سرحدوں کو عبور کر کے جلیقیہ جا کر جمع ہوئے۔ ان لوگوں پر تین شخصوں نے حکومت کی۔ ابن ناقلہ انیس سال حکومت کرتا رہا۔ ۱۳۳ھ (۷۵۰ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اس نے وفات پائی اس کی جگہ قافلہ تخت نشین ہوا دو برس حکومت کر کے یہ بھی مر گیا ان لوگوں نے ان دونوں کے بعد اوفونش بن بطرہ کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا اسی اوفونش کی اولاد اس وقت تک حکمرانی کی کرسی پر متمکن ہے۔ یہ نسباً عجم میں سے جلالقہ کے خاندان سے ہے' جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ ابن حیان کا گمان ہے کہ یہ قوط کی نسل سے ہے اور میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ قوم قوط (گاتھ) تباہ و برباد اور ہلاک ہوگئی اور یہ کم دیکھا گیا ہے کہ کوئی قوم تباہی و بربادی کے بعد پھر صحیح حالت پر آ جائے بلکہ یہ دوسرے گروہ کا ایک نیا بادشاہ ہے۔ واللہ اعلم۔

اوفونش بن بطرہ کا قتل: الغرض اوفونش بن بطرہ نے پس ماندگان اور بقیہ عیسائیوں کو ان بلاد کی حمایت کرنے پر جمع اور متفق کیا جو مسلمانوں کے قبضہ اور تصرف سے بچ رہے تھے۔ اس وقت اسلامی فتوحات کا سیلاب جلیقیہ تک پہنچ گیا تھا اور جلیقیہ کی فتح کے بعد کچھ ایسے اتفاقات پیش آئے تھے کہ اسلامی دلاوروں نے تیغ و سپر رکھ دیئے تھے اتنے میں دولت اسلامیہ کے قوائے حکمرانی اندلس میں ضعیف ہو گئے اور عیسائیوں نے ان اکثر بلاد پر جنہیں مسلمانوں نے عیسائیوں سے چھین لیا تھا قبضہ حاصل کر لیا۔ اٹھارہ سال حکومت کرنے کے بعد اوفونش بن بطرہ نے ۱۴۲ھ[1] (۷۵۹ء) میں وفات پائی۔

فرویلہ بن اوفونش: اس کا بیٹا فرویلہ حکمران ہوا اس نے گیارہ سال حکومت کی اس کی شان و شوکت نے ترقی کی اور اس کی حکومت میں بھی مضبوطی پیدا ہوئی۔ اسی زمانہ میں اتفاق وقت سے عبدالرحمٰن داخل کو نظام حکومت کی درستی کی ضرورت پیش آ گئی پس فرویلہ نے شہریک' برتغال' سمورہ' سلمنقہ' شقر ینہ اور قشتالہ وغیرہ کو مسلمانوں کے قبضہ سے نکال لیا۔ ۱۵۸ھ (۷۷۴ء) میں یہ ہلاک ہو گیا اس کا بیٹا شیلون تخت آرائے حکومت ہوا۔ دس سال تک اس کی حکومت رہی۔ ۱۶۸ھ (۷۸۴ء) میں یہ بھی مر گیا تب عیسائیوں نے اوفونش کے سر پر تاج شاہی رکھا۔

سمول ماط کی بغاوت: سمول ماط نامی ایک عیسائی نے اس سے بغاوت کی اور دفعتہً حملہ کر کے اسے مار ڈالا اور اس کی جگہ سات برس تک حکومت کرتا رہا۔ اس واقعہ کے بعد ہی امیر عبدالرحمٰن کی حکومتِ اندلس میں ایک طاقتور حکومت ہو گئی فوجوں نے سرمین جلیقیہ پر جہاد کیا۔ متعدد قلعے بزور تیغ فتح کئے ہزار ہا قیدی اور بہت سا مال غنیمت کر اسلامیہ کے ہاتھ آیا۔ سموں کے بعد انہیں عیسائیوں میں سے اوفونش نامی ایک دوسرے شخص نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔

رذمیر اور سانجہ: ابن حیان نے تحریر کیا ہے کہ رذمیر کی حکومت ۳۱۹ھ (۹۳۱ء) عہد حکومت ناصر میں تھی خلیفہ ناصر نے اس پر بقصد جہاد فوج کشی کی تھی۔ غزوہ خندق میں مسلمانوں کو عیسائیوں کے مقابلہ میں پسپا ہونا پڑا۔ یہ واقعہ ۳۲۷ھ (۹۳۸ء) کا ہے۔ غزوہ خندق شہر سنت ماکس کے قریب ایک میدان میں ہوا تھا جیسا کہ اپنے موقع پر ذکر کیا گیا بعدہ ۳۳۳ھ (۹۴۴ء) میں رذمیر عیسائی بادشاہ مر گیا اس کا بھائی سانجہ (سانکو) تختِ حکومت پر متمکن ہوا اس کی دلیری اور مردانگی غیر معمولی تھی' نہایت چالاک اور ہوشیار تھا مگر اس کے باوجود ارا کین و سرداران دولت کے ہاتھوں اس کی حکومت کو بے حد

---

[1] میرے نزدیک یہ کاتب کی غلطی ہے۔ ۱۴۲ھ کی جگہ ۱۵۳ھ (۷۶۹ء) ہونا چاہئے کیونکہ ۱۳۳ھ میں ابن قافلہ نے وفات پائی تھی اور دو برس تک اس کا بیٹا قافلہ حکمران رہا اس حساب سے ۱۳۵ھ میں اوفونش تخت حکومت پر متمکن ہوا اٹھارہ برس اس نے حکومت کی اس لحاظ سے اوفونش کا انتقال ۱۵۳ھ میں ہوا نہ کہ ۱۴۲ھ میں۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقصان اٹھانا پڑا۔ اس کی حکومت کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا اس کے بعد بنو اوفونش کو جلالقہ میں پھر حکومت کرنا نصیب نہ ہوا۔ لیکن زمانہ طوائف الملوکی کے بعد پھر اس کا دور دورہ ہوا اس کا ذکر اوپر کیا گیا۔

سانجہ کی خلیفہ ناصر سے امداد طلبی: ابن حیان نے نقل کیا ہے کہ اس گروہ کی بادشاہت میں فرولند (فرڈی ننڈ) ابن عبد شلب سردار البتہ و قلاع کے ہاتھوں انقلاب پیدا ہوا۔ یہ ان تمام عیسائی سرداروں سے معظم و محترم تھا جو بڑے عیسائی بادشاہ کی طرف سے مختلف صوبوں کی گورنری پر مامور تھے۔ اس نے صوبہ البتہ میں سانجہ کی مخالفت کا اظہار کیا اور اپنی کمک پر سانجہ کے مقابلہ میں بادشاہ بشکنش کو لے آیا۔ سانجہ ان واقعات سے مطلع ہو کر خلیفہ ناصر کی خدمت میں فریاد بن کر دربار قرطبہ میں حاضر ہوا امداد کی درخواست کی چنانچہ خلیفہ ناصر نے اسے مالی اور فوجی مدد دی۔ اس امداد و اعانت کی بدولت خلیفہ ناصر کو سمورہ پر قبضہ مل گیا اس نے وہاں پر مسلمانوں کو ٹھہرایا۔

فرڈی ننڈ کی گرفتاری و مصالحت: سانجہ اور فرولنڈ میں مدتوں لڑائی کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ فرولنڈ انہی لڑائیوں میں سے کسی لڑائی میں گرفتار کر لیا گیا۔ پھر بادشاہ بشکنش اور سانجہ میں اس شرط پر مصالحت ہو گئی کہ فرولند بن عبد سلب اس کا قیدی اس کے پاس بھیج دیا جائے۔ چنانچہ سانجہ نے اسے رہا کر دیا۔ اس کے بعد ۳۱۵ھ (۹۶۴ء) میں اردن اوفونش (اوردونو) خلیفہ مستنصر کی خدمت میں فریادی صورت بنائے ہوئے حاضر ہوا اور سانجہ کے مقابلہ میں امداد و اعانت کی درخواست کی۔ مستنصر نے اس کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور اپنے نامور سپہ سالار غالب کو اس کی کمک پر مامور کیا۔ اس واقعہ کے بعد اِدھر سانجہ بادشاہ اوفونش مقام بطلیوس میں مر گیا۔ اس کا بیٹا رذمیر اس کی جگہ ان لوگوں پر حکومت کرنے لگا اُدھر فرولنڈ بن عبد شلب سردار البتہ بھی وفات پا گیا اس کا بیٹا غرسیہ اس کا صوبہ کا مالک و سردار بنایا گیا۔

منصور بن عامر اور رذمیر کی جنگ: اتنے میں خلیفہ مستنصر نے وفات پائی اور رذمیر نے سرحدی شہروں کو تاخت و تاراج کرنا شروع کر دیا۔ رفتہ رفتہ اس کی بدمعاملگی اور ایذا رسانی بڑھتی گئی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی سرکوبی پر منصور بن عامر حاجب خلیفہ ہشام موید کو مامور کیا پس اس نے رذمیر کے مقبوضات پر خوب حملے کئے متعدد مرتبہ جہاد کے ارادے سے اس پر فوج کشی کی گئی۔ بار سمورہ میں اس کا محاصرہ کیا بعدہ لیون کی جانب بڑھا اور اسے بھی اپنے محاصرہ میں لے لیا اس واقعہ سے کچھ دن پہلے غرسیہ نے فرلند والیٔ البتہ پر بھی یلغار کیا تھا۔ بادشاہ بشکنش اس کی کمک پر آیا ہوا تھا منصور نے اپنے پُر زور حملوں سے ان دونوں کو شکست فاش دی۔

رذمیر کی شکست و اطاعت: اس کے بعد یہ دونوں متفق ہو کر رذمیر کے ساتھ منصور کے مقابلہ پر آئے مقام سنت ماکس پر سخت اور خونریز جنگ ہوئی۔ منصور نے اس میدان کو بھی جیت لیا اور ان سب عیسائی سلاطین کو شکست دے کر سنت ماکس پر قبضہ کر لیا اور فتحیابی کے بعد اس قلعہ کو منہدم اور شہر کو ویران کر ڈالا۔ ان پے در پے شکستوں سے جلالقہ کے چھکے چھوٹ گئے۔ رذمیر کو بداقبال اور بدبخت کہنے لگا اس کا چچا برمند بن اردون اس کے برخلاف علم بغاوت بلند کر کے حکومت و سلطنت کا دعویدار ہوا۔ عیسائیوں میں نفاق اور دشمنی کی آگ بھڑک اٹھی۔ اس کے بعد رذمیر نے ۳۷۴ھ (۹۸۴ء) میں منصور کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے بعد ہی مر گیا اس کے مرنے پر اس کی ماں بھی منصور کی مطیع و فرمانبردار رہی اور جلالقہ بالاتفاق

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برمند بن اردون کو اپنا بادشاہ بنائے رہے۔

برمند اور منصور کی جھڑپیں: منصور نے جلالقہ پر پھر چڑھائی کر دی' برمند کو یہ امر نہایت شاق گزرا بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے مگر کچھ بن نہ آئی اور منصور نے جیون کو بزور تیغ فتح کر کے سمورہ کی جانب قدم بڑھایا۔ برمند سمورہ کو چھوڑ کر بھاگ گیا اہل سمورہ نے شہر کو منصور کے حوالے کر دیا۔ منصور نے سمورہ کو تاخت و تاراج کر کے چٹیل میدان بنا دیا۔ اس مقام کے سر ہونے سے جلالقہ کے قبضہ میں چند کوہستانی قلعوں کے علاوہ اور کوئی قلعہ باقی نہ رہا جو ان کے ملک اور بحر اخضر کے درمیان میں حائل تھے۔ بعد برمند کی یہ کیفیت رہی کہ کبھی مطیع اور فرمانبردار ہو جاتا تھا اور کبھی بدعہدی کر کے مخالفت کا اعلان کر دیتا تھا۔ منصور اس پر بذات خود حملہ کرتا رہتا تھا۔

برمند کی اطاعت: بالآخر برمند نے اپنی ناکامی کا یقین کر لیا اور ۳۸۵ھ (۹۹۵ء) میں منصور کے دربار میں حاضر ہو کر گردن اطاعت جھکا دی اور اپنے تمام مقبوضات کے زمام حکومت منصور کے حوالہ کر دی منصور نے اس کے ساتھ فیاضانہ سلوک کیے اسے اس کے مقبوضات کی سند حکومت عنایت کی اور اپنا باجگزار بنا کر پھر اس کے ملک کو واپس فرمایا۔ ۳۸۹ھ (۹۹۸ء) میں سرحدی شہروں کی حفاظت کے خیال سے مسلمانوں کی ایک جماعت کو سمورہ میں آباد کیا اور ابوالاحفص معن بن عبدالعزیز تجیبی کو اس کی سند حکومت عطا کی۔

منصور کی غلیسیہ پر فوج کشی: چونکہ غرسیہ بن فرولند نے مخالفین منصور کی اعانت کی تھی۔ اس وجہ سے منصور نے اس کی گوشمالی کی طرف توجہ کی چنانچہ فوجیں مرتب کر کے شہر اشبونہ دارالسلطنت غلیسیہ (گلیسیا) پر چڑھائی کر دی اور بزور تیغ اس پر قبضہ کر کے اسے ویران اور خراب کر ڈالا۔ اس واقعہ کے بعد غرسیہ کا انتقال ہو گیا۔ اس کا بیٹا سانجہ تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ منصور نے ان سب سلاطین پر جزیہ قائم کیا اور تمام جلیقیہ کو اپنے علم حکومت کے سایہ میں لے لیا یہ لوگ منصور کے شاہی اقتدار کو اسی طرح تسلیم کرتے تھے جس طرح کہ صوبوں کے گورنر اپنے بادشاہ کے شاہی جاہ و جلال کو مانا کرتے ہیں' صرف برمند بن اردون اور مسدبن عبد شلب والیٔ غلیسیہ اس اثر سے محفوظ رہا کیونکہ یہ دونوں خود مختاری کے ساتھ حکمرانی کر رہے تھے اس کے ساتھ مسدبن شلب نے مراسم اتحاد قائم کرنے کی غرض سے اپنی بیٹی کو ۳۸۳ھ (۹۹۳ء) میں منصور کی خدمت میں بطور کنیز خدمت کرنے بھیجا پس منصور نے اسے آزاد کر کے اپنے حبالہ نکاح میں داخل کر لیا۔

برمند کی سرکشی اور اطاعت: کچھ عرصہ بعد برمند نے سرکشی کی منصور کو اس کی خبر لگی تو فوجیں آراستہ کر کے چڑھائی کر دی اور کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے سینٹ یاقب (سینٹ یعقوب یا یاگو) تک پہنچ گیا جہاں پر کہ ہر سال عیسائیوں کا جم غفیر حج و زیارت کو آتا تھا۔ یہاں یعقوب حواری کی قبر تھی یہ مقام غلیسیہ کی انتہائی سرحد پر واقع تھا۔ عیسائیوں نے منصور کی آمد کی خبر پا کر اس مقام کو خالی کر دیا تھا۔ منصور نے سینٹ یعقوب کو منہدم کرا دیا اس کے دروازوں کو دارالحکومت قرطبہ اٹھا لایا اور جامع قرطبہ میں اس طریقہ کے مطابق کہ ہر حکمران کچھ نہ کچھ اس کی عمارت میں اضافہ کرتا چلا آیا تھا بطور اپنی یادگار کے لگا دیا۔ برمند بن اردون نے منصور کی ان کامیابیوں سے متاثر ہو کر مصالحت اور شرائط صلح طے کرنے کی غرض سے اپنے بیٹے بلانہ کو معن بن عبدالعزیز والیٔ جلیقیہ کے ہمراہ بارگاہ خلافت قرطبہ کی جانب روانہ کیا۔ منصور نے اپنی فیاضی اور سیر چشمی سے برمند کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور اس سے مصالحت کر لی۔ بلانہ کامیابی کے ساتھ اپنے باپ کے پاس واپس گیا۔

افونش بن برمند کی خود مختاری: اس کے بعد منصور نے عیسائی امراء میں سے ارغوس کے سرکرنے پر کمر ہمت باندھی جو اطراف جلیقیہ میں سمورہ وقشبلہ کے درمیان حکمرانی کر رہا تھا اس کا دارالحکومت سینٹ بریہ میں تھا ۳۸۵ھ (۹۹۵ء) میں اسے کمال مردانگی سے فتح کر کے دائرہ حکومت اسلامیہ میں داخل کر لیا۔ پھر برمند بن اردون بادشاہ بنوا و افونش کا انتقال ہو گیا اس کا بیٹا اوفونش حکمران ہوا۔ اس نے خود مختاری کا اعلان کیا۔ مسد بن عبد شلب آڑے آیا اس اختلاف کا فیصلہ کرنے کے لئے عبدالملک بن منصور کو حکم مقرر کیا منصور نے اصبغ ابن سلمہ قاضی نصاریٰ کو ان دونوں کے جھگڑے کا فیصلہ کرنے پر متعین فرمایا۔ اصبغ نے مسد بن عبد شلب کے حق میں فیصلہ کیا اوفونش بن برمند اس زمانہ سے مسد بن عبد شلب کی نگرانی میں حکمرانی کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ۳۹۸ھ (۱۰۰۷ء) میں اوفونش نے مکر و فریب سے مسد کو مار کر اس کی حکومت کو نیست و نابود کر دیا اور اپنے باپ کے عہد حکومت کے امراء سے اور ان لوگوں سے جو اس کی قوم کے تھے۔ مراسم شاہی کے بجالانے کے خواستگار ہوا۔

افونش اور عبدالملک مظفر کی جنگ: چنانچہ افونش کو اس ارادے میں کامیابی ہوئی اس نے اپنی جانب سے ان لوگوں کو مامور کیا جو اس کے پاس رہتے تھے اور جن پر اسے اعتماد تھا رفتہ رفتہ اس کے زمانہ میں ملوک بنی ارغوس اور بنی فرولند وغیرہ کا ذکر معدوم ہو گیا جن کے حالات ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں۔ ان لوگوں کی حکومتیں بنی اوفونش میں سے سانجہ بن کرذ میر کے زمانہ حکمرانی میں تھیں، افونش نے ان سب چھوٹی چھوٹی حکومتوں کو ایک جا کر کے متفقہ قوت سے عبدالملک مظفر بن منصور کے مقابلہ کی تیاری کی۔ بادشاہ بشکنش نے فوجی اور مالی بددی فلونیہ کے باہر ایک میدان میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد اس نے ان کو شکست دی اور بصلح قلعہ کو فتح کر لیا۔

سانجہ بن غرسیہ کا قتل: ان واقعات کے بعد منصور اور اس کے بیٹوں کی حکومت کا سلسلہ منقطع ہو گیا چوتھی صدی کے شروع میں بربریوں کے فتنہ و فساد کی گرم بازاری ہوئی۔ سانجہ بن غرسیہ والیٔ البتہ کو مسلمانوں سے بدلہ لینے کا موقع مل گیا۔ ہمیشہ ایک نہ ایک گروہ کو دوسرے کے خلاف ابھار دیتا اور اس کی مدد کرتا تھا یہاں تک کہ اس کی بعض امیدیں پوری ہو گئیں اسی اثناء میں بادشاہ بشکنش نے اسے ۶۰۴ھ (۱۰۱۵ء) میں مار ڈالا اور عیسائیوں نے آہستہ آہستہ ان بلاد کو جو قشتالہ اور جلیقیہ میں واقع تھے اور جہاں پر یہ اس سے پیشتر مغلوب ہو چکے تھے دبا لیا۔ اوفونش برابر جلیقیہ اور اس کے صوبوں پر حکمرانی کرتا رہا اور اسی کے خاندان میں سلسلہ حکومت قائم رہا۔ یہاں تک کہ اندلس میں طوائف الملوکی کا زمانہ آ گیا اور لتونہ ملوک مغرب میں سے مرابطیوں نے ملوک الطوائف اندلس پر غلبہ حاصل کر کے تمام ملک اندلس کو اپنے علم حکومت کا مطیع بنا لیا اور عربوں کی حکومت اندلس سے منقطع اور ختم ہو گئی۔

بنی اوفونش: تواریخ اور حالات لتونہ میں لکھا ہوا ہے کہ جس بادشاہ قشتالہ نے ملوک الطوائف اندلس پر ۴۵۰ھ (۱۰۵۸ء) میں خراج قائم کیا تھا وہ بطمین تھا بظاہر یہ مفہوم ہوتا ہے کہ یہ شخص سانجہ بن امرک پر جو کہ ان دنوں بنی اوفونش کا بادشاہ تھا قابض تھا اور یہ ان کی تاریخوں میں مذکور ہے اور جب یہ مر گیا تو زمام حکومت اس کے بیٹوں فرولند اور غرسیہ اور رذمیر نے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے اپنے ہاتھوں میں لے لی مگر ان سب کا نگران اور ان کے کاموں کا منتظم فرولند تھا۔ اس نے سنت بریہ اور ابن اقطس کے اکثر صوبوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ پھر یہ سانجہ' غرسیہ اور الفنش کو چھوڑ کر مر گیا۔ ان لوگوں میں نا اتفاقی پیدا ہو گئی لڑنے بھڑنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت و سلطنت پر الفنش تن تنہا قابض ہو گیا اسی کے زمانہ میں ظاہر اسماعیل بن ذی النون نے ۴۶۷ھ (۱۰۸۴ء) میں وفات پائی اور اسی نے ۴۷۸ھ (۱۰۸۵ء) میں طلیطلہ پر قبضہ کیا تھا۔

الفنش کی امارت: ان دنوں جزائر اندلس میں اس کے قبضہ سے اس کی بڑی عزت تھی اس کے بطارقہ اور سرداران دولت سے برہانس ملقب بہ انبند ور تھا اس کے معنی ''ملک الموت'' ہیں۔ اس سے اور یوسف بن تاشفین سے مقام زلالہ میں مڈبھیڑ ہوئی اور لڑائی میں اس کو شکست ہوئی تھی۔ یہ واقعہ ۴۸۱ھ (۱۰۸۸ء) کا ہے اس نے ابن ہود کا سرقسطہ میں محاصرہ کیا' چونکہ اس کے چچازاد بھائی زدمیر سے اور اس سے ان بن تھی۔ اس نے میدان خالی دیکھ کر طلیطلہ پر چڑھائی کر دی اور پہنچتے ہی محاصرہ ڈال دیا مگر کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ اسی زمانہ میں قرنے نے ملیلیہ کا' غرسیہ نے مریہ کا' برہانس نے مرسیہ کا اور قسطون نے شاطبہ اور سرقسطہ کا محاصرہ کر لیا۔ اس کے بعد ۴۸۹ھ (۱۰۹۵ء) میں الفنش نے بلنسیہ پر قبضہ کر لیا۔ پھر مرابطیون نے ملوک الطوائف اندلس پر غالب ہو کر بلنسیہ کو عیسائیوں کے قبضہ سے نکال لیا۔ ۵۰۱ھ (۱۱۰۷ء) میں الفنش مر گیا۔ جلالقہ کی زمام حکومت الفنش کی بیوی نے اپنے ہاتھ میں لے لی اور زدمیر سے اپنا عقد کر لیا' مگر کچھ دن بعد اس سے علیحدگی اختیار کر کے اپنے قیدیوں میں سے ایک قیدی کے ساتھ زن وشوئی کا تعلق پیدا کیا اس سے ایک بیٹا پیدا ہوا جسے عیسائی سلیطین کے نام سے موسوم کرتے تھے۔

ابن رذمیر اور ابن ہود کی جنگ: ۵۰۳ھ (۱۱۰۹ء) میں ابن رذمیر اور ابن ہود سے قسطہ کے باہر وہ لڑائی ہوئی جس میں ابن ہود عیسائیوں کے ہاتھوں شہید ہوا۔ ابن رذمیر نے سرقسطہ کے قلعہ پر اپنے اقبال کا جھنڈا گاڑ دیا۔ عماد الدولہ اور اس کا بیٹا زوطہ کی طرف بھاگ گیا مدتوں وہیں مقیم رہا۔ یہاں تک کہ سلیطین نے بمصالحت اپنے پاس بلا کر اسے قشتالہ کی جانب روانہ کیا۔ اس کے بعد رذمیر اور اہل قشتالہ میں لڑائیاں ہوئیں۔ انہی لڑائیوں کے سلسلے میں برہانس ۵۰۷ھ (۱۱۱۳ء) میں مر گیا یہ واقعہ لمتونہ میں مرابطیوں کے آخری دور حکومت میں واقع ہوا پھر ان لوگوں کی حکومت مواحدین کے ہاتھوں نیست و نابود ہو گئی۔ زمانہ حکومت منصور یعقوب بن امیر المومنین یوسف بن عبد المومن میں عیسائیوں کی حکومت ان کے تین بادشاہوں الفنش' بیوح اور ابن الرند میں محدود تھی ان میں سے الفنش طاقت وقوت اور ملک و دولت کے لحاظ سے پیچھے دو سے بڑا تھا۔ یہی عیسائی لشکر اور عیسائی امراء جنگ کاراک میں جس میں منصور کو ان پر فتح یابی نصیب ہوئی تھی ۵۱۱ھ (۱۱۱۴ء) میں سردار اور میدان جنگ کا سپہ سالار تھا۔

بیوح وائلیون کی بدعہدی: بیوح وائلیون وہ ہے جس نے عام العقاب میں ناصر کے ساتھ بدعہدی کی تھی اس کی تفصیل یہ ہے کہ بیوح نے خط و کتابت کر کے ناصر سے مراسم اتحاد پیدا کئے اور باظہار دوستی ناصر کے پاس آیا۔ مشفقانہ نصیحت کی' ناصر نے براہ عزت افزائی بہت سا مال عنایت کیا اس کے بعد بیوح نے اپنے دار الحکومت میں واپس آ کر ناصر کے مراسم اتحاد کو دور سے سلام کر کے رخصت کر دیا۔ معرکہ آرائی کی نوبت آئی نتیجہ یہ ہوا کہ جنگ عقاب میں اسے دوبارہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شکست اٹھانا پڑی اس کے بعد ناصر نے وفات پائی۔ مستنصر تخت حکومت پر جلوہ آرا ہوا اور بنی عبدالمؤمن کی ہوا بگڑ گئی۔

ہرانده بن الفنش: الفنش نے ان قلعوں اور مقامات پر قبضہ کرلیا جس پر مسلمانوں کا پھریرا لہرا رہا تھا۔ اس کے بعد الفنش نے بھی موت کا جام نوش کیا اس کا بیٹا ہرانده تخت نشین ہوا یہ احوال (بھینگا) تھا اور اسی لقب سے ملقب کیا جاتا تھا۔ یہ وہی شخص ہے جس نے قرطبہ اور اشبیلیہ کو بنو ہود کے قبضۂ اقتدار سے نکال کر اپنے دائرہ حکومت میں داخل کیا تھا اسی کے عہد حکومت میں بادشاہ ارغون نے بلاد اسلامیہ پر فوج کشی کی تھی جس سے تمام بلاد شرقی اندلس میں ایک عام ہلچل پڑ گئی تھی۔ شاطبہ، دانیہ، بلنسیہ، سرقسطہ اور مشرقی سرحد کے تمام شہر مسلمانوں کے قبضہ سے نکل گئے اور مسلمانوں نے ہر چہار طرف سے سمٹ کر ساحل بحر کو اپنا مرکز اور ٹھکانہ بنایا ان بقیہ مسلمانوں پر ابن ہود کے بعد ابن احمر حکمران ہوا۔ پھر ہرانده مر گیا اس کا بیٹا تخت حکومت پر متمکن ہوا اور جب یہ بھی مر گیا تو اس کا بیٹا ہرانده ثانی عیسائی گورنمنٹ کی عنان حکومت کا مالک و وارث ہوا۔

سلطان یعقوب بن عبدالحق: اس کے زمانہ حکومت میں سلطان بنو مرین، سلطان ابن احمر کی امداد و اعانت کے اندلس آیا تھا ان دنوں اس کا بادشاہ یعقوب بن عبدالحق تھا عیسائی فوجوں سے ایک وسیع وادی میں معرکہ آرائی ہوئی۔ عیسائی لشکر پر بنی اوفونش کے غلاموں میں سے ایک سفلہ سپہ سالاری کر رہا تھا جو عیسائیوں کا نہایت معتمد علیہ اور مایہ ناز شخص تھا۔ سلطان یعقوب بن عبدالحق نے اسے شکست دی جس سے عیسائیوں کی جماعت منتشر ہو گئی مگر فتنہ و فساد کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ سلطان یعقوب نے کبھی اور کسی وقت بھی اندلس کو اپنا مرکز حکومت یا جائے سکونت نہیں بنایا۔ ہمیشہ اپنے ملک اور دارالحکومت میں بیٹھا ہوا وقتاً فوقتاً عیسائیوں کے مقبوضات پر تاخت و تاراج کرتا تھا اور اپنے آئے دن کے جہاد اور فوج کشی سے سرکش عیسائیوں کی سرکوبی میں مصروف رہا یہاں تک کہ عیسائی سلاطین نے مصالحت کا پیام دیا اور باہم مصالحت ہو گئی۔

ہرانده اور سلطان یعقوب: اسی زمانے میں ہرانده بادشاہ قشتالہ اور اس کے بیٹے سانجہ میں باہم مخالفت پیدا ہو گئی۔ ہرانده بطور وفد کے سلطان یعقوب کی خدمت میں اپنے بیٹے سانجہ کی زیادتیوں کی شکایت کرنے کے لئے حاضر ہوا اور دست بوسی کے بعد امداد و اعانت کی درخواست کی۔ سلطان یعقوب نے اپنی فیاضی اور دریا دلی سے اس کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا مالی اور فوجی مدد دی۔ ہرانده نے مال کے بدلے اپنے تاج کو جو کہ اس کے اسلاف کے زمانہ سے محفوظ چلا آتا تھا بطور رہن کے بارگاہ سلطانی میں حاضر کیا تھا یہ تاج سلاطین بنی عبدالحق حکمرانانِ بنی مریم کے خزانہ شاہی میں اس وقت موجود ہے۔ اس کے بعد ہرانده ۷۸۳ھ/۱۲۸۴ء میں مر گیا۔

سانجہ بن ہرانده کی عہد شکنی: اس کا بیٹا سانجہ مستقل طور سے حکمرانی کرنے لگا۔ سلطان یعقوب کے انتقال کے بعد سانجہ بھی بارگاہ سلطانی میں درخواست مصالحت پیش کرنے کے لئے حاضر ہوا چنانچہ سلطان یوسف بن یعقوب نے اس سے مصالحت کر لی مگر سانجہ نے ایفائے عہد نہ کیا۔ صلح نامہ کے خلاف آتش جنگ کو مشتعل کر کے طریف کا محاصرہ کر لیا اور قابض ہو گیا۔

بطرہ بن ہرانده: ۶۹۳ھ/۱۲۹۳ء میں یہ بھی مر گیا اس کا بیٹا ہرانده تخت نشین ہوا اور ۷۱۲ھ/۱۳۱۲ء میں بار حکومت سے سبکدوش ہو کر اس نے بھی ملک عدم کی راہ اختیار کی اس کا بیٹا بطرح تخت نشین ہوا یہ نو عمر چھوکرا تھا چچا اس کا نگران ہوا جب

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیسائیوں نے غرناطہ پر ۷۱۸ھ ۱۳۱۸ء میں چڑھائی کی تو یہ دونوں چچا بھتیجا کام آئے بعدازیں بطرہ کا بیٹا ہنشہ تخت نشین ہوا یہ بھی صغیرالسن تھا۔ جب سن شعور کو پہنچا اور بذاتہ حکومت سنبھالی تو اس نے سلطان ابوالحسن پر جب کہ وہ طریف کا ۷۵۱ھ میں محاصرہ کئے ہوا تھا فوج کشی کی اور مارا گیا۔

بطرہ اور قمط کی جنگ: تب اس کا بیٹا بطرہ وارث تاج وتخت ہوا بطرہ اور برشلونہ قمط کی باہم چل گئی۔ بطرہ نے کئی بار قمط پر فوج کشی کی۔ طبنیہ کا بھی کئی مرتبہ محاصرہ کیا بالآخر ۷۷۸ھ ۱۳۷۶ء میں قمط کو فتحیابی ہوئی اس نے قشتالہ کے اکثر شہروں پر قبضہ کرلیا۔ بطرہ گھبرا کر فرانس کے اس گروہ میں جا ملا جو قشتالہ کے اس پار اندرونی حصہ میں یمانیہ اور قرطانیہ کے اطراف میں ساحل بحرالخضر اور جزیرہ تک آباد تھے وہاں کے بادشاہ بلنس غالس نے بطرہ کی کمک کے لئے بڑی فوج تیاری کر کے قشتالہ پر فوج کشی کی اور قرنیترہ پر قبضہ کر کے بطرہ کے سپرد کر دیا۔ واپسی سے چند دن قبل ایک وباء عظیم ان لوگوں میں پھیل گئی جس سے ان کا ایک بڑا گروہ ہلاک ہوگیا۔

بطرہ کا قتل: بعدازیں بطرہ اور اس کے بھائی قمط میں جنگ وجدال جاری رہا' انجام کار قمط کامیاب ہوا اور بطرہ ایک قلعہ میں پناہ گزیں ہوا۔ جب بطرہ کو معلوم ہوا کہ قمط عنقریب اسے گرفتار کرلے گا بطرہ نے ایک بہی خواہ کے ہاں پناہ طلب کی اور قلعہ چھوڑ کر وہاں پناہ گزیں ہوا قمط کو معلوم ہوگیا اور اس نے اسی ہوا خواہ کے مکان پر بطرہ کو ۷۸۲ھ ۱۲۸۰ء میں حملہ کر کے قتل کر ڈالا اور بنی اوفونش کے تمام مقبوضہ شہروں پر قابض ہوگیا۔

قمط اور بلنس غالس کے مابین جھڑپیں: بطرہ کا بیٹا اپنے باپ کے مارے جانے کے بعد اپنے وزیر کے ساتھ قرمونہ میں پناہ گزیں اور قلعہ نشین ہوگیا تھا۔ قمط نے حکمت عملی سے اسے قرمونہ سے نکال لیا اور اس طور سے آہستہ آہستہ قشتالہ کی حکومت پر قابض ہوگیا۔ بلنس غالس بادشاہ فرانس نے اس لڑکے کے ذریعہ سے جو کہ بطرہ کی بیٹی کے بطن سے تھا قمط سے جھگڑا شروع کیا جیسا کہ نواسوں کی وراثت کے بارے میں عجمیوں کی عادت ہے۔ چنانچہ قمط اور بلنس غالس میں مدتوں لڑائی کا سلسلہ جاری رہا جس کی وجہ سے وہ لوگ مسلمانوں سے غافل ہوگئے اور ان لوگوں نے اس خراج کا دینا بند کر دیا جو عیسائیوں نے ان پر ان کی کمزوری کی وجہ سے ان پر قائم کر دیا تھا اس کے بعد ۷۹۱ھ (۱۳۹۹ء) میں قمط مر گیا اس کا بیٹا سانچہ تخت حکومت پر متمکن ہوا اس کا دوسرا بیٹا غرمس غرناطہ کی طرف بھاگ گیا کچھ روز بعد اطراف قشتالہ کی جانب لوٹ آیا۔ اس وقت (آٹھویں صدی ہجری میں) مملکت قشتالہ کی یہی کیفیت ہے اور اسی صورت سے وہاں کی حکومت چل رہی ہے اور الفنش بادشاہ فرانس کے ساتھ ان کی مخالفت ہے ان کی دشمنی سے مسلمانانِ اندلس محفوظ ہیں واللہ من وراھم محیط۔

شاہ پرتگال: بادشاہ پرتگال کا رقبہ حکومت جس کی سلطنت غربی اندلس اطراف اشبونہ میں ہے' بادشاہ قشتالہ کی بہ نسبت کم ہے۔ صرف صوبہ جلیقیہ اس کے قبضہ میں ہیں اس کے باوجود اس کا بادشاہ اس وقت خود مختار ہونے کے باعث دوسروں سے ممتاز سمجھا جاتا ہے اور نسباً ابن اوفونش کا شریک ہے میں نہیں جانتا اس کا نسب بنو اوفونش سے کس طرح ملتا ہے۔

شاہ برشلونہ: بادشاہ برشلونہ جس کی حکومت کا سکہ شرقی اندلس میں چلتا ہے یہ ایک وسیع حکومت اور عظیم مملکت کا مالک ہے۔ ارغون' شاطبہ' سرقسطہ' بلنسیہ' جزیرہ دانیہ' میورقہ اور بنورقہ وغیرہ اس کے عالم حکومت کے مطیع ہوئے۔ نسباً ان کا فرانس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے تعلق ہے اس کے بادشاہ کا حال جیسا کہ ابن حیان نے نقل کیا ہے۔ یہ قوم قوط (گاتھ) جن لوگوں کی حکومت اس سے پہلے اندلس میں تھی، وہی لوگ مملکت فرانس کے قدیمی بادشاہ تھے۔

اہل فرانس اور قوم قوط کے مابین کشیدگی: پھر اہل فرانس اور قوط قوط میں مخالفت پیدا ہوئی تھی ان لوگوں نے ان کے عہد و اقرار نامجات کو ناقابل عمل تصور کر کے داخل دفتر کر دیا۔ برشلونہ مملکت فرانس کا ایک صوبہ تھا جس وقت اللہ تعالیٰ نے اس ملک کو آفتاب اسلام کی روشنی سے منور کیا اور فتوحات اسلامیہ کا سیلاب تمام بلاد اندلس میں چشم وزدن میں پھیل گیا تو اسی عداوت کی وجہ سے فرانس نے قوط کی اعانت و مدد نہ کی۔ مسلمانوں نے قوم قط کے سرکرنے کے بعد فرانس پر دھاوا کیا اور برشلونہ کو ان کے قبضہ سے نکال کر دائرہ حکومت اسلامیہ میں شامل کر لیا پھر اس کی سرحدوں سے بڑھ کر اس سے ملے ہوئے براعظم پر بھی قابض ہو گئے اور اس کے دارالحکومت جزیرہ اربونہ کو بھی فرانس سے چھین لیا اس کے علاوہ اور شہروں پر بھی قابض ہو گئے اور اس کے دیگر شہروں کو بھی فرانس سے چھین لیا جو اس کی سرحدوں سے ملے ہوئے تھے۔

عیسائیوں کا برشلونہ پر قبضہ: اس کے بعد جس وقت مشرق میں دولت امویہ کا خاتمہ ہوا اور دولت عباسیہ نے عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لی اس وقت اندلس میں عربوں پر بھی مصیبتیں نازل ہوئیں باہم خانہ جنگیوں میں مصروف ہو گئے۔ فرانس نے موقع پا کر اپنے ان شہروں کو جن پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ برشلونہ تک پھر واپس لے لیا اور تقریباً دوسری صدی میں ان پر قابض ہو گئے۔ ان لوگوں نے اس صوبہ پر اپنی طرف سے ایک عیسائی امیر کو مقرر کیا جو بادشاہ رومہ فرانس کا مطیع اور ماتحت تھا اس وقت اس کا بادشاہ قارلہ اکبر تھا۔ یہ بہت بڑا جابر اور سرکش تھا۔ کچھ عرصہ بعد ان بادشاہوں کی کمزوری اور اختلاف کی وجہ سے ان میں بھی اختلافات پیدا ہو گئے جیسا کہ مسلمانوں میں اسلامی سلاطین کے ضعف کی وہ سے ان میں مخالفت اور چھوٹی چھوٹی متعدد حکومتیں قائم اور پیدا ہو گئیں تھیں۔ گورنران صوبجات نے اپنے اپنے مقبوضہ ممالک کو دبا لیا اور خود سر حکومت کے دعوے دار بن گئے۔ انہی میں سے ملوک برشلونہ تھے۔ انہوں نے بھی اپنے مقبوضہ صوبہ کو اپنا ملک سمجھ کر خود مختار حکومت کی بنا ڈال دی اور ملوک بنی امیر ابتداً ملوک برشلونہ سے مصلحتاً اور اتحاد کا برتاؤ اس وجہ سے رکھتے تھے کہ مبادا بادشاہ رومہ یا بادشاہ قسطنطنیہ دوسری جانب سے ان لوگوں کا معین و حامی نہ ہو جائے۔

منصور کا برشلونہ پر تسلط: پھر جب منصور بن ابی عامر کا دور حکومت آیا تو اسے برشلونہ پر عیسائیوں کا تسلط پسند نہ آیا۔ فوجیں تیار کیں آلات حرب سے انہیں آراستہ کیا اور خود امیر لشکر ہو کر ان پر بقصد جہاد فوج کشی کر دی۔ چنانچہ ملوک برشلونہ کے بلاد کو تاخت و تاراج کرتا ہوا برشلونہ تک پہنچ گیا اور اسے بھی فتح کر کے اپنی فتح یابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ ان دنوں اس کا بادشاہ برویل بن طیر تھا اس کی حالت اس وقت ویسی ہی تھی جیسا کہ اور ملوک نصاریٰ کی تھی۔ برویل نے وفات کے وقت تین بیٹے چھوڑے قلبہ، بیمند اور اومنقود۔ پھر اومنقود نے عبدالملک بن منصور سے بدعہدی کی۔ عبدالملک نے اس پر جہاد کیا اور اس کے شہروں میں سے کسی شہر کی سرحد میں اسے گرفتار کر لیا اس کے بعد بربریوں کے فتنہ کی گرم بازاری ہوئی اومنقود اس فتنہ میں بربریوں کا شریک اور ان کا ہوا خواہ تھا۔

المنتفیر بن بیمند و: انہی لڑائیوں میں اومنقود نے ۴۰۰ھ میں ملک عدم کا سفر اختیار کیا۔ بیمند وتنہا برشلونہ پر حکمرانی کرنے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگا۔ ۴۱۰ھ (۱۰۰۹ء) میں یہ بھی رہگزر ملک عدم ہوا اس کا بیٹا یلتفیر تخت نشین ہوا چونکہ یہ کمسن تھا اس کی ماں امورِ سیاست کی نگران ہوئی۔ اس سے اور ملوک طوائف اندلس یحییٰ بن منذر سے لڑائی ہوئی تھی۔ یہ وہی عیسائیہ ملکہ ہے جس سے سرحد طرطوشہ پر قبضہ کرلیا تھا سلسلہ حکومت بیمند ہی کی نسل میں قائم رہا۔ مواحدوں کے آخری دورِ حکومت میں اس کا بادشاہ جامعہ بن بطیرہ بن اوفونش بن بیمند تھا۔ اسی نے بلنسیہ کو مسلمانوں کے قبضہ سے نکالا ہے ان دنوں (یعنی آٹھویں صدی ہجری میں) ان کے بادشاہ کا نام بطرہ ہے۔ مجھے اس کے نسب کی کوئی ذاتی اطلاع نہیں ہوئی کہ کس طرح پر اس کا نسب اس کی قوم سے ملتا ہے اس صدی (آٹھویں) کے تیسویں سال میں اس نے تخت حکومت پر قدم رکھا تھا اور اس وقت تک یہ زندہ ہے۔ اس کا بیٹا اس کے ضعیف و معمر ہونے کی وجہ سے اس پر غالب ہے۔

واللہ وارث الارض ومن علیھا وھوا خیر الوارثین

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۴۰

امارتِ افریقہ

افریقہ میں اسلامی فتوحات کی ابتداء: ان حکمرانان عرب میں سے جنہوں نے علم خلافت عباسیہ کے زیر اثر بلاد اسلامیہ پر حکمرانی کی پہلے ہم بن واغلب والیان افریقہ کے حالات تحریر کرتے ہیں اور ان کی ابتدائے حکومت اور تمام احوال لکھنا چاہتے ہیں۔

عبداللہ بن ابی سرح: عہد عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کے تذکرہ میں عبداللہ بن ابی سرح کے ہاتھوں افریقہ کی فتح کی کیفیت ہم تحریر کر آئے ہیں کہ یہ بیس ہزار صحابہ اور سرداران عرب کی جمعیت سے افریقہ پر حملہ آور ہوئے تھے۔ عیسائیوں کے اس گروہ کو جو وہاں پر فرانس، روم اور بربر کا موجود تھا۔ منتشر اور پراگندہ کیا تھا۔ ان کے دارالسلطنت سبیطلہ کو منہدم و مسمار کر کے ان کے مال و اسباب چھین لئے تھے ان کی عوتیں اور لڑکیاں لونڈیاں بنالی تھیں ان کی حکومت کے شیرازہ کو درہم و برہم کر دیا تھا۔ سوارانِ عرب نے افریقہ کے میدانوں کو اپنی جولانگاہ بنالیا اور اہل کفر کو اس سختی سے قتل و قید کرنا شروع کیا کہ اہل افریقہ نے عبداللہ بن ابی سرح فاتح افریقہ کی خدمت میں یہ درخواست کی کہ تین سو قنطار سونا آپ ہم سے لے کر عرب کے ساتھ اپنے ملک کو واپس جائیں۔ چنانچہ عبداللہ بن ابی سرح نے اس درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور ۲۷ھ میں مصر کی جانب واپس ہوئے۔

معاویہ بن خدیج: ۳۴ھ میں امیر معاویہؓ بن سفیان نے معاویہ بن خدیج کوفی گورنر مصر کو افریقہ پر جہاد کرنے کی ہدایت کی۔ معاویہ بن خدیج نے فوجیں آراستہ کر کے افریقہ کی طرف قدم بڑھایا۔ جلولہ پر پہنچ کر ہنگامہ کارزار گرم کر دیا۔ رومیوں کے اس لشکر سے مقابلہ ہوا۔ نہایت سخت اور خونریز لڑائی کے بعد مسلمانوں نے عیسائیوں کو شکست دی اور انتہائی ابتری کے ساتھ انہیں ان کے ملک کی جانب لوٹا دیا۔ جلولاء پر اسلامی جھنڈا نصب کر دیا گیا بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ اطراف و جوانب کو جی کھول کر تاخت و تاراج کیا اور واپس آئے۔

عقبہ بن نافع: ۴۵ھ میں معاویہؓ بن ابی سفیان نے عقبہ بن نافع بن عبداللہ بن قیس فہری کو افریقہ کے سرکرنے پر مامور کیا اور معاویہ بن خدیج کے قبضہ سے اس کی عنان حکومت نکال لی۔ پس عقبہ ابن نافع نے قیروان کو آباد کیا۔ بربریوں سے معرکہ آرا ہوئے اور ان کے ملک کو معقول طور سے پامال کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوالمہاجر: پھر معاویہؓ بن ابی سفیان نے مصر اور افریقہ کی حکومت پر مسلمہ بن مخلد کو مامور کیا۔ اس نے عقبہ کو حکومت افریقہ سے معزول کر کے اپنے غلام ابوالمہاجر دینار کو ۵۵ھ میں اس کی سند حکومت عطا کی۔ ابوالمہاجر نے مغرب پر جہاد کیا فتح کرتا ہوا تلمسان تک پہنچا۔ عقبہ نے قیروان کو اپنی معزولی کی وجہ سے خراب و ویران کر ڈالا۔ مگر ابوالمہاجر کی ترقی کو نہ روک سکا اس کے ہاتھ پر متعدد لڑائیوں کے بعد جس میں اسے فتح یابی نصیب ہوئی تھی کسیلہ اور بلی مشرف باسلام ہوئے۔

عقبہ بن نافع کی افریقہ روانگی: جس وقت یزید بن معاویہ نے عنان حکومت وسلطنت اپنے قبضہ اقتدار میں لی اس وقت عقبہ بن نافع ۶۲ھ میں افریقہ کی جانب واپس ہوا چنانچہ عقبہ نے افریقہ میں داخل ہو کر بربریوں کو مرتد پایا اس نے ان لوگوں پر حملہ کی تیاری کی۔ زہیر بن قیس بلوی کو مقدمہ (ہراول) پر متعین کیا۔ رومی اور فرانسیسی لشکر بھاگ کھڑا ہوا۔ متعدد لڑائیوں کے بعد ان کے قلعوں بلنس اور باغایہ کو فتح کر لیا۔ زاب کے دارالسلطنت ازنہ پر بھی بزور تیغ قابض ہو گیا اس کے بادشاہ کو جو کہ بربری نسل سے تھا قید کر لیا۔ بے حد مال غنیمت ہاتھ لگا۔ اس کے بعد طنجہ کی جانب کوچ کیا اس کے بعد بلیاں بادشاہ غمارہ اور والی طنجہ نے علم حکومت اسلام کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ ہدایا اور تحائف پیش کئے۔ بلاد بربر اور اس کے پار مغرب کے سر کرنے کی بھی راہ نمائی کی' دلیلی' صذ زرہون بلاد مصامدہ اور بلاد سوس وغیرہ کو فتح کرنے کی راہیں بتلائیں یہ لوگ اس وقت تک مجوسی مذہب کے پابند تھے۔ عیسائی مذہب میں داخل نہیں ہوئے تھے۔ چنانچہ عقبہ نے ان بلاد کی جانب قدم بڑھایا۔ بہت بڑی اور نمایاں فتح نصیب ہوئی ہزاروں مردوں اور عورتوں کو لونڈی غلام بنایا' بے حد مال واسباب ہاتھ آیا۔ حد سے زیادہ ان لوگوں کے ساتھ سختی سے پیش آیا فتح کرتا ہوا سوس پہنچا۔ مسونہ اہل شام سے سوس کی سرحد پر لڑائی ہوئی۔ میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا عقبہ بحر محیط پر چند روز قیام کر کے واپس ہوا اور اپنی فوج ظفر موج کو قیروان میں آ ملنے کی ہدایت دی۔

معرکۂ تہودا: چونکہ کسیلہ بادشاہ اروبہ اور برانس بربری کو محاصرہ اور جنگ کی وجہ سے عقبہ بن نافع کی جانب سے دلی کینہ پیدا ہو گیا تھا۔ ان لوگوں نے واپسی کے وقت موقع پا کر مقام تہودا میں عساکر اسلامیہ سے چھیڑ چھاڑ کی۔ عقبہ تین سو کبار صحابہ اور تابعین کے ساتھ شہید ہوئے اس لڑائی میں محمد بن اوس انصاری چند مسلمانوں کے ساتھ قید کر لیا گیا تھا' جس کو والیٔ قفصہ نے رہا کر کے ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے ہمراہ تھے قیروان بھیج دیا۔ اسی اثناء میں زہیر بن قیس بھی قیروان واپس آیا ان واقعات کو سن کر آگ بگولا ہو گیا اور برانس کی سرکوبی کے قصد سے فوج کی درستی کا حکم دیا۔ حنش بن عبداللہ صنعانی نے اس لڑائی سے مخالفت کی اور اس کے لشکر سے علیحدہ ہو کر مصر کا راستہ لیا۔ چند لوگوں نے اس کی متابعت کی مجبوراً زہیر کو بھی ان لوگوں کے ساتھ نکلنا پڑا' برقہ میں پہنچ کر بہ انتظام امداد قیام پزیر ہوا۔ زہیر کے چلے آنے کی وجہ سے ان لوگوں نے اس وقت قیروان کسیلہ سے امن کی درخواست کی کسیلہ ان لوگوں کو امان دی' قیروان آیا اور یہ لوگ اس کے سایہ حمایت میں مقیم رہے۔

زہیر بن قیس بلوی: جس وقت عبدالملک بن مروان نے عنان خلافت اپنے قبضۂ اقتدار میں لی۔ اس وقت اس نے برقہ میں زہیر بن قیس بلوی کی کمک پر فوجیں روانہ کیں اور بربریوں کے میدان جنگ کا زہیر کو افسر اعلیٰ مقرر کیا۔ زہیر ۶۷ھ میں افریقہ پر حملہ آور ہوا مقام میس اطراف قیروان میں کسیلہ سے مڈبھیڑ ہوئی نہایت سخت اور خونریز لڑائیوں کے بعد زہیر نے کسیلہ کو شکست دی اور دوران جنگ میں اسے قتل کر ڈالا اس کے علاوہ اور بہت سے سرداران بربر اور ان کے نامی نامی جنگ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو کھیت رہے اس کے بعد مشرق کی جانب واپس ہوا اور بولا کہ کہ میں اس اطراف میں جہاد کی غرض سے آیا تھا مگر اب مجھے یہ خوف پیدا ہو چلا ہے کہ میرا نفس دنیا کی جانب مائل ہو رہا ہے۔ چنانچہ مصر کی طرف کوچ کیا۔ سواحل برقہ پر بادشاہ قسطنطنیہ کی جنگی کشتیوں کے بیڑے نے مزاحمت کی جو زہیر کی روک تھام کے لئے روانہ کیا گیا تھا۔ زہیر نے کمال مردانگی سے مقابلہ کیا۔ عیسائیوں کی جمعیت بہت زیادہ تھی۔ زہیر کو اس واقعہ میں شہادت نصیب ہوئی۔

حسان بن نعمانی غسانی: عبدالملک بن مروان نے عبداللہ بن زبیر کی شہادت اور مستقل حکومت حاصل کرنے کے بعد حسان بن غسانی کو افریقہ پر جہاد کرنے کا حکم دیا۔ ایک بڑی فوج سے اس کی مدد کی چنانچہ حسان ابن نعمان قیروان میں داخل ہوا اور بزور تیغ قرطاجنہ کو فتح کر کے ویران کر ڈالا۔ جس قدر رومی اور فرانسیسی قرطاجنہ میں تھے صقلیہ اور اندلس کی جانب بھاگ گئے اس کے بعد پھر عیسائیوں نے صطفورا اور تبزوت میں متفق ہو کر عساکر اسلامیہ کا مقابلہ کیا حسان نے اس معرکہ میں بھی ان لوگوں کو شکست دی۔ عیسائیوں نے باجہ اور بونہ میں جا کر پناہ لی اس کے بعد حسان نے کاہنہ ملک جزارہ کے ارادے سے کوہ اوراس کی طرف قدم بڑھایا ان دنوں ملوک بربر میں سے اس کی قوت وشوکت بہت بڑھی تھی۔ اس سے اور عساکر اسلامیہ سے لڑائی ہوئیں۔ میدان بربریوں کے ہاتھ رہا۔ مسلمانوں کو شکست ہوئی ایک گروہ گرفتار کر لیا گیا خاتمہ جنگ کے بعد کاہنہ نے خالد بن یزید قیسی کے علاوہ سب کو رہا کر دیا۔ انہیں اپنے دونوں لڑکوں کے ساتھ دودھ پلایا اور انہیں ان کا رضاعی بھائی بنایا اور عرب کو افریقہ سے نکال دیا۔

کاہنہ کا قتل: حسان نے شکست کھا کر برقہ پہنچ کر دم لیا۔ خلیفہ عبدالملک کا فرمان پہنچا لکھا تھا کہ جب تک دارالخلافت سے امدادی فوجیں نہ پہنچیں۔ تم برقہ میں قیام پزیر رہو چنانچہ ۷۴ھ میں دارالخلافت دمشق سے امدادی فوجیں وارد برقہ ہوئیں۔ حسان نے سامانِ جنگ درست کر کے افریقہ کی جانب کوچ کیا اور خالد بن یزید سے در پردہ خط وکتابت کر کے اسے طالیا اور اسے کاہنہ کے خلاف ابھار دیا۔ ایک روز بحالتِ غفلت خالد نے کاہنہ کا کام تمام کر دیا حسان نے کوہ اوراس پار ہو کر قبضہ کر لیا اور اس کے گرد ونواح کو تاخت وتاراج کر کے قیروان کی جانب واپس ہوا۔ اس واقعہ کے بعد سے بربریوں کو جان ومال کی امان دی گئی۔ ان پر اور رومیوں اور فرانسیسیوں پر جو ان کے ساتھ تھے خراج مقرر کیا گیا اور یہ شرط لکھائی گئی کہ بارہ ہزار بربر جوان ہمیشہ ہر جہاد میں عساکر اسلامیہ کے ہمرکاب رہا کریں۔ خلیفہ عبدالملک نے حسان کی واپسی کے بعد عساکر اسلامیہ میں سے صالح نامی ایک شخص کو حسان کی جگہ افریقہ پر مامور ومتعین کیا۔

موسیٰ بن نصیر: ولید بن عبدالملک نے تختِ خلافت پر متمکن ہو کر اپنے چچا عبداللہ کو جو کہ مصر کا گورنر تھا (بعضے کہتے ہیں کہ عبدالعزیز کو) لکھ بھیجا کہ موسیٰ بن نصیر کو جہاد کی غرض سے افریقہ کی جانب روانہ کرو۔ موسیٰ کا باپ نصیر معاویہ کا محافظ (باڈی گارڈ) تھا۔ چنانچہ عبداللہ نے موسیٰ بن نصیر کو افریقہ کی جانب کوچ کرنے کا حکم دیا۔ یہ کوچ وقیام کرتا ہوا قیروان پہنچا۔ قیروان میں صالح گورنری کر رہا تھا' جسے حسان کے بعد خلیفہ عبدالملک نے مامور کیا تھا۔ موسیٰ نے اسے بھی فوج کے ایک حصہ کا سردار مقرر کیا۔ بربریوں کی اس وقت یہ کیفیت تھی کہ ان لوگوں نے عہد واقرار بھلا کر بلاد اسلامیہ پر حملے شروع کر دیئے تھے۔

موسیٰ بن نصیر کی فتوحات: موسیٰ نے ملک افریقہ میں اپنی فوج کو پھیلا دیا۔ جزیرہ میورقہ کی جانب اپنے بیٹے عبداللہ کو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

براہ دریا حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا جو بہت سا مال غنیمت اور قیدی لے کر واپس آیا' تب دوسری جانب بڑھنے کا حکم دیا اسی طرح اپنے دوسرے بیٹے مروان کو ایک سمت کی طرف حملہ آور ہونے کا اشارہ کیا اور خود بھی ایک جانب بڑھا' بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا' ہزاروں کو گرفتار کر کے غلام بنالیا مالِ غنیمت سے جو خمس نکالا گیا تھا اس میں ستر ہزار قیدی تھے۔ موسیٰ نے ان اطراف سے ایک گونہ فراغت حاصل کر کے طنجہ پر فوج کشی کی۔ درعہ اور صحرائے تافیلات کو فتح کیا اور اپنے بیٹے کو اس کی جانب روانہ کیا۔ بربریوں کو اس کی شوکت وجلالت اور جنگ وجدال سے اپنی ناکامی کا یقین ہو گیا سب نے اطاعت کی گردنیں جھکا دیں۔ مصامدہ نے بطور ضمانت اپنے سرداروں اور امیروں کے لڑکوں کو عساکر اسلامیہ کے حوالہ کر دیا۔ موسیٰ نے ان لوگوں کو طنجہ میں ٹھہرایا یہ واقعہ ۸۸ھ کا ہے۔

فتح اندلس: اس کے بعد موسیٰ نے طنجہ کی گورنری پر طارق بن زیاد لیثی کو مامور کیا۔ طارق نے طنجہ سے اندلس کی طرف قدم بڑھایا۔ اندلس کے فتح کی بلیاں (جولین (بادشاہ غمارہ (والیٔ قلعہ سیوٹا) نے طارق کو ترغیب دی تھی چنانچہ ۹۰ھ میں اندلس فتح ہوا اس کے بعد ہی موسیٰ بن نصیر بھی اندلس جا پہنچا اور اس کی فتح کی تکمیل کی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں فتح اندلس کے بعد موسیٰ بن نصیر افریقہ پر اپنے بیٹے عبداللہ کو اور اندلس پر اپنے دوسرے بیٹے عبدالعزیز کو مامور کر کے مشرق کی جانب واپس ہوا اتنے میں ولید نے وفات پائی اور سلیمان نے تخت خلافت پر ۹۶ھ میں قدم رکھا۔ اس نے موسیٰ سے ناراض ہو کر اسے قید کر دیا۔

محمد بن یزید: سلیمان نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لینے کے بعد موسیٰ کو قید کر دیا اور اس کے بیٹے عبداللہ کو حکومت افریقہ سے معزول کر کے اس کی جگہ محمد بن یزید (قریش کے غلام) کو سند حکومت عطا کی۔ محمد بن یزید سلیمان کی وفات تک افریقہ کی گورنری پر مامور رہا۔

اسماعیل بن مہاجر: سلیمان کی وفات کے بعد عمر بن عبدالعزیز نے عبائے خلافت زیب تن کیا۔ انہوں نے افریقہ کی گورنری پر اسماعیل بن عبداللہ بن ابی مہاجری کو متعین کیا یہ شخص نہایت نیک دل خلیق اور عادات حسنہ کا مخزن تھا اسی کے زمانہ گورنری میں تمام بربری مشرف بہ اسلام ہوئے۔

یزید بن ابی مسلم: یزید بن عبدالملک نے تخت خلافت پر متمکن ہو کر افریقہ کی سند حکومت یزید بن مسلم (یہ حجاج کا غلام اور سیکرٹری تھا) کو عطا کی۔ ۱۰۱ھ میں یزید بن ابی مسلم وارد افریقہ ہوا اس نے بربریوں کے ساتھ بڑی بدخلقی کی کج ادائی سے پیش آیا۔ ان لوگوں پر دائرہ اسلام میں داخل ہو جانے کے بعد باوجود جزیہ مقرر کیا جیسا کہ حجاج نے عراق میں کیا تھا۔ بربریوں نے اسے اس کی حکومت کے ایک مہینہ بعد قتل کر ڈالا اور محمد بن یزید کو جو کہ اسماعیل کے پہلے گورنر تھا اپنا امیر حکمران بنایا اور یزید بن عبدالملک کی خدمت میں بغرض اظہار اطاعت یزید بن ابی مسلم کے قتل کر ڈالنے کی معذرت لکھی۔ یزید بن عبدالملک نے ان کی معذرت کو قبول فرمایا اور محمد بن یزید کو گورنری افریقہ پر بحال وقائم رکھا۔

بشیر بن صفوان کلبی: اس کے بعد یزید بن عبدالملک نے افریقہ کی گورنری پر بشیر بن صفوان کلبی کو متعین کیا۔ چنانچہ ۱۰۳ھ میں بشیر بن صفوان افریقہ وارد ہوا۔ نظام حکومت کو درست کر کے بغاوتوں اور خودسریوں کو رفع دفع کیا اور بنفسہ ۱۰۹ھ میں صقلیہ پر جہاد کی غرض سے حملہ آور ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبیدہ بن عبدالرحمٰن: پھر ہشام بن عبدالملک نے بشیر بن صفوان کو حکومتِ افریقہ سے معزول کر کے اس کی جگہ عبیدہ بن عبدالرحمٰن سلمی برادرزادہ ابوالاعور کو سند حکومت عطا کی ۱۱۰ھ میں عبیدہ وارد افریقہ ہوا۔

عبداللہ بن حجاب: کچھ دن بعد عبیدہ بن عبدالرحمٰن مذکور کو ہشام بن ملک تاجدار خلافت امویہ نے معزول کر کے عبیداللہ بن حجاب (بنوسلون کے غلام) کو گورنری افریقہ پر مامور کیا۔ عبیداللہ بن حجاب مصر کا والی تھا۔ ہشام نے اسے افریقہ کی گورنری پر جانے کا حکم دیا۔ عبیداللہ نے مصر پر اپنے بیٹے ابوالقاسم کو اپنا قائم مقام بنا کر افریقہ کی جانب کوچ کیا ۱۱۴ھ میں افریقہ پہنچا۔ جامع تونس تعمیر کرائی۔ جنگی و بحری کشتیوں کے بنانے کے لئے ایک کارخانہ بنایا۔ طنجہ کی حکومت پر اپنے بیٹے اسماعیل کو مامور کیا اور عمر بن عبیداللہ مرادی کو اس کے ہمراہ بھیجا۔ اندلس کی امارت عقبہ بن حجاج قیسی کو دی اور حبیب بن عبیدی بن عقبہ بن نافع کو ملک مغرب پر جہاد کرنے کا حکم دیا چنانچہ حبیب بن عبیدہ جہاد کرتا ہوا اقصائے سوس اور سرزمین سوڈان تک پہنچ گیا بہت سا مال غنیمت از جنس سیم وزر لونڈی غلام لے کر واپس ہوا۔ تمام بلاد مغرب اور قبائل بربر کو زیروزبر کر دیا۔ اس کے بعد دوبارہ براہ دریا ۱۲۲ھ میں صقلیہ پر جہاد کیا اس مہم میں عبدالرحمٰن بن حبیب بھی اس کے ہمرکاب تھا سرقوسہ پر پڑاؤ کر دیا جو کہ صقلیہ کا بہت بڑا شہر تھا۔ نہایت سختی سے تمام جزیرہ پر تاخت و تاراج کر ہاتھ بڑھایا آخرالامر اہل صقلیہ نے جزیہ دینا قبول کیا۔

محمد بن عبداللہ والی طنجہ کا قتل: چونکہ محمد بن عبداللہ والی طنجہ نے بربریوں کے ساتھ بدسلوکی شروع کر دی تھی اور ان میں سے جو لوگ مشرف بہ اسلام ہو گئے تھے ان پر بھی جزیہ قائم کرنے کا بایں گمان فاسد ارادہ کیا تھا کہ یہ مالِ غنیمت ہے اس وجہ سے بربریوں کا اشتعال پیدا ہوا اور سب کے سب متفق ہو کر بغاوت کرنے پر آمادہ ہو گئے تھے اس اثناء میں یہ خبر لگی کہ لشکر اسلام حبیب بن عبیدہ کی سرکردگی میں صقلیہ پر جہاد کرنے کو گیا ہوا ہے۔ میسرہ مظفری بن صفریہ خوارج کے علم حکومت کا مطیع ہو کر طنجہ پر چڑھ آیا اور محمد بن عبداللہ کو قتل کر کے طنجہ پر قابض ہو گیا۔ بربریوں نے بھی اس کی اطاعت قبول کر لی اور اس کی حکومت و خلافت کی بیعت کر کے ''امیرالمومنین'' کے لقب سے مخاطب کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ یہ باتیں تمام قبائل افریقہ میں پھیل گئیں۔

غزوۃ الاشراف: عبیداللہ بن حجاب نے ان واقعات سے مطلع ہو کر خالد بن حبیب فہری کو باقی ماندہ لشکر اسلام کی افسری کے ساتھ جو اس وقت اس کے ساتھ تھا اس طوفان بے تمیزی کی روک تھام کے لئے روانہ کیا اور حبیب بن عبیدہ کو اس لشکرِ اسلام کے ساتھ جو اس کے رکاب میں تھا طلب کر کے خالد کی روانگی کے بعد ہی بطور کمک افریقہ کی جانب بڑھنے کا حکم دیا۔ اطراف طنجہ میں میسرہ اور بربریوں کے عساکر اسلامیہ کا مقابلہ ہوا سخت اور خونریز لڑائی ہوئی پھر آپ ہی آپ فریقین جنگ سے ہاتھ کھینچ کر علیحدہ ہو گئے۔ میسرہ طنجہ کی جانب واپس ہوا بربر نے میسرہ کی کج ادائی کی وجہ سے میسرہ پر پلٹ کر حملہ کر دیا اور اسے قتل کر کے اس کی جگہ خالد بن حبیب زناتی کو اپنا امیر بنایا۔ تمام بربر نے اس کی امارت کو تسلیم کیا۔ اتنے میں خالد بن حبیب لشکر عرب اور فوج ہشام لئے ہوئے پہنچ گیا ایک دوسرے سے گتھ گئے اس معرکہ میں ان لوگوں کو شکست ہوئی۔ خالد بن حبیب اور عرب کا ایک گروہ کھیت رہا۔ اسی مناسبت سے اس لڑائی کا نام غزوۃ الاشراف رکھا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان واقعات سے عبیداللہ بن حجاب سے افریقہ باغی ہو گیا اس کی خبر اندلس پہنچی تو اہل اندلس نے اپنے گورنر عقبہ بن حجاج کو معزول کر کے عبدالملک بن قطن کو اپنا امیر بنالیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔

کلثوم بن عیاض: جس وقت ہشام بن عبدالملک کے دربارِ خلافت میں مغرب میں عساکر اسلامیہ کی شکست اور عبیداللہ بن حجاب سے افریقہ کی بغاوت کی خبر موصول ہوئی۔ تاجدار خلافت اموی نے عبیداللہ بن حجاب کو واپس آنے کے لئے لکھا اور افریقہ کی حکومت پر ۱۲۳ھ میں کلثوم بن عیاض کو متعین فرمایا۔ اس کے مقدمۃ الجیش (ہراول) پر بشر قشیری تھا۔ کلثوم نے قیروان پہنچ کر اہل قیروان کے ساتھ برے برتاؤ کئے۔ اہل قیروان نے حبیب ابن عبیدہ سے شکایت کی۔ حبیب اس وقت تلمسان میں مقیم تھا اور بربریوں کا موافق اور ہوا خواہ تھا۔ چنانچہ حبیب نے کلثوم ابن عیاض کو یہ واقعات لکھ بھیجے اور آئندہ ایسے افعال کے ارتکاب سے منع کیا اور کسی قدر دھمکی بھی دی۔

کلثوم بن عیاض نے معذرت کی اور قیروان پر عبدالرحمٰن بن عقبہ کو اپنا نائب مقرر کر براہ سبتہ کوچ کیا۔ رفتہ رفتہ تلمسان پہنچا۔ حبیب بن عبیدہ سے مڈبھیڑ ہوئی۔ دو دو ہاتھ دونوں لڑ گئے۔ پھر متفق ہو کر دونوں خود کردہ پریشان ہو کر اسلام کی طرف لوٹے۔

بربریوں کا طنجہ پر حملہ: بربریوں نے ان لوگوں پر وادی طنجہ یعنی وادی سیوا پر حملہ کیا بلج کو جو کہ ہراول کا افسر تھا شکست ہوئی، بھاگ کر کلثوم کے پاس پہنچا۔ بربری بھی تعاقب کرتے ہوئے پہنچ گئے۔ نہایت سختی سے لڑائی ہونے لگی کلثوم اور حبیب بن عبیدہ کام آئے۔ لشکر اسلام کا اکثر حصہ کھیت رہا۔ اہل شام نے بلج ابن بشیر کے ساتھ سبتہ میں جا کر پناہ لی اور بربریوں نے پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا۔ محصورین نے عبدالملک بن قطن امیر اندلس سے اندلس میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ عبدالملک نے ان لوگوں کو صرف ایک برس قیام کی اجازت دی اور اس امر پر ان سے ضمانت لے لی۔ انقضائے مدت کے بعد عبدالملک نے ان لوگوں سے ایفائے عہد کا مطالبہ کیا۔ ان لوگوں نے پہلے کچھ حیلہ وحوالہ کیا جب اس سے کام نہ چلا تو ایک روز ان لوگوں نے اسے قتل کر ڈالا اور بلج نے اندلس پر قبضہ کر لیا۔

بلج بن بشر: عبدالرحمٰن بن حبیب بن عقبہ بن نافع بھی جس وقت کہ اس کا باپ حبیب کلثوم کے ساتھ مارا گیا تھا بلج نے اندلس پہنچ کر قبضہ کر لیا اس امید موہوم پر کہ کبھی نہ کبھی میں بھی حکومت اندلس پر قابض ہو جاؤں گا اندلس چلا گیا اور اسی فکر میں ڈوبا رہا جب ابوالخطار حنظلہ کی جانب سے امیر اندلس ہو کر وارد اندلس ہوا تو عبدالرحمٰن حکومت اندلس سے ناامید ہو کر ۱۲۶ھ میں تونس کی جانب واپس آیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ہشام نے وفات پائی تھی اور ولید بن یزید تخت خلافت پر متمکن ہو چکا تھا۔ عبدالرحمٰن حکومت وسلطنت کا دعویدار ہو گیا اور قیروان کی طرف کوچ کر دیا۔ حنظلہ نے یہ سن کر عبدالرحمٰن کی روک تھام کے لئے اپنے لشکر کے چند سرداروں کو عبدالرحمٰن کے پاس بھیجا۔ عبدالرحمٰن نے بلطائف الحیل ان لوگوں سے ملاقات تک نہ کی اور نہایت تیزی سے قیروان کی جانب سفر کرنے لگا۔ حنظلہ اس امر کا احساس کر کے کہ عنقریب مسلمانوں میں باہم خونریزی کا سلسلہ جاری ہوا چاہتا ہے۔ ۱۲۷ھ میں افریقہ سے مغرب کی جانب واپس ہوا اور عبدالرحمٰن نے دارالامارت میں داخل ہو کر افریقہ کی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور مروان بن محمد کو اپنی جانب سے افریقہ کی گورنری پر مامور کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالرحمٰن بن حبیب اور خوارج کی جنگ: اس کے بعد خوارج ہر چہار طرف سے عبدالرحمٰن پر ٹوٹ پڑے عمر بن خطاب ازدی نے طبینا ش میں غروہ بن ولید صفری نے تونس میں اصابت ضہاجی نے باجہ میں اور عبدالجبار بن حرث نے طرابلس میں علم مخالفت و پیکار بلند کیا۔ یہ لوگ فرقہ اباضیہ سے تھے۔ عبدالرحمٰن نے ۱۳۱ھ میں ثابت اور عبدالجبار پر فوج کشی کی اور ان دونوں کو شکست دے کر اثناء جنگ میں دونوں کو ملک عدم پہنچایا۔ اسی زمانے میں عبدالرحمٰن نے اپنے بھائی الیاس کو عمر بن خطاب کی گوشمالی کی غرض سے طبینا س روانہ کیا تھا۔ الیاس نے بھی عمر کو شکست دے کر مار ڈالا اس کے بعد عبدالرحمٰن نے غروہ کی سرکوبی کے لئے تونس پر چڑھائی کی اور اس کا بھی کام تمام کر دیا۔ ان لوگوں کے مارے جانے سے خوارج کی جمعیت منتشر ہوگئی۔

عبدالرحمٰن اور فرانسیسیوں کے مابین جھڑپیں: پھر ۱۲۵ھ میں عبدالرحمٰن نے بربر سے جنگ کرنے کے لئے اطراف تلمسان پر چڑھائی کی۔ بربر کی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی عبدالرحمٰن کامیابی کے ساتھ واپس ہوا۔ اس کے بعد ایک فوج کو براہ دریا صقلیہ کی طرف روانہ کیا اور دوسری طرف فوج کو سردانیہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ فرانسیسیوں سے بہت سخت لڑائی ہوئی خوب انہیں نیچا دکھایا۔ یہاں تک کہ عیسائیوں نے فرانس کو جزیہ دینا قبول کیا۔ ان واقعات کے بعد بنوعباس کی حکومت کا دور آ گیا۔ عبدالرحمٰن نے اظہار اطاعت کی غرض سے خلیفہ سفاح کی خدمت میں عرض داشت روانہ کی اس کے بعد ابوجعفر منصور کے دربار میں بھی اطاعت وفرمانبرداری کی عرضی بھیجی۔

خلیفہ منصور اور عبدالرحمٰن کے مابین کشیدگی: بنوامیہ کی ایک بڑی جماعت افریقہ چلی آئی۔ ان لوگوں میں سے جو کہ افریقہ میں اس کے پاس چلے آئے تھے' قاضی وعبدالمؤمن پسران ولید بن یزید تھے ان کے ہمراہ ان کی چچازاد بہن بھی چلی آئی تھی عبدالرحمٰن نے اپنے بھائی الیاس کا عقد اس سے کر دیا کچھ عرصہ بعد عبدالرحمٰن تک یہ خبر پہنچائی گئی کہ قاضی و عبدالمؤمن حکومت وسلطنت کے دعویدار ہیں عبدالرحمٰن نے یہ سنتے ہی ان دونوں بھائیوں کو قتل کرا دیا۔ عبدالرحمٰن کے اس فعل سے مقتولوں کے چچازاد بہن کو بے حد ناراضگی پیدا ہوئی اپنے شوہر الیاس کو اس کے بھائی عبدالرحمٰن کی جانب سے برانگیختہ کر دیا اور اس کے دل میں بھائی کی جانب سے کینہ وعداوت کا بیج بو دیا۔ اتفاق سے انہیں دنوں عبدالرحمٰن نے تھوڑے سے تحائف ایک معذرت نامہ کے ساتھ خلیفہ ابوجعفر منصور کی خدمت میں روانہ کئے تھے۔ خلیفہ منصور نے معذرت قبول نہ کی۔

عبدالرحمٰن کا قتل: اس پر عبدالرحمٰن نے خلیفہ منصور کو برے الفاظ سے مخاطب کیا منصور نے تہدید آمیز فرمان تحریر کیا اور خلعت بھیجا۔ عبدالرحمٰن نے بغاوت کا اظہار کر دیا اور برسرمنبر خلعت کو پھاڑ ڈالا۔ اس کے بھائی الیاس کو جو اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے موقع کا متلاشی تھا موقع مل گیا۔ سرداران لشکر کو ملا جلا کر عبدالرحمٰن کی مخالفت اور خلیفہ منصور کی دوبارہ حکومت و خلافت تسلیم کرنے پر ابھار دیا۔ اس معاملہ میں اپنے بھائی عبدالوارث کو شریک اور رازدار بنالیا۔ عبدالرحمٰن کو ان دونوں کے ارادہ سے آگاہی ہوگئی۔ الیاس کو تونس جانے کا حکم دیا۔ روانگی کے وقت رخصت کرنے کی غرض سے آیا تھا اس کے ساتھ اس کا بھائی عبدالوارث بھی تھا۔ الیاس وعبدالوارث نے عبدالرحمٰن کو مار ڈالا یہ واقعہ ۱۳۷ھ میں عبدالرحمٰن کی حکومت کے دسویں سال واقع ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حبیب بن عبدالرحمٰن: عبدالرحمٰن کے مارے جانے کے بعد اس کا بیٹا حبیب ٹونس کی طرف بھاگ گیا الیاس اور عبدالوارث نے ہر چند اس کی تلاش کی قصر امارت کے دروازے بند کر دیئے مگر حبیب ہاتھ نہ آیا۔ اس کا چچا عمران بن حبیب ٹونس میں تھا۔ الیاس نے حبیب کا تعاقب کیا۔ عمران اور الیاس میں خوب خوب لڑائیاں ہوئیں بالآخر مصالحت ہوگئی کہ قفصہ' قصطیلیہ اور نفزادہ حبیب کو دیا جائے۔ ٹونس' صطفورہ یعنی تبرذو اور جزیرہ پر عمران کا قبضہ رہے باقی بلاد افریقہ الیاس کے زیر حکومت تصور کیا جائے اس صلح کی تکمیل ۱۳۸ھ میں ہوئی چنانچہ حبیب نے اپنے بلاد کی طرف جو کہ بروئے صلح نامہ اسے ملے تھے کوچ کیا اور الیاس نے اپنے بھائی عمران کے ساتھ ٹونس کا راستہ لیا۔ اثناء راہ میں الیاس نے عمران کے ساتھ دغا کی اور اسے شرفاء کے ایک گروہ کے ساتھ مار کر قیروان کی جانب لوٹ آیا اور اظہار اطاعت کی غرض سے ایک عرضداشت معرفت عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم قاضی افریقہ دربار خلافت ابوجعفر منصور میں روانہ کی اس کے بعد حبیب نے ٹونس پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ الیاس کو اس کی خبر لگی تو اس نے ٹونس پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا حبیب نے میدان خالی دیکھ کر چپکے سے قیروان کا راستہ لیا اور پہنچتے ہی قابض ہو گیا۔ جیل کے دروازے کھول دیئے۔ الیاس اس واقعہ سے مطلع ہو کر بہ تلاش حبیب قیروان کی طرف لوٹا اس کے اکثر ہمراہی اس سے علیحدہ ہو کر حبیب سے جا ملے۔

الیاس بن حبیب کا خاتمہ: جس وقت دونوں چچا بھتیجے ایک دوسرے کے مقابلہ پر آئے۔ حبیب نے اپنے چچا الیاس کو جنگ کی غرض سے للکارا۔ چنانچہ دونوں شمشیر بکف میدان میں آ گئے حبیب نے نہایت تیزی سے اپنے چچا کا کام تمام کر دیا اور مظفر و منصور قیروان میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ آخر ۱۳۸ھ کا ہے' اس کا دوسرا چچا عبدالوارث بربر کے قبائل سے قبیلہ وربجومہ میں جا کر پناہ گزیں ہوا۔

عاصم بن حمیل: اس قبیلہ کا سردار ان دنوں عاصم بن حمیل نامی ایک شخص تھا۔ اسے نجوم میں مہارت حاصل تھی۔ اس نے دعویٰ نبوت کیا تھا۔ عبدالوارث کو اسی نے امان دی تھی۔ حبیب نے یہ خبر پا کر ان لوگوں پر چڑھائی کی ان لوگوں نے حبیب کو قابس کی جانب شکست دی۔ ان سے ان لوگوں کی حکومت مستقل اور مستحکم ہو گئی۔ قیروان کے عربوں نے عاصم بن حمیل کو قیروان پر حکومت کرنے کے لئے لکھ بھیجا مگر یہ شرط کی کہ خلیفہ منصور کی حکومت تسلیم اور اس کی حمایت کرنا ہوگی۔ عاصم نے اس شرط کو منظور نہ کیا۔ فوجیں آراستہ کر کے قیروان پر چڑھ آیا عربوں کو اس معرکہ میں شکست ہوئی کمال ابتری سے پسپا ہوئے۔ عاصم نے مسجدوں کو ویران و مسمار کر دیا اور ان کی توہین کی۔

حبیب بن عبدالرحمٰن کا قتل: اس کے بعد حبیب بن عبدالرحمٰن کے ارادے سے قابس کی طرف بڑھا دونوں حریفوں میں لڑائی ہوئی میدان عاصم کے ہاتھ رہا۔ حبیب شکست کھا کر کوہ اوراس چلا گیا اہل کوہ نے اسے اپنے یہاں پناہ دی۔ اتنے میں عاصم آ پہنچا دونوں میں لڑائی ہوئی' میدان اہل جبل اور اس کے ہاتھ ایک گروہ اس کے ہمراہیوں کا مارا گیا۔ اس کے بعد ۱۴۰ھ میں عبدالملک نامی ایک شخص حبیب بن عبدالرحمٰن کو قتل کر کے حکومت وریجومہ اور قیروان پر قابض ہو گیا۔ الیاس کی حکومت افریقہ پر ڈیڑھ سال رہی اور حبیب کی امارت تین سال۔

عبدالملک بن ابی الجعد وریجومی: عبدالملک بن ابی الجعد' حبیب بن عبدالرحمٰن کو قتل کر کے قبائل وریجومہ میں قیروان کی طرف

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چلا گیا اور پہنچتے ہی قیروان پر قابض ہو گیا اور وریجومہ نے تمام افریقہ پر قابض ہو کر اہل قیروان کے ساتھ زیادتیاں کیں تھیں بلکہ اس سے بھی زیادہ ان لوگوں نے آفت مچائی۔ اہل قیروان بخوف جان ادھر ادھر بھاگنے لگے یہ خبر تمام ملکوں میں پھیل گئی۔ عبدالاعلیٰ بن سمح مغافری اباضی نے اطراف طرابلس میں اس کی مخالفت کا علم بلند کیا اور بڑھ کر طرابلس پر قبضہ کر لیا۔

عبدالاعلیٰ مغافری: جس وقت عبدالاعلیٰ نے شہر طرابلس میں اپنی حکومت و ریاست کا جھنڈا گاڑا۔ عبدالملک نے ۱۴۱ھ میں عبدالاعلیٰ سے جنگ کرنے کے لئے فوجیں روانہ کیں چنانچہ ابوالخطاب عبدالاعلیٰ نے عبدالملک کی فوجوں سے مقابلہ کیا اور انہیں شکست دے کر نہایت سختی سے قیروان تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ جب شکست خوردہ جماعت کو قیروان میں بھی پناہ نہ ملی تو ابوالخطاب عبدالاعلیٰ نے قیروان پر قابض ہو کر اہل وریجومہ کو نکال باہر کیا اور عبدالرحمٰن بن رستم کو اپنا نائب مقرر کر کے طرابلس کی جانب اس لشکر سے لڑنے کو کوچ کیا جو کہ ابوجعفر منصور کی طرف سے آ رہا تھا۔

محمد بن اشعث خزاعی: جب کہ افریقہ میں فتنہ و فساد کی جس قدر گرم بازاری ہو سکتی تھی ہوئی اور قبائل وریجومہ نے قیروان پر قبضہ حاصل کر لیا اس وقت لشکر افریقہ سے چند لوگ بطور وفد دربار خلافت عباسیہ میں حاضر ہوئے اور خلیفہ ابوجعفر منصور سے وریجومہ کی ان زیادتیوں اور ظلم کی شکایت کی جو ان پر ہو رہے تھے اور امداد و اعانت کی درخواست کی۔ خلیفہ منصور نے مصر و افریقہ کی حکومت پر محمد بن اشعث خزاعی کو مامور کر کے اوّل افریقہ کی دادرسی کی ہدایت فرمائی محمد بن اشعث دربار خلافت سے رخصت ہو کر وارد ہوا اور ابوالحوص عمر بن احوص عجلی کو اپنی جانب سے افریقہ کی عنان حکومت سپرد کی۔ چنانچہ ابوالاحوص نے فوجیں آراستہ کر کے مقدمۃ الجیش کے ساتھ کوچ کیا۔ مقام سرت میں ابوالخطاب عبدالاعلیٰ سے مڈبھیڑ ہوئی۔ اس مہم میں ان لوگوں کے ساتھ اغلب بن سالم بن عقال بن خفاجہ بن سوادہ تمیمی بھی تھا۔ بہت بڑی خونریزی کے بعد عساکر شاہی کو فتح نصیب ہوئی لیکن خاتمہ جنگ کے بعد ہی ابوالخطاب عبدالاعلیٰ دوبارہ خم ٹھونک کر میدان سرت میں آ گیا ایک دوسرے سے گتھ گئے۔ آخر کار ابوالخطاب عبدالاعلیٰ کو شکست ہوئی اس کے بہت سے ہمراہی مارے گئے یہ واقعہ ۱۴۴ھ کا ہے۔

محمد بن اشعث کی فتوحات: اس واقعہ کی خبر عبدالرحمٰن بن رستم تک پہنچی تو وہ قیروان سے تاہرت کی طرف بھاگ گیا اور وہاں پہنچ کر ایک شہر آباد کر کے قیام پزیر ہو گیا اور محمد بن اشعث نہایت حزم و احتیاط سے اپنے فتوحات کا دائرہ وسیع کرنے میں مصروف ہوا۔ طرابلس کو فتح کیا اور ابوالخارق غفار طائی کو اس کی حکومت عطا کی طبنہ اور زاب پر اغلب بن سالم کو مقرر کیا کچھ دن بعد مضریہ نے اس سے مخالفت و بغاوت کی اور ۱۴۸ھ میں اسے نکال دیا اغلب بن سالم نے مشرق کا راستہ لیا اور جب محمد بن اشعث مشرق کی جانب روانہ ہوا مضریہ پر عیسیٰ بن موسیٰ خراسانی مامور کیا گیا۔

اغلب بن سالم بن عقال: ابوجعفر منصور نے اغلب بن سالم بن عقال بن خفاجہ تمیمی کو اس کے بعد افریقہ کی حکومت عنایت کی۔ یہ شخص ابومسلم خراسانی کے ہمراہیوں میں سے تھا اور محمد بن اشعث کے ساتھ افریقہ آیا تھا۔ محمد بن اشعث نے اسے طبنہ اور زاب کی حکومت پر مقرر کیا تھا اس مرتبہ جوں ہی اغلب قیروان میں داخل ہوا فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔ امن چین سے ہر شخص اپنے مکان میں رہنے لگا۔

اغلب کی معزولی: اس کے بعد ابوقبرہ یضرنی نے بربریوں کو ایک جا کر کے اغلب پر چڑھائی کر دی۔ اغلب خونریزی و

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنگ کے خوف سے بھاگ کھڑا ہوا فتنہ وفساد فرو ہو گیا[1] لشکریوں کو اغلب کا یہ فعل ناگوار گزرا اسے اپنی سرداری سے معزول کر دیا اور حسن بن کرب کندی سے خط و کتابت شروع کی جو کہ ان دنوں قابس میں تھا۔ چند نامہ و پیام کے بعد سارا لشکر حسن بن حرب کے پاس چلا گیا پھر وہ ان کے ساتھ ساتھ قیروان کی طرف گیا اور قیروان پر قابض ہو گیا۔

اغلب کا خاتمہ: اغلب نے میدان خالی دیکھ کر قابس کا راستہ لیا قابس پہنچ کر فوجیں فراہم کرنے لگا اور ۱۵۰ھ میں حسن بن حرب سے جنگ کرنے کے لئے واپس ہوا دونوں فریقوں نے ایک میدان میں صف آرائی کی۔ اغلب نے حسن کو شکست دے کر قیروان کی طرف قدم بڑھایا۔ حسن نے پلٹ کر قیروان کے باہر اغلب پر پھر حملہ کر دیا۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی اثناء جنگ میں اغلب کے ایک تیر آ کر لگا جس سے وہ تڑپ کر مر گیا۔

ابوالمخارق غفار طائی اور حسن کی جنگ: اس کے ہمراہیوں نے ابوالمخارق غفار طائی کو اپنا امیر بنایا جو کہ طرابلس کی حکومت پر تھا اور نہایت مردانگی سے حسن پر حملہ آور ہوئے حسن شکست کھا کے ٹونس کی جانب بھاگا اور جب وہاں بھی اسے پناہ نہ ملی تو قرطاجنہ میں جا کر دم لیا ابوالمخارق کے سوار اس کے تعاقب میں تھے دو مہینے بعد قرطاجنہ سے پھر ٹونس کی طرف واپس ہوا۔ شاہی لشکر نے اسے گرفتار کر کے قید حیات سے سبکدوش کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ اغلب کے ہمراہیوں نے اسے اس مقام پر قتل کیا تھا جہاں پر کہ اغلب مارا گیا تھا ان واقعات کے بعد ابوالمخارق غفاری طائی افریقہ پر حکمرانی کرتا رہا یہاں تک کہ وہ حوادث پیش آئے جسے ہم ذکر کرنے والے ہیں۔

عمر بن حفص ہزارمرد: خلیفہ ابوجعفر منصور نے اغلب بن سالم کے مارے جانے کی خبر سن کر اس کی جگہ افریقہ پر عمر بن حفص ہزارمرد کو مامور کیا۔ عمر بن حفص قبیصہ بن ابی صفرہ برادر مہلب کی اولاد سے تھا۔ چنانچہ ۱۵۱ھ میں عمر بن حفص وارد افریقہ ہوا۔ تین برس تک کمال انتظام سے حکومت کرتا رہا۔ اس کے بعد شہر طبنہ کے بنانے کی غرض سے طبنہ کی طرف روانہ ہوا اور قیروان پر اپنی جگہ ابو حازم حبیب بن حبیب مہلبی کو مامور کیا۔ عمر حفص کی روانگی طبنہ کے بعد بربریوں نے افریقہ میں یورش کی۔ اہل افریقہ کو دبا لیا قیروان کی طرف بڑھے ابو حازم سے لڑائی ہوئی ان لوگوں نے ابو حازم کو مار ڈالا۔

ابو حاتم یعقوب بن حبیب: اس کے بعد بربر اباضیہ نے طرابلس میں جمع ہو کر ابو حاتم یعقوب بن حبیب اباضی کو اپنا امیر مقرر کیا ابو حاتم بنی کندہ کا خادم تھا۔ ان دنوں طرابلس کی حکومت پر جلید بن نیشار اسدی عمر بن حفص کی طرف سے مامور تھا۔ عمر بن حفص نے اس کی کمک پر فوجیں روانہ کیں چنانچہ ابو حاتم سے مڈبھیڑ ہوئی۔ ابو حاتم نے شاہی لشکر کو شکست دے کر قابس میں ان پر محاصرہ ڈال دیا اس واقعہ سے تمام افریقہ میں بغاوت پھیل گئی۔ پھر بربریوں نے فوجیں فراہم کر کے طبنہ کی جانب کوچ کیا اور عمر بن حفص کا اس میں محاصرہ کر لیا۔ محاصرین میں ابوقبرہ یعقوبی چالیس ہزار صفریہ کی جمعیت سے، عبدالرحمٰن بن رستم پندرہ ہزار اباضیہ کے ساتھ اور مسور زناتی دس ہزار اباضیہ کو لے کر آیا ہوا تھا اس کے علاوہ ضہاجہ، زناتہ اور ہوارہ کے بہت سے خوارج آئے ہوئے تھے جو شمار اور تعداد سے باہر تھے۔ عمر بن حفص نے نہایت دانائی سے ان لوگوں کی مدافعت کی ان کے سرداروں کو مال وزر دے کر ان کی مجموعی قوت اور اتحاد کو توڑ دیا۔ ابوقبرہ کے ہمراہیوں کو بھی ایک مقدار کثیر مرحمت

---

[1] اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی۔ یہ لوگ بلا جدال وقتال لوٹ کھڑے ہوئے مجبوراً ابوقبرہ نے بھی ان کی متابعت کی۔ عمر بن حفص نے اس امر کا احساس کر کے ایک فوج عبدالرحمٰن بن رستم کے مقابلہ پر بھیج دی۔ یہ اس وقت مقام تھودا میں تھا عبدالرحمٰن شکست کھا کر تاہرت کی جانب بھاگا۔ عبدالرحمٰن کی شکست سے اباضیہ پر طنبہ کا محاصرہ رکھنا دشوار ہو گیا۔ بدرجہ لاچاری محاصرہ اٹھالیا۔

ابوحاتم کا قیروان کا محاصرہ: ابوحاتم نے قیروان پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا۔ آٹھ مہینے تک نہایت شدت سے محاصرہ کئے رہا۔ عمر بن حفص نے یہ خبر پا کر کوچ کیا اور طنبہ کی مخالفت کے لئے فوجیں بھیج دیں ابوقبرہ اس سے مطلع ہو کر طنبہ آ پہنچا اہل طنبہ نے اسے ناکامی کے ساتھ پسپا کر دیا۔ ابوحاتم اور اس کے ہمراہی جو کہ قیروان کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ یہ خبر پا کر کہ عمر بن حفص ان کی طرف آ رہا ہے جنگ و مقابلہ کے ارادے سے عمر بن حفص کی جانب بڑھے۔ عمر بن حفص کو جاسوسوں نے حریف کی نقل وحرکت سے مطلع کر دیا۔

عمر بن حفص کا خاتمہ: پس عمر بن حفص اربس سے ٹونس کی طرف جھک پڑا اور وہاں سے ایک متعارف راستہ طے کر کے قیروان پہنچ گیا اور ہر چہار طرف سے اس کو گھیر لیا۔ ابوحاتم اور بربر بھی اس کے پیچھے پیچھے قیروان آ پہنچے اور عمر بن حفص کے لشکر کا محاصرہ کر لیا۔ اس وقت قیروان ایک نقطہ کی طرح دو دائروں کے درمیان میں تھا۔ محصورین اور محاصرین کی قوتیں ایک دوسرے کا حصار اٹھانے میں صرف ہو رہی تھی۔ آخر کار عمر بن حفص مرنے پر کمربستہ ہو کر ابوحاتم کا محاصرہ اٹھانے کی غرض سے نکل کھڑا ہوا میدان ابوحاتم کے ہاتھ رہا عمر بن حفص عین معرکہ میں مارا گیا یہ واقعہ ۱۵۴ھ کا ہے۔ اس کی جگہ اس کا مادری بھائی عمید بن صخر امیر لشکر ہوا۔ اس سے ابوحاتم سے اس شرط سے کہ قیروان میں خلافت عباسیہ کا شاہی اقتدار تسلیم کیا جائے مصالحت ہو گئی چنانچہ شاہی لشکر کا کثیر حصہ طنبہ چلا آیا۔ ابوحاتم نے قیروان کے دروازے کو جلا دیا اور شہر پناہ کو توڑ ڈالا۔

یزید بن حاتم ابن قبیصہ بن مہلب: جس وقت خلیفہ منصور تک یہ خبر پہنچی کہ اہل افریقہ نے عمر بن حفص گورنر افریقہ کے خلاف بغاوت کر دی ہے اور طنبہ اور قیروان میں اس کا محاصرہ کر لیا ہے تو خلافت پناہی نے ساٹھ ہزار جنگ آوروں کی جمعیت سے یزید بن حاتم بن قبیصہ بن مہلب بن ابی صفرہ کو عمر بن حفص کی کمک پر روانہ کیا اس کی خبر عمر بن حفص تک پہنچی تو اس گھمنڈ میں یہ مرنے پر کمربستہ ہو کر میدانِ جنگ میں آ گیا یہاں تک کہ مارا گیا اس کے بعد یزید بن حاتم قیروان کے قریب پہنچا۔ اس وقت ابوحاتم یعقوب بن حبیب قیروان پر قابض تھا اس نے قیروان پر اپنی جگہ عمر بن عثمان فہری کو مامور کیا اور فوجیں آراستہ کر کے یزید کے مقابلے کے قصد سے طرابلس کی جانب بڑھا۔ جوں ہی ابوحاتم نے قیروان سے کوچ کیا عمر بن عثمان نے علم مخالفت بلند کر کے اس کے ہمراہیوں کو قتل کر ڈالا۔

ابوحاتم اور یزید کی جنگ: اسی اثناء میں عبدالخارق غفار بھی موقع پا کر نکل کھڑا ہوا ابوحاتم کو مجبوراً ان لوگوں کی طرف واپس ہونا پڑا۔ یہ دونوں آمد کی خبر سن کر قیروان سے بھاگ نکلے۔ سواحل کتامہ سے جیجل پر جا کر پناہ لی۔ ابوحاتم ان کا تعاقب چھوڑ کر قیروان کی طرف جھکا اور عبدالعزیز بن سمیع مغافری کو قیروان پر مامور کر کے یزید کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا یزید کو اس کی خبر لگی تو اس نے طرابلس کا راستہ لیا۔ ابوحاتم کوچ و قیام کرتا ہوا جبالِ نفوسہ تک پہنچا یزید کی فوجوں نے پیچھا کیا ابو حاتم نے انہیں شکست دی تب یزید بنفسہ ابوحاتم کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ بہت بڑی لڑائی ہوئی۔ بربری کی فوج میدانِ جنگ سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھاگ کھڑی ہوئی۔ ابو حاتم مع تین ہزار ہمراہیوں کے کھیت رہا۔ یزید بعوض خون عمر بن حفص شکست خوردہ گروہ کو دو روز تک قتل کرتا ہوا تعاقب کرتا چلا گیا اس کے بعد قیروان کی جانب روانہ ہوا۔ ۱۵۵ھ کا نصف دور تمام ہوتے ہوتے قیروان پہنچا۔

یزید کا محاصرۂ کتامہ: عبدالرحمٰن بن عبدالرحمٰن فہری ابو حاتم کے ساتھ خاتمہ جنگ کے بعد اس نے کتامہ جا کر پناہ لی۔ یزید نے اس کی گرفتاری اور تلاش میں فوج کے چند دستوں کو مامور کیا انہوں نے اس کا کتامہ میں محاصرہ کر لیا اور کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے کتامہ میں گھس پڑے عبدالرحمٰن بھاگ گیا تمام وہ لوگ جو اس کے ہمراہ تھے مارے گئے۔ ان مہمات سے فارغ ہو کر یزید انتظام حکومت کی طرف متوجہ ہوا ابوالخارق غفار کو زاب پر متعین کیا اور خود طنبہ میں قیام پزیر ہوا متعدد لڑائیوں میں جو اسے دربجومہ کے ساتھ پیش آئیں بربریوں کو خوب خوب پامال کیا اور عہد خلافت ہارون رشید ۱۷۰ھ میں راہی ملک آخرت ہوا۔ عنان حکومت اس کے بیٹے داؤد نے اپنے ہاتھ میں لی۔ بربر نے اس پر حملہ کیا یہ بھی ان پر حملہ آور ہوا اس کے بعد واپس ہو کر قیروان آیا اس کے بقیہ حالات ہم آئندہ تحریر کریں گے۔

روح بن حاتم: یزید بن قاسم کے مرنے کی خبر رشید تک پہنچی تو اس کے بھائی روح بن حاتم کو جو کہ فلسطین کا گورنر تھا۔ دارالخلافت میں طلب کر کے اس کے بھائی یزید کی ماتم پرسی کی اور سند حکومت افریقہ عنایت فرما کر روانگی کا حکم دیا۔ ۱۷۱ھ کے نصف میں روح وارد افریقہ ہوا۔ داؤد بن یزید نے دارالخلافت بغداد کا راستہ لیا۔ چونکہ یزید نے خوارج کے بے حد ذلیل اور حد درجہ پامال کیا تھا اور اپنے رعب کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بٹھا لیا تھا اس وجہ سے روح کا زمانہ حکومت نہایت سکون اور امن سے گزرا۔ صرف ایک عبدالوہاب بن رستم وہبیہ سے خطرہ کا اندیشہ تھا اس سے بھی مصلحتاً مصالحت کر لی۔ اس کے بعد ماہ رمضان ۱۷۲ھ میں اس نے وفات پائی۔ اس سے پیشتر خلیفہ رشید نے روح کے عزیزوں میں سے نصر بن حبیب کو حکومت افریقہ کی سند خفیہ طور سے عنایت کر دی تھی اس لحاظ سے روح کے بعد نصر نے عنان حکومت افریقہ اپنے ہاتھ میں لی اور حکمرانی کرنے لگا یہاں تک کہ افضل کو افریقہ کی گورنری مرحمت ہوئی۔

فضل بن روح: جس وقت روح بن حاتم نے وفات پائی اس کی جگہ نصر بن حبیب حکمرانی کرنے لگا۔ روح کا بیٹا فضل سیدھا دارالخلافت چلا گیا۔ خلیفہ رشید نے اسے اس کے باپ کی جگہ افریقہ کی سند حکومت عطا کی پس فضل ماہ محرم ۱۷۴ھ میں قیروان واپس آیا۔ ٹونس کی حکومت پر مغیرہ نے اپنے بھائی بشیر بن روح کے بیٹے کو مامور کیا چونکہ مغیرہ ایک نوعمر شخص تھا۔ لشکریوں نے اسے ذلت کی نگاہ سے دیکھا اور فضل سے ان لوگوں کو اس کی بدخلقی اور ظالمانہ حرکات کی وجہ سے منافرت پیدا ہوئی فضل نے بھی ان لوگوں پر نصر بن حبیب کی محبت اور ہواخواہی کا الزام لگایا اتنے میں اہل ٹونس نے مغیرہ سے مستعفی ہونے کی تحریک کی مغیرہ نے انکار کیا۔ اس پر اہل ٹونس نے علم مخالفت بلند کر کے مغیرہ کو معزول کر دیا اور عبداللہ بن جارود کو اپنا امیر بنا لیا۔

عبداللہ بن جارود: عبداللہ بن جارود عبدربہ انباری کے نام سے مشہور و معروف تھا۔ اہل ٹونس نے بغرض اظہار اطاعت اس کے ہاتھ پر بیعت کر کے مغیرہ کو اپنے شہر سے نکال دیا اور براہ چاپلوسی فضل کو لکھ بھیجا جسے آپ چاہیں ٹونس کی حکومت پر مقرر فرمائیں۔ اہل ٹونس پر اپنے چچازاد بھائی عبداللہ بن یزید بن حاتم کو مقرر کیا۔ چنانچہ عبداللہ فضل سے رخصت ہو کر ٹونس کی جانب روانہ ہوا جوں ہی ٹونس کے قریب پہنچا۔ عبداللہ بن جارود نے ایک گروہ کو عبداللہ بن یزید سے ملنے اور ٹونس آنے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی وجہ دریافت کرنے کی غرض سے بھیجا۔ ان لوگوں نے براہ کینہ عبداللہ ابن جارود کو خوش کرنے کے لئے عبداللہ بن یزید کو مار ڈالا۔ اس وجہ سے عبداللہ بن جارود کو مجبوراً مخالفت کا اظہار کرنا پڑا۔ عبداللہ بن یزید کے قتل کا محرک سپہ سالاران خراسانیہ میں سے محمد بن فارسی ہوا تھا۔ عبداللہ بن جارود نے اظہارِ مخالفت کے بعد تمام بلاد کے سپہ سالاران اور عمال کو فضل کی مخالفت پر ابھار دیا سب کے سب فضل سے باغی اور منحرف ہو گئے۔ عبداللہ بن جارود کی جمعیت بڑھ گئی۔

عبداللہ بن جارود اور فضل کا مقابلہ: فضل نے اس طوفان کی روک تھام کی غرض سے حملہ کیا مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگ نکلا۔ عبداللہ بن جارود نے تعاقب کیا قریب قیروان پھر مقابلہ ہوا عبداللہ بن جارود نے جنگ کرنے کے بجائے چند لوگوں کو فضل اور نیز اس کے اہل وعیال کو قابس تک پہنچا دینے کے لئے مامور کر دیا پھر اسے اثناء راہ سے واپس کر کے ۱۷۸ھ کا نصف دور تمام ہوتے ہوتے قتل کر ڈالا۔

اب عبداللہ بن جارود کو پورے طور سے جمعیت حاصل ہو گئی تھی لوٹ کر ٹونس آیا مگر آرام سے بیٹھنا نصیب نہ ہوا لشکر کے ایک حصہ کو جس کا سردار مالک بن منذر تھا۔ فضل کے واقعہ قتل سے برہمی پیدا ہوئی۔ رفتہ رفتہ کینہ وعداوت انتہا تک پہنچ گئی ایک روز متفق ہو کر قیروان پر یورش کر کے اسے لے لیا۔ عبداللہ بن جارود نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ٹونس سے قیروان کی طرف کوچ کیا اور پہنچتے ہی ان سب کو مع مالک بن منذر کے قتل کی سزا دی ان کے علاوہ چند نامی نامی سرداروں کو بھی قتل کرا دیا۔ باقی ماندگان نے اندلس میں جا کر پناہ لی اور اپنی سرداری وحکومت پر صلت بن سعید کو مامور کیا پھر چند روز بعد قیروان کی طرف واپس ہوئے اور افریقہ میں بغاوت کا ایک طوفان برپا ہو گیا۔

ہرثمہ بن اعین: خلیفہ رشید نے فضل بن روح کے مارے جانے اور افریقہ میں بغاوت پھوٹ جانے سے مطلع ہو کر فضل کی جگہ ہرثمہ بن اعین کو سند حکومت عنایت کی اور عبداللہ بن جارود کے پاس یحییٰ بن موسیٰ کو اس وجہ سے کہ اہل خراسان کی آنکھوں میں اس کی عزت وتوقیر تھی علم خلافت کی اطاعت کا پیام دے کر روانہ کیا۔ بعضوں کا بیان ہے کہ یقطین کو بھیجا تھا۔ عبداللہ بن جارود نے علاء بن سعید کی مہم سے فارغ ہونے کی شرط پر علم خلافت کے مطیع ہونے کا اقرار کیا۔ یقطین (یا یحییٰ) تاڑ دیا کہ عبداللہ بن جارود مغالطہ دے رہا ہے۔ فوراً عبداللہ بن جارود کے دوست مصاحب محمد بن فارسی سے سازش کرنے کی بنا ڈال دی اور بہت سا مال دینے کے وعدہ پر ملا لیا۔ عبداللہ بن جارود کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر لگ گئی۔ گھبرا کر اپنی حکومت کے ساتویں مہینے ماہ محرم ۱۷۹ھ میں علامہ بن سعید کے خوف سے قیروان سے نکل بھاگا۔ محمد بن فارسی اس کے ساتھ تھا دونوں قیروان سے نکل کر جنگ کے ارادے سے سامانِ جنگ اور فوج کی درستگی میں لگ گئے۔

عبداللہ بن جارود کی اسیری: ایک روز عبداللہ بن جارود نے محمد بن فارسی کو تنہائی میں مشورہ کی غرض سے بلایا۔ فریق مخالف نے پہلے ہی سے اس کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص کو ان دونوں کے قتل پر مامور کر رکھا تھا اس شخص نے محمد بن فارسی کو مار ڈالا باقی رہا عبداللہ بن جارود اور اس کے ہمراہی بھاگ کھڑے ہوئے۔ علاء بن سعید اور یقطین قیروان کی طرف بڑھے۔ علاء بن سعید پہلے پہنچ کر قابض ہو گیا۔ عبداللہ بن جارود کے ہمراہیوں کو گرفتار کرنا شروع کر دیا عبداللہ بن جارود بھاگ کر ہرثمہ کے پاس پہنچا۔ ہرثمہ نے اسے خلیفہ رشید کی خدمت میں بھیج دیا اور یہ لکھ بھیجا کہ علاء بن سعید نے اسے قیروان سے نکالا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلیفہ رشید نے علاء کے بھیجنے کا فرمان روانہ فرمایا۔ چنانچہ ہرثمہ کو ہمراہی یقطین دربارِ خلافت کی طرف روانہ کیا خلیفہ رشید نے عبداللہ بن جارود کو جیل میں ڈال دیا اور علاء کے ساتھ بحسن سلوک پیش آیا یہاں تک کہ مصر میں اس نے وفات پائی۔

قصر کبیر کی تعمیر: ان واقعات کے بعد ہرثمہ نے قیروان کی جانب کوچ کیا سفر و قیام کرتا ہوا ۱۸۷ھ میں وارد قیروان ہوا۔ لوگوں کو امان دی۔ آتش بغاوت فرو ہوگئی۔ اپنے آنے کے ایک برس بعد مقام منستیر میں ایک بڑا محل تعمیر کرایا اور طرابلس کا شہر پناہ دریا کے متصل بنوایا۔ اس وقت ابراہیم بن اغلب زاب اور طنبہ کی گورنری پر تھا۔ اس نے ہرثمہ کی خدمت میں ہدایا اور تحائف بھیجے۔ ملاطفت آمیز اور خوشامدانہ خطوط لکھے۔ ہرثمہ نے اسے اس کے عہدہ پر بحال رکھا۔ اس نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا رعایا کے ساتھ عادلانہ برتاؤ کیے۔

ہرثمہ کی عراق کو مراجعت: چند روز بعد ہرثمہ کی مخالفت پر عیاض بن وہب حواری اور کلیب بن جمیع کلبی اٹھ کھڑے ہوئے۔ دونوں نے متفق ہو کر بہت بڑا لشکر جمع کر لیا۔ ہرثمہ نے ان دونوں کی سرکوبی پر سپہ سالاران خراسانیہ میں سے یحییٰ بن موسیٰ کو مامور کیا۔ یحییٰ کی حسن کارگزاری سے عیاض اور کلیب کی جمعیت منتشر ہوگئی ان کے بہت سے ہمراہیوں کو مار ڈالا اور آتش بغاوت فرو کر کے قیروان کی جانب واپس ہوا۔ ہرثمہ نے اس امر کا احساس کر کے کہ افریقہ میں آئے دن میری مخالفت پر علم بلند ہوا کرتا ہے۔ حکومت افریقہ سے استعفاء پیش کیا۔ خلیفہ رشید نے استعفاء منظور فرما لیا۔ ہرثمہ افریقہ سے اپنی حکومت و گورنری کے ڈھائی برس بعد عراق واپس لوٹ آیا۔

محمد بن مقاتل کعبی: اس کے بعد خلیفہ رشید نے افریقہ کی گورنری پر محمد بن مقاتل کعبی کو مامور کیا۔ محمد بن مقاتل خلیفہ رشید کا ساختہ پرداختہ تھا ماہ رمضان ۱۸۱ھ میں وارد قیروان ہوا چونکہ محمد بن مقاتل میں بری عادات کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھیں لشکریوں نے اس سے مخالفت کا اعلان کر کے مخلد بن مرہ ازدی کو اپنا سردار بنایا۔ محمد بن مقاتل نے اس کی روک تھام کی غرض سے فوجیں روانہ کیں۔ مخلد کو شکست ہوئی اور دوران جنگ مارا گیا اس کے بعد ۱۸۲ھ میں تمام بن تمیم تمیمی نے ٹونس میں علم مخالفت بلند کیا عوام الناس کا جم غفیر جمع ہو گیا تمام نے سب کو فوجی لباس پہنا کر قیروان کی جانب کوچ کیا۔ محمد بن مقاتل اس سے مطلع ہو کر فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا۔ دونوں حریفوں کا ایک میدان میں مقابلہ ہوا میدان جنگ تمام کے ہاتھ رہا۔ محمد بن مقاتل شکست کھا کر قیروان کی جانب بھاگا تمام تعاقب کرتا ہوا قیروان پہنچ گیا بالآخر تمام نے محمد بن مقاتل کو افریقہ سے چلے جانے کی شرط سے امان دی چنانچہ محمد بن مقاتل نے افریقہ کو خیرباد کہہ کر طرابلس کا راستہ لیا۔

ابراہیم بن اغلب کی قیروان پر فوج کشی: رفتہ رفتہ یہ خبر ابراہیم بن اغلب کے پاس پہنچی وہ محمد بن مقاتل کے اس فعل سے بہت ناراض ہوا فوجیں آراستہ کر کے قیروان کی طرف بڑھا۔ تمام مقابلہ سے جی چرا کر ٹونس کی طرف بھاگا۔ ابراہیم نے قیروان پر قبضہ کر لیا اور محمد بن مقاتل کو طرابلس سے طلب کر کے آخر ۱۸۳ھ میں قیروان کی امارت دوبارہ عنایت کی۔ تمام نے سامان جنگ درست کر کے ان لوگوں پر پھر حملہ کیا۔ ابراہیم بن اغلب اپنے سرداران لشکر کے ساتھ مقابلہ پر آیا تمام کو اس معرکہ میں شکست ہوئی ابراہیم تعاقب کرتا ہوا ٹونس تک پہنچا۔ تمام نے امن کی درخواست کی ابراہیم نے اسے امن دیا اور اس کے ساتھ قیروان آیا اور قیروان سے بغداد کی طرف روانہ کر دیا۔ خلیفہ رشید نے اسے جیل میں ڈال دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۴۱

امارتِ افریقہ (۲)

دولتِ بنو اغلب

ابراہیم بن اغلب: جس وقت محمد بن مقاتل نے قیروان کی عنان حکومت دوبارہ اپنے ہاتھ میں لی۔ اہل ملک کو اس کی حکومت سے ناراضگی پیدا ہوگئی نامہ و پیام کر کے ابراہیم بن اغلب کو خلیفہ رشید سے سند حکومت افریقہ کی درخواست دینے پر آمادہ کیا۔ ابراہیم نے دربار خلافت میں حکومت افریقہ کی اس شرط سے درخواست کی کہ ایک ایک لاکھ دینار جو مصر سے افریقہ بغرض انتظام روانہ کیا جاتا ہے موقوف کر دیا جائے۔ اس کے علاوہ چالیس ہزار دینار سالانہ افریقہ سے بطور خراج دربار خلافت میں بھیجا کروں گا۔ کسی ذریعہ سے خلیفہ رشید کو اس کی دولتمندی کا حال معلوم ہو گیا اپنے مصاحبوں سے اس معاملہ میں مشورہ کیا۔ ہرثمہ نے ابراہیم بن اغلب کی درخواست منظور کر لینے اور سند حکومت عطا فرمانے کی رائے دی۔ چنانچہ خلیفہ رشید نے نصف ۱۸۴ھ میں سند حکومت افریقہ لکھ کر ابراہیم کے پاس روانہ کر دی۔ ابراہیم سند حکومت حاصل کر کے کرسی حکومت پر رونق افروز ہوا انتظام ملکی اور فوجی کو معقول طور سے سنبھالا محمد بن مقاتل افریقہ سے مشرق چلا آیا تمام ملک مغرب میں ابراہیم بن اغلب کی گورنری سے امن و چین کی منادی پھر گئی۔

عباسیہ شہر کی تعمیر: قیروان کے قریب عباسیہ نامی ایک شہر آباد کیا اور اپنے جملہ اراکین حکومت کے ساتھ عباسیہ اٹھ آیا ۱۸۶ھ میں سرداران عرب میں سے ایک شخص حمدیس نامی نے ٹونس میں علم خلافت کے خلاف بغاوت کی۔ سیاہ پھریرا اتار کر پھینک دیا۔ ابراہیم بن اغلب نے عمران بن مجالد کو افواج شاہی کا افسر بنا کر حمدیس کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد حمدیس کو شکست ہوئی۔ تقریباً اس کے دس ہزار ہمراہی کھیت رہے۔ اس واقعہ کے بعد ابراہیم نے المغرب الاقصیٰ کے نظم و نسق کی طرف توجہ کی یہ وہ زمانہ تھا کہ اس ملک میں دعوت علویہ بذریعہ ادریس بن عبداللہ ظاہر ہو چکی تھی۔ عبداللہ نے پیک اجل کو لبیک کہہ کر ملک عدم کا راستہ لیا اور بربریوں نے اس کے چھوٹے بیٹے کو اس کا قائم مقام بنایا تھا اس کا غلام راشد اس کی کفالت اور نگرانی کر رہا تھا یہاں تک کہ ادریس بڑا ہوا اور اس کی حکومت کو راشد کی وجہ سے استحکام و استقلال ہو گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہلول بن عبدالرحمٰن مظفر کی اطاعت: ابراہیم بن اغلب ہمیشہ بربریوں کو مال وزر دے کر ملاتا جلاتا رہتا تھا۔ آخر کار راشد مارا گیا اس کا سر اتار کر ابراہیم کے پاس لایا گیا۔ راشد کے مارے جانے کے بعد ادریس کی حکومت وریاست کا انتظام سرداران بربر میں سے بہلول بن عبدالرحمٰن مظفر کرنے لگا۔ اس نے بھی نہایت دانائی سے حکومت وسلطنت کے نظام کو درست کیا۔ ابراہیم بن اغلب ہمیشہ اس سے عاملانہ تدابیر اور حکمت عملی سے ملاتا رہا۔ خطوط اور تحائف برابر بھیجتا رہا۔ بہلول آخر انسان ہی تھا کہاں تک ابراہیم کے احسانات کو فراموش کرتا دعوت ادارسہ سے اعراض کر کے علم حکومت عباسیہ کی اطاعت کا اظہار کر دیا۔ ادریس نے اس سے مطلع ہو کر اس سے مصالحت کر لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے ذریعہ سے اس کے لطف وعنایت کا خواستگار ہوا جس کے باعث وہ اس کی ایذا رسانی سے باز رہا۔

اہل طرابلس کی سرکشی واطاعت: اس کے بعد اہل طرابلس نے ۱۸۹ھ میں ابراہیم بن اغلب سے مخالفت کا اظہار کیا اور اس کے گورنر سفیان بن مہاجر کو حملہ کر کے دارالامارت سے مسجد کی طرف نکال دیا اور اس کے بہت سے ہمراہیوں کو مار ڈالا پھر اسے طرابلس چھوڑ کر چلے جانے کی شرط پر امان دی۔ چنانچہ سفیان اپنی حکومت کے چند مہینے بعد طرابلس سے نکل کھڑا ہوا۔ اہل طرابلس نے اپنی سرداری وحکومت پر ابراہیم بن سفیان تمیمی کو مامور کیا۔ ابراہیم بن اغلب نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر فوجیں روانہ کیں۔ شاہی فوجوں نے ابراہیم بن سفیان کو شکست دی اور بزور وجبر طرابلس میں داخل ہو گئیں۔ طرابلس میں داخل ہو کر ابراہیم بن سفیان کو حاضر کرنے پر اہل طرابلس کو مجبور کیا۔ تھوڑی سی ردوکد کے بعد آخری سنہ ذی الحجہ مذکور میں اہل طرابلس نے ابراہیم کو پیش کیا۔ ابراہیم بن اغلب نے اس کی اور اہل طرابلس کی خطائیں معاف کر دیں اور ان لوگوں کو ان کے وطن کی جانب واپس کر دیا۔

عمران بن مجالد اور ابن اغلب کی جنگ: پھر ۱۹۵ھ میں عمران بن مجالد ربعی نے ٹونس میں بغاوت کا جھنڈا بلند کیا اس بغاوت میں قریش بن تونسی بھی شریک تھا۔ نہایت قلیل مدت میں ان دونوں کی جمعیت بڑھ گئی۔ عمران نے قیروان کی جانب قدم بڑھایا اور اس پر قابض ہو گیا۔ قریش بھی ٹونس سے قیروان آ رہا۔ ابراہیم نے عباسیہ کے اردگرد خندقیں کھدوائیں۔ دھس اور دمدمے بندھوا کر قلعہ نشین ہو گیا۔ عمران اور قریش پورے ایک سال تک ابراہیم کا محاصرہ کئے رہے۔ ابراہیم کی عمران و قریش سے متعدد لڑائیاں ہوئیں لیکن فتح مندی کا سہرا ابراہیم بن اغلب کے سر رہا۔ زمانہ محاصرہ میں عمران اسد بن فرات قاضی کو بھی بغاوت پر ابھار رہا تھا مگر اسد نے اس سے انکار کیا اسی اثناء میں خلیفہ رشید نے بہت سا مال وزر ابراہیم کے پاس بھیج دیا۔ ابراہیم نے داد ودہش شروع کر دی جس کی وجہ سے بہت سے عمران کے ہمراہی اس کے پاس چلے آئے اور عمران کا کارخانہ درہم برہم ہو گیا پریشان ہو کر زاب چلا گیا اور وہیں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ ابراہیم بن اغلب نے وفات پائی۔

عبداللہ بن ابراہیم کی معزولی: ابراہیم بن اغلب نے اس مہم سے فارغ ہوا اپنے بیٹے عبداللہ کو ۱۹۶ھ میں طرابلس کی حکومت پر روانہ کیا۔ لشکریوں نے بغاوت کی اور دارالامارت میں اس کا محاصرہ کر لیا پھر اس شرط پر کہ عبداللہ طرابلس چھوڑ کر چلا جائے۔ عبداللہ کو امان دی۔ چنانچہ عبداللہ نے طرابلس کو چھوڑ دیا۔ بہت سے آدمی اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔ داد و دہش شروع کر دی یہی سبب تھا کہ ہر طرف سے بربری اس کے پاس کھنچ آئے۔ عبداللہ نے ان سب کو مسلح کر کے طرابلس پر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چڑھائی کر دی اور فوج طرابلس کو شکست دے کر شہر پر قبضہ کر لیا اس کے بعد اس کے باپ ابراہیم بن اغلب نے اسے معزول کر کے سفیان بن مضاء کو سند حکومت عطا کی۔ سفیان کے خلاف طرابلس میں ہوارد نے علم بغاوت بلند کیا۔ لشکریوں میں بھی پھوٹ پڑ گئی۔ سفیان بھاگ کر ابراہیم بن اغلب کے پاس پہنچا۔ ابراہیم نے اسے اپنے بیٹے عبداللہ کے ساتھ تیرہ ہزار فوج کی جمعیت کے ساتھ طرابلس کی جانب واپس کیا۔ ہوارہ مقابلہ پر آئے بے حد پامال ہوئے نہایت سختی سے قتل اور قید کیے گئے۔ کامیابی کے بعد طرابلس کا شہر پناہ از سر نو درست کرایا گیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر عبدالوہاب بن عبدالرحمٰن بن رستم تک پہنچی۔ بربریوں کو جمع کر طرابلس پر چڑھ آیا۔ مدتوں محاصرہ کیے رہا۔ عبدالوہاب نے باب زناتہ کی آمد و رفت روک رکھی تھی اور دروازہ ہوارہ پر لڑائی کا ہنگامہ کیے رہا۔ اسی اثناء میں اس کے باپ کے مرنے کی خبر پہنچی اس نے اپنے حریف کو مضافات طرابلس دے کر مصالحت کر لی شہر طرابلس اور دریا پر اپنا قبضہ رکھا۔ تکمیل صلح نامہ کے بعد عبداللہ نے قیروان کی جانب کوچ کیا۔ ابراہیم کی وفات ماہ شوال ۱۹۶ھ میں ہوئی تھی۔

ابوالعباس عبداللہ: ابراہیم بن اغلب نے وفات کے وقت اپنے بیٹے عبداللہ کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا۔ عبداللہ اس وقت طرابلس میں تھا۔ بربری اس کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اور اپنے دوسرے بیٹے زیادۃ اللہ کی امارت کی بیعت کرنے کی وصیت کی تھی۔ چنانچہ زیادۃ اللہ نے اس وصیت کی تعمیل کی۔ قیروان میں لوگوں سے اپنے بھائی عبداللہ کی امارت کی بیعت لی اور یہ واقعہ لکھ بھیجا۔ ابوالعباس عبداللہ ماہ صفر ۱۹۷ھ میں وارد قیروان ہوا۔ مگر اپنے بھائی زیادۃ اللہ کے اتھ اس نمایاں کارگزاری کی کوئی خاص قدر نہ کی جو اس نے ابراہیم کی وفات کے بعد اس کی غیر حاضری کے زمانہ میں کی تھی بلکہ اکثر اس کے رتبہ کے خلاف اس کی کسر شان کیا کرتا تھا۔ اس کے زمانہ حکومت میں کسی قسم کا فتنہ و فساد وقوع میں نہیں آیا وجہ یہ تھی کہ اس کے باپ نے حکومت و امارت کے نظام کو معقول طور سے درست اور مضبوط کر دیا تھا۔ فی نفسہ یہ شخص ظالم اور جابر تھا یہاں تک کہ اس کا زمانہ وفات آ گیا کہا جاتا ہے کہ اہل نمود اور مہریک کے اولیاء صالحین میں سے حفص بن حمید کی دعوت کے زمانہ میں اس کی موت وقوع میں آئی تھی۔ یہ ایک جماعت کے ساتھ بطور (ڈیپوٹیشن) عبداللہ کی خدمت میں عبداللہ کے جور و ستم کی شکایت کرنے کو آیا تھا۔ عبداللہ نے کچھ سماعت نہ کی۔ حفص نے عبداللہ کے دربار سے نکل کر عبداللہ کے خلاف لوگوں کو ابھارنا شروع کیا اتفاق سے اسی زمانہ میں عبداللہ کے کان میں ایک زخم ہو گیا جس کی وجہ سے ماہ ذی الحجہ ۲۰۱ھ میں اپنی حکومت کے پانچ سال پورے کر کے مر گیا۔

زیادۃ اللہ بن ابراہیم: ابوالعباس عبداللہ کے مرنے کے بعد اس کا بھائی زیادۃ اللہ حکمران ہوا۔ خلیفہ مامون کی جانب سے تقرری کا فرمان صادر ہوا اور یہ لکھ بھیجا کہ منبروں پر عبداللہ بن طاہر کے حق میں دعا کی جائے۔ زیادۃ اللہ کو اس سے بے حد ملال ہوا۔ شاہی قاصد کے ساتھ چند دینار جو کہ ادارسہ کے مسکوک کیے ہوئے تھے دار الخلافت بغداد روانہ کیے۔ اس سے اس امر کا اظہار مقصود ہے کہ آئندہ ہم خلافت عباسیہ کے علم حکومت کے مطیع نہ رہیں گے بلکہ حکمران ادارسہ کے علم حکومت کے سایہ میں رہنا پسند کریں گے۔ اس کے بعد اس کے اعزا و اقارب سے اغلب کے بھائیوں اور اس کے بھائی ابوالعباس محمد کے بیٹے محمد اور ابو محمد برادر ابراہیم ابو اغلب وغیرہم نے حج کرنے کی اجازت طلب کی۔ زیادت اللہ نے ان لوگوں کو سفر حج کی اجازت دے دی۔ چنانچہ وہ لوگ بعد ادائے فرض حج واپس ہو کر مصر میں مقیم ہوئے یہاں تک کہ زیادت اللہ اور فوج میں ان

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن ہوگئی اور باہم لڑائیاں شروع ہوگئیں۔

زیادبن سہل کی بغاوت وقتل: زیادۃ اللہ نے اپنے اعزہ واقارب کو جو مصر میں مقیم تھے بلا بھیجا اور اپنے بھائی اغلب کو قلمدان وزارت سپرد کیا۔ فتنہ وفساد کی گرم بازاری ہوگئی ہر امیر نے ایک ایک صوبہ کو دبالیا اور اس پر قابض ہو کر حکمرانی کرنے لگا۔ پھر اس پر بھی ان کو قناعت نہ ہوئی سب کے سب جمع ہو کر قیروان پر حملہ آور ہوئے اور اس کا محاصرہ کرلیا۔ سب سے پہلے بغاوت اور مخالفت کا بانی مبانی اور آتش فساد کا مشتعل کرنے والا زیادبن سہل بن صقلیہ تھا۔ ۲۰۷ھ میں اس نے حملہ کیا تھا اور شہر باجہ پر محاصرہ ڈالا تھا۔ زیادت اللہ نے اس کی سرکوبی کی غرض سے فوجیں روانہ کیں۔ چنانچہ زیادۃ اللہ کی فوج نے زیاد کو شکست دی اور اثناء جنگ میں گرفتار کر کے مار ڈالا اس کے ساتھ اس کے بہت سے ہمراہی بھی مارے گئے اس کے بعد منصور ترمذی نے طبنہ میں سر اٹھایا فوجیں آراستہ کر کے ٹونس پر چڑھ آیا اور قابض ہوگیا۔

زیادت اللہ اور منصور کی جنگ: ٹونس کا گورنر اسماعیل بن سفیان نامی ایک شخص تھا۔ منصور نے اسے قتل کر کے لشکریوں کو پھر اپنا مطیع بنالیا۔ زیادت اللہ نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ایک عظیم فوج کو اپنے چچازاد بھائی غلبون کی افسری میں جو اس کا وزیر بھی تھا اور جس کا نام اغلب بن عبداللہ ابن اغلب تھا روانہ کیا اور چلتے چلتے بتاکید کہہ دیا کہ اگر تم لوگ میدان جنگ سے شکست اٹھا کر آؤ گے تو تمہاری جان کی خیر نہیں میں تم لوگوں کو قتل کر ڈالوں گا۔ اتفاق یہ پیش آیا کہ منصور نے ان لوگوں کو شکست دے دی۔ ان لوگوں کو اپنی جانوں کا خطرہ پیدا ہوا۔ چنانچہ بخوف جان ان لوگوں نے وزیر غلبون کی رفاقت ترک کر دیا۔ بلاد افریقہ میں پھیل گئے۔ باجہ، جزیرہ، صطفورہ اور رارلس وغیرہ پر قابض ہوگئے۔ تمام افریقہ میں بدامنی پھیل گئی پھر یہ سب منصور کے پاس جا کر جمع ہوئے۔ منصور نے ان لوگوں کو مرتب کر کے قیروان کی جانب کوچ کیا اور پہنچتے ہی قابض ہوگیا۔ زیادۃ اللہ کا عباسیہ میں چالیس دن تک محاصرہ کئے رہا قیروان کی شہر پناہ بنوائی جسے ابراہیم بن اغلب نے خراب ومسمار کرادیا تھا۔ اس کے بعد زیادت اللہ نے اس پر فوج کشی کی۔ دونوں میں مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں بالآخر منصور کو شکست ہوئی بھاگ کر ٹونس پہنچا۔ زیادت اللہ نے قیروان کی شہر پناہ منہدم کرادی سپہ سالاران لشکر نے بھاگ بھاگ کر ان شہروں میں جا کر دم لیا جس پر وہ قابض ہوگئے تھے۔ چنانچہ عامر بن نافع ارزق سبط میں جا کر قلعہ نشین ہوا۔

عامر بن نافع کی سرکوبی: زیادت اللہ نے ۲۰۹ھ میں ایک فوج محمد بن عبداللہ بن اغلب کی ماتحتی میں عامر کی سرکوبی کے لئے روانہ کی عامر نے اس فوج کو شکست دے دی فوج واپس آئی۔ منصور بھی ٹونس کی جانب واپس ہوا۔ اس وقت زیادت اللہ کی زیر حکومت افریقہ میں صرف ٹونس ساحل طرابلس، اور فقرادہ باقی رہ گئے تھے۔ باغی فوج نے زیادۃ اللہ کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر تم افریقہ سے کوچ کر جاؤ تو تمہیں امان دی جائے۔ زیادۃ اللہ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ پھر یہ خبر مشہور ہوئی کہ فقراد کے بربریوں کے ملانے پر عامر بن نافع فقرادہ کی جانب بڑھ رہا تھا۔ زیادت اللہ نے دوسو جنگ آوروں کو عامر بن نافع کی روک تھام کی غرض سے انقرادہ کی طرف روانہ کیا۔ عامر یہ خبر پا کر فقرادہ سے لوٹ آیا اور انہیں قسطیلہ کی جانب شکست دے کر پھر واپس آیا۔ پھر نقرادہ سے نکل کھڑا ہوا سفیان نے قسطیلہ پر قبضہ کر کے شیرازہ حکومت کو درست ومرتب کرلیا۔ یہ واقعات ۲۰۹ھ کے ہیں اس کے بعد زیادۃ اللہ نے قسطیلہ، زاب اور طرابلس پر قبضہ حاصل کر کے حکومت وامارت کے نظام کو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درست کیا۔

منصور طبندی کی عہد شکنی وقتل: پھر منصور طبندی اور عامر بن نافع میں باہم مخالفت پیدا ہوگئی۔ منصور ہمیشہ عامر کو حسد کی آنکھوں سے دیکھتا تھا اور ہر کام میں اسے دباتا تھا۔ عامر نے اس امر کا احساس کر کے لشکر کو ملالیا۔ ایک روز سب کو جمع کر کے منصور کا اس کے قصر میں جو کہ طبندہ میں تھا محاصرہ کرلیا۔ منصور نے اس شرط پر کہ افریقہ چھوڑ کر میں مشرق کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔ امن کی درخواست کی۔ عامر نے یہ درخواست منظور کرلی چنانچہ منصور طبندہ سے نکل کر مشرق کی جانب روانہ ہوا پھر کچھ سوچ سمجھ کر لوٹا۔ عامر نے دوبارہ محاصرہ کرلیا۔ منصور دوبارہ سپہ سالاران لشکر میں سے بذریعہ عبدالسلام بن مفرح سپہ سالار امن کا خواستگار ہوا۔ عبدالسلام نے عامر کی خدمت میں منصور کی درخواست امن پیش کی۔ عامر نے اسے امن دیا کہ منصور افریقہ چھوڑ کر کشتی میں سوار ہو کر مشرق چلا جائے۔ اس شرط کے مطابق عامر نے منصور کو اپنے چند معتمد علیہ سرداروں کے ہمراہ ٹونس کی جانب روانہ کیا اور در پردہ اپنے بیٹے کو کہلا بھیجا کہ جس وقت منصور تمہارے پاس سے ہو کر گزرے دھوکہ سے موقع پا کر مار ڈالنا۔ عامر کے بیٹے نے منصور اور اس کے بیٹے کے ساتھ یہی برتاؤ کیا۔ اس کا اور اس کے بیٹے کا سر اتار کر اپنے باپ عامر کی خدمت میں بھیج دیا۔

زیادۃ اللہ کی ٹیونس پر فوج کشی: اس واقعہ کے بعد عامر بن نافع شہر ٹونس ہی میں مقیم رہا یہاں تک کہ ۲۱۴ھ میں انتقال کیا۔ عبدالسلام بن مفرح باجہ کی طرف لوٹ آیا اور وہیں اقامت اختیار کی یہاں تک کہ فضل بن ابی العین نے جزیرہ شریک میں ۲۱۸ھ میں علم بغاوت بلند کیا۔ عبدالسلام بن مفرح ربعی فضل کی کمک کے لئے روانہ ہوا۔ اسی اثناء میں زیادت اللہ کی فوجیں بھی پہنچ گئیں دونوں فوجیں جی توڑ کر لڑیں عبدالسلام مارا گیا فضل ٹونس کی طرف شکست کھا کر بھاگا اور وہاں جا کر قلعہ نشین ہو گیا۔ زیادۃ اللہ کی فوجوں نے ٹونس پہنچ کر محاصرہ ڈالا اور بزور تیغ اسے فتح کرلیا ہزار ہا اہل ٹونس مارے گئے۔ بہتیرے بھاگ گئے۔ خاتمہ جنگ کے بعد زیادۃ اللہ نے امن کی منادی کرادی۔ اہل ٹونس پھر اپنے اپنے مکانات میں آ آ کر رہنے لگے۔

قسطیل بطریق: ۲۱۹ھ میں اسد بن فرات نے صقلیہ کو بزور تیغ لڑ کر فتح کیا۔ صقلیہ صوبہ جات روم میں سے تھا۔ اس کا حکمران بادشاہ قسطنطنیہ کے زیر حکومت تھا۔ ۲۱۱ھ میں ایک بطریق جس کا نام قسطیل تھا صقلیہ کا حکمران مقرر کیا گیا اس نے ایک رومی سپہ سالار کو جو نہایت شجاع اور دلیر تھا۔ بحری فوج کا سردار بنایا۔ اس سپہ سالار نے سواحل افریقہ پر لوٹ مار شروع کر دی۔ نظام حکومت کو درہم برہم کر دیا۔ ایک مدت کے بعد بادشاہ روم نے قسطیل کو اس سپہ سالار کے گرفتار کر لینے اور قتل کر ڈالنے کو لکھ بھیجا کسی ذریعہ سے اس کی خبر سپہ سالار تک پہنچ گئی۔ فوراً بغاوت کا اظہار کر دیا اس کے ہمراہیوں کو بھی یہ سن کر جوش اور تعصب پیدا ہوا، سامان جنگ اور سفر کا درست کر کے صوبہ صقلیہ کے شہر سرقوسہ کی طرف کوچ کر دیا اور پہنچتے ہی قابض ہو گیا۔ قسطیل اس واقعہ سے مطلع ہو کر مقابلہ پر آیا۔ لڑائیاں ہوئیں میدان سپہ سالار کے ہاتھ رہا۔ قسطیل شکست کھا کر بھاگا۔ سپہ سالار کی فوج نے تعاقب کیا شہر تطانیہ پہنچ کر اسے گرفتار کرلیا گیا اور وہیں مار ڈالا گیا۔ سپہ سالار نے صقلیہ پہنچ کر قبضہ کرلیا اور شاہی لقب سے اپنے کو ملقب کیا۔ اطراف جزیرہ کی حکومت بلاطہ نامی ایک شخص کو دی۔ اس کا چچازاد بھائی میخائل شہر ملیرم میں حکومت کر رہا تھا اس نے اور اس کے چچازاد بھائی نے سپہ سالار مذکور سے مخالفت کا اظہار کیا بلاطہ نے سرقوسہ کو دبالیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسد بن فرات: سپہ سالار جنگی کشتیوں کا بیڑہ مرتب کر کے زیادۃ اللہ کی خدمت میں امداد کی غرض سے افریقہ میں حاضر ہوا۔ زیادۃ اللہ نے اس کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور ایک عظیم فوج اس کی کمک پر روانہ کی اس فوج اور مہم کی افسری اسد بن فرات قاضی قیروان کو مرحمت کی' ماہ ربیع ۲۱۲ھ میں یہ مہم روانہ ہوئی۔ اسد کوچ وقیام کرتا ہوا شہر مارز میں پہنچ کر قیام پزیر ہوا اس کے بعد فوج کو درست ومرتب کر کے بلاط پر حملہ کیا۔ بلاط کی رکاب میں رومیوں کا بہت بڑا لشکر تھا اور روم کے بہت سے نامی نامی سپہ سالار سور ماا اس کی کمک پر آئے ہوئے تھے۔ بلاط کو اس معرکہ میں شکست ہوئی رومی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ بہت سا مال غنیمت فتحمند گروہ کے ہاتھ لگا۔ بلاط نے بھاگ کر فلویزہ میں دم لیا مگر اس جان باختہ کو وہاں بھی پناہ نہ ملی مارا گیا۔ عساکر اسلامیہ نے جزیرہ کے متعدد قلعوں پر قبضہ کر لیا اور جوش کامیابی میں فتح کرتے ہوئے قلعہ کرات تک پہنچ گئے۔

قلعہ کرات کا محاصرہ: قلعہ کرات میں بہت سے رومی گرد ونواح کے آ آ کر جمع ہو گئے تھے۔ پہلے تو ان لوگوں نے قاضی اسد بن فرات کو صلح اور ادائے جزیہ کا دھوکا دیا مگر جب قرائن سے آمادہ جنگ نظر آئے تو قاضی اسد نے محاصرہ کا حکم دیا۔ عیسائیوں نے شہر پناہ اور قلعہ کا دروازے بند کر لئے قاضی اسد نے نہایت ہوشیاری سے حصار کر کے قرب وجوار کے شہروں پر تاخت و تاراج کی غرض سے اپنی فوج کو متعدد دستوں پر منقسم کر کے پھیلا دیا مال غنیمت کی بے حد کثرت ہوئی۔ اس کے بعد اسلامی لشکر نے سرقوسہ کا بری اور بحری محاصرہ کر لیا۔ سرقوسہ کو افریقہ سے اچانک مدد پہنچ گئی۔ اس کے بعد اہل افریقہ نے ملیرم کو اپنی حفاظت میں لے کر عساکر اسلامیہ پر حملہ کیا۔ عساکر اسلام اس وقت سرقوسہ کا محاصرہ کئے تھیں۔ رومیوں نے محاصرہ اٹھا دینے کی انتہائی کوشش کی مگر ناکام رہے۔ مسلمانوں نے نہایت مضبوطی اور احتیاط سے محاصرہ کر رکھا تھا۔ پھر اتفاق سے عساکر اسلام میں وبائی بیماری پھیل گئی۔ جس سے ایک بڑی جماعت نے جان بحق تسلیم کر لی۔

اسد بن فرات کی وفات: اسد بن فرات' امیر افواج اسلامیہ نے بھی اسی زمانہ میں وفات پائی شہر قصریانہ میں مدفون ہوا اسی اسلامی فوج میں وہ سپہ سالار بھی تھا جس کی کمک پر اسلامی لشکر آیا ہوا تھا اہل قصریانہ نے اسے دھوکہ دے کر مار ڈالا اس کے بعد قسطنطنیہ سے ایک تازہ دم فوج عیسائیوں کی کمک پر آ گئی۔ ہنگامہ کارگزار پھر گرم ہو گیا اس معرکہ میں مسلمانوں کو شکست ہوئی' بقیہ نے قصریانہ کی جانب پناہ گزین ہونے کی غرض سے قدم بڑھایا۔

زہیر بن عوف اور عیسائیوں کی جنگ: اس کے بعد احمد بن حواری امیر عساکر اسلامیہ نے وفات پائی اس کی جگہ زہیر بن عوف کو افواج اسلامی کا امیر مقرر کیا گیا۔ رومیوں اور مسلمانوں سے پھر معرکہ آرائی شروع ہوئی۔ رومیوں نے کئی مرتبہ عساکر اسلامیہ کو شکست دی اور ان کے لشکر گاہ میں ان کا محاصرہ کر لیا۔ طول جنگ اور شدت حصار سے مسلمانوں میں اضطراب پیدا ہو چلا۔ اسی اثناء میں ان مسلمانوں نے جو کہ روم میں تھے فصیلوں اور شہر پناہ کی دیواروں کو منہدم کر کے مارذ کی جانب کوچ کیا مگر عیسائی فوجوں کی کثرت کی وجہ سے اپنے محصور بھائیوں تک نہ پہنچ سکے۔ لشکر اسلام اسی حالت میں ۲۱۴ھ تک مبتلا رہا۔ ہلاکت کی نوبت پہنچ گئی تھی کہ چند جنگی کشتیاں افریقہ سے بطور کمک کے آ گئیں اور اندلس کا ایک جنگی بیڑہ جو بقصد جہاد نکلا ہوا تھا آ پہنچا۔ لشکر اسلام کو محاصرہ میں دیکھ کر تین سو کشتیاں ساحل جزیرہ سے لگا دی گئیں۔ مجاہدین اسلام خشکی پر اتر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑے۔ رومیوں کے پاؤں میدانِ جنگ سے اکھڑ گئے محاصرہ اٹھا کر چلتے نظر آئے۔

بطریق صقلیہ کا خاتمہ: مسلمانوں نے ۲۱۷ھ میں شہر ملیرم کو امان کے ساتھ فتح کر لیا۔ بعدہ ۲۱۹ھ میں شہر قصریانہ پر دھاوا کیا چنانچہ ۲۲۰ھ میں رومیوں کو شکست دے کر قصریانہ پر بھی قابض ہو گئے پھر طریلس کی طرف اسلامی فوج کا ایک دستہ بھیجا گیا۔ دوسرا دستہ زیادۃ اللہ نے فضل بن یعقوب کی افسری میں قرسومہ پر شبخون مارنے کے لئے روانہ کیا یہ دونوں دستے بہت سا مال غنیمت لے کر کامیابی کے ساتھ واپس آئے۔ اس کے بعد ایک اور سریہ[1] روانہ کیا گیا۔ بطریق صقلیہ نے اس سے مقابلہ کیا مسلمانوں نے ایک میدان میں جس کے ارد گرد بڑی دلدل تھی پناہ لی' بطریق نے ہر چند کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا ناکام ہو کر واپس ہوا جوں ہی بطریق واپس ہوا اہل سریہ نے حملہ کر دیا۔ بطریق اس حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا دورانِ جنگ میں گھوڑے سے گر پڑا' ایک مسلمان سپاہی نے نیزہ مارا مر گیا۔ بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ آیا' آلاتِ جنگ' مال و اسباب اور بہت سے مویشی لے کر اپنے لشکر گاہ میں واپس آئے۔

ابراہیم بن عبداللہ کی صقلیہ پر فوج کشی: ان واقعات کے بعد زیادت اللہ نے ابراہیم بن عبداللہ بن اغلب کی افسری میں افواج اسلامیہ کو صقلیہ کی جانب روانہ کیا اور اس کی سند حکومت بھی اسے عطا کی۔ نصف رمضان سنہ مذکور میں ابراہیم نے صقلیہ کی طرف کوچ کیا۔ ابراہیم کی روانگی کے بعد جنگی کشتیوں کا ایک بیڑہ براہ دریا روانہ کیا گیا۔ رومیوں کی جنگی کشتیوں سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ بہت سے رومی مارے گئے۔ بے حد مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔ پھر جنگی کشتیوں کا ایک دوسرا بیڑا قصورہ کی جانب روانہ کیا۔ رومیوں کا بیڑہ مقابلہ پر آیا اور پہلے ہی حملے میں شکست نصیب ہوئی۔ مسلمانوں نے اسے بھی لوٹ لیا اس سے بھی کسی قدر مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔ پھر ایک سریہ جبل النار اور ان قلعوں کی طرف روانہ کیا جو اس کے گرد و نواح میں تھے۔ ہزار ہا قیدی ہاتھ آئے۔ مال غنیمت کا کوئی حد و شمار نہ تھا۔

قصریانہ پر قبضہ: انہی دنوں ابراہیم بن عبداللہ بن اغلب نے ۲۲۱ھ میں جنگی کشتیوں کا ایک بیڑا جزیرہ کی طرف روانہ کیا۔ وہ بھی بہت سا مال غنیمت لے کر واپس ہوا اس کے علاوہ دوسرے اور بھیجے ایک کو قیطلہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور دوسرے کو قصریانہ پر شبخون مارنے کا اشارہ کیا۔ ان دونوں سریوں میں مسلمانوں کو مصائب اور شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے بعد ایک دوسرا واقعہ پیش آیا جس میں فتحمندی کا جھنڈا مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ رومیوں کے بیڑے سے نو کشتیاں عساکر اسلامیہ کے ہاتھ لگیں۔ اس کے بعد ایک مسلمان سپاہی کو قصریانہ کے ایک چور دروازہ کا پتہ لگ گیا اس نے اپنے امیر کو بتلایا امیر عساکر اسلام نے اسلامی فوج کو اسی راہ سے شہر میں داخل کر دیا۔ رومیوں نے شہر کو چھوڑ کر قلعہ میں پناہ لی دو چار روز تک لڑتے رہے بالآخر امن کے خواستگار ہوئے۔ مسلمانوں نے انہیں امن دیا اور کامیابی کے ساتھ قصریانہ اور قلعہ پر قبضہ کر کے بہت سا مال غنیمت لئے ہوئے شہر ملیرم کی جانب واپس ہوئے۔

زیادت اللہ کی وفات: یہاں تک کہ ان لوگوں کو زیادت اللہ کے مرنے کی خبر موصول ہوئی۔ ابتداء کو ہمت ہارے مگر پھر اپنے دلوں کو مضبوط کر کے صبر و تحمل کا پتھر اپنے کلیجوں میں رکھ کر جہاد میں مصروف ہو گئے۔ زیادۃ اللہ کی وفات ۲۲۳ھ کے

---

[1] سریہ اس فوج کو کہتے ہیں جو رات کے وقت شبخون مارنے کی غرض سے غنیم کی طرف روانہ کی جائے۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصف میں جب کہ اس نے اپنی حکومت کے ساڑھے اکیس سال پورے کر لئے تھے وقوع میں آئی۔

ابوعقال اغلب بن ابراہیم بن اغلب: زیادت اللہ بن ابراہیم کے مرنے کے بعد اس کا بھائی اغلب حکمران ہوا اس کی کنیت ابوعقال تھی اس نے لشکریوں کے ساتھ نہایت اچھے برتاؤ کئے۔ زیادتیاں اور ظلم موقوف کر دیئے۔ عمال کی تنخواہیں بڑھا دیں، رعایا پر ظلم وستم کرنے سے انہیں روک دیا۔ کچھ عرصہ بعد قسطنطنیہ میں خوارج زواغہ لواتہ اور بسکاسہ نے ابوعقال کی مخالفت پر کمر باندھی اس کے گورنر کو مار کر خود قابض ہو گئے ابوعقال نے ان لوگوں کی سرکوبی پر فوجیں روانہ کیں۔ چنانچہ ابوعقال کی فوج نے تمام باغیوں کا قلعہ قمع کر دیا اس کے بعد ۲۳۴ھ میں صقلیہ کے چند قلعوں نے مسلمانوں سے امن کی درخواست کی۔ مسلمانوں نے انہیں امن دیا اور بصلح وامان فتح کر لیا۔ پھر مسلمانوں کی جنگی کشتیوں کا ایک بیڑا قلوریہ کی طرف روانہ کیا گیا۔ قلوریہ بھی سر ہو گیا۔ بادشاہ قسطنطنیہ کا بیڑا قلوریہ کی حمایت پر آیا۔ مسلمانوں نے اسے بھی شکست دے دی۔ پھر ۲۳۶ھ میں مسلمانوں کا سریہ قصریانہ مضافات صقلیہ کی طرف روانہ کیا گیا بعدہ قلعہ قیروان کی جانب بھیجا گیا۔ مسلمانوں نے اس کے گردنواح کو جی کھول کر پامال کیا۔ جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔ ان واقعات کے تمام ہونے پر ابوعقال اغلب بن ابراہیم نے ماہ ربیع میں اپنی حکومت وامارت کے دو برس سات مہینے پورے کر کے انتقال کیا۔

ابوالعباس محمد بن اغلب بن ابراہیم: ابوعقال اغلب کے بعد اس کا بیٹا ابوالعباس محمد حکمرانی کی عبا پہن کر کرسی حکومت پر متمکن ہوا۔ اہل افریقہ نے اس کے علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ ۲۲۷ھ میں شہر تاہرت کے قریب ایک شہر جدید موسوم بہ عباسیہ آباد کیا جسے افلح بن عبدالوہاب ابن رستم نے جلا دیا تھا اور والیٔ اندلس کی خدمت میں اس کامیابی کی خوشخبری بھیجی تھی۔ والیٔ اندلس نے ایک لاکھ درہم بطور صلہ مرحمت کئے تھے۔

ابن جواد کی معزولی: اس کے زمانہ میں ابن جواد کی معزولی کے بعد ۲۳۴ھ میں سحنون عہدہ قضاء کا متولی ہوا اور ابن جواد کو درے لگوائے جس کے صدمہ سے وہ مر گیا پھر ۲۴۰ھ میں سحنون بھی مر گیا۔

ابوجعفر کا خروج: اس کے بعد ابوالعباس پر اس کے بھائی ابوجعفر نے حملہ کیا اور اپنی مدبرانہ چالوں اور حکمت عملی سے ابوالعباس کو دبا لیا اور اس کے وزراء وارا کین دولت کو قتل کرا دیا۔ اسی حالت میں ایک مدت گزری پھر ابوالعباس خواب غفلت سے بیدار ہو کر نظام حکومت درست کرنے کی جانب متوجہ ہوا خفیہ طور سے فوجیں مرتب کیں آلات حرب فراہم کئے اور ۲۴۳ھ میں اعلان جنگ کر کے اپنے بھائی ابوجعفر کے مقابلہ پر آ گیا اور اس کی ملک وریاست کو نیست ونابود کر کے اس کی امارت کے سولہویں مہینے افریقہ سے مصر کی جانب نکال باہر کیا۔

ابوابراہیم احمد: ابوالعباس محمد بن ابی عقال کی وفات کے بعد اس کا بیٹا ابوابراہیم احمد حکمران ہوا۔ اس نے نہایت نیک نیتی اور حسن سیرتی سے حکومت شروع کی۔ لشکریوں کی تنخواہیں بڑھائیں۔ عمارات کے بنوانے کا بے حد شائق تھا۔ افریقہ میں تقریباً دس ہزار سنگی قلعے بنوائے جن کے دروازے لوہے کے تھے غلاموں کی ایک فوج تیار کی۔ اطراف طرابلس میں بربر کے خوارج نے اس پر حملہ کیا اور اس کے گورنر کو دبا لیا۔ ان دنوں اس کی گورنری پر اس کا بھائی عبداللہ بن محمد بن اغلب تھا اس نے ان لوگوں کی سرکوبی پر اپنے دوسرے بھائی زیادت اللہ کو روانہ کیا چنانچہ زیادت اللہ نے پہنچتے ہی ان لوگوں کو زیر کر کے اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھائی ابراہیم کو اس فتح کی خوشخبری لکھ بھیجی۔

اسی کے زمانۂ حکومت ماہ شوال ۲۴۷ھ میں صقلیہ کے شہروں میں سے قصریانہ فتح ہوا۔ نامۂ بشارت فتح خلیفہ متوکل کی خدمت میں روانہ کیا اور وہاں کے چند قیدیوں کو بطور ہدیہ دربار خلافت میں بھیجا اس کے بعد ابوابراہیم اپنی حکومت و ریاست کے آٹھ سال پورے کر کے ۲۴۹ھ میں بارِ حیات سے سبکدوش ہو گیا۔

زیادت اللہ اصغر: ابوابراہیم کی وفات کے بعد اس کا بیٹا زیادت اللہ زمام حکومت کا مالک ہوا۔ یہ زیادت اللہ اصغر کے نام سے موسوم تھا۔ اس نے اپنے اسلاف کا رویہ اختیار کیا اس کا زمانۂ حکومت دراز نہیں ہوا۔ اپنی حکومت کے ایک ہی برس بعد انتقال کر گیا۔

ابوالغرانیق بن ابی ابراہیم بن احمد: زیادت اللہ کے انتقال کے بعد اس کا بھائی ملقب بہ ابوالغرانیق کرسیٔ حکومت پر رونق افروز ہوا۔ حکمران ہوتے ہی لہو ولعب میں مصروف و منہمک ہو گیا۔ اس کے زمانے میں فتنہ وفساد اور لڑائیوں کے دروازے کھل گئے' جزیرہ مالطہ ۲۵۵ھ میں فتح ہوا۔ رومیوں نے جزیرہ صقلیہ کے اکثر مضافات پر قبضہ کر لیا تب محمد نے ساحل بحر پر مغرب میں برقہ سے پندرہ یوم کی مسافت پر جانب غرب چند قلعے اور محافظت کی خاطر متعدد منارے بنوائے جو اس وقت (یعنی مؤرخ ابن خلدون کی زمانہ تک) موجود ہیں۔ گیارہ برس اس نے حکومت کی نصف ۲۶۱ھ میں وفات پائی۔

فضل بن جعفر ہمدانی: ۲۲۸ھ میں فضل بن جعفر ہمدانی براہ دریا فوجیں لے کر روانہ ہوا۔ سینہ کے گھاٹ پر پہنچ کر کشتی سے خشکی پر اتر پڑا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ اہل شہر نے قلعہ بندی کر لی فضل نے اپنی فوج کے چند دستوں کو شبخون مارنے کی غرض سے اس کے اطراف و جوانب میں پھیلا دیا۔ جو بہت سا مالِ غنیمت لے کر واپس آئے۔ اس کے بعد اثناء جنگ میں اپنی رکاب کی فوج سے ایک گروہ کو علیحدہ کر کے حکم دیا کہ اس پہاڑ سے گزر کر شہر پر حملہ آور ہو جس کے دامن میں یہ آباد تھا چنانچہ اس دستہ فوج نے ایسا ہی کیا۔ حریف کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ انتہائی ابتری سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ فضل نے کامیابی کے ساتھ شہر کو فتح کر کے اپنی فتحیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔

فضل اور بطریق صقلیہ کی جنگ: پھر ۲۳۲ھ میں فضل نے شہر لسی کا محاصرہ کیا۔ اہل شہر نے بطریق صقلیہ کی خدمت میں یہ حالات لکھ بھیجے امداد کی درخواست کی۔ بطریق صقلیہ نے ان کی درخواست منظور کر لی اور یہ ہدایت کی کہ جس وقت تم پہاڑ پر آگ روشن کرو گے فوراً ہم عسا کر اسلامیہ پر حملہ آور ہوں گے اور اسی وقت تم بھی حملہ کر دینا۔ دو طرف جنگ سے مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ جائیں گے اور بات کی بات میں ہم ان پر فتح یابی حاصل کر لیں گے فضل کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر لگ گئی۔ فضل نے اسی سمت میں جس طرف سے بطریق حملہ کرنے والا تھا۔ متعدد کمین گاہوں میں نامی نامی جنگ آور سورما کو بٹھلا دیا اور پہاڑ پر آگ روشن کرا دی۔ بطریق صقلیہ نے آگ روشن دیکھ کر فوج کی تیاری کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے لشکرِ اسلام پر حملہ کرنے کی غرض سے بڑھا جوں ہی کمین گاہ سے آگے بڑھا۔ مجاہدین اسلام نے حملہ کر دیا جس سے معدودے چند جان بر ہوئے اور سب کے سب کھیت رہے اور اہل شہر پر فضل نے حملہ کر دیا اہل شہر نے گھبرا کر امان حاصل کر کے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے فضل نے قبضہ کر لیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عباس بن فضل بن یعقوب: ۲۳۳ھ میں مسلمانوں نے ملک اتکبرو براعظم کی جانب قدم بڑھایا اور اس کے شہروں میں سے ایک شہر پر قبضہ حاصل کر کے وہیں قیام پزیر ہو گئے۔ ۲۳۴ھ میں زغوش نے مصالحت کا پیام دیا اور امان حاصل کر کے شہر کو مسلمانوں کے حوالہ کر دیا۔ اہل اسلام اس کے مال واسباب کو اٹھالائے اور شہر کو منہدم اور خراب کر دیا۔ اس واقعہ سے قبل ۲۳۳ھ میں امیر صقلیہ محمد بن عبداللہ بن اغلب کا انتقال ہو چکا تھا اور مسلمانوں نے متفق ہو کر عباس بن فضل بن یعقوب کو اپنا امیر بنالیا تھا چنانچہ محمد بن اغلب نے اس تقرری کو پسند کر کے صقلیہ کی سند حکومت عباس کے پاس بھیج دی تھی۔ سند حکومت کے آنے سے پیشتر عباس جہاد کرتا اور فوجوں کو شبخون مارنے کی غرض سے بھیجتا تھا جو اکثر اوقات مال غنیمت لے کر واپس آتی تھیں لیکن جس وقت سند حکومت آ گئی تو بنفسہ جہاد کی غرض سے نکلا اس کے مقدمات الجیش پر اس کا چچا ریاح تھا۔ اطراف صقلیہ کو خوب خوب تاخت وتاراج کیا۔ متعدد فوجیں اور سرایہ روانہ کئے۔ قسطانیہ' سرقوسہ' بوطیف اور غورس اس کے لشکر ظفر پیکر کی جولانگاہ بنے ہوئے تھے۔ عساکر اسلام نے ان مقامات سے بے حد مال غنیمت حاصل کیا۔ شہروں کو ویران وخراب کر کے جلا دیا۔ چند قلعے فتح کئے۔ اہل قصریانہ کو ان معرکوں میں شکست دی۔ ان دنوں اس شہر کو بادشاہ صقلیہ کے دارالسلطنت ہونے کا شرف حاصل تھا اور اس سے قبل بادشاہ مذکور سرقوسہ کو اپنا قصر حکومت بنائے ہوئے تھا۔ جب مسلمانوں نے اسے فتح کر لیا جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں تو بادشاہ مذکور نے قصریانہ کو اپنا دارالحکومت بنایا۔

فتح قصریانہ: قصریانہ کے فتح ہونے کے حالات یہ ہیں کہ عباس گرمی اور سردی کے موسم میں سرقوسہ اور قصریانہ پر جہاد کی غرض سے فوجیں بھیجتا رہا۔ یہ فوجیں عیسائیوں پر فتح یابی حاصل کر کے مال غنیمت اور قیدیوں کو لے کر واپس آیا کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ ایام سرما کے جہاد میں چند قیدی گرفتار ہو کر آئے جس وقت ان لوگوں کو قتل کرنے کے لئے پیش کیا گیا ایک قیدی نے جس کے چہرے سے ہیبت وریاست نمایاں تھی گزارش کی ''اے امیر مجھے آپ قتل نہ کیجئے میں آپ کو قصریاز پر قبضہ دلا دوں گا''۔ عباس نے اس کے قتل سے ہاتھ روک لیا اس قیدی نے شہر قصریانہ کا خفیہ راستہ بتلا دیا۔ چنانچہ اسلامی دلاور راست کے وقت اس راہ پر آئے قیدی ان لوگوں کو ایک چھوٹے سے دروازے سے شہر میں لے گیا جوں ہی وسط شہر میں پہنچے تلواریں نیام سے کھینچ لیں۔ دو چار سپاہیوں نے لپک کر شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے عباس بھی اپنی رکاب کی فوج کے ساتھ شہر میں قتل و غارت کرتا ہوا گھس پڑا عیسائی جنگ آوروں کو تہ تیغ کیا بطریقوں کی لڑکیوں کو قیدی بنایا اور اس قدر مال غنیمت ہاتھ آیا کہ احاطہ تحریر سے باہر ہے۔

عباس بن فضل کی فتوحات: اس واقعہ سے صقلیہ میں رومیوں کو شکست اور ذلت نصیب ہوئی بادشاہ روم نے براہ دریا ایک بڑی فوج ایک بطریق کی ماتحتی میں صقلیہ کی حمایت کے لئے روانہ کی ساحل سرقوسہ پر پہنچ کر کشتیوں نے لنگر ڈالا۔ عباس کو اس کی خبر لگی تو وہ بھی فوجیں آراستہ کر کے ملیرم سے آ پہنچا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد عباس نے عیسائیوں کو شکست دی۔ بقیہ کشتیوں پر سوار ہو کر اپنے ملک کی طرف بھاگے۔ مسلمانوں نے ان کی کشتیوں میں سے تین کشتیاں یا اس سے زائد کشتیاں مع مال واسباب کے لوٹ لیں یہ واقعہ ۲۳۷ھ کا ہے اس کے بعد عباس نے صقلیہ کے متعدد قلعوں کو بزور تیغ فتح کیا۔ رومی عیسائیوں کی کمک پر قسطنطنیہ سے فوجیں آئیں اس وقت عباس قلعۂ روم کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ عیسائی فوجیں قلعہ میں اتر پڑیں۔ عباس نے بھی مقام سے جہاں پر کہ محاصرہ ڈالے ہوئے تھے عیسائی فوجوں پر حملہ کیا اور پہلے ہی حملے میں انہیں پسپا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر کے قصریانہ کی جانب واپس گیا اور اس کی قلعہ بندی کر کے محافظت کی غرض سے ایک جری فوج کو اس میں ٹھہرایا۔ پھر ۲۴۴ھ میں سرقوسہ پر چڑھائی کی بہت سا مال غنیمت لے کر واپس ہوا اثناء راہ میں علیل ہوا سنہ مذکور کے نصف میں وفات پائی اور سرقوسہ میں دفن کیا گیا عیسائیوں نے اس کی نعش کو قبر سے نکال کر جلا دیا یہ اس کی امارت کے گیارہویں سال وقوع پزیر ہوا۔

عبداللہ بن عباس: ان واقعات کے بعد صقلیہ پر برابر جہاد جاری رہا اور فتح یابی کے جوش میں لشکر اسلام حملہ آور ہوتا رہا۔ چنانچہ سرحد روم کو شمال کی جانب عبور کر گیا۔ سرزمین قلوریہ اور انکیر دہ پر جہاد کیا اور اس کے متعدد قلعوں کو فتح کر کے وہیں سکونت پزیر ہو گیا۔ عباس کے مرنے پر مسلمانوں نے متفق ہو کر اس کے بیٹے عبداللہ کو امارت کی کرسی پر متمکن کیا اور والیٔ افریقہ کو اطلاعی رپورٹ بھیج دی۔ عبداللہ نے زمام حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لینے کے بعد متعدد سرایا سرحدی عیسائی امراء کے ملکوں کی طرف روانہ کیے کئی قلعہ بزور تیغ فتح ہوئے۔

محمود بن خفاجہ کی فتوحات: عبداللہ کی حکومت کے پانچویں مہینے خفاجہ بن سفیان نصف ۲۴۸ھ میں افریقہ سے وارد صقلیہ ہوا اور اپنے بیٹے محمد کو ایک سریہ کا افسر مقرر کر کے سرقوسہ کی جانب روانہ کیا محمود اطراف سرقوسہ میں داخل ہو کر تاخت و تاراج کرنے لگا رومیوں کا ٹڈی دل لشکر یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر محمود فتحمندی کے ساتھ واپس ہوا اس کے بعد شہر فوطوس کو ۲۵۵ھ میں فتح کر کے سرقوسہ اور جبل النار پر پھر چڑھائی کی اہل طرابلس نے گردن اطاعت جھکا دی امن کے خواستگار ہوئے لیکن چند روز بعد عہد شکنی کر کے بغاوت کا اعلان کیا۔ خفاجہ نے اپنے بیٹے محمد کو افواج اسلامیہ کا افسر بنا کر اہل طرابلس کے سرکرنے کے لئے روانہ کیا چنانچہ محمد نے اہل طرابلس کو بزور تیغ پھر زیر کیا اور بہت سے مرد اور عورتوں کو قید کر لیا اس کے بعد خفاجہ نے غوش پر جہاد کی غرض سے حملہ کیا اور نہایت مردانگی سے اسے فتح کر لیا۔ اس اثناء میں خفاجہ ایک مرض میں مبتلا ہو کر ملیرم کی جانب واپس ہوا پھر ۲۵۳ھ میں سرقوسہ اور قطانیہ پر حملہ آور ہوا اس کے گرد و نواح کو تاخت و تاراج کر کے وہاں کی زراعت کو پھر خراب کر کے ڈالا۔ متعدد سرایا سرزمین صقلیہ کی جانب روانہ کیے۔ لشکر اسلام کے ہاتھ مال غنیمت سے پُر ہو گئے۔

طرمیس کی فتح: ۲۵۱ھ میں قسطنطنیہ سے ایک بطریق اہل صقلیہ کی کمک پر آیا مسلمانوں سے صف آرائی کی نوبت آئی۔ مسلمانوں نے اسے شکست دی اور خفاجہ نے اطراف کو جی کھول کر لوٹا اور ملیرم کی جانب واپس ہوا پھر ۲۵۵ھ میں اپنے بیٹے محمد کو عساکر اسلامیہ کا افسر بنا کر طرمیس کی طرف روانہ کیا کسی جاسوس نے چور دروازہ کا پتہ بتلا دیا عساکر اسلامیہ کا ایک گروہ اس دروازہ سے شہر میں داخل ہو کر قتل و غارت میں مصروف ہو گیا دوسری جانب سے محمد بن خفاجہ بقیہ لشکر اسلام لئے ہوئے شہر میں بزور تیغ گھس پڑا۔ شور و غل سے کانوں کے پردے پھٹے پڑتے تھے گرد و غبار کی وجہ سے کچھ سوجھائی نہ دیتا تھا لشکر اسلام کا سابق گروہ انہیں دشمنان اسلام کا معین و مددگار تصور کر کے بھاگ کھڑا ہوا۔ محمد بن خفاجہ بھی ان لوگوں کو واپس ہوتا ہوا دیکھ کر لوٹ پڑا۔ طرمیس کے سر نہ ہونے کا سبب یہ ہوا۔

خفاجہ بن سفیان کا قتل: اس کے بعد خفاجہ نے فوجیں آراستہ کر کے سرقوسہ پر جہاد کیا اور اس کا محاصرہ کر کے اس کے گرد و نواح کو تاخت و تاراج کر کے واپس ہوا۔ اثناء راہ میں اسی کے لشکر میں سے کسی نے مکر و فریب سے اسے مار ڈالا۔ یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقعہ ۲۵۵ھ کا ہے لوگوں نے اس کے بیٹے محمد کو اپنا امیر مقرر کیا اور محمد بن احمد امیر افریقہ کو اطلاعاً لکھ بھیجا۔ اس نے محمد کو اس کی سرداری پر بحال رکھا اور سند حکومت تحریر کر کے بھیج دی۔

ابراہیم بن احمد برادر ابوالغرانیق: ابوالغرانیق کی وفات پر اس کا بھائی ابراہیم عنان حکومت افریقہ کا مالک ہوا ابوالغرانیق نے اپنے بیٹے ابوعقال کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا اور اپنے بھائی ابراہیم سے بحلف یہ اقرار لیا تھا کہ میرے بیٹے ابو عقال سے حکومت وامارت کے لئے لڑائی جھگڑا نہ کرنا اور نہ اس سے کسی قسم کی مخالفت کرنا بلکہ بطور نائب کے اس کے کاموں کو انجام دینا یہاں تک کہ ابوعقال سن شعور کو پہنچ جائے جب ابوالغرانیق کا انتقال ہو گیا تو اہل قیروان نے عداوت اور ابراہیم کے حسن سیرت اور عدالت کے باعث اسے امارت پر ابھارنا شروع کیا۔ پہلے ابراہیم نے انکار کیا مگر جب اہل قیروان کا اصرار زیادہ ہوا تو ان کی درخواست کو منظور کر کے ابوالغرانیق کی وصیت کو جو وہ اپنے بیٹے ابوعقال کے بارے میں اسے کر گیا تھا۔ پس پشت ڈال دیا۔ اپنے مکان مسکونہ سے اٹھا کر قصر امارت میں چلا آیا اور نہایت عمدگی اور ہوشیاری سے امارت کرنے لگا۔ عادل، عالی حوصلہ بلند خیال اور نہایت دلیر تھا۔ بغاوت اور فساد کی جڑ بنیاد اکھاڑ کر پھینک دی۔ مظلموں کی داد فریاد سننے کو دربار عام کرتا تھا۔ تمام ملک میں امن وامان ہو گیا سواحل بحر پر تحفظ کی غرض سے بہت سے قلعے اور منارے بنوائے۔ سواحل سبتہ پر دشمنان اسلام کے ڈرانے کے لئے آگ روشن کی جاتی تھی۔ اس کی روشنی اسکندریہ تک پہنچتی تھی۔ اس نے سوسہ کا شہر پناہ بنوایا تھا اسی کے زمانہ حکومت میں عباس بن احمد بن طولون اپنے باپ والی مصر سے مخالف ہو کر ۲۶۵ھ میں علیحدہ ہو گیا تھا اور برقہ پر محمد بن قہرب سپہ سالار ابن اغلب کے ہاتھ سے قبضہ لے لیا تھا اس کے بعد بصرہ پر قابض ہوا پھر طرابلس کا محاصرہ کیا محمد بن قہرب نے نفوسہ سے امداد طلب کی چنانچہ یہ اس کی کمک پر آئے عباس بن احمد بن طولون سے قصر حاتم میں ۲۶۲ھ لڑائی ہوئی۔ عباس کو شکست ہوئی اور یہ شکست کھا کر مصر کی جانب واپس ہوا۔

بغاوتوں کا استیصال: اس کے بعد وزواجہ نے علم مخالفت بلند کیا اور ضمانت دینے سے انکار کیا۔ ان کی دیکھا دیکھی حوارہ بعدہ لواتہ نے بھی ایسا ہی کیا محمد بن قہرب انہی بغاوتوں اور لڑائیوں میں مارا گیا۔

ابراہیم نے اپنے بیٹے ابوالعباس عبداللہ کو ۲۶۹ھ میں ایک بڑی فوج کے ساتھ ان لوگوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا بہت بڑی خونریزی ہوئی۔ ۲۸۰ھ میں خوارج نے بکثرت حملے کئے، ابراہیم نے اپنی فوجوں کو تمام ملک میں پھیلا دیا۔ آتش بغاوت فرو ہو گئی۔ امن وامان قائم ہو گیا۔ مصلحت وقت کے لحاظ سے سوڈانی غلاموں کو سوار فوج میں بھرتی کر لیا گیا جس کی تعداد تیس ہزار تھی اور ۲۸۱ھ میں ٹونس چلا آیا اور وہیں محل سرا بنوائی۔

پھر ۲۸۳ھ میں ابن طولون سے جنگ کرنے کی غرض سے مصر کی جانب کوچ کیا اثناء راہ میں نفوسہ نے چھیڑ چھاڑ شروع کی وہ انہیں شکست دے کر سرت تک پامال کرتا ہوا چلا گیا جب دشمنوں کی جمعیت منتشر ہو گئی تو واپس ہوا۔

محاصرۂ طرابلس: اور واپسی کے بعد اپنے بیٹے ابوالعباس عبداللہ کو ۲۷۸ھ میں صقلیہ کی جانب روانہ کیا یہ ایک سو ساٹھ کشتیوں کا بیڑا لئے ہوئے صقلیہ پہنچا طرابلس کا محاصرہ کر لیا۔ اہل ملیرم اور کبرکیت نے عہد شکنی کی۔ اتفاق سے اسی زمانہ میں ان لوگوں میں باہم نفاق کا مادہ پھیل گیا۔ ابوالعباس نے ایک کو دوسرے کے مقابلہ پر ابھارنا شروع کر دیا مگر چند روز بعد وہ سب

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سب ابوالعباس سے جنگ کرنے پر متفق ہو گئے۔ اہل ملیرم سے براہ دریا ابوالعباس پر حملہ کیا ابوالعباس نے انہیں پہلے ہی حملہ میں پسپا کر کے ان کے مال واسباب اور آلات حرب کو لوٹ لیا اور ان کے سرداروں کے ایک گروہ کو گرفتار کر کے اپنے باپ کی خدمت میں بھیج دیا۔ باقی ماندگان میں سے کچھ سرداروں نے قسطنطنیہ کا راستہ لیا اور کچھ لوگ طرامیس کی جانب بھاگے' ابوالعباس نے ان لوگوں کا تعاقب کیا اور اس کے اطراف وجوانب کو تاخت وتاراج کر کے مال غنیمت سے اپنے لشکریوں کو مالا مال کر دیا۔

مسینی اور ربو پر فوج کشی: اس کے بعد اہل قطانیہ کے محاصرہ کے لئے بڑھا اہل قطانیہ نے قلعہ بندی کر لی۔ ابوالعباس نے مسلمانوں کی خون ریزی کے خیال سے محاصرہ اٹھا لیا پھر ۲۸۸ھ میں بقصد جہاد فوجیں آراستہ کیں دمقس مسینی پر فوج کشی کی اس کے بعد براہ دریا ربو کی طرف بڑھا اور اسے بزور تیغ فتح کر کے اپنی کشتیوں کو مال غنیمت سے پُر کر کے مسینی کی جانب لوٹ آیا اور اس کے شہر پناہ کو منہدم ومسمار کرا دیا۔ اتنے میں طلبہ سے چند جنگی کشتیاں اہل ربو کی کمک پر آئی ابوالعباس نے انہیں بھی شکست دی اور ان کی تین کشتیاں گرفتار کر لیں اس کے بعد ابوالعباس نے روم کی سرحد کی جانب قدم بڑھایا اور دریا کے پار فرانسیسیوں کے گروہ پر حملہ آور ہوا۔ دو چار حملے کر کے صقلیہ کی جانب واپس ہوا۔

امیر ابراہیم کی معزولی کا فرمان: اسی سنہ میں خلیفہ معتضد کا قاصد اہل ٹونس کی شکایت کی وجہ سے امیر ابراہیم کی معزولی کا پیام لایا۔ امیر ابراہیم نے اپنے بیٹے ابوالعباس کو صقلیہ سے بلایا اور جب یہ آ گیا تو وہ باظہار جلاوطنی صقلیہ کی جانب روانہ ہو گیا ابن الرفیق نے ایسا ہی بیان کیا ہے اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ امیر ابراہیم ظالم' خونریزی اور تندخو تھا۔ آخر عمر میں اسے مالیخولیا ہو گیا تھا جس کے سبب اس نے بے خد خون ریزی کی اور اپنے بہت سے خدام' لونڈیاں اور اپنی عورتوں اور بیٹیوں کو قتل کر ڈالا تھا اور اپنے بیٹے ابوالاغلب کو محض ایک شک سے جو اسے اس کی جانب سے پیدا ہو گیا تھا مار ڈالا۔ ایک روز اس کا رومال گم ہو گیا تھا اس کی سزا میں تین سو خادموں کو قتل کرا دیا۔ یہ بیان ابن الرفیق کا ہے لیکن ابن اثیر نے اس کی عقل و داد اور حسن سیرت کی تعریف کی ہے اور تحریر کیا ہے کہ اس کے زمانہ حکومت میں جعفر بن محمد امیر صقلیہ کے ہاتھ سے سرقوسہ فتح ہوا تھا نو ماہ تک یہ اس کا محاصرہ کئے رہا بادشاہ قسطنطنیہ نے محصورین کی کمک کے لئے براہ دریا فوجیں روانہ کیں اس نے ان کو بھی شکست دی اور شہر کو بزور تیغ فتح کر کے جی کھول کر تاخت وتاراج کیا۔

ابراہیم کی فتوحات: سب کا اس امر پر اتفاق ہے کہ یہ افریقہ سے براہ دریا صقلیہ آیا تھا اور طرانیہ پر اتر کر ملیرم کی جانب گیا پھر دمشق گیا اور اس کا سترہ یوم تک محاصرہ کئے رہا۔ اس کے بعد مسینی کو فتح کیا اور اس کے شہر پناہ کو منہدم کرا دیا پھر آخر شعبان ۲۸۹ھ میں طرمیس پر قابض ہوا انہیں دنوں بادشاہ روم نے قسطنطنیہ پہنچ کر اسے فتح کیا تھا پھر اس نے اپنے پوتے اور اپنے بیٹے ابوالعباس عبداللہ کے بیٹے زیادت اللہ کو قلعہ بیقش کی جانب روانہ کیا اور دوسرے بیٹے ابومحرز کو رمطہ کی طرف بھیجا۔ زیادت اللہ نے قلعہ بیقش کو فتح کیا اور ابومحرز نے اہل رمطہ سے جزیہ لے کر مصالحت کر لی اس کے بعد دریا کو عبور کر کے فرانس کے مقبوضات بری میں داخل ہوا قلوریہ کو بزور تیغ فتح کیا۔ بہت سے فرانسیسی قتل وقید کئے گئے' اہل فرانس کے دلوں پر اس کے رعب وداب کا سکہ بیٹھ گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابراہیم کی وفات: ان پیہم کامیابیوں کے بعد ابراہیم صقلیہ کی جانب واپس ہوا۔ عیسائیوں نے جزیہ دے کر مصالحت کی درخواست پیش کی لیکن اس نے ان کی بدعہدیوں' عہد شکنیوں کی وجہ سے ان کی درخواست منظور نہ کی فوجیں آراستہ کر کے کنسہ کی طرف بڑھا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ اہل کنسہ نے امن کی درخواست کی۔ اس نے قبولیت کا درجہ عنایت نہ کیا اور اسی حالت محاصرہ میں اپنی امارت کے اٹھائیسویں سال آخر ۲۸۹ھ میں انتقال کر گیا۔ اہل لشکر نے ابراہیم کے پوتے ابوسفر کو حفاظت لشکر و مقابلہ دشمنانِ اسلام کی غرض سے عارضی طور پر اس کے بیٹے ابوالعباس کے آنے تک امیر بنا لیا۔ ابوالعباس ان دنوں افریقہ میں تھا ابومضر نے اہل کنسہ سے جزیہ لے کر مصالحت کر لی ان میں سے کسی کو اپنے دادا ابراہیم کے مرنے کی خبر کانوں کان نہ ہونے دی اور چندے قیام کر کے جبکہ اہل سرایا واپس آ گئے' محاصرہ اٹھا کر کوچ کر آیا۔ اپنے دادا ابراہیم کی نعش کو ملیرم میں ملا کر دفن کیا ابن اثیر نے لکھا ہے کہ قیروان لا کر ابراہیم کی نعش کو دفن کیا۔

کتامہ میں شیعی ظہور: اسی کے زمانہ حکومت میں ابوعبداللہ شیعی کتامہ میں ظاہر ہوا اور لوگوں کو بظاہر اہل بیت کی محبت کی دعوت دینے لگا مگر در پردہ پسران اسماعیل میں سے عبیداللہ مہدی کی حکومت کی بنا ڈال رہا تھا۔ کتامہ نے اس کی ترغیب و تحریک سے اس کی اتباع کی اور یہ وہ امور تھے جس کی وجہ سے شیعی کو توبہ کی ضرورت محسوس ہوئی اور مجبوراً صقلیہ کی جانب جانا پڑا۔ موسیٰ بن عباس والیٔ صقلیہ نے شیعی کی نقل و حرکت سے مطلع ہونے کی غرض سے جاسوس مقرر کئے۔ ابراہیم نے بھی ایک سفارت تہدید آموز شیعی کے پاس انکجان روانہ کی مگر شیعی نے اس کی طرف ذرا توجہ نہ کی اور ایسا جواب دیا کہ جس سے ابراہیم کو بے حد ناراضگی پیدا ہوئی جب شیعی کی کامیابی کا زمانہ قریب آیا اور خلیفہ معتضد کا فرمان ابراہیم کے پاس آیا۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں تو شیعی نے توبہ کا اظہار کیا اور صقلیہ کی جانب چلا گیا۔ اس کے بعد افریقہ میں ابوعبداللہ شیعی کی لڑائیاں قبائل کتامہ کے ساتھ ہوئیں یہاں تک کہ شیعی ان پر غالب آ گیا اور ان لوگوں نے اس کی اتباع کر لی۔ ابراہیم نے در پردہ اپنے بیٹے ابوالعباس کو شیعی سے جنگ کرنے کی ممانعت کی تھی اور صقلیہ میں اس کے پاس چلے جانے کی بھی ہدایت کی تھی۔

ابوالعباس عبداللہ بن ابراہیم برادر ابوالغرانیق: ۲۸۹ھ میں ابراہیم کے انتقال کر جانے پر جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اس کا پوتہ زیادت اللہ امیر لشکر بنایا گیا اور اس کا بیٹا ابوالعباس تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ افریقہ کی حکومت کا انتظام کیا۔ مالی حالت درست کی تمول اور دولتمندی کی زیادتی ہوئی۔ تمام عمال کے نام گشتی فرامین روانہ کئے جو سب کے سامنے پڑھے گئے' عدل و انصاف کرنے اور نرمی و ملاطفت سے پیش آنے اور جہاد کرنے کا وعدہ کیا تھا کیونکہ زیادت اللہ لذات و تعیش اور لہو و لعب میں مصروف اور منہمک ہو گیا تھا اور اس کے ساتھ اپنے باپ پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہا تھا اس وجہ سے ابوالعباس (اس کے باپ) نے اسے قید کر دیا۔ اس کی جگہ صقلیہ کی حکومت پر محمد بن سرقوسی کو متعین کیا۔

ابوالعباس نہایت نیک سیرت' عادل اور فنونِ جنگ سے واقف تھا اس کا زمانہ حکومت بہترین زمانہ میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس نے ٹونس کو اپنے قیام کے لئے منتخب و پسند کیا تھا۔ جب اس نے وفات پائی تو ابوعبداللہ شیعی کتامہ پر غالب ہو گیا ایک بڑی جماعت نے اس کی حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ میلہ پر فوج کشی کی اور بزور تیغ اسے فتح کر لیا۔ موسیٰ بن عیاش کو بارِ حیات سے سبکدوش کیا اہل کتامہ سے فتح بن یحییٰ امیر مسالہ مدتوں ابوعبداللہ سے لڑتا رہا۔ پھر اس نے اسے مغلوب کر دیا اور اپنی قوم پر غالب ہو گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بکنیر ابوحول اور عبداللہ شیعی کی جنگ: فتح نے ابوالعباس کے پاس سفارت روانہ کی اور بکیز ابوحول کو شیعی کی جنگ پر بھیجنے کی ترغیب دی چونکہ بکیز نے دیکھنے کے وقت اپنی ایک آنکھ دبا لیتا تھا اس وجہ سے اسے لوگ احول کہتے تھے چنانچہ ابوالعباس نے ٹونس سے ۲۸۹ھ میں اس پر چڑھائی کی پہلے سطیف میں داخل ہوا اس کے بعد بلزمہ پر جا پہنچا اور ان تمام لوگوں کی گردنیں ماردیں جو اس کی دعوت میں شریک ہوئے تھے۔ ابوعبداللہ شیعی فوجیں فراہم کر کے مقابلہ پر آیا لیکن پہلے ہی معرکہ میں شکست کھا کر تاوزرت سے انکجان کی جانب بھاگا۔ ابوحول نے شیعی کے قصر کو منہدم کرا دیا اس کے بعد ایک شبانہ روز پھر لڑائی ہوتی رہی۔ ابواحوال کی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ ابوحول نے ٹونس جا کر دم لیا اور کتامہ کے ساتھ ان کی جائے سکونت پر واپس آیا۔ جس وقت ابوحول اپنے باپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے دوبارہ فوجیں مرتب کر کے ابو عبداللہ شیعی کی جنگ پر روانہ کیا۔ کوچ وقیام کرتا ہوا سطیف پہنچا۔ پھر وہاں سے ابوعبداللہ سے جنگ کے ارادے سے کوچ کیا۔ ابوعبداللہ نے یہ خبر پا کر ابوحول پر حملہ کر دیا۔ ابوحول کو اس غیر متوقع حملہ سے ناکامی کے ساتھ پسپا ہونا پڑا لوٹ کر سطیف آیا اور فوجیں درست کر کے پھر حملہ آور ہوا اسی اثناء میں زیادت اللہ نے اپنے باپ کے ملازموں کو ملا لیا۔ چنانچہ ان ناحق شناسوں نے ماہ شعبان ۲۹۰ھ میں بحالت خواب ابوالعباس کا کام تمام کر دیا۔ پھر کیا تھا۔ زیادت اللہ کو قید سے رہائی مل گئی۔

ابومضر زیادۃ اللہ: زیادت اللہ کی رہائی کے بعد اہل دولت اور ارا کین سلطنت نے حکومت وامارت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کی اس نے ان غلاموں کو جنہوں نے اس کے باپ کو قتل کیا تھا سزائے موت دی۔ لذات وعیش پرستی لہو ولعب اور مسخروں گویوں کی صحبت میں پڑ گیا کاروبار نظم ونسق سلطنت کو ایک قلم ترک کر دیا اور اپنے بھائی ابوحول کو محبت آمیز خط لکھ کر بلا بھیجا اور جب وہ آ گیا تو اس کی گردن ماردی اور اپنے چچائی بھائیوں کا بھی کام تمام کر دیا۔ ان وجوہات سے عبداللہ شیعی کے کاروبار کو استحکام ہو گیا۔ زیادت اللہ نے شب کے وقت شیعی کی مخالفت کی غرض سے رکادہ کی جانب کوچ کیا اور شیعی نے شہر سطیف کو فتح کر کے اپنے مقبوضات میں داخل کر لیا۔ زیادت اللہ نے اس سے جنگ کرنے کے لئے فوجیں روانہ کیں اور اپنے خادموں میں سے ابراہیم بن جیش نامی ایک خادم کو ان افواج کی سرداری عنایت کی چالیس ہزار فوج کی جمعیت سے ابراہیم نے شیعی کی جنگ کرنے کی غرض سے کوچ کیا مقام قسطیلیہ میں پہنچ کر قیام پزیر ہوا۔ چھ ماہ تک ٹھہرا رہا۔ ایک لاکھ فوج اس کے رکاب میں جمع ہو گئی۔ پہلے اس نے کتامہ پر حملہ کیا مگر اتفاق وقت سے اس فوج کو شکست ہوئی۔ بھاگ کر باغایہ پہنچا پھر وہاں سے قیروان چلا آیا۔

ابوعبداللہ شیعی کی فتوحات: ابوعبداللہ نے شہر طبنہ کو فتح کر کے فتح بن یحییٰ مسائتی کو بارحیات سے سبکدوش کر دیا یہ ان دنوں وہیں موجود تھا اس کے بعد بلزمہ کو فتح کیا اور اس کی شہر پناہ کو منہدم کرا کے زمین دوز کرا دیا اس کے بعد امراء کتامہ سے عروجہ بن یوسف باغایہ پہنچا اور اس فوج پر جو کہ ہارون کی ماتحتی میں حفاظت کی غرض سے وہاں مقیم تھی حملہ آور ہوا۔ انہی دنوں عبداللہ شیعی نے بھی تمیسن کے محاصرہ کے لئے فوجیں روانہ کیں جسے چند دن بعد بصلح وآشتی اس نے فتح کر لیا اسی زمانہ میں قیروان میں بازاریوں اور اوباشوں کی کثرت ہو گئی تھی۔ زیادت اللہ نے داد ودہش کا دروازہ کھول دیا فوجیں آراستہ کیں آلات حرب سے سب کو مسلح کر کے ۲۹۵ھ میں فرانس کی جانب کوچ کیا جس وقت قریب اربس پہنچا شیعی کا رعب اس کے دل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر غالب ہوا اس کے خاندان والوں نے واپس جانے کی رائے دی اس لئے وہ رقادہ کی جانب واپس ہو گیا اور اپنے خاندان کے سربرآوردہ اشخاص میں سے ابراہیم بن ابی اغلب کو اپنی فوج کی سرداری عنایت فرمائی اس واقعہ کے بعد ابوعبداللہ نے باغایہ پر فوج کشی کی اور بصلح و امان اسے فتح کر لیا اس کا گورنر بھاگ گیا اس کے بعد عبداللہ نے اپنی فوجوں کو آراستہ کر کے آگے بڑھنے کا حکم دیا کوچ و قیام کرتا ہوا بغانہ تک پہنچا اور قبائل مقرہ پر حملہ کیا۔ نیفاش پر قابض ہو گیا۔ ابراہیم بن ابی غالب نیفاش پر چڑھ آیا' اہل نیفاش نے ابراہیم کو شہر میں داخل نہ ہونے دیا اور اس کے ہراول کو لڑ کر شکست دے دی مگر ابراہیم نے پہنچتے ہی اسے بزور تیغ فتح کر لیا جس قدر حریف کی فوج وہاں موجود تھی سب کو تہ تیغ کیا۔

اس کے بعد ابوعبداللہ شیعی لشکر کتامہ آراستہ کر کے باغایہ کی طرف بڑھا پھر سکایہ اس کے بعد سبیبہ اور حمود کی جانب کوچ کیا اور یکے بعد دیگرے مقامات پر قابض ہو گیا اور یہاں کے رہنے والوں کو امن دیا۔ ابراہیم بن ابی اغلب نے ان واقعات سے مطلع ہو کر اربس سے کوچ کر دیا۔ پھر ابوعبداللہ نے قسطیہ اور قفصہ پر دھاوا کیا اور ان لوگوں کو امن دیا وہ لوگ اس کی دعوت میں داخل ہو گئے اور یہ باغایہ کی جانب واپس ہوا پھر باغایہ سے انکجان چلا آیا۔ ابراہیم بن ابی اغلب نے میدان خالی دیکھ کر باغایہ پر حملہ کیا۔ اہل باغایہ مقابلہ پر آئے متعدد لڑائیاں ہوئیں ناکامی کے ساتھ اربس واپس آیا پھر ابو عبداللہ جمادی الاولیٰ ۲۹۶ھ میں اربس پر چڑھائی کی اور فتح کرتا ہوا نار یہ ہو کر گزرا اور اہل قمورہ کو امان دے دی۔

زیادۃ اللہ کی روانگی طرابلس: جس وقت زیادۃ اللہ کو قمودہ تک ابوعبداللہ شیعی کے پہنچنے کی خبر موصول ہوئی۔ اپنا مال و اسباب لاد پھاند کر بقصد مشرق طرابلس چلا آیا اور ابوعبداللہ شیعی نے میدان خالی دیکھ کر افریقہ کی طرف رخ کیا۔ اس کے مقدمۃ الجیش پر عروبہ بن یوسف اور حسن بن ابی خزر تھا ماہ رجب ۲۹۹ھ میں رفادہ پہنچا۔ اہل قیروان اس سے ملنے کے لئے آئے اور سب نے عبداللہ مہدی کو امارت و خلافت کی بیعت کی۔ جیسا کہ ہم ان کے حالات اور حکومت کے ضمن میں بیان کر آئے ہیں۔

زیادۃ اللہ سترہ دن تک طرابلس میں قیام کر کے واپس ہوا اس کے ساتھ ابراہیم بن اغلب بھی تھا۔ چونکہ اس کی نسبت لوگوں نے زیادۃ اللہ سے یہ جڑ رکھا تھا کہ اس نے قیروان سے روانہ ہونے کے بعد اپنی حکومت و ریاست کی بنا ڈالنے کی فکر کی تھی۔ اس وجہ سے زیادۃ اللہ نے اس سے علیحدہ ہو کر مصر کی جانب کوچ کیا۔ رفتہ رفتہ مصر کے قریب پہنچا والی مصر عیسیٰ برشدی نے بلا اجازت خلیفہ شہر میں داخل نہ ہونے دیا آٹھ روز تک شہر سے باہر ٹھہرا رہا۔

بنو اغلب کا زوال: تب زیادۃ اللہ مجبور ہو کر ابن فرات وزیر خلیفہ مقتدر کی خدمت میں گیا اور شہر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ وزارت پناہ نے تا صدور حکم خلافت مآب رقہ میں قیام کرنے کے لئے لکھ بھیجا ایک برس تک رقہ میں مقیم رہا اس کے بعد خلیفہ مقتدر کا فرمان صادر ہوا جس میں خلافت مآب نے زیادۃ اللہ کو افریقہ واپس جانے اور افریقہ میں خلافت عباسیہ کی حکومت قائم کرنے کی غرض سے نوشتری کو مالی اور فوجی مدد دینے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ زیادۃ اللہ رقہ سے مصر آیا۔ مصر پہنچ کر اسے طویل بیماری لاحق ہو گئی جس سے اس کے بال گر گئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اسے زہر دیا گیا تھا۔ بہرکیف مصر سے اس نے بیت المقدس کی جانب کوچ کیا اور وہاں راہی ملک عدم ہو گیا اس کے مرنے سے تمام بنو اغلب متفرق اور منتشر ہو گئے اور ان کا دور حکومت منقطع ہو گیا۔

والبقاء اللہ وحدہ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۴۲

امارت صقلیہ

دولت بنو کلبی

حسن بن محمد بن ابی خزر کی معزولی: جس وقت عبیداللہ مہدی کو افریقہ پر قبضہ حاصل ہو گیا اس وقت اس نے صوبجات پر عمال مقرر کئے جزیرہ صقلیہ پر حسن بن محمد بن ابی خزر کو مقرر کیا جو کہ سرداران کتامہ میں سے ایک نامور شخص تھا حسن نے ۲۹۷ھ میں مع اپنی فوج کے مازر پہنچا۔ اپنے بھائی کو برکیت کا حاکم بنایا اور صقلیہ کے عہدۂ قضا پر اسحاق بن منہال کو مقرر کیا پھر ۲۹۸ھ میں دمشق پر حملہ آور ہوا اور اس کے گرد و نواح کو تاخت و تاراج کر کے واپس آیا۔ اہل صقلیہ کو اس کی بدخوئی اور ظلم کی شکایت پیدا ہوئی سب نے جمع ہو کر اس پر حملہ کر دیا اور گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔

احمد بن قہرب: اس کے بعد انجام کا خیال کر کے عبیداللہ مہدی کی خدمت میں معذرت کی عرضداشت روانہ کی مہدی نے ان کی معذرت قبول کر لی اور احمد بن قہرب کو ان کا امیر مقرر کر کے روانہ کیا اس نے ایک سریہ سرزمین قلوریہ کی جانب بھیجا اس نے سریہ قلوریہ کو جی کھول کر پامال کیا اور بہت سا مال غنیمت اور قیدی لے کر واپس ہوا۔ ۳۰۰ھ میں اپنے بیٹے علی کو قلعہ طرمین جدید کی طرف روانہ کیا تا کہ اسے اہل صقلیہ کی آئندہ سرکشی اور بغاوت کے زمانہ میں اپنا مرکز بنائیں اس کا بیٹا چھ ماہ تک اس کا محاصرہ کئے رہا اس کے بعد اس کی فوج نے اس سے بغاوت کر دی اس کے خیموں کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا اس کے قتل پر مستعد و آمادہ ہو گئے۔ اہل عرب نے اس فعل سے انہیں باز رکھا۔

احمد بن قہرب اور حسن ابی خزر کی جنگ: اس نے لوگوں کو خلیفہ مقتدر کی اطاعت کی ترغیب دی ان لوگوں نے بطیب خاطر اسے منظور کر لیا۔ مہدی کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا قلعہ کے برجوں پر خلافت عباسیہ کے پھریرے چڑھا دیئے گئے پھر اس نے جنگی کشتیوں کا ایک بیڑا افریقہ کی جانب روانہ کیا۔ مہدی کے بیڑے سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ مہدی کا امیر البحر حسن ابی خزر تھا۔ احمد بن قہرب کے بیڑہ کو اس جنگ میں کامیابی حاصل ہوئی مہدی کا بیڑہ جلا دیا گیا اور حسن بن ابی خزر مارا ڈالا گیا کامیابی کے بعد احمد بن قہرب کا بیڑا اصفاقس کی جانب روانہ ہوا ساحل پر پہنچتے ہی اسے ویران و خراب کر ڈالا پھر یہاں سے روانہ ہو کر طرابلس میں لنگر زن ہوا رفتہ رفتہ اس کی خبر قائم بن مہدی تک پہنچی سن کر دم بخود ہو گیا پھر دار الخلافت بغداد سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلافت مآب کی خوشنودی کا فرمان خلعت اور پھریرے کے ساتھ صادر ہوا۔

احمد بن قہرب کا قتل: احمد بن قہرب مارے خوشی کے پھولے نہ سمایا۔ اس کے بعد ایک بیڑا قلوریہ کی طرف روانہ کیا تمام سرزمین قلوریہ میں لوٹ مار کا بازار گرم ہو گیا۔ اس کے اطراف و جوانب کو تاخت و تاراج کر کے واپس ہوا۔ پھر دوبارہ ایک دوسرا بیڑا افریقہ کی جانب بھیجا۔ اس معرکہ میں مہدی کے بیڑے کو کامیابی حاصل ہوئی۔ اس سے احمد بن قہرب کا شیرازۂ حکومت درہم برہم ہو گیا۔ اہل کبرکیت اس سے باغی ہو گئے۔ مہدی سے خط و کتابت کر کے سازش کر لی رفتہ رفتہ مادۂ بغاوت اتنا ترقی پزیر ہو گیا کہ آخر ۳۰۰ھ میں لوگوں نے احمد بن قہرب کو گرفتار کر کے مہدی کے پاس بھیج دیا مہدی نے حکم دیا کہ اسے اس کے خاص مصاحبین کے ساتھ حسن بن ابی خزر کی قبر پر لے جا کر قتل کر ڈالو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

ابوسعید بن احمد کا امارت صقلیہ پر تقرر: احمد بن قہرب کے قتل کے بعد مہدی نے صقلیہ کی حکومت پر ابوسعید بن احمد کو مقرر کیا اور کتامہ کی فوج اس کے رکاب میں روانہ کی چنانچہ ابوسعید نے براہ دریا صقلیہ کی جانب کوچ کیا۔ طرابنہ پہنچ کر قیام پزیر ہوا۔ اہل صقلیہ نے اس سے سرکشی کی قلعہ نشین ہو کر لڑنے لگے اہل کبرکیت اور طرابنہ والے بھی اہل صقلیہ کی دیکھا دیکھی بغاوت و سرکشی پر آمادہ ہو گئے باہم متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر ابوسعید نے اپنی مردانہ ہمت سے ان سب کو شکست دی اور اثناء جنگ میں ہزاروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اہل طرابنہ نے پریشان ہو کر امن کی درخواست کی ابوسعید نے امن دیا نگواس کی شہر پناہ کے دروازوں کو توڑ ڈالا۔ مہدی کو ان واقعات کی خبر لگی تو اس نے ابوسعید کو اہل طرابنہ کی عفو تقصیر کا حکم روانہ کیا۔

سالم بن ارشد امیر صقلیہ: پھر مہدی نے ابوسعید کے بعد سالم بن ارشد کو صقلیہ کی حکومت مرحمت کی اور ۳۱۳ھ میں ایک بڑی فوج کے ساتھ صقلیہ کی جانب روانہ کیا۔ چنانچہ سالم نے دریا عبور کر کے سرزمین انکبر وہ میں قدم رکھا اور جی کھول کر اسے تاخت و تاراج کیا متعدد قلعوں کو فتح کر کے واپس ہوا۔ پھر دوبارہ اسی سرزمین کی طرف قدم بڑھایا اور شہر اورنت کا مدتوں محاصرہ کئے رہا اہل اورنت موقع پا کر شہر خالی چھوڑ کر چلے گئے سالم بھی جو کچھ ہاتھ لگا اسے لے کر چلتا بنا غرض اہل صقلیہ ہمیشہ ان شہروں پر جو جزیرہ صقلیہ اور قلوریہ کے رومیوں کے قبضہ اقتدار میں تھے لوٹ مار اور قتل و غارت کرتے رہتے تھے اور اس کے گرد و نواح کو اپنے حملوں کی جولانگاہ بنائے رکھتے ہیں۔

فتح جنوہ: ۳۲۲ھ میں مہدی نے ایک فوج یعقوب بن اسحاق کی ماتحتی میں براہ دریا جنوہ کی جانب جہاد کی غرض سے روانہ کی یعقوب مردانہ وار سرزمین جنوہ میں داخل ہو کر اپنے پُر زور حملوں سے اہل جنوہ کو مجبور کر کے واپس ہوا پھر آئندہ سال مہدی نے ایک دوسرا لشکر جنوہ کی طرف روانہ کیا اس لشکر نے شہر جنوہ کو فتح کر کے سردانیہ کی طرف قدم بڑھایا۔ سردانیہ کی چند کشتیاں جلا کر خاک سیاہ کر کے مظفر و منصور واپس ہوا۔

اہل کبرکیت کی بغاوت: ۳۲۵ھ میں اہل کبرکیت نے اپنے امیر سالم بن راشد سے بغاوت کی اور اس کی فوج سے معرکہ آرا ہوئے۔ سالم بذاتہ ان کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد اہل کبرکیت کو سالم نے شکست دی اور اس کا اس کے شہر میں محاصرہ کر لیا اس نے قائم سے امداد کی درخواست کی قائم نے خلیل بن اسحاق کی افسری میں اس کی کمک پر فوجیں روانہ کیں جس وقت خلیل صقلیہ وارد ہوا۔ اہل صقلیہ نے سالم بن راشد کی شکایتیں پیش کیں عورتیں بچے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بوڑھے فضل ورحم کے خواستگار ہوئے۔ اہل کبرکیت اور اہل صقلیہ نے بھی اسی قسم کی درخواستیں گزارئیں خلیل کا دل ان لوگوں کی فریاد اور شکایتوں سے بھر آیا۔ سالم کو کسی ذریعہ سے ان واقعات کی خبر لگ گئی اس نے حکمت عملی سے ان لوگوں کو یہ سمجھایا کہ خلیل تم لوگوں سے تمہاری دلیری کا انتقام لینے آیا ہے جو تم لوگوں نے شاہی لشکر کے ساتھ کیا ہے۔

اہل صقلیہ کی سرکشی: اہل صقلیہ یہ سنتے ہی پھر بغاوت پر آمادہ ہو گئے اور وہی ہنگامہ بغاوت وسرکشی دوبارہ گرم کرنے پر تل گئے۔ اسی اثناء میں خلیل نے شہر کبرکیت کے گھاٹ پر ایک جدید شہر موسوم بہ خالصہ کے تعمیر کی بناڈالی اس سے اہل شہر کو سالم کے کہنے کا یقین ہو گیا جنگ پر تیار ہو گئے۔ خلیل نے ان لوگوں سے جنگ کرنے کی غرض سے نصف ۳۲۶ھ میں کوچ کیا آٹھ ماہ کامل محاصرہ کئے رہا روزانہ جنگ کرتا رہا۔ یہاں تک کہ موسم سرما آ گیا اور وہ محاصرہ اٹھا کر خالصہ چلا آیا واپسی کے بعد اہل صقلیہ نے پھر مخالفت پر کمر باندھی۔ ادھر اہل صقلیہ نے بادشاہ قسطنطنیہ سے امداد کی درخواست کی بادشاہ قسطنطنیہ نے فوجی اور مالی مدد دی اُدھر قائم کو مدد کے لئے لکھ بھیجا قائم نے اس کی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔

خلیل بن اسحاق: پس خلیل نے ابی ثور اور قلعہ بلوط کو فتح کر کے قلعہ بلاطنور پر محاصرہ ڈال دیا یہاں تک کہ ۳۲۷ھ ختم ہو گیا خلیل نے قلعہ بلاطنور سے محاصرہ اٹھا کر کبرکیت کو جا گھیرا اور اپنی فوج کے ایک حصہ کو ابی خلف بن ہارون کی افسری میں محاصرہ پر چھوڑ کر کوچ کیا اس محاصرہ کا سلسلہ ۳۲۹ھ تک قائم رہا۔ اکثر اہل شہر طویل محاصرہ اور روزانہ جنگ سے گھبرا کر روم کی طرف بھاگ گئے۔ باقی ماندگان نے امن کی درخواست کی ابی خلف نے قلعہ حوالہ کر دینے کی شرط پر اہل شہر کو امان دی مگر جس وقت اہل شہر نے قلعہ کے دروازے کھول دیئے اور اسے ابی خلف کے حوالہ کر دیا اس وقت ابی خلف نے ان لوگوں کے ساتھ بدعہدی کی جس سے گردونواح کے تمام قلعہ والے کانپ اٹھے اور جان کے ڈر سے سب نے اطاعت قبول کی۔ خلیل آخر ۳۲۹ھ میں افریقہ کی جانب واپس ہوا اس کے ہمراہ علیحدہ ایک کشتی میں بہت سے سرداران اہل کبرکیت بھی افریقہ کی طرف روانہ کئے گئے۔ خلیل نے کچھ راستہ طے کرنے کے بعد کشتی کو ڈبو دینے کا اشارہ کر دیا جس سے یہ سب کے سب ڈوب کر مر گئے۔

حسن بن ابی الحسن کلبی کا امارت صقلیہ پر تقرر: خلیل کے بعد صقلیہ کی زمام حکومت عطاف ازدی کو مرحمت ہوئی پھر ابو یزید کا جھگڑا پیش آ گیا قائم اور منصور اس کے رفع کرنے میں مصروف ومشغول ہوئے یہاں تک کہ ابو یزید کا فتنہ ختم ہو گیا تب منصور نے صقلیہ کی حکومت پر حسن بن ابی الحسن کلبی کو جو کہ اس کا پروردہ اور ساختہ اور اس کے نامی سرداروں میں سے تھا مامور کیا اور اس کی کنیت ابوالغنائم تھی، اراکین دولت واعیان سلطنت اسے عزت کی آنکھوں سے دیکھتے تھے۔ ابو یزید کی مدافعت میں اس نے بڑے بڑے نمایاں کام کئے تھے۔ اس کی گورنری کا سبب یہ ہوا کہ اہل ملیرم نے عطاف ازدی کو اس کی کمزوری طبیعت کی وجہ سے بے حد دبا لیا تھا اور دشمنان اسلام نے اس کی معذوری اور اہل شہر کی سرکشی کے باعث اہل شہر کو کمزور کر رکھا تھا ان وجوہ سے اہل شہر ملیرم نے ۳۲۹ھ میں عیدالفطر کے دن عطاف پر حملہ کیا۔ اس بغاوت وشورش کے بانی مبانی اہل ملیرم میں بنو الطیر ہوئے تھے۔ عطاف کسی صورت سے اپنی جان بچا کر قلعہ میں پناہ گزین ہو گیا اور منصور کی خدمت میں ان واقعات کی اطلاع کر کے امداد واعانت کا خواستگار ہوا۔ منصور نے حسن بن علی مذکور کو صقلیہ کی سند حکومت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرحمت فرمائی۔

حسن بن ابی الحسن اور بنوالطیر: چنانچہ حسن سامان سفر درست کر کے براہ دریا ماذر کی طرف روانہ ہوا۔ ساحل ماذر پر پہنچ کر لنگر زن ہوا۔ اہل ماذر میں سے کوئی شخص برسر مقابلہ نہ آیا رات کے وقت اہل کتامہ کی ایک جماعت ملنے کے لئے آئی اور معذرت کی کہ ہم لوگ بنوالطیر کے خوف سے دن کو نہیں آ سکے۔ بنوالطیر نے جاسوسوں کو حسن کی خبر گیری پر مقرر کیا۔ ان لوگوں نے واپس ہو کر بنوالطیر کو حسن کے جلال وشوکت اور کثرت فوج سے ڈرایا اور انہیں حسن سے ملنے اور معذرت کرنے پر تیار کیا بنوالطیر اسی ادھیڑ بُن میں پڑے ہوئے تھے کہ حسن اپنے رکاب کی فوج کے ساتھ شہر میں گھس پڑا حاکم شہر اور عمال ملنے کے لئے آئے۔ بنوالطیر کو اس سے ایک گونہ اضطراب پیدا ہوا نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہو گیا۔ اتنے میں ان کا سردار اسماعیل ان لوگوں کے پاس آ گیا اور جو لوگ ان لوگوں سے منحرف ہو گئے تھے وہ بھی اس سے آ ملے ایک خاصہ گروہ جمع ہو گیا۔

حسن کے خلاف سازش: اسماعیل نے اس خیال سے کہ حسن اپنے خادم کو سزا نہ دے گا اور اس سے اہل شہر برانگیختہ اور بددل ہو جائیں گے۔ یہ چال پھیلایا کہ اپنے کسی غلام سے حسن کے ایک غلام پر یہ دعویٰ کر دیا کہ کل آپ کا فلاں غلام میری بیوی کو غیر مشروع فعل کرنے پر مجبور کر رہا تھا۔ حسن اس چال کو تاڑ گیا۔ مدعی کو طلب کر کے اس دعویٰ پر قسم کھلوائی اور ثبوت لینے کے بعد اپنے خادم کو کما حقہ سزا دی۔ عوام الناس اس انصاف سے بے حد خوش ہوئے۔ طیری اور اس کے ہمراہیوں سے علیحدہ ہو گئے اس سے اسماعیل کا گروہ ٹوٹ گیا۔ بنوالطیر متفرق اور منتشر ہو گئے۔ حسن نے خوشی اور خوش اسلوبی سے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور عمدگی کے ساتھ نظم ونسق کرنے لگا۔ رومیوں نے اس کے رعب وداب سے متاثر ہو کر تین برس کا جزیہ ادا کر دیا۔

حسن کی فتوحات: ان واقعات کے بعد بادشاہ روم نے ایک بطریق کو ایک بڑی فوج کی افسری کے ساتھ براہ دریا صقلیہ کی جانب روانہ کیا۔ یہ بطریق اور سروعرس جمع ہو کر صقلیہ پر حملہ آور ہوئے۔ حسن نے منصور کو اس سے مطلع کر کے امداد کی درخواست کی منصور نے سات ہزار سوار اور ساڑھے تین ہزار پیادوں کو اس کی کمک پر روانہ کیا۔ حسن نے اپنی فوج کو چاروں طرف سے جمع کر کے دریا اور خشکی کی طرف سے روک تھام کی غرض سے کوچ کیا اور سرزمین قلوریہ کی طرف متعدد سرایا بھیجے ابراجہ پہنچ کر پڑاؤ کر دیا اور چاروں طرف سے اس کا محاصرہ کر لیا۔ رومی یہ خبر پا کر چڑھ آئے مگر اپنی فتحیابی سے مایوس ہو کر تاوان جنگ دے کر مصالحت کر لی۔

یوم عرفہ: اس کے بعد حسن نے رومیوں کے ایک قلعے پر فوج کشی کی۔ رومی بلا جنگ وجدال قلعہ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ پھر حسن نے قلعہ فیشانہ پر پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا ایک ماہ کامل محاصرہ کئے ہوئے لڑتا رہا۔ بالآخر اہل قلعہ نے جزیہ اور تاوان جنگ دے کر مصالحت کر لی۔ حسن اپنی جنگی کشتیوں کے بیڑے کے ساتھ مسینی چلا آیا اور موسم سرما ختم ہونے تک وہیں مقیم رہا۔ اسی مقام پر منصور کا قلوریہ کی جانب واپسی کا فرمان صادر ہوا چنانچہ حسن نے دریا کو خراجہ کی جانب سے عبور کیا رومی اور سروعرس مقابلہ پر آیا حسن نے انہیں شکست دے کر مال غنیمت سے اپنے لشکریوں کو مالا مال کر دیا یہ واقعہ یوم عرفہ ۳۴۰ھ کا ہے اس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد خراجہ پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ بادشاہ روم قسطنطین نے زر نقد دے کر مصالحت کر لی۔ حسن ربو کی جانب واپس ہوا۔ ربو پہنچ کر وسط شہر میں ایک مسجد بنوائی اور رومیوں سے یہ شرط کر لی کہ رومیوں میں سے کوئی شخص آئندہ کسی قسم کا مسجد سے تعارض نہ کرے اور قیدیوں میں سے جو شخص اس میں داخل ہو وہ مامون سمجھا جائے۔

محاصرہ رمطہ: منصور کے مرنے پر اس کا بیٹا معز حکومت پر متمکن ہوا حسن نے صقلیہ پر اپنے بیٹے احمد کو مقرر کر کے معز کی طرف کوچ کیا۔ معز نے احمد کو لکھ بھیجا کہ صقلیہ میں جس قدر رومیوں کے قلعے باقی رہ گئے انہیں بہت جلد فتح کر لو۔ احمد نے اس حکم کے مطابق رومیوں کے مقبوضہ قلعوں پر جہاد کیا ۱۵ھ میں طربین وغیرہ کو فتح کر کے رمطہ کی طرف بڑھا۔ مدتوں اس کا محاصرہ کئے رہا۔ قسطنطنیہ سے چالیس ہزار فوج اس کی حمایت و اعانت کے لئے آئی۔ احمد نے بھی معز سے امداد طلب کی معز نے بہت سامال و اسباب اور ایک عظیم لشکر اس کے باپ حسن کے ساتھ اس کی کمک پر روانہ کیا۔ رومیوں کا امداد لشکر مسینہ کے گھاٹ پر اترا ہوا تھا۔ مسلمانوں نے رمطہ پر یلغار کیا۔ زمانہ حصار میں لشکر اسلام کا سردار حسن بن عمار اور حسن بن علی کا بیٹا تھا رومیوں نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔

جنگ مجاز: رمطہ اس وقت نقطہ کی طرح دو دائروں سے گھرا ہوا تھا۔ رمطہ کو اسلامی لشکر محاصرہ میں لئے ہوئے تھا اور اسلامی لشکر پر رومی فوجیں محاصرہ ڈالے ہوئے تھیں۔ ادھر اہل شہر شہر پناہ کا دروازہ کھول کر مسلمانوں کے لشکر پر حملہ آور ہوئے اُدھر رومیوں نے باہر سے عسا کر اسلامیہ پر دھاوا کیا مسلمانوں پر یہ وقت نہایت آزمائش اور امتحان کا تھا پہلے سب نے مرنے اور مر جانے کا عہد و پیمان کیا اس کے بعد مجموعی قوت سے رومیوں پر دھاوا کیا پہلے ہی حملہ میں رومیوں کے سپہ سالار مینویل کے گھوڑے کو مار گرا دیا۔ مینویل سنبھل نہ سکا زمین پر آ رہا۔ ایک سپاہی نے پہنچ کر سر اُتار لیا اس کے ساتھ بطریقوں کا ایک گروہ مارا گیا لشکر شکست کھا کر بھاگا لشکر اسلام کی غارت گری کرتا ہوا تعاقب میں بڑھا مال غنیمت اور قیدیوں سے مالا مال ہو گیا۔ رومیوں کی شکست کے بعد مسلمانوں نے بزور تیغ رمطہ کو فتح کر لیا اور جو کچھ اس میں تھا سب کو لوٹ لیا رومیوں کا بقیہ گروہ صقلیہ اور جزیرہ رفق کی کشتیوں پر سوار ہو کر روم کی طرف بھاگا۔ امیر احمد نے اپنے بیڑے کو تعاقب کا حکم دیا اور خود ایک کشتی پر سوار ہو کر رومیوں کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ زیادہ مسافت طے نہ ہوئی تھی کہ رومی کشتیوں کو مسلمانوں نے گرفتار کر کے جلا دیا۔ عیسائیوں کی ایک بڑی جماعت ماری گئی اس واقعہ کو جنگ مجاز کے نام سے موسوم کرتے ہیں ۳۵۳ھ میں لڑائی ہوئی تھی ینب کے ایک ہزار نامی سردار اور ایک سو بطریق گرفتار کئے گئے تھے عام قیدیوں کا کوئی شمار نہ تھا مال غنیمت کی کوئی حد نہ تھی۔

امیر احمد بن حسن: امیر احمد ان سب کو لئے ہوئے شہر لیرم پہنچا۔ صقلیہ میں اس کی خبر لگی تو حسن جوش مسرت میں استقبال کے لئے نکلا اثناء راہ میں فرط مسرت سے بخار آ گیا اور اسی حالت میں جاں بحق تسلیم کر دی۔ مسلمانوں کو حسن کی اس شادی مرگ سے بے حد ملال ہوا مگر چارہ کار ہی کیا تھا صبر و شکر کر کے اہل صقلیہ نے بالاتفاق اس کے بیٹے احمد کو اس کا جانشین بنایا۔ اس جانشینی کے بعد معز نے اہل صقلیہ کی حکومت پر بعیش (حسن کے غلام) کو مقرر کیا اس سے حکومت و امارت کا بار نہ اٹھ سکا کتامہ اور دوسرے قبائل میں لڑائی جھگڑا شروع ہو گیا جو اس کے دبانے سے نہ دب سکا روز بروز بڑھتا گیا۔ رفتہ رفتہ اس کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خبر معز تک پہنچی تو اس نے صقلیہ کی گورنری پر ابوالقاسم علی بن حسن کو اس کے بھائی احمد کی نہایت میں متعین کیا پھر ۳۷۹ھ میں احمد نے طرابلس میں وفات پائی۔

ابوالقاسم علی بن حسن: اس کا بھائی ابوالقاسم علی مستقل طور سے حکمران ہو گیا۔ یہ زندہ دل اور نیک سیرت شخص تھا۔ ۳۷۹ھ میں ایک بڑی فوج کے ساتھ بادشاہ فرانس نے ابوالقاسم پر فوج کشی کی قلعہ رمطہ پر محاصرہ ڈالا اور اسے مسلمانوں کے قبضہ سے نکال لیا۔ اس واقعہ میں عساکر اسلامیہ کو نقصان اٹھانا پڑا۔ امیر ابوالقاسم یہ خبر پا کر شاہ فرانس کے مقابلے کے ارادے سے ملیرم سے روانہ ہوا۔ جس وقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا ابوالقاسم بلا جنگ و جدال لوٹ کھڑا ہوا۔ فرانسیسی فوجیں اپنے جنگی بیڑے سے امیر ابوالقاسم کی واپسی دیکھ رہی تھیں فوراً بادشاہ برودیل کو اس سے مطلع کیا بادشاہ برودیل نے تعاقب کا حکم دے دیا۔ چنانچہ بہت تیزی سے مسافت طے کر امیر ابوالقاسم کو جا کر گھیر لیا سخت اور خونریز جنگ ہوئی۔ امیر ابوالقاسم شہید ہو گیا۔ مسلمانوں کو اس سے بہت صدمہ ہوا۔ مگر پھر مرنے پر کمربستہ ہو کر فرانسیسیوں سے مقابل ہوئے اور لڑ کر انہیں بہت بری طور سے شکست دی۔ برودیل بہ ہزار خرابی اپنی جان بچا کر اپنے خیمہ میں پہنچا اور کشتی پر سوار ہو کر رومیہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

مسلمانوں نے امیر ابوالقاسم کے بعد اس کے بیٹے جابر کو امارت کی کرسی پر متمکن کیا جابر نے اسی وقت لشکر اسلام کو واپسی کا حکم دیا مال غنیمت کی فراہمی کی جانب ذرا بھی توجہ نہ کی۔

امیر ابوالقاسم نے ساڑھے برس حکمرانی کی۔ عادل، نیک سیرت اور ہوشیار شخص تھا۔

جب اس کا چچازاد بھائی جعفر بن محمد بن علی بن ابوالحسن جو کہ عزیز کے وزیروں اور مصاحبوں میں سے تھا حکمران ہوا تو کل بدنظمیاں رفع دفع ہو گئیں۔ فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔ یہ شخص علم دوست اور اہل علم کا قدرداں تھا ۳۷۵ھ میں اس نے وفات پائی اس کا بھائی عبداللہ اس کی جگہ حکمران ہوا اس نے اپنے مرحوم بھائی کی روش اختیار کی۔ ۳۷۹ھ میں اس کا انتقال ہوا۔ اس کا بیٹا ثقۃ الدولہ ابوالفتوح یوسف بن عبداللہ بن محمد بن علی بن ابوالحسن کرسی حکومت پر رونق افروز ہوا اپنے گزشتہ بزرگوں کا رویہ اختیار کیا انہیں کے قدم بقدم چلتا رہا یہاں تک کہ ۳۸۸ھ میں بعارضہ فالج مبتلا ہوا بدن کا نصف حصہ بائیں جانب والا نقل و حرکت سے بے کار ہو گیا۔

حجاج الدولہ جعفر بن ثقۃ الدولہ یوسف: اس کے بیٹے تاج الدولہ جعفر بن ثقۃ الدولہ یوسف نے عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لی۔ نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے حکمرانی کرنے لگا۔ اس کے بھائی علی نے ۴۰۵ھ میں بربریوں اور غلاموں سے سازش کر کے مخالفت کا علم بلند کیا۔ تاج الدولہ نے یہ خبر پا کر اس کی سرکوبی پر کمر باندھی دونوں بھائیوں میں خوب خوب لڑائیاں ہوئیں آخر کار تاج الدولہ کو فتح نصیب ہوئی۔ علی مارا گیا۔ بربری اور غلام نکال باہر کئے گئے فتنہ و فساد و بغاوت کا مادہ منقطع ہو گیا۔ چند روز بعد پھر اس کی حکومت میں خلل پیدا ہو گیا اس کا کاتب (سیکرٹری) اور اس کا وزیر حسن بن محمد باغانی اس فساد و بغاوت کا بانی تھا اس نے عوام الناس کو تاج الدولہ کے خلاف ابھار کر بغاوت کا علم بلند کیا اور شاہی قصر کا محاصرہ کر لیا۔ تاج الدولہ نے ہنگامہ فرو کرنے کی غرض سے ابوالفتوح ثقۃ الدولہ کو پالکی میں سوار کرا کے محل سے باہر نکالا ثقۃ الدولہ نے ان لوگوں کو نرمی سے مخاطب کیا اس سے ان کا جوش فرو ہو گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسد الدولہ اکحل ثقۃ الدولہ نے باغانی کو گرفتار کر کے بلوائیوں کے حوالہ کر دیا ان لوگوں نے اسے اور اس کے پوتے ابو رافع کو مار ڈالا اور اسکے بیٹے جعفر کو معزول کر کے ابن جعفر کو ۴۱۰ھ میں حکمرانی کی کرسی پر متمکن کیا اس نے اسد الدولہ بن تاج الدولہ کا خطاب اختیار کیا ''اکحل'' کے نام سے معروف و مشہور تھا۔ جعفر نے معزولی کے بعد مصر کا راستہ لیا۔ اکحل کے حکمران ہوتے ہی فتنہ و فساد جاتا رہا۔ نظم حکومت جیسا کہ چاہئے تھا درست ہو گیا۔ اس نے امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا اختیار اپنے بیٹے جعفر کو دے دیا تھا جو چاہتا تھا۔ اس نے کج ادائی اور ظلم کا برتاؤ شروع کر دیا۔

امیر اکحل کا قتل اہل صقلیہ کو ہر امر میں دبانے اور اہل افریقہ کو ان کے مقابلہ میں بڑھانے لگا۔ لوگوں کو اس سے شکایت کا موقع مل گیا۔ معز والیٔ قیروان کی خدمت میں وفود (ڈیپوٹیشن) بھیجے اور اس کی شکایت کی اور اس کی حکومت و امارت کی اطاعت کا اظہار کر دیا معز نے کشتیوں کا ایک بیڑا جس میں تین سو سوار تھے اپنے بیٹوں عبداللہ اور ایوب کی ماتحتی میں صقلیہ کی جانب روانہ کیا۔ اہل صقلیہ نے ان کے ہمراہ ہو کر اپنے امیر اکحل کا محاصرہ کر لیا اور اسے قتل کر کے سر اتار کر ۴۱۷ھ میں معز کے پاس بھیج دیا۔

صمصام بن تاج الدولہ تھوڑے دن کے بعد اہل صقلیہ کو اپنے اس فعل پر ندامت ہوئی رفع ندامت کی غرض سے سب کے سب جمع ہو کر اہل افریقہ پر ٹوٹ پڑے ان میں سے تقریباً تین سو آدمیوں کو مار ڈالا۔ باقی ماندگان کو اپنے ملک سے نکال باہر کیا اور صمصام برادر اکحل کو اپنا امیر بنا لیا۔ نظام السلطنت پھر درہم برہم ہو گیا۔ بازاری اوباش، شرفاء اور امراء پر غالب ہو گئے۔ اہل ملیرم یہ دیکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور صمصام کو معزول اور اپنے شہر سے نکال کر سرداران لشکر سے ابن الثمنہ نامی ایک شخص کو اپنا امیر و سردار بنایا۔ اس نے ''القادر باللہ'' کا لقب اختیار کیا۔

عبداللہ بن اکحل کا قتل اس واقعہ سے قبل ماذر میں اکحل کا بیٹا عبداللہ مستقل طور سے حکمران ہو گیا تھا مگر ابن الثمنہ نے عنان حکومت پر قابض ہوتے ہی ابن اکحل (عبداللہ) کو مغلوب کر دیا اور بہ حکمت عملی اسے قتل کر کے جزیرہ کی حکومت پر استقلال کے ساتھ قابض ہو گیا یہاں تک کہ یہ جزیرہ اس کے قبضہ سے نکال لیا گیا۔

ابن الثمنہ اور میمونہ بنت جراس ابن الثمنہ نے صقلیہ کی حکومت پر مستقل طور پر متمکن ہونے کے بعد میمونہ بنت جراس سے نکاح کیا پھر اس سے کسی معاملہ میں مشتبہ و مشکوک ہو گیا زہر دے دیا مگر کچھ سوچ سمجھ کر طبیبوں کو طلب کر کے معالجہ کرایا۔ صحت یاب ہو گئی ابن الثمنہ نے میمونہ سے معذرت کی خود کردہ پر پشیمان ہوا میمونہ نے معذرت قبول کر لی اور اپنے بھائی سے ملنے کی غرض سے قصر یاز جانے کی اجازت طلب کی۔ ابن الثمنہ نے اجازت دے دی۔ میمونہ نے اپنے بھائی کے پاس پہنچ کر تمام واقعات بتلائے۔ اس کے بھائی نے میمونہ کے نہ بھیجنے کی قسم کھائی اس سے ابن جراس (میمونہ کے بھائی) اور ابن الثمنہ میں مخالفت پیدا ہو گئی۔ رفتہ رفتہ لڑائی کی نوبت پہنچی ابن الثمنہ کو شکست ہوئی بھاگ کر رومیوں کے پاس پہنچا اور ان سے امداد کا خواہاں ہوا۔ قمص اور جاز بن نقر بن جزہ اپنے سات بھائیوں اور فرانس کے ایک گروہ کے ساتھ صقلیہ کی طرف آیا۔ ابن الثمنہ نے ان لوگوں سے صقلیہ پر قبضہ دلا دینے کا اقرار کیا سب نے پہلے قصر یاز پر چڑھائی کی۔ ابن جراس اس سے مطلع ہو کر مقابلہ پر آیا گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ ابن الثمنہ شکست کھا کر افریقہ میں عمر بن خلف بن کمی کے پاس چلا آیا تونس میں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیام اختیار کیا اور اس کے عہدہ قضاء کا متولی ہوا۔

امارت کلبی کا زوال: اس وقت سے رومیوں نے صقلیہ کے شہروں پر قبضہ کرنا شروع کیا آہستہ آہستہ تمام شہروں اور مشہور مقامات پر قابض ہو گئے صرف قلعے اور دشوار گزار گھاٹیاں باقی رہ گئیں۔ آخر کار ۴۶۴ھ میں ابن جراس اہل عیال اور مال کے ساتھ بصلح وامان قلعوں کو دشمنوں کے حوالہ کر کے نکل کھڑا ہوا اور زجار نے سب پر قبضہ کر لیا۔ ابن جراس کے نکلتے ہی کلمۃ الاسلام اس ملک سے منقطع ہو گیا اور حکومت کلبیین کا خاتمہ ہو گیا۔ پچانوے برس کی مدت میں ان دس شخصوں نے حکومت کی۔

زجار قلعہ یلطوسر زمین قلعہ قلوریہ میں ۴۹۴ھ میں مر گیا۔ اس کا بیٹا زجار ثانی حکمران ہوا اس کا دورِ حکومت طول و طویل گزرا۔ اسی کے لئے شریف ابوعبداللہ ادریسی اپنی کتاب تربۃ المشارق اخبار فی الآفاق تالیف کی اور بنظر شہرت قصار زجار کے نام سے موسوم کیا۔ واللہ مقدر اللیل والنہار۔

امارت جزیرہ اقریطش دولت بنو بلوطی: جزیرہ اقریطش (کریٹ) بحر روم کے جزائر میں سے ایک جزیرہ صقلیہ اور قبرس کے درمیان اسکندریہ کے مقابلے پر واقع ہے۔ قرطبہ کے غربی شہر پناہ کی دیوار کے نیچے کے رہنے والوں نے اس جزیرہ کو آباد کیا تھا۔ ان لوگوں کا محلہ حکم ابن ہشام کے قصر سے متصل تھا۔ ان لوگوں نے ۲۰۲ھ میں بغاوت کی۔ حکم نے ان کی سرکوبی کی جانب توجہ کی چنانچہ بہت بڑی اور خونریز جنگ ہوئی حکم نے ان کے محلہ کو مسمار و منہدم کرا دیا۔ ان کی مسجدیں ویران کر دیں اور باقی ماندگان کو قرطبہ سے جلاوطن کر کے سرحد کی جانب نکال دیا۔ یہ لوگ فاص وغیرہ میں مقیم ہوئے اور کچھ جلاوطنوں نے اسکندریہ کا راستہ لیا۔ اسکندریہ میں پہنچ کر متفرق طور پر یہ لوگ قیام پزیر ہو گئے۔

ابوحفص بلوطی: کچھ روز بعد ان میں سے ایک شخص اسکندریہ کے ایک بازاری شخص سے لڑ پڑا باہم گتھ گئے۔ اس شخص نے کسی طرح اپنے کو چھڑا کر اپنے ہم وطنوں سے جا کر فریاد کی وہ لوگ اس کی حمایت پر اٹھ کھڑے ہوئے چنانچہ اکثر اہل شہر کو لوٹ لیا۔ باقی ماندگان اہل شہر کو نکال کرنا کہ بندی کر لی اور ابوحفص عمر بن شعیب بلوطی معروف بہ ابوالفیض نامی ایک شخص کو اپنا امیر بنایا۔ ان دنوں مصر کی گورنری پر عبداللہ بن طاہر تھا یہ خبریں پا کر فوجیں آراستہ کر کے باغیان اسکندریہ پر حملہ آور ہوا اور ہر چہار طرف سے محاصرہ کر کے لڑائی چھیڑ دی۔ بالآخر ان لوگوں نے امن کی درخواست کی عبداللہ نے انہیں امان دی مگر اسکندریہ سے نکال کر جزیرہ اقریطش کی جانب بھیج دیا۔ پس ان لوگوں نے اس غیر آباد جزیرے کو آباد کیا اس وقت ان کا امیر و سردار ابوحفص ہوطی تھا۔ اس کے بعد اس کی اولاد تقریباً ایک سو برس یا کہ اس سے کچھ زائد تک حکمراں رہی یہاں تک کہ ارمانوس بن قسطنطین بادشاہ قسطنطنیہ نے اس کی اولاد میں سے عبدالعزیز بن شعیب کے قبضہ سے جزیرہ کو ۳۰۵ھ میں نکال لیا اور مسلمانوں کو یہاں سے جلاء وطن کر دیا۔ واللہ یعیدہ الکرۃ و ھذاھب آثار الکفرۃ واللہ سبحان وتعالیٰ اعلم الصواب.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۴۳

امارت یمن ودول اسلامیہ

عہدِ نبوی میں یمن کے حالات: ہم اوپر اخبار نبویہ کے ضمن میں بیان کر آئے ہیں کہ ملک یمن دائرہ حکومت اسلامیہ میں یوں داخل ہوا تھا کہ اس کا گورنر باذان جو کسرائے فارس کی جانب سے یہاں کا حکمران تھا دعوت اسلامیہ میں شامل ہوا اس کے اسلام لانے سے اہل یمن بھی علم اسلام کے مطیع اور مسلمان ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باذان کو یمن اور اس کے تمام گردنواح کی حکومت عطا فرمائی باذان کا دارالحکومت صنعا تھا جو کسی زمانہ میں ملوک تبابعہ کے دارالسلطنت ہونے کا اعزاز رکھتا تھا۔

شہربان باذان کا قتل: جب حجۃ الوداع کے بعد باذان نے وفات پائی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کو ان صوبوں پر منقسم فرمایا جن پر اس سے پیشتر تقسیم تھا اور صنعاء کی عنان حکومت شہربان بن باذان کو مرحمت فرمائی۔ اسکے بعد ہم نے اسود عنسی کے حالات تحریر کئے ہیں اور یہ بھی لکھ آئے ہیں کہ کیوں کر اسود نے عمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یمن سے نکال دیا تھا اور صنعاء پر حملہ کر کے اس پر قابض ہو گیا تھا اور شہربان بن باذان کو قتل کر کے اس کی بیوی کو اپنی زوجیت میں داخل کر لیا تھا اور یمن کے اکثر شہروں پر قابض ہو گیا تھا۔

اسود عنسی: اس سے اکثر اہل یمن مذہب اسلام سے پھر گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب اور عمال اور ان لوگوں کے پاس خطوط روانہ کئے جو مذہب اسلام پر ثابت قدم رہ گئے تھے ان لوگوں نے زوجہ شہربان باذان سے جسے اسود عنسی نے اپنی بیوی بنا لیا تھا اسود عنسی کے معاملہ میں اس کے چچازاد بھائی فیروز کے ذریعہ سازش کر لی۔ اس مہم بالسان امر کا منتظم قیس بن عبد یغوث مرادی ہوا تھا اس نے اور فیروز نے اس کی بیوی کی اجازت سے (زوجہ شہربان بن باذان) اس کے گھر میں گھس کر مار ڈالا اس کے مارے جانے سے عمال نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صوبہ جات پر پھر حکمرانی کرنے لگے یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چند روز پیشتر واقع ہوا تھا۔ قیس نے صنعا پر قبضہ کر لیا اور اسود کے بقیہ السیف لشکر کو جمع کر کے اپنی فوج درست کر لی۔

مہاجر بن امیہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر صدیقؓ نے یمن کی حکومت پر فیروز کو مامور کیا اور لوگوں کو اس کی اطاعت کا حکم دیا اس سے اور قیس بن مکشوح سے معرکہ آرائی ہوئی اس نے اسے ہزیمت دی۔ اس کے بعد ابوبکر صدیقؓ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہاجر بن امیہ کو یمن کی عنان حکومت عطا کی اس نے یمن کے مرتدین سے لڑائی کی اور اسی طرح عکرمہ بن ابی جہل نے کیا۔ پھر عبیداللہ بن عباس اور ان کے بھائی عبداللہ بن عباس مامور کئے گئے اس کے بعد معاویہ نے صنعا پر فیروز دیلمی کو متعین کیا۔ ۵۳ھ میں اس نے وفات پائی پھر عبدالملک نے یمن کو حجاج کی گورنری میں شامل کر دیا جب کہ اسے ۷۶ھ میں جنگ عبداللہ بن زبیر پر روانہ کیا تھا پھر جب دولت عباسیہ کا دور حکومت شروع ہوا تو سفاح نے اپنے چچا داؤد بن علی کو یمن کی حکومت پر مامور کیا۔

محمد بن یزید بن عبیداللہ: جب ۱۲۳ھ میں اس نے وفات پائی تو اس کی جگہ محمد بن یزید بن عبیداللہ بن عبدالملک بن عبدالدار حکمران ہوا غرض تاجداران دولت عباسیہ کی جانب سے یمن پر یکے بعد دیگرے گورنر حکمرانی کرتے رہے اور یہ لوگ صنعاء کو اپنا دارالحکومت بنائے رہے یہاں تک کہ مامون کی خلافت کا زمانہ آ گیا اور ممالک اسلامیہ کے اطراف و جوانب میں طالبیوں کے ایلچیوں کا ظہور ہوا اور عراق میں بنوشیبان میں سے ابوالسرایا نے محمد بن ابراہیم طباطبا بن اسماعیل بن ابراہیم برادر مہدی النفس الزکیہ محمد بن عبداللہ بن حسن کی امارت کی بیعت کی۔ اس وقت امن عامہ میں خلل پڑ گیا اور طالبیوں نے اپنے عمال کو ہر چہار طرف پھیلا دیا پھر یہ مارا گیا اور حجاز میں محمد بن جعفر صادق کی امارت کی بیعت لی گئی۔

ابراہیم بن موسیٰ کاظم: یمن میں ابراہیم بن موسیٰ کاظم نے ۲۰۰ھ میں حکومت کا دعویٰ کیا مگر کامیاب نہ ہوا چونکہ ابراہیم ظالم اور خونریز تھا "جزار" کے لقب سے ملقب تھا خلیفہ مامون نے شاہی فوجیں یمن کی بغاوت فرو کرنے کے لئے روانہ کیں چنانچہ اس نے یمن کے تمام گردنواح کو جی کھول کر تاخت و تاراج کیا نامی نامی رئیسوں اور سرداروں کو گرفتار کے دارالخلافت بغداد بھیج دیا۔ بغاوت و سرکشی کا مادہ منقطع ہو گیا امن و امان کی منادی پھر گئی جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

محمد بن زیاد: جب سرداران یمن جن میں محمد بن زیاد بھی تھا جو کہ عبداللہ بن زیاد بن ابی سفیان کے اولاد سے تھا بطور وفد دارالخلافت بغداد میں خلیفہ مامون کی خدمت میں حاضر ہوئے خلافت مآب ان لوگوں کے ساتھ انتہائی لطف و عنایت سے پیش آئے اور زیاد کو علویوں کے ہاتھ سے یمن کے بچانے کی خدمت سپرد کی چنانچہ سند حکومت عطا فرما کر زیاد کو یمن کی جانب واپس کیا۔ زیاد ۲۰۳ھ میں وارد یمن ہوا اور تہامہ یمن کو بزور تیغ فتح کیا یہ وہ شہر ہے جو کہ ساحل غربی بحر عرب پر واقع ہے زیادہ نے یہاں پر ایک شہر زبید نامی آباد کرنے کی بنیاد ڈالی اور تعمیر اور آباد ہونے کے بعد اسے اپنے دارالحکومت ہونے کی عزت دی اپنے غلام جعفر کو جبال کی حکومت پر مامور کیا۔ تہامہ کو اس دلیر نے متعدد لڑائیوں کے بعد عرب سے فتح کیا تھا اور عرب تہامہ سے یہ شرط کر لی تھی کہ وہ آئندہ خیل پر سوار نہ ہوں گے۔ نہایت قلیل مدت میں اس نے پورے ملک یمن پر تصرف اور قبضہ حاصل کر لیا تھا۔ صوبہ جات حضرموت، شحر اور دیار کندہ اس کے علم حکومت کے مطیع و فرمانبردار تھے حکومت و سلطنت میں اس کا رتبہ ملوک تبابعہ کے ہم پلہ تھا۔

بنو جعفر حمیری: صنعاء دارالحکومت یمن میں بقیہ ملوک تبابعہ میں سے بنو جعفر حمیری زیر اثر حکومت دولت عباسیہ حکمرانی کر رہے تھے صنعاء کے علاوہ سجان الجران اور حرش میں بھی انہی کی حکومت کا جھنڈا گڑا ہوا تھا۔ بنو جعفر کا بھائی اسعد بن یعفر اس کے بعد اس کا بھائی حکومت کر رہا تھا ان لوگوں نے محمد بن زیاد کے علم حکومت کے آگے اپنا سرنگوں کر لیا اس کے بعد اس کا بیٹا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابراہیم پھر اس کا بیٹا زیاد بن ابراہیم پھر اس کا بھائی ابوالجیش اسحاق بن ابراہیم یکے بعد دیگرے حکمران رہا۔ ابوالجیش اسحاق بن ابراہیم کی حکومت کافی طویل ہوئی اس نے بہت بڑی عمر پائی۔ اس نے عمر کے اسی مرحلے طے کئے۔

یحییٰ بن حسین کا خروج: عمارہ کا بیان ہے کہ اس نے یمن' حضرموت اور جزائر بحریہ پر اسی سال حکومت کی تھی اور جب اسے خلیفہ متوکل کے مارے جانے' خلیفہ مستعین کی معزولی اور غلاموں' خانہ زادوں کے خلفاء پر مستولی ہونے کی خبر پہنچی تو اس نے شاہی کا دعویٰ کیا۔ سلاطین عجم کی طرح مظلہ[1] میں سوار ہوا۔ اس کے زمانہ حکومت میں یحییٰ بن حسین بن قاسم رسی ابن ابراہیم طباطبا نے زیدیہ کی حکومت قائم کرنے کی غرض سے حملہ کیا زیدیہ اسے سندھ سے لے آئے تھے اس کا دادا قاسم' ابوسرایا کے ساتھ اپنے بھائی محمد کے خروج وقتل کے بعد سندھ چلا گیا تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا وہاں پہنچ کر اس کی نسل سے حسین پیدا اور حسین سے یحییٰ ظہور میں آیا۔ جس نے ۲۸۸ھ میں یمن میں بغاوت کی صعدہ میں مقیم ہوا۔ زیدیہ کی حکومت کی بنا ڈالی۔ صنعاء پر فوج کشی کی اور اسعد بن یعفر کے قبضہ سے نکال لیا۔ پھر بنو اسد نے صنعاء کو اس سے چھین لیا تب یہ صعدہ کی جانب لوٹ آیا۔ اس کے گروہ والے اسے امام کے لقب سے یاد کرتے تھے اس کی پچھلی نسلیں اس وقت تک وہاں موجود ہیں ان کے حالات ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔

ابوالجیش اسحاق: اسی ابوالجیش اسحاق کے زمانے میں عبیدیوں کی حکومت کا یمن میں ظہور ہوا۔ ۳۴۰ھ میں محمد بن فضل لاعد اور جبال یمن پر جبال مدبحرہ تک قابض ہو گیا۔ ابوالجیش کے قبضہ میں سرجہ سے عدن تک بیس منزلیں اور مخلافہ سے صنعاء تک پانچ منزلیں ملک یمن میں باقی رہ گئی تھیں پھر جس وقت محمد بن فضل نے اس دعوت کے ذریعہ ابوالجیش کو دبا لیا تو اطراف و جوانب کے حکمران خود مختاری کے مدعی ہو گئے۔ بنی اسعد بن یعفر صنعاء ہیں۔ سلیمان طرف عترہ میں اور امام دی سعدہ میں خود سر حکومت کا دعویدار بن بیٹھا۔ ابوالجیش نے بہ نظر دور اندیشی ان لوگوں کے ساتھ مصالحت کا رویہ اختیار کیا۔ اس کے بعد ۳۷۱ھ میں انتقال کر گیا۔

تجارت و آمدنی: ابن سعید کہتا ہے کہ میں نے دیکھا ہے کہ اس کے ملک کی خراج کی تعداد چار کروڑ بیس لاکھ چھیاسٹھ ہزار دینار عشریہ تھے اس کے علاوہ سندھ کی کشتیوں اور عنبر پر جو کہ باب مندب اور عدن میں آتا تھا اور موتیوں کے مقامات پر جو الحصول تھا اس کی بہت بڑی تعداد تھی اور جزیرہ و ملک کا خراج ان سب سے علیحدہ تھا۔ ملوک حبشہ جو کہ دریا کے اس پار تھے اس سے مصالحت اور رستم اتحاد رکھتے تھے۔

نجاح اور قیس: ابوالجیش نے وفات کے وقت ایک چھوٹا لڑکا چھوڑا تھا جس کا نام عبداللہ تھا بعضے ابراہیم اور بعضے زیاد بتلاتے ہیں اس کی بہن اور اس کے آزاد غلام رشید حبشی نے اس کی پرورش اور اس کے ملک کا انتظام کیا کاروبار سلطنت میں رشید حبشی کو سب کو دبائے رہا یہاں تک کہ ان کی حکومت ۴۰۷ھ میں ختم ہو گئی یہ لڑکا مر گیا تب بنی زیاد میں سے ایک دوسرے لڑکے کو جو پہلے لڑکے سے بھی کم سن تھا حکمران بنایا ابن سعید کہتا ہے کہ عمارہ یعنی مؤرخ یمن اس وجہ سے کہ حجاب اس کے متولی تھے اس کے نام سے واقف نہیں ہو سکا۔ بعضے کہتے ہیں آخری لڑکے کا نام ابراہیم تھا۔ اس کی پھوپھی نے اس کی پرورش

---

[1] ہوادار یا تام جھام۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرداخت کی تھی اور مرجان نامی ایک شخص جو کہ حسن بن سلامہ کے آزاد غلاموں میں سے امور سلطنت کا منتظم تھا۔ یہی ان کی دولت وحکومت پر غالب ہو گیا تھا۔ اس کے دو کار پرداز تھے ایک کا نام قیس تھا دوسرے کا نام نجاح۔ بادشاہ کا لڑکا اسی کی کفالت ونگرانی میں دیا گیا اور اس کے ساتھ زبیدہ میں ٹھہرایا گیا نجاح نے آہستہ آہستہ تمام ان صوبوں پر قبضہ کر لیا جو زبید کی حکومت سے خارج تھے ان میں کرادہ اور لحم بھی تھے قیس اور نجاح میں انہی اسباب سے چشمک پیدا ہو گئی۔

قیس اور نجاح کی جھڑپیں: قیس سے کسی نے جڑ دیا کہ بادشاہ کے لڑکے کی پھوپھی نجاح کی طرف مائل ہے اور اسے اپنا کاتب (سیکرٹری) بنالیا ہے قیس یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا موقع پا کر باجازت اپنے آقا مرجان بادشاہ کے لڑکے کی پھوپھی کو گرفتار کر کے زندہ دفن کرا دیا اور خود سر حکومت کا مدعی ہو کر مظلہ میں سوار ہوا اپنے نام کا سکہ مسکوک کرایا۔ نجاح اس سے مطلع ہو کر باغی ہو گیا فوجیں آراستہ کر کے قیس پر چڑھ آیا قیس بھی مقابلہ کی غرض سے فوجیں مرتب کر کے نکل پڑا دونوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر قیس کو شکست ہوئی پانچ ہزار فوج کے ساتھ کھیت رہا۔ نجاح نے ۲۱۰ھ میں زبید پر قبضہ کر لیا اور قیس کو دفن کرا کے حکومت کرنے لگا اپنے نام کا سکہ مسکوک کرایا۔

نجاح کی امارت: دربار خلافت بغداد میں اطلاعی عرض داشت روانہ کی اسے حکومت یمن کی سند بھیج دی گئی اسی وقت سے یہ تہامہ کا مستقل مالک تسلیم کیا گیا اہل جبال اس کے نام سے تھراتے تھے۔ کچھ روز بعد حسن بن سلامہ کے دائرہ حکومت سے تمام پہاڑوں کو نکال لیا۔ سرحدی بادشاہ اس کے رعب وداب سے ڈرتے تھے۔ اسے صلیحی نے جو عبیدیوں کا بانی مبانی تھا ۴۴۵ھ میں ایک لونڈی بھیج کر قتل کرا دیا اس کے بعد زبید میں اس کا غلام کہلان حکمران ہوا پھر صلیحی نے زبید کو اس کے قبضہ سے نکال لیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

قاضی محمد بن علی ہمدانی: قاضی محمد بن ہمدانی حران صوبہ ہمدان کا رئیس تھا۔ نسباً بنی ایام کی جانب منسوب کیا جاتا اس کا ایک بیٹا علی نامی پیدا ہوا ان دونوں صاحب دعوت عامر بن عبداللہ زوائی[1] تھا بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے پاس علم جفر کی ایک کتاب تھی جو اس کے عزم میں اس کے مورثوں کے ذخیروں میں سے تھی اس نے یہ خیال قائم کیا کہ علی بن قاضی کا اس کتاب میں تذکرہ ہے۔ اس داعی (ایلچی) نے اس کتاب کو قاضی کو پڑھ کر سنایا۔ قاضی نے اس مضمون کو ذہن نشین کر لیا۔ جس وقت علی سن شعور کو پہنچا تو داعی (عامر) نے اس کا نام جفر میں دکھلا کر اس کے اوصاف بتلائے اور اس کے باپ قاضی سے کہا کہ اپنے بیٹے کی کامل حفاظت ونگرانی کرنا یہ ملک یمن کا بادشاہ وحکمران ہوگا۔

علی بن قاضی محمد: چنانچہ علی نے فقہانہ صلاحیت کے زندگی بسر کرنا شروع کی پندرہ برس تک براہ طائف وسردات لوگوں کے ساتھ حج کرتا رہا اس سے اس کی بڑی شہرت ہوئی اس نے لوگوں کے دلوں میں یہ خیال قائم کر دیا کہ یہ سلطان یمن ہے۔ اتنے میں داعی (ایلچی) عامر زوائی نے وفات پائی وفات کے وقت علی کے حق میں اپنی کتابوں کی وصیت کر گیا اور اس سے دعوت عبیدیہ کے قائم رکھنے کا اقرار لے لیا۔

ابن قاضی محمد کا یمن پر قبضہ: اس کے بعد علی اپنی عادت کے مطابق ۲۲۸ھ میں لوگوں کے ساتھ حج کرنے کو گیا اس کی

[1] زوا یہ ایک گاؤں حران کے علاقہ میں تھا جہاں کا یہ رہنے والا تھا اسی مناسبت سے اس کی جانب منسوب ہوا۔ منہ رحمۃ اللہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قوم ہمدان میں سے ایک جماعت اس کے ساتھ تھی اس نے ان لوگوں کو اپنی امداد اور اس پر قائم رکھنے کی ترغیب دی ان لوگوں نے بطیب خاطر اسے منظور کیا اور اس کے ہاتھ پر اس امر کی بیعت کر لی یہ لوگ اس کی قوم کے سرداروں میں سے تھے اور تعداد اً ساٹھ نفر تھے۔ واپسی کے بعد علی نے مسار میں قیام اختیار کیا یہاں ایک قلعہ تھا جو دامن کوہ حمام میں نہایت مستحکم اور مضبوط بنا ہوا تھا علی نے اس قلعہ کو اپنا مرکز بنایا اور اس کی ہر چہار طرف سے ناکہ بندی کر لی اس وقت اس کا رعب وداب بڑھنے لگا مستنصر والی مصر سے خط وکتابت کر کے اظہار دعوت کی اجازت حاصل کر لی۔

دعوت عبیدیہ کا اعلان چنانچہ دعوت عبیدیہ کا اعلان کر کے یمن پر قبضہ کر لیا اور قلعہ مسار سے صنعاء میں جا کر قیام پزیر ہوا مجلسرائیں بنوائیں۔ حکمرانان یمن جن کو اس نے دبا لیا تھا وہیں آ کے رہنے لگے۔ بنو یطرف' ملوک عترہ وتھامہ کو شکست دی۔ نجاح جو بنو زیاد کا غلام اور زبید کا بادشاہ تھا اس کے مار ڈالنے کی فکر کی بڑی جدوجہد سے ایک لونڈی کے ذریعہ سے اسے نجاح کے قتل میں کامیابی ہوئی اس لونڈی کو اس نے نجاح کے پاس بطور تحفہ روانہ کیا تھا جیسا کہ ہم اوپر ۴۵۶ھ میں بیان کر آئے ہیں۔

اسماء بنت شہاب ان واقعات کے بعد علی باجازت مستنصر والی مصر' مکہ معظمہ کی طرف دعوت عباسیہ کو مٹانے اور امارت حسینہ کو نیست ونابود کرنے کی غرض سے روانہ ہوا اور صنعاء سے اپنے بیٹے مکرم کو اپنا نائب بنایا۔ روانگی کے وقت اپنے ہمراہ اپنی بیوی اسماء بنت شہاب کو بھی لیتا گیا۔ اتفاق سے اس پر سعید بن نجاح نے شبخون مارا اور اسماء کو قید کر لے گیا اس نے اپنے بیٹے مکرم کو لکھ بھیجا کہ میں ایک بھنگی غلام سے حاملہ ہوگئی ہوں تمہیں لازم ہے کہ قبل وضع حمل میری خبر لو ورنہ یہ وہ داغ ہے جسے زمانہ محو نہ کر سکے گا۔

مکرم اور سعید بن نجاح کی جنگ مکرم یہ سن کر ۴۷۵ھ میں صنعاء سے تین ہزار کی جمعیت سے روانہ ہوا۔ بیس ہزار حبشی مقابلہ پر آئے لیکن میدان مکرم کے ہاتھ رہا حبشیوں کو بڑی شکست ہوئی سعید بن نجاح بھاگ کر جزیرہ دہلک پہنچا مکرم اپنی ماں کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ وہ ایک طاق کے قریب بیٹھی ہوئی ہے جس میں صلیحی اور اس کے بھائی کا سر رکھا ہوا ہے' مکرم نے ان سروں کو اتار کر دفن کرایا اور اپنے ماموں اسد بن شہاب کو صوبہ تہامہ پر جیسا کہ وہ پیشتر تھا مقرر کیا زبید میں قیام کرنے کی ہدایت کی اور اپنی ماں کو لے کر صنعاء کی جانب کوچ کیا یہ عورت نہایت دانشمند اور مدبر تھی مکرم کے ملک کا یہ انتظام کرتی تھی کچھ عرصہ بعد اسد بن شہاب نے تہامہ کا تمام مال جمع کر کے اپنے وزیر احمد بن سالم کی معرفت صنعاء روانہ کیا اسماء نے اسے وفود عرب پر تقسیم کر دیا۔ پھر ۴۷۹ھ میں اسماء نے وفات پائی۔

صنعاء پر عمران بن فضل کا قبضہ زبید مکرم کے قبضہ سے نکل گیا ۴۷۷ھ میں سعید بن نجاح نے اسے مکرم سے بزور واپس لے لیا۔ تب مکرم ۴۸۰ھ میں ذی جبلہ چلا آیا اور صنعاء پر عمران بن فضل ہمدانی کو متعین کیا۔ عمران صنعاء کو دبا بیٹھا وراثۃً اس کی آئندہ نسلیں اس ملک کی حکمران ہوئیں اس کے بعد اس کا بیٹا احمد حکمران ہوا اس نے اپنے کو سلطان کے لقب سے ملقب کیا۔ یہ اسی لقب سے مشہور ومعروف ہوا اس کے بعد اس کا بیٹا حاکم بن احمد نے حکومت کی کرسی پر۔ اجلاس کیا اس کے بعد صنعاء میں کوئی ایسا شخص نہیں گزرا جس کا ذکر خصوصیت کے ساتھ کیا جاتا یہاں تک کہ بنو سلیمان نے جب کہ انہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہواشم نے مکہ میں مغلوب کیا تھا صنعاء پر قبضہ حاصل کیا جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا گیا ہے۔

مکرم کی ذی جبلہ کو روانگی: جب مکرم صنعاء سے ذی جبلہ چلا آیا تو اس کی ماں اسماء کے بعد اس کی بیوی سیدہ بنت احمد حکومت وسلطنت کا انتظام کرنے لگی یہ ذی جبلہ وہ شہر ہے جسے عبداللہ بن محمد صلیحی نے ۴۵۸ھ میں آباد کیا تھا۔ مکرم نے اپنی بیوی کے اشارہ وہدایت کے مطابق صنعاء چھوڑ کر ذی جبلہ کی سکونت اختیار کی تھی یہاں پر اس نے دارالعز نانی ایک بہت بڑا محلسرا بنوایا سعید بن نجاح کے قتل کی تدبیریں اور حیلے نکالے بالآخر اس میں اسے کامیابی ہوئی جیسا کہ نجاح کے حالات میں ہم بیان کریں گے۔

منصور بن احمد اور سیدہ بنت احمد: مکرم جب تک زندہ رہا لذات دنیا میں مصروف اور اپنی بیوی کی حسن آرائی میں مشغول رہا۔ جس وقت اس کا ۴۸۵ھ میں زمانہ وفات قریب آیا تو اپنے ابن عم منصور بن احمد مظفر بن علی صلیحی والی قلعہ اشیخ کو اپنا ولی عہد بنایا۔ مکرم کے انتقال کے بعد منصور اسی قلعہ میں مقیم رہا اور سیدہ بنت احمد ذی جبلہ میں ٹھہری رہی۔ منصور نے اس سے اپنے نکاح کا پیام دیا اس نے انکار کیا اس بناء پر اس نے اس کا ذی جبلہ میں محاصرہ کیا۔ سلیمان بن عامر (سیدہ کا رضاعی بھائی) یہ سن کر ذی جبلہ آیا اور اس سے یہ ظاہر کیا کہ مستنصر والی مصر نے تمہارا عقد منصور سے کر دیا ہے اور اس کے حکم سے اسے مطلع کر کے یہ آیہ کریم ﴿ وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ﴾ کی تلاوت کی اور یہ کہا کہ امیر المؤمنین نے تمہارا نکاح اپنے داعی منصور ابی حمیر لیابن مظفر بن علی صلیحی سے بعوض مہر ایک لاکھ دینار اور پچاس ہزار تحائف ہدایا لے کر دیا پس عقد نکاح منعقد ہو گیا چنانچہ منصور قلعہ اشیخ سے ذی جبلہ میں آیا ہے سیدہ یہ سن کر راضی ہو گئی منصور اس سے دارالعز میں ہم خواب ہوا۔

کہا جاتا ہے کہ سیدہ اپنی لونڈیوں میں ایک لونڈی کا لباس پہن کر منصور کے سرہان کھڑی ہو گئی اور تمام شب کھڑی رہی منصور نے اس کی طرف آنکھ تک نہ اٹھائی۔ صبح ہوتے ہی اپنے قلعہ کا راستہ لیا اور سیدہ ذی جبلہ میں رہ گئی۔

مفضل بن ابی البرکات: سیدہ کے کاروبار سلطنت کا منتظم مفضل بن ابی البرکات نامی ایک شخص تھا جو صلیحی کا ہوا خواہ اور قبیلہ یام سے تھا۔ اس نے اپنے کنبہ والوں کو طلب کر کے ذی جبلہ میں ٹھہرایا اور ان کے ذریعہ سے حکومت وسلطنت کی نگرانی کرنے لگا۔ سیدہ موسم گرما میں تعکر چلی جاتی تھی یہاں اس کا خزانہ اور مال واسباب کا ذخیرہ تھا پھر جب سردی کے ایام آ جاتے تو ذی جبلہ واپس آتی۔ ایک مرتبہ مفضل بقصد جنگ نجاح اکیلا روانہ ہوا قلعہ تعکر میں فقیہ ملقب بہ جمل کو فقہاء کی ایک جماعت کے ساتھ چھوڑ گیا انہی فقیہوں میں ابراہیم بن زید ابن عمر اور عمارہ شاعر تھا ان لوگوں نے جمل کے ہاتھ پر دعوت و حکومت امامیہ کے خود نیست و نابود کرنے کی بیعت کی۔ کسی ذریعہ سے مفضل کو اس کی خبر لگ گئی اثناء راہ سے لوٹ آیا اور ان سب کا محاصرہ کر لیا۔ خولان یہ سن کر محصورین کی کمک کو پہنچ گیا۔ مفضل نے روزانہ جنگ سے محصورین کو تنگ کرنا شروع کیا ابھی کوئی نتیجہ نہ ظاہر ہونے پایا تھا کہ ۵۰۴ھ میں بحالت محاصرہ مفضل کا انتقال ہو گیا اس کے بعد سیدہ آ گئی اور اس نے محصورین کو ایک اقرار پر قلعہ کے دروازے کھولنے پر راضی کیا چنانچہ محصورین نے قلعہ کے دروازے کھول دیئے لڑائی موقوف ہو گئی اپنے وعدے کو پورا کیا اور مفضل کے لڑکوں کی کفیل ہوئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمران بن ذرخولانی: اسی زمانے سے قلعہ تعکر پر عمران بن ذرخولانی اور اس کا بھائی سلیمان قابض ہوا اور عمران مفضل کی جگہ سیدہ پر غالب ہو گیا پھر جب یہ مر گئی تو عمران اور اس کا بھائی سلیمان قلعہ تعکر کا مستقل حکمران بن بیٹھا۔ منصور بن مفضل بن ابی برکات نے ذی جبلہ پر قبضہ کر لیا اور اس نے اسے داعی ذریعی والیٔ عدن کے ہاتھ فروخت کر ڈالا جیسا کہ آپ آئندہ پڑھیں گے اور قلعہ اشیح میں جا کر بیٹھ رہا جس پر داعی منصور صبا بن احمد کا قبضہ تھا اور یہ یوں ہوا کہ ۴۸۶ھ میں منصور کر مرنے پر اس کے لڑکوں میں مخالفت کا مادہ پھیلا۔

علی بن منصور سبا: ان میں سے علی نامی ایک لڑکے نے قلعے پر قبضہ کر لیا۔ ابن مفضل بن ابی البرکات اور سیدہ سے لڑنے لگا بالآخر یہ لوگ اس کی فتنہ انگیزی اور مدبرانہ چالوں سے تنگ آ گئے مفضل سے کچھ بن نہ آئی تو بہی میں زہر رکھ کر بطور تحفہ اس کے پاس بھیجا جس کے کھانے سے وہ مر گیا اور لوگوں کو اس کے شر و فساد سے نجات مل گئی۔ بنو ابی البرکات نے اشیح اور اس کے قلعوں کو بنو مظفر سے چھین لیا پھر اس نے قلعہ ذی جبلہ کو داعی ذریعی والیٔ عدن کے ہاتھ ایک لاکھ دینار پر فروخت کر ڈالا اور ہمیشہ یکے بعد دیگرے قلعوں کو فروخت کرتا گیا یہاں تک کہ اس کے قبضہ میں سوائے قلعہ تعکر اور کوئی قلعہ باقی نہ رہ گیا جسے اسی برس کی حکومت کے بعد علی بن مہدی نے اس سے بزور لے لیا اس نے سو برس کی عمر پائی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۴۴

امارتِ زبید

بنی نجاح کے حکمران

بنی نجاح: ہرگاہ صلیحی نے کہلان کو ایک لونڈی کے ذریعہ سے ۴۵۲ھ میں زہر دے کر مار ڈالا جسے اسی غرض کے حاصل کرنے کے لئے اس نے اس کے پاس بھیجا تھا اور زبید پر کامیابی کے ساتھ اس بزدلانہ حیلہ سے قبضہ حاصل کر لیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ نجاح کے تین لڑکے تھے۔ مبارک، سعید اور عیاش مبارک نے اپنے باپ کے مارے جانے کے بعد خودکشی کر لی۔ سعید و جیاش نے جزیرہ دہلک میں جا کر پناہ لی اور وہیں قیام پزیر ہو کر لوگوں کو قرآن اور دیگر علوم کی تعلیم دینے لگے۔ کچھ روز بعد سعید اپنے بھائی جیاش سے رنجیدہ ہو کر زبید چلا آیا اور زمین کے اندر ایک تہ خانہ بنا کر رہنے لگا۔ پھر اس کا غصہ ختم ہوا تو اپنے بھائی جیاش کو بلا بھیجا جیاش نے بھی زبید میں پہنچ کر اسی تہ خانہ میں قیام کیا۔

صلیحی کا خاتمہ: اس کے بعد مستنصر خلیفہ مصر کی حکومت کو ہواشم میں سے محمد بن جعفر امیر مکہ نے مکہ سے منقطع کر دیا مستنصر نے صلیحی کو محمد بن جعفر سے جنگ کرنے اور اسے مکہ میں دوبارہ حکومت علویہ قائم کرنے کے لئے لکھا۔ اس حکم کے مطابق صلیحی فوجیں آراستہ کر کے صنعاء سے مکہ معظمہ کی جانب روانہ ہوا سعید اور اس کے بھائی جیاش کو موقع مل گیا تہ خانہ سے نکل کر ظاہر ہو گئے۔ کسی ذریعہ سے اس کی خبر صلیحی تک پہنچی۔ صلیحی نے ایک فوج جس میں پانچ ہزار سوار تھے سعید اور جیاش کو زیر کرنے اور قتل کر ڈالنے کی غرض سے روانہ کی مگر سعید اور جیاش تہ خانہ سے نکل کر صلیحی کے تعاقب میں انتہائی سرگرمی سے کوچ کر چکے تھے رفتہ رفتہ اس کے لشکر کے قریب پہنچ گئے۔ مقام لحج میں صلیحی پر ان دونوں بھائیوں نے شب خون مارا صلیحی کو اس کی خبر تک نہ تھی اور وہ مکہ کی طرف بڑھ رہا تھا لشکر میں بھگدڑ مچ گئی ساری فوج تتر بتر ہو گئی صلیحی اثناء جنگ میں مارا گیا۔ جیاش نے خود اپنے ہاتھ سے ۴۷۳ھ میں اس کی زندگانی کا خاتمہ کیا اس کے بعد عبداللہ صلیحی برادر علی ایک سو ستر ممبران خاندان صلیحی کے ساتھ مارا گیا۔ علی کی بیوی اسماء بنت عمہ شہاب اور ایک سو پینتس ملوک قحطانیں جنہیں اس نے یمن میں مغلوب کر دیا تھا گرفتار کر لئے گئے خاتمہ جنگ کے بعد ایک دستہ فوج اس لشکر کے زیر کرنے کے لئے روانہ کیا گیا جسے صلیحی نے جیاش اور سعید سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ صلیحی کے اس لشکر نے ان واقعات سے مطلع ہو کر ہتھیار ڈال دیئے اور سعید اور جیاش کے علم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکومت کے آگے اپنا سر جھکا دیا۔

سعید بن نجاح کا زبید پر قبضہ: اس کے بعد سعید نے زبید کی جانب کوچ کیا اس وقت زبید کی حکومت پر اسعد بن شہاب برادر زوجہ صلیحی مامور تھا اسعد یہ خبر پا کر زبید چھوڑ کر صنعاء کی طرف بھاگ گیا سعید کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے زبید میں داخل ہوا اسماء زوجہ صلیحی اس کے آگے آگے ایک ہووج میں تھی صلیحی اور اس کا بھائی کا سر اسماء کے روبرو ہووج میں رکھا ہوا تھا سعید نے زبید میں پہنچ کر اسماء کو اسی مکان میں اتارا اور صلیحی اور اسکے بھائی کے سروں کو مکان کے ایک طاق میں جس کے قریب اسماء بیٹھی ہوئی تھی رکھ دیا لوگوں کے دل سعید کے جلال و رعب سے کانپ اٹھے۔ اس نے اپنے کو نصیر الدولہ کے لقب سے ملقب کیا اور جس قدر قلعے صلیحی کے گورنروں کے قبضہ میں تھے سب پر بزور تیغ قبضہ کر لیا۔

مکرم اور سعید کی جنگ: اسماء نے ان واقعات سے اپنے بیٹے مکرم کو مطلع کیا۔ مکرم نے ایک سرحدی قلعہ دار کو سعید کے پاس بھیجا اس قلعہ دار نے سعید کو صنعاء پر فوج کشی کرنے کی ترغیب دی اور فتح کرا دینے کا ذمہ دار ہوا چنانچہ سعید نے بیس ہزار حبشیوں کی جمعیت سے صنعاء کے فتح کی امید میں کوچ کیا۔ مکرم بھی صنعاء سے اس کی جانب بڑھا۔ دونوں سے مڈبھیڑ ہوگئی اتفاق یہ کہ سعید کو اس معرکہ میں شکست ہوئی میدان جنگ سے بھاگ زبید دونوں کے درمیان حائل ہو گیا مجبور ہو کر سعید نے جزیرہ دہلک کا راستہ لیا مکرم فتحمندی کے ساتھ زبید میں داخل ہوا اپنی ماں کی خدمت میں گیا دیکھا کہ وہ ایک طاق کے قریب بیٹھی ہوئی ہے اور طاق میں صلیحی اور اس کے بھائی کا سر رکھا ہوا ہے اتار کر دونوں سروں کو دفن کرایا۔ اپنے ماموں اسعد کو ۴۶۰ھ میں زبید کی حکومت پر مامور کیا۔

سعید بن نجاح کا قتل: اس مہم سے فارغ ہو کر مکرم نے عبداللہ بن یعفر والی قلعہ شعر کو لکھ بھیجا کہ تم سعید کو مکرم کے قبضہ سے ذی جبلہ کے نکال لینے کی ترغیب دو اور اسے یہ پٹی پڑھاؤ کہ مکرم اپنی خواہشات نفسانی میں مصروف ہے اور اس پر اس کی بیوی غالب ہو رہی ہے وہ تمہارا مقابلہ ہرگز نہ کر سکے گا۔ چنانچہ عبداللہ بن یعفر نے سعید کو کہہ سن کر ذی جبلہ کے قبضہ پر تیار کر دیا۔ سعید تیس ہزار حبشی فوج کے ساتھ ذی جبلہ کی جانب بڑھا۔ مکرم نے قلعہ شعر کے نیچے اپنی فوج کو کمین گاہ میں بٹھا دیا۔ جوں ہی سعید کمین گاہ سے بڑھا مکرم کی فوج نے کمین گاہ سے نکل کر دفعتہً حملہ کر دیا سعید کی فوج گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئی سعید مارا گیا مکرم نے اس کا سر کاٹ لیا اور اسی طاق میں لا کر رکھا جس میں اس کے باپ صلیحی کا سر رکھا گیا تھا۔ سعید کے مارے جانے سے مکرم کی حکومت کو استحکام حاصل ہو گیا۔ حبشیوں کی حکومت کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔

جیاش کا فرار: جیاش خلف بن ابی الظاہر مروانی کے ساتھ جو اس کے بھائی کا وزیر تھا بھاگ کر عدن پہنچا اور جب عدن میں پناہ کی صورت نہ دیکھی تو دونوں ہندوستان چلے گئے چھ ماہ تک وہیں ٹھہرے رہے۔ وہیں ایک کاہن سے ملاقات ہوئی جو سمرقند سے آیا ہوا تھا اس کاہن نے ان لوگوں کو آئندہ بہبودی کی خوشخبری دی یہ دونوں پھر لوٹ کر یمن آئے وزیر خلف نے زبید میں پہلے سے پہنچ کر موت کی خبر مشہور کر دی اور اپنی ذات کے لئے امن کی درخواست کی اس کے امن حاصل کرنے کے بعد ایک روز شب کے وقت بہ تبدیل لباس جیاش بھی آ پہنچا دونوں ایک مدت تک چھپے رہے ان دنوں زبید کی گورنری پر اسعد بن شہاب (مکرم کا ماموں) مامور تھا اور اس کی نیابت میں علی بن قم وزیر مکرم تھا اسے کسی وجہ سے مکرم اور اس کی حکومت سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیزاری تھی وزیر خلف نے اس سے مطلع ہو کر اس کے بیٹے حسین سے راہ رسم پیدا کی لہو ولعب میں اس کا شریک رہنے لگا۔ فرصت کے وقت دونوں شطرنج کھیلا کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ اس کی آمد ورفت حسین کے باپ (علی بن قم) کے پاس بھی شروع ہوگئی ایک نے دوسرے سے اپنے دلی منشا کا اظہار کیا چونکہ علی کے دل میں بھی آل نجاح کی ہواخواہی سمائی ہوئی تھی باہم دونوں نے قسمیں کھائیں۔

جیاش کا زبید پر قبضہ: اس اثناء میں جیاش اپنے حبشی ہواخواہوں کو جمع کر رہا تھا اور ان لوگوں کو مال وزر دیتا جاتا تھا یہاں تک کہ اس کے پاس پانچ ہزار حبشی جمع ہو گئے جیاش نے ۶۸۲ھ میں ان لوگوں کی پشت پناہی سے زبید پر حملہ کر دیا اور دارالامارت پر قبضہ کر کے وہیں سکونت پزیر ہو گیا اسعد بن شہاب کو اس وجہ سے کہ کسی زمانہ میں اس سے مراسم تھے رہا کر دیا اس وقت سے زبید میں پھر عباسیوں کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا اور صلیحی خلفاء عبیدین کا خطبہ پڑھتے تھے اور مکرم ہمیشہ عرب کو زبید پر حملہ کرنے کی غرض سے بھیجتا رہتا تھا یہاں تک کہ جیاش نے پانچویں صدی کے شروع میں وفات پائی اس کی کنیت ''ابن القطائی'' تھی عدل وانصاف کی صفت سے متصف تھا۔

فاتک بن جیاش: اس کے بعد اس کا بیٹا فاتک امیر بنایا گیا۔ یہ ابھی بالغ نہیں ہوا تھا محض ایک کمسن چھوکرا تھا اراکین دولت اس کے ملک کا انتظام کرنے لگے۔ اس کا چچا ابراہیم اس سے جنگ کرنے کے لئے آیا۔ دونوں حریف کی فوجیں برسر پیکار ہوئیں عبدالواحد نے شہر پر حملہ کیا منصور (فاتک کا وزیر) نے فضل بن ابی البرکات والی تعکر سے امداد کی درخواست کی چنانچہ فضل اپنی فوج کے ساتھ اس کی کمک پر آیا مگر اثناء راہ سے یہ خبر پا کر کہ اہل تعکر نے بغاوت کر دی ہے لوٹ گیا منصور اس وقت سے برابر زبید پر حکمرانی کرتا رہا بالآخر ۵۱۷ھ میں ابو منصور عبیداللہ نے اسے زہر دے کر مار ڈالا اور امور سلطنت کی نگرانی کرنے لگا مگر در پردہ آل نجاح کی بیخ کنی کرتا جاتا تھا تھوڑے دن بعد فاتک کی ماں قتل کے ڈر سے بھاگ گئی اور بیرون شہر کا ہنگامہ فساد ختم ہو گیا۔

ابو منصور عبیداللہ: ابو منصور ایک جوانمرد اور شجاع اور صاحب عزم وہمت شخص تھا۔ دشمنوں کے ساتھ ہمیشہ تیغ وسپر ہوتا رہا۔ ابن نجیب سفیر علویہ سے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ یہ وہی شخص ہے جس نے زبید میں فقہ کا مدرسہ قائم کیا تھا اور حاجیوں کی آسانی کے لئے کئی تدبیریں نکالیں تھیں بعدہ مفارک بنت جیاش سے اس نے بحیلہ ومکر اپنا عقد کر لیا اس نے موقع پا کر اس کے عضو تناسل پر زہر آلود کپڑے سے مس کر دیا تھا سارا گوشت سڑ گر گیا اور اس نے جاں بحق تسلیم کر دی۔

علی بن مہدی خارجی کا زبید پر قبضہ: اس کے مرنے پر فاتک کے قلمدان وزارت کا زریق مالک ہوا جو نجاح کا آزاد غلام تھا۔ عمارہ کہتا ہے کہ یہ شخص بھی شجاع' دلیر اور جنگ آور تھا اور فاتک کی ماں کے آزاد غلاموں سے اور اس کے مخصوص آدمیوں میں سے تھا عمارہ کہتا ہے کہ ۵۳۱ھ میں فاتک بن منصور نے وفات پائی اس کے بعد اس کا ابن عم حکمران ہوا اس کا قلمدان وزارت قائم کو سپرد کیا گیا یہی اس کے امور سلطنت کے سیاہ وسفید کرنے کا مالک تھا اور دشمنوں کے مقابلہ پر جاتا تھا۔ یہ اکثر اوقات مسجد میں رہتا تھا۔ علی بن مہدی خارجی نے لبازش اسے مسجد میں جب کہ نماز پڑھ رہا تھا جمعہ کے دن بارہویں صفر ۵۵۱ھ میں قتل کرا دیا۔ سلطان نے قاتل سے اس کے قصاص لینے کی طرف توجہ کی چنانچہ اہل مسجد کی ایک جماعت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو قتل کرادیا پھر آپ بھی اسی ہنگامہ میں مارڈالا گیا۔ حکومت وسلطنت میں اضطراب پیدا ہوگیا علی ابن مہدی خارجی اس سے مطلع ہوکر چڑھ آیا اور زوروں سے ان لوگوں سے معرکہ آرا ہوا زمانہ دراز تک محاصرہ کئے رہا۔

بنی نجاح کا محاصرہ: محصورین نے شریف منصور احمد بن حمزہ سلیمانی بادشاہ صعدہ سے امداد کی درخواست کی شریف منصور نے اس شرط سے کہ یہ لوگ اسے زبید پر قبضہ دے دیں اور اپنے بادشاہ فاتک بن محمد کو مارڈالیں مدد دی ان لوگوں نے فاتک بن محمد کی زندگی کا ۵۵۳ھ میں خاتمہ کرادیا اور شریف بن منصور کو اپنا حکمران تسلیم کرلیا۔ اتفاق سے یہ بھی علی بن مہدی کے مقابلہ سے مجبور ہوگیا اور رات کے وقت چھپ کر زبید سے اپنا منہ کالا کر گیا۔ علی بن مہدی نے ۵۵۴ھ میں زبید پر قبضہ کرلیا اور زبید سے آل نجاح کی حکومت کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ والملک والبقاء اللہ.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۴۵

امارت عدن

دولت بنی زریع

علی بن محمد صلیحی: عدن ملک یمن کے عمدہ اور محفوظ ترین مقامات سے بحر ہند کے کنارہ پر واقع ہے عہد حکومت تبابعہ سے یہ شہر ہمیشہ تجارت کی منڈی ہونے کی عزت رکھتا تھا۔ اس شہر کے اکثر مکانات پتھر اور گچ کے ہیں۔ اسی وجہ سے اس کے راستے گرم زیادہ رہتے ہیں۔ شروع زمانہ اسلام میں یہ شہر ملوک بنی معن کا دارالسلطنت تھا بنی معن نسباً معن بن زائدہ کی جانب منسوب ہوتے ہیں یہ لوگ اس شہر پر عہد خلافت مامون میں حکمران ہوئے تھے اور بنی زیاد سے ان لوگوں نے اپنی حکومت علیحدہ کر لی تھی بنی زیاد نے ان سے خطبہ اور سکہ پر فقط قناعت کی تھی اور جب علی بن محمد صلیحی داعی غالب ہوا تو اس نے ان لوگوں کی رعایت کی اور عربی ہونے کے لحاظ سے ان لوگوں پر جزیہ مقرر کیا جسے یہ لوگ ادا کیا کرتے تھے اس کے بعد یہاں سے اس کے بیٹے احمد مکرم نے ان لوگوں کو نکال دیا اور اس شہر پر بنی مکرم حکمران ہوئے جو کہ جم بن یام ہمدان کے خاندان سے تھے اور اس کے نزدیک و قریب تر عزیزوں میں سے تھے۔ ایک مدت تک یہ شہر ان کے علم حکومت کے سایہ میں رہا اس کے بعد ان لوگوں میں فتنہ و فساد اور جھگڑا پیدا ہو گیا یہ لوگ دو گروہوں پر منقسم ہو گئے ایک گروہ بنی مسعود بن مکرم کے نام سے مشہور ہوا۔ دوسرا بنی زریع بن مکرم کہلایا جانے لگا بنی زریع بن مکرم متعدد لڑائیوں اور جنگ عظیم کے بعد بنی مسعود پر غالب آ گئے۔

ابن مسعود بن زریع: ابن سعید کہتا ہے کہ سب سے پہلے ان میں سے ابن مسعود بن زریع داعی وہ شخص ہے جو بنی صلیحی کے بعد کرسی پر متمکن ہوا اور اس کی آئندہ نسلیں اس سے وراثتہ حکومت و سلطنت کی مالک ہوئیں۔ اس سے اور اس کے ابن عم علی بن ابی الغارات بن مسعود بن مکرم صاحب زعارع سے لڑائیاں ہوئیں اس نے عدن کو اس کے قبضہ سے متعدد لڑائیوں اور بے شمار خرچ کے بعد نکال لیا مگر وہ فتح کے ساتویں مہینے ۵۳۳ھ میں مر گیا اس کی جگہ اس کا بیٹا متمکن ہوا یہ قلعہ دملوہ میں رہا کرتا تھا جہاں پر کسی کے ارادہ کا بھی گزر بہ آسانی نہ ہو سکتا تھا اس کے بعد ابن بلال بن زریع نے جو اس کے حاشیہ نشینوں میں سے تھا اس شہر کو اپنے قبضہ میں لے لیا محمد بن سبا بخوف جان منصور بن مفضل بادشاہ جبال صلیحی کے پاس ذی جبلہ بھاگ گیا اس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقعہ کے تھوڑے ہی دنوں بعد اعز مر گیا تب بلال نے محمد بن سبا کو ذی جبلہ بلا بھیجا۔

محمد بن سبا: چنانچہ چند دن محمد بن سبا عدن میں آ پہنچا۔ اسی زمانہ میں مصر سے سند حکومت اعز کے نام آئی ہوئی تھی بلال نے اس کا نام مٹا کر محمد بن سبا کا نام لکھ دیا اس کے القاب میں ''الداعی المعظم التوج المکنی السیف امیر المؤمنین'' وغیرہ الفاظ تعظیماً لکھے جاتے تھے بلال نے اس سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا تھا اور جتنا مال وزر خزانہ شاہی میں تھا اسے جہیز میں دے دیا۔ اس کے بعد بلال نے لاتعداد اور بے شمار مال چھوڑ کر سفر آخرت اختیار کیا محمد بن سبا اس کا مالک و وارث ہوا اس نے سب مال و زر کو داد و دہش اور سخاوت میں صرف کیا۔ منصور بن مفضل بن ابی البرکات سے قلعہ ذی جبلہ کو خرید لیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اور قابض ہو گیا یہ قلعہ کسی زمانے میں صلیحی بادشاہوں کا دارالحکومت تھا۔ ذی جبلہ کی خریداری کے بعد سیدہ بنت عبداللہ صلیحی سے عقد کیا اور ۵۴۸ھ میں راہی ملک آخرت ہوا۔

عمران بن محمد: اس کے بیٹے عمران بن محمد بن سبا نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ یاسر بن بلال اس کی حکومت و سلطنت کا منتظم ہوا ۵۶۰ھ میں اس نے وفات پائی دو چھوٹے لڑکے چھوڑ گیا۔ ایک کا نام محمد تھا اور دوسرے کا نام ابوالسعود۔ یاسر نے ان دونوں کو قصر امارت میں قید کر دیا اور حکومت و سلطنت پر قابض ہو گیا یاسر کے مزاج میں سخاوت کا مادہ زیادہ تھا شعراء کو جو اس کی مدح کرتے اور اس کے پاس بطور وفد حاضر ہوتے بہت جی کھول کر روپیہ دیتا تھا ابن قلاش شاعر اسکندریہ نے مدح کی تھی اس کے اُن قصائد میں سے جو اس نے اس کی مداح میں کہے تھے ایک شعر یہ ہے

سافر اذا حازلت قدرًا
صار الهلال فصار بدرًا

دولتِ بنی ذریع کا خاتمہ: یہ ملوک ذریعین کی آخری یادگار تھا جس وقت سیف الدولہ برادر صلاح الدین (فاتح بیت المقدس) یمن میں ۶۶۰ھ میں داخل ہوا تھا اور اس پر قابض ہو کر عدن کی جانب آیا اور اس پر قابض ہوا تو یاسر بن ہلال کو قید کر لیا۔ اسی زمانے سے دولت بنی ذریع کا سلسلہ ختم ہو گیا اور یمن علم خلافت عباسیہ کا مطیع ہو گیا اور اس کے گورنران بنو ایوب اس کی طرف سے اس ملک پر حکومت کرنے لگے جیسا کہ ہم آئندہ ان کے حالات میں بیان کریں گے۔

شہر جدہ جو عدن کے قریب واقع ہے اسے ملوک ذریعین نے آباد کیا تھا جب دولت بنی ایوب کا دور آیا تو وہ لوگ اسے چھوڑ چھوڑ کر پہاڑوں میں چلے گئے جیسا کہ آپ آئندہ پڑھیں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۴۶

امارتِ یمن

دولت بنو مہدی خارجی

علی بن مہدی حمیری: یہ شخص خاندان سواحل زبید سے تھا۔ علی بن مہدی حمیری کے نام سے موسوم تھا اس کا باپ مہدی نیکی، دینداری اور تقویٰ اور زہد میں مشہور زمانہ تھا اس کے بیٹے نے اسی کے طریقۂ مذہب پر نشو ونما پائی گوشہ نشینی اختیار کی اور تقویٰ و زہد میں بہت بڑا نام پیدا کیا پھر حج کرنے گیا علماء عراق سے ملاقات کی۔ ان کے واعظین سے فیض صحبت حاصل کیا اور لوٹ کر یمن آیا حسب دستور سابق گوشہ گزیں ہو کر وعظ و پند کرنے لگا۔ حافظ فصیح اور بلیغ تھا۔ حوادث زمانہ کی پیش گوئیاں کیا کرتا اور اس میں پورا اترتا تھا۔ اس وجہ سے لوگوں کو میلان طبع اس کی جانب زیادہ ہوا اور اسے ایک متبرک شخص تصور کرنے لگے ۵۱۱ھ میں حج کرنے کو گیا تمام بیابانوں اور دیہاتوں میں وعظ کرتا پھرا جب موسم حج آیا تو اونٹنی پر سوار ہو کر لوگوں کو وعظ و پند کرتا رہا۔

علی بن مہدی کا خروج: پھر جب فاتک کی ماں اپنے بیٹے فاتک بن منصور کے زمانہ حکومت میں غالب ہوئی تو اس کا حسن اعتقاد علی بن مہدی کی جانب اور بڑھ گیا۔ رشتہ دامادی پیدا کر لیا جس سے اس کی حالت تبدیل ہو گئی۔ صاحب اثر تسلیم کیا جانے لگا۔ لوگوں کو وعظ میں کہا کرتا تھا ''اب وقت قریب آ گیا ہے''۔ اس فقرے سے وہ اپنے ظہور کی طرف اشارہ کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ یہ باتیں مشہور ہو گئیں چونکہ فاتک کی ماں اپنے اہل دولت وارا کین حکومت کو اس کی خدمت میں حاضر ہونے کی ہدایت کیا کرتی تھی اس وجہ سے ۵۴۵ھ میں اس کے مرنے پر اہل جبال علی بن مہدی کی خدمت میں آئے اور اس کی امداد ونصرت کی قسمیں کھائیں۔

علی بن مہدی کا خروج: ۵۴۵ھ میں علی نے تہامہ سے بغاوت کی گودا کی جانب بڑھا مگر شکست کھا کر جبال کی جانب واپس آیا اور وہیں ۵۴۱ھ تک مقیم رہا اس کے بعد مادر فاتک اسے اس کے وطن پھر واپس لائی اور ۵۴۵ھ میں خود مر گئی تب علی نے ہوازن کی طرف خروج کیا اور ان میں سے ایک بطن میں جو حیوان کے نام سے موسوم تھا اس کے ایک قلعہ موسوم بہ شرف

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں قیام پزیر ہوا یہ قلعہ ایک دشوار گزار پہاڑ پر واقع تھا اس کی چڑھائی بے حد مشکل تھی دن بھر میں کوئی شخص اس پر چڑھ نہ سکتا تھا اثناءراہ میں بڑے بڑے عمیق اور تنگ غار اور تاریک وادیاں تھیں اس نے ان لوگوں کو انصار کا خطاب دیا اور جو لوگ اس کے ہمراہ تہامہ سے گئے ہوئے تھے اس نے مہاجرین کہنا شروع کیا۔ انصار میں سے ایک شخص کو جس کا نام سبا تھا اور مہاجرین میں سے ایک دوسرے شخص کو جس کا نام شیخ الاسلام تھا (اس کا اصل نام نوبہ تھا) عہدۂ حجابت عنایت کی ان کے سوا اور لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا مگر آئے دن سرزمین تہامہ پر قتل و غارت گری کرتا۔ اطراف زبید کی ویرانی اور بربادی نے اسے معقول طور سے مدد دی چنانچہ اس نے اس کے قرب و جوار کو لوٹ لیا اور تمام راستوں کو مخدوش حالت میں چھوڑ دیا۔ اس لوٹ مار کا اثر آہستہ آہستہ قلعہ واثر تک پہنچ گیا جو زبید سے نصف منزل پر تھا تب اس نے مسرور کے قتل کی فکریں شروع کیں۔ جو حکومت بنی نجاح کا وزیر تھا اور اس میں کامیاب بھی ہو گیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ مسرور کے قتل کرانے کے بعد اہل زبید کو اپنے حملوں اور غارت گری سے تنگ کرنے لگا۔ عمارہ کہتا ہے کہ اس نے زبید پر ستر حملے کئے تھے اور ایک زمانہ دراز تک اہل زبید کا محاصرہ کئے رہا۔

علی بن مہدی کا زبید پر قبضہ: اہل زبید پر شریف احمد بن حمزہ سلیمان وائی صعدہ سے امداد طلب کی شریف احمد نے ان کی امداد پر کمر ہمت باندھی مگر اس کے سردار فاتک کے مار ڈالنے کی شرط کر لی تھی۔ ان لوگوں نے اپنے بادشاہ فاتک کو ۵۵۳ھ میں مار ڈالا اور شریف احمد کو اپنی بادشاہت کی کرسی پر متمکن کیا۔ شریف احمد کو دشمن کے حملوں سے نہ بچا سکا۔ تنگ آ کر بھاگ کھڑا ہوا چنانچہ علی بن مہدی نے ماہ رجب ۵۵۴ھ میں زبید پر قبضہ کر لیا تین مہینے حکومت کر کے بار حیات سے سبکدوش ہو گیا۔

علی بن مہدی کے عقائد و کردار: یہ اپنے کو ''الامام المہدی امیر المؤمنین قامع الکفرۃ والملحدین'' کے لقب سے مخاطب کرتا تھا۔ خوارج کے مذہب کا پابند تھا اس کے علاوہ بہت سے قواعد اور اصول اس نے اپنے مذہب کے بنائے تھے جس کے ذکر سے لا حاصل طوالت ہو گی شراب نوشی کے جرم پر قتل کرا دیتا تھا۔ عمارہ کہتا ہے کہ جو شخص اہل قبلہ میں سے اس کی مخالفت کرتا تھا اسے مار ڈالتا اس کی عورتوں کو جائز اور حلال سمجھتا اور ان کے لڑکوں کو لونڈی اور غلام بنا لیتا تھا اس کے مریدین اور معتقدین اس کے معصوم ہونے کی معتقد اور قائل تھے ان کے مال و اسباب اس کے قبضہ میں رہتے جسے ان کی ضرورت کے وقتوں میں صرف کرتا تھا اس کی موجودگی میں وہ لوگ نہ تو کسی مال کے مالک ہوتے اور نہ کسی گھوڑے اور ہتھیار کے۔ ہمراہیوں میں سے جو شخص میدانِ جنگ سے بھاگ نکلتا تھا اسے مار ڈالتا تھا زانی، شراب خوار اور گانا سننے والوں کو سزائے موت دیتا تھا جو شخص نماز جماعت سے تاخیر کرتا تھا اور جو شخص اس کے دوشنبہ اور پنجشنبہ میں حاضر نہ ہوتا یا بچھڑ جاتا اسے بھی سزائے موت دیتا فروعات میں حنفی المذہب تھا۔

عبدالنبی بن علی: اس کے مرنے پر اس کا بیٹا عبدالنبی حکمران ہوا عبدالنبی نے زبید سے نکل کر پورے ملک یمن پر قبضہ کر لیا۔ ان دنوں یمن میں بائیس خود سر حکومتیں تھیں۔ عبدالنبی نے ان سب کو اپنا مطیع بنا لیا تھا صرف عدن باقی رہ گیا تھا اس پر بھی اس نے خراج قائم کر رکھا تھا۔ جب شمس الدولہ تورانشاہ (برادر سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس) ۵۶۶ھ میں یمن کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف آیا اور اس کی حکومت وسلطنت پر جو اس وقت یمن میں تھی قابض ہوا تو عبدالنبی کو گرفتار کر لیا اور طرح طرح کی آزمائش کی اور اس سے بے حد مال وزر وصول کیا اور عدن کی طرف بھیج دیا اس نے عدن پر قبضہ کر لیا پھر زبید میں آ کر قیام پذیر ہوا اور اسے اپنا دارالحکومت بنایا پھر اسے ناپسند کر کے پہاڑوں میں ایسے مقام کی تلاش میں جہاں کی آب وہوا عمدہ اور صحیح ہو پھرتا رہا اس کے ساتھ ساتھ اطباء کا ایک گروہ اسی غرض کے لئے تھا چنانچہ طبیبوں نے بالاتفاق مقام تعز کو منتخب کیا اس نے وہاں پر شہر آباد کیا اور وہیں قیام پزیر ہو گیا اس وقت سے اس مقام کو اس کے دارالحکومت ہونے کا اعزاز حاصل ہوا اس کے بیٹوں اور اس کے خادموں بنی رسول نے بھی اسے اپنا مرکز حکومت بنا رکھا جیسا کہ آئندہ ان کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔

دولت بنی مہدی خارجی کا خاتمہ: بنی مہدی کی حکومت وسلطنت ختم ہونے سے عرب کی حکومت کا یمن میں خاتمہ ہو گیا غز اور ان کے غلاموں کے قبضہ میں یہاں کی عنان حکومت چلی گئی۔ اب ہم یمن کی دارالحکومتوں اور اس کے شہروں کے حالات یکے بعد دیگرے تحریر کریں گے جیسا کہ ابن سعید نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۴۷

بلاد یمن

تہامہ و جبال: یمن جزیرہ عرب کا ایک ٹکڑہ ہے جو سات صوبوں پر بادشاہ کی طرف منقسم تھا انہی میں سے تہامہ و جبال تھا۔ تہامہ میں دو حکومتیں تھیں ایک مملکت زبید دوسری مملکت عدن تہامہ سے بلاد یمن کا وہ حصہ مراد ہے جو دونوں خشکیوں سے ساحل بحر کے نشیب میں واقع ہے جس کی ایک سمت حجاز سے ملی ہوئی ہے اور دوسری جانب آخر عمال عدن دورہ بحر ہند سے ملحق ہے۔ ابن سعید نے لکھا ہے کہ جزیرہ عرب اقلیم اول میں ہے جنوب کی طرف سے اسے بحر ہند گھیرے ہوئے ہے اور اسکے مغرب میں بحر سویس واقع ہے اور شرق کی طرف بحر فارس ہے زمانہ قدیم میں ملک یمن بتالبتہ کا تھا۔ ملک حجاز سے زیادہ سرسبز و شاداب ہے۔ اس کے اکثر باشندے قحطانی ہیں ان کے علاوہ عرب اوائل کی اولاد بھی یہاں رہتی تھی۔ ان دنوں اس کی عنانت حکومت بنی رسول خدام بنو ایوب کے قبضہ اقتدار میں ہے ان کا دارالحکومت تعز میں ہے پہلے یہ حرہ میں رہتے تھے اور صعدہ یمن اور زبید میں امیہ زیدیہ حکمران ہیں زبید مملکت یمن کا ایک حصہ ہے۔ اس کے شمال میں ملک حجاز ہے جنوب میں بحر ہند ہے اور مغرب کی طرف بحر سویس واقع ہے۔ محمد بن زیاد نے عہد حکومت خلیفہ مامون ۲۰۴ھ میں اسے آباد کیا یہ ایک شہر پناہ تھا جس کے چاروں طرف شہر پناہ کی بلند دیواریں کشیدہ قامت کھڑی ہوئی تھیں وسط شہر میں ایک نہر جاری تھی یہ شہر اس وقت حکومت بنی رسول میں داخل ہے۔ اس شہر پر ملوک بنی زیاد اور ان کے خدام کا قبضہ تھا پھر بنی صلیحی نے انہی مغلوب کر دیا ان لوگوں کے حالات اوپر بیان کئے گئے ہیں۔

صوبجات عتر، جلی اور سرجہ: عتر، جلی اور سرجہ زبید کے صوبجات اس کے شمال میں واقع ہیں صوبہ ابن طرف کے نام سے معروف و مشہور ہے۔ سرجہ سے جلی تک کی مسافت سات یوم ہے اور مکہ تک کی آٹھ یوم کی مسافت ہے اور عتر جو کہ والی ملک کا دارالحکومت ہے لب دریا آباد ہے سلیمان بن طرف نے اس شہر پر بزمانہ موجودگی ابوالحیش محاصرہ ڈالا تھا اس وقت اس کی آمدنی پانچ لاکھ دینار تھی کچھ دن ابوالحیش نے سلیمان کی علم حکومت کی اطاعت قبول کی اور اس کے نام کا خطبہ پڑھا اور بہت سا مال و متاع بطور نذرانہ کے پیش کیا پھر اس مملکت پر سلیمانیوں کا قبضہ ہو گیا جو کہ حسن کی اولاد سے تھے اور مکہ میں امارت کر رہے تھے جس وقت کہ انہیں ہواشم نے مکہ سے نکال دیا تھا اس وقت انہوں نے یہاں پر پہنچ کر اپنی حکومت و امارت کی بناء ڈالی غالب بن یحییٰ جو کہ انہی میں سے تھا والیٔ زبید کو خراج دیا کرتا تھا اس سے محمد مفلح فاتکی مے مسرور کے مقابلہ پر امداد

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی درخواست کی تھی اس کے مرجانے پر اس کے بیٹوں میں سے عیسیٰ ابن حمزہ حکمران ہوا اور جب غز نے یمن پر قبضہ حاصل کیا تو یحییٰ نے عیسیٰ کے بھائی کو گرفتار کر کے عراق بھیج دیا برادر عیسیٰ بحیلہ وفریب قید سے نجات پا کر یمن کی جانب واپس ہوا اور اپنے بھائی عیسیٰ کو قتل کر کے مجم پر جو کہ زبید کے صوبجات میں داخل تھا اس کی جگہ قابض ہو گیا۔

سریر تہامہ: سریر تہامہ یمن کے آخری صوبجات میں سے ہے یہ بھی کنارہ بحر پر آباد ہے اس میں شہر پناہ نہیں ہے مکان معمولی حالت کے ہیں۔ راج بن قتادہ بادشاہ مکہ نے ۶۵۰ھ میں اس پر قبضہ حاصل کیا تھا اس کا ایک قلعہ شہر سے نصف منزل کے فاصلے پر تھا۔

زرائب زبید: زرائب زبید کے صوبجات شمالیہ میں سے ابن طرف کے مقبوضات میں داخل تھا اس شہر میں ابن طرف کے پاس بیس ہزار حبشی جمع رہتے تھے جو ہر وقت اس کے ساتھ مرنے اور مرجانے پر تیار رہتے تھے۔ ابن سعید صوبہ جات زبید کے تذکرہ میں تحریر کرتا ہے اور وہ صوبہ جات جو درمیانی راستہ میں بحر و جبال کے درمیان ہیں وہ زبید کے محاذ میں شمالی جانب واقع ہیں اور وہ مکہ کا راستہ ہے۔ عمار نے لکھا ہے کہ یہی جادہ سلطانیہ ہے اس سے دریا تک ایک دن یا اس سے کم کی مسافت ہے اور ایسا ہی جبال تک کا فاصلہ بیان کیا جاتا ہے درمیانی اور ساحلی دونوں راستے سریر میں آ کر جمع ہو جاتے ہیں اور یہیں سے پھر ایک دوسرے سے علیحدہ بھی ہو جاتے ہیں۔

عدن: عدن ممالک میں سے زبید کے وسط میں واقع ہے اور وہی اس صوبہ کا دارالحکومت ہے دہانہ بحر ہند پر شہر آباد ہے۔ یہ شہر زمانہ حکومت تبابعہ سے تجارت کا مرکز بنا ہوا تھا۔ اس کا بُعد خط استوا سے تیرہ درجہ پر ہے۔ نہ تو یہاں کسی کی زراعت ہوتی ہے اور نہ یہاں کوئی درخت ہے۔ یہاں کے رہنے والوں کی عام خوراک مچھلی ہے یمن سے ہند کے جانے کا یہی راستہ ہے سب سے پہلے بنی معن بن زائدہ نے اس پر قبضہ حاصل کیا تھا یہ لوگ بنی زیاد کو خراج دیا کرتے تھے اور پھر جب صلیحیوں نے اسے دبا لیا تو داعی نے اسے اس کی حکومت پر بحال رکھا پھر اس کے بیٹے احمد مکرم نے انہیں یہاں سے نکال دیا اور جشم بن یام میں سے بنی مکرم کو اس کی عنان حکومت عطا کی پھر ان لوگوں میں سے بنی زریع نے اس ملک کو عدل و انصاف سے خوب خوب آراستہ کیا اور وہ لوگ ان سے خراج لینے پر اکتفا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ شمس الدولہ بن ایوب نے اس شہر کو ان کے قبضہ سے نکال لیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

عدن اہین مشہور مقامات میں سے سحر کی سمت میں ہے۔

زعزاع ابن ایوب کی وادیوں میں ایک رہائش کا مقام ہے بنی مسعود بن مکرم کے قبضہ میں تھا جو کہ بنی زریع کے مدمقابل تھے۔

جوہ ملوک زریعین نے عدن کے قریب آباد کیا تھا بنو ایوب نے اسے اپنی قیام گاہ بنایا تھا پھر یہاں سے تعز کی طرف چلے گئے۔

قلعہ ذی جبلہ: قلعہ ذی جبلہ ان قلعوں میں سے تھا جہاں پر کہ جعفر تبدیل آب و ہوا کی غرض سے مختلف موسموں میں جایا کرتا تھا اسے عبداللہ صبیحی برادر داعی نے ۴۵۸ھ میں آباد و تعمیر کرایا تھا اور اس کا بیٹا مکرم قلعہ صنعاء سے اسی قلعہ میں آ کر اقامت گزیں ہوا تھا اور سیدہ بنت احمد سے جو کہ اس قلعہ پر قابض تھی عقد کر لیا تھا۔ یہ وہی عورت ہے جو ۵۸۰ھ میں اس قلعہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر حکمران ہوئی تھی۔ الغرض مکرم نے مرتے وقت عنان حکومت اور دعوت سبا بن احمد بن مظفر صلیحی کے سپرد کی یہ اس وقت اشیح کے جیل میں قید تھا۔ سیدہ نے جب کے گردنواح میں سر اٹھایا اتنے میں ابن نجیب الدولہ داعی مصر سے آ پہنچا اور شہر جند میں فروکش ہو گیا۔ ہمدان کو ملا کر اپنی قوت بڑھائی۔ سیدہ نے اس سے جنب اور خولان میں معرکہ کارزار گرم کیا اور ابن نجیب براہ دریا کشتی پر سوار ہو کر بھاگا اور ڈوب کر مر گیا۔ سیدہ کے امور سلطنت کا انتظام اس کے شوہر مکرم کے بعد مفضل بن ابی البرکات کرتا تھا اور یہی اس پر غالب ہو گیا تھا۔

تعکر: تعکر بھی ان مقامات میں سے ہے جہاں کہ جعفر تبدیل آب و ہوا کی غرض سے جاتا تھا یہ بھی صلیحی کے مقبوضات میں داخل تھا۔ پھر ان کے بعد سیدہ کے قبضہ میں چلا گیا اس کے بعد مفضل بن ابی البرکات نے سیدہ سے درخواست کر کے لے لیا اور وہیں جا کر سکونت اختیار کی۔ کچھ عرصہ بعد زبید کی طرف گیا اور بنی نجاح کا وہاں پر محاصرہ کر لیا اس محاصرہ و جنگ کی وجہ سے مفضل زیادہ دن تک تعکر سے غیر حاضر رہا اس وجہ سے تعکر میں فقہاء نے بغاوت کر دی اور اس کے نائب کو قتل کر کے انہی میں سے ابراہیم ابن زیدان کی امارت کی بیعت کر لی ابراہیم بن زیدان عسارہ شاعر کا چچا تھا۔ مفضل اس سے مطلع ہو کر واپس ہوا اور ان لوگوں کا محاصرہ کر لیا جیسا کہ اس واقعہ کو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔

قلعہ خدو: قلعہ خدو عبداللہ بن یعلی صلیحی کے قبضہ میں تھا۔ یہ بھی جعفر کی تبدیل آب و ہوا کے مقامات میں سے تھا۔ مفضل نے خولان سے حصون[1] مخلاف میں بنی بحر، بنی منینہ، رواح اور شعیب کے ایک گروہ کو لے جا کر ٹھہرایا تھا۔ جب مفضل مر گیا اور اس کی نگرانی و حفاظت میں سیدہ تھی جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں تو مسلم بن ذر نے خولان سے قلعہ خدو پر فوج کشی کی اور بزور تیغ عبداللہ بن یعلی صلیحی کے قبضہ سے نکال لیا۔ عبداللہ بحال پریشان قلعہ مصدود بھاگ گیا قلعہ مصدود کو سیدہ نے مفضل کے لئے پہلے سے آراستہ کر رکھا تھا اور شہر جند اور یمن سے اپنے اراکین دولت کو قلعہ مذکور میں طلب کر لیا تھا۔

قلعہ مصدود: قلعہ مصدود بھی ان قلعوں میں سے تھا جہاں پر کہ جعفر تبدیل آب و ہوا کی غرض سے جاتا تھا جن قلعوں میں جعفر بغرض تبدیل آب و ہوا جاتا تھا وہ پانچ تھے ان میں سے ذوجبلہ تعکر اور قلعہ خدو تھے۔ جس وقت مسلم بن ذر نے قلعہ خدو کو عبداللہ بن یعلی صلیحی سے چھین لیا اور عبداللہ بحال پریشان قلعہ مصدود میں جا کر پناہ گزیں ہوا اس وقت انہی میں سے زکریا بن شیکر بحری نے اس پر قبضہ حاصل کر لیا۔ بنو صلیحی سے پہلے یمن میں بنو کردی حمیری کی حکومت کا سلسلہ چل رہا تھا۔ بنو صلیحی نے انہی کے قبضہ سے اس ملک کو نکالا تھا۔ انہی قلعوں میں سے ان لوگوں کی تبدیلی آب و ہوا کے مقامات تھے معافر اور لشکر کی تبدیلی ہوا کا مقام قلعہ سمندان تھا پھر یہ قلعے منصور بن مفضل بن ابی البرکات کے مطیع ہو گئے۔ جو بنی زریع سے بذریعہ تیغ حاصل کئے گئے تھے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

صنعا: صنعا ملوک تبابعہ کا اسلام سے پیشتر دارالسلطنت تھا یمن میں سب سے پہلے اسی شہر کی تعمیر کا بنیادی پتھر رکھا گیا۔ جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے کہ اسے عاد نے آباد کیا تھا ان کی زبان میں اوال مین الادلیہ کے لقب سے یہ شہر مشہور کیا جاتا ہے اور قصر

---

[1] حصون جمع ہے حصن کی۔ قلعہ کو کہتے ہیں۔ مخلاف ان مقامات کو کہتے ہیں جہاں پر امراء و سلاطین موسم گرما یا سرما میں بغرض تبدیل آب و ہوا جایا کرتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمدان اسی شہر کے قریب ان سات مکانات میں سے ہے جنہیں ضحاک نے زہرہ (ستارہ) کے نام پر بنوایا تھا ایک عالم اس مکان کے حج کو آتا تھا ۔عثمان نے اسے منہدم اور مسمار کیا تھا۔یمن کے شہروں میں اسے خاص قسم کی شہرت اور عزت حاصل تھی اور یہ جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے آب وہوا کے لحاظ سے معتدل ہے اول ماتہ رالعبہ میں تبابعہ سے بنو یعفر یہاں پر حکمرانی کر رہے تھے ان کا دارالحکومت کہلان میں تھا۔کہلان کو تمدن کے لحاظ سے کوئی خاص شہرت اور عزت حاصل نہیں ہوئی حتیٰ کہ صلیحی آ کر آباد ہوئے۔پھر زیدیہ نے ان کے قبضہ سے اس کو نکالیا۔پھر بنی صلیحی کے بعد سلیمانیوں نے اس پر قبضہ کرلیا۔

قلعہ کہلان: قلعہ کہلان مضافات صنعاء میں سے بنو یعفر تبابعہ کے قبضہ میں تھا ابراہیم نے اسے صنعاء کے قریب تعمیر کرایا تھا۔صعدہ اور بحران بھی انہی کے زیر حکومت تھا۔مگر بنو یعفر نے اسی قلعہ کہلان کو اپنا مرکز اور جائے پناہ بنا رکھا تھا۔بیہقی نے لکھا ہے کہ قلعہ کہلان کا سردار اسعد بن یعفر زمانہ ابوالجیش میں بنی رمی اور بنی زیاد ج سے معرکہ آرا ہوا تھا۔

قلعہ حمہ ان: قلعہ حمہ ان مضافات صنعا میں سے تھا۔اس میں بنی کردی حمیری کا خزانہ رہتا تھا حتیٰ کہ بنی صلیحی نے اس پر قبضہ کرلیا۔پھر مکرم نے ان کے بعض قلعے انہیں واپس کر دیئے یہاں تک کہ ان کی حکومت علی بن مہدی کے ہاتھوں منقطع اور ختم ہو گئی ان لوگوں کی تبدیل آب وہوا کے مقامات میں سے شہر ذی جبلہ معتقل اور تعکر تھا اور یہ لشکریوں کے تبدیلی آب وہوا کے مقامات تھے بادشاہ کا ایوان حکومت ہمدان میں تھا اور وصولہ سے زیادہ مضبوط قلعہ تھا۔

قلعہ منہاب: منہاب ایک قلعہ صنعاء کے قلعوں میں سے جبال میں واقع ہے جس پر بنو زریع نے قبضہ کیا تھا ان میں سے فضل بن علی راضی بن داعی محمد بن سبا بن زریع نامور حکمران گزرا ہے۔صاحب الجزیرہ بالسلطان اس کا لقب تھا قلعہ منہاب اس کے مقبوضات میں سے تھا اور ۵۸۶ھ میں بقید حیات تھا اس کے بعد اس کا بھائی اغر ابوعلی حکمران ہوا۔

جبل الذبحرہ: جبل الذبحرہ صنعاء کے قریب ایک مقام کا نام ہے جسے جعفر مولی بنی زیاد سلطان یمن نے آباد کیا تھا یہ بھی جعفر کی تبدیلی ہوا کا مقام تھا اسی مناسبت سے اس کی جانب منسوب ہوا۔

عدن لاعہ: عدن لاعہ یمن کا پہلا مقام ہے جہاں پر کہ سب سے پہلے دعوت شیعہ کا اظہار ہوا تھا یہ مقام وبحر کی جانب واقع ہے یہیں سے محمد بن مفضل داعی کا ظہور ہوا۔اسی شہر سے ابوعبداللہ شیعی صاحب دعوت شیعہ مغرب کی طرف روانہ ہوا تھا یہیں پر علی صلیحی نے زمانہ طفلی میں تعلیم پائی تھی محمد بن مفضل عہد حکومت ابوالجیش بن زیاد اور اسعد بن یعفر میں یہاں کا داعی تھا۔

بیجان کو عمارہ نے مخالیف جیلیہ میں ذکر کیا ہے نستوان بن سعید قحطانی نے اس پر حکمرانی کی تھی۔

قلعہ تعمر: تعمر ان پہاڑی قلعوں میں سے ایک مستحکم قلعہ ہے جو کہ بالائے تہامہ واقع ہیں یہ قلعہ ہمیشہ ملوک اور سلاطین کے محفوظ قلعہ ہونے کی عزت رکھتا تھا یہ ان دنوں بنی رسوں کا دارالحکومت ہے اور بڑے شہروں میں شمار کیا جاتا ہے۔اس میں ملوک یمن سے منصور بن مفضل ابی البرکات اور بنو مظفر نامور حکمران گزرے ہیں اس قلعہ پر اور دوسرے قلعوں پر اس کا بیٹا منصور وراثتاً قابض ہوا پھر اسے اور دیگر قلعوں کو یکے بعد دیگرے داعی بن مظفر اور داعی ذریعی کے ہاتھ فروخت کرنا شروع کیا حتیٰ کہ اس کے قبضہ میں صرف قلعہ تعمر رہ گیا اسے ابن مہدی نے اس سے چھین لیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قلعہ معقل اشیخ: معقل اشیخ پہاڑی قلعوں میں سے ایک مشہور اور مضبوط ترین قلعہ ہے اسی قلعہ میں بنی مظفر صلیحی کا خزانہ رہتا تھا۔ زمانہ حکومت مکرم والیٔ ذی جبلہ سے جو کہ ان کا ابن عم تھا اس قلعہ پر ان کا قبضہ ہوا تھا اور مستنصر نے دعوت خلافت علویہ کا اسے منتظم مقرر کیا تھا ۴۸۶ھ میں اس نے وفات پائی اس کا بیٹا علی، معقل اشیخ پر غالب ہو گیا مفضل کو اس کی سرکشی نے مجبور اور لاچار کر دیا تب مفضل نے حیلہ و مکر اس کے قتل کی فکر کی چنانچہ زہر دے کر اسے مار ڈالا اس وقت بنی مظفر کے مقبوضہ قلعوں پر بنی ابوالبرکات کا قبضہ ہو گیا اس کے بعد مفضل بھی مر گیا اس کا بیٹا منصور حکمران ہوا چند دن بعد اسے اس کے باپ کے مقبوضات پر کامل طور سے استقلال و استحکام حاصل ہو گیا اس وقت اس نے تمام قلعوں کو فروخت کرنا شروع کر دیا۔ ذی جبلہ کو داعی زریعی والیٔ عدن کے ہاتھ ایک لاکھ دینار کے عوض فروخت کیا قلعہ ضیر کو بھی اس کے ہاتھ فروخت کیا فروخت کرنے سے قبل اس نے اپنی بیوی سے اس قلعہ کے فروخت نہ کرنے کی طلاق کی قسم کھائی لیکن پھر اس قلعہ کو اپنے پاس نہ رکھ سکا اس وجہ سے اسے اپنی بیوی کو طلاق دینا پڑا۔ زریعی نے طلاق کے بعد اس سے عقد کر لیا۔ اس نے بڑی عمر پائی۔ بیس برس کی عمر میں تخمر ان ہوا اور اسی برس تک حکمرانی کرتا رہا اس قلعہ کو علی بن مہدی نے اس سے چھین لیا۔

صوبہ صعدہ: صعدہ کی مملکت صنعاء سے ملی ہوئی ہے اور وہ اس کے شرق میں واقع ہے اس مملکت میں تین صوبے ہیں صوبہ صعدہ، جبل قطابہ اور قلعہ تلا۔ ان کے علاوہ اور بھی قلعے ہیں جو کہ بنی رسی کے نام سے معروف ہیں ان کے حالات اوپر بیان کئے گئے حسن تلاہی میں موطی کا ظہور ہوا تھا جس نے قبضہ کے بعد بنو سلیمان زیدیہ کی امامت کا بنی رضا کے لئے پھر اعادہ کیا اور جبل قطابہ میں جا کر پناہ گزیں ہوا اس کے بعد ۶۴۵ھ میں ان لوگوں نے احمد موطی کے ہاتھ پر بیعت کی یہ شخص فقیہ اور عابد تھا نور الدین بن رسول نے اسی قلعہ میں اس کا محاصرہ کیا تھا ابن رسول نے ۶۴۵ھ میں انتقال کر گیا اور اس کا بیٹا مظفر قلعہ ذمولا کے محاصرہ میں مشغول ہو گیا اس سے موطی کو موقع مل گیا اس قلعہ پر اور شہر یمن کے اور دوسرے قلعوں پر قابض ہو گیا۔ پھر فوجیں آراستہ کر کے صعدہ پر فوج کشی کر دی سلیمانیوں نے اطاعت قبول کی اس وقت ان کا امام اور سردار احمد متوکل تھا جیسا کہ اخبار بنی رسی میں تحریر کیا گیا باقی رہا جبل قطابہ وہ ایک بلند قلعہ ہے جو کہ صعدہ کے قریب واقع ہے۔

حران کا علاقہ: حران بلاد ہمدان کا ایک حصہ ہے اور حران ہمدان قبیلے کی ایک شاخ ہے جن میں سے صلیحی تھا اور وہ قلعہ مساروہی ہے جہاں کہ صلیحی کا ظہور ہوا تھا اور ملک حران میں شمار کیا جاتا ہے۔ بیہقی کہتا ہے کہ ان کا مسکن جبال کے شرقی جانب میں ہے اور یہ لوگ شروع زمانہ اسلام میں متفرق اور منتشر ہو گئے۔ سوائے یمن کے اور کہیں ان کا کوئی قبیلہ اور فرقہ باقی نہ رہا۔ ان کا یمن کے بڑے قبیلوں میں شمار تھا انہی لوگوں کی پشت پناہی سے موطی کا دم خم تھا ان لوگوں نے تقریباً تمام پہاڑوں قلعوں پر قبضہ کر لیا تھا اس میں ان لوگوں میں بکیل اور حاشد ملک کے جدا جدا حصوں پر قابض ہیں بکیل اور حاشد دونوں جشم ابن حیوان بن وثوق بن ہمدان کے بیٹے ہیں ابن حزم نے لکھا ہے کہ بکیل اور حاشد ہی سے ہمدان کے قبائل جاری ہوئے انتہا اور ہمدان سے بنو زریع پیدا ہوئے جو کہ عدن اور کی حکومت کے مالک ہوئے انہی میں سے بنو ایام ہیں جو ہمدان کے قبائل میں داخل ہیں، انتہا پھر ہمدان سے بنو زریع کی سات شاخیں نکلیں اور یہ سب اس وقت اپنے ملک میں انتہائی درجے کے شیعہ ہیں اور ان لوگوں میں سے اکثر زیدیہ مذہب رکھتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلاد خولان: بلاد خولان کی نسبت بیہقی نے کہا ہے کہ یہ جبال یمن کے شرق میں ہمدان کے متصل واقع ہیں اور یہ وہی جذ اور تعکر وغیرہ قلعے ہیں۔ خولان ہمدان کے ساتھ یمن کے قبیلوں میں سب سے بڑے تھے ان کی بہت سے شاخیں ہیں جو کہ تمام بلاد اسلام میں ایک دوسرے سے علیحدہ ہو کر پھیل گئی ہیں اور ان میں سے کوئی شخص علاوہ یمن کے باقی نہ رہا۔

مخلاف بن اصبح: مخلاف بن اصبح دادسی سحوں اور ذواصبح کو کہتے ہیں مؤرخین اسے اصبح کی جانب منسوب کرتے ہیں اس کا ذکر حمیر تبابعہ کے انساب سے تحریر کیا گیا اور مخلان بحسب مخلاف بنی اصبح کے جوار میں واقع ہے۔

مخلاف بنی وائل: مخلاف بنی وائل کا شہر طویل مسافت پر واقع ہے اس کا حکمران اسد بن وائل تھا اور بنو وائل ذی الکلاع کی ایک شاخ ہے اور ذوالکلاع کا تعلق سبا سے ہے ان لوگوں نے اس بلاد پر حسن بن سلامہ کے بعد قبضہ کر لیا تھا حتیٰ کہ پھر ان لوگوں نے شاہی حکومت کی اطاعت قبول کی۔ پھر انہوں نے مخلاف ہدم پر شہر کدا اور وادی دوال پر شہر معقل کی تعمیر کرائی ۴۰۳ھ میں اس نے وفات پائی۔

بلاد کندہ: بلاد کندہ جبال یمن میں حضر موت اور جبال الرسل کے متصل واقع ہیں۔ اس میں ان کے بادشاہ تھے ان کا دارالسلطنت درمون میں تھا امراء القیس نے اس کا تذکرہ اپنے شعر میں کیا ہے۔

بلاد مذحج: بلاد مذحج میں عنس، زبید اور مراد جو کہ مذحج سے ہیں رہتے ہیں اور عنس کا ایک گروہ افریقہ میں وہاں کے بادیہ نشینوں اور خانہ بدوشوں کے ساتھ رہتا ہے اور حجاز میں زبید سے بنو حرب مکہ اور مدینہ کے درمیان رہتے ہیں اور بنو زبید کے جو لوگ شام اور جزیرہ میں ہیں وہ لوگ قبیلہ طے سے ہیں ان لوگوں سے ان کا نسباً کوئی تعلق نہیں ہے۔

بلاد بنو نہد: بلاد بنی نہد سردات اور تبالہ کے وسط میں واقع ہے اور سردات تہامہ و جبال اور نجد یمن اور حجاز کے درمیان ہے اور بنو نہد قفاعہ سے ہیں انہوں نے یمن میں خشم کے جواز میں سکونت اختیار کی تھی یہ لوگ وحشیوں اور چوپاؤں کی طرح ہیں عوام الناس انہیں سرد کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ ان لوگوں کا اکثر حصہ حیلہ اور خثعم کی آمیزش سے پیدا ہوا ہے۔ انہی کے بلاد سے تبالہ بھی ہے۔ جہاں پر نہیر وائل کی ایک قوم رہتی ہے وہاں پر ان کا بڑا رعب و داب ہے۔ یہ وہی شخص ہے جس کا والی حجاج مقرر ہوا تھا پھر اس نے اس کی حکومت کو حقیر تصور کر کے چھوڑ دیا تھا۔

بلاد مضافہ یمن: اس کا اول یمامہ ہے۔ بیہقی نے کہا ہے کہ وہ جو کہ کسی دوسرے شہر سے تعلق نہیں رکھتا اور تحقیق یہ ہے کہ یمامہ سرزمین حجاز میں داخل ہے جیسا کہ نجران یمن کے مضافات میں سے ہے۔ ابن جوقل نے ایسا ہی کہا ہے مملکت کے لحاظ سے یمامہ نجران سے پست درجہ پر ہے اس کی سرزمین چونکہ حجاز اور بحرین کے درمیان واقع ہے عروض کہتے ہیں اس کے مشرقی جانب بحرین ہے اور جانب مغرب اطراف یمن اور حجاز اور جنوب میں نجران اور شمال کی طرف نجد حجاز ہے۔ اس کے اطراف میں بیس منزلیں ہیں اور وہ مکہ سے چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے اس کا دارالحکومت حجر (بالفتح) تھا۔

پہلے شہر یمامہ کو ملوک بنو حنیفہ کے مرکز حکومت ہونے کا اعزاز حاصل تھا اس کے بعد بنو حنیفہ نے حجر کو یہ عزت دی۔ دونوں میں ایک شبانہ روز کی مسافت کا فاصلہ ہے یمامہ کے باہر بنو یربوع یمتی اور بنی اجل کے قبائل آباد ہیں۔ بکری نے کہا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ اس کا نام جو ہے اور رزقاء کے نام سے یمامہ موسوم ہوا متبع آخر اس نے اسے اس لام سے موسوم کیا تھا اور یہ مع مکہ معظمہ کے اقلیم ثانی میں ہے اور ان دونوں کا خط استقارط سے بعد اس کی منزلوں میں سے ایک منزل توضیح قرار ہے۔

طبری نے لکھا ہے کہ رمل عالج یمامہ میں داخل ہے اور شحر سرزمین وباء سے ہے۔ یمامہ اور طائف پر بنی مزان بن یعفر اور سکسک کا قبضہ تھا پہلے طسم اور جدیس نے انہیں ان شہروں میں مغلوب کر لیا تھا پھر بنو مزان پر غالب ہو گئے تھے اور یمامہ طسم اور جدیس کے مالک بن بیٹھے اور آخر ملوک بنی [2] پھر جدیس کو غلبہ و استقلال حاصل ہوا انہی میں سے یمامہ ہے جن کے نام سے جو شہر موسوم ہوا ان کے حالات معروف و مشہور ہیں۔ اس کے بعد یمامہ پر طسم و جدیس کے بنو حنیفہ کو قبضہ حاصل ہوا انہی میں سے ہودہ بن علی بادشاہ یمامہ تھا۔ کہا جاتا ہے کہ ہود بن علی بادشاہ یمامہ عہد نبوت میں تھا گرفتار ہو کر آیا تھا دائرہ اسلام میں داخل ہوا تھا۔ رون (مرتد ہونے) کے زمانہ میں اسلام پر ثابت قدم رہا تھا انہی میں سے سلیمہ تھا اس کے حالات و واقعات معروف و مشہور ہیں ابن سعید نے روایت کی ہے کہ میں نے عرب بحرین اور بعض مذحج سے دریافت کیا تھا کہ ان دنوں یمامہ کس کے قبضہ میں ہے انہوں نے جواب دیا عرب قیس غیلاں کے قبضہ میں ہے۔ بنو خلیفہ کا وہاں پر کوئی شخص باقی نہیں ہے۔

بلاد حضر موت: کی نسبت ابن حرقل نے لکھا ہے کہ یہ عدن کے شرق میں دریا کے قریب واقع ہے اس کا شہر چھوٹا ہے مگر اس کا صوبہ وسیع و عریض ہے۔ اس کے اور عمان کے درمیان میں دوسری جانب سے بہت بڑا ریگستان ہے جو احقاف کے نام سے معروف ہے یہ قوم ہود کے رہنے کا مقام تھا یہاں پر ہود علیہ السلام کی قبر ہے۔

کوہ بشام: اس کے وسط میں کوہ بشام ہے اور یہ ملک اقلیم اول میں ہے اس کے بعد خط استواء سے بارہ درجہ پر ہے۔ اس کا شمار ملک یمن میں ہے ملک میں سرسبزی' شادابی' نخلستان اور اشجار اور کھیتیاں ہیں۔ اکثر اہالیان حضرت علیؓ و فاطمہؓ کے احکام کے پابند ہیں اور بعض لوگ علی سے حکم مقرر کرنے کی وجہ سے بغض رکھتے ہیں۔ اس وقت وہاں کے بڑے شہروں میں سے قلعہ بشام ہے جہاں پر کہ بادشاہ کے سپہ سواروں کا قیام رہتا ہے قوم عاد کے قبضہ میں اس ملک کے علاوہ شجر اور عمان بھی تھا۔ پھر ان پر بنو یعرب بن قحطان غالب ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کہ جس نے عاد کو جزیرۃ العرب کا پتہ بتایا تھا وہ رقیم بن ارم تھا یہ شخص بنو ہود کے ساتھ یہاں آیا تھا پھر لوٹ کر عاد کے پاس گیا اور اسے اس کی رہنمائی کی اور اسکے پڑوس میں جانے کی ترغیب دی پس جب عاد اس ملک میں داخل ہوا تو جو لوگ یہاں پر تھے ان پر غالب ہو گیا پھر ان پر ان کے بعد بنو یعرب میں قحطان غالب ہو گئے اور تمام بلاد کے حاکم بن بیٹھے اس کا بیٹا حضر موت ان بلاد پر حکمرانی کرنے لگا۔

قلعہ عمان: چنانچہ شحر ممالک جزیرہ عرب میں سے اسی کے نام سے حجاز اور یمن کی طرح موسوم ہوا۔ پہلے یہ حضر موت اور عمان کا قلعہ تھا اور شحر جسے کہتے ہیں وہ اس کا ایک قصبہ تھا جس میں نہ تو کاشتکاری ہوتی تھی اور نہ کوئی نخلستان تھا۔ یہاں کے رہنے والوں کا مال و متاع اونٹ اور بکریوں پر منحصر تھا۔ عام خوراک ان کی گوشت اور دودھ تھی اور چھوٹی مچھلیاں بھی ان کی

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ پر کچھ نہیں لکھا ہے۔
[2] اصل کتاب میں یہاں جگہ خالی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوراک میں داخل تھیں۔ مویشیوں کا چرانا اوران کے دودھ اوراون سے اپنی گزراوقات کرنا ان کا کام تھا۔ ان بلاد کو بلاد مہرہ بھی کہا کرتے ہیں یہاں پر اہل مہریہ (اونٹ مہریہ) پیدا ہوتے ہیں اور کبھی سحر کو امان کے مضافات سے شمار کرتے ہیں حالانکہ وہ حضرموت سے متصل ہے کہا گیا ہے کہ اس کے متعلقات میں سے ہے ان شہروں میں لوبان کثرت سے پیدا ہوتا ہے اوراس کے ساحل پر عنبر شحری اور یہ شرق کی جانب سے اس سے متصل ہے اوراس کے غرب میں ساحل بحر ہند ہے جس پر عدن واقع ہے اوراس کے مشرقی جانب بلاد عمان اور جنوب سے بحر ہند مستطیلاً چلا گیا ہے اور شمال میں حضرموت ہے گویا یہ اس کا ساحل ہے یہ دونوں ایک ہی بادشاہ کے قبضہ میں رہا کرتے تھے اور وہ اقلیم اول میں ہے۔ حضرموت سے حرارت یہاں زیادہ ہے زمانہ قدم میں عاد کی حکومت یہاں تھی عاد کے بعد مہرہ نے جو کہ حضرت موت یا قضاعہ سے تھے سکونت اختیار کی اور وہ لوگ وحشیوں اور چوپایوں کی طرح ریگستان میں رہتے ہیں مذہباً خارجی ہیں اباضیہ کے عقائد کے پابند ہیں۔

بلاد شحر: سب سے پہلے قحطانیہ میں سے جس نے شحر میں سکونت اختیار کی وہ مالک بن حمیر تھا جو اپنے بھائی سے باغی ہو گیا تھا۔ مالک بن حمیر عملاق کا حکمران تھا اپنے بھائی سے مدتوں لڑتا رہا بالآخر مالک مر گیا اس کے بعد اس کا بیٹا قضاعہ بن مالک حکمران ہوا۔ سکسک ہمیشہ اس سے معرکہ آرا ہوئے رہے یہاں تک کہ انہوں نے اسے دبا لیا قضاعہ نے مجبوراً بلاد دغرہ کی حکومت پر اکتفا کیا اس کے بعد اس کا بیٹا اطاب پھر ملک بن الحاف یکے بعد دیگرے حکمران ہوئے یہ بلاد مہرہ سے عمان چلا آیا یہاں پر ان کی بہت بڑی حکومت تھی بیہقی نے کہا ہے کہ مہرہ بن عیدان بن الحاف بلاد قضاعہ کا مالک ہوا تھا اس سے اور اس کے چچا مالک بن الحاف والی عمان سے لڑائیاں ہوئیں بالآخر یہ ان پر غالب آیا۔ اس وقت ان کے بلاد کے سوا اور کسی مقام پر ان کا نام لیوا باقی نہیں رہا۔

مریاط اور صقان: بلاد شحر مریاط اور صقان مشہور شہروں میں سے ہیں۔ صقان ملوک تبابعہ کا دارالحکومت تھا اور مریاط ساحل شحر پر واقع ہے۔ مگر یہ دونوں شہر ویران وخراب ہو گئے احمد بن محمد بن محمود حمیری ملقب بہ ناخودہ بہت بڑا تاجر اور بے حد مالدار شخص تھا اسباب تجارت لے کر والی مریاط کے پاس جایا کرتا تھا رفتہ رفتہ ترقی کر کے عہدۂ وزارت تک پہنچ گیا پھر جب یہ مر گیا تو احمد ناخودہ اس کے مال متاع کا مالک ہوا اس نے اس شہر کو ویران کر دیا اور اس کے بعد ۶۱۹ھ میں صقان کو اجاڑ ڈالا اور ساحل پر ایک شہر صفا (بضم ضاد) آباد کیا اور اسے اپنے نام کی مناسبت سے احمد یہ کے نام سے موسوم کیا اور قدیم شہر کو ویران وخراب کر دیا کیونکہ وہ اس کی طبیعت کے موافق نہ تھا۔

نجران: نجران کی نسبت صاحب کماکم نے تحریر کیا ہے کہ یہ ایک خطہ سرزمین یمن سے جدا اور علیحدہ ہے مگر اور لوگوں کا بیان ہے کہ یہ خط سرزمین یمن میں داخل ہے بیہقی نے لکھا ہے کہ اس کی مسافت بیس منزل کی ہے شرق وشمال میں صنعا ہے اور دو طرف سے اسے حجاز گھیرے ہوئے ہے اس میں دو شہر آباد ہیں ایک نجران دوسرا جرش۔ یہ دونوں شہر ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں۔ دونوں شہروں کے باشندے عادتاً اور رواجاً باہم مشابہ ہیں یہاں کے رہنے والے جنگلیوں کی طرح ہیں۔ اسی میں نجران کا کعبہ تھا جو کعبہ یمن کی ہیئت پر تعمیر کیا گیا تھا عرب کا ایک گروہ اس کے حج کے لئے آتا تھا اور قربانیاں کرتا تھا اسے وہ لوگ دیر کے نام سے موسوم کرتے تھے اسی میں قس بن ساعدہ عبادت کیا کرتا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی ملک میں جرہم عرب قحطانیہ کا ایک گروہ آ کر مقیم ہوا ان پر حمیر غالب ہو گیا اور یہ سب بتابعہ کے گورنر اور ماتحت حکمران ہوئے۔ ان کا ہر بادشاہ افعی کے لقب سے ملقب ہوتا تھا انہی میں سے افعی نجران تھا اس کا نام فلمس بن عمرو بن ہمدان بن مالک بن شہاب بن زید بن وائل بن حمیر تھا یہ شخص کاہن تھا یہ وہی شخص ہے جو اولاد نزار کا جب کہ وہ اس کے پاس لڑتے جھگڑتے تھے حکم ہوا تھا یہ ملک بلقیس کی طرف سے نجران کا والی تھا ملکہ بلقیس نے اسے سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا تھا چنانچہ یہ ایمان لایا اور اس نے اپنی قوم میں یہودیت کو پھیلایا۔ اس نے بہت بڑی عمر پائی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بحرین اور مسلل دونوں اس کے قبضہ میں تھے' بیہقی نے کہا ہے کہ پھر نجران میں مذحج نے قیام اختیار کیا اور اس پر غالب ہو گئے' انہی میں سے حرث بنو کعب ہیں اور مؤرخین کا بیان ہے کہ جس وقت یمامہ سیل عرم سے ویران اور خراب ہو گیا تو یہاں کے رہنے والے نجران کی جانب چلے گئے مذحج سے اور ان سے لڑائیاں ہوئیں جس کی وجہ سے وہ لوگ منتشر ہو گئے۔

ابن حزم نے لکھا ہے کہ حرث بن کعب بن عبداللہ بن مالک بن نصر ازد نے بصلح و آشتی مذحج کے جوار میں سکونت اختیار کی تھی۔ کچھ عرصہ بعد ان لوگوں نے مذحج کو دبا لیا اور اس ملک کی عنان حکومت ان کے قبضہ میں چلی گئی۔ نجران میں عیسائیت قیمون کے ذریعہ داخل ہوئی تھی اس کے حالات کتب سیر میں مذکور اور معروف ہیں رفتہ رفتہ بنی حرث کی ریاست و حکومت بنی ریان تک پہنچ گئی تھی پھر بنی عبدالمدان حکومت و سلطنت کے مالک بن بیٹھے۔ انہی میں سے یزید زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تھا۔ خالد بن ولید کے ہاتھ پر ایمان لایا تھا اور اپنی قوم کے ساتھ بطور وفد رسالت مآب کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اس کا ابن عبدالمؤمن نے ذکر نہیں کیا یہ اس کی بھول ہے۔ اس کے بھائی کا بیٹا زیاد بن عبدالرحمن بن عبدالمدان سفاح کا ماموں نجران اور یمامہ کا گورنر تھا اس نے دو بیٹے محمد اور یحییٰ چھوڑے تھے' اتنے میں چوتھی صدی شروع ہو گئی اور عنان حکومت بنی ابوالجواد بن عبدالمدان کے قبضہ اقتدار میں چلی گئی اور وہی یہاں کے حکمران ہیں۔ ان میں اور فاطمین میں لڑائیاں ہوئی تھیں کبھی یہ انہیں مغلوب کر دیا کرتے تھے۔ ان کا سب سے پچھلا حکمران عبدالقیس تھا۔ جس کے ہاتھ سے علی بن مہدی نے نجران کو حاصل کیا ہے۔ عمارہ نے اس کا ذکر کیا ہے اور اس کی تعریف کی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۴۸

امارتِ موصل

دولت بنوحمدان

بنوتغلب: بنوتغلب بن وائل قبیلہ ربیعہ بن نزار کا ایک بہت بڑا بطن تھا۔ کثرت وتعداد کے لحاظ سے انہیں اوروں پر فوقیت تھی۔ جزیرہ دیار ربیعہ میں ان کا وطن تھا۔ زمانہ جاہلیت میں یہ مذہب نصرانیت کے پابند تھے قیصر کے ساتھ ان کے تعلقات تھے۔ غسان اور ہرقل کے ساتھ ہوکر مسلمانوں سے زمانہ فتوحات میں لڑے تھے پھر ہرقل کے ساتھ بلاد روم کی طرف کوچ کر کے چلے گئے تھے۔ چند روز بعد پھر اپنے بلاد کی طرف واپس آ گئے تھے۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ان پر جزیہ قائم کیا تھا۔ ان لوگوں نے گزارش کی تھی ''اے امیر المؤمنین ہم لوگوں کو جزیہ کے نام سے عرب میں ذلیل نہ فرمایئے بلکہ اسے دوچند کر کے صدقہ کے نام سے موسوم فرما دیجئے''۔ چنانچہ آپ نے یہ درخواست منظور فرمالی۔ ان دنوں ان کا سپہ سالار حنظلہ بن ہریر بنو مالک بن بکری حبیب بن عمر غنم بن تغلب سے تھا۔ ان کے گروہ سے عمرو بن بسطام حکومت بنی امیہ کے زمانہ میں والی سندھ تھا۔ پھر ان میں سے اس کے بعد سے زمانہ اسلام میں تین خاندان سریر آوردہ ہوئے آلِ عمرؓ بن الخطاب عدوی' آل ہارون مغمر' آل حمدان بن حمدون بن حارث بن لقمان بن اسد ابن حزم نے کتاب الجمہرہ میں ان تینوں خاندان کو بطون بنو تغلب میں ذکر نہیں کیا اسی کتاب کے اسی مقام کے حاشیہ پر میں نے ان تینوں خاندانوں کو لکھا ہوا پایا ہے۔ قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مضمون کتاب میں الحاق کیا گیا ہے۔

بنی حمدان: اس نے بنی حمدان کے ذکر میں لکھا ہے کہ یہ لوگ بنواسد کے موالی (خدام) میں تھے پھر آخر حاشیہ میں لکھا ہے کہ یہ بخط مصنف یعنی ابن حزم لکھا ہے اور جب جزیرہ میں مذہب خارجیت ابن مروان بن حکم کے زمانہ حکومت میں پھیلا تو ان کی جماعت تتر بتر ہوگئی اور اس دعوت کا نام ونشان محو کر دیا گیا۔ اس کے تھوڑے دن بعد جزیرہ میں پھر اس دعوت کا اثر ظاہر ہوا چنانچہ قتل متوکل کے بعد جو فتنوں کا زمانہ تھا۔ مساور بجلی نے سرات سے خروج کیا اور اکثر صوبجات موصل پر قبضہ کر لیا اور حدیثہ کو اپنا دار ہجرت بنایا ان دنوں موصل کی حکومت پر عقبہ بن محمد بن جعفر بن اشعث خزاعی تھا۔ یہ وہی شخص ہے جس کے دادا محمد کو خلیفہ منصور نے افریقہ کی گورنری عنایت کی تھی اس کے خلاف مساور نے خروج کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حمدون بن حرث: اس کے بعد موصل پر ایوب بن احمد بن عمرؓ بن الخطاب تغلبی ۲۵۲ھ میں مامور کیا گیا اس نے اپنی جانب سے اپنے بیٹے حسن کو بطور اپنے نائب کے اس صوبہ پر مقرر کیا اس نے اپنی قومی فوج کو مرتب کر کے مساور پر چڑھائی کر دی انہیں میں حمدون بن حرث بھی تھا ان لوگوں نے کمال مردانگی سے خوارج کو شکست دی اور ان کی جمعیت کو منتشر کر دیا۔ اس کے بعد خلافت مہتدی کے عہد میں عبداللہ بن سلیمان بن عمران ازدی کو اس صوبہ کی سند حکومت عطا ہوئی۔ خوارج نے اسے بھی نیچا دکھا دیا اور مساور موصل پر قبضہ کر کے حدیثہ کی جانب واپس ہوا۔ پھر اہل موصل نے معتمد کے عہد حکومت ۲۵۹ھ میں بغاوت کی اور اپنے گورنر ابن اساتکین ہیثم بن عبداللہ بن معتمد عدوی تغلبی کو نکال دیا۔

حمدان بن حمدون: تب معتمد نے اس کی جگہ اسحاق بن ایوب کو آل خطاب سے مقرر کیا حمدان بن حمدون اس کے رکاب میں تھا مدتوں یہ اس کا محاصرہ کیے رہا۔ اس کے بعد اسحاق بن کنداجق کا جھگڑا پیش آ گیا اور یہ خلیفہ معتمد سے باغی ہو گیا۔ اس کی مدافعت کی غرض سے علی بن داؤد والیٔ موصل، حمدان بن حمدون اور اسحاق بن ایوب جمع ہوئے مگر اسحاق بن کنداجق نے ان سب کو شکست دے دی۔ سب کے سب متفق ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اسحاق بن ایوب کا نصیبین تک اور پھر نصیبین سے آمد تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ اسحاق آمد پہنچا۔ عیسیٰ بن شیخ شیبانی اور اسحاق بن ایوب نے موسیٰ بن زرارہ والیٔ ازرن کو امداد کا پیام دیا موسیٰ نے ان دونوں کی امداد سے انکار کیا۔

حمدان کا موصل پر قبضہ: ان واقعات کے بعد خلیفہ معتمد نے ابن کنداجق کو موصل کی حکومت سپرد ۲۶۷ھ میں متعین فرمایا۔ اس نے جنگ کرنے کی غرض سے اسحاق بن ایوب، عیسیٰ بن شیخ، ابوالعزین بن زرارہ اور حمدان بن حمدون ربیعہ اور تغلب کو یکجا کر کے حملہ کیا ابن کنداجق نے ان سب کو شکست دی سب کے سب بھاگ کر آمد میں عیسیٰ بن شیخ کے پاس جا کر پناہ لی ابن کنداجق نے آمد پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا مدتوں باہم لڑائیاں ہوتی رہیں۔ انہی واقعات کے اثناء میں جب کہ شاہی لشکر سے لڑائی چھڑ ہوئی تھی مساور خارجی ۲۶۳ھ میں مر گیا۔ اس کے مرنے پر خوارج نے متفق ہو کر ہارون بن عبداللہ بجلی کو اپنا امیر بنا لیا۔ اس نے خوارج کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لیتے ہی موصل پر قبضہ کر لیا اس کے متبعین کی جماعت بڑھ گئی پھر اسی کے ہمراہیوں میں سے محمد بن خروان نامی ایک شخص نے اس پر حملہ کیا اور موصل میں سب کو نیچا دکھایا حمدان بن حمدون یہ خبر پا کر اس کے پاس امداد حاصل کرنے کی غرض سے گیا اس نے اس کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور اس کے ہمراہ جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ چنانچہ ان کو پھر موصل پر قبضہ دلایا۔ پھر محمد حدیثہ چلا گیا اور اس کے ہمراہی اس سے علیحدہ ہو کر ہارون کے پاس چلے آئے۔ تب ہارون نے محمد کی جانب کوچ کیا اور اس پر حملہ کر کے اسے مار ڈالا۔ محمد کے مارے جانے کے بعد کرادجلالیہ اور اس کے ہمراہیوں کو جی کھول کر پامال کیا تمام گاؤں اور قصبات پر قبضہ کر لیا۔ اس کے عمال لوگوں سے زکوٰۃ اور عشر وصول کرتے تھے۔

ہارون الساری اور حمدان: اس کے بعد بنوشیبان نے ۲۷۶ھ میں فوجیں آراستہ کر کے ہارون پر فوج کشی کی۔ ہارون نے حمدان سے امداد کی درخواست کی مگر اس کے آنے سے پیشتر میدانِ جنگ سے شکست کھا کر بھاگ گیا ان واقعات کے تمام ہوتے ہوتے اسحاق بن کنداجق اور یوسف بن ابی الساج کے جھگڑے پیش آئے۔ یوسف بن ابی الساج نے ابن طولون

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے شاہی اقتدار کو تسلیم کر لیا اور جزیرہ و موصل پر قابض ہو گیا پھر جب یہ یہاں سے واپس ہوا۔ تو اسحاق بن کنداجق نے ان صوبوں پر قبضہ کر لیا اور اپنی جانب سے ہارون بن سیما کو ۲۷۹ھ اس کی سند حکومت عطا کی ان صوبوں کے رہنے والوں نے اس جدید گورنر کو نکال دیا جدید گورنر نے بنوشیبان سے کمک طلب کی چنانچہ بنوشیبان اس کے ساتھ کمک کی غرض سے موصل کی جانب آئے اہل جزیرہ و موصل نے یہ خبر پا کر خوارج اور بنوتغلب کو اپنا یار و مددگار بنا لیا۔ پس یہ لوگ بھی ہارون السماری اور حمدان کے ہمراہ لڑنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے دونوں فریقوں نے ایک میدان میں معرکہ آرائی کی کامیابی کا سہرا بنوشیبان کے سر پر باندھا گیا فریق ثانی کو شکست ہوئی اہل موصل نے ہارون بن سیما کے خوف سے دارالخلافت بغداد میں دوسرے گورنر کی تقرری کی درخواست کی۔ اس پر خلیفہ معتمد نے علی بن داؤد ازدی کو موصل کی سند حکومت عطا فرمائی۔

حمدان کی پسپائی و فرار: جب خلیفہ معتضد نے جزیرہ کے اصلاح و انتظام اور بنوشیبان کی اطاعت قبول کر لینے پر ان کے رہن دینے کو کوچ کیا تو اسے حمدان بن حمدون اور ہارون السماری کی محبت و موالاۃ کی خبر لگی اور ان واقعات سے وہ مطلع ہوا جو کہ بنوشیبان سے سرزد ہوئے تھے۔ اس نے حمدان پر حملہ کر دیا اور اس کو شکست دے دی۔ حمدان شکست کھا کے ماردین چلا گیا اور وہیں اپنے بیٹے حسین کو چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اتفاق سے وصیف اور نصر قسوری کا دیر زعفران کی طرف گزر ہوا جہاں پر کہ حسین بن حمدان ٹھہرا ہوا تھا ان لوگوں نے اس سے امن طلب کیا ان لوگوں نے امن دیا اور خلیفہ معتضد کی خدمت میں بھیج دیا۔ خلیفہ معتضد نے قلعہ کو منہدم کر ڈالنے کا حکم صادر فرمایا۔ اس کے بعد وصیف اور حمدان سے مڈبھیڑ ہوئی۔ حمدان نے وصیف کو شکست دے کر غربی ساحل کی طرف دریا عبور کیا اور پھر مسلح ہو کر شاہی فوج کی جانب بڑھا۔

حمدان کی اسیری: اس واقعہ سے قبل اسحاق بن ایوب تغلبی نے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی تھی اور شاہی مرکب کے ہمراہ موجود تھا حمدان کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر لگ گئی اسحاق کے خیمہ میں پہنچ کر اس کے قدموں میں اپنے آپ کو ڈال دیا۔ اسحاق نے اسے خلیفہ معتضد کے دربار میں لے جا کر پیش کر دیا۔ خلیفہ معتضد نے اسے قید کر دیا اس کے بعد نصر قسوری ہارون کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ خوارج کو شکست دی ہارون بھاگ کر آذربائیجان پہنچا اور جنگل و بیابان میں گھس گیا۔ باقی ماندگان نے معتضد سے امن کی درخواست کی اور علم حکومت کے مطیع ہو گئے۔

ہارون السماری کی گرفتاری: اس کے بعد ۲۸۳ھ میں خلیفہ معتضد نے ہارون کی جستجو اور گرفتاری کے لئے کوچ کیا وصیف اور حسین بن حمدان بن بکرین کو اپنی فوج ظفر موج کے مقدمہ پر مامور کر کے بڑھنے کا حکم دیا اور اس سے یہ اقرار لیا کہ ہارون کو دربار خلافت میں لا کر حاضر کرو گے تو میں تمہارے باپ حمدان کو قید سے رہا کروں گا۔ انہوں نے ہارون کا تعاقب کیا اور انتہائی محنت و جانفشانی سے اسے گرفتار کر کے دربار خلافت میں لا کر حاضر کر دیا۔ خلیفہ معتضد نے اسے اور اس کے بھائیوں کو خلعت دیئے۔ زرین طوق عنایت فرمائے اور حمدان کو حسب اقرار قید سے رہا فرما دیا۔ اس کے بعد اسحاق بن ایوب خدوی جو کہ دیار ربیعہ کا والی تھا مر گیا خلیفہ معتضد نے اس کی جگہ عبداللہ بن ہیثم بن عبداللہ بن معتمد کو متعین فرمایا۔

ابوالہیجا عبداللہ بن حمدان: جس وقت خلیفہ مکتفی تخت خلافت پر متمکن ہوا اس وقت ابوالہیجا عبداللہ بن حمدان کو موصل اور اس کے مضافات کی سند حکومت عطا ہوئی چونکہ اکراد ہزبانیہ نے اطراف موصل میں غارت گری کا بازار گرم کر رکھا تھا ان

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنوں ان کی سرداری محمد بن سلال نامی ایک شخص کر رہا تھا اس وجہ سے ابوالہیجا عبداللہ نے ان سے معرکہ آرائی کی اور ساحل شرقی کو عبور کر کے ان پر حملہ آور ہوا۔ مقام خازر میں بہت بڑی لڑائی ہوئی اس کا خادم سیما انہی لڑائیوں میں مارا گیا۔ لوٹ کر موصل آیا پھر خلیفہ مکتفی نے اس کی کمک پر فوجیں بھیجیں چنانچہ ۲۹۴ھ میں باغیان علم خلافت عباسیہ کے تعاقب میں دوبارہ روانہ ہوا۔ مقام آذربائیجان میں معرکہ آرائی کی نوبت آئی۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد محمد بن سلال اپنے اہل وعیال کے ساتھ میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ ابوالہیجا عبداللہ نے محمد بن سلال اور اس کے ہمراہیوں کا خون مباح کر دیا محمد بن سلال نے یہ خبر پا کر امن کی درخواست کی ابوالہیجا نے اسے امن دیا اور اسے اپنے ہمراہ لئے ہوئے موصل آیا۔ موصل میں پہنچنے پر تمام اکراد حمیدیہ امن کے خواستگار ہوئے اور علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی۔ اس واقعہ نے مخالفین کے دل ہلا دیئے اور ابوالہیجا عبداللہ کی حکومت میں استقلال اور استحکام کی کیفیت پیدا کر دی۔

حسین بن حمدان کو امان: ان واقعات کے بعد ۲۹۶ھ میں دربار خلافت میں خلیفہ کے معزول کرنے کے واقعہ پیش آیا۔ وزیر السلطنت عباس بن حسن مارا گیا خلیفہ مقتدر معزول کیا گیا اور عبداللہ بن معتز کی خلافت کی چند دنوں کے لئے بیعت لی گئی پھر خلیفہ مقتدر تخت خلافت پر دوبارہ متمکن کیا گیا جیسا کہ یہ سب واقعات حالات دولت عباسیہ میں بیان کئے گئے اس زمانہ میں حسین بن حمدان دیار ربیعہ پر مامور تھا اور ان لوگوں میں داخل تھا جو اس فتنہ وفساد کے بانی مبانی ہوئے تھے اور قاتلین وزیر کے ساتھ اس کے قتل میں شریک ہوا تھا۔ ہنگامہ فرو ہونے پر خلیفہ مقتدر نے اس کی گرفتاری پر قاسم بن سیما کو سپہ سالاروں کی ایک جماعت کے ساتھ متعین کیا مگر یہ لوگ حسین کو گرفتار نہ کر سکے۔ تب خلیفہ مقتدر نے ابوالہیجا عبداللہ گورنر موصل کو اس کی گرفتاری کے لئے لکھا ابوالہیجا قاسم کے ساتھ حسین کی گرفتاری کو روانہ ہوا تکریت کے قریب حسین سے مدبھیڑ ہوگئی حسین شکست کھا کر بھاگا اور خلافت مآب سے امن کا خواستگار ہوا خلافت مآب نے اسے امن دیا اور خوش نودی مزاج کا خلعت عطا فرما کر صوبجات قم وقاشان کی حکومت عنایت کی۔ کچھ روز بعد پھر اسے دیار ربیعہ کی حکومت پر بھیج دیا۔

حسین بن حمدان کی بغاوت: ۲۹۹ھ میں ابوالہیجا عبداللہ نے موصل میں علم بغاوت بلند کیا جس کا سلسلہ ۳۰۳ھ تک جاری رہا۔ اس وقت حسین بن حمدان دیار ربیعہ میں تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ وزیر السلطنت عیسیٰ نے حسین سے خراج کا مطالبہ کیا۔ حسین نے انکاری جواب دیا اس پر وزیر السلطنت نے حکم صادر کیا کہ اپنے تمام بلاد مقبوضہ کو شاہی عمال کے حوالہ کر دو حسین اس سے مطلع ہو کر باغی ہو گیا۔ وزیر السلطنت نے اس کی سرکوبی کی غرض سے فوجیں روانہ کیں۔ حسین نے انہیں شکست دی تب وزیر السلطنت نے موسیٰ عجلی کو لکھ بھیجا کہ عساکر علویہ کی جنگ سے فارغ ہو کر حسین سے معرکہ آرا ہو مونس عجلی اس وقت مصر میں علویہ فوجوں سے لڑ رہا تھا چنانچہ مونس نے ۳۰۳ھ میں حسین سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا حسین یہ خبر پا کر اپنے اہل وعیال کے ساتھ آرمینیہ کی جانب بھاگ گیا اور اپنے مقبوضہ بلاد کو یوں ہی چھوڑ گیا مونس نے اس کے تعاقب میں فوجیں روانہ کیں اس لشکر نے حسین کو جا کر گھیر لیا بہت بڑی لڑائی ہوئی وہ اور اس کا بھائی اور اس کے تمام اہل و عیال اور ہمراہی گرفتار کر لئے گئے مونس ان لوگوں کے ساتھ بغداد واپس آیا خلیفہ مقتدر نے اسے جیل میں ڈال دیا۔

حسین بن حمدان کا قتل: اسی تاریخ میں خلافت مآب نے ابوالہیجاء عبداللہ اور تمام بنو حمدان کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا تھا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد ۳۰۵ھ میں خلافت مآب نے ابوالہیجاء کو رہا کر دیا اور ۳۰۳ھ میں حسین کو بارحیات سے سبکدوش کر دیا ۳۰۷ھ میں ابراہیم بن حمدان کو دیار ربیعہ کی حکومت عنایت کی اور اسکی جگہ داؤد بن حمدان کو مامور کیا۔

ابوالہیجاء کی امارت موصل پر تقرری: ۳۱۴ھ میں خلیفہ مقتدر نے ابوالہیجاء عبداللہ بن حمدان کو دوبارہ گورنری موصل سے سرفراز فرمایا۔ ابوالہیجاء نے اپنی جانب سے اپنے بیٹے ناصرالدولہ حسن کو حکومت موصل پر روانہ کیا اور خود بغداد میں ٹھہرا رہا اس کے بعد ابوالہیجاء کو یہ خبر لگی کہ عرب اور اکراد اطراف موصل اور صوبہ خراسان کے گردونواح میں ہنگامہ فساد برپا کئے ہوئے ہیں۔ اس پر ابوالہیجاء نے اپنے بیٹے ناصرالدولہ کو ان لوگوں کی سرکوبی کے لئے لکھ بھیجا چنانچہ ناصرالدولہ نے عرب پر جزیرہ میں فوج کشی کی اور خوب خوب ان کی گوشمالی کی پھر اپنی فوج مظفر موج کے ساتھ تکریت کی جانب آیا اور فوجوں کو از سرنو آراستہ کر کے شہرزور کی طرف روانہ ہوا اکراد جلالیہ پر متعدد حملے کئے حتی کہ ان سرکشوں نے گردن اطاعت جھکا دی۔

ابوالہیجا کا قتل: ان واقعات کے بعد ۳۱۷ھ میں خلیفہ مقتدر اپنے بھائی قاہر کی وجہ سے معزول کیا گیا مگر دوسرے دن دوبارہ تخت خلافت پر متمکن ہو گیا۔ قاہر کا اس کے قصر میں محاصرہ کر لیا گیا قاہر نے ابوالہیجاء کے دامن میں پناہ لی ان دنوں ابوالہیجا قاہر ہی کے پاس تھا اور ایک مدت دراز تک قاہر کی جانبری کی فکر میں وہیں ٹھہرا رہا لیکن کامیاب نہ ہوا اور عوام الناس قاہر سے بگڑ گئے ابوالہیجا مجلسرا سے قاہر کو لگانے بجھانے والوں کی جستجو کرنے کے لئے نکلا۔ ایک گروہ نے اس کا تعاقب کیا اور مناسب مقام پر پہنچا کر حملہ کر کے مار ڈالا یہ واقعہ نصف محرم سنہ مذکور کا ہے۔ خلیفہ مقتدر نے اپنے خادم تحریر کو حکومت پر مامور کیا۔

ابوالعلاء سعید بن حمدان کا قتل: ۳۲۳ھ میں ابوالعلاء سعید بن حمدان نے موصل، دیار ربیعہ اور ان بلاد کی جو ناصر الدولہ کے قبضہ میں تھے گورنری کی درخواست کی چنانچہ خلیفہ راضی نے اسے سند حکومت عطا فرمائی۔ ابوالعلاء نے سامان سفر درست کر کے موصل کی جانب کوچ کیا ناصرالدولہ یہ خبر پا کر اس سے ملنے کے لئے نکلا۔ ابوالعلاء دوسری راہ سے ناصرالدولہ کے مکان پر جا کر بیٹھ گیا اور قابض ہو گیا۔ ناصرالدولہ نے یہ سن کر اپنے غلاموں میں سے چند لوگوں کو ابوالعلاء کے قتل کرنے کو بھیج دیا چنانچہ ان لوگوں نے ابوالعلاء کو قتل کر ڈالا۔

ناصرالدولہ بن حمدان: خلیفہ راضی کو اس سے بے حد ناراضی پیدا ہوئی اپنے وزیرالسلطنت ابن مقلہ کو موصل کی طرف روانہ ہونے کا اشارہ کیا وزیرالسلطنت نے سامان جنگ اور سفر درست کر کے موصل کا راستہ لیا ناصرالدولہ نے مطلع ہو کر موصل چھوڑ دیا وزیرالسلطنت ناصرالدولہ کا کوہ سن تک تعاقب کرتا چلا گیا مگر کامیاب نہ ہوا اور موصل میں قیام کر دیا ابن حمدون کے بعض ہواخواہوں نے وزیرالسلطنت کے بیٹے کو دس ہزار دینار دے کر ملا لیا۔ اس نے ان لوگوں کے کہنے سے اپنے باپ کو ایسے چند امور لکھ بھیجے کہ جس سے وزیرالسلطنت گھبرا گیا اور موصل پر اراکین دولت میں سے جس پر اسے بھروسہ و اطمینان تھا اسے مامور کر کے نصف شوال سنہ مذکور میں بغداد کی جانب واپس ہوا جوں ہی وزیرالسلطنت نے بغداد کا رخ کیا ناصرالدولہ موصل میں پھر واپس آیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ موصل پر قبضہ کے بعد راضی کی خدمت میں عفو تقصیر کی درخواست بھیجی اور ادائے خراج کی ضمانت دی خلافت مآب نے اس کی درخواست منظور فرمائی اور وہ اپنے مقبوضہ ملک میں بدستور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکمران بنا رہا۔

ناصر الدولہ کی شکست ۳۲۲ھ میں ناصر الدولہ نے دارالخلافت بغداد میں موصل کا خراج بھیجنے میں تاخیر کی خلیفہ راضی کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ فوجیں آراستہ کر کے تحکم کے ساتھ جو اس کی سلطنت کا منتظم تھا موصل کی جانب روانہ ہوا آگے بڑھ کر خود موصل کی جانب چلا اور تحکم کو تکریت کی طرف بڑھنے کا اشارہ کیا۔ ناصر الدولہ یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا لیکن پہلے ہی حملے میں شکست کھا کر اپنے ہمراہیوں کے ساتھ نصیبین کی طرف بھاگ کھڑا ہوا تحکم نے اس کا تعاقب کیا اور اسے گرفتار کر لیا۔ اس کی گرفتاری کے بعد تحکم نے خلیفہ راضی کی خدمت میں نامہ بشارت فتح روانہ کیا خلیفہ راضی کشتی پر سوار ہو کر موصل کی جانب چلا۔ ابن وائق نے جو کہ زمانہ غلبہ ابن بریدی سے بغداد میں روپوش تھا اس زمانہ غیر موجودگی کو غنیمت تصور کر کے اپنے مخفی مقام سے باہر نکل آیا اور بغداد پر قابض ہو گیا جاسوسوں نے راضی تک اس کی خبر پہنچا دی راضی بجائے موصل جانے کے دریا سے خشکی پر اتر پڑا اور بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ تحکم کو نصیبین سے بلا بھیجا۔

ناصر الدولہ کی اطاعت: ناصر الدولہ کو ابن روائق کے حالات سے آگاہی ہو گئی تھی اس بنا پر دربار ربیعہ کی حکومت دوبارہ ملنے کی درخواست کی اور پانچ لاکھ درہم ادا کرنے کا اقرار کیا۔ خلافت مآب نے فوراً یہ درخواست منظور فرمائی اور تحکم کے ساتھ بغداد کی جانب کوچ کیا اور قریب بغداد ابو جعفر محمد بن یحییٰ بن شیرین' ابن رائق کی طرف سے پیام صلح لے کر حاضر ہوا کہ مجھے دیار مضر یعنی حران' الرہا' رقہ اور ان کے علاوہ قنسرین اور سرحد کی سند حکومت عطا فرمائی جائے میں بغداد سے علیحدہ ہو جاؤں گے۔ خلافت مآب نے مصلحتاً یہ درخواست منظور فرمائی چنانچہ ابن رائق نے بغداد کو چھوڑ کر اپنے صوبہ کی جانب کوچ کیا اور خلیفہ راضی و تحکم بغداد میں داخل ہوئے اور ناصر الدولہ بن حمدان موصل کی طرف واپس ہوا۔

ابو بکر محمد بن رائق: ابن رائق نے دیار مضر اور سرحد پر پہنچ کر ملک شام کا قصد کیا اور دمشق کو اخشید کے قبضہ سے نکال کر رملہ کی طرف بڑھا اور اس پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد اخشید سے اور ابن رائق سے عریش مصر پر معرکہ آرائی ہوئی اخشید نے اس معرکہ میں اس کو شکست دی ابن رائق لوٹ کر دمشق آیا پھر دونوں میں اس امر پر مصالحت ہوئی کہ شام اور مصر کی سرحد رملہ مقرر کی جائے یہ واقعہ ۳۲۸ھ کا ہے پھر ۳۲۹ھ میں خلیفہ راضی رہگرار عالم آخرت ہوا اور خلیفہ متقی نے تخت خلافت پر قدم رکھا تحکم مارا گیا اور بریدی بغداد میں داخل ہوا تحکمی ترکوں نے بغداد سے نکل کر موصل کا راستہ لیا ان بھگوڑوں میں توزون اور حج حج بھی تھا۔ پھر یہ لوگ ابو بکر محمد بن رائق کے پاس چلے گئے اور اسے عراق کی ترغیب دی ان لوگوں کے بعد خلافت و امارت پر دیلمی ترک قابض ہو گئے اور ابوالحسن بریدی واسط سے بغداد چلا آیا چوبیس دن تک بغداد میں امیر الامراء کی حیثیت سے قیام پزیر رہا۔ اس کے بعد لشکریوں نے اس پر یورش کی اور اس کے خلاف شور شر برپا کر دیا۔ مجبوراً واسط لوٹ آیا کورتکین غالب و متصرف ہو گیا۔

ابوالحسن احمد کا بغداد پر قبضہ: پھر خلیفہ متقی کی رفاقت ترک کر کے ابن رائق کو طلبی کا خط لکھا چنانچہ ابن رائق دمشق سے ماہ رمضان ۳۲۹ھ میں بغداد کی جانب روانہ ہوا اور دمشق پر ابوالحسن احمد بن علی بن حمدان کو اپنا نائب متعین کیا اور یہ شرط لگائی کہ ایک لاکھ دینار اسے بغداد پہنچنے پر ادا کرے یہ وہ زمانہ تھا کہ کورتکین اور دیلمیہ امور سیاست پر قابض ہو رہے تھے۔ ابن

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رائق نے پہنچتے ہی کورتکین کو گرفتار کر کے محلسرائے خلافت میں قید کر دیا چند روز بعد لشکریوں نے اس پر بھی یورش کی ابوعبداللہ بریدی نے اس سے مطلع ہو کر اپنے بھائی ابوالحسن کو ایک بڑی فوج کی افسری کے ساتھ بغداد روانہ کیا۔ ابوالحسن اور اس کی فوج نے بغداد پر پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ خلیفہ متقی اور اس کا بیٹا ابوالمنصور بھاگ گیا۔ ابن رائق بھی ان دونوں سے جا ملا پھر سب نے متفق ہو کر موصل کا راستہ لیا۔

خلیفہ متقی کی روانگی موصل روانگی موصل سے پیشتر خلیفہ متقی نے حمدان سے بریدیوں کے مقابلہ پر امداد طلب کی تھی چنانچہ ابن حمدان نے اپنے بھائی علی بن عبداللہ بن حمدان کو ایک بڑی فوج کے ساتھ خلیفہ متقی کی کمک پر روانہ کیا مقام تکریت میں جب کہ خلیفہ متقی اور ابن رائق بغداد سے شکست اٹھائے اور بھاگے آ رہے تھے ملاقات ہوئی سیف الدولہ نے خلیفہ کی بے حد خدمت کی اور اس کے ساتھ ساتھ موصل کی طرف آیا دجلہ کے ساحل شرقی پر دونوں مقیم ہوئے ابن رائق اور امیر ابوالمنصور بھی ملنے کو دجلہ عبور کر کے آیا سیف الدولہ نے شاہزادہ کو دیکھ کر اشرفیاں بطور صدقہ لٹائیں۔ ادھر اُدھر کی باتیں کر کے شاہزادہ ابومنصور واپسی کے قصد سے گھوڑے پر سوار ہوا ابن رائق نے بھی سوار ہو کر روانہ ہونے کا ارادہ کیا ابن حمدان نے گفتگو کرنے کی غرض سے روکا ابن رائق نے معذرت کی۔

ابن رائق کا قتل اس پر ابن حمدان کو شبہ ہوا اپنے غلاموں کو اشارہ کر دیا انہوں نے لپک کر اس کا سر اتار لیا اس کے بعد ابن حمدان نے خلیفہ متقی کو اس واقعہ سے مطلع کیا خلیفہ متقی نے اسے طلب فرما کر خلعت عنایت کیا۔ ناصر الدولہ کا خطاب عطا فرمایا۔ امیر الامراء کے عہدہ سے ممتاز کیا اور اس کے بھائی ابوالحسن کو بھی سیف الدولہ کے لقب سے مخاطب فرمایا۔ ابن رائق کا واقعہ قتل ماہ رجب ۳۳۰ھ میں واقع ہوا تھا اور ناصر الدولہ کو گورنری اور سند حکومت غرہ شعبان میں مرحمت ہوئی تھی۔ ابن رائق کے مارے جانے کے بعد اخشید نے مصر سے دمشق کی جانب حرکت کی پہنچتے ہی ابن رائق کے گورنر سے اسے چھین لیا اور ناصر الدولہ نے خلیفہ متقی کے ساتھ بغداد کی جانب کوچ کیا۔

ابن طیاب اور ابن مقاتل کی جنگ جس وقت ابن رائق قتل کر ڈالا گیا ابوالحسن بریدی اس وقت بغداد میں حکومت کر رہا تھا لیکن تمام خواص و عوام سب کے دلوں میں اس کی طرف سے ناراضگی اور کشیدگی کا مادہ پیدا ہو رہا تھا حج جھاگ کر خلیفہ متقی کے پاس پہنچا۔ توزون اور اس کے ہمراہیوں کو موصل میں جمع کر کے خلیفہ متقی اور ناصر الدولہ کو بغداد پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی۔ سب کے سب اس کی امداد اور کمک پر آمادہ و تیار ہو گئے۔ دیار مضر یعنی الرہا، سمیساط اور رقہ کے خراج اور مالی محکمہ پر ابوالحسن علی بن خلف بن طیاب کو مقرر کیا۔ ابن رائق کی طرف سے ان بلاد پر ابوالحسن علی بن احمد بن مقاتل مامور تھا۔ ابن طیاب اور ابن مقاتل سے لڑائی ہوئی ابن مقاتل کو اس معرکہ میں شکست ہوئی اثناء جنگ میں مار ڈالا گیا اور جب خلیفہ متقی اور ناصر الدولہ کا مرکب ہمایوں دار الخلافت بغداد کے قریب پہنچا تو ابوالحسن بریدی ایک سو دس یوم کے بعد بغداد چھوڑ کر واسط کی جانب بھاگ گیا۔ خلیفہ متقی اپنے اعوان و انصار کے ساتھ دار الخلافت بغداد میں داخل ہوا بنو حمدان بھی اس کے رکاب میں تھے۔ توزون کو بغداد کے دونوں جانب کی افسری پولیس کا عہدہ عنایت ہوا یہ واقعہ سنہ مذکور کے ماہ شوال کا ہے۔

ابوالحسن بریدی اور سیف الدولہ کی جنگ اس کے بعد بنو حمدان نے ابوالحسن بریدی کے ارادے سے واسط کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانب کوچ کیا۔ ناصر الدولہ نے مداین میں پڑاؤ کیا اور اپنے بھائی سیف الدولہ کو بریدی سے جنگ کرنے کو بھیجا بریدی بھی یہ خبر پا کر واسط سے ان لوگوں سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہو چکا تھا نشینی مداین میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا شاہی لشکر کے ہمراہ توزون حج حج اور نامی ترک تھے پہلے تو ان کو شکست ہوئی اور یہ لوگ بھاگ کھڑے ہوئے ناصر الدولہ نے اس امر کا احساس کر کے مداین سے ان کی کمک کے لئے اپنے رکاب کی فوج بھیج دی۔ اس تازہ دم فوج کے آجانے سے شکست خوردہ لشکر کے پاؤں رک گئے اور انہوں نے مجموعی قوت سے بریدی کے لشکر پر حمل کیا۔ بریدی کا لشکر اس سخت حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔

ابوالحسن بریدی کا تعاقب: بریدی اپنے چند سرداروں کے ساتھ واسط کی طرف بھاگا ناصر الدولہ نصف ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور میں بغداد کی جانب واپس ہوا اس کے ساتھ بریدی کے ہمراہیوں کا ایک گروہ پابہ زنجیر آیا ہوا تھا سیف الدولہ میدان کارزار میں قیام پزیر رہا جب اس کے زخم بھر گئے اور تکان جاتا رہا تھا تب اس نے اپنی فوج کو از سر نو مرتب و مسلح کر کے واسط کی جانب کوچ کیا بریدی واسط چھوڑ کر بصرہ چلا گیا۔ سیف الدولہ نے واسط پر قبضہ کر لیا اور پھر انتظام شہر سے فارغ ہو کر بریدی کے تعاقب میں بصرہ کی جانب روانہ ہوا اپنے بھائی ناصر الدولہ سے مالی مدد طلب کی ناصر الدولہ نے کسی مصلحت کے لحاظ سے مدد نہ دی بظاہر وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس سے اور ترکوں سے بالعموم توزون اور حج سے بالخصوص ناچاقی تھی چند روز بعد ابوعبداللہ کوفی بہت سا مال لے کر ناصر الدولہ کی جانب سے ترکوں میں تقسیم کرنے کی غرض سے سیف الدولہ کے کیمپ میں آیا توزون اور حج نے روک ٹوک کی اور اس سے بہ ترش روئی پیش آنے کا ارادہ کیا۔ سیف الدولہ نے حکمت عملی سے ان دونوں کی نظروں سے ابوعبداللہ کو غائب کر دیا اور بحفاظت تمام اسے اپنے بھائی کے پاس واپس کر دیا اس کے بعد آخری ماہ شعبان میں ترکوں نے سیف الدولہ کے خلاف سرکشی کی۔ سیف الدولہ اپنے لشکر گاہ سے نکل کر بغداد چلا گیا۔ ترکوں نے لشکر گاہ کے بازار کو لوٹ لیا اور اس کے ہمراہیوں کے ایک گروہ کو مار ڈالا۔

سیف الدولہ کی موصل کو روانگی: ابوعبداللہ کوفی نے ناصر الدولہ کے پاس پہنچ کر اس کے بھائی سیف الدولہ کے حالات سے مطلع کیا ناصر الدولہ نے ترکوں کی خودسری سے مطلع ہو کر موصل کی جانب روانہ ہونے کا قصد کیا خلیفہ متقی یہ سن کر سوار ہو کر اس کے پاس آیا اور اسے چندے صبر کرنے کی ہدایت کی مگر جوں ہی خلیفہ متقی ناصر الدولہ کے پاس سے لوٹ کر قصر خلافت میں آیا۔ ناصر الدولہ نے اپنی امارت کے تیرہ مہینے بعد موصل کی جانب کوچ کیا۔ دیلمیوں اور ترکوں کو موقع مل گیا یورش کر کے اس کے مکان پر چڑھ آئے اور لوٹ لیا۔

سیف الدولہ کے روانہ ہونے کے بعد ترک اپنے کیمپ میں واپس ہوئے اور توزون کو اپنی امارت دی اور لشکر کی سرداری کا علم حج کو دیا۔

نصف ماہ رمضان میں سیف الدولہ اپنے بھائی ناصر الدولہ کی روانگی کے بعد دار السلطنت بغداد میں داخل ہوا پھر اسے توزون کی امارت کی خبر پہنچی اس کے بعد ترکوں میں نفاق پیدا ہو گیا زون نے حج کو گرفتار کر کے نیل کی سلائی اس کی آنکھوں میں پھروا دیں۔ سیف الدولہ بغداد سے روانہ ہو کر اپنے بھائی کے پاس موصل چلا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عدل تحکمی: عدل تحکم کا خاص خادم تھا مگر پھر ابن رائق کے رفیقوں میں داخل ہو کر اس کے ساتھ ساتھ موصل چلا گیا اور جب ابن رائق مارا گیا تو ناصر الدولہ کے حاشیہ نشینوں میں شامل ہو گیا۔ ناصر الدولہ نے اسے علی بن خلف طیاب کے ہمراہ دیار مضر روانہ کیا۔ چنانچہ علی بن خلف نے دیار مضر پر قبضہ کر لیا اور ابن رائق کے نائب کو جو کہ دیار مضر پر مامور تھا قتل کر ڈالا۔ رحبہ متعلقات دیار مضر پر ابن رائق کی طرف سے ایک شخص مسافر بن حسین نامی مامور تھا اس نے رحبہ پر قبضہ کر لیا اور خود سری کے ساتھ خراج وصول کر کے بیٹھ رہا۔ علی بن خلف نے اس کی سرکوبی پر عدل تحکمی کو مامور کیا عدل تحکمی نے مدبرانہ چالوں سے ان بلاد پر قبضہ کر لیا مسافر بھاگ گیا تحکمی ترک یہ خبر پا کر عدل کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔ ان لوگوں کے جمع ہو جانے سے عدل کی قوت بڑھ گئی طریق فرات اور خابور کے بعض حصہ پر قابض ہو گیا اس اثناء میں مسافر نے اپنی کچھ حالت درست کر لی اور بنی نمیر سے امداد حاصل کر کے قرقیسیا کی جانب چلا گیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ لیکن تھوڑے ہی دن بعد عدل نے پھر اس کے قبضہ سے اسے نکال لیا۔

عدل تحکمی کا خابور پر قبضہ: اس کے بعد عدل تحکمی نے خابور کے بقیہ حصہ پر قبضہ کر لینے کا قصد کیا اس کے خاندان والوں نے بنی نمیر سے امداد کی درخواست کی عدل نے چند روز تک ان کی امداد سے اعراض کیا حتیٰ کہ ہنگامہ فساد فرو ہو گیا تب عدل نے ایک روز سمصاب پر جو کہ خابور کا بہت بڑا مشہور مقام تھا شبخون مارنے کے ارادے سے کوچ کیا اہل سمصاب مقابلہ پر آئے عدل کے ہمراہیوں نے سرنگ کے ذریعہ سے شہر پناہ کی دیوار میں بہت بڑا سا روزن کر دیا جس سے عدل اپنے ہمراہیوں کے ساتھ شہر میں داخل ہو گیا اور قبضہ کر لیا اس کے بعد اور مقامات پر قابض ہو گیا چھ مہینے تک خابور میں ٹھہرا رہا خراج وصول کرتا رہا مالی اور فوجی قوت بڑھ گئی۔ حوصلے بھی بلند ہو گئے بنو حمدان کے مقبوضات پر قبضہ کرنے کا شوق چرایا۔

عدل تحکمی کی شکست و گرفتاری: چونکہ ان دنوں سیف الدولہ موصل اور بلاد جزیرہ میں موجود نہ تھا اس وجہ سے عدل نے پہلے نصیبین کے ارادے سے کوچ کیا تھا اور عران کی طرف یا نس موسیٰ کی موجودگی کے سبب نہ گیا کیونکہ وہ اپنی فوج اور بنی نمیر کے ایک گروہ کے ساتھ وہاں مقیم تھا عدل پہلے راس عین کی جانب گیا پھر راس عین سے نصیبین کی طرف روانہ ہوا رفتہ رفتہ عدل کی سرکشی کے حالات ابو عبداللہ حسین بن حمدان تک پہنچے فوجیں فراہم کر کے عدل کی طرف بڑھا دونوں حریفوں کا ایک کھلے میدان میں مقابلہ ہوا عدل کے اکثر ہمراہیوں نے حمدان سے امن حاصل کر لیا اور اس کے لشکر گاہ میں چلے آئے۔ عدل کے ہمراہ معدودے چند نفر باقی رہ گئے۔ ابن حمدان نے عدل کو اس کے بیٹے کے ساتھ گرفتار کر لیا اور اس کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں اور دونوں کو آخری شعبان ۳۳۱ھ میں بغداد روانہ کیا۔

خلیفہ متقی کی روانگی: جس وقت ناصر الدولہ اور سیف الدولہ خلیفہ متقی کی خدمت سے رخصت ہو کر بغداد سے واپس ہوئے تو زون واسط سے بغداد میں آ داخل ہوا اور حکومت و سلطنت پر قابض ہو گیا پھر بغداد سے واسط کی جانب چلا بصرہ پہنچا اور اس کے اور ابن بریدی کے درمیان اتحاد اور کمر بندی رشتہ قائم ہوا اس سے خلیفہ متقی کے خیالات میں تبدیلی واقع ہو گئی۔ تو زون کے بعض ہمراہیوں کو موقع مل گیا چنانچہ انہوں نے خلیفہ متقی اور وزیر السلطنت کے کان بھرنے شروع کر دیئے اور ان دونوں کو ابن بریدی اور تو زون کے مل جانے سے ڈرایا اتفاق سے انہی دنوں ابن شیرزاد بھی تو زون کے پاس چلا آیا تھا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توزون نے اسے واسط کی جانب روانہ کر دیا تھا۔ لگانے بجھانے والوں نے خلافت مآب سے ان سب واقعات کو بیان کیا اور ابن بریدی نے خلافت ماب کے ساتھ جو کچھ پہلے کیا تھا وہ سب یاد دلایا۔ خلافت مآب نے ابن حمدان کو ایک لشکر بھیجنے کو لکھ بھیجا تا کہ اس کے ہمراہ موصل کی جانب روانہ ہو۔ چنانچہ ابن حمدان نے اپنے ابن عم حسین بن سعید بن حمدان کے ایک ہمراہ ایک فوج روانہ کی ۳۳۲ھ میں یہ فوج بغداد پہنچی۔ خلیفہ متقی اپنے اہل وعیال اور عیان دولت کے ساتھ جس میں وزیر السلطنت ابن مقلہ بھی تھا اس فوج کے ہمراہ موصل کی جانب روانہ ہوا۔ کوچ وقیام کرتا ہوا تکریت تک پہنچا۔

معرکہ تکریت: اس مقام پر سیف الدولہ خلیفہ متقی سے ملنے کے لئے آیا۔ اس کے بعد ناصر الدولہ بھی آ پہنچا۔ ان دونوں امیروں کے ساتھ ساتھ متقی نے موصل کی جانب کوچ کیا جب یہ خبر توزون تک پہنچی تو وہ بھی تکریت کی طرف روانہ ہوا۔ تکریت کے قریب سیف الدولہ نے اس سے معرکہ آرائی کی۔ تین دن تک لڑائی قائم رہی آخر کار توزون نے اسے شکست دے کر اسے اور اس کو لوٹ لیا سیف الدولہ شکست کھا کر موصل کی جانب بھاگا اور توزون اس کے تعاقب میں تھا ناصر الدولہ اور خلیفہ متقی نے اپنی رکاب کی فوج کے ساتھ نصیبین کی طرف گیا۔ پھر نصیبین سے رقہ کی طرف گیا سیف الدولہ اسی مقام پر ان لوگوں سے آ ملا اور توزون نے موصل پر قبضہ کر لیا۔

خلیفہ متقی اور توزون کی مصالحت: اس کے بعد خلیفہ متقی نے ایک عتاب آموز خط توزون کے پاس بھیجا جس میں اس نے توزون پر ابن بریدی سے ملنے کی وجہ سے ناراضگی ظاہر کی تھی اور یہ تحریر کیا تھا کہ اگر اب بھی تم اس کی تلافی کرو تو مابدولت واقبال تم سے راضی ہو جائیں گے اور سیف الدولہ وناصر الدولہ سے مصالحت بھی کرا دی جائے گی توزون نے ان باتوں کو منظور کر لیا۔ صلح نامہ لکھا گیا۔ ناصر الدولہ نے تین برس تک چھ لاکھ تیس ہزار سالانہ ادا کرنے کے لئے اپنے مقبوضات کی ضمانت دی تکمیل صلح نامہ کے بعد توزون بغداد کی طرف واپس ہوا اور خلیفہ متقی رقہ میں مقیم رہا۔

محمد بن نیال کا قتل: کچھ روز بعد ادھر خلیفہ متقی کو ابن حمدان کی بے وفائی اور کج ادائی کا احساس ہوا ادھر سیف الدولہ کو یہ خبر لگی کہ محمد بن نیال ترجمان نے خلیفہ متقی کو سیف الدولہ کی جانب سے بدظن کر دیا ہے اور یہ وہی شخص تھا جس نے توزون اور خلیفہ متقی میں ناصافی پیدا کر دی۔ سیف الدولہ نے موقع پا کر محمد نیال کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔

ابوعبداللہ اخشید کی طلبی: خلیفہ متقی کو اس سے شک اور بدظنی پیدا ہوئی۔ توزون کو مصالحت کے لئے لکھا اور اخشید محمد بن طغج والی مصر کو طلبی کا فرمان روانہ کیا چنانچہ اخشید مصر سے خلیفہ متقی کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے روانہ ہوا رفتہ رفتہ حلب پہنچا حلب میں سیف الدولہ کی طرف سے ابن عم ابوعبداللہ سعید بن حمدان حکومت کر رہا تھا ابوعبداللہ اخشید کی آمد کی خبر پا کر ابن مقاتل کو جو دمشق میں ابن رائق کے ساتھ اپنا نائب مقرر کر کے کوچ کر گیا۔ جس وقت ابوعبداللہ اخشید حلب کے قریب پہنچا ابن مقاتل اس سے ملنے کے لئے آیا اخشید نے اس کی بے حد عزت کی بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا اور محکمہ خراج مصر پر اسے مامور کیا پھر حلب سے خلیفہ متقی کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے رقہ کی جانب روانہ ہوا نصف محرم ۳۳۳ھ میں خلافت مآب کی شرف حضوری حاصل کی خلیفہ متقی نے اس کی بے حد عزت افزائی کی اس نے آداب شاہی میں ضرورت سے زیادہ مبالغہ کیا۔ تحائف ہدایا پیش کئے وزیر السلطنت وارا کین دولت کو بھی تحفے دیئے اور یہ درخواست کی کہ خلافت مآب

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے ہمراہ مصر یا شام میں چل کر قیام فرما دیں۔ خلیفہ متقی نے انکاری جواب دیا اور اسے یہ ہدایت کی کہ تم کبھی بھول کر بغداد کا قصد نہ کرنا اور توزون کی طرف مائل نہ ہونا اخشید نے اس کی کچھ سماعت نہ کی پھر خلیفہ متقی نے وزیر السلطنت ابن مقلہ کو توزون کے رعب و داب سے ڈرایا اور یہ حکم دیا کہ اخشید کے ساتھ مصر جا کر اس کے تمام بلاد کی سند حکومت عطا کر وزیر السلطنت نے بھی اس حکم کی تعمیل نہ کی۔

خلیفہ متقی کی معزولی: اسی اثناء میں توزون کے قاصد پیام لے کر دربار خلافت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے یہ ظاہر کیا کہ توزون نے خلافت مآب اور وزیر السلطنت کے لئے حلف اٹھایا ہے خلیفہ متقی یہ سن کر فرط مسرت سے اچھل پڑا اور سامان سفر درست کر کے آخری محرم سنہ مذکور میں بغداد کی جانب کوچ کیا اور اخشید مصر کی جانب واپس ہوا جس وقت خلیفہ متقی مقام ہیت پہنچا توزون نے حاضر ہو کر زمین بوسی کی اور اس سے خلیفہ متقی کو یقین ہو گیا کہ توزون نے اپنے حلف کو پورا کیا اور اطاعت قبول کی۔ توزون نے خلافت مآب اور وزیر السلطنت کی نگرانی پر چند لوگوں کو مامور کیا مزید برآں خلیفہ کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں اور بغداد کی طرف لوٹ آیا اور خلیفہ مستکفی کی خلافت کی بیعت کی۔

ابوعبداللہ بن سعید: رقہ سے خلیفہ متقی کے روانہ ہونے کے بعد ناصر الدولہ نے اپنے ابن عم ابوعبداللہ بن سعید بن حمدان کو رقہ، طریق فرات، دیار مضر، قنسرین، جندعواصم اور حمص پر مامور کیا جس وقت ابوعبداللہ بن سعید رقہ کے قریب پہنچا اہل رقہ کو خود مختاری کی خواہش پیدا ہوئی۔ آمادہ بجنگ ہوئے ابوعبداللہ کامیابی کے ساتھ ان لوگوں کو زیر کر کے حلب کی جانب روانہ ہوا اور اس سے پیشتر ان بلاد پر اس کی طرف سے محمد بن علی بن مقاتل مامور تھا۔

سیف الدولہ کا حلب و حمص پر قبضہ: رقہ سے خلیفہ متقی کی روانگی اور شام کی جانب اخشید کی واپسی پر یانس مونسی تن تنہا حلب میں باقی رہ گیا۔ سیف الدولہ کو دست درازی کا موقع مل گیا فوراً فوجیں مرتب کر کے حلب کی طرف بڑھا اور یانس مونسی کے قبضے سے اسے نکال لیا اس کے بعد حمص کی جانب قدم بڑھایا فوراً اخشید کی مولیٰ سے مڈبھیڑ ہوئی سیف الدولہ نے اسے شکست دی کافور نے دمشق کی جانب کوچ کیا اہل دمشق نے اسے دمشق میں داخل نہ ہونے دیا اتنے میں مصر سے اخشید ملک شام آ گیا۔ اس وقت اس کی فوجی اور مالی حالت درست ہو گئی تھی۔ سیف الدولہ کا پتہ لگا کے اس کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ مقام قنسرین میں فریقین میں صف آرائی کی مگر اتفاق ایسا آیا کہ خود بخود لڑائی سے رک رہے، سیف الدولہ جزیرہ کی جانب واپس ہوا اور اخشید دمشق کی طرف، اس کے بعد سیف الدولہ نے حلب کی جانب کوچ کیا رومیوں کی فوجیں یہ خبر پا کر حلب کی سرحد پر آ گئیں سیف الدولہ سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آیا اور کمال مردانگی سے لڑ کر انہیں مار بھگایا۔

خلیفہ مستکفی اور ناصر الدولہ کے مابین مصالحت: ان واقعات کے بعد ناصر الدولہ بن حمدان کو ان حالات کی خبر لگی کہ توزون نے خلیفہ مستکفی کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں اور خلیفہ مستکفی کے ہاتھ پر خلافت و امارت کی بیعت کر لی ہے ناصر الدولہ نے خراج کا بھیجنا بند کر دیا توزون کے خدام یہ خبر پا کر ناصر الدولہ کے پاس چلے آئے۔ ناصر الدولہ نے ان لوگوں کو اپنی خدمت میں رکھ لیا اسی واقعہ نے گویا ان شرائط کا جو دربار خلافت بغداد اور ناصر الدولہ کے درمیان قرار پائے تھے خاتمہ کر دیا توزون اور خلیفہ مستکفی فوجیں آراستہ کر بقصد موصل روانہ ہوئے۔ ناصر الدولہ اور ان دونوں سے خط و

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتابت شروع ہوئی آخر الامر ۳۳۳ھ کے آخر میں شرائط صلح طے ہو گئے اور صلح نامہ مکمل اور مرتب ہو گیا خلیفہ مستکفی اور توزون بغداد کی جانب واپس ہوئے۔

خلیفہ مستکفی کی معزولی: اس واپسی کے بعد ہی توزون راہی ملک عدم ہوا اس کے بعد امور سلطنت کا انتظام ابن شیرزاد کرنے لگا اس نے واسط کی گورنری پر ایک سپہ سالار کو مقرر کیا اور تکریت کی حکومت پر ایک دوسرے سپہ سالار کو بھیجا جو سپہ سالار واسط کا گورنر ہو کر گیا تھا اس نے معز الدولہ بن بویہ کو دربار خلافت کے حالات لکھ بھیجے اور بغداد پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی معز الدولہ بغداد آیا اور حکومت و خلافت پر قابض ہو گیا۔ اسی نے خلیفہ مستکفی کو تخت خلافت سے اتارا تھا اور مطیع کی خلافت کی بیعت لی تھی۔ باقی رہا وہ سپہ سالار جو تکریت کا حکمران ہو کر گیا تھا وہ ناصر الدولہ کے پاس موصل چلا گیا اور اس کے رفقاء میں داخل ہو گیا ناصر الدولہ نے اسے اپنی جانب سے تکریت کی سند حکومت عطا کی۔

معرکہ عکبرا: جس وقت معز الدولہ بن بویہ نے دار الخلافت بغداد پر قابض ہو کر خلیفہ مستکفی کو معزول کیا ناصر الدولہ بن حمدان کو اس سے سخت ناراضگی پیدا ہوئی فوجیں آراستہ کر کے موصل سے عراق کی جانب روانہ ہوا معز الدولہ نے یہ خبر پا کر اپنے سپہ سالاروں کو ناصر الدولہ کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ دونوں فوجوں کا مقام عکبرا میں مقابلہ ہوا سخت اور خونریز جنگ کی بنیاد پڑی۔ معز الدولہ خلیفہ مطیع کے ساتھ عکبرا کی طرف روانہ ہوا اس وقت ابن شیرزاد بغداد میں تھا اور وہیں انتظام کی غرض سے مقیم رہا ان لوگوں کی روانگی کے بعد ناصر الدولہ سے جا ملا اور اس کی فوجوں کو داخل کر لیا چنانچہ ناصر الدولہ کی فوج نے غربی بغداد میں پڑاؤ کیا اور خود ناصر الدولہ مشرقی بغداد میں مقیم رہا چونکہ بغداد سے سلسلہ آمد و رفت منقطع ہو گیا تھا اس وجہ سے معز الدولہ اور خلیفہ مطیع کے لشکر گاہ میں گرانی شروع ہو گئی اور موصل سے رسد و غلہ جاری رہنے کی وجہ سے ناصر الدولہ کی فوج کو اس کا احساس تک نہ ہوا مزید برآں ابن شیرزاد نے یہ کیا کہ معز الدولہ اور دیلم سے اہل بغداد کے خلاف امداد طلب کی اس سے اور بھی معز الدولہ کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے ہو گئے اہواز کی جانب واپس چلے جانے کا قصد کیا مگر پھر کچھ سوچ کر اپنے ہمراہیوں کو بالائے دجلہ کی جانب جانے کا اشارہ کیا ناصر الدولہ کی فوج نے بڑھ کر ان کی مدافعت شروع کی تھوڑے سے آدمی ناصر الدولہ کی رکاب میں رہ گئے دلاوران دیلم کو موقع مل گیا قریب ترین مقام سے ناصر الدولہ کے سر پر آ پہنچے اور اس کو شکست دے دی۔

معز الدولہ کی موصل کو روانگی: معز الدولہ نے شرقی بغداد پر قبضہ کر لیا مطیع اپنے محلسرائے میں محرم ۳۳۵ھ میں پھر واپس آیا اور ناصر الدولہ عکبرا کی طرف لوٹ گیا۔ مصالحت کی گفتگو شروع کی توزوینہ کے ترکوں کو ناصر الدولہ کا یہ فعل ناگوار گزرا سب نے مشورہ کر کے اس کے قتل پر کمریں باندھ لیں ناصر الدولہ کو اس امر کا احساس ہو گیا نہایت تیزی سے موصل کی جانب کوچ کر دیا اس کے ہمراہ ابن شیرزاد بھی تھا۔ اس کے بعد معز الدولہ کے ساتھ مصالحت ہو گئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب:۴۹

امارتِ جزیرہ وشام

دولتِ بنوحمدان

سیف الدولہ کا دمشق پر قبضہ: ۳۳۵ھ میں اخشید ابوبکر محمد بن طغج والی مصر وشام ریگزار ملک آخرت ہوا حکومت و ریاست کی کرسی پر اس کے بعد اس کا بیٹا ابوالقاسم انوجور متمکن ہوا۔ یہ ایک نوعمر شخص تھا۔ اس پر کافور اسود جو اس کے باپ کا غلام تھا غالب ہو گیا۔ سیف الدولہ اس واقعہ سے مطلع ہو کر دمشق کی جانب آیا اور اس پر قابض ہو گیا۔

کچھ عرصہ بعد اہل دمشق کو سیف الدولہ سے بدظنی پیدا ہوئی اور ان لوگوں نے کافور کو بلا بھیجا۔ سیف الدولہ کو اس کی خبر لگ گئی دمشق سے حلب کی طرف کوچ کر دیا۔ اہل دمشق نے تھوڑی دور تک تعاقب کیا۔ سیف الدولہ نے جزیرہ کی طرف قدم بڑھایا اور انوجور حلب میں رہا۔ اس کے بعد انوجور اور سیف الدولہ میں مصالحت ہو گئی انوجور مصر کی جانب واپس ہوا۔ سیف الدولہ حلب کی طرف لوٹ آیا اور کافور نے تھوڑے دن دمشق کی حکومت پر بدر اخشیدی کو متعین کیا پھر ایک سال کے بعد اسے معزول کر کے ابومظفر طغج کو سند حکومت عطا کی۔

ناصر الدولہ اور سردار تکین: جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں ناصر الدولہ کی رکاب میں ترکوں کا ایک گروہ تھا جو کہ توزون کے ہمراہیوں میں سے تھا اور وہ اس سے ناراض ہو کر ناصر الدولہ کے پاس چلے آئے تھے جب ناصر الدولہ اور معز الدولہ کے درمیان مصالحت کی سلسلہ جنبانی شروع ہوئی تو ان ترکوں نے ناصر الدولہ کے اس فعل سے ناراض ہو کر ہنگامہ کر دیا ناصر الدولہ پر قتل کرنے کی غرض سے ٹوٹ پڑے۔ ناصر الدولہ نے ان لوگوں کے پنجہ سے اپنے کو نجات دے کر ساحل غربی سے عبور کیا اور[1] قرامطہ نے اسے پناہ دی اور اسے ایک مقام محفوظ تک پہنچا دیا ان لوگوں میں سے جو ناصر الدولہ کے ہمراہ تھے ایک ابن شیرزاد بھی تھا ناصر الدولہ نے کسی مصلحت سے اسے گرفتار کر لیا۔ ترکوں نے جمع ہو کر تکین شیرازی کو اپنا امیر بنایا اور جو لوگ ناصر الدولہ کے ہمراہیوں میں سے بچھڑ گئے تھے ان لوگوں کو گرفتار کر لیا اور ناصر الدولہ کا موصل تک تعاقب کرتے چلے گئے۔ ناصر الدولہ نے موصل سے نکل کر نصیبین کا راستہ لیا اور ترکوں نے موصل پر قبضہ کر لیا۔

---

[1] اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناصر الدولہ نے معز الدولہ سے ترکوں کی زیادتیوں کی شکایت کی اور امداد کا خواستگار ہوا۔ معز الدولہ نے اپنے وزیر ابوجعفر ضمیری کی افسری میں ناصر الدولہ کی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔ ترکوں نے موصل سے نکل کر ناصر الدولہ کے تعاقب میں نصیبین کی طرف قدم بڑھایا۔ سیف الدولہ یہ خبر پا کر منجار چلا گیا پھر وہاں سے حدیثہ اور حدیثہ سے سن کا راستہ لیا۔ ترکوں کا گروہ اس کے تعاقب میں تھا۔ اس مقام پر فوجیں موجود تھیں ان کی اور ترکوں کی برابر لڑائیاں ہوئیں جس میں ترکوں کو شکست ہوئی اور اس کا سردار تکین گرفتار ہو کر ناصر الدولہ کے پاس بھیج دیا گیا ناصر الدولہ نے اسی وقت اس کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں اور جیل میں ڈال دیا اس کے بعد ضمیری کے ہمراہ موصل میں آیا اور ابن شیرزاد کو ضمیری کے حوالہ کر دیا ضمیری نے اس کے ساتھ بغداد کی جانب کوچ کیا۔

جمان کی بغاوت: جمان نامی ایک شخص توزون کے مصاحبوں میں سے تھا جو ترکوں کے ہمراہ ناصر الدولہ بن حمدان کے پاس چلا آیا تھا جب معز الدولہ اور ناصر الدولہ سے بغداد میں معرکہ آرائیاں ہونے لگیں تو ناصر الدولہ نے اسے مشکوک و مشتبہ ہو کر دیلمیوں کے ایک گروہ کے ساتھ مصلتا رحبہ کی سند حکومت عطا کر کے رحبہ بھیج دیا۔ رحبہ پہنچ کر اس کا اقتدار بڑھ گیا۔ ۳۳۶ھ میں اس نے ناصر الدولہ سے بغاوت کر دی اور دربار مصر پر قابض ہونے کا خواستگار اور مدعی ہو گیا چنانچہ فوجیں آراستہ کر کے رقہ کی طرف روانہ ہوا سترہ دن تک اس کا محاصرہ کئے رہا پھر وہاں سے شکست کھا کر واپس ہوا اس کے زمانہ غیر حاضری میں اہل رحبہ نے اس کے ہمراہیوں اور عمال کو ان کی بدچلنی اور بداطواری کی وجہ سے نرغہ کر کے مار ڈالا جب یہ رقہ سے واپس آیا اور ان حالات سے مطلع ہوا تو اہل رحبہ پر سختی شروع کر دی اور ان پر قتل و غارت گری کا ہاتھ بڑھایا۔

جمان کی شکست و خاتمہ: اس اثناء میں ناصر الدولہ بن حمدان نے جمان کی سرکوبی کے لئے ایک فوج اپنے حاجب (لارڈ چیمبرلین) کی افسری میں باردخ روانہ کی دریائے فرات پر دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ ہوئی بہت بڑی لڑائی ہوئی بالآخر جمان کو شکست ہوئی اثناء جنگ میں جمان دریائے فرات میں ڈوب کر مر گیا باقی رہے اس کے ہمراہی انہوں نے باردخ سے امن کی درخواست کی باردخ نے ان لوگوں کو امان دی اور فتحیابی کا جھنڈا لئے ہوئے ناصر الدولہ کی طرف واپس ہوا۔

ناصر الدولہ اور معز الدولہ: ان واقعات کے بعد ناصر الدولہ بن حمدان اور معز الدولہ بن بویہ میں پھر ان بن ہو گئی۔ ادھر معز الدولہ نے ۳۳۷ھ میں ناصر الدولہ سے جنگ کے ارادے سے دار الخلافت بغداد سے کوچ کیا ادھر ناصر الدولہ نے موصل سے نصیبین کی جانب قدم بڑھایا معز الدولہ نے پہنچتے ہی موصل پر قبضہ کر لیا اس سے رعایا کو بے حد تکالیف کا سامنا کرنا پڑا طرح طرح کے ظلم ان پر کئے گئے ان کا مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ معز الدولہ نے ناصر الدولہ کے تمام بلاد پر قبضہ کر لینے کا پختہ ارادہ کیا تھا کہ اس اثناء میں یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ خراسان کی فوج نے جرجان اور رے کا قصد کیا ہے۔ اسی وقت اس نے اپنے بھائی رکن الدولہ کو ایک فوج کا افسر مقرر کر کے خراسان کی طرف روانہ کیا اس کے بعد ناصر الدولہ نے چونسٹھ ہزار درہم سالانہ خراج ادا کرنے پر موصل، جزیرہ اور شام کی حکومت کی سند حاصل کی اور مصالحت کر لی شرائط صلح میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ مساجد میں اس کے اور اس کے بھائیوں رکن الدولہ اور عماد الدولہ کے نام کے خطبے پڑھے جائیں۔ صلح نامہ لکھے جانے اور مرتب ہونے کے بعد معز الدولہ ماہ ذی الحجہ ۳۳۷ھ میں بغداد کی جانب واپس ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیف الدولہ کا محاصرہ مرعش: سرحدی بلاد کی زمام حکومت سیف الدولہ بن حمدان کے قبضہ اقتدار میں تھی اور وہاں کے امور انتظامی کے سیاہ وسفید کا اسے اختیار حاصل تھا ۳۳۵ھ میں دو ہزار قیدیوں کی رہائی پر بذریعہ نصر نجی رومی عیسائیوں سے مصالحت ہوگئی تھی مگر رومیوں نے اگلے سال ۳۳۶ھ میں بدعہدی کی اور شہر واسرعین میں داخل ہوکر اسے اپنے ظلم وستم کی جولانگاہ بنالیا۔ تین دن ٹھہرے ہوئے لوٹ مار کرتے رہے رومی عیسائیوں کی تعداد آٹھ ہزار تھی دمشق ان کا سردار تھا ۳۳۷ھ میں سیف الدولہ نے اس پر پیش قدمی کر کے معاوضہ لینے کی غرض سے بلاد روم پر بقصد جہاد چڑھائی کی رومی فوجیں مقابلہ پر آئیں گھمسان کی لڑائی ہوئی ان لوگوں نے اسے شکست دی رومیوں نے مرعش پہنچ کر محاصرہ ڈالا اور اس پر قابض ہوکر طرسوس کی جانب بڑھے رومیوں سے اور اہل طرسوس سے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔

بلاد روم پر فوج کشی: ان واقعات پر سنہ مذکور تمام ہوجاتا ہے اور فریقین کی قسمتوں کا آخری فیصلہ یوں ہی ناتمام باقی رہ جاتا ہے کہ اس اثناء میں ۳۳۸ھ کا دور آجاتا ہے سیف الدولہ اپنی فوج ظفر موج لئے ہوئے یلغار کر کے رومی مقبوضات میں گھس جاتا ہے ہر چہار طرف ہنگامہ حشر برپا ہوگیا بہت سے قلعے بزور تیغ فتح کر لئے بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا اور ہزاروں کو گرفتار کر کے لونڈی اور غلام بنالیا پھر جب سیف الدولہ بلاد روم سے واپس ہوا تو رومیوں نے ناکہ بندی کر لی اور نہایت سختی سے عساکر اسلامیہ کو پامال کرنے لگے کچھ قید ہوئے اور کچھ قتل کئے گئے جتنا مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا اسے عیسائیوں نے واپس لے لیا سیف الدولہ معدودے چند آدمیوں کے ساتھ جانبر ہوکر نکل آیا۔

معرکہ حرث: اس جنگ کے بعد چندے خاموشی کا زمانہ رہا ۳۴۱ھ میں عیسائیوں نے پھر پیش قدمی شروع کی شہر سروج کو بحالت غفلت لوٹ کر تاخت وتاراج کیا اس کی خبر سیف الدولہ تک پہنچی تو اس نے اپنی فوج مرتب کر کے ۳۴۳ھ میں رومی مقبوضات پر حملہ کر دیا اور نہایت سختی سے انہیں پامال کرنے لگا اپنے گزشتہ نقصانات کی اس مال غنیمت سے تلافی کر لی ان لڑائیوں میں قسطنطین بن دمستق ان آدمیوں کے ساتھ جو قتل کئے گئے تھے قتل کیا گیا دمستق کو اس واقعہ جانکاہ سے بے حد صدمہ ہوا۔ جوش انتقام میں روم، روس اور بلغار کی فوجیں فراہم کیں اور سرحدی بلاد اسلامیہ کے ارادے سے کوچ کیا۔ سیف الدولہ کو اس کی خبر لگ گئی اس نے بھی عساکر اسلامیہ کو جمع کر کے دمستق کی گوشمالی کے خیال سے خروج کیا حرث کے قریب دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا سخت اور خون ریز جنگ کے بعد رومیوں کو شکست ہوئی مسلمانوں نے عیسائیوں کو قید وقتل کرنا شروع کر دیا عیسائیوں کی ایک بڑی جماعت قید ہوکر آئی جن میں بعض عیسائی شہزادے اور ان کے مذہبی پیشوا تھے انہیں قیدیوں میں دمستق کا داماد بھی تھا سیف الدولہ فتحیابی کا سہرا باندھے اور مال غنیمت اور قیدیوں کو لئے ہوئے واپس ہوا جتنے بھی رومی مقبوضات راستہ میں ملے انہیں تاخت وتاراج کرتا ہوا آذنہ کی جانب واپس ہوا کچھ دن تک وہاں مقیم رہا حتیٰ کہ اس کا گورنر طرسوس حاضر خدمت ہوا سیف الدولہ نے اسے انعام اور صلہ مرحمت فرما کے حلب کی طرف واپس ہوا۔

عیسائیوں کی طرسوس پر فوج کشی: رومیوں کو اس جنگ اور غیر متوقع شکست سے بے حد ملال ہوا۔ بحال پریشان اپنے شہروں کی طرف لوٹے اور کچھ عرصہ بعد اپنی حالت درست کر کے طرسوس اور الرہا پر چڑھائی کر دی مسلمانوں کو ان کی نقل وحرکت کی اطلاع تک نہ تھی جی کھول کر عیسائیوں کو ان شہروں کے علاقہ جات اور گردونواح کو لوٹا اور پامال کیا بہت سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کو گرفتار کر کے واپس ہوئے۔

سیف الدولہ کی پیش قدمی و پسپائی: سیف الدولہ نے عیسائیوں کو اس پیش قدمی کی سزا دینے کی غرض سے ۳۴۶ھ میں بلاد روم پر بقصد جہاد حملہ کیا بے حد سختی سے کام لیا ہزار ہا قصبات و دیہات اجڑ گئے۔ متعدد قلعے مفتوح ہوئے عساکر اسلامیہ کے ہاتھ مال غنیمت سے مالا مال ہو گئے قیدیوں اور مال غنیمت کی کوئی انتہا نہ تھی الغرض سیف الدولہ قتل و غارت کرتا ہوا خرسنہ تک پہنچا اور خرسنہ پر اپنی فتحیابی کا جھنڈا گاڑ کر واپس ہوا۔ واپسی کے وقت رومی عیسائیوں نے ناکہ بندی کر لی اہل طرسوس نے رائے دی کہ چونکہ رومی عیسائیوں نے ان راستوں کی ناکہ بندی کر لی ہے جس سے آپ بلاد روم میں داخل ہوئے تھے اس وجہ سے مناسب یہ ہے کہ آپ ہم لوگوں کے ساتھ تشریف لے چلیں مگر سیف الدولہ نے اہل طرسوس کی رائے کا کچھ خیال نہ کیا اور نہ ان کے ہمراہ واپس ہوا آخر کار نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائیوں نے ہر چہار طرف سے آ کر سیف الدولہ کو گھیر لیا جس قدر مال غنیمت رومی عیسائیوں سے عساکر اسلامیہ کے ہاتھ لگا تھا اسے پھر انہوں نے واپس لے لیا ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ جو تین سے متجاوز نہ تھی بہزار دقت و خرابی بسیار اپنے دارالحکومت واپس آیا اس کے بعد ۳۵۰ھ میں سیف الدولہ کا ایک سپہ سالار جو اس کے آزاد غلاموں میں سے تھا میافارقین کی طرف سے بلاد روم میں داخل ہوا بہت سا مال غنیمت اور ہزاروں قیدی لے کر صحیح و سالم واپس آیا۔

ناصر الدولہ کی عہد شکنی: ناصر الدولہ اور معز الدولہ بن بویہ کی مصالحت اور ادائے خراج کے اقرار کا بیان ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں اس مصالحت کے تھوڑے دن بعد ناصر الدولہ نے بدعہدی کی اور مخالفت کا علم بلند کر دیا۔ سنہ مذکور نصف گزرا تھا کہ معز الدولہ نے ناصر الدولہ پر فوج کشی کر دی اور پہنچتے ہی موصل پر قبضہ کر لیا ناصر الدولہ اسے چھوڑ کر نصیبین چلا گیا۔ اس کے عمال اور سرداران لشکر مال و اسباب اٹھا لائے ناصر الدولہ نے ان لوگوں کو اپنے قلعہ زعفرانی اور کواسی میں ٹھہرایا اور عرب سے سازش کر کے معز الدولہ کے لشکر کی رسد بند کر دی اس وجہ سے معز الدولہ کے لشکر میں بے حد گرانی ہو گئی۔ مجبوراً معز الدولہ نے نصیبین کی جانب کوچ کیا سبکتگین حاجب کبیر کو موصل کی حکومت پر چھوڑ گیا اثناء راہ میں یہ خبر لگی کہ ابوالرجا اور عبداللہ یہ خبر پا کر اپنا سارا مال و اسباب چھوڑ کر بھاگ گئے۔ معز الدولہ کے لشکر نے پہنچ کر ان دونوں کے خیموں کو لوٹ لیا۔ اس کے بعد وہ دونوں معز الدولہ کے لشکر گاہ کی طرف لوٹے معز الدولہ کا لشکر ادھر غارتگری میں مصروف تھا ادھر دونوں بھائیوں نے بھی اپنی مٹھیاں گرم کر لیں اور سنجار کی طرف پھر لوٹے۔

معز الدولہ اور ناصر الدولہ کی مصالحت: معز الدولہ اس وقت نصیبین کے قریب پہنچ چکا تھا اور ناصر الدولہ یہ خبر پا کر نصیبین سے میافارقین بھاگ گیا تھا اس کے بہت سے ہمراہیوں نے معز الدولہ سے امان حاصل کی اور اس کے لشکر میں جا کر شامل ہو گئے ناصر الدولہ اپنے بھائی سیف الدولہ کے پاس حلب چلا گیا اور وہیں قیام اختیار کیا سیف الدولہ نے معز الدولہ سے اپنے بھائی ناصر الدولہ کے لئے مصالحت کی تحریک شروع کی معز الدولہ نے اس وجہ سے کہ ناصر الدولہ نے ناحق عہد شکنی کی تھی مصالحت سے انکار کیا سیف الدولہ نے ملک کے خراج کی دو کروڑ نو لاکھ کی ضمانت لی معز الدولہ نے اس سے مصالحت کی بنا پر ناصر الدولہ کے ہمراہیوں کو رہا کر دیا یہ واقعہ ماہ محرم ۳۴۸ھ کا ہے چنانچہ اس مصالحت کے بعد معز الدولہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عراق کی جانب واپس ہوا اور ناصر الدولہ موصل کی طرف۔

عیسائیوں کی عین زربہ پر فوج کشی: ماہ محرم ۳۵۱ھ میں دمستق نے پھر سر اٹھایا۔ رومی عیسائیوں کو جمع کر کے عین زربہ پر چڑھائی کر دی پہلے اس پہاڑی پر قبضہ کر لیا جو کہ عین زربہ کے قریب تھی اور کسی قدر اس سے بلندی پر واقع تھی اس کے بعد عین زربہ پر محاصرہ ڈالا چاروں طرف سے قلعہ شکنی منجنیقیں نصب کرائیں اور شب و روز سنگ باری شروع کر دی اہل شہر نے پریشان ہو کر امن کی درخواست کی دمستق نے ان لوگوں کو امان دی اور کامیابی کے ساتھ شہر میں داخل ہوا اور شہر میں داخل ہونے کے بعد اہل شہر کو امن دینے پر نادم ہوا اس وجہ سے کہ اہل شہر کا حال بے حد زبوں اور ابتر ہو گیا تھا تمام شہر میں منادی کرا دی کہ تمام باشندگان شہر آج ہی اپنے اہل و عیال کے ساتھ شہر چھوڑ کر کے مسجد اقصیٰ چلے جائیں اس منادی سے تمام شہر میں بھگدڑ مچ گئی کثرت اژدہام کے باعث ایک بڑا گروہ شہر پناہ کے دروازوں پر کچل کر مر گیا کچھ لوگ راہوں میں جان بحق تسلیم ہو گئے دوسرے وقت تک باقی ماندگان میں سے جس قدر شہر میں پائے گئے وہ مار ڈالے گئے رومی عیسائیوں نے اہل شہر کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا اور شہر پناہ کی فصیلوں کو منہدم کر دیا عین زربہ کے علاوہ اسی سلسلہ میں تقریباً چون قلعے عیسائیوں نے اور فتح کر لئے۔ بیس دن کے قیام کے بعد دمستق واپس ہوا اور اپنی فوج قیساریہ میں چھوڑتا گیا۔

ابن الزیات کا انجام: چونکہ ابن الزیات والی طرسوس نے سیف الدولہ بن حمدان کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا تھا اس وجہ سے دمستق نے یہ خیال کر کے کہ سیف الدولہ اس کے ساتھ ہمدردی نہ کرے گا آتے جاتے اس سے معارض ہوا اور لڑائی چھیڑ دی اس کا بھائی ان معرکوں میں مارا گیا اہل شہر نے سیف الدولہ کے نام کا خطبہ پھر پڑھنا شروع کیا اور اس کی حکومت اور اس کے اقتدار کو تسلیم کر لیا ابن الزیات گھبرا کر نہر میں کود پڑا اور ڈوب گیا۔

عیسائیوں کا حلب پر قبضہ: اس واقعہ کے بعد دمستق سرحدی بلاد کی جانب واپس ہوا اور نہایت تیزی سے حلب کی جانب بڑھا سیف الدولہ فوجیں فراہم نہ کر سکا اپنے تھوڑے سے ہمراہیوں کو لے کر مقابلہ پر آیا عیسائیوں نے اسے شکست دے دی آل حمدان نہایت بے رحمی سے پامال کئے گئے۔ دمستق نے ان تمام چیزوں پر جو سیف الدولہ کے محل سرائے خارج حلب میں تھیں قبضہ کر لیا بہت سا مال و اسباب ہاتھ آیا آلات حرب کی کوئی حد نہ تھی۔ دمستق نے ان چیزوں پر قبضہ کر لینے کے بعد محلسرا کو مسمار کرا دیا اور اگلے دن شہر حلب کے محاصرہ پر فوج کو متعین کیا اہل شہر نے بھی مدافعت پر کمر ہمت باندھی دمستق نے اپنے مورچہ کو مصلحتاً کوہ جوشن میں لے جا کر قائم کیا اور رسد و غلہ کی آمد و رفت بند کر دی جس سے شہر کے اندر لوٹ اور غارت گری شروع ہو گئی لوگ اپنے مال و اسباب بچانے کی غرض سے لڑنے بھڑنے لگے۔ فتنہ و فساد کے فرو کرنے کے لئے محافظین شہر پناہ کی توجہ اس جانب متوجہ ہوئی۔

عیسائیوں کا ظلم و ستم: دمستق نے اس امر کا احساس کر کے شہر پناہ پر قبضہ کر لیا اور کمال آسانی سے شہر کے اندر اپنی فوج کو اتار دیا پھر کیا تھا سارے شہر پر عیسائیوں کا قبضہ ہو گیا ان عیسائیوں نے بھی نرغہ کر دیا جو حلب میں محبوس تھے قتل و غارت گری کا بازار گرم ہو گیا تھا تقریباً دس ہزار مسلمان قید کر لئے گئے جن میں چھوٹے چھوٹے لڑکے اور نہایت کم سن لڑکیاں بھی تھیں جس قدر مال رومی لے جا سکتے تھے لے گئے باقی کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا بقیۃ السیف مسلمانوں نے شہر کے ایک قلعہ میں جا کر پناہ لی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور چاروں طرف سے قلعہ بندی کر لی۔ عیسائی بادشاہ کا ہمشیرہ زاد قلعہ کی طرف محاصرہ کی غرض سے بڑھا اہل قلعہ نے منجنیق کے ذریعہ سے ایک پتھر پھینچ مارا اتفاق سے یہ پتھر اس کے سر پر لگا فوراً تڑپ کر مر گیا مستق عیسائی بادشاہ نے اس وجہ سے ان تمام مسلمان قیدیوں کو جو اس کے قبضہ میں تھے جن کی تعداد بارہ سو تھی آنکھوں کے روبرو قتل کرا دیا اور محاصرہ اٹھا کر واپس ہوا سواد اور مضافات حلب سے متعارض نہیں ہوا اور اس امید پر کہ آئندہ میرا چچازاد بھائی ان لوگوں کو اپنے ظلم وستم کا شکار بنانے کو آئے گا شہر کے آباد کرنے کا حکم دے گا مگر اللہ تعالیٰ نے اس کی امید پوری نہ ہونے دی۔

سیف الدولہ کی عیسائیوں پر فوج کشی: سیف الدولہ نے شکست کے بعد اپنی فوجی حالت درست کی عین زربہ کو عیسائیوں کے قبضہ سے نکال لیا اس کی شہر پناہ درست کرائی اس کے حاجب نے اہل طرسوس کو مسلح کر کے بلاد روم میں فوج کشی کی اور ان کے مقبوضات کو تاخت وتاراج کر کے واپس ہوا رومیوں نے یہ خبر پا کر قلعہ ستبہ پر چڑھائی کر دی اور اس پر قابض ہو گئے اس کے بعد قلعہ دلوکہ پر بھی قبضہ کر لیا اس کے علاوہ اور تین قلعوں کو بھی دبا لیا جو اس کے قرب وجوار میں تھے اس کے بعد نجا (سیف الدولہ کا غلام) قلعہ زیاد پر حملہ آور ہوا رومیوں کے ایک گروہ سے مڈبھیڑ ہوئی میدان نجا کے ہاتھ رہا رومی شکست کھا کے بھاگے تقریباً پانچ سو عیسائی گرفتار ہوئے اسی سنہ میں ابوفراس بن سعید بن حمدان گورنر رقہ کو عیسائیوں نے گرفتار کر لیا باقی ماندگان بھاگ کھڑے ہوئے ۳۵۲ھ میں رومیوں نے بلوہ کر کے اپنے بادشاہ کو قتل کر ڈالا اور ایک غیر شخص کو حکومت کی کرسی پر متمکن کیا۔

اہل حران کی بغاوت: سیف الدولہ نے اپنے بھائی ناصر الدولہ کے بیٹے ہبۃ اللہ کو دیار مضر وغیرہ کی حکومت پر مامور کیا تھا اس نے اہل دیار مضر کے ساتھ برے برتاؤ کئے تجار کا مال واسباب بظلم وستم چھیننے لگا روسا اور امراء پر طرح طرح کے محاصل مقرر کئے اہل شہر وقت اور موقع کا انتظار کرنے لگا جب یہ اپنے چچا سیف الدولہ کے پاس چلا گیا تو اہل شہر نے اس کے عمال اور نائبوں پر حملہ کر دیا ان لوگوں کو مار بھگایا ہبۃ اللہ ان واقعات سے مطلع ہو کر سرکوبی کی غرض سے ان لوگوں کی طرف روانہ ہوا۔ دو ماہ کامل ان کا محاصرہ کئے ہوئے قتل وغارت کرتا رہا بعد اس کے سیف الدولہ ان واقعات سے مطلع ہو کر آ پہنچا اہل شہر نے اطاعت قبول کی اور ہبۃ اللہ کو شہر میں داخل کر لیا ہبۃ اللہ نے بھی شہر میں داخل ہوتے ہی قتل عام کا حکم دیا بات میں بغاوت فرو ہو گئی۔

ہبۃ اللہ کی بغاوت: اسی سنہ میں سیف اللہ نے موسم گرما میں اپنی فوجیں بلاد روم میں جہاد کی غرض سے روانہ کیں چنانچہ اہل طرسوس ایک سرحد سے داخل ہوئے دوسری سرحد کی طرف سے نجا نے قدم بڑھایا اور چونکہ سیف الدولہ اس سے دو برس پہلے سے عارضہ فالج میں مبتلا ہو گیا تھا اس وجہ سے بغرض معالجہ ایک سرحد پر اس نے بھی پڑاؤ کیا۔ اہل طرسوس نے نہایت مستعدی سے اپنے فرائض ادا کئے جہاد کرتے ہوئے قونیہ تک پہنچے اور مظفر ومنصور مال غنیمت لئے ہوئے واپس ہوئے سیف الدولہ بھی حلب کی جانب واپس ہوا درد اور تکلیف کی اس درجہ زیادتی ہوئی کہ لوگوں نے اس کی موت کی خبر اڑا دی۔ اس کے بھائی کا بیٹا ہبۃ اللہ حکمرانی کے شوق میں اٹھ کھڑا ہوا اور ابن نجا عیسائی کو جو کہ سیف الدولہ کے غلاموں میں سے تھا قتل کر ڈالا اور جب اسے اپنے چچا کی زندگی کا یقین ہو گیا تو حراں کی جانب کوچ کر گیا اور وہاں پہنچ کر قلعہ نشین ہو گیا سیف الدولہ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے تعاقب پر نجا کو مامور کیا چنانچہ نجا ہبۃ اللہ کی جستجو اور گرفتاری کی غرض سے حران آیا۔ ہبۃ اللہ یہ خبر پا کر اپنے باپ کے پاس موصل چلا گیا اور نجا نے آخری شوال ۳۵۳ھ میں حران میں قیام کر دیا اور اہل حران سے دس لاکھ درہم بطور تاوان اور جرمانہ کے پانچ دن کے اندر بزور جبر وصول کئے اہل حران نے اپنی قیمتی قیمتی اسباب فروخت کر ڈالے اور جلا وطن ہو کر میافارقین کا راستہ لیا۔

نجا کی بغاوت آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ نجا کو جو کچھ اہل حران کے ساتھ کرنا تھا کر چکا اور ان کے مال و اسباب پر بزور و جبر قابض ہو گیا اس سے اس کی قوت بڑھ گئی اور خیالات میں معقول طور سے تبدیلی واقع ہو گئی۔ فوجیں آراستہ کر کے میافارقین کی طرف روانہ ہوا اور بلاد آرمینیہ کا قصد کیا اکثر بلاد آرمینیہ پر عراق کا ایک شخص جو ابوالورد کے نام سے معروف و مشہور تھا ایک مدت سے قابض تھا نجا نے ابوالورد کو زیر کر کے اس کے مقبوضات اور قلعوں اور شہروں پر قبضہ کر لیا تھا خلاط اور شاذ کرد پر قابض ہو گیا اور ابوالورد کا بہت سا مال و اسباب ضبط کر کے ابوالورد کو مار ڈالا۔ ان واقعات کے بعد نجا نے سیف الدولہ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ اتفاق وقت سے اسی زمانہ میں معز الدولہ بن بویہ نے موصل نصیبین پر قبضہ کر لیا تھا۔ نجا نے بنی حمدان کے مقابلہ پر اس سے امداد طلب کی اس کے بعد معز الدولہ سے ناصر الدولہ نے مصالحت کر لی اور معز الدولہ بغداد کی جانب واپس ہوا پس سیف الدولہ نے نجا کی سرکوبی کے لئے اپنی فوج کو کوچ کا حکم دیا۔ نجا مقابلہ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ سیف الدولہ نے ان تمام بلاد پر جسے نجا نے ابوالورد سے چھین لیا تھا قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد نجا اور اس کے بھائیوں اور اس کے ہمراہیوں نے سیف الدولہ سے امن کی درخواست کی سیف الدولہ نے انہیں امان دی اور نجا کو بدستور اس کے عہدہ پر بحال رکھا اس واقعہ کے بعد ماہ ربیع الآخر ۳۵۳ھ میں نجا پر میافارقین میں اس کے غلاموں میں سے ایک غلام نے رات کے وقت اسی کے مکان میں حملہ کر کے اس کی زندگانی کا خاتمہ کر دیا۔

جنگ معز الدولہ و ناصر الدولہ ناصر الدولہ اور معز الدولہ کے درمیان دس لاکھ درہم سالانہ پر مصالحت ہو گئی تھی اس کے بعد ناصر الدولہ نے مقررہ خراج ادا کرنے کے لئے یمن میں اپنے بیٹے ابوثغلب مظفر کے جانے کی اجازت طلب کی۔ معز الدولہ نے اس درخواست کو منظور نہ کیا اور فوجیں مرتب کر کے نصف ۳۵۳ھ میں موصل کی جانب کوچ کر دیا۔ ناصر الدولہ یہ خبر پا کر نصیبین چلا گیا۔ معز الدولہ نے پہنچتے ہی موصل پر قبضہ کر لیا اور پھر موصل سے ناصر الدولہ کے تعاقب میں روانہ ہوا روانگی کے وقت موصل کے مالی اور جنگی صیغوں پر اپنی جانب سے جدا جدا نائب مقرر کرتا گیا۔ ناصر الدولہ کو نصیبین میں بھی چین سے بیٹھنا نصیب نہ ہوا۔ معز الدولہ کی آمد کی خبر پا کر نصیبین کو خالی کر دیا معز الدولہ نے پہنچ کر نصیبین پر بھی قبضہ کر لیا۔ ان واقعات کے اثناء میں ابوثغلب کو موقع مل گیا فوراً موصل پر آ پہنچا اور قتل و غارت گری کا ہنگامہ برپا کر دیا اس کے اطراف و جوانب پر تاخت و تاراج کا ہاتھ بڑھایا۔ معز الدولہ کے سپہ سالاروں اور عمال نے ابوثغلب کے حملوں کا مقابلہ کیا اور اسے فاش شکست دے دی اس سے معز الدولہ کے قلب کو اطمینان حاصل ہوا اور قیام پزیر ہو کر[1] اس کے آئندہ حالات کا انتظار کرنے لگا۔

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناصر الدولہ اور معز الدولہ کی مصالحت: اس مرتبہ ناصر الدولہ موقع پا کر موصل آ گیا اور معز الدولہ کے ہمراہیوں اور سپہ سالاروں پر حملہ کر کے قتل کر ڈالا اور اس میں سے جو سپہ سالاروں کا سردار تھا اسے قید کر لیا مال و اسباب اور ان آلات حرب پر جسے معز الدولہ موصل چھوڑ گیا تھا قبضہ کر لیا اور نہایت تیزی سے تمام چیزیں قلعہ کو اسی میں اٹھا لایا اس واقعہ کی اطلاع معز الدولہ تک پہنچی بے حد صدمہ ہوا چونکہ ناصر الدولہ کی قوت بڑھ گئی تھی اور بہت سی پیچیدگیاں پیدا ہو گئی تھیں معز الدولہ اس کی مہم کو سر نہ کر سکا۔ مصالحت کا نامہ و پیام بھیجا ناصر الدولہ نے پیام صلح پا کے اپنی رضامندی ظاہر کی۔ چنانچہ ناصر الدولہ اور معز الدولہ کے درمیان اس طور سے مصالحت ہوئی کہ معز الدولہ نے ناصر الدولہ کو موصل دیار ربیعہ اور اس کے تمام صوبجات کی سند حکومت بہ ادائے خراج مقررہ مرحمت فرمائی اور ناصر الدولہ کے ہمراہیوں میں سے یہ اقرار لے لیا گیا کہ مصالحت کے بعد ان قیدیوں کو قید سے رہا کر دے جو کہ معز الدولہ کے ہمراہیوں میں سے اس کے قبضہ میں ہیں۔ الغرض صلح نامہ مکمل اور مرتب ہونے کے بعد معز الدولہ بغداد کی جانب واپس ہوا۔

عیسائیوں کا مصیصہ پر قبضہ: ۳۵۲ھ میں دمستق عیسائی بادشاہ نے لشکر روم کے ساتھ بلاد اسلامیہ کے تاخت و تاراج کرنے کی غرض سے حملہ کیا مصیصہ پر پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا اور نہایت شدت سے لڑائی شروع کر دی اس کے قصبات اور مضافات کو جلا کر خاک و سیاہ کر دیا شہر پناہ کی دیوار میں بہت بڑا روزن بنا لیا۔ اہل شہر کمال جدوجہد سے اس کی مدافعت کر رہے تھے چنانچہ ایک حد تک ان کو کامیابی بھی ہو گئی تب دمستق نے اذنہ اور طرسوس کی جانب کوچ کیا اس کے اطراف و جوانب میں اس کا جور و ستم حد سے بڑھ گیا ہزارہا مسلمانوں کو تہ تیغ کیا گرانی بہت بڑھ گئی اشیاء خوردنی قریب قریب ناپید ہو گئیں۔ سیف الدولہ کا مرض قدیم پھر عود کر آیا جس کی وجہ سے وہ ان عیسائیوں کی سرکوبی کے لئے نہ اٹھ سکا خراسان سے پانچ ہزار پیادہ جہاد کی غرض سے آ پہنچے۔ سیف الدولہ نے ان کی بڑی آؤ بھگت کی اور ان لوگوں کے آ جانے کی وجہ سے عیسائیوں کی مدافعت پر اٹھ کھڑا ہوا اتفاق یہ کہ مجاہدین کے پہنچنے سے پیشتر رومی عیسائی اپنے بلاد کی جانب واپس ہو گئے تھے۔ ان مجاہدین کا گروہ گرانی اور غلہ کی کمی کی وجہ سے متفرق اور منتشر ہو گیا۔

دمستق کا طرسوس کا محاصرہ: رومی عیسائی پندرہ یوم کے بعد پھر واپس ہوئے اور دمستق نے اہل مصیصہ، اذنہ اور طرسوس کو اپنی واپسی کی دھمکی دی اور انہیں جلاوطن ہو کر چلے جانے کی تاکید کی ان لوگوں نے سماعت نہ کی تب دمستق پھر ان لوگوں کی طرف لوٹ آیا اور طرسوس کا محاصرہ کر لیا بہت بڑی لڑائی ہوئی ہزارہا جانیں تلف ہوئیں مسلمانوں نے عیسائیوں کے بطریقوں میں سے ایک بطریق کو گرفتار کر لیا دمستق گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ عیسائی ناکام ہو کر اپنے ملک کی طرف واپس ہوئے۔ اس کے بعد یعفور بادشاہ روم نے قسطنطنیہ سے ۳۵۴ھ میں اسلامیہ سرحدی بلاد کی جانب حملہ کیا اور قیساریہ کے نام سے ایک شہر آباد کر کے قیام پزیر ہوا اور چاروں طرف سے فوجیں روانہ کیں۔

مصیصہ کا تاراج: اہل مصیصہ اور طرسوس نے مصالحت کا پیام بھیجا۔ رومی بادشاہ نے صلح سے انکار کیا اور بنفسہ فوج کے ساتھ مصیصہ کی طرف روانہ ہوا اہل مصیصہ مقابلہ کی تاب نہ لا سکے رومی بادشاہ بزور جنگ شہر میں گھس پڑا اور اسے خوب پامال اور تاخت و تاراج کیا وہاں کے باشندوں کو بلاد روم کی طرف جلاوطن کر کے بھیج دیا۔ ان جلاوطنوں کی تعداد دو لاکھ تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل طرسوس کا انخلاء: اس مہم سے فارغ ہو کر طرسوس کی طرف گیا اور اہل طرسوس کو اس شرط پر امن دے کر شہر پناہ کے دروازے کھلوا لئے کہ وہ لوگ جتنا مال و اسباب لے جا سکیں اپنے ساتھ اٹھا لے جائیں اور طرسوس کو چھوڑ کر انطاکیہ چلے جائیں چنانچہ اہل طرسوس اس شرط کے مطابق طرسوس کو خیر باد کہہ کر انطاکیہ کی جانب روانہ ہوئے بادشاہ روم نے چند دستہ فوج کو ان کی نگرانی پر مامور کر دیا تا کہ انطاکیہ کے سوا اور کسی طرف جانے نہ پائیں۔ اہل طرسوس کی جلاوطنی کے بعد عیسائی بادشاہ طرسوس کی تعمیر اور آبادی کی طرف متوجہ ہوا ہر طرح سے اسے مضبوط اور مستحکم بنانے کی تدبیریں کیں گرد و نواح سے رسد و غلہ فراہم کر کے طرسوس میں جمع کیا اور جب اس انتظام سے فراغت پائی قسطنطنیہ کی جانب واپس ہوا اس کے بعد دمستق بن شمسیق نے بقصد جنگ سیف الدولہ میافارقین کا قصد کیا لیکن بادشاہ قسطنطنیہ نے روک دیا۔

رشیق نعیمی: جس وقت رومیوں نے طرسوس پر قبضہ کر لیا رشیق نعیمی ان کے سپہ سالاروں اور ان کے مدبرین میں سے چند نفر کے ساتھ انطاکیہ پہنچا ابن ابی الاہوازی بھی جباۃ سے انطاکیہ میں اس کے پاس آ گیا اور اسے بغاوت پر ابھار دیا اور اسے یہ سمجھایا کہ سیف الدولہ میافارقین میں علیل ہے نقل و حرکت سے مجبور ہو رہا ہے شام سے واپس نہیں آ سکے گا۔ مزید براں جو کچھ اس کے پاس زر نقد تھا اس سے اس کی امداد کی رشیق نے بغاوت پر کمر باندھ لی اور انطاکیہ کو دبا بیٹھا اس کے بعد حلب کی طرف بڑھا اس وقت حلب میں عرقوبہ تھا۔

اہل انطاکیہ کی بغاوت: رفتہ رفتہ اس کی خبر سیف الدولہ تک پہنچی کہ رشیق نے بغاوت پر کمر باندھی ہے ابن الاہوازی انطاکیہ چلا گیا ہے اور دیلم میں سے ایک شخص کو اس کی امارت پر مامور کیا ہے اس شخص کا نام وزیر تھا اس نے اپنے کو امیر کے لقب سے ملقب کیا اور یہ خیال قائم کیا کہ یہ علوی ہے اس نے اپنے کو اشاد کے نام سے موسوم کیا اس نے اہل انطاکیہ کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کئے۔ عرقوبہ نے حلب سے اس کا قصد کیا ان لوگوں نے اسے شکست دے دی اس کے بعد سیف الدولہ میافارقین سے حلب آ پہنچا اور فوجیں تیار کر کے انطاکیہ کی جانب کوچ کیا اور وزیر اور اہوازی سے مدتوں لڑتا رہا بالآخر یہ دونوں گرفتار کر کے سیف الدولہ کے روبرو پیش کئے گئے سیف الدولہ نے وزیر کو سزائے موت دی اور ابن اہوازی کو چندے قید رکھ کے قتل کر ڈالا۔ انطاکیہ کی بغاوت فرو ہو گئی۔

مروان قرمطی کی بغاوت: اس کے بعد حمص میں مروان قرمطی نے بغاوت کر دی یہ قرامطہ کے متبعین میں سے تھا سیف الدولہ کی جانب سے یہ سواحل کی حکومت پر تھا' جس وقت اس کی قوت بڑھ گئی اس نے حمص میں مخالفت کا اعلان کر کے قبضہ کر لیا اس کے علاوہ جن دنوں سیف الدولہ میافارقین گیا ہوا تھا اور شہروں پر قابض ہو گیا سیف الدولہ نے اس کی سرکوبی پر عرقوبہ اور اپنے غلام بدر کو فوجیں دے کر روانہ کیا۔ دونوں فریق مدتوں گتھے رہے انہی لڑائیوں میں مروان کو ایک پتھر آ لگا مگر پھر بھی ثابت قدمی سے مدتوں لڑتا رہا اس کے ہمراہی جی توڑ کر لڑ رہے تھے ان لڑائیوں میں سے کسی لڑائی میں بدر گرفتار ہو گیا مروان نے اسے قید حیات سے سبکدوش کر دیا مروان اس واقعہ کے بعد چند روز زندہ رہا۔

رومیوں کا دارا پر قبضہ: ۳۵۵ھ میں رومی عیسائیوں کے لشکر نے سرحدی بلاد اسلامیہ کی جانب قتل و غارت کی غرض سے حملہ کیا چنانچہ آمد پر پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا اور اہل آمد کے قتل اور قید کرنے میں کامیابی حاصل کی مگر فتحیاب نہ ہوا اہل آمد نے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قلعہ بندی کر لی تب عیسائیوں نے دار کی طرف جو کہ میافارقین کے قریب واقع تھا قدم بڑھایا اور اس پر قابض ہو گئے باشندگان دار نصیبین چلے گئے ان دنوں سیف وہیں موجود تھا ان لوگوں کے بھاگ آنے سے بے حد مغموم ہوا اسی وقت عرب کے نامی جنگ آوروں کو ان کے ہمراہ لڑائی پر جانے کی غرض سے بلا بھیجا رومی عیسائی یہ خبر پا کر الٹے پاؤں لوٹ گئے اور سیف الدولہ ان کی جگہ وہاں پر قیام پزیر ہوا۔ رومی عیسائی دارا سے نکل کر انطاکیہ پر جا پہنچے مدتوں اس کا محاصرہ کئے رہے اس کے گرد نواح کو لوٹتے رہے اہل انطاکیہ نے ناکہ بندی کر لی مجبوراً ناکام ہو کر طرسوس کی جانب واپس ہوئے۔

سیف الدولہ کی وفات: ماہ صفر ۳۵۵ھ میں سیف الدولہ ابوالحسن علی بن ابی الہیجا عبداللہ بن حمدان نے حلب میں سفر آخرت اختیار کیا۔ نعش میارفاقین اٹھا لائی گئی اور وہیں دفن کر دی گئی اس کی جگہ تخت حکومت پر اس کا بیٹا ابوالمعالی شریف متمکن ہوا۔

ناصر الدولہ کی اسیری: پھر اسی سنہ میں ماہ جمادی الاولی میں ناصر الدولہ برادر سیف الدولہ کو اس کے بیٹے ابوتغلب نے موصل میں قید کر دیا ابوتغلب ناصر الدولہ کا لڑکا تھا قید کرنے کی وجہ یہ تھی کہ ناصر الدولہ نے بڑھاپے کی وجہ سے بداخلاقی شروع کر دی اس کی اولاد اور اس کے ارا کین حکومت نے مخالفت کی ناصر الدولہ ان لوگوں کے ساتھ بھی سختی سے پیش آنے لگا اس سے ان لوگوں کے دل ناصر الدولہ سے بیزار ہو گئے اور جب ان لوگوں کے کانوں تک معز الدولہ بن بویہ کے قصد کی خبر پہنچی تو ناصر الدولہ کی اولاد نے عراق کا قصد کیا ناصر الدولہ نے ان لوگوں کو روکا اور یہ کہا کہ صبر کرو یہاں تک کہ بختیار بن معز الدولہ داد و دہش کرنے لگے جب معز الدولہ کا ذخیرہ ختم ہو جائے گا اس وقت تم لوگوں کا فتح یاب ہونے آسان ہو جائے گا اور اگر میرا کہنا تم نہ سن سکو گے تو میں تم لوگوں کے خلاف معز الدولہ سے امداد طلب کر کے تم لوگوں کو بے حد زیر بار کروں گا اس پر ناصر الدولہ کی اولاد نے اصرار کیا ابوتغلب کو موقع مل گیا اس نے ارا کین دولت اور خادموں کو اپنے ساتھ ملا کر اپنے باپ کو گرفتار کر کے قلعہ میں نظر بند کر دیا اور اس کی خدمت پر چند لوگوں کو مامور کر دیا اس معاملہ میں ابوتغلب کے بعض بھائیوں نے ابوتغلب کی مخالفت کی اس وجہ سے اس کے کاموں اور نظام حکومت میں ایک گونہ اضطراب اور اختلال پیدا ہو گیا مجبوراً اسے بختیار بن معز الدولہ سے ملنا پڑا۔ اپنے بھائیوں کے مقابلہ میں دلائل اور براہین پیش کرنے کی غرض سے تجدید عہد نامہ کی درخواست کی پس بختیار بن معز الدولہ نے تیس لاکھ درہم سالانہ پر اسے سند حکومت دے دی۔

ابوالمعالی شریف والیٔ حلب: سیف الدولہ کے انتقال کے بعد جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اس کا بیٹا ابوالمعالی شریف عنان حکومت کا مالک ہوا سیف الدولہ نے اپنے زمانہ حیات میں ابوفراس بن ابی العلاء سعد بن حمدان کو حلب کی حکومت پر متعین کیا تھا رومیوں نے اسے بنج کی لڑائی میں گرفتار کر لیا پھر جب ۳۵۵ھ میں سیف الدولہ اور عیسائیان روم کے درمیان مصالحت ہوئی تو سیف الدولہ نے اس کا زر فدیہ ادا کر کے اسے قید فرنگ سے نجات دلائی تھی اور حمص کی گورنری پر متعین کر دیا تھا سیف الدولہ کی وفات کے بعد اسے ابوالمعالی کی جانب سے منافرت اور کشیدگی پیدا ہوئی حمص کو چھوڑ کر حمص ہی کے قریب ایک وادی کے کنارے صدون نامی ایک گاؤں میں قیام اختیار کیا اور مخالفت کا اعلان کر دیا۔

ابوفراس کا قتل: پس ابوالمعالی نے بنی کلاب وغیرہ دیہاتی عربوں کو جمع کر کے عرقوبہ کے ساتھ ابوفراس کی جستجو اور گرفتاری

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر روانہ کیا چنانچہ عرقوبہ اس کی تلاش میں صدو پہنچا ابوفراس کے ہمراہیوں نے ابوفراس کے لئے امن کی درخواست کی ابوفراس بھی انہی لوگوں میں تھا عرقوبہ نے انہیں امان دی اور جب وہ لوگ آزادانہ نکلنے لگے تو عرقوبہ نے ابوفراس کو گرفتار کرا کے اسے قتل کر ڈالا اور سر اتار کر ابوالمعالی کی خدمت میں بھیج دیا ابوفراس کا کا ماموں تھا۔

ابوثعلب اور حمدان کی جنگ و مصالحت: ناصر الدولہ بن حمدان کی بیوی فاطمہ بنت احمد کردی نامی تھی یہی ابوثعلب کی ماں تھی اسی نے اپنے بیٹے ابوثعلب کا اس کے باپ کی گرفتاری میں ہاتھ بٹایا جب ناصر الدولہ نظر بند کر دیا گیا تو ناصر الدولہ نے اپنے بیٹے حمدان کو تکلیف سے نجات دینے کے لئے بلا بھیجا اتفاق سے اس خط کے مضمون سے ابوثعلب مطلع ہو گیا اس نے اپنے باپ کو قلعہ موصل سے قلعہ کواشی منتقل کر دیا شدہ شدہ اس کی خبر حمدان تک گئی یہ اپنے چچا سیف الدولہ کی وفات کے وقت رحبہ سے رقہ چلا گیا تھا اور اس پر قابض ہو گیا تھا جب اسے اس کے باپ کا یہ خط ملا تو فوراً نصیبین کی جانب کوچ کیا اور فوجیں مرتب کرنے لگا اور اپنے بھائی کے پاس کہلا بھیجا کہ پدر بزرگوار کو قید کی تکلیف سے نجات دے دو ورنہ خیر نہ ہوگی۔ ابوثعلب یہ پیام سن کر آگ بگولا ہو گیا سامان جنگ درست کر کے حمدان سے جنگ کرنے کے لئے کوچ کر دیا۔ حمدان مقابلہ نہ کر سکا شکست کھا کر رقہ کی طرف چلا گیا ابوثعلب بھی اس کے تعاقب میں رقہ پہنچا کئی مہینے اس کا محاصرہ کئے رہا پھر دونوں میں مصالحت ہوگئی اور ہر ایک اپنے اپنے دارالحکومت واپس آیا اس کے بعد قید ہی کی حالت میں ناصر الدولہ ۳۵۸ھ میں راہگزار عالم آخرت ہوا موصل میں دفن کیا گیا۔

ابوالبرکات کی رحبہ پر فوج کشی: ابوثعلب نے اپنے بھائی ابوالبرکات کو ہمدان کے پاس رحبہ روانہ کیا اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ حمدان کے ہمراہی اور اعوان و انصار حمدان سے علیحدہ ہو گئے حمدان نے بختیار کے سایہ عاطفت میں پناہ حاصل کرنے کے لئے عراق کا راستہ لیا کوچ و قیام کرتا ہوا رمضان سنہ مذکور میں بغداد میں داخل ہوا تحائف اور ہدایا پیش کئے بختیار بن معز الدولہ نے ابوثعلب کے پاس نقیب احمد پدر شریف رضی کو اس کے بھائی حمدان سے مصالحت کر لینے کا پیام دے کر بھیجا اس نے اس تحریک کے مطابق مصالحت کر لی چنانچہ صلح ہو جانے کے بعد حمدان نصف ۳۵۹ھ میں رحبہ کی جانب واپس ہوا ابوالبرکات نے اس کی رفاقت کر دی چند روز بعد اس نے حمدان کو طلبی کا خط روانہ کیا حمدان نے حاضری سے انکار کیا اس پر ابو ثعلب نے اپنے بھائی ابوالبرکات کو دوبارہ اپنی فوجوں کا افسر اعلیٰ مقرر کر کے حمدان کی طرف روانہ کیا حمدان نے یہ خبر پا کر رحبہ چھوڑ دیا اور بیابان کا راستہ لیا ابوالبرکات نے رحبہ پر قبضہ کر لیا اور اپنی جانب سے ایک شخص کو مامور کر کے رقہ کی طرف کوچ کیا۔ پھر رقہ سے عربان کی جانب روانہ ہوا حمدان موقع پا کر رحبہ پہنچ گیا اور بزور تیغ شہر میں گھس کر ابوثعلب کے عمال اور حکام کو مار ڈالا۔ ابوالبرکات اس واقعہ سے مطلع ہو کر لوٹ پڑا۔ ایسی چوٹ لگائی کہ گھوڑے پر سے کھینچ کر زمین پر ڈال دیا اور جھٹ پٹ مشکیں باندھ کر گرفتار کر لیا۔ زخم کاری لگا تھا اسی دن مر گیا نعش موصل لائی گئی اور وہیں اپنے باپ کے پاس دفن کیا گیا۔

ابوفراس کی معزولی: تب ابوثعلب نے بذاتہ حمدان کو ہوش میں لانے کی غرض سے تیاری کی اپنے بھائی ابوفراس محمد کو نصیبین کی حکومت پر مامور کیا پھر تھوڑے دن بعد اس وجہ سے کہ اس نے حمدان سے سازش کر لی تھی معزول کر دیا اور طلب کر کے گرفتار کر لیا بلاد موصل کے قلعہ تلاشی میں لے جا کر قید کیا اس واقعہ سے اس کے اور بھائیوں ابراہیم اور حسن پر برا اثر پڑا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ لوگ اس سے ناراض اور کشیدہ خاطر ہو کر ماہ رمضان ۳۲۳ھ میں اپنے بھائی حمدان کے پاس چلے گئے۔ ابوثعلب اس سے مطلع ہو کر ان کے سروں پر دھوکہ دینے کی غرض سے پہنچ گیا۔ ان لوگوں نے مقابلہ سے جی چرایا پھر ابراہیم اور حسن (اس کے دونوں بھائیوں) نے امن کی درخواست کی ابوثعلب نے انہیں امن دے دیا اور ان کے خبث باطنی سے مطلع ہوا حمدان کے اکثر مصاحبوں نے ان دونوں کی اتباع کی۔ حمدان منجار سے عربان واپس آیا اس اثنا میں ابوثعلب اپنے بھائیوں کے دغا اور فریب سے مطلع ہو گیا دونوں یہ خبر پا کر بھاگ گئے اس کے بعد حسن نے امن کی درخواست پیش کی اور پھر ابوثعلب کی خدمت میں لوٹ آیا۔

ابوثعلب کا رحبہ پر قبضہ: حمدان نے رحبہ میں بطور نائب اپنے غلام نجا کو مامور کر رکھا تھا نجا نے اس کے تمام اسباب اور مال وزر پر قبضہ کر کے اور سب مال لے کر حران بھاگ گیا اس وقت حران میں سلامہ برقعیدی ابوثعلب کی جانب سے امارت کر رہا تھا حمدان رحبہ کی طرف واپس ہوا اور ابوثعلب قرقیسیا چلا گیا اور وہاں پہنچ کر رحبہ کی طرف فوجیں روانہ کیں چنانچہ اس فوج نے فرات کو عبور کر کے رحبہ پر قبضہ کر لیا۔ حمدان اپنی جان بچا کر اپنے بھائی ابراہیم کے ساتھ نجار چلا گیا۔ والی سنجار نے ان دونوں کی بڑی آؤ بھگت کی یہ دونوں مدتوں وہاں ٹھہرے رہے اور ابوثعلب موصل کی جانب واپس چلا آیا یہ تمام واقعات آخر ۳۹۰ھ میں وقوع پزیر ہوئے تھے۔

عیسائیوں کا طرابلس اور حمص کا تاراج: ۲۸۵ھ میں بادشاہ روم ملک شام میں داخل ہوا کیونکہ ملک شام میں کوئی ایسا شخص اس وقت موجود نہ تھا جو اسے ترکی بہ ترکی جواب دیتا یا اس کی مدافعت کرتا جی کھول کر اطراف طرابلس کو تاخت وتاراج کیا۔ اہل طرابلس نے اپنے گورنر کو اس کے ظلم وستم کی وجہ سے رقہ کی طرف نکال دیا تھا۔ رومیوں کو موقع مل گیا۔ طرابلس میں لوٹ مار کر کے رقہ کی جانب بڑھے اور ایک طویل محاصرہ کے بعد اس پر بھی قابض ہو گئے اور اسے خاطر خواہ تاخت وتاراج کیا اس کے بعد اہل حمص نے ان عیسائیوں کے پہنچنے سے پہلے حمص خالی کر دیا تھا رومی عیسائیوں نے پہنچتے ہی اسے جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور بلاد سواحل کی طرف جھکے ان شہروں میں سے اٹھارہ شہروں پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑا اور عام طور سے قصبات اور دیہات کو پامال کیا ان واقعات سے عیسائیوں کے حوصلے بڑھ گئے کوئی ان کی روک ٹوک کرنے والا نہ تھا۔

عیسائیوں کا حلب اور انطاکیہ کا محاصرہ: تھوڑے ہی دن میں تمام بلاد ساحل اور اطراف شام میں پھیل گئے صرف معدودے چند عرب باقی رہ گئے تھے۔ جو وقتاً فوقتاً عیسائیوں کو اپنی چمکتی ہوئی تلواروں کی زیارت کرا دیتے تھے پھر والیٔ روم نے لوٹ کر حلب اور انطاکیہ کے حصار کے قصد سے فوجیں فراہم کیں مگر یہ سن کر کہ وہ لوگ پورے طور سے مقابلہ پر آئیں گے اپنے ملک کو لوٹ گیا اس کے ہمراہ مسلمان قیدیوں کا ایک بڑا گروہ تھا جو تعداد میں ایک لاکھ نفر تھے ان دنوں حلب میں قرعویہ نامی ایک شخص حکومت کر رہا تھا جو سیف الدولہ کا مولیٰ (آزاد غلام) تھا۔ اس نے عیسائیوں کے طوفان بے تمیزی کی خوب روک تھام کی انہیں ایام میں بادشاہ روم نے اپنی فوج کو شب خون مارنے کی غرض سے جزیرہ کی جانب روانہ کیا یہ فوج کفر توثا تک قتل وغارت کرتی ہوئی پہنچ گئی اور اس کے اطراف وجوانب کو جی کھول کر پامال کیا۔ ابوثعلب میں ان دشمنان اسلام کی مدافعت کی کوئی قوت ہی نہ تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرعوبہ کی خودسری: قرعوبہ سیف الدولہ کا وہی غلام ہے جس نے سیف الدولہ کی وفات کے بعد اس کے بیٹے ابوالمعالی کی حکومت کی بیعت لی تھی جب ۳۵۸ھ کا دور آیا تو قرعوبہ نے ابوالمعالی کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا اور اسے حلب سے نکال کر خود سر حکمران بن بیٹھا۔ ابوالمعالی حلب سے نکل کر حران کی طرف گیا۔ اہل حران نے بھی اسے شہر میں داخل نہ ہونے دیا تب ابوالمعالی نے میافارقین کا راستہ لیا جہاں کہ اس کی والدہ تھی۔

ابوالمعالی کی میافارقین میں آمد: ابوالمعالی کی والدہ سعید بن حمدان برادر ابوفراس کی بیٹی تھی اس سے کسی نے یہ جڑ دیا کہ ابوالمعالی تمہیں قید کرنے کے لئے آ رہا ہے اس وجہ سے اس نے بھی چند دن تک میافارقین میں ابوالمعالی کو داخل نہ ہونے دیا جب تک اسے اپنا ذاتی اطمینان نہ ہو گیا اور اس کی طرف سے اس کے خیالات تبدیل نہ ہو گئے تب اس نے ابوالمعالی کو اور جن لوگوں سے یہ خوش تھی ان کو میافارقین میں داخل ہونے کی اجازت دی رسد و غلہ کا انتظام کر دیا اور باقی ماندگان کو شہر میں داخل ہونے سے روک دیا۔

ابوالمعالی کی حماۃ کو روانگی: اس کے بعد ابوالمعالی نے جنگ قرعوبہ کی تیاری کی یہ ان دنوں حلب میں تھا اس نے حلب کی قلعہ بندی کر لی تب ابوالمعالی حماۃ چلا گیا اور وہیں قیام پزیر ہو گیا۔ حران میں اسی کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا حالانکہ اس کی طرف سے وہاں کوئی گورنر نہ تھا۔ اہل حماۃ نے مشورہ کر کے اپنے ہی لوگوں میں سے ایک شخص کو اپنا حکمران بنا لیا جو ان پر حکومت کرنے لگا۔

ابوثعلب کی روانگی میافارقین: ابوثعلب یہ سن کر کہ ابوالمعالی نے قرعوبہ حلب کی طرف بار بار جنگ کو چ کیا ہے فوجیں مسلح کر کے میافارقین کی جانب روانہ ہوا۔ سیف الدولہ کی بیوی نے ابوثعلب سے مزاحمت کی اور اس کام میں آڑے آ گئی بالآخر دونوں میں اس امر پر مصالحت ہو گئی کہ زوجہ سیف الدولہ دو لاکھ دینار ابوثعلب کو بطور تاوان یا خرچۂ جنگ ادا کرے اس کے بعد لگانے بجھانے والوں نے زوجہ سیف الدولہ سے یہ جڑ دیا کہ ابوثعلب عنقریب شہر پر قبضہ کرنے والا ہے۔ زوجہ سیف الدولہ یہ سن کر برہم ہو گئی۔ رات کے وقت اپنی فوج کو شب خون مارنے کا حکم دے دیا چنانچہ ابوثعلب کے لشکر گاہ سے بہت سا مال و اسباب لوٹ لے گئی ابوثعلب نے بمنت و خوشامد پیام بھیجا۔ زوجہ سیف الدولہ نے محض ان چیزوں کو جو اس کے سپاہی لوٹ لے گئے تھے واپس کر دیا اور ایک لاکھ درہم لے کر اس کے قیدیوں کو رہا دی پس ابوثعلب میافارقین سے واپس ہوا۔

عیسائیوں کا انطاکیہ پر قبضہ: ۳۵۹ھ میں عیسائی رومی لشکر نے انطاکیہ پر قبضہ کر لیا پہلے قلعہ لوتا پر پہنچ کر محاصرہ ڈالا۔ قلعہ ارتا انطاکیہ کے قریب ایک قلعہ تھا جس میں عیسائی رہتے تھے۔ رومی عیسائیوں نے عیسائیان لوقا سے سازش کر لی اور اس امر پر انہیں راضی کر لیا کہ انطاکیہ بھیج دیا کہ وہ انطاکیہ جلاوطن ہو کر چلے جائیں اور یہ ظاہر کریں کہ ہم لوگ رومیوں کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر اپنی عزت اور جان بچانے کے خیال سے انطاکیہ بھاگ آئے ہیں اور پھر جب رومی لشکر انطاکیہ پر حملہ آور ہو تو اندرون شہر سے عیسائی رومی لشکر کو شہر پر قبضہ دلانے میں ہاتھ بٹائیں چنانچہ اہل لوقا جلاوطن ہو کر انطاکیہ چلے گئے اور ایک پہاڑ پر جو کہ انطاکیہ سے ملا ہوا تھا مقیم ہوئے دو مہینے کے بعد یعفور والیٔ روم کا بھائی چالیس ہزار کی جمعیت سے انطاکیہ پر چڑھ آیا اور حملے شروع کر دیئے اہل لوقا نے حسب قرارداد سابق اپنی جانب سے شہر پناہ پر رومی لشکر کو قبضہ دے دیا۔ اہل انطاکیہ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امر کا احساس کر کے بدحواس ہو گئے عیسائیوں نے شہر میں گھس کر قتل و غارت گری شروع کر دی بیس ہزار مسلمانوں کو گرفتار کر کے اپنے دارالحکومت روانہ کر دیا اس کے بعد سامان جنگ درست کر کے حلب کے سر کرنے کو عیسائیوں نے قدم بڑھایا۔

عیسائیوں کا محاصرہ حلب: ان دنوں حلب میں ابوالمعالی شریف بن سیف الدولہ امیر قرعویہ اپنے باغی گورنر پر محاصرہ ڈالے ہوئے تھے یہ خبر پا کر کہ رومیوں کا ٹڈی دل لشکر حلب کی طرف آ رہا ہے حلب کو چھوڑ دیا اور ایک سنسان میدان میں گھس گیا عیسائیوں نے پہنچتے ہی شہر حلب پر قبضہ کر لیا۔ قرعویہ اور اہل شہر نے قلعہ میں جا کر پناہ لی اور دروازے بند کر لئے رومی عیسائی مدتوں قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے لڑتے رہے بالآخر قرعویہ نے بشرط ادائے خراج جو دونوں فریقوں کے درمیان طے پایا تھا مصالحت کر لی اس کے علاوہ ایک شرط یہ بھی قرار دی گئی کہ رومی عیسائی لشکر سے مضافات فرات میں رسد بہم پہنچانے میں روک ٹوک نہ کی جائے اس مصالحت میں حمص' کفرطاب' معرہ' افامیہ' شیزر اور جس قدر قلعے اور قصبے ان مقامات کے درمیان تھے داخل تھے مقامات مذکورہ بالا کے رہنے والوں نے بطور ضمانت چندروسا کو دیار رسیوں نے حلب سے اپنا محاصرہ اٹھا لیا۔ اسی اثناء میں برادر والیٔ روم نے ایک فوج عظیم ملاذکرد و مضافات صوبہ آرمینیہ کی طرف روانہ کی تھی۔ چنانچہ اس فوج نے ملاذکرد پر محاصرہ ڈالا اور بزور تیغ اسے فتح کر لیا۔ ان پیہم کامیابیوں سے اِدھر عیسائیوں کے حوصلے بڑھ گئے اُدھر ہر طرف کے سرحدی امراء اسلام عیسائیوں کے رعب سے بید کی طرح تھرا اٹھے۔

یعفور والیٔ قسطنطنیہ کا قتل: یعفور عیسائی قسطنطنیہ کا رومی بادشاہ تھا یہ وہی قسطنطنیہ ہے جو اس وقت سلاطین عثمانیہ کے قبضہ و تصرف میں ہے جو شخص اس شہر کا والی ہوتا تھا وہ دمستق کہلاتا تھا۔ یعفور بھی دمستق تھا خاندان شاہی سے نہ تھا یہ نہایت متعصب اور مسلمانوں کا جانی دشمن تھا۔ اس نے حلب پر زمانہ سیف الدولہ میں قبضہ حاصل کر لیا تھا طرسوس آرمینیہ اور عین زربہ کے پہاڑوں پر اپنی فتح یابی کا جھنڈا گاڑا تھا اس نے بادشاہ قسطنطنیہ کو جو اس سے پیشتر تھا قتل کر کے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور اس کی بیوی سے شادی کر لی مقتول بادشاہ قسطنطنیہ کے نطفہ سے اس بیگم کے دو بیٹے تھے قسطنطنیہ کی عنان حکومت پر قبضہ کرنے کے بعد بلاد اسلامیہ پر ظلم و ستم کا ہاتھ بڑھایا تمام سرحد شام اور جزیرہ کو تہ و بالا کر دیا۔ امرائے اسلام اس کے نام سے ڈرنے لگے اور انہیں اپنے ملک کے بچانے کی فکر پڑ گئی چند روز بعد اس نے ان دونوں لڑکوں کو جو بادشاہ مقتول کی نسل سے تھے خصی کروانے کا قصد کیا تاکہ ان کی آئندہ نسل منقطع ہو جائے اور کوئی شخص بھی ان کے لڑکوں میں سے مزاحمت کرنے والا نہ رہ جائے اتفاق سے اس قصد سے ان دونوں کی ماں مطلع ہو گئی شمشیق دمستق اس راز سے آگاہ کیا اور یعفور کے قتل میں اس سے سازش کی چنانچہ اس نے اسے ایک روز رات کے وقت بارحیات سے سبکدوش کر دیا۔

یعفور کا باپ مسلمان تھا۔ طرسوس کا رہنے والا تھا ابن عطاس کے نام سے معروف تھا۔ اللہ جانے کیا دل میں آئی کہ عیسائی ہو گیا اور قسطنطنیہ چلا گیا۔ ترقی کرتے بادشاہ ہو گیا اور اس کا ایسا دور دورہ ہوا کہ باید و شاید یہ بہت بڑی غلطی ہے عقلاء کی' اس کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہئے' مناسب یہ ہے کہ جو شخص بازاری ہو اور بے اصل و بے خانماں ہوئے اور خاندان کے نسب سے بعید ہو اسے اس درجہ پر نہ پہنچنے دینا چاہئے اس مضمون کو مقدمۃ الکتاب میں کافی اور معقول طور سے بیان کر آئے ہیں۔

ابوثعلب کا حران پر قبضہ: نصف ۳۵۹ھ میں ابوثعلب نے حران پر قبضہ کیا تقریباً ایک ماہ کامل محاصرہ کئے رہا بالآخر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل حران سے دو شخص شب کے وقت ابوثعلب کے پاس مصالحت کرنے کے لئے آئے اور تمام اہل شہر کے لئے امان حاصل کر کے واپس چلے گئے اہل شہر کو یہ خبر معلوم ہوئی تو بگڑ گئے جنگ پر آمادہ و مستعد ہو گئے مگر پھر سوچ سمجھ کر مصالحت پر متفق ہوئے اور ابوثعلب کی خدمت میں حاضر ہو کر اطاعت اور فرمانبرداری کی قسمیں کھائیں چنانچہ ابوثعلب اپنے بھائیوں اور ہمراہیوں کے ساتھ نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے شہر گیا اور بعد نماز جمعہ پھر اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا سلامت برقعیدی کو جو اصحاب بنی حمدان میں ایک نامور شخص تھا حران کا گورنر مقرر کیا اس اثناء میں یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ بنونمیز نے اطراف موصل میں غارت گری اور قتل کا ہنگامہ برپا کر رکھا ہے اور وہاں کے گورنر برقعیدی کو قتل کر ڈالا ہے فوراً سامان سفر و جنگ درست کر کے نہایت تیزی سے موصل کی جانب چلا۔

قرعویہ اور ابوالمعالی کی مصالحت: ہم اوپر ۳۵۸ھ میں قرعویہ کی خودسری حکومت حلب اور ابومعالی بن سیف الدولہ کے وہاں سے نکل آنے کا تذکرہ تحریر کر آئے ہیں اور یہ بھی بیان کر آئے ہیں کہ ابوالمعالی حلب سے نکل کر اپنی ماں کے پاس میافارقین چلا آیا تھا اس کا بعد قرعویہ سے جنگ کرنے اور اس پر محاصرہ ڈالنے کی غرض سے حلب کی طرف واپس ہوا پھر لوٹ کر حمص آیا اور وہیں قیام پزیر ہوا۔ تھوڑے دن بعد قرعویہ اور ابوالمعالی میں اس طرح مصالحت ہو گئی کہ قرعویہ حلب میں اس کے نام کا خطبہ پڑھے اور دونوں معز علوی والی مصر کے علم خلافت کے مطیع و منقاد رہیں۔

رومیوں کا بلاد جزیرہ پر حملہ: ۳۶۱ھ میں دمستق ایک عظیم فوج لے کر جزیرہ کی جانب بڑھا الرہا اور اس کے قرب و جوار کو تاخت و تاراج کر کے اطراف جزیرہ پر ہاتھ مارا لوٹ مارا کرتا ہوا نصیبین تک پہنچا جی کھول کر اسے پامال کیا پھر دیار بکر کی طرف قدم بڑھایا یہاں بھی وہی ظلم و ستم کا رویہ اختیار کیا ابوثعلب میں اس قدر دم خم نہ تھا کہ اس طوفان بے تمیزی کی روک تھام کر سکتا مجبوراً بہت سا مال و زر عیسائیوں کو دے کر ان کو اپنے حملوں سے بچا لیا باشندگان دیار بکار کا ایک گروہ فریاد و واویلا و امصیبتا کا شور مچاتا ہوا بغداد پہنچا جامع مسجدوں اور عام گزرگاہوں پر بیٹھ کر عیسائیوں کے ظلم و ستم اور مسلمانوں کی بے حرمتی کو بیان کرنے اور ان لوگوں کو انجام کار اور عواقب امور سے ڈرانے لگے۔

اہل بغداد کا احتجاج: اہل بغداد بھی ان کے ساتھ شریک ہو گئے اور سب کے سب محلسرائے خلافت کی طرف چلے خلیفہ طائع اللہ نے یہ خبر پا کر دروازے بند کرا دیئے ان لوگوں نے برا بھلا کہنا شروع کیا اہل بغداد کے چندرؤسا بختیار کے پاس پہنچے اس وقت وہ اطراف کوفہ میں گیا ہوا تھا ان لوگوں نے بختیار سے جا کر رومیوں کی شکایت کی مسلمانوں کی بے حرمتی کے واقعات بتلائے بختیار نے ان لوگوں سے رومیوں پر جہاد کرنے کا وعدہ کیا ادھر اپنے حاجب سبکتگین کے نام فوجوں کی تیاری کا فرمان روانہ کیا اور یہ تحریر کیا کہ عام منادی کرا دی جائے کہ ہر شخص کو اس مہم میں شریک ہونا ہوگا اُدھر ابوثعلب بن حمدان کو ارادۂ جہاد سے مطلع کر کے رسد و غلہ اور فوجی سامان مہیا رکھنے کو لکھ بھیجا چونکہ عوام الناس کا جم غفیر جہاد میں شریک ہونے کی غرض سے جمع ہو گیا تھا اس وجہ سے بغداد میں ہنگامہ برپا ہو گیا جدال و قتال کی نوبت پہنچ گئی لوٹ مار اور غارت گری شروع ہو گئی۔

دمستق کی شکست و گرفتاری: دیار مضر اور جزیرہ میں قتل و غارت گری سے دمستق کے حوصلے بڑھ گئے فتح آمد کی طمع دامنگیر ہو گئی۔ ابوثعلب فوجیں مرتب کر کے اس کی روک تھام کے لئے بڑھا اس اثناء میں اس کا بھائی ابوالقاسم ہبۃ اللہ بھی آ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنچا۔ دونوں بالاتفاق دمستق سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوئے ماہ رمضان ۳۶۲ھ میں معرکہ آرائی کی نوبت آئی۔ باوجودیکہ عیسائیوں کی تعداد زیادہ تھی مگر ان کا لشکر گاہ کچھ ایسے موقع پر تھا کہ سواروں کی فوج مطلق بیکار ہوگئی اور وہ لوگ جنگ پر تیار بھی نہ تھے خواہ مخواہ انہیں شکست اٹھانا پڑی دمستق کو گرفتار کرلیا گیا اسی زمانے سے دمشتق ابوثغلب کے پاس محبوس اور نظر بند رہا یہاں تک کہ ۳۶۳ھ میں علیل ہوا علاج میں بے حد کوشش کی گئی متعدد طبیب جمع کئے گئے مگر کچھ نفع محسوس نہ ہوا اور مر گیا۔

بختیار کا موصل پر قبضہ: ابوثغلب اور اس کے بھائیوں حمدان اور ابراہیم کی لڑائیوں اور مناقشہ کے واقعات آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اور یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ دونوں موخر الذکر بختیار بن معز الدولہ کی خدمت میں ابوثغلب کی شکایت کرنے کے لئے حاضر ہوئے تھے اس کے مقابلہ میں بختیار سے امداد کی درخواست کی تھی چنانچہ بختیار نے امداد کا وعدہ کیا مگر بطیحہ وغیرہ کے واقعات کچھ ایسے پیش آ گئے جس سے بختیار ان کی امداد نہ کر سکا ان دونوں آدمیوں پر بختیار کا دیر کرنا شاق گزرا۔ ابراہیم تو بھاگ کر اپنے بھائی ابوثغلب کے پاس چلا آیا اس کے بعد بختیار کو ان واقعات سے فراغت حاصل ہوگئی۔ موصل کے قبضہ کا خیال پیدا ہوا۔ اس کے وزیر ابن بقیہ نے اس وجہ سے کہ ابوثغلب نے تحریر میں اس کے آداب وخطاب کا لحاظ نہ کیا تھا موقع پا کر زد دے دیا اس لئے بختیار نے موصل کی جانب کوچ کر دیا ماہ ربیع الآخر ۳۶۳ھ میں موصل کے قریب پہنچا۔

ابوثغلب کی روانگی بغداد: ابوثغلب یہ خبر پا کر سنجار چلا گیا اور موصل کو رسد وغلہ اور شاہی دفاتر سے خالی کر دیا بختیار نے موصل پر قبضہ کر لیا اور ابوثغلب نے بختیار کے بعد ہی بغداد کی جانب کوچ کیا اگرچہ اثناء راہ اور سواد بغداد میں کسی قسم کی غارت گری اور لوٹ مار نہ کی مگر اہل بغداد برسر مقابلہ آئے اور اس سے معرکہ آرا ہوئے اس سے عوام الناس میں فتنہ وفساد کی آگ بھڑکی جو ابوثغلب اور اس کے ہمراہیوں کے دلی مقاصد حاصل کرنے میں سد راہ اور مزاحم ہوگئی علی الخصوص بغداد کے غربی حصہ میں بہت بڑا ہنگامہ برپا ہو گیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر بختیار کے کانوں تک پہنچی فوراً اپنے وزیر ابن بقیہ اور سبکتگین کو بغداد کی طرف روانہ کیا ابن بقیہ تو بغداد میں داخل ہوگیا۔

ابوثغلب کی مراجعت موصل: باقی رہا سبکتگین وہ بغداد کے باہر ایک میدان میں رک رہا۔ ان لوگوں کے پہنچ جانے سے ابوثغلب بغداد میں داخل نہ ہو سکا معمولی طور سے لڑائی کا سلسلہ جاری رکھا اور در پردہ سبکتگین کی بغاوت اور حکومت وسلطنت پر قابض ہو جانے کی تحریک اور ترغیب دیتا رہا مگر سبکتگین نے اسے پسند نہ کیا تب ابوثغلب بغداد سے موصل کی جانب واپس ہوا اور وزیر ابن بقیہ سبکتگین کے پاس آیا اور سبکتگین کے صلاح ومشورہ سے ابوثغلب سے مصالحت کا نامہ وپیام شروع کیا شرائط صلح یہ قرار پائے کہ ابوثغلب بختیار کو خرچہ سفر وجنگ ادا کرے اور اپنے بھائی حمدان کو اس کے تمام مقبوضات باستثناء ماردین واپس دے دیئے جائیں شرائط صلح طے ہونے کے بعد بختیار کو بذریعہ تحریر مطلع کیا چنانچہ بختیار نے تحریر صلح نامہ کے بعد موصل سے اپنا قبضہ اٹھا لیا اور ابوثغلب موصل کی طرف روانہ ہوا ابن بقیہ نے لوگوں کو بختیار کے پاس چلے جانے کی رائے دی تھی مگر اس نے سماعت نہ کی اور کچھ سوچ سمجھ کر کوچ کر دیا چونکہ اہل موصل کو بختیار کی ظالمانہ حرکات سے بے حد تکالیف کا سامنا کرنا پڑا تھا اس وجہ سے ابوثغلب کی آمد کی اطلاع سن کر ان لوگوں سے مسرت ظاہر کی اور بختیار کے جانے پر شکر گزار ہوئے۔

ابوثغلب اور بختیار کی مصالحت: ابوثغلب نے بختیار سے شاہی خطاب اختیار کرنے اور تاوان جنگ کی معافی کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درخواست کی بختیار نے نہایت خندہ پیشانی سے اسے منظور کرلیا اور سامان سفر درست کر کے موصل سے بغداد روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ ابوثغلب نے پھر بدعہدی کی ہے اور بعض اراکین دولت بختیار یہ کو جو کہ اپنے اہل وعیال کے لانے کی غرض سے موصل لوٹ گئے تھے قتل کر ڈالا ہے یہ خبر سنتے ہی پاؤں تلے سے زمین نکل گئی بے حد صدمہ ہوا اسی مقام پر قیام کر کے ابن بقیہ اور سبکتگین کو مع افواج کے طلبی کا خط روانہ کیا اور جب وہ لوگ آ گئے تو سب کے سب پھر موصل کی جانب لوٹ کھڑے ہوئے ابوثغلب نے یہ خبر پا کر موصل کو خالی کر دیا اور اپنے مصاحبوں اور مشیروں سے معذرت کرنے اور اس خبر کی تردید کرنے کے لئے بختیار کی خدمت میں روانہ کیا چنانچہ شریف احمد موسوی نے ابوثغلب کی جانب سے شرائط صلح کی پابندی کا حلف اٹھایا اس سے پھر بدستور مصالحت ہوگئی تب بختیار بغداد کی جانب واپس ہوا اور واپسی سے پہلے اپنی بیٹی کو ابو ثغلب کی درخواست پر جہیز دے کر رخصت کر دیا بختیار نے ان واقعات سے اپنی بیٹی کا عقد ابوثغلب سے کر دیا تھا۔

ابوالمعالی کا محاصرۂ حلب: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ قرعویہ جو کہ ابوالمعالی کے باپ (سیف الدولہ) کا خادم تھا ابوالمعالی پر غالب ہوگیا تھا اور ابوالمعالی کو ۳۵۷ھ میں حلب سے نکال کر خود حکمران بن بیٹھا تھا ابوالمعالی اپنی والدہ کے پاس میافارقین چلا گیا تھا پھر میافارقین سے اپنی والدہ کے ہمراہ حماۃ میں جا کر مقیم ہوا تھا ان دنوں رومیوں نے اس حمص کو امان دے دی تھی جس سے اس کی آبادی بڑھ گئی تھی قرعویہ نے حلب میں اپنے خادم کجکو رکو اپنی نیابت پر مامور کیا تھا اس نے اپنی قوت بڑھا کر چاہ کندہ را چاہ درپیش قرعویہ کو قلعہ حلب میں قید کر دیا اور دو برس تک حکومت کرتا رہا۔ قرعویہ کے اراکین و مصاحبین نے ان واقعات سے ابوالمعالی کو مطلع کیا اور حلب پر قبضہ کی درخواست کی چنانچہ ابوالمعالی فوجیں تیار کر کے حلب پر آ پہنچا چار ماہ کامل محاصرہ کئے ہوئے لڑتا رہا بالآخر اسے بزور تیغ فتح کرلیا اور اس کا مالی اور فوجی انتظام درست کر کے عمارتیں بنوائیں حتیٰ کہ حکومت دمشق پر منتقل ہوا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

حمدان بن ناصر الدولہ کی اسیری: جس وقت عضد الدولہ بن بویہ نے دارالخلافت بغداد پر قبضہ کرلیا اور اس کے برادر عم زاد (معز الدولہ) بختیار کو شکست ہوئی اس وقت بختیار معدودے چند آدمیوں کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوا حمدان بن ناصر الدولہ برادر ابوثغلب عضد الدولہ کے ہمرکاب تھا۔ اس نے شام کی بجائے موصل پر پہلے قبضہ کر لینے کی ترغیب دی اگرچہ اس سے پہلے عضد الدولہ نے مراسم اتحاد قائم ہونے کے باعث ابوثغلب سے معترض نہ ہونے کا عہد و پیمان کرلیا تھا مگر حمدان کی ترغیب سے اس عہد و پیمان کو بالائے طاق رکھ کر موصل کی طرف قدم بڑھایا جس وقت تکریت کے قریب پہنچا ابوثغلب کے سفراء پیام صلح اور اظہار دوستی کی غرض سے حاضر ہوئے اور یہ ظاہر کیا کہ آپ بنفس نفیس مع اپنی فوج کے ساتھ تشریف لے چلئے ہم ہر طرح سے آپ کے معین و مددگار ہیں مگر شرط یہ ہے کہ ہمارے بھائی حمدان کو ہمارے حوالہ فرما دیجئے چنانچہ عضد الدولہ نے حمدان کو ابوثغلب کے سفیروں کے حوالہ کر دیا۔ ابوثغلب نے اسے جیل میں ڈال دیا۔

عضد الدولہ بن بویہ کا موصل پر قبضہ: بختیار نے شکست کے بعد اپنی گئی ہوئی حالت کو درست کیا اور تیاری کر کے حدیثہ کی جانب کوچ کیا ابوثغلب سے ملاقات کی اور اس کے ساتھ ساتھ بیس ہزار جنگ آوروں کی جمعیت سے عراق کی طرف بڑھا عضد الدولہ بھی اس خبر سے مطلع ہو کر ان دونوں پر حملہ آور ہوا ماہ شوال ۳۶۰ھ میں فریقین کی طرف تکریت میں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معرکہ آرائی ہوئی عضد الدولہ نے اپنے دونوں حریفوں کو شکست دے دی۔ اثناء دار و گیر میں بختیار مارا گیا اور ابوثغلب جان بچا کر موصل کی طرف بھاگا عضد الدولہ نے تعاقب کیا چنانچہ ماہ ذی قعدہ میں سنہ مذکور میں موصل پر قبضہ کر لیا۔ قیام پزیر ہونے کے خیال سے رسد و غلہ کافی مقدار سے اپنے ہمراہ لایا تھا۔

ابوثغلب کا تعاقب: پس موصل میں قیام کر کے ابوثغلب کی جستجو اور تلاش میں متعدد سردار روانہ کئے انہی سرایا کے ساتھ مرزبان بن بختیار اور اس کے ماموں اسحاق و ظاہر پسران معز الدولہ اور ان کی والدہ بھی تھی اسی غرض کے حاصل کرنے کے لئے اس کے ہمراہیوں میں سے ابوالوفا ظاہر بن اسماعیل اور ابو طاہر طغان اس کا حاجب جزیرہ ابن عمر کی جانب گیا تھا۔ ابو ثغلب پہلے نصیبین گیا پھر نصیبین سے میافارقین چلا آیا اور وہیں قیام پزیر ہو گیا جب اسے یہ خبر لگی کہ ابوالوفا میری جستجو اور تلاش میں آ رہا ہے تو میافارقین کو خیر باد کہہ کر تدلیس کا راستہ لیا۔ اس کے بعد ابوالوفا وارد میافارقین ہوا۔ اہل میافارقین نے شہر میں داخل ہونے سے روک دیا۔ ابوالوفا نے میافارقین کو بحالہ چھوڑ کر ابوثغلب کی جستجو میں کوچ کیا ابوثغلب اس سے مطلع ہو کر اردن روم سے نکل کر حسینہ (مضافات جزیرہ) کی طرف آیا پھر حسینہ سے قلعہ کواسی جانب گیا اور وہاں سے اپنے مال و اسباب اور ذخیرہ کو منتقل کر کے واپس ہوا۔ ابوالوفا بھی لوٹ کر میافارقین آیا اور اس پر محاصرہ ڈال دیا۔

ابوثغلب اور عیسائی فرمانروا ورد: عضد الدولہ کو ابوثغلب کے قلعوں کی طرف آنے کی خبر لگ گئی تھی اس وجہ سے فوجیں آراستہ کر کے ان قلعوں کی طرف آیا مگر ابوثغلب ہاتھ نہ لگا۔ اس کے بہت سے ہمراہیوں نے عضد الدولہ سے امان حاصل کر لی عضد الدولہ مجبوراً موصل لوٹ آیا اور اپنے ایک سپہ سالار طغان نامی کو تدلیس کی طرف روانہ کیا ابوثغلب یہ خبر پا کر بھاگ گیا اور اس کے بادشاہ وردروی کے پاس چال گیا چونکہ وردروی اپنے شہنشاہ سے حکومت و سلطنت کی بابت لڑ رہا تھا اس وجہ سے ابوثغلب کے آنے کو ورد نے غنیمت شمار کر کے بے اظہار اتحاد کیا ابوثغلب نے اس خیال سے کہ اس کے ذریعہ سے اپنے اغراض کے حاصل کرنے میں آسانی ہوگی رشتہ مصاہرت قائم کر لیا۔ عضد الدولہ کا لشکر اس نقل و حرکت کے زمانہ میں ابوثغلب کے تعاقب میں تھا اتفاق سے اس لشکر کی ابوثغلب سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ اس نے اسے شکست دے دی اور نہایت سختی سے پامال کیا بقیۃ السیف نے قلعہ زیادمیں جو کہ خرت برت کے نام سے موسوم تھا پناہ لی اور ورد کے پاس امداد کا پیام بھیجا ورد نے معذرت کی کہ میں ان دنوں اپنے بادشاہ سے حکومت و ریاست کی بابت لڑ جھگڑ رہا ہوں آئندہ بشرط فراغت و کامیابی مدد کروں گا مگر خوش قسمتی سے بجائے کامیابی کے ورد کو بادشاہ روم کے مقابلہ میں شکست ہوئی ابوثغلب اس کی مدد سے نا اُمید ہو کر بلاد اسلامیہ کی جانب واپس آیا اور آمد میں پہنچ کر قیام پزیر ہو گیا۔ تا آنکہ میافارقین کے حالات کی خبر گوش گزار ہوئی۔

ابوالوفا کا میافارقین پر قبضہ: ابوالوفا نے ابوثغلب کے تعاقب سے واپس ہو کر میافارقین کا محاصرہ کر لیا تھا ان دنوں ہزارمرد اس کا والی تھا اس نے نہایت حزم و احتیاط سے شہر کی حفاظت کی اور کمال مردانگی سے تین ماہ کامل ابوالوفا کی مدافعت کرتا رہا۔ اس کے بعد اسی زمانہ میں راہی ملک عدم ہو گیا ابوثغلب نے اس کی جگہ حدانیہ غلاموں میں سے مونس نامی ایک آزاد غلام کو میافارقین کی حکومت پر مامور کیا ابوالوفا نے سرداران شہر سے سازش کی کوشش کی چنانچہ وہ ابوالوفا کی جانب مائل ہو گئے ابوالوفا نے اور لوگوں کو ملانے جلانے کی غرض سے چند آدمیوں کو ان سرداروں کے پاس روانہ کیا جنہوں نے اس سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سازش کر لی تھی ۔مونس کو اس کی خبر لگ گئی مگر ان لوگوں کی مخالفت نہ کر سکا گردن اطاعت جھکا دی اور امن کا خواستگار ہوا ابوالوفا نے کامیابی کے ساتھ شہر پر قبضہ کر لیا۔

عضد الدولہ کا دیار مضر پر قبضہ: زمانہ محاصرہ میافارقین میں ابوالوفاء نے میافارقین کے تمام قلعوں کو بزور تیغ فتح کر لیا تھا اس وجہ سے اسے تمام دیار بکر پر قبضہ کر لینے کا خاصہ موقع مل گیا۔ ابوثغلب کے رفیقوں اور عمال نے اس سے امن کی درخواست کی ابوالوفا نے ان لوگوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کئے اور موصل کی جانب واپس ہوا۔ رفتہ رفتہ جبکہ ابوالثغلب دارالحرب سے واپس آ رہا تھا واقعات کی خبر اس کے کانوں تک پہنچی۔ رحبہ کا قصد کیا اور عضد الدولہ کی خدمت میں امداد و اعانت کا پیام بھیجا عضد الدولہ نے بہ شرط حاضری اس درخواست کو منظور کیا ابوثغلب نے اس سے انکار کیا تب عضد الدولہ نے دیار مضر پر قبضہ کر لیا۔ ابوثغلب کی جانب سے اس ملک پر سلامہ برقعیدی جو کہ بنی حمدان کے بہت بڑے رفیقوں سے تھا مامور تھا ابوالمعالی بن سیف الدولہ نے حلب سے ایک فوج اس کے سر کرنے کے لئے روانہ کی تھی۔ سلامہ نے سینہ سپر ہو کر اس فوج سے مقابلہ کیا مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں ابوالمعالی عضد الدولہ کے پاس مصالحت کا پیام لے کر حاضر ہوا۔ عضد الدولہ نے نقیب ابوحمد موسوی کو سلامہ برقعیدی کے پاس روانہ کیا چنانچہ متعدد لڑائیوں کے بعد سلامہ نے شہر کو اس کے حوالہ کر دیا اور رقہ کو اپنے لئے اس سے لے لیا باقی ماندہ شہروں کو سعد الدولہ کو دے دیا۔ اسی زمانہ سے یہ ملک اس کے قبضہ میں چلا گیا۔

عضد الدولہ کا رحبہ پر قبضہ: ان واقعات کے بعد عضد الدولہ نے رحبہ پر بھی قبضہ کر لیا اور آہستہ آہستہ اس کے تمام قلعوں پر قابض ہو گیا اور اپنی جانب سے ابوالوفا کو موصل پر مامور کر کے ماہ ذی ۳۶۵ھ میں بغداد کی جانب واپس ہوا۔ اس کے بعد عضد الدولہ نے ایک عظیم فوج کو اکراد ہکاریہ کے سر کرنے کے لئے صوبجات موصل کی طرف روانہ کیا۔ اس فوج نے ان لوگوں کا محاصرہ کیا لڑائیاں ہوئیں بالآخر ان لوگوں نے اطاعت قبول کی اور اپنے قلعوں کو ان کے حوالے کر دیا ان لوگوں نے موصل میں قیام اختیار کیا۔ اتفاق سے ان کے شہروں کے درمیان برف بکثرت پڑا جس سے وہ لوگ اپنے شہروں کی طرف واپس نہ ہو سکے اکراد ہکاریہ کو موقع مل گیا اس فوج کے سپہ سالار کو قتل کر کے موصل کی راہ میں صلیب پر چڑھا دیا۔

ابوثغلب کا دمشق پر محاصرہ: ابوثغلب بن حمدان کو عضد الدولہ کی اصلاح اور موصل کی جانب واپس ہونے سے نا اُمیدی اس وقت اس نے شام کا راستہ لیا ان دنوں دمشق کی حکومت پر قسام (عزیز علوی حاکم مصر کا ایلچی) حکومت کر رہا تھا۔ قسام نے افتکین کے بعد دمشق پر قبضہ کیا تھا اس واقعہ کو کہ کیونکر افتکین نے دمشق پر قبضہ حاصل کیا اور افتکین کے بعد قسام کیسے مالک و متصرف ہوا ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ الغرض قسام کے ابوثغلب کی آمد کی خبر خائف و ترساں ہو کر اسے شہر میں داخل ہونے سے روک دیا۔ چنانچہ ابوثغلب شہر سے باہر قیام پزیر ہوا اور عزیز علوی والی مصر کو اس واقعہ سے مطلع کر کے امداد کا خواستگار ہوا۔ تھوڑے دن بعد یہ خبر آئی کہ عزیز نے امداد دینے کی غرض سے اپنے پاس بلایا ہے۔ ابوثغلب یہ سن کر طبریہ کی جانب روانہ ہو گیا روانگی سے پیشتر قسام سے اور اس سے چند لڑائیاں بھی ہوئی تھیں اس کے بعد فضل عزیز علوی کی طرف سے قسام کی جنگ کرنے اور اس پر دمشق میں محاصرہ ڈالنے کے لئے آ پہنچا فضل عزیز علوی اور ابوثغلب سے طبریہ میں ملاقات ہوئی عزیز علوی کی طرف سے ہر طرح کی امداد کا وعدہ کیا گیا۔ ابوثغلب نے اس کے ہمراہ دمشق چلنے پر مستعدی ظاہر کی چونکہ ابوثغلب اور قسام سے دو دو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاتھ چل گیا تھی اس وجہ سے فضل نے ابوثعلب کو اس ارادہ سے باز رکھا مگر پھر بھی فضل اپنے ارادوں میں کامیاب نہ ہوا نرمی اور مصالحت سے کام نہ چلا قسام اور فضل سے ان بن ہوگئی نظام نے فضل کو دمشق سے نکال باہر کیا۔

ابوثعلب بن حمدان کا قتل: اس کے بعد ابوثعلب نے بنوعقیل کو جمع کر کے ماہ محرم ۳۹۹ھ میں رملہ پر چڑھائی کی فضل اور دغفل[1] نے اس خیال سے وخوف سے کہ مبادا ابوثعلب کی قوت بڑھ جائے متفق ہو کر ابوثعلب سے مقابلہ کیا بنوعقیل میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے صرف سات غلاموں کی ایک چھوٹی سی جماعت باقی رہ گئی جس میں کچھ اس کے باپ کے غلام تھے بدرجہ مجبوری ابوثعلب کو بھی بھاگنا پڑا طلب نے تعاقب کیا ابوثعلب کی غیرت وجرأت نے روک کر جنگ پر آمادہ کر دیا۔ چنانچہ ابوثعلب تن تنہا کھڑا ہو گیا اور لڑنے لگا۔ طلب نے ابوثعلب کے سر پر ایک گہری چوٹ رسید کی جس سے چکر کھا کے ابوثعلب زمین پر گر پڑا طلب نے اس کی مشکیں باندھ لیں اور گرفتار کئے ہوئے دغفل کے پاس لے آیا فضل کی یہ رائے ہوئی کہ ابوثعلب پابہ زنجیر عزیز علوی کے پاس بھیج دیا جائے دغفل نے اس خوف سے کہ مبادا عزیز اسے اپنا دایاں بازو نہ بنا لے جیسا کہ افتکین کو بنا لیا تھا قتل کر ڈالا اور فضل نے سر اتار کر مصر روانہ کر دیا۔ بنوعقیل نے اس کی بہن جمیلہ اور اس کی بہن بنت سیف الدولہ کو ابوالمعالی کے پاس حلب بھیج دیا ابوالمعالی نے جمیلہ کو موصل روانہ کر دیا ابوالوفا والیٔ موصل نے عضد الدولہ کے پاس بغداد بھیج دیا یہ بغداد میں عضد الدولہ کی محفل سرائے کے ایک حجرہ میں قید کر دی گئی۔

ابن ستمشیق کا طرابلس کا محاصرہ: ارمانوس والیٔ روم بوقت وفات دو چھوٹے چھوٹے لڑکے چھوڑ گیا تھا ان میں سے ایک کا نام لیبل تھا دوسرے کا قسطنطین اپنے باپ کی وفات کے بعد دونوں متفق ہو کر حکمرانی کرنے لگے۔ اس اثناء میں دمستق یعفور بلاد اسلامیہ کو تہ و بالا کر کے واپس آیا۔ رومیوں نے جمع ہو کر ارمانوس کے دونوں لڑکوں کی نیابت پر اسے مامور کیا ان دونوں کی ماں نے ابن ستمشیق کو یعفور دمستق کے قتل کی ترغیب دی اور اسے یعفور کے قتل کے بعد اس کی جگہ عہدہ دینے کا وعدہ کیا چنانچہ ابن ستمشیق نے یعفور کو قتل کر کے اس کے بھائی لادون اور بھتیجے ودریس بن لادون کو گرفتار کر کے کسی قلعہ میں قید کر دیا اور عہد دمستق سے سرفراز ہو کر فوجیں آراستہ کر کے بلاد شام کی طرف چلا اور نہایت سختی سے پامال کرتا ہوا طرابلس پہنچا اور اس پر محاصرہ ڈال دیا۔

ابوثعلب اور ورد کا اتحاد: موجود حکمرانان روم کی ماں کا ایک خصوصی بھائی تھا جو ان دنوں وزارت کے عہدہ سے ممتاز تھا اس نے ایک شخص کو ابن ستمشیق کو زہر کھلانے پر مامور کیا زہر کھلانے کے بعد ابن ستمشیق کو امر کا احساس ہوا محاصرہ اٹھا کر قسطنطنیہ کی جانب نہایت تیزی سے کوچ کیا مگر اثناء راہ میں مر گیا۔ بطریقوں اور سپہ سالاروں میں سے ایک شخص وردبن منیر نامی اس کے ہمراہ تھا اس کے مرنے پر ورد کو حکومت وسلطنت کی طمع دامن گیر ہوئی ابوثعلب سے خط وکتابت کر کے رستم اتحاد قائم کی اور اسے اپنا داماد بنا کر اپنا ہمدرد ومعاون بنا لیا پھر کیا تھا سرحدی مسلمانوں سے ایک بڑی فوج مرتب کر کے ملک روم پر چڑھائی کر دی۔ رومی حکمرانوں نے مقابلہ پر فوجیں روانہ کیں وردان کو شکست پر شکست دیتا گیا رومی حکمران کو بے حد خطرہ پیدا ہوا باہم مشورہ کر کے ودریس بن لادون کو قید کی تکلیف سے نجات دے کر ایک بڑی فوج کی افسری کے ساتھ ورد کے سر

---

[1] سرسہ علوی حاکم مصر کا ایک سپہ سالار تھا جو اطراف وبلاد میں زیر حکومت عزیز علوی حکمرانی کر رہا تھا مگر اس کے احکام کا پابند نہ تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کے لئے روانہ کیا اور وردریس میں گھمسان کی لڑائیاں ہوئیں بے حد خونریزی ہوئی فریقین کے ہزارہا آدمی کام آ گئے بالآخر وردکو شکست ہوئی ۳۶۹ھ میں شکست کھا کر دیار بکر کی جانب بھاگا میافارقین کے قریب پہنچ کر قیام پزیر ہوا اور اپنے بھائی کو عضدالدولہ کی خدمت میں امداد کی درخواست لے کر روانہ کیا۔

وردکی گرفتاری و رہائی: انہی دنوں دونوں حکمرانان قسطنطنیہ نے عضدالدولہ کے پاس پیام بھیجا عضدالدولہ ان دونوں کی جانب مائل ہوگیا اور وردداور اس کے ہمراہیوں کی گرفتاری کا حکم دے دیا چنانچہ ابوعلی تمیمی والیٔ دیار بکر نے وردکو اس کے بھائی اور ہمراہیوں کے ساتھ گرفتار کر کے میافارقین کے جیل میں ڈال دیا۔ کچھ روز بعد پابہ زنجیر روانہ کر دیا مدتوں یہاں بھی قید رہا حتیٰ کہ ان کو بہاالدولہ بن عضدالدولہ نے ۳۷۵ھ میں اس شرط سے رہا کیا (۱) یہ کہ مسلمان قیدیوں کو اپنی رہائی کے عوض رہا کر دے (۲) یہ کہ سات قلعے معہ جملہ مال واسباب ومضافات کے مسلمانوں کے حوالے کرے (۳) یہ کہ آئندہ تا زندگی بلاد اسلامیہ میں سے کسی طرح متعرض نہ ہو۔ وردنے ان شرائط کو قبول کیا سامان سفر درست کر کے روانہ ہوا۔

وردکا محاصرہ قسطنطنیہ: اثناءراہ میں ملیطہ پر قبضہ وتصرف حاصل کیا ملیطہ کے سامانِ جنگ وجدل کی وجہ سے اس کی قوت میں نمایاں ترقی ہوگئی وردلیس بن الودن نے گھبرا کر اس شرط سے کہ قسطنطنیہ اور اس کا شمالی حصہ خلیج تک اس کے قبضے میں رہے۔ باقی پر وردقابض ہو مصالحت کی درخواست پیش کی۔ وردنے اس پر کچھ توجہ نہ کی اور قسطنطنیہ کا محاصرہ کر لیا اس وقت قسطنطنیہ میں دونوں بادشاہ پسران ارمانوس والیٔ قسطنطنیہ موجود تھے ان دونوں بادشاہوں کا نام یسیل اور قسطنطین تھا ان دونوں نے وردکی خودمختار حکومت تسلیم کر لی وردکا غصہ فرو ہوگیا اس کے بعد قسطنطین مرگیا۔ یسیل تن تنہا حکمرانی کرنے لگا بہت دن تک اس نے حکمرانی کی بلغار (بلگیریا) سے پینتیس سال لڑتا رہا آخر کار ان پر اسے فتح حاصل ہوئی اور اس نے بلغار کو انکے ملک اور وطن سے نکال باہر کر کے رومیوں کو وہاں لے جا کر پڑاؤ کیا۔

بکجور کا امارت دمشق پر تقرر: ہم اوپر ابوالمعالی بن سیف الدولہ کی جانب سے حمص پر بکجور کی گورنری کا حال تحریر کر آئے ہیں اور یہ بھی لکھ آئے ہیں کہ بکجور نے اسے تعمیر وآباد بھی کیا تھا چونکہ دمشق زمانہ حکومت قسام میں ویران وبرباد ہوگیا تھا مزید برآں گرانی اور وبا پھیل گئی تھی بکجور نے اہل دمشق کی امداد پر کمر ہمت باندھی۔ حمص سے غلہ اور خوردنی اشیاء دمشق روانہ کرنے لگا اور اہل دمشق کا مال واسباب حمص اٹھالایا اس سے عزیز والیٔ مصر کی آنکھوں میں بکجور کی عزت بڑھ گئی خط وکتابت کا سلسلہ جاری ہوگیا اور جب ایک گونہ رسوخ حاصل ہوگیا تو بکجور نے دمشق کی گورنری کی درخواست پیش کی عزیز نے اس درخواست کی منظوری کا وعدہ کیا اس کے بعد ۳۷۳ھ میں بکجور اور سعدالدولہ ابوالمعالی بن سیف الدولہ سے منافرت پیدا ہوگئی بکجور نے عزیز والیٔ مصر کی خدمت میں پیام بھیجا کہ آپ حسب وعدہ دمشق کی گورنری مجھے مرحمت فرمائیں وزیرالسلطنت بن کلس نے عزیز کو اس سے منع کیا۔ دمشق میں ان دنوں عزیز کی طرف سے سپہ سالار بلکین حکومت کر رہا تھا۔ سپہ سالار بلکین قسام کے بعد دمشق کا حکمران ہوا تھا اتفاق سے اسی زمانہ میں کتامیوں (مغاربہ) نے وزیرالسلطنت کے خلاف بغاوت کر دی اور حملہ کر کے اسے مار ڈالا۔ چارو ناچار عزیز کو دمشق سے بلکین کو طلب کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی چنانچہ اس کی جگہ بکجور کو دمشق کی سند حکومت عطا کر کے سپہ سالار بلکین کو مصر میں طلب کر لیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بکجور کی معزولی: ماہ رجب ۳۷۳ھ میں بکجور وارد دمشق ہوا۔ اس نے پہنچتے ہی دمشق میں فتنہ مچا دیا وزیر السلطنت ابن کلس کے آدمیوں کو چن چن کر تنگ کرنے لگا۔ اس صورت سے چھ سال تک حکومت کرتا رہا بالآخر مصر سے ایک فوج سپہ سالار منیر خادم کی افسری میں بکجور کو ہوش میں لانے کی غرض سے دمشق روانہ کی گئی اور نزال والیٔ طرابلس کو اس مہم میں شریک ہونے اور اس کی مدد کے لئے لکھا گیا۔ بکجور نے یہ خبر پا کر عرب وغیرہ کی فوجیں مرتب اور فراہم کیں اور مقابلہ کی غرض سے میدان جنگ میں آیا گھمسان کی لڑائی ہوئی میدان منیر کے ہاتھ رہا۔ بکجور نے امن کی درخواست کی منیر نے شہر حوالہ کر دینے کی شرط پر امن دیا بکجور نے دمشق کو منیر کے حوالہ کر کے رقہ کا راستہ لیا اور منیر نے دمشق میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔

ابوالمعالی کے خلاف بکجور کی سازش: بکجور نے رقہ میں قیام کیا زمانہ قیام میں رحبہ اور رقہ کی سرحد پر جتنے شہر تھے ان پر قابض ہو گیا بہاء الدولہ بن عضد الدولہ کی خدمت میں پیام اطاعت بھیجا باد کر دی کو جو کہ دیار بکر موصل پر غالب ہو رہا تھا لکھا کہ میں آپ کے پاس آنا چاہتا ہوں اور ابوالمعالی نے سعد الدولہ والیٔ حلب کے پاس اس مضمون کا خط روانہ کیا کہ آپ مجھے حمص کی سند حکومت بطور جاگیر مرحمت فرمایئے میں بدستور سابق مطیع و منقاد ہو جاؤں گا کسی نے کوئی درخواست منظور نہ کی تب بکجور نے رقہ میں قیام کر کے سعد الدولہ ابوالمعالی کے غلاموں میں سے خط و کتابت شروع اور ان کو ان کے آقائے نامدار سے بغاوت کرنے پر ابھارنے لگا ان لوگوں نے اس کی تحریر کے مطابق اپنے آقا سے بغاوت کرنے پر کمریں باندھ لیں اور بکجور کو اس امر سے مطلع کیا کہ ابوالمعالی اپنی خواہشات نفسانی اور لذات دنیاوی میں مصروف و مشغول ہے۔ بکجور نے اس سے مطلع ہو کر عزیز والیٔ مصر سے امداد کی درخواست کی ادھر عزیز نے نزالی والیٔ طرابلس اس علاوہ اور گورنران شام کو بکجور کی امداد کرنے اور اس کی ماتحتی میں جنگ کرنے کو لکھ بھیجا ادھر خفیہ طور سے عیسیٰ بن فسطورس نصرانی (عزیز والیٔ مصر کے وزیر السلطنت) نے نزال وغیرہ سپہ سالاروں کو لکھ بھیجا کہ جس وقت سعد الدولہ کی فوج مقابلہ پر آئے بکجور کو تنہا میدان جنگ میں چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہونا اس کا سبب یہ تھا کہ عیسیٰ نسطورس وزیر اور بکجور کے درمیان مدت دراز سے اختلاف چلا آ رہا تھا الغرض نزال اور بکجور رقہ سے روانہ ہوا ابوالمعالی کو اس کی خبر لگ گئی فوجیں آراستہ اور تیار کر کے حلب سے بقصد جنگ نکل کھڑا ہوا لولوء کبیر اس کے باپ کا آزاد غلام بھی اس کی رکاب میں تھا لولو کبیر نے بکجور سے بغرض سازش خط و کتابت شروع کی حقوق سابقہ کا اظہار کر کے رقہ سے حمص تک کے مضافات جاگیر میں دینے کا وعدہ کیا مگر بکجور نے ایک بھی سماعت نہ کی۔

بکجور کا قتل: انہی دنوں ابوالمعالی نے والیٔ انطاکیہ کے پاس امداد کا خط روانہ چونکہ والیٔ انطاکیہ نے رومی فوج سے اسکی مدد کی اور ان عربوں کو جو کہ بکجور کے ہمراہ تھے درپردہ لکھ بھیجا تھا کہ اگر تم لوگ بوقت جنگ بکجور سے علیحدہ ہو جاؤ تو میں تمہیں اس قدر جاگیریں اور انعام دوں گا کہ تم لوگ خوش اور مالا مال ہو جاؤ گے اس دھوکہ سے عربوں نے جن کے وقت بکجور کو دھوکہ دینے کا وعدہ کر لیا جس وقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا اور فریقین جنگ میں مصروف ہو گئے عربوں نے پلٹ کر بکجور کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور اس کے لشکر گاہ سے نکل کر ابوالمعالی کے پاس چلے آئے۔ بکجور کو عربوں کی اس حرکت سے بے حد برافروختگی پیدا ہوئی مگر چارہ کار ہی کیا تھا مرنے پر کمربستہ ہو کر ابوالمعالی کے خیال سے قلب لشکر پر حملہ آور ہوا۔ لولوء نے اس سے پیشتر ابوالمعالی کو بچانے کی غرض سے قلب لشکر سے ہٹا دیا تھا اور خود قلب لشکر میں اس کی جگہ کھڑا ہوا لڑ رہا تھا۔ جس وقت بکجور حملہ کرتا ہوا قلب لشکر میں پہنچا۔ لولوء نے بڑھ کر وار کیا بکجور نے نہایت استقلال سے اس حملہ کا جواب دیا لولوء کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمراہیوں نے چاروں طرف سے گھیر کر حملے شروع کر دیئے۔ بکجور شکست کھا کر بھاگا۔ عربوں میں سے ایک شخص نے اسے گرفتار کر کے اپنے مکان میں قید کر دیا اور ابوالمعالی کی خدمت میں حاضر ہو کر بکجور کی گرفتاری اور قید کا حال بتلایا۔ ابوالمعالی نے بکجور کو قتل کر کے رقہ کا راستہ لیا۔

ابوالمعالی کا رقہ پر قبضہ: رقہ میں اس وقت سلامہ رشیقی (بکجور کا غلام) اور اس کی اولاد اور ابوالحسن علی بن حسن مغزلی اس کا وزیر السلطنت تھا۔ ان لوگوں نے امن کی درخواست کی ابوالمعالی نے ان لوگوں کو امن دی چنانچہ ان لوگوں نے رقہ کا دروازہ کھول دیا ابوالمعالی نے رقہ پر قبضہ کر لیا جس وقت بکجور کی اولاد اپنے مال واسباب کے ساتھ نکلی ابوالمعالی کی آنکھیں کثرت مال سے خیرہ ہو گئیں قاضی ابن ابی حسین تاڑ گیا۔ عرض کی آپ اس مال وزر پر قبضہ کیوں نہیں کر لیتے۔ بکجور تو مملوک تھا وہ کسی چیز کا مالک نہیں ہو سکتا اس مال وزر پر قبضہ کر لینے کی آپ کی قسم نہیں ٹوٹے گی ابوالمعالی کی باچھیں یہ سن کر کھل گئیں۔ فوراً تمام اسباب پر قبضہ کر لیا عزیز والی مصر نے اولاد بکجور کی تحریک سے سفارشی خط بھیجا ابوالمعالی نے نہایت برے طور سے اس کا جواب دیا وزیر مغربی جان بچا کر مشہد علی بن ابی طالب کی طرف بھاگ گیا۔

بادکردی: اکراد حمیدیہ اور ان کے روسا میں سے اطراف موصل میں بادنامی ایک شخص رہتا تھا بعضوں کا یہ بیان ہے کہ باد لقب تھا اور اس کا نام ابوعبداللہ حسین بن دوشک تھا بعضے کہتے ہیں باد اس کا نام تھا اور ابوشجاع بن دوشک کنیت تھی اور ابو عبداللہ حسین اس کا بھائی تھا۔ یہ شخص نہایت رعب وداب کا آدمی تھا گردونواح کے رہنے والے اس کے نام سے بید کی طرح تھراتے تھے لوٹ اور غارت گری سے جتنا مال ہاتھ لگتا تھا سب کا سب اپنے اعزا واقارب میں تقسیم کر دیتا تھا رفتہ رفتہ اس داد ودہش کی وجہ سے اس کی جمعیت بڑھ گئی شہر آرمینیہ کی جانب قدم بڑھایا۔ شہر ازجش پر قبضہ کر کے دیار بکر کی طرف واپس ہوا جب عضد الدولہ نے موصل کو فتح کیا وفود (ڈیپوٹیشن) کے ساتھ عضد الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا مگر کسی خطرہ کا خیال کر کے رفاقت ترک کر دی۔ عضد الدولہ نے باد کی جستجو اور سراغ کی فکر کی کامیاب نہ ہوا۔

بادکردی کا موصل پر قبضہ: جب عضد الدولہ نے وفات پائی تو باد نے دیار بکر کی طرف کوچ کیا آمد اور میافارقین پر قبضہ حاصل کر کے نصیبین کی جانب بڑھا اور اس پر بھی قابض ہو گیا۔ صمصام الدولہ نے ان واقعات سے مطلع ہو کر ایک عظیم فوج حاجب ابوالقاسم سعید بن محمد کی ماتحتی میں باد کی سرکوبی کے لئے روانہ کی مضافات کواشی مقام خابور حسنیہ میں دونوں فریقوں نے صف آرائی کی۔ ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد حاجب ابوالقاسم کو شکست ہوئی بہت سے دیلم معرکہ جنگ میں کام آئے حاجب ابوالقاسم بھاگ کر موصل پہنچا باد اس کے تعاقب میں تھا موصل کے عوام الناس ابوالقاسم کی بداخلاقی کی وجہ سے اس پر ٹوٹ پڑے اور اسے مار کر نکال دیا باد کامیابی کے ساتھ ۳۷۳ھ میں موصل میں داخل ہوا اس کی فوجی اور مالی قوت بڑھ گئی بغداد کی فتح کی خواہش پیدا ہوئی۔

ابوالمعالی کی دیار بکر پر فوج کشی: صمصام الدولہ کو اس کی بڑھتی ہوئی قوت سے خطرہ پیدا ہوا اپنے وزیر السلطنت ابن سعدان کی ماتحتی میں فوجیں روانہ کیں اور اپنے سب سے بڑے سپہ سالار زیاد بن شہریار کو اس مہم کو سر کرنے پر مامور کیا۔ ماہ صفر ۳۷۴ھ میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا بہت بڑی لڑائی کے بعد باد کو شکست ہوئی اس کے بہت سے ہمراہی مارے گئے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ لوگ گرفتار کر لئے گئے جن میں تشہیر بغداد کی کی گئی۔ دیلم نے موصل پر قبضہ کر لیا۔ زیاد نے ایک فوج نصیبین کی طرف روانہ کی اس فوج نے اپنے سپہ سالار سے مخالفت کی ابن سعدان وزیر صمصام الدولہ نے ابوالمعالی بن حمدان والیٔ حاجب کو لکھ بھیجا کہ دیار بکر کو تم اپنے مقبوضات میں داخل کر لو۔ ابوالمعالی نے اپنے لشکر کو دیار بکر کی جانب روانہ کیا چونکہ اس فوج میں باد کے ہوا خواہوں اور فوج سے مقابلہ کی قوت نہ تھی دیار بکر سے اعراض کر کے چند دن تک میافارقین کا محاصرہ کیے رہی اور جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو محاصرہ اٹھا کر حلب واپس آئی۔

باد کردی اور حاجب ابوالقاسم کی مصالحت: تب حاجب ابوالقاسم نے چند لوگوں کو باد کے قتل پر مامور کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ حکمت عملی سے جب موقع پر ہاتھ آئے باد کو قتل کر ڈالنا چنانچہ ایک شخص ان میں سے بحالت غفلت باد کے خیمہ میں گھس گیا اور باد کی پنڈلی یہ خیال کر کے سر ہے تلوار کا وار کیا باد اٹھ بیٹھا قاتل فوراً گرفتار کر لیا گیا۔ باد اس جان فرما مصیبت سے بال بال بچ گیا۔ اس کے بعد باد نے سپہ سالار اور ابوالقاسم حاجب کے پاس مصالحت کا پیام بھیجا فریقین میں اس امر پر مصالحت ہوئی کہ دیار بکر اور نصف طور عبد بن عباد کو دیا جائے چنانچہ یہ اسی زمانہ سے باد کے قبضہ میں چلا گیا۔

ابونصر خواشادہ اور باد کردی کی جنگ: مصالحت کے بعد زیاد تو بغداد چلا آیا اور ابوالقاسم حاجب موصل میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ ۳۷۷ھ میں داعی اجل کو لبیک کہہ کر ریگزار ملک عدم ہو گیا۔ تب شرف الدولہ بن بویہ نے ابونصر خواشادہ کو ایک بڑی فوج کا سردار مقرر کر کے باد کے سر کرنے کو روانہ کیا باد بھی اس سے مطلع ہو کر فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پر آ گیا اتفاق سے ابونصر کی امدادی فوجیں وقت پر نہ پہنچی اور لڑائی شروع ہو گئی ابونصر نے قبائل عرب میں سے بنوعقیل اور بنونمیر کو جاگیریں اور انعامات دے کر باد کی مدافعت پر تیار کر لیا مگر اس کے باوجود اسے کامیابی نہ ہوئی باد طور عیدین پر آخری دامن کوہ تک پر قابض ہو مگر صحرا پر قبضہ نہ کر سکا۔ اپنے بھائی کو ایک فوج کے ساتھ عرب سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ باہم لڑائیاں ہوئیں۔ اس کا بھائی مارا گیا اس کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ مگر باد میدان جنگ میں خواشادہ کے مقابلہ پر سینہ سپر لڑتا رہا حتیٰ کہ شرف الدولہ بن بویہ کے مرنے کی خبر سننے میں آئی خواشادہ نے موصل پر چڑھائی کر دی عرب صحرا پر اور باد جبل پر قابض و متصرف رہا۔

موصل پر بنوحمدان کا قبضہ: ابوطاہر ابراہیم اور عبداللہ حسن پسران ناصر الدولہ بن حمدان اپنے بھائی ابوثغلب کے مارے جانے کے بعد دارالخلافت بغداد چلے آئے تھے اور شرف الدولہ بن عضد الدولہ کی خدمت میں رہتے تھے جب شرف الدولہ نے وفات پائی تو خواشادہ اس وقت موصل میں تھا ان دونوں بھائی میں ابوطاہر اور ابوعبداللہ نے بہاء الدولہ سے اجازت حاصل کر کے موصل کی طرف کوچ کیا۔ ان کی روانگی کے بعد بہاء الدولہ کے سپہ سالاروں کو اس رائے کی غلطی محسوس ہوئی چنانچہ بہاء الدولہ نے ان لوگوں کی تحریک سے خوشادہ والیٔ موصل کو لکھ بھیجا کہ ابوطاہر اور ابوعبداللہ کو موصل میں داخل نہ ہونے دیا جائے پس خواشادہ نے ان دونوں بھائیوں کو موصل میں داخل ہونے سے روکا اور بغداد واپس جانے کی ہدایت کی۔ ان دونوں بھائیوں نے سماعت نہ کی اور تیزی سے سفر کرتے ہوئے موصل کے قریب پہنچ گئے موصل کے باہر مقام ویراعلیٰ میں پڑاؤ کیا۔ اہل موصل تک جو یہ خبر پہنچی تو وہ لوگ دیلم اور ترکوں پر جو اس وقت موصل میں تھے ٹوٹ پڑے اور خوشی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوشی بنوحمدان کی خدمت میں حاضر ہو کر باریابی کی عزت حاصل کی۔ دیلم بھی مرتب اور مسلح ہو کر اہل موصل پر حملہ آور ہوئے مگر پہلے ہی معرکہ میں شکست کھا کر بھاگے ان میں کثیر گروہ کھیت رہا باقی ماندگان نے موصل کو اس حرکت وحشیانہ سے روکا اور خواشادہ کو ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے ہمراہ تھے امان دے کر بغداد روانہ کر دیا اور خود موصل کی حکومت پر قابض ہو گیا تھوڑے ہی دن میں عرب ہر چہار طرف سے کھینچ کر بنوحمدان کے پاس موصل چلے آئے۔

باد کردی کا قتل: ان واقعات کی اطلاع باد کو پہنچی۔ یہ اس وقت دیار بکر میں تھا باد فوجیں فراہم کرنے لگا اکراد مشنونہ (بشنویہ) والیانِ قلعہ فنک کا عظیم گروہ باد کے پاس آ کر جمع ہو گیا باد نے اہل موصل سے خط و کتابت شروع کی بعضوں نے اس کے لکھنے کے مطابق اس کی استدعا منظور کر لی تب باد نے اپنی فوج کو مسلح کر کے موصل کی جانب کوچ کیا اور قریب موصل پہنچ کر شرقی جانب قیام پزیر ہوا ابوطاہر اور عبداللہ پسران حمدان ابوالدرداء محمد بن مسیب امیر بنوعقیل کے پاس امداد کا پیام بھیجا ابوالدرداء نے جواب دیا کہ اگر جزیرہ ابن عمر اور نصیبین اس صلہ میں مجھے دیا جائے تو مجھے امداد میں کچھ عذر نہ ہوگا۔ ابوطاہر اور عبداللہ نے اس شرط کو منظور کر لیا چنانچہ ابوعبداللہ نے اس شرط کے پخت و بز کرنے اور امداد حاصل کرنے کی غرض سے ابوالدرداء محمد کے پاس چلا گیا اور اس کا بھائی ابوطاہر موصل میں ٹھہرا ہوا باد سے جنگ کرتا رہا جب ابوعبداللہ اور ابوالدرداء میں باہم شرائط امداد طے ہو گئیں تو ابوالدرداء اپنی قوم کو مرتب کر کے ابوعبداللہ بن حمدان کے ساتھ باد سے جنگ کرنے کے لئے آیا اور دجلہ کو عبور کر کے باد پر پس پشت سے حملہ آور ہوا۔ ابوطاہر اور حمدانیہ فوجوں نے بھی سامنے سے باد پر یلغار کیا گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی ایک ساعت میں کشتوں کے پشتے لگ گئے باد کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گرا باد بھی منہ کے بل ایسا گرا کہ اٹھ کر گھوڑے پر سوار نہ ہو سکا۔ فریق مخالف نے نہایت تیزی سے اس کے ہمراہیوں کو اس کے پاس سے بزور حملہ منتشر کر دیا۔ عربوں میں سے ایک شخص نے لپک کر تلوار کا وار کیا اور سر اتار کر بنوحمدان کے پاس لے آیا بنوحمدان مظفر و منصور موصل کی جانب واپس آئے۔

یہ واقعہ ۳۸۰ھ کا ہے۔

ابوعلی اور پسران حمدان کی جنگ: باد کے مارے جانے کے بعد ابوطاہر اور ابوعبداللہ پسران حمدان کو دیار بکر کی واپسی کی طمع دامن گیر ہوئی ابوعلی بن مروان کردی، ہمشیرزادہ باد معرکہ سابقہ سے جانبر ہو کر قلعہ کیفا چلا گیا تھا۔ یہاں باد کی بیوی مقیم تھی اور اس کا مال و اسباب بھی تھا قلعہ کنارہ دجلہ پر نہایت مستحکم اور مضبوط بنا ہوا تھا ابوعلی نے اس قلعہ میں پہنچ کر اپنے ماموں کی بیوی سے عقد کر لیا اور تمام مال و اسباب اور قلعہ پر قابض ہو گیا اس کے بعد آہستہ آہستہ دیار بکر کا حکمران بن گیا۔ اس

اثناء میں ابوعلی میافارقین کا محاصرہ کئے ہوئے تھا ابوطاہر اور ابوعبداللہ پسران حمدان آ پہنچے ایک دوسرے سے گتھ گئے اتفاق سے ابوعلی نے ان دونوں بھائیوں کو شکست دے دی اور اثناء جنگ میں ابوعبداللہ کو گرفتار کر لیا چند روز بعد ابوعبداللہ کو رہا کر دیا۔ ابوعبداللہ اپنے بھائی ابوطاہر کے پاس چلا گیا۔ ابوطاہر اس وقت آمد کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ دونوں بھائیوں نے متفق ہو کر ابوعلی پر دوبارہ چڑھائی کر دی ابوعلی نے اس معرکہ میں بھی ان دونوں بھائیوں کو شکست دے کر ابوعبداللہ کو پھر گرفتار کر لیا اور اپنے یہاں قید رکھا خلیفہ مصر نے اس کی رہائی کی سفارش کی چنانچہ ابوعلی نے اسے رہا کر دیا اور رہائی کے بعد ابوعبداللہ مصر چلا گیا خلیفہ مصر نے اسے حلب کی حکومت پر مامور کر دیا یہاں تک کہ اس نے حلب میں ہی بحالت حکومت وفات پائی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوطاہر کا قتل: باقی رہا ابوطاہر وہ ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ نصیبین چلا گیا۔ اتفاق یہ کہ ان دنوں نصیبین میں ابوالدرداء محمد بن مسیّب امیر بنوعقیل مقیم تھا۔ چنانچہ ابوالدرداء نے ابوطاہر پر اپنی فوج کو حملہ کا حکم دے دیا۔ ایک سخت خونریز جنگ کے بعد ابوالدرداء کی فوج نے ابوطاہر کو اس کے لڑکوں اور چند سپہ سالاروں کے ساتھ گرفتار کر لیا۔ ابوالدرداء نے ابوطاہر اور اس کے لڑکوں کو بارحیات سے سبکدوش کر کے موصل کی جانب قدم بڑھایا اور اس پر قابض ہو گیا اس کے بعد بہاء الدولہ کی خدمت میں یہ درخواست کی کہ آپ اپنا کوئی نائب مقرر فرما کر میرے پاس روانہ فرمائیں تا کہ اس کے زیر نگرانی میں حکومت کرو بہاء الدولہ نے اپنے سپہ سالاروں میں سے ایک سپہ سالار کو موصل بھیج دیا مگر اس سپہ سالار کو کسی قسم کا تصرف کا اختیار نہ تھا ابوالدرداء سیاہ وسفید کرنے کا مالک تھا۔ رفتہ رفتہ تھوڑے دن بعد ابوالدرداء کی حکومت مستقل ہو گئی اور بہاء الدولہ کے نائب کی نگرانی اور حمایت سے مستغنی ہو گیا اور بنوحمدان کی حکومت وسلطنت جاتی رہی۔ والبقاء اللہ۔

سعد الدولہ بن حمدان: جس وقت سعد الدولہ نے اپنے خادم بکجور کو شکست دی اور اسے جب کہ اس نے رقہ سے اس کی جانب کوچ کیا تھا قتل کر ڈالا تو سعد الدولہ واپس ہو کر حلب آیا اور عارضہ فالج میں مبتلا ہو کر ۳۸۲ھ میں راہگزار ملک عدم ہوا لولوء کبیر نے جو اس کا خادم اور اس کے امور سلطنت وحکومت کا منتظم تھا۔ اس کے بیٹے ابوالفضل کو اس کی جگہ تخت حکومت پر بٹھلا دیا اور شاہی افواج سے اس کی امارت وحکومت کی بیعت لی چاروں طرف سے فوجیں اس کی خدمت میں آ گئیں۔ کسی ذریعہ سے یہ خبر ابوالحسن مغربی تک پہنچی اس وقت یہ مشہد علی میں تھا فوراً سامان سفر درست کر کے عزیز والی مصر کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے کوچ کیا اور پہنچتے ہی ملک حلب پر قبضہ کر لینے کی طمع دلائی۔

منجوتکین اور عیسائیوں کی جھڑپیں: پس عزیز نے ایک عظیم فوج اپنے نامور سپہ سالار منجوتکین کی ماتحتی میں حلب کی جانب روانہ کی چنانچہ منجوتکین نے حلب پر پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا اور دو چار لڑائیوں کے بعد شہر پر قبضہ کر لیا ابوالفضائل اور لولوء قلعہ نشین ہو گیا اور وہیں سے بادشاہ روم کے پاس امداد کی غرض سے ایلچی روانہ کیا۔

چونکہ بادشاہ روم ان دنوں جنگ بلغار (بلگریا) میں مصروف تھا اس وجہ سے اپنے گورنر انطاکیہ کو ان لوگوں کی امداد کرنے کے لئے لکھ بھیجا چنانچہ گورنر انطاکیہ نے پچاس ہزار فوج کی جمعیت سے ابوالفضائل کی کمک کی غرض سے کوچ کیا جسر جدید پہنچ کر قریب وادی عاصی خیمہ زن ہوا منجوتکین نے اس سے مطلع ہو کر عساکر اسلامیہ کو مرتب کیا اور ان عیسائیوں کے مقابلہ پر آ گیا سخت اور خونریز جنگ کے بعد رومیوں کو شکست ہوئی لشکر اسلام تعاقب میں بڑھا عیسائی ممالک کے دیہاتوں اور شہروں کو تاخت وتاراج کرتا ہوا انطاکیہ تک چلا گیا ابوالفضائل اور لولوء کو موقع مل گیا قلعہ سے شہر حلب میں چلے آئے جس قدر قلعہ سے مال واسباب اٹھا کر لے جا سکے لے گئے باقی کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔

منجوتکین کا محاصرہ حلب: اس کے بعد منجوتکین پھر محاصرہ حلب پر واپس آیا لولوء نے ابوالحسن مغربی کے ذریعہ سے صلح کا پیام دیا منجوتکین نے مصلحتاً مصالحت کر لی اور محاصرہ اٹھا کر دمشق چلا آیا۔ عزیز والی مصر نے اس مصالحت میں کوئی رائے نہ لی۔ عزیز نے اس سے مطلع ہو کر عتاب آموز فرمان بنام منجوتکین تحریر فرمایا اور سختی کے ساتھ محاصرہ حلب پر واپس جانے کو لکھا۔ منجوتکین دوبارہ حلب کے محاصرہ کے لئے گیا تیرہ ماہ کامل محاصرہ کئے رہا ابوالفضائل اور لولوء نے بادشاہ روم کے پاس پھر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطوط روانہ کئے اور اس امر کو ظاہر کیا کہ اگر حلب پر منجوتکین کا قبضہ ہو گیا تو انطاکیہ کی خیر نہ سمجھنا فتح انطاکیہ کا پھاٹک حلب ہے یہ وہ زمانہ تھا کہ بادشاہ روم کو مہم بلغار سے فراغت حاصل ہو چکی تھی فوراً فوجیں مرتب کر کے حلب کی طرف روانہ ہوا منجوتکین کو اس کی خبر لگی تو اس نے مورچوں دھوں اور چشموں کو خراب اور منہدم کر کے محاصرہ اٹھا کر کے کوچ کر دیا اس کے بعد بادشاہ روم وارد حلب ہوا ابوالفضائل اور لولوء نے گرم جوشی سے استقبال کیا اس کی عنایت اور ہمدردی کے شکرگزار ہوئے۔ ابوالفضائل اور لولوء حلب واپس آئے اور بادشاہ روم نے ملک شام پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا۔ حمص و شیرز کو بزور تیغ فتح کر کے لوٹ لیا۔ طرابلس کا چالیس روز تک محاصرہ کئے ہوئے لڑتا رہا۔ بالآخر ناکامی کے ساتھ اپنے ملک کو واپس ہوا۔

امارت حلب سے بنوحمدان کا خاتمہ: ان واقعات کے بعد ابونصر لولوء نے جو کہ سیف الدولہ کا غلام تھا اپنے آقا ابوالفضل بن سعد اللہ کو معزول کر کے تمام شہر پر قبضہ کر لیا اور دعوت عباسیہ کو موسوم کر کے حاکم علوی والی مصر کا خطبہ پڑھنے لگا۔ حاکم والی مصر نے اسے مرتضی الدولہ کا خطاب مرحمت کیا چند روز بعد لولوء کے برتاؤ میں جو کہ حاکم والی مصر کے ساتھ تھا فرق آ گیا۔

بنوکلاب بن ربیعہ: بنوکلاب بن ربیعہ کو موقع مل گیا ان دنوں بنوکلاب کا سردار صالح بن مرداس نامی ایک شخص تھا اسی اثناء میں لولوء نے ان میں سے ایک گروہ کو گرفتار کر لیا۔ یہ لوگ جاسوسی کی غرض سے حلب آئے ہوئے تھے صالح بھی انہی لوگوں میں تھا ایک مدت تک جیل میں رہا طرح طرح کی سختیاں جھیلتا رہا آخر کار جیل سے بھاگ کر اپنے اہل و عیال سے جا ملا اور تیاری کر کے حلب پر چڑھ آیا۔

لولوء اور صالح سے مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں انجام یہ کہ صالح نے لولوء کو ۳۶۰ھ میں گرفتار کر لیا اس کا بھائی ہزار خرابی جان بچا کر حلب پہنچا اور اس کی ناکہ بندی کر لی اس کے بعد صالح کے پاس اپنے بھائی کا زر فدیہ لے کر قید سے رہا کر دینے کا پیام بھیجا صالح نے چند شرطوں سے لولوء کو رہا کیا لولو قید سے نجات پا کر حلب آیا اور اپنے غلام فتح کو اس شکست کا باعث قرار دے کر ایذا رسانی اور گرفتاری کی فکریں کرنے لگا۔ فتح بنو حلب پر لولوء کی طرف سے حاکم تھا کسی ذریعہ سے فتح کو اس کی خبر لگ گئی حاکم علوی والی مصر کو ان واقعات سے مطلع کر کے اس کے اقتدار شاہی کو تسلیم کر لیا اور لولوء سے باغی ہو کر زیر اثر حکومت مصر حکمرانی کرنے لگا حاکم والی مصر نے صیداوصیبروت بطور جاگیر مرحمت کیا۔ لولوء کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے بھاگ کر رومیوں کے پاس انطاکیہ چلا گیا اور انہی کے پاس مقیم رہا۔ اب فتح کو اپنے ارادوں میں فتحیابی حاصل ہو گئی صیدا آ گیا حاکم والی مصر نے اپنی جانب سے حلب کی حکومت بھی عطا کی اس زمانہ سے بنوحمدان کی حکومت و دولت کا چراغ شام و جزیرہ میں گل ہو گیا اور حلب کی سرزمین عبیدیوں کے قبضہ اقتدار میں باقی رہ گئی۔ اس کے بعد صالح بن مرداس کلابی نے اس پر قبضہ و استیلاء حاصل کیا یہاں پر اس کی قوم کی دولت و حکومت اور اس کی آئندہ نسلوں نے وراثتاً اس ملک پر حکمرانی کی جیسا کہ آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۵۰

امارتِ موصل

دولتِ بنو عقیل

قبیلہ عامر بن صعصعہ: بنو عقیل، بنو کلاب، بنو نمیر، بنو خفاجہ (عامر بن صعصعہ کے قبیلہ سے تھے) اور بنو طے (کہلان کے قبیلے سے تھے) مابین جزیرہ اور شام دریائے فرات کے کنارے پر پھیلے ہوئے تھے اور یہ لوگ رعایا کی حیثیت سے بنو حمدان کے رقبہ حکومت میں رہتے اور انہیں خراج دیا کرتے۔ موقع جنگ پر ان کے ساتھ ہو کر ان کے دشمنوں سے لڑنے کو جاتے تھے رفتہ رفتہ ان کی قوت بڑھ گئی جب کہ بنو حمدان کا آفتاب اقبال لب بام آ گیا۔ ان کی حکومت کو استقلال اور استحکام حاصل ہو گیا سامان جنگ درست کر کے ملک گیری کو نکل پڑے اور جب ابو طاہر بن حمدان کو بمقابلہ علی بن مروان ۳۸۰ھ مقام دیار بکر میں شکست ہوئی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اور ابو طاہر نے نصیبین کا راستہ اختیار کیا۔

بنو عقیل: یہ وہ زمانہ تھا کہ نصیبین میں ابوالدرداء محمد بن مسیّب بن رافع بن مقلد بن جعفر بن مہتہ امیر بنو عقیل بن کعب بن ربیعہ بن عامر قابض ہو گیا تھا۔ ابوالدرداء نے ابو طاہر اور اس کے ہمراہیوں کو قتل کر ڈالا اور بڑھ کر موصل پر قبضہ کر لیا اور بہاء الدولہ بن بویا کے پاس کہلا بھیجا جس نے عراق میں خلیفہ کو دبا رکھا تھا آپ اپنی طرف سے ایک گورنر موصل بھیج دیجئے تا کہ اس کی زیر اثر و نگرانی حکومت کروں گا، چنانچہ بہاء الدولہ نے اپنی جانب سے اپنا ایک نائب موصل روانہ کیا مگر زمام حکومت اور سیاہ و سفید کرنے کا اختیار ابوالدرداء کے قبضہ اختیار میں تھا اس حالت سے دو برس گزر گئے۔

ابوالدرداء کی خود مختاری: ۳۸۲ھ میں بہاء الدولہ نے چند فوجیں ابو جعفر حجاج بن ہرمز کی ماتحتی میں موصل کی طرف روانہ کیں ابوالدرداء انہیں پسپا کر موصل پر خود مختاری کے ساتھ حکمران بن بیٹھا اس کے بعد اپنی قوم اور عرب کو جو اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے تھے مسلح کر کے بہاء الدولہ کی فوج سے جنگ کرنے کو چلا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں آخر کار فتح اور کامیابی کا جھنڈا ابوالدرداء کے ہاتھ رہا ۳۸۶ھ میں ابوالدرداء راہگزار ملک عدم ہوا۔

مقلد بن مسیّب: اس کی جگہ بنو عقیل کی امارت پر اس کا بھائی علی متمکن ہوا۔ مقلد بن مسیّب نے ہر چند ہاتھ پاؤں مارے اور بنو عقیل کی سرداری حاصل کرنے کی کوشش کی مگر اس وجہ سے کہ علی کی عمر اس سے زیادہ تھی اس کی ایک بھی پیش نہ گئی تب

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقلد نے اپنی عنان توجہ حکومت سے موصل کی جانب منعطف کی اور ان دیلمیوں کو جو کہ موصل میں ابوجعفر بن ہرمز کے ساتھ مقیم تھے ملانا شروع کیا چند روز بعد مقلد کو اپنے ان ارادوں اور سازش میں کامیابی حاصل ہوگئی۔ دیلمیوں کے ایک بڑے گروہ نے اس سے سازش کر لی اس وقت مقلد نے بہاء الدولہ کی خدمت میں بذریعہ درخواست یہ گزارش کی کہ اگر موصل کی حکومت مجھے عنایت کی جائے تو میں دو لاکھ سالانہ اخراج ادا کروں گا اس کے بعد اپنے بھائی علی اور اپنی قوم سے یہ ظاہر کیا کہ مجھے بہاء الدولہ نے موصل کی سند حکومت عطا فرمائی ہے تم لوگ میری حمایت کرو لوگ تیار ہو کر مقلد کے ساتھ موصل کی طرف روانہ ہوئے۔ سفر و قیام کرتے ہوئے تھوڑے دن بعد موصل کے قریب پہنچے دیلمیوں میں سے جن لوگوں نے سازش کر لی تھی وہ لوگ موصل سے نکل کر اس کے پاس چلے آئے۔ ابوجعفر بن ہرمز سپہ سالار دیلم نے دیلمیوں کا یہ حال دیکھ کر امن کی درخواست کی مقلد نے اسے امن دے دیا۔ چنانچہ ابوجعفر کشتی پر سوار ہو کر بغداد کی طرف روانہ ہوا اہل موصل نے اس کا تعاقب کیا مگر کامیابی نہ ہوئی مقلد نے ابوجعفر کے چلے جانے کے بعد موصل پر قبضہ کر لیا۔

مقلد اور بہاء الدولہ غربی فرات کی نگرانی و حفاظت مقلد کرتا تھا۔ دارالخلافت بغداد میں اس کی طرف سے اس کا نائب رہتا تھا اس نائب میں ذاتی شجاعت تھی اس سے اور بہاء الدولہ کے ساتھیوں میں سے کسی بات پر جھگڑا ہو گیا۔ ان دنوں بہاء الدولہ اپنے بھائی کے جھگڑوں میں مصروف و مشغول تھا۔ مقلد کے نائب نے اپنے آقا کی خدمت میں بہاء الدولہ کے مصاحبوں کی شکایت لکھ بھیجی۔ مقلد نے اپنی فوج کو آراستہ کر کے چڑھائی کر دی اور پہنچتے ہی قتل و غارت کا ہاتھ صاف کرنے لگا اور مال پر ہاتھ بڑھایا۔ ابوعلی بن اسماعیل جو کہ بغداد میں بہاء الدولہ کی طرف سے بطور نائب کے تھے مقلد کے طوفان بے تمیزی کی روک تھام کی غرض سے نکلا۔ بہاء الدولہ کو اس کی خبر لگی تو اس نے غلطی سے ابوجعفر حجاج بن ہرمز کو ابوعلی بن اسماعیل کی گرفتاری اور مقلد بن مسیّب سے مصالحت کرنے کے لئے روانہ کیا۔

مقلد اور بہاء الدولہ کے مابین معاہدہ: چنانچہ مقلد اور ابوجعفر میں بہ ایں شرط مصالحت ہوئی (۱) یہ کہ مقلد دس ہزار دینار سالانہ بہاء الدولہ کی خدمت میں بطور نذرانہ یا خراج بھیجا کرے (۲) یہ کہ خطبوں میں بہاء الدولہ کے بعد ابوجعفر کا نام پڑھا جائے (۳) یہ کہ ممالک مقبوضہ سے سوائے حق نگرانی و حفاظت اور کوئی خراج یا مالیہ کے وصول کرنے کا اختیار مقلد کو نہ ہوگا (۴) یہ کہ مقلد کو بہاء الدولہ کی طرف سے شاہی خلعت عطا کیا جائے اور حسام الدولہ کا خطاب مرحمت ہو (۵) یہ کہ موصل، کوفہ مصر اور جامعین بطور جاگیر مقلد کو مرحمت ہوں۔ ان شرائط پر باہم مصالحت تو ہوگئی لیکن ابھی نفاذ کی نوبت نہ آئی تھی کہ قادر باللہ تخت خلافت پر رونق افروز ہوا مقلد نے ان تمام شرائط کو بالائے طاق رکھ کر پورے ملک پر قبضہ کر لیا۔ اراکین دولت، علماء فضلاء اور مدبرین چاروں طرف سے کھینچ کھینچ کر اس کے پاس چلے آئے اس سے اس کا رتبہ عالی بلند ہو گیا اسی اثناء میں ابوجعفر نے ابو علی بن اسماعیل کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا کچھ عرصہ بعد ابوعلی جیل سے نکل کر مہذب کے پاس بھاگ گیا۔

علی بن مسیّب کی گرفتاری: مقلد بن مسیّب اور اس کے بھائی کے ہمراہیوں میں قیام موصل کے زمانہ میں اور عراق روانہ ہونے سے قبل کچھ کھٹ پٹ سی ہوگئی تھی مقلد واپس ہو کر موصل آیا تو اپنے بھائی کے مصاحبوں سے انتقام لینے پر تل گیا پھر یہ خیال کر کے کہ اپنے بھائی کی موجودگی میں اس ارادہ میں کامیاب نہ ہوں گا خاموش ہو رہا اور اپنے بھائی کی گرفتاری کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فکر کرنے لگا ایک روز اپنی فوج دیلم اور اکراد کو جمع کر کے قصر وقوعا کے قصد کا اظہار کیا اور ان سے اطاعت وفرماں برداری کی قسم لی اس کے بعد رات کے وقت اپنے بھائی کے مکان میں نقب لگا کر گھس گیا اس کے بھائی علی کا مکان اس کے مکان سے ملحق اور متصل تھا علی خواب غفلت میں پڑا ہوا خراٹے لے رہے تھا۔ مقلد نے پہنچ کر مشکیں باندھ لیں اور باطمینان تمام لے جا کر جیل میں ڈال دیا اس کے لڑکوں اور قراداش اور بدران کو اور نیز اس کی بیوی کو تکریت روانہ کر دیا اور سرداران عرب کو طلب کر کے خلعتیں دیں اور انعامات اور صلے مرحمت کیے جس سے تقریباً دو ہزار سوار اس کے پاس جمع ہو گئے۔

علی بن مسیّب کی رہائی: علی کی بیوی اپنے دونوں لڑکوں کے ساتھ حسن بن مسیّب کے پاس چلی گئی اور اسے سارا ماجرا کہہ سنایا اس نے عربی نژاد اعزہ واقارب کو جمع کر کے مقلد پر چڑھائی کر دی سولہ ہزار سواروں کی جمعیت سے موصل کی طرف بڑھا مقلد کو اس کی خبر لگی لوگوں کو جمع کر کے مشورہ طلب کی رافع بن محمد بن معن نے جنگ کرنے کی رائے دی غریب بن محمد نے کہا صلہ رحم کا خیال رکھنا زیادہ مناسب ہے آخر وہ بھی تو آپ ہی کا بھائی ہے جنگ سے ہاتھ روک لیا بہتر ہے ابھی کوئی بات طے نہ ہوئے پائی تھی کہ اس کی بہن رحلہ بنت مسیّب اپنے بھائی علی کی سفارش کرنے کی غرض سے آ پہنچی مقلد نے اس کی سفارش سے علی کو قید سے رہا کر دیا اور اس کا مال واسباب جو کچھ ضبط کر لیا تھا واپس دے دیا۔ اس سے فریقین کے ہمراہیوں کو بے حد مسرت ہوئی اور ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے حسن اور علی حلہ کی جانب واپس ہو گئے اور مقلد موصل لوٹ آیا اور واسط میں علی بن مزید اسدی پر فوج کشی کرنے کی تیاری میں مصروف ہوا۔

علی بن مسیّب کی عہد شکنی: جوں ہی مقلد نے حلہ کی جانب کوچ کیا علی دوسری راہ سے موصل آ پہنچا اور اس پر قابض ہو گیا۔ مقلد اس واقعہ سے مطلع ہو کر موصل کی طرف لوٹا۔ حسن کو اس سے سخت صدمہ ہوا مقلد کی کثرت فوج سے ڈر گیا کہ پہلے ہی حملے میں علی پس جائے گا مقلد کو حلہ میں ٹھہرا کر علی کے پاس آیا اور اسے سمجھا بجھا کر باہم مصالحت کرا دی' مصالحت کے بعد مقلد اپنے دونوں بھائیوں کے ساتھ موصل میں داخل ہوا۔ کچھ روز بعد علی آئندہ کے خطرے کے خوف سے بھاگ گیا اس کے بعد دونوں میں اس امر میں باہم مصالحت ہو گئی کہ ان دونوں میں سے ایک شخص شہر میں رہے پھر ۳۹۰ھ میں علی نے وفات پائی۔ اس کی جگہ حسن مامور ہوا مقلد نے اس پر فوج کشی کی بنوخفاجہ کا گروہ اس کی رکاب میں تھا حسن یہ خبر پا کر عراق کی طرف بھاگ گیا مقلد نے تعاقب کیا مگر کامیاب نہ ہوا واپس آیا۔ اس کے بعد مقلد نے علی بن مزید کے مقبوضات کی جانب قدم بڑھایا اور دوبارہ اس پر قابض ہو گیا۔ علی بن مزید بھاگ کر مہذب الدولہ والیٔ بطیحہ کے پاس چلا گیا مہذب الدولہ نے ان دونوں میں مصالحت کرا دی۔

قوقا پر مقلد کا قبضہ: مقلد نے اپنے دونوں بھائیوں اور ابن مزید کی مہم سے فارغ ہو کر قوقا کی جانب قدم بڑھایا اور پہنچتے ہی قابض ہو گیا اس سے پیشتر عیسائیوں میں سے دو شخصوں نے اہل شہر کو اپنا مطیع بنا لیا تھا جبرائیل بن محمد نے جو کہ نامور سپہ سالاران بغداد میں سے تھا' ان دونوں عیسائیوں سے قوقا کو چھین لیا اس مہم میں مہذب الدولہ والیٔ بطیحہ نے بھی جبرائیل بن محمد کا ہاتھ بٹایا۔ جبرئیل ایک آزمودہ کار سپہ سالار تھا جہاد کرنے پر ہر وقت تلا رہتا تھا اس نے شہر پر قبضہ کرنے اور عیسائی

---

۱ یہ واقعہ ۳۸۷ھ کا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر ۹ صفحہ جلد ۵۲ مطبوعہ مصر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکمرانوں کے گرفتار کر لینے کے بعد شہر میں عدل و انصاف کی منادی پھروادی اس کے بعد مقلد نے اس سے اس شہر پر قبضہ حاصل کیا اس کے بعد محمد بن عنان پھر قرادش بن مقلد یکے بعد دیگرے حکمران ہوئے پھر شہر کی حکومت و ریاست فخر الدولہ غالب کی طرف منتقل ہوگئی پھر جبرئیل کو موقع مل گیا لوٹ کر دقوقا پر آیا اور امراء اکراد و یمن سے موشک بن چکوبہ کی فوجوں سے اپنا لشکر مرتب کر کے دھاوا کر دیا اور فخر الدولہ کے عمال کو شہر سے نکال باہر کیا اس اثناء میں بدران بن مقلد آ پہنچا اور اس نے ان دونوں کو مغلوب کر کے شہر پر قبضہ کر لیا۔

مقلد بن مسیّب کا قتل: مقلد کے بہت سے ترکی غلام تھے یہ لوگ اس سے جدا ہو کر بھاگے مقلد نے ان کا تعاقب کیا اور ان کو گرفتار کر کے نہایت سختی سے پامال اور تہ تیغ کیا اس سے ان کے بھائیوں کو خوف پیدا ہوا موقع کا انتظار کرنے لگے۔ ایک روز انہی ترکوں نے بحالت غفلت مقلد کو ۳۹۰ھ میں مقام انبار میں قتل کر ڈالا۔ اس کی شان و شوکت بہت بڑھ گئی تھی بغداد کے سر کرنے اور اس پر قابض ہونے کی غرض سے فوجیں روانہ کی تھیں جب یہ مارا گیا تو اس کا بیٹا قرادش موجود نہ تھا اس کا مال و اسباب انبار میں تھا اس کے نائب عبداللہ بن ابراہیم بن شہرویہ پر خوف غالب ہوا ابو منصور بن قراد سے خط و کتابت شروع کی یہ اس وقت سندیہ میں تھا۔ باہم دونوں میں یہ طے پایا کہ جو کچھ مقلد مال و اسباب اور نقدیات چھوڑ کر مر گیا ہے اس میں نصف نصف ابو منصور کو تقسیم کر دیا جائے گا بشرطیکہ قرادش کا چچا حسن بن مسیّب بقصد قرادش قدم بڑھائے ابو منصور آڑے آئے اور مقلد کی جگہ قرادش کی حکمرانی پر متمکن کیا جائے۔

قرادش بن مقلد: چنانچہ اس قرارداد کے مطابق عبداللہ بن ابراہیم نے قرادش کو یہ ترغیب حکومت بلا بھیجا جب قرادش اپنے باپ کے دارالحکومت آ گیا تو اس نے عبداللہ بن ابراہیم کے اقرار کے بموجب اپنے باپ کے متروکہ میں سے نصف مال و اسباب اور نقدیات تقسیم کر کے ابو منصور بن قراء کو دے دیا اور ابو منصور بن قراء حسب اقرار اس کے شہر میں بغرض حفاظت و مزاحمت حسن بن مسیّب ٹھہرا رہا اس واقعہ کی اطلاع حسن بن مسیّب کو ہوئی تو سرداران بنو عقیل کے پاس قرادش کی اس حرکت کی شکایت کرنے کے لئے گیا اور یہ بھی ظاہر کیا اس وقت تک ابو منصور بن قراء اس کے پاس مقیم ہے بنو عقیل چچا اور بھتیجا میں باہم مصالحت کرانے کی کوشش کرنے لگے بالآخر چچا اور بھتیجہ (حسن اور قرادش) میں مصالحت ہوگئی اور یہ قرار پایا کہ ابو منصور کے ساتھ بدعہدی اور غداری کی جائے اس طرح کہ ان میں سے ایک شخص دوسرے پر حملہ آور ہو جس وقت یہ دونوں حریف روبرو جنگ پر تل جائیں اس وقت ابو منصور قراد کو گرفتار کر لیا جائے الغرض حسن اور قرادش نے باہم سازش کر کے اس طرح کی جنگ زرگری بنا ڈالی۔ دونوں چچا اور بھتیجہ کی فوجیں صف آراء ہوئیں۔ کسی نے اس سازش سے ابو منصور بن قراء کو مطلع کر دیا ابو منصور بخوف گرفتاری بھاگ کھڑا ہوا حسن اور قرادش نے تعاقب کیا مگر کامیاب نہ ہوئے۔ قرادش واپس ہو کر ابو منصور بن قراء کے مکانوں میں گیا اور تمام مال و اسباب پر قابض ہو گیا یہاں تک کہ ابو جعفر حجاج بن ہرمز نے اس سے یہ مال و اسباب چھین لیا۔

قرادش کی مدائن پر فوج کشی: ۳۹۲ھ میں قرادش بن مقلد نے بنو عقیل کے لشکر کو مدائن کی طرف روانہ کیا اس لشکر نے پہنچتے ہی مدائن پر محاصرہ ڈال دیا۔ بہاء الدولہ کے نائب بغداد ابو جعفر بن حجاج بن ہرمز نے ایک فوج بنو عقیل کے سر کرنے کو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھیجی۔ چنانچہ ابوجعفر کی فوج نے بنوعقیل کو مدائن سے پسپا کر دیا۔ بنوعقیل کو اس سے سخت پریشانی ہوئی بنواسد وغیرہ کو مجتمع کر کے بڑے اہتمام سے پھر فوج کشی کی اس وقت ان لوگوں کا سردار علی بن مزید نامی ایک شخص تھا۔ ابوجعفر نے بھی اس سے مطلع ہو کر مقابلہ کی غرض سے خروج کیا۔ ملک شام سے خفاجہ کو طلب کر کے اپنی فوج مرتب کی اور علی کو شکست دی اس کا سارا لشکر پامال کر دیا گیا۔ بہت سے آدمی مارے گئے ترکوں اور دیلمیوں میں سے ایک بڑا گروہ قید کر لیا گیا اس کے بعد ابوجعفر نے دوبارہ اپنی فوج آراستہ کی اطراف کوفہ میں باغیان دولت عباسیہ سے مڈبھیڑ ہوگئی اس واقعہ میں بھی اس نے انہیں شکست دی بہتوں کو قتل اور اکثر کو قید کر لیا اس کے بعد بنومزید کے قبیلہ کی طرف قدم بڑھایا اور ان کے بے حد و بے شمار مال و اسباب لوٹ لیا۔

قرادش اور ابوعلی کی جنگ ۳۹۷ھ میں قرادش نے کوفہ کا قصد کیا اس وقت کوفہ کی عنان حکومت ابوعلی بن شمال خفاجی کے قبضۂ اقتدار میں تھی مگر اتفاق سے یہ کہ اس وقت کوفہ میں موجود نہ تھا قرادش بلا مزاحمت و مخاصمت کوفہ میں داخل ہوا ابوعلی کو یہ خبر لگی تو وہ بھی فوجیں تیار کر کے آ پہنچا سخت اور خونریز جنگ کے بعد قرادش کو شکست ہوئی ابوعلی نے کوفہ پر قبضہ کر کے قرادش کے ہمراہیوں میں سے بطور تاوان بہت سا روپیہ وصول کیا۔ پھر ۳۹۹ھ میں ابوعلی راہی ملک عدم ہوا حاکم والی مصر نے اس کو رحبہ کی حکومت پر مامور کیا تھا جس وقت یہ سند حکومت لئے ہوئے رحبہ پہنچا عیسیٰ بن خلاط عقیلی نے اس کے خلاف بغاوت کر کے اسے مار ڈالا اور رحبہ پر قابض ہو گیا اس کے اور لوگ بھی اس کے شہر پر حکمرانی کرتے رہے یہاں تک کہ صالح بن مرداس کلابی والیٔ حلب نے اس شہر کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔

ابوالقاسم حسین کی گرفتاری: معتمد الدولہ قرادش بن مقلد نے ابوالقاسم حسین بن علی بن حسین مغربی کو قلمدان وزارت کا مالک بنایا تھا ابوالقاسم حسین کا باپ سیف الدولہ بن حمدان کے ہمراہیوں میں سے تھا اس سے رخصت ہو کر مصر گیا اور وہاں کے صوبجات کا والیٔ وحکمران ہوا اس کا بیٹا ابوالقاسم حسین یہیں پیدا اور یہیں نشو ونما پا کر بڑا ہوا۔ اس کے بعد حاکم والی مصر نے اس کے باپ کو کسی الزام میں سزائے موت دی۔ ابوالقاسم حسین شام میں حسان بن مفرج بن جراح طائی کے پاس چلا گیا اور اسے والی مصر کے ساتھ بدعہدی کرنے اور ابوالفتوح حسن بن جعفر والیٔ مکہ کی بیعت پر آمادہ کیا چنانچہ حسان نے ابوالفتوح کو مکہ سے رملہ میں بلا کر ٹھہرایا ''امیر المؤمنین'' کے لقب سے یاد کرنے لگا حاکم والی مصر کو اس کی خبر لگی تو اس نے حسان کو بہت سا مال و زر دے کر ابوالفتوح کی جانب سے پھیر لیا۔ تب ابوالفتوح ناکامی کے ساتھ واپس آیا اور ابوالقاسم مغربی عراق چلا گیا۔ فخر الملک کی خدمت میں باریاب ہوا۔ خلیفہ قادر اس وجہ سے کہ ابوالقاسم کا علویوں کی طرف طبعی میلان تھا ابوالقاسم اور اس کے حواریوں کی طرف سے مشکوک اور مشتبہ ہوا فخر الملک نے اس بناء پر اپنے یہاں سے نکال دیا تب ابوالقاسم نے قراموش کی خدمت میں حاضر ہونے کی غرض سے موصل کا راستہ لیا۔ قسمت یاور تھی قراقوش نے قلمدان وزارت سپرد کر دیا بعدہ ۴۱۱ھ میں کسی امر میں اس سے مشتبہ ہو کر گرفتار کر لیا اور اس پر جرمانہ کیا پھر یہ خیال کر کے اس کا مال و اسباب بغداد اور کوفہ میں ہے رہا کر دیا ابوالقاسم واپس ہو کر بغداد آیا اور موید الملک رجی کے بعد شرف الدولہ بن بویہ کی وزارت سے ممتاز ہوا۔

موید الملک رجی کی معزولی: موید الملک رجی کے معزول ہونے کا سبب یہ ہوا کہ اس نے ایک یہودی پر ایک لاکھ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینار جرمانہ کیا تھا اس یہودی سے عنبر خادم ملقب بہ ایثر مراسم اتحاد تھے عنبر کو مویدالملک کا یہ فعل ناگوار گزرا شرف الدولہ کو اس کی جانب سے بدظن کر کے معزول کرا دیا۔

تھوڑے دن بعد ترکوں اور عنبر خادم سے ان بن ہوگئی اس مخالفت میں وزیر السلطنت ابوالقاسم عنبر خادم کا ہم آہنگ تھا[1] اس نے بغداد سے نکل جانے کی رائے دی چنانچہ وزیر السلطنت ابوالقاسم اور عنبر خادم بغداد سے سندیہ کی طرف روانہ ہوئے اس وقت سندیہ میں قراقوش موجود تھا اس نے ان لوگوں کو عزت و احترام سے ٹھہرایا دو ایک روز قیام کر کے اوانا کی جانب کوچ کیا۔ ترکوں کو اس کی خبر لگی تو انہوں نے عنبر خادم سے معذرت کی اور بمنت و خوشامد واپسی پر اصرار کیا عنبر خادم ان کی معذرت پر بغداد کی طرف واپس ہوا اور ابوالقاسم مغربی قراقوش کے پاس چلا گیا۔ یہ واقعہ ۴۱۵ھ کا ہے دس ماہ اس نے وزارت کی۔

ابوالقاسم حسین کا کوفہ سے اخراج: اس کے بعد کوفہ میں عباسیوں اور علویوں کے درمیان جھگڑا پیدا ہو گیا اس فتنہ کی ابتداء ابن ابی طالب سے ہوئی جو کہ ابوالقاسم کا صہر (داماد) تھا خلیفہ نے قرداش کو ابوقاسم کے نکال دینے کو لکھ بھیجا ابوالقاسم کوفہ سے نکل کر ابن مروان کے پاس دیار بکر چلا گیا۔ بقیہ حالات اس کے مقام پر تحریر کئے جائیں گے۔

ابوالقاسم سلیمان بن فہر: اسی سنہ میں معتمد الدولہ قرداش نے ابوالقاسم سلیمان بن فہر گورنر موصل کو جو کہ اس کے اور اس کے باپ کی طرف سے موصل پر مامور تھا گرفتار کر لیا۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ یہ اپنے شروع شباب میں ابو اسحاق صابی کی خدمت میں کتابت کے عہدہ پر متعین تھا اس کے بعد مقلد بن مسیب کے پاس چلا گیا اور پھر اس کے ہمراہ موصل گیا ایک مدت کے بعد قرداش نے اسے خراج اور مال کا افسر اعلیٰ مقرر کیا۔ اہل موصل کے ساتھ بدسلوکی اور ظلم سے پیش آیا طرح طرح کے ان پر جرمانے کئے قرداش کو یہ خبر لگی تو اس نے اسے گرفتار کر کے اس کا تمام مال و اسباب کو ضبط کر لیا اور کثیر التعداد جرمانے کے بعد ابوالقاسم کو اس کی ادائیگی سے معذور و مجبور ہوا اس پر قرداش نے اسے بار حیات سے سبکدوش کر دیا۔

قرداش کی شکست و اطاعت: ۴۱۱ھ میں عرب فتنہ قرداش کے لئے جمع ہوا۔ دبیس بن علی بن مزید اسدی اور غریب بن معن اس کی سرکوبی کو روانہ ہوا دارالخلافت بغداد سے بھی فوجیں آ گئیں۔ سرمن رائے کے قریب ایک میدان میں دونوں فریق گتھ گئے قرداش کے ہمراہ رافع بن حسین بھی تھا گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ آخر الامر قرداش کو شکست ہوئی سارا مال و اسباب اور خزانہ لوٹ لیا گیا اثناء جنگ میں گرفتار کر لیا گیا اس کے مقبوضات سے تکریت بزور تیغ فتح کر لیا گیا۔ شاہی فوجیں بغداد واپس آئیں۔ پھر غریب بن معن کی سفارش سے قرداش کو رہائی ملی۔ سلطان بن حسن بن شمال امیر خفاجہ کے پاس چلا گیا ترکی لشکر نے تعاقب کیا' غربی فرات میں مڈبھیڑ ہوگئی ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد قرداش اور سلطان کو شکست ہوئی۔ شاہی فوجوں نے اس کے مقبوضات کو جی کھول کر تاخت و تاراج کیا قرداش نے تنگ ہو کر دارالخلافت بغداد میں علم خلافت کی اطاعت و فرمانبرداری کا پیام بھیجا۔

قرداش اور ابوالفتیان کی جنگ: پھر ۴۱۷ھ میں قرداش اور بنو اسد و خفاجہ کے درمیان جھگڑا ہو گیا خفاجہ نے قرداش کے مقبوضات سواد پر دست درازی شروع کر دی تھی۔ قرداش نے ان لوگوں کی مدافعت کی غرض سے موصل سے کوچ کیا خفاجہ

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا سردار ابوالفتیان منیع بن حسان نامی ایک سپہ سالار جنگ آور تھا اس نے دبیس بن علی بن مزید سے سازش کر لی اور اسے اپنا ہمدرد اور مددگار بنا لیا۔ چنانچہ دبیس اپنی قوم بنی اسد اور لشکر بغداد کو جمع کر کے ابوالفتیان کی کمک پر پہنچا کوفہ کے باہر دونوں حریفوں نے صف آرائی کی۔ کوفہ اس وقت قرادش کے قبضہ میں تھا قردان پر ان لوگوں کا ایسا خوف غالب ہوا کہ رات کے وقت بلا جدال وقتال کوفہ چھوڑ کر انبار کی جانب کوچ کر گیا۔ فتح مند گروہ نے قرادش کا تعاقب کیا قرادش نے انبار کو بھی خیر باد کہہ کر حلہ کا راستہ لیا۔ فتح مند گروہ نے انبار پر قبضہ کر لیا۔ مگر چند روز بعد اسے چھوڑ کر متفرق اور منتشر ہو گئے۔ قرادش کو اس کی خبر لگ گئی پہنچ کر فوراً قبضہ کر لیا۔

اس کے بعد اسی سنہ میں عقیل سے اور اس سے دو دو ہاتھ چل گئی سبب یہ ہوا کہ اثیر عنبر خادم (دولت بنی بویہ کا حاکم اور ایک ظالم منتظم تھا) کے خلاف شاہی فوج نے بغاوت کر دی۔ عنبر خادم بخوف جان قرادش کے پاس چلا گیا۔ قرادش نے اس کے مال واسباب پر جو کہ قیروان میں تھا قبضہ کر لیا۔ مجد الدولہ بن قرادا اور رافع بن حسن نے بنی عقیل کے ایک گروہ کو جمع کیا بدران بدر قرادش بھی ان لوگوں کے ساتھ آ کر مل گیا۔ بہت بڑی تیاری سے ان لوگوں نے قرادش پر چڑھائی کی۔ غریب بن معن اور اثیر عنبر خادم قرادش کی کمک پر جمع ہوئے ابن مروان نے بھی فوجی مدد دی تیرہ ہزار کی جمعیت سے قرادش میدان جنگ میں آیا۔ ایک شہر کے قریب دونوں حریفوں نے صف آرائی کی جس وقت دونوں لشکر حملہ آور ہوئے اور لڑائی کا بازار گرم ہو گیا۔ بدراں بن مقلد صف لشکر سے نکل کر اپنے بھائی قرادش کے پاس چلا آیا اور وسط مصاف میں باہم مصالحت کر لی ایک نے دوسرے سے معانقہ کیا قرادش اپنے بھائی بدران کے ساتھ شہر موصل کی جانب واپس ہوا۔

قرادش اور امیر خفاجہ: پھر قرادش اور خفاجہ کے درمیان دوبارہ جھگڑا پیدا ہو گیا۔ سبب یہ ہوا کہ منیع بن حسان امیر خفاجہ والی کوفہ نے جامعین مقبوضہ دبیس پر دفعتاً حملہ کر کے لوٹ لیا۔ دبیس یہ خبر پا کر منیع کی جستجو اور تعاقب میں کوفہ کی طرف روانہ ہوا انبار کا قصد کیا اس نے اور اس کی قوم نے جی کھول کر تاخت وتاراج کیا قرادش کو اس کی خبر لگی تو وہ غریب بن معن کے ساتھ منیع کی روک تھام کے لئے انبار[1] کی طرف روانہ ہوا پھر ان کے تعاقب میں قصر کی جانب بڑھا۔ خفاجہ یہ خبر پا کر انبار کی جانب لوٹے اور اسے لوٹ لیا آگ لگا دی جس سے وہ جل کر خاک سیاہ ہو گیا۔ خفاجہ اور دبیس دس ہزار فوج جمع کر کے خفاجہ کی سرکوبی کو بڑھے مگر اس کثرت فوج کے باوجود خفاجہ سے نہ لڑ سکے۔ انبار کی بگڑی ہوئی حالت کو سنوارنے میں مصروف ہوئے اس کے بعد منیع بن حسان خفاجی ملک ابو کالیجار کے پاس گیا اور اس کے علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ کوفہ میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا اور بنی عقیل کی حکومت وفرات کے دونوں کناروں سے دور کر دیا۔

بدران بن مقلد کا محاصرۂ نصیبین: اس واقعہ کے بعد بدران بن مقلد عرب کا ایک گروہ جمع کر کے نصیبین کی طرف بڑھا اور اس پر محاصرہ ڈال دیا۔ نصیبین پر اس وقت نصیر الدولہ بن مروان کا قبضہ تھا اس نے محاصرین کے مقابلہ پر فوجیں روانہ کیں۔ بدران سے گھمسان کی لڑائی ہوئی پہلے تو بدران کو شکست ہوئی پھر لوٹ کر ان پر حملہ آور ہوا۔ اس حملہ میں نصیر الدولہ کی فوج کو شکست ہوئی نہایت سختی سے انہیں پامال کیا۔ اس اثناء میں اسے یہ خبر لگی کہ اس کا بھائی قرادش موصل کے قریب پہنچ گیا ہے فوراً محاصرہ اٹھا کر اس کی طرف روانہ ہوا۔

---

[1] اس مقام پر اصل کتاب میں کچھ نہیں لکھا ہے۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب:۵۱

امارتِ موصل

دولت قرادش بن مقلد

سلطان محمود اور ارسلان بن سلجوق: تاتاریوں کا ایک گروہ ترکوں کی ایک شاخ ہے جو بخارا کے قریب ایک درے میں رہتا تھا جب ان لوگوں کا فتنہ وفساد اس اطراف میں حد سے بڑھ گیا تو سلطان سبکتگین نے ان کی سرکوبی پر کمر ہمت باندھی۔ والیٔ بخارا اس سرکش گروہ کے خوف سے بھاگ گیا۔ ان ترکوں کا سردار ارسلان بن سلجوق سلطان محمود کی خدمت میں حاضر ہوا سلطان محمود نے گرفتار کر کے ہند لے جا کر قید کر دیا اور اس کے قبائل اور خاندان کو پامال کیا۔ ان میں سے بہتوں کو قتل کر ڈالا۔ باقی ماندگان خراسان بھاگ گئے اور وہاں پہونچ کر فتنہ وفساد کا بازار پھر گرم کر دیا دن دہاڑے لوٹ مار شروع کر دی سلطان محمود نے انہیں ہوش میں لانے کی غرض سے فوجیں روانہ کیں۔ چنانچہ شاہی فوج نے انہیں خوب پامال کر کے خراسان سے بھی نکال باہر کیا۔ ان میں سے اکثر نے اصفہان میں جا کر قیام کیا والیٔ اصفہان سے معرکہ آرائی کی یہ واقعہ ۴۲۰ھ کا ہے اس کے بعد متفرق اور منتشر ہو گئے۔ ان تاتاریوں کا ایک گروہ خوارزم کے قریب کوہ بکجار کی طرف چلا گیا اور ایک گروہ نے آذربائیجان میں جا کر قیام کیا۔

تاتاریوں کی غارت گری: ان دنوں آذربائیجان کا والیٔ دہشوردان تھا۔ اس نے ان ترکوں کا بایں خیال کہ آئندہ فسادات سے محفوظ رہے ان کی عزت افزائی کی تنخواہیں مقرر کیں انعامات دیئے صلے دیئے مگر ترکوں نے اس کی ذرا بھی پروا نہ کی وہی لوٹ مار وہی غارت گری جاری رکھی۔ ان لوگوں کے چار سردار تھے۔ بوقا، کوکناش، منصور اور داما ۴۴۱ھ میں یہ لوگ مراغہ میں داخل ہوئے اور نہایت بے رحمی سے تاخت وتاراج کیا اکراد وہذبانیہ پر پامالی کا ہاتھ بڑھایا۔ انہی میں سے ایک گروہ رے کی طرف چلا گیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ ان دنوں رے کا امیر علاؤ الدین بن کاکویہ تھا۔ ترکوں نے شہر پر یلغار کیا۔ اہل شہر کو قتل وغارت گری اور وحشیانہ ظلم وستم کا نشانہ بنایا۔ اسی طرح اہل کرخ اور قزوین کے ساتھ کیا۔ ان مقامات کے ساتھ تاخت وتاراج سے فارغ ہو کر آرمینیہ کی جانب بڑھے اور اس کے گرد ونواح پر غارت گری شروع کر دی۔ وہاں کے اکراد کو بھی پامال کیا اس کے بعد دینور پر ۴۴۳ھ میں حملہ آور ہوئے اس کے بعد دہشوردان والیٔ تبریز نے اپنے شہر میں ترکوں کے ایک گروہ پر جو تعداد اً تیس تھے اور سب کے سب سردار تھے حملہ کر کے قتل کر ڈالا اس سے باقی ماندگان کی کمر ہمت ٹوٹ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئی۔قتل عام کا بازار گرم ہوگیا۔اطراف وجوانب میں بخوف جان منتشر ہو گئے۔

ترکوں کی سرکوبی و پسپائی: ترکوں کا وہ گروہ جو آرمینیہ میں تھا انہوں نے جمع ہو کر بلاد اکراد ہکاریہ مضافات موصل کی طرف قدم بڑھایا۔نہایت سختی سے لوٹ مار شروع کی ایک عالم کو تہ وبالا کر ڈالا اکراد نے جمع ہو کر ترکوں پر پھر حملہ کیا اس حملہ میں اکراد کو کامیابی ہوئی ترکوں کا گروہ منتشر ہو کر پہاڑوں میں چلا گیا اور سارا جتھا تتر بتر ہو گیا۔

قرادش اور ترکوں کی جنگ: رے کے ترکوں نے نیال پر اور سلطان طغرلبک کی آمد کی خبر پا کر رے چھوڑ کر ۴۳۳ھ میں دیار بکر اور موصل کی طرف قدم بڑھایا۔جزیرہ ابن عمر میں قیام پزیر ہو کر اطراف وجوانب کو لوٹنا شروع کر دیا۔باقروی' یازندی اور حسینہ کو لوٹ لیا۔اسی زمانہ میں سلیمان بن نصیر الدولہ بن مروان نے ترکوں کے امیر منصور بن غرضیل کو دھوکہ دے کر گرفتار کر لیا اس کی گرفتاری سے اس کے ہمراہی چاروں طرف بلاد میں منتشر ہو گئے سلیمان بن نصیر الدولہ نے ان کے تعاقب اور گرفتاری پر فوجیں روانہ کیں۔قرادش والیٔ موصل نے ایک دوسری تازہ دم فوجیں ان کی کمک پر بھیجی اکراد شبنو یہ ہمراہیاں فتک کو بھی اسی جماعت میں شامل کر دیا۔پس اس مہم نے ترکوں کو جا گھیرا۔ترکوں نے مرنے پر کمر باندھی اور خوب جی کھول کر لڑے اور پھر ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے۔ان واقعات کے بعد عرب نے عراق کی جانب توجہ کی۔ترکوں نے دیار بکر کو ویران وخراب کر ڈالا۔قرادش یہ خبر پا کر کہ ترکوں کے ایک گروہ نے اس کے مقبوضات کی طرف قدم بڑھایا ہے ان لوگوں کی مدافعت کی غرض سے موصل چلا گیا۔

قرادش کی شکست وفرار: جس وقت ترکوں نے برقعید میں پڑاؤ کیا قرادش نے ترکوں پر شب خون مارنے کی تیاری کی۔ترکوں کو اس کی خبر لگ گئی فوراً ٹوٹ پڑے قرادش کے ہاتھ کے طوطے اڑ گئے۔جیسا کہ ان لوگوں نے شرط کی' مال وزر دے کر ٹالنے کی فکر کرنے لگا۔ابھی قرادش فراہمی مال میں مصروف تھا کہ ترکوں نے دوسری طرف سے موصل کی جانب قدم بڑھایا۔قرادش کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ اپنی فوج مرتب کر کے مقابلہ پر آیا۔تمام دن گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی۔اگلے دن پھر اسی کیفیت سے جنگ کا آغاز ہوا شام ہوتے ہوتے عربوں اور اہل شہر کو شکست ہوئی۔قرادش ایک کشتی پر سوار ہو کر براہ فرات بھاگ نکلا سارا مال واسباب چھوڑ گیا ترکوں نے شہر میں داخل ہو کر غارت گری شروع کر دی۔جواہرات' زیوارات اثاث البیت اور بے حد مال وزر ان کے ہاتھ لگا۔قرادش بنفسہٖ جان بچا کر سند پہونچا۔سلطان جلال الدولہ اور دبیس بن علی بن مزید امراء عرب اور سرداران اکراد کی خدمت میں امداد کی درخواست روانہ کی۔

موصل میں قتل عام: ترکوں نے فتح یابی حاصل کر کے اہل موصل کے ساتھ قتل وغارت گری کا کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا۔بعض محلّہ والوں نے حفاظت جان ومال کی غرض سے بہت سا مال وزر دینے کا وعدہ کر لیا جس کی وجہ سے ان کی آبروریزی نہ ہوئی اور وہ ان غارت گروں کے ظلم وستم کے ہاتھ سے بچ گئے۔ابتداً اہل شہر پر بیس ہزار دینار جرمانہ کیا جب یہ وصول ہو گیا تو چار ہزار اور جرمانہ کیا اور اس کے وصول کرنے میں مصروف۔اہل موصل کا ناک میں دم ہو رہا تھا بگڑ گئے اور دفعتہً حملہ کر دیا شہر میں جس قدر ترک ہاتھ آئے سب کو مار ڈالا۔جب ان کے بھائیوں کو اطلاع ہوئی تو وہ لوگ جمع ہو کر نصف ۴۳۵ھ میں بزور تیغ شہر موصل میں گھس پڑے۔تلواریں نیام سے کھینچ لیں بارہ دن تک مسلسل قتل عام کا بازار گرم رکھا۔مقتولوں کی کثرت تعداد

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے راستے بند ہو گئے بقیۃ السیف کے ایک گروہ نے ان مقتولوں کو گڑھوں میں دفن کیا اس قتل عام کے بعد ان لوگوں نے خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھا اور خلیفہ کے بعد سلطان طغرلبک کو دعا سے یاد کیا۔ مدتوں یہ لوگ شہر موصل میں ٹھہرے رہے۔

سلطان طغرل بک کی معذرت خواہی: ملک جلال الدولہ بن بویہ اور نصیر الدولہ بن مروان نے سلطان طغرل بک نے جلال الدولہ کی خدمت میں ان لوگوں کی زیادتیوں کی شکایتیں لکھیں۔ سلطان طغرل بک نے جلال الدولہ کو معذرت لکھی کہ یہ لوگ ہمارے خدام اور پروردہ ہیں۔ ان لوگوں نے اطراف طے میں فساد برپا کیا اور بخوف جان بھاگ نکلے۔ عنقریب ان لوگوں کی سرکوبی کی غرض سے ہماری فوجیں روانہ کی جائیں گی اور نصیر الدولہ بن مروان کو تحریر کیا کہ مجھے یہ خبر لگی ہے کہ میرے خدام نے تمہارے مقبوضات کا قصد کیا تھا تم نے انہیں مال وزر دے کر روک دیا تم سرحدی حکمران ہو تمہیں لازم ہے کہ تم اس قدر دیا کرو کہ اس سے جہاد کو مدد پہنچے میں عنقریب ایسے لوگوں کو مامور کرتا ہوں کہ جو ان لوگوں کو تمہارے مقبوضات سے دفع کریں۔

ترکوں کی سرکوبی: اس کے بعد دبیس بن علی بن مزید فوجیں مرتب کر کے قراقوش کی کمک کے لئے روانہ ہوا بنو عقیل کا جم غفیر اس کے پاس آ کر جمع ہو گیا۔ سن سے موصل کی جانب بڑھے ترکوں کو یہ خبر لگی تو وہ تل اعفر کی طرف ہٹ آئے اور دیار بکر میں اپنے ہمراہیوں اور اپنے سرداروں ناصغلی اور بوقا کے پاس امداد کی غرض سے قاصد روانہ کئے پس وہ لوگ آ گئے ماہ رمضان ۴۳۵ھ میں قراوش اور ترکوں سے معرکہ آرائی ہوئی۔ صبح سے ظہر تک سخت اور خونریز جنگ ہوتی رہی پہلے تو عربوں کو ترکوں نے ان کے مورچے سے پسپا کر دیا مگر پھر جب عربوں نے مرنے پر کمر باندھ کر حملہ کیا تو ترکوں کو شکست ہوئی عربوں نے ان کا تعاقب کیا کشت وخون کا بازار گرم ہو گیا ترکوں کے نامی نامی سردار مارے گئے ہزاروں ترک کھیت رہے فتح مند گروہ نے مقتولوں کے سرداروں کے سروں کو دار الخلافت بغداد روانہ کیا۔ قراوش ان کا تعاقب کرتا ہوا نصیبین تک چلا گیا۔ ترکوں نے اس معرکہ سے شکست اٹھا کر دیار بکر کا قصد کیا اور اسے تاخت وتاراج کر کے ارزن روم کی طرف گئے اور اسے بھی قتل وغارت گری کا بازار بنا کر آذربائیجان میں جا کر دم لیا اور قراوش موصل کی جانب واپس ہوا۔

بدران بن مقلد کا نصیبین پر قبضہ: ہم اوپر بدران کے محاصرۂ نصیبین اور وہاں سے اپنے بھائی قراوش کی وجہ سے کوچ کر جانے اور پھر دونوں میں مصالحت ہو جانے اور نصیر الدولہ کا قراوش کی بڑی بیٹی سے عقد کرنے کا حال تحریر کر آئے ہیں۔ عقد کے بعد نصیر الدولہ نے اس کی بیٹی کے ساتھ اچھے سلوک کا برتاؤ نہ کیا اور نہ اپنی بیویوں کے برابر حق دیا۔ اس نے اپنے باپ سے شکایت کی۔ اس نے نصیر الدولہ کے پاس آدمی روانہ کیا اس کے بعد نصیر الدولہ کے بعض عمال قراوش کے پاس چلے آئے اور اسے جزیرہ پر قبضہ کر لینے کی طمع دلائی قراوش نے اپنی بیٹی کے مہر کے بہانہ سے جو کہ بیس ہزار دینار تھا۔ جزیرہ اور نصیبین کو اپنے بھائی بدران کے لئے طلب کیا نصیر الدولہ نے اس سے انکار کیا قراوش نے ایک فوج جزیرہ کے محاصرہ پر روانہ کی اور دوسری فوج اپنے بھائی بدران کی ماتحتی میں نصیبین کے سر کرنے کو بھیجی اس کے بعد خود بھی آ پہونچا اور اپنے بھائی کے ساتھ نصیبین کا محاصرہ کر لیا۔ اہل نصیبین نے قلعہ بندی کر لی عرب اور اکراد جمع ہو کر نصیر الدولہ کے پاس میافارقین گئے اور اس سے نصیبین کے دے دینے پر مصالحت کا پیام دیا۔ نصیر الدولہ نے نصیبین کو ان لوگوں کے حوالہ کر دیا اور قراوش کو اس کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیٹی کے مہر سے پندرہ ہزار دینار مرحمت کئے۔

عمر بن بدران: ان واقعات کے بعد ۴۴۵ھ میں بدران راہگزار ملک عدم ہوا۔ اس کا بیٹا عمر قراوش کے پاس آیا۔ قراوش نے اس کو گورنری نصیبین پر بحال رکھا۔ بنونمیز کو اس کے ملک پر قبضہ کرنے کی طمع دامن گیر ہوئی۔ فوج مرتب کر کے محاصرہ کر لیا۔ قراوش یہ خبر پا کر ان کی مدافعت کے لئے آیا اور اپنے ملک سے بے نیل ومرام نکال باہر کیا۔

قراوش اور غریب کی جنگ: تکریت پر ابوالمسیب رافع بن حسین کا قبضہ تھا جو کہ بنوعقیل میں سے تھا غریب نے عرب اور کردوں کے ایک گروہ کو جمع کیا۔ جلال الدولہ نے بھی امدادی فوجیں بھیجیں عرب نے تکریت پر یلغار کیا اور اس پر محاصرہ ڈال دیا۔ رافع بن حسین اس وقت موصل میں قراوش کے پاس تھا۔ اس سے مطلع ہو کر فوجیں مہیا کیں اور تکریت کی حمایت پر اٹھ کھڑا ہوا غریب سے تکریت کے گردونواح میں مڈبھیڑ ہوئی غریب کو شکست ہوئی قراوش اور رافع نے تعاقب کیا اس کے مال واسباب اور مکانات سے متعارض ہوا۔ اس کے بعد باہم نامہ و پیام ہو کر مصالحت ہو گئی۔

قراوش اور جلال الدولہ کے مابین کشیدگی: ۴۴۱ھ میں قراوش نے اپنی فوج خمیس بن تغلب کے محاصرہ کرنے کے لئے تکریت روانہ کی تھی۔ خمیس نے جلال الدولہ کے سایہ عاطفت میں پناہ لی۔ جلال الدولہ نے قراوش کو اس فعل سے روکا قراوش نے کچھ سماعت نہ کی اس بنا پر جلال الدولہ بنفس نفیس قراوش کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا اور پہونچتے ہی قراوش کا محاصرہ کر لیا قراوش نے بغداد میں ترکوں کو جلال الدولہ کے خلاف بغاوت کرنے پر ابھار دیا۔ کسی ذریعہ سے جلال الدولہ کو اس کی خبر لگ گئی جلال الدولہ کو اس سے بے حد برہمی پیدا ہو گئی انبار کو سر کرنے کے لئے کوچ کیا اہل انبار نے یہ خبر پا کر قلعہ بندی کر لی۔ اس اثناء میں قراوش بھی تکریت سے انبار کی حمایت کے لئے روانہ ہوا جلال الدولہ کی کثرت فوج سے غلہ اور رسد کی کمی واقع ہوئی۔ عقیل نے کوشش کر کے قراوش اور جلال الدولہ میں باہم مصالحت کرا دی چنانچہ دونوں حریفوں نے آئندہ مصالحت قائم رکھنے اور قراوش نے جلال الدولہ کی اطاعت کی قسم کھائی اور دونوں اپنے اپنے شہر کو واپس ہوئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۵۲

ملوکِ قسطنطنیہ

مادر یسیل و قسطنطین: یسیل اور قسطنطین کی ماں روم کی سرداروں میں سے ایک بڑی سردار اور رئیس کی بیٹی تھی۔ ایک مرتبہ عید کے دن کنیسہ میں عبادت کے لئے گئی ہوئی تھی ان دونوں کے باپ کی نظر اس پر پڑ گئی۔ جان و دل سے فریفتہ ہو گیا عقد کرنے کا پیام دیا اور شادی کر لی اس سے یہ دونوں بیٹے پیدا ہوئے۔ یہ دونوں ابھی کم سن ہی تھے کہ ان کا باپ مر گیا ایک مدت کے بعد ان دونوں کی ماں نے تغفور سے اپنا بیاہ کر لیا تغفور ایک چلتا پرزہ تھا اس نے ساری سلطنت پر قبضہ کر لیا عنان حکومت کا مالک بن بیٹھا چند روز بعد ان دونوں کی نسل منقطع کرنے کی غرض سے ان دونوں کو خصی کرنے کی تدبیریں کرنے لگا ان کی ماں کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر لگ گئی۔

دمستق کا خاتمہ: دمستق کو پٹی پڑھا کر تغفور کے قتل پر ابھار دیا چنانچہ اس نے اسے قتل کر ڈالا۔ اس نے اس خدمت کے صلے میں اُس سے عقد کر لیا۔ ایک برس تک اس کی زوجیت میں رہی اس کے بعد دمستق نے بخوف جان اسے اس کے دونوں لڑکوں کے ساتھ ایک دیر بعید کی طرف جلاء وطن کر دیا تقریباً ایک برس جلاوطن رہی پھر ایک رہبان (پادری) کو دمستق کے قتل پر آمادہ کر لیا یہ رہبان شاہی گرجا میں جا کر مقیم ہوا اور دمستق کے قتل کی فکر کرنے لگا حتیٰ کہ ایک روز دمستق گرجا میں آیا یہ عید کا دن تھا رہبان سے دمستق نے تبرکاً کچھ کھانا طلب کیا رہبان نے زہر ملا کر اپنے ہاتھ سے پلا دیا مکان پہونچتے پہونچتے مر گیا۔ ان دونوں کی ماں یہ خبر سن کر عید سے چند راتیں پیشتر قسطنطنیہ میں آئی اور اپنے لڑکے یسیل کو تخت حکومت پر متمکن کر دیا اور اس کی کم سنی کی وجہ سے یہ خود حکمرانی کرنے لگی۔

یسیل اور قسطنطین: جب یسیل بڑا ہوا تو بلغار (بلگیریا) کے جنگ کرنے کے لئے ان کے ملک پر چڑھ گیا۔ یہاں پر اس کو اپنی ماں کے مرنے کی خبر پہونچی۔ اس نے ایک خادم کو اپنے زمانہ غیر حاضری میں قسطنطنیہ کے انتظام اور نظام حکومت قائم رکھنے پر مامور کیا اور خود چالیس برس تک جنگ بلغار میں مصروف رہا۔ آخر کار شکست اٹھا کر قسطنطنیہ واپس آیا اور دوبارہ فوجیں تیار کر کے بلغار گیا اس مہم میں اسے کامیابی ہوئی ان کے بادشاہ کو اس نے قتل کر ڈالا اور ان کے ملک پر فتح مندی کے ساتھ قبضہ کر لیا اور وہاں کے رہنے والوں کو جلاء وطن کر کے بلاد روم میں لا کر آباد کیا۔

ابن اثیر کا بیان ہے کہ ''یہ بلغار جن کے ملک پر یسیل نے قبضہ کر لیا تھا۔ یہ وہ لوگ نہیں ہیں جو ان میں سے اسلام لا چکے تھے یہ لوگ ان کی بہ نسبت بلاد روم سے قریب تر دو مہینہ کی مسافت پر ہیں اور یہ دونوں بلغار ہی ہیں''۔ یسیل عادل اور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیک سیرت شخص تھا اس نے تقریباً ستر سال روم پر حکومت کی جب یہ مر گیا تو اس کا بھائی قسطنطین حکمران ہوا۔ اس نے وفات کے وقت تین لڑکیاں چھوڑیں پہلے بڑی لڑکی تخت آرائے حکومت ہوئی۔

شاہ ارمانوس کا قتل: اس نے شاہی خاندان میں سے ارمانوس نامی شاہزادہ سے اپنا عقد کیا تھا یہ وہی شخص ہے جس نے مسلمانوں کے قبضہ سے الرہا کو نکالا تھا۔ حکومت کی طرف سے ایک شخص میخال نامی صرافوں کے بازار کے انتظام پر مامور تھا۔ ارمانوس نے اسے اپنے خاص مصاحبوں میں داخل کر لیا اور اپنی دولت وحکومت کا مدبر اور دایاں بازو بنا لیا۔ تھوڑے دن بعد ارمانوس کی بیوی میخائیل کی جانب مائل اور اس پر فریفتہ ہو گئی۔ دونوں باتفاق بادشاہ ارمانوس کے قتل کی فکر کرنے لگے چنانچہ ایک روز بحالت غفلت دونوں نے مل کر ارمانوس کا گلا گھونٹ دیا اور اس کے مرنے کے بعد رومیوں کے خلاف مرضی ملکہ ارمانوس نے میخائیل سے عقد کر لیا۔

میخائیل اور بطریق اعظم: اس کے بعد میخائیل کو بدخلقی اور ظلم کا عارضہ لاحق ہو گیا اپنے برادرزادہ کو اپنا ولی عہد بنایا اور اس کا نام بھی میخائیل رکھا۔ اس نے میخائیل اول کے بعد عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور اس کے ماموں اور ان کی بہنوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور اپنے نام کا سکہ ۴۳۳ھ میں مسکوک کرایا اس کے بعد بیوی نے بادشاہ سابق کی بیٹی کو طلب کر کے رہبانیت (ترک دنیا) اور حکومت وریاست سے دست کش ہو جانے پر مجبور کیا اور اسے مارا اور ایک جزیرہ کی طرف جلاوطن کر دیا اس کے بعد بطریق اعظم (پوپ) کے قتل کا قصد کیا تا کہ آئندہ اس کی بے جا حکومت سے نجات مل جائے گی چنانچہ بطریق کو ایک روز دعوت ولیمہ کی تیاری کے بہانہ سے ایک دیر کی طرف روانہ کیا اور اپنے آنے کا بھی وعدہ کیا اور بطریق کو چلے جانے کے بعد رومیوں اور بلغاریوں کے ایک گروہ کو اس کے قتل کے لئے بھیج دیا۔ بطریق کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر لگ گئی۔ بطریق نے ان لوگوں کو بہت سا مال وزر دے کر اپنی جان بچائی اور در پردہ میخائیل کے معزول کرنے پر رومیوں کو ابھارنے لگا۔

میخائیل کی معزولی: آخر الامر اپنے اس ارادہ میں بطریق کامیاب ہو گیا ملکہ کے پاس جزیرہ میں جہاں کہ شہر بدر کر دی گئی تھی۔ رومی ایلچی روانہ کیا اور حکومت وسلطنت کے لئے طلب کیا۔ ملکہ نے بادشاہی سے انکار کر دیا اور ترک دنیا پر تلی رہی تب بطریق نے اسے حکومت سے معزول کر کے اس کی چھوٹی بہن بدرونہ کو تخت حکومت پر متمکن کیا اس کے باپ کے خدام نے عنان انتظام وحکومت اپنے ہاتھ میں لی اور میخائیل کی معزولی کا اعلان کر دیا میخائیل کے ہواخواہوں اور بدرونہ کے گروہ سے لڑائی شروع ہو گئی۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد بدرونہ کے ہمراہیوں کو فتح نصیب ہوئی میخائیل کے ہواخواہوں کے گھر بار کو لوٹ لیا۔

قسطنطین: رومیوں کو اس طوائف الملوکی سے بے حد تکلیف کا سامنا کرنا پڑا اور وہ لوگ ایک بادشاہ مقرر کرنے کی فکر میں مصروف ہوئے جو کہ نظام حکومت کو قائم رکھے۔ دعویٰ داران سلطنت کو جمع کر کے قرعہ ڈالا اتفاق سے قسطنطین کے نام قرعہ میں برآمد ہوا اس نے روم کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور حکمرانی کرنے لگا۔ بڑی ملکہ سے بیاہ کر لیا چھوٹی ملکہ (بدرونہ) ۴۴۴ھ میں اس کے پاس خاطر سے سلطنت وحکومت سے دست کش ہو گئی۔ اس کے بعد میناس نامی ایک شخص نے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قسطنطین کے خلاف روم سے خروج کیا بیس ہزار فوج فراہم اور مرتب کر کے بغاوت کر دی۔ قسطنطین نے اس کی سرکوبی کی غرض سے فوجیں روانہ کیں گھمسان کی لڑائیاں ہوئیں۔ آخرالامر میناس مارا گیا۔ اس کا سر اتار کر قسطنطین کے پاس بھیجا گیا اور اس کے ہمراہی اور ہواخواہ منتشر ہو گئے۔

پھر ۴۳۵ھ میں رومیوں کی چند کشتیاں ساحل قسطنطنیہ پر آ لگیں اہلِ قسطنطنیہ کی کشتی والوں سے لڑائیاں ہوئیں۔ کشتی والے کسی ضرورت سے خشکی پر اتر آئے تھے اہلِ قسطنطنیہ نے کشتیوں میں آگ لگا دی جل کر خاک و سیاہ ہو گئیں اور کشتی والوں کو مار ڈالا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۵۳

امارتِ موصل

دولت قریش بن بدران

ابوالحسن بن موشک کی گرفتاری: کُردوں کے چند قلعے موصل کے قرب و جوار میں تھے ان میں حمیدیہ کا قلعہ عقر اور اس کے مضافات تھے۔ اس کا حاکم ابوالحسن بن عکشان نامی ایک شخص تھا اور قلعہ اربل اس کے مضافات کے ساتھ ہذبانیہ کے قبضہ میں تھا۔ ابوالحسن ہوشک کے قبضۂ اقتدار میں اس کی عنان حکومت تھی اس کا بھائی ابوعلی بن موشک باعانت ابوالحسن بن عکشان اپنے بھائی سے حکومت و ریاست کے لئے لڑ پڑا چنانچہ قلعہ کو اس کے قبضہ سے نکال لیا اور اپنے بھائی ابوالحسن بن موشک کو گرفتار کر لیا قراوش اور اس کا بھائی زعیم الدولہ ابوکامل اس وقت مہم عراق میں مصروف تھے ان دونوں کو ابوعلی کا یہ فعل ناگوار گزرا واپس ہو کر موصل آئے۔ قراوش نے حمیدی اور ہذبانی نے نصیر الدولہ کے خلاف امداد طلب کی۔ حمیدی تو بذاتہٖ ان کی کمک پر آیا اور ہذبانی نے اپنے بھائی کو مدد پر بھیجا اتفاق یہ کہ جنگ کی نوبت نہ آئی قراوش اور نصیر الدولہ مصالحت ہو گئی تب قراوش نے ابوالحسن بن عکشان کو گرفتار کر لیا پھر اس امر پر مصالحت قرار پائی کہ ابوالحسن بن موشک والیٔ بربل رہا کیا جائے اور قلعہ اربل بھی اس کے حوالے کر دیا جائے اگر ابوعلی اس سے انکار کرے تو ابوالحسن بن عکشان اس کے خلاف مالی اور فوجی امداد دے۔

ابوالحسن کا فرار: چنانچہ اس امر کے اطمینان کی غرض سے اپنے بیٹے قراوش کی خدمت میں رہن کر دیا۔ اس کے بعد ابوالحسن سے اس معاملہ میں خط و کتابت شروع ہوئی ابوعلی نے اسے منظور کر لیا اور اربل کو اپنے بھائی ابوالحسن کے سپرد کرنے کی غرض سے موصل حاضر ہوا چنانچہ قراوش نے اس کے قلعوں کو اس کے حوالہ کر دیا اور ابوالحسن بن عکشان اور ابوعلی اربل کو ابوالحسن بن موشک کے سپرد کرنے کو روانہ ہوئے اثناءِ راہ میں ان لوگوں کے ساتھ بدعہدی کی دھوکا دے کر اس کے ہمراہیوں کو گرفتار کر لیا۔ اتفاق سے ابوالحسن تن تنہا کسی ذریعہ سے نکل بھاگا بحال پریشان موصل پہونچا ان وجوہات کے باعث ابوالحسن بن عکشان و ابوعلی اور قراوش کے درمیان بے حد کشیدگی پیدا ہو گئی۔

قراوش اور ابوکامل: ان واقعات کے ختم ہونے پر معتمد الدولہ قراوش اور اس کے بھائی زعیم الدولہ ابوکامل کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درمیان جھگڑا پیدا ہو گیا۔ سبب یہ ہوا کہ قریش (ان دونوں کا بھائی بدران کا بیٹا) اپنے چچا ابو کامل سے الجھ گیا۔ فوجیں فراہم اور مرتب کیں اس کے دوسرے چچا نے اعانت اور امداد پر کمر باندھی (۱) قراوش نے نصیر الدولہ بن مروان سے امداد کی درخواست کی چنانچہ اس نے اپنے بیٹے سلیمان کو اس کی کمک پر بھیجا اس کے علاوہ حسن بن عکشان وغیرہ اکراد نے بھی اس کی مدد پر ہمہ کمر ہمت باندھی سب کے سب جمع ہو کر معلایا کی طرف بڑھے اور اسے تاخت وتاراج کر کے آگ لگا دی وہ جل کر خاک سیاہ ہو گیا اس کے بعد ماہ محرم ۴۴۱ھ میں اپنے حریف سے معرکہ ہوئے دو دن تک متواتر لڑائی رہی۔ اکراد نے جنگ سے ہاتھ کھینچ لیا حریف کو اپنی طرف سے راستہ دے دیا قراوش کے بعض ہمراہیان عرب بھی قراوش سے علیحدہ ہو اس کے بھائی کے پاس چلے گئے۔

قراوش کی نظر بندی و رہائی: اسی اثناء میں اسے یہ خبر لگی کہ اس کے بھائی ابو کامل کے ساتھیوں نے انبار پر یورش کر کے قبضہ کر لیا ہے اس خبر کو سنتے ہی قراوش حواس باختہ ہو گیا معدودے چند آدمیوں کے ساتھ اپنے خیمہ میں رہ گیا۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہو گیا۔ اس کا بھائی ابو کامل اس واقعہ سے مطلع ہو کر اس کے پاس آیا اور اسے بہ آرام تمام اس کی بیوی اور بچوں کے ساتھ موصل لے جا کر نظر بند کر دیا اور اس کی محافظت اور نگرانی پر چند لوگوں کو مامور کر دیا۔ تھوڑے دن بعد عرب پھر اس کی طرف مائل ہو چلے اور اس کے بھائی ابو کامل نے اس خیال سے کہ مبادا عرب پھر اس کے مطیع نہ ہو جائیں اور اسے دوبارہ ریاست وحکومت کی کرسی پر متمکن نہ کر دیں قراوش کی نظر بندی کی تکلیف سے نجات دے کر حکومت وریاست کی عنان اس کے ہاتھ میں دی اور اطاعت وفرمانبرداری کی بیعت لے کر اس کے ملک کی طرف واپس کر دیا چنانچہ قراوش اپنے دارالحکومت اور حکمرانی کرنے کے لئے واپس آیا۔

ابو کامل اور بساسیری کی جنگ: ان واقعات کے قبل ابو کامل اور بساسیری منتظم خلافت اسلامیہ سے ان بن ہو گئی تھی۔ دارالخلافت بغداد میں اس وجہ سے بہت بڑی ہل چل پیدا ہو رہی تھی بنو عقیل نے عراق عجم میں بساسیری کی جاگیرات میں غارت گری شروع کر دی تھی بساسیری اس سے مطلع ہو کر ان کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ ابو کامل کو اس کی خبر لگ گئی۔ بنو عقیل کی ہمدردی پر اٹھ کھڑا ہوا اور ان کو مرتب کر کے میدان میں لڑنے کے لئے آیا۔ ابو کامل اور بساسیری سے سخت اور خونریز جنگ ہوئی مگر آخری فیصلہ نہ ہوا اتنے میں قراوش نظری بندی سے نجات پا کر اپنی حکومت وسلطنت پر واپس آ گیا اہل انبار کا ایک گروہ بطور وفد بساسیری کی خدمت میں حاضر ہوا اور شکریہ ادا کر کے قراوش کی بداخلاقی اور کج ادائی کی شکایت پیش کی اور یہ درخواست دی کہ آپ ایک فوج اور ایک عامل شہر کے انتظام کرنے کے لئے ہمارے ساتھ روانہ فرمائے بساسیری نے ایسا ہی کیا اس عامل نے پہونچ کر شہر کو قراوش کے قبضہ سے نکال لیا اور ان میں عدل انصاف سے حکومت کرنے لگا۔

قراوش کا فرار اور نظر بندی: قراوش نے اپنے بھائی ابو کامل کی اطاعت قبول کرنے کے بعد وزیر کی طرح اس کے ساتھ رہتا تھا کسی قسم کی قوت اسکے قبضہ میں نہ تھی مگر یہ امر قراوش کو شاق گزر رہا تھا۔ اس قید وبند سے نجات پانے کی فکر کرنے لگا ایک روز موصل سے نکل کر بغداد روانہ ہوا اسکے بھائی ابو کامل کو اس کا قید سے نکل بھاگنا نہایت شاق گزرا اپنی قوم کے چند سرداروں کو اس کو طوعاً وکرہاً واپس لانے پر مامور کیا چنانچہ ان لوگوں نے قراوش سے پہلے نرمی اور ملاطفت سے واپس چلنے کو کہا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قراوش نے کچھ سماعت نہ کی تب ان لوگوں نے ایسے عنوان سے واپس چلنے کو کہا جس سے قراوش کو اس امر کا یقین ہو گیا کہ اگر بخوشی و رضامندی واپس نہیں چلتا ہوں تو بزور جبر مجھے واپس لے جائیں گے۔ چار و ناچار واپس چلنے کا اقرار کیا مگر یہ شرط کر لی کہ موصل میں چل کر دارالامارت میں قیام پزیر ہوں گا جب قراوش موصل میں ابوکامل کے پاس پہونچا تو ابوکامل نے اسے نہایت عزت و احترام سے ٹھہرایا اور چند لوگوں کو اس کی نگرانی پر مامور کر دیا تا کہ آئندہ یہ لوگ اسے کسی قسم کا تصرف نہ کرنے دیں۔

قریش بن بدران: جب قریش بن بدران نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور اپنے چچا قراوش کو قلعہ جراحیہ میں لے لے جا کر نظر بند کر دیا۔ تب بقصد عراق ۴۴۴ھ میں ایک بڑی فوج کے ساتھ موصل سے کوچ کیا۔ اس کا بھائی مقلد اس سے باغی ہو گیا اور نورالدولہ دبیس بن مزید کی طرف سازش کرنے کی غرض سے کوچ کر دیا۔ قریش کو اس سے سخت برافروختگی پیدا ہوئی اس کے لشکر گاہ کو تاخت و تاراج کر کے موصل کی جانب واپس ہوئے اتفاق سے اسی زمانہ میں قریش سے عرب بگڑ گئے اور ملک الرحیم کے عمال نے قریش کے مقبوضات کو جو کہ عراق میں تھے لوٹ لیا اس کے بعد قریش نے عرب سے سازش کر لی اور ان کے ساتھ آئندہ حسن سلوک اور احسان کرنے کے یقین دلایا اور فوجی صورت میں ان کو مرتب کر کے عراق کی طرف کوچ کیا کامل محمد بن مسیّب والی خطیرہ سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ اس معرکہ میں کامل کو شکست ہوئی کامل بھاگ کھڑا ہوا قریش اس کے تعاقب میں بلال بن غریب کے شہر تک چلا گیا اور اسے تاخت و تاراج کر کے عراق میں گھس گیا اور الملک الرحیم کے عمال کو اپنی اطاعت و فرماں برداری کا پیام بھیجا انہیں اس امر کا یقین دلایا کہ جس قدر بلاد ان کے قبضہ میں ہیں وہ ان کے قبضہ میں رکھے جائیں گے الملک الرحیم کے عمال نے اطاعت قبول کی اور اس کے مطیع ہو گئے کیونکہ الملک الرحیم ان دنوں خوزستان میں مصروف قتال تھا۔ ان وجوہات سے قریش کے پاؤں حکومت پر جم گئے اور اس کی قوت بڑھ گئی۔

قراوش کی وفات: اسی ۴۴۴ھ میں معتمد الدولہ ابومنیع قراوش بن مقلد عقیلی نے بحالت قید قلعہ جراحیہ میں قید حیات سے نجات پا کر سفر آخرت اختیار کیا۔ نعش موصل میں اٹھا لائی گئی اور موصل کے شہر جانب شہر نینوا میں مدفون ہوا یہ عرب کا ایک نامور جنگ آزما شخص تھا۔

قریش کا انبار پر حملہ و پسپائی: ۴۴۶ھ میں قریش بن بدران نے موصل سے کوچ کیا اور شہر انبار پر پہونچ کر حملہ آور ہوا۔ بساسیری کی طرف سے اس شہر پر ایک شخص مامور تھا۔ قریش نے اس سے اس شہر کو چھین لیا بساسیری کو اس کی خبر لگی تو اس نے فوجیں مرتب کر کے انبار پر چڑھائی کر دی اور اسے دوبارہ واپس لے لیا۔

سلطان طغرل بک اور الملک الرحیم: قریش بن بدران نے سلطان طغرل بک کے پاس رے میں بغرض اظہار اطاعت و فرماں برداری ایک سفارت روانہ کی اور اپنے تمام صوبجات میں اس کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا اور الملک الرحیم کو گرفتار کر کے اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ اس واقعہ کی اطلاع سلطان طغرل بک تک پہونچی سلطان نے اسے امن دی چنانچہ الملک الرحیم اس کی خدمت میں حاضر ہوا سلطان نے اس کی عزت افزائی کی اور اسکے صوبجات کی حکومت اسے واپس دی۔ بساسیری نے الملک الرحیم کی رفاقت اسی زمانہ میں ترک کر دی تھی جبکہ اس نے واسط بغداد کے لئے اور سلطان طغرل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بک نے حلوان سے کوچ کیا تھا۔

قریش بن بدران اور بساسیری کی جنگ: پس بساسیری بوجہ مصاہرت (سسرالی رشتہ) نورالدولہ دبیس بن مزید کے پاس چلا گیا علیحدگی کا سبب یہ ہوا کہ خلیفہ قائم کو کسی ذریعہ سے معلوم ہو گیا تھا اس کا طبعی میلان خلیفہ مصر کی جانب سے اس وجہ سے خلیفہ قائم نے اس کے نکال دینے کو لکھ بھیجا جب قریش بن بدران دارالخلافت بغداد پہونچا اور سلطان طغرل بک کا دولت وحکومت اسلامیہ بغداد پر معقول طور سے قبضہ ہو گیا تو بساسیری ان لوگوں کے زیر کرنے کے لئے نکل کھڑا ہوا نورالدولہ دبیس بھی اس کے ہمراہ تھا سنجار میں معرکہ آرا ہوئی قریش اور قطلمش کو اور ان کے ہمراہیوں کو شکست ہوئی۔ ہزار ہا آدمی کھیت رہے۔ اہل سنجار نے بھی غارت گری شروع کر دی۔ بساسیری قیدیان جنگ کے ساتھ موصل آیا اور مستنصر خلیفہ مصری کے نام کا خطبہ پڑھا۔ ان لوگوں نے اس واقعہ سے قبل اطاعت وفرماں برداری کی غرض سے سفارت بھیجی تھی۔ خلیفہ مصر نے اس سے مسرت ظاہر فرمائی۔ قریش اور اس کے ہمراہیوں کو خلعت روانہ کئے۔

سلطان طغرل بک کا موصل پر قبضہ: سلطان طغرل بک کے بغداد میں طول قیام سے کثرت فوج کے باعث رعایا کو طرح طرح کی تکلیفیں پہونچنے لگیں خلیفہ قائم نے اپنے وزیر رئیس الرؤسا کے توسط سے عمید الملک کندری وزیر سلطان طغرل بک کو طلب کر کے ہدایت کی کہ چونکہ سلطان طغرل بک کی کثرت لشکر سے رعایائے بغداد کو بے حد تکلیف پہونچ رہی ہے لہٰذا مناسب ہے کہ سلطان اپنی فوج کے ساتھ بغداد سے کوچ کر دیں ورنہ بابدولت واقبال دارالخلافت بغداد کو چھوڑ دیں گے ابھی کوئی امر طے نہ ہونے پایا تھا کہ سلطان طغرل بک کو موصل کے واقعات کی خبر لگ گئی۔ سلطان طغرل بک نے موصل کی جانب کوچ کر دیا اور تکریت کا محاصرہ کر کے بزور تیغ فتح کر لیا اور حاکم قلعہ نصر بن عیسیٰ عقیلی سے بہت سا مال واسباب لے کر کوچ کیا کچھ عرصہ بعد نصر مر گیا اس کے بعد ابوالغنائم بن بحلیان حکمران ہوا۔ رئیس الرؤسا کے ساتھ اس کے برتاؤ اچھے رہے۔

قریش بن بدران کی اطاعت: اس کے بعد سلطان طغرل بک نے بوازیج سے نصیبین کی جانب کوچ کیا (سلطان بوازیج میں اپنے بھائی یاقوتی بن تنکیر کی امداد اور فراہمی فوج کا انتظار کر رہا تھا) اور ہزارسب بن تنکیر کو بریہ کی طرف عرب سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا انہی عربوں میں قریش، دبیس اور اصحاب حران ورقہ (نمیر) شریک تھے چنانچہ شاہی فوج نے عربوں پر حملہ کیا اور ان سے جنگ آزما ہوئے۔ میدان ان کے ہاتھ رہا۔ بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ ان میں سے ایک جماعت کو گرفتار کر کے مار ڈالا۔ اس کے بعد سلطان طغرل بک واپس ہوا قریش اور دبیس نے اظہار اطاعت کی غرض سے ہزارسب کے پاس ایک وفد روانہ کیا اور اس کے توسط سے معافی کا خواستگار ہوئے۔ سلطان طغرل بک نے ان دونوں کی خطائیں معاف کر دیں اور بساسیری کی نسبت یہ کہا کہ اس کا قصور خلافت مآب کی ذات خاص سے تعلق رکھتا ہے۔ اسے خلافت مآب کی خدمت میں حاضر ہو کر عفو تقصیر کرانا چاہئے بساسیری رحبہ کی جانب روانہ ہوا ترکان بغداد مقول بن مقلد اور بنو عقیل کا ایک گروہ اس کے ساتھ ہو لیا۔ قریش اور دبیس کی درخواست پر سلطان طغرل بک نے ان سب کے پاس ایفاء وعدہ اور توثیق اقرار اور دربار شاہی میں حاضر آنے کی غرض سے ہزارسب بن تنکیر کو روانہ کیا۔ دبیس اور قریش کو اپنی جانوں کا خطرہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیدا ہوا حاضری سے رک رہے قریش نے اپنی طرف سے ابوالسد ادبہۃ اللہ بن جعفر کو اور دبیس نے اپنے بیٹے بہاء الدولہ منصور کو سلطان کے دربار میں بھیجا۔ سلطان نے ان دونوں کی حاضری کو ان کی جگہ تصور کر کے ان لوگوں کے صوبجات کی سند حکومت تحریر کر دی۔ قریش کے قبضہ میں موصل، نصیبین، تکریت تو انا نہر، مبیطر، ہیت، لمبار باور ویا اور نہر الملک وغیرہ تھے۔

سلطان طغرل بک کا سنجار پر قبضہ: اس مہم سے فارغ ہو کر سلطان نے دیار بکر کا رخ کیا اس کا بھائی ابراہیم نیال بھی آ پہونچا ہزار سب نے قریش اور دبیس کو سلطان کی آمد کی اطلاع بھیج دی اور انہیں شاہی سطوت و جبروت سے ڈرایا۔ یہ دونوں اس خبر سے مطلع ہو کر اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے اور سلطان طغرل بک نے اس واقعہ کی وجہ سے جو کہ گزشتہ ایام میں قریش اور دبیس کے ساتھ پیش آئے تھے سنجار کی جانب کوچ کیا اور متعدد فوجیں اس کے سر کرنے کے لئے روانہ کیں عساکر شاہی نے سنجار کو بزور تیغ فتح کیا اور بڑی خونریزی کے بعد اس کے امیر مجلی بن مرجا کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا جنگ آزما کے علاوہ بہت سے اہلِ سنجار جن میں عورتیں اور مرد بھی تھے اس معرکہ میں کام آئے ابراہیم نیال نے باقی ماندگان کی جان بخشی کی سفارش کی سلطان نے اپنی فوج کو قتل عام سے روکا امن و امان پر قائم ہوا سلطان سنجار، موصل اور اس طرف سے تمام صوبجات کو اپنے بھائی ابراہیم نیال کو بطور جاگیر مرحمت کر کے بغداد کی جانب واپس ہوا سفر و قیام کرتا ہوا ماہ ذی قعدہ ۴۴۹ھ میں داخل بغداد ہوا۔

بساسیری اور قریش کا موصل پر قبضہ: ۴۵۰ھ میں ابراہیم نیال نے موصل سے بلاد جبل کی جانب کوچ کیا سلطان طغرل بک نے ابراہیم کی بلا اجازت روانگی سے بغاوت اور مخالفت کا خیال قائم کر کے طلبی کا ایک لکھ کر روانہ کیا اور ایک فرمان اسی مضمون کا خلافت مآب نے بھی لکھ کر ابراہیم کے پاس بھیج دیا۔ ابراہیم سلطان کی طرف واپس ہوا وزیر السلطنت کندری نے بڑے تپاک سے استقبال کیا۔ بساسیری اور قریش کو موقع مل گیا فوراً موصل پر پہونچ کر قبضہ کر لیا اور قلعہ کا بھی محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ اہلِ قلعہ نے ابن ہوشک والیٔ اربل کے توسط سے امن کی درخواست کی چنانچہ قریش اور بساسیری نے اہلِ قلعہ کو امان دی اہلِ قلعہ نے دروازے کھول دیئے اور قلعہ کی کنجیاں بساسیری اور قریش کے حوالہ کر دیں۔ ان دونوں نے قلعہ کو منہدم کرا دیا۔ سلطان طغرل بک کو اس کی خبر لگی اسی وقت فوجیں مرتب کر کے موصل کی جانب کوچ کیا۔ قریش اور بساسیری نے سلطان کی آمد کی خبر پا کر موصل کو چھوڑ دیا سلطان ان کے تعاقب میں نصیبین تک چلا گیا نیال کو موقع مل گیا ماہ رمضان ۴۵۰ھ میں ترک رفاقت کر کے ہمدان کا راستہ لیا۔ سلطان طغرل بک اس کے پیچھے ہو لیا اور ہمدان پہونچ کر اس پر محاصرہ ڈال دیا۔

بساسیری و قریش کا بغداد پر قبضہ: اتنے میں بساسیری دار الخلافت بغداد آ پہونچا ہزار سب واسط میں تھا اور دبیس کو خلافت مآب نے مدافعت کی غرض سے بغداد طلب کر لیا تھا مگر اس کے قیام کرنے سے بہت سے پیچیدگیاں پیدا ہو گئی تھیں اس وجہ سے یہ اپنے شہر کو واپس چلا گیا اور بساسیری قریش اور وزیر بنی بویہ ابوالحسن بن عبدالرحیم بغداد پہونچ کر بغداد کے چاروں طرف مقیم ہو گئے۔ عمید العراق افواج شاہی کی افسری کے ساتھ بساسیری کے مقابلہ پر تھا اور رئیس الرؤسا وزیر السلطنت دوسروں کے مقابلہ پر تھا جنگ کا ابھی آغاز نہیں ہوا تھا کہ بساسیری نے خلیفہ مستنصر والیٔ مصر کا خطبہ جامع بغداد میں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھا اور ''حی علیٰ خیر العمل'' کے الفاظ اذان میں بڑھائے رئیس الرؤسا نے یہ دیکھ کر جنگ چھیڑ دی حالانکہ عمید العراق اس رائے کے خلاف تھا۔ پہلے تو حریف کو شکست ہوئی لیکن پھر سنبھل کر ایسا حملہ کیا کہ لشکر بغداد بھاگ کھڑا ہوا یلغار کر کے حریم خلافت پر آپہونچا اور شاہی محلات پر قبضہ کر لیا جس قدر مال واسباب تھا لوٹ لیا۔

خلیفہ قائم کا حدیثہ میں قیام: خلافت مآب بنفس نفیس سوار ہو کر برآمد ہوئے دیکھا کہ عمید العراق نے قریش بن بدران سے امن حاصل کر لی تھی خلافت مآب بھی امن کے خواستگار ہوئے قریش نے ان دونوں کو امن دی اور دار الخلافت واپس بھیج دیا۔ بساسیری نے قریش کو اس امر پر بے حد ملامت کیونکہ ان دونوں نے معاہدے کے خلافت کیا تھا۔ قریش نے جھلا کر وزیر رئیس الرؤسا کو بساسیری کے حوالے کر دیا اور خلیفہ وعمید العراق کو اپنی نگرانی وحفاظت میں رکھا بساسیری نے وزیر السلطنت کو قتل کر ڈالا۔ قریش نے خلیفہ قائم کو اپنے ابن عم مبارش بن بجلی کی ہمراہی میں حدیثہ عانہ روانہ کر دیا۔ خلیفہ نے اپنے اہل وعیال اور خدام کے ساتھ حدیثہ میں خاموشی کے ساتھ قیام اختیار کیا حتیٰ کہ سلطان طغرل بک نے اپنے بھائی نیال کی مہم اور اس کے قتل سے فراغت پائی اور بغداد کی جانب واپس ہوا بساسیری اور قریش کو لکھ بھیجا کہ خلیفہ قائم کو دار الخلافت بغداد میں واپس بھیج دو ان دونوں نے اس سے انکار کیا۔ تب سلطان طغرل بک نے عراق کی طرف قدم بڑھایا۔ بساسیری نے یہ خبر پا کر ماہ ذی قعدہ ۴۵۱ھ میں بغداد سے کوچ کر دیا۔ بنو شیبان کے آزاد نوجوانوں نے شہر بغداد اور اس کے گرد ونواح کو تاخت وتاراج کرنا شروع کیا۔

خلیفہ قائم کی مراجعت بغداد: سلطان طغرل بک نے قریش بن بدران کے پاس امام ابوبکر محمد بن فورک کو روانہ کیا تا کہ اس حسن سلوک کا جو کہ قریش نے خلیفہ اور سلطان کی بھتیجی ارسلان خاتون یعنی خلیفہ کی بیوی کے ساتھ کیا تھا شکریہ ادا کرنے اور اپنے ہمراہ ان دونوں کو بغداد لے آئے۔ چنانچہ قریش نے اپنے ابن عم مبارش کو لکھ بھیجا کہ تم خلیفہ کے ساتھ بر یہ آ کر مبارش نے اس سے انکار کیا اور مع خلیفہ کے عراق روانہ ہو گیا اور رے کی طرف راستہ اختیار کیا۔ بدر بن مہلہل کی طرف گزر ہوا اس نے خلیفہ قائم کی بے حد خدمت کی سلطان کو جب یہ معلوم ہوا تو خلیفہ سے ملنے کے لئے نکلا نہروان میں شرف نیاز حاصل کیا بہت سے تحائف اور ہدایا' طرح طرح کے اسباب اور آلات حرب پیش کئے ارباب وظائف کو حسب مرتبہ پیش کیا اور اس کے ساتھ ساتھ قصر خلافت میں آیا جیسا کہ خلیفہ قائم کے حالات میں یہ واقعات قلم بند کئے گئے ہیں۔

بساسیری کا قتل: اس کے بعد سلطان طغرل بک نے خارتکین طغرائی کو بساسیری اور عرب کا تعاقب پر کوفہ کی طرف بھیجا مزید برآں بنی خفاجہ پر ابن منیع کو شب خون مارنے کی غرض سے روانہ کیا اور ان لوگوں کے بعد خود بھی روانہ ہوا۔ بساسیری اور دبیس خواب غفلت میں پڑے ہوئے تھے کہ دفعتہً شاہی فوج ان کے سروں پر پہونچ گئی کوفہ لوٹ لیا دبیس تو بھاگ کھڑا ہوا بساسیری اور اس کے ہمراہی سینہ سپر ہو کر میدان جنگ میں لڑے اور جی کھول کر عین معرکہ میں مارے گئے۔

قریش بن بدران کی وفات: ۴۵۳ھ میں قریش بن بدران راہگزار سے ملک عدم ہو گیا۔ نصیبین میں دفن کیا گیا۔ فخر الدولہ ابونصر محمد بن جہیر اس امر سے مطلع ہو کر در انصیبین آیا اور بنو عقیل کو اس غرض سے جمع کرنا شروع کیا کہ اس کا بیٹا ابوالمکارم مسلم بن قریش کرسی حکومت پر متمکن کیا جائے چنانچہ ارا کین دولت نے ابوالمکارم مسلم بن قریش کو اپنا امیر بنایا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلطان نے بھی ۴۵۵ھ میں جازب حریم حسن اور بوازیج بطور جاگیر مرحمت فرمایا۔

سلطان طغرل بک کا بنوکلاب سے معرکہ: ۴۵۵ھ میں سلطان طغرل بک نے آرمینیہ سے دارالخلافت بغداد کی جانب کوچ کیا وزیرالسلطنت ابن جہیر کشتی پر سوار ہوکر استقبال کے لئے آیا پھر ۴۶۰ھ میں رحبہ پر فوج کشی کی۔ بنوکلاب سے معرکہ آرا ہوا۔ یہ لوگ خلیفہ مستنصر علوی کے علم حکومت کے مطیع وفرمانبردار تھے۔ سلطان نے ان لوگوں کو شکست دن اور ان کے آلات حرب وغیرہ چھین لئے اور ان کے سروں اور نعشوں کو علویہ پھریروں کے ساتھ دارالخلافت بغداد روانہ کیا چنانچہ بغداد میں سرنگوں کر کے پھرائے گئے۔

مسلم بن قریش کا حلب پر قبضہ: ۴۷۲ھ میں شرف الدولہ مسلم بن قریش والیٔ موصل نے شہر حلب پر فوج کشی کی اور پہونچ کر اس پر محاصرہ ڈال دیا پھر کچھ سوچ سمجھ کر اس سے محاصرہ اٹھا کر چلا آیا۔ تتش بن الپ ارسلان نے محاصرہ کر لیا اس سے قبل ۴۷۱ھ میں ملک شام پر قابض ہوگیا تھا۔ کچھ دن حلب کا محاصرہ کیا۔ پھر وہاں سے محاصرہ اٹھا کر چلا آیا۔ بزاعہ اور بیرہ پر قابض ہوگیا اہل حلب نے مسلم بن قریش کے پاس کہلا بھیجا کہ ہم لوگ روزانہ جنگ سے تنگ آ گئے ہیں آپ آیئے ہم شہر آپ کے حوالہ کر دیں۔ ان دنوں شہر حلب کا ابن حسین عباسی حکمران تھا۔ جب مسلم بن قریش شہر حلب کے قریب پہونچا اہل حلب نے دروازے بند کر لئے بعض ترکمان یعنی والیٔ حصن اس کے سراغ اور جستجو میں رہا چند روز بعد اتفاق سے ایک روز ابن حسین سے جب کہ وہ شکار کرنے کو گیا ہوا تھا ملاقات ہوگئی والیٔ قلعہ نے ابن حسین کو گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر مسلم بن قریش کے پاس بھیج دیا۔ مسلم نے اس سے اس شرط پر کہ شہر ان کے حوالہ کر دے گا رہا کر دیا ابن حسین نے اپنے شہر واپس آ کر اپنے وعدہ کا ایفا کیا۔ ۴۷۳ھ میں مسلم بن قریش شہر میں داخل ہوا اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا تھوڑے دنوں بعد سابغ اور وثاب پسران محمد بن مرداس نے بمصالحت قلعہ کی کنجیاں مسلم بن قریش کے حوالہ کر دیں۔ مسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم کو جو کہ سلطان کی پھوپھی کا بیٹا تھا سلطان کی خدمت میں قبضہ حلب کی اطلاع دہی کے لئے روانہ کیا سلطان نے اس کی درخواست منظور کر لی اور اس کے بیٹے محمد کو شہر بن جاگیر میں عنایت کی۔ اس کے بعد مسلم نے حران کی طرف کوچ کیا اور اس کو بنی شاب تمیرین سے چھین لیا اسی زمانے میں والیٔ الرہا نے بھی اس کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے نام کا سکہ مسکوک کرایا۔

اہل حران کی بغاوت: ۴۷۶ھ میں شرف الدولہ مسلم بن قریش نے دمشق پر فوج کشی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ دمشق کا حاکم تتش فوجیں مرتب کر کے مقابلہ پر آیا گھمسان کی لڑائی ہوئی آخر کار مسلم بن قریش کو شکست ہوئی۔ نہایت تیزی سے اپنے ملک کی طرف واپس ہوا۔ اس نے واپسی سے قبل اہل مصر سے امداد طلب کی تھی مگر ان لوگوں نے امداد نہ دی اسی اثناء میں یہ خبر لگی کہ اہل حران نے اطاعت سے انکار کر دیا اور باغی ہوگئے ہیں اور ابن عطیہ اور وہاں کے قاضی ابن حلیہ نے شہر کو ترکوں کے حوالہ کر دینے کا ارادہ کر لیا ہے اس وجہ سے حران کی طرف قدم بڑھایا اثناء راہ ابن ملاحب والیٔ حمص سے مصالحت کی اور سلیمہ اور رقہ کی حکومت عطا کی۔ اس کے بعد حران کا محاصرہ کیا اور اس کی شہر پناہ کو منہدم ومسمار کر کے بزور تیغ شہر فتح کر لیا اور قاضی اور اس کے بیٹے کو قتل کر ڈالا۔

فخر الدولہ ابونصر محمد بن احمد: فخر الدولہ ابونصر محمد بن احمد بن جہیر موصل کا رہنے والا تھا کسی ذریعہ سے بنومقلد کے دربار

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک رسائی ہوگئی پھر قریش بن بدران سے منافرت پیدا ہوگئی بعض رؤسا نے بنو عقیل کے دامن عاطفت میں پناہ لینے کی درخواست کی۔ ان لوگوں نے اسے پناہ دی چنانچہ فخر الدولہ حلب چلا گیا۔ معز الدولہ ابو شمال بن صالح نے اسے اپنا قلمدان وزارت سپرد کر دیا چند روز بعد فخر الدولہ نے اس کی رفاقت ترک کر دیا اور نصیر الدولہ بن مروان کے پاس دیار بکر چلا گیا نصیر الدولہ نے بھی اسے اپنی وزارت کے عہدہ سے سرفراز کیا اور جب خلیفہ قائم نے اپنے وزیر ابوالفتح محمد بن منصور بن وارس کو معزول کیا تو فخر الدولہ کو وزارت کے لئے طلب فرمایا۔ فخر الدولہ نے بغداد کی طرف کوچ کیا ابن مروان تعاقب میں روانہ ہوا مگر کامیاب نہ ہوا۔

وزیر السلطنت فخر الدولہ کی معزولی: جوں ہی فخر الدولہ دار الخلافت بغداد میں داخل ہوا خلیفہ قائم نے ۴۵۴ھ میں عہدہ وزارت سے سرفراز فرمایا اس وقت طغرل بک عراق کا سلطان تھا اور یہی خلفاء بغداد پر غالب ہو رہا تھا ایک مدت تک فخر الدولہ اس کی وزارت پر رہا گاہے گاہے اپنے دوران وزارت میں معزول بھی کر دیا گیا اور پھر مقرر کیا گیا حتیٰ کہ خلیفہ قائم نے وفات پائی اور خلیفہ مقتدی تخت خلافت پر متمکن ہوا اور عنان سلطنت سلطان ملک شاہ کے قبضہ میں گئی۔ خلیفہ مقتدی نے ۴۷۱ھ میں اپنے وزیر السلطنت فخر الدولہ کو نظام الملک طوسی کی شکایت کی وجہ سے معزول کر دیا اس کا بیٹا عمید الدولہ اصفہان میں نظام الملک کے پاس گیا اور باہم صفائی کرا دی چنانچہ نظام الملک نے خلیفہ مقتدی سے اس کی سفارش کی خلیفہ مقتدی نے اس کے بیٹے عمید الدولہ کو عہدہ وزارت سے سرفراز فرمایا۔

بنی جہیر کی رہائی: اس کے بعد ۴۷۶ھ میں عہدہ وزارت سے برطرف کر کے قید کر دیا سلطان ملک شاہ اور وزیر السلطنت نظام الملک نے خلیفہ مقتدی کی خدمت میں بنی جہیر کی رہائی اور آزادی کی سفارش کا پیام بھیجا۔ خلیفہ مقتدی نے ان لوگوں کو قید کی تکلیف سے رہائی دے دی۔ بنی جہیر رہائی پا کر بطور وفد (ڈیپوٹیشن) اصفہان میں نظام الملک کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا۔ عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ سلطان ملک شاہ نے فخر الدولہ کو دیار بکر کی سند حکومت عطا کی اور ایک بڑی فوج اس کے ہمراہ بھیجی اور اسے ابن مروان کے قبضہ سے ملک کو نکال لینے اور سلطان کے بعد اپنے نام کا خطبہ پڑھنے اور سلطان کے نام کا سکہ مسکوک کرانے کی ہدایت کی۔

فخر الدولہ کی دیار بکر پر فوج کشی: جس وقت فخر الدولہ دیار بکر کے قریب پہونچا ابن مروان خم ٹھونک کر مقابلہ پر آیا پھر ۴۷۷ھ میں سلطان نے ایک جرار لشکر امیر راتق کی افسری میں (جو ملوک حال ماردین کا جد اعلیٰ تھا) فخر الدولہ کی کمک پر روانہ کیا۔ اس واقعہ سے قبل ابن مروان نے یہ خبر پا کر کہ فخر الدولہ شاہی افواج کے ساتھ دیار بکر کی طرف آ رہا ہے۔ شرف الدولہ مسلم بن قریش کو یہ پیام دیا کہ اگر آپ ہماری امداد کریں تو اس سلوک کے صلے میں ہم آپ کو درآمد و برآمد کی رقم دیں گے۔ شرف الدولہ نے اس بنا پر فوجیں مرتب کر کے آمد کا راستہ لیا اور فخر الدولہ اس کے اطراف میں پڑا ہوا تھا فخر الدولہ اس امر کا احساس کر کے کہ ابن مروان کی کمک پر عرب کمربستہ ہیں صلح کی جانب مائل ہوا اور ارادہ جنگ فسخ کر دیا۔ کسی ذریعہ سے ترکمانوں کو اس کی خبر لگ گئی رات کے وقت سوار ہو کر عربوں پر ٹوٹ پڑے اور ان کا محاصرہ کر لیا۔ عرب کو اس معرکہ میں شکست ہوئی۔ ان کے مال و اسباب کو ترکمانوں نے لوٹ لیا۔ شرف الدولہ بذاتہ بھاگ کر آمد میں پناہ گزیں ہوا۔ فخر الدولہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اس کا محاصرہ کرلیا۔ شرف الدولہ نے امیر ارتق کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر مجھے آمد سے نکل جانے کا موقع دیا جائے تو میں اتنا روپیہ دینے کو تیار ہوں۔ امیر ارتق نے اس درخواست کو منظور کرلیا چنانچہ شرف الدولہ آمد سے رقہ کی جانب نکل کھڑا ہوا اور فخر الدولہ نے بغرض محاصرہ میافارقین کی طرف کوچ کیا۔ میافارقین اس وقت تک ابن مروان کے مقبوضات میں شامل تھا اس کا والیٔ بہاالدولہ منصور بن مزید اور اس کا بیٹا سیف الدولہ صدقہ یہ خبر پا کر عراق کی طرف چلا گیا اور فخر الدولہ نے غلاط کی جانب قدم بڑھایا۔

شرف الدولہ مسلم بن قریش کی اطاعت: جس وقت سلطان ملک شاہ کو یہ خبر پہونچی کہ شرف الدولہ کا آمد میں محاصرہ کرلیا گیا فرط مسرت سے اچھل پڑا۔ قسیم الدولہ اقسنقر (الملک العادل سلطان محمود زنگی کا جد اعلیٰ) کو افواج ترکمان کا افسر بنا کر بطور کمک روانہ کیا۔ اثناء راہ میں جب کہ وہ لوگ عراق کی طرف جا رہے تھے امیر ارتق سے ملاقات ہوگئی۔ وہ ان کے ساتھ لوٹ کھڑا ہوا۔ سب کے سب موصل پر آ اترے اور اس پر قبضہ کرلیا۔ سلطان اپنے رکاب کی فوج کے ساتھ شرف الدولہ کے مقبوضات کی طرف بڑھا۔ رفتہ رفتہ بوازیج تک پہونچ گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ شرف الدولہ کو محاصرہ آمد سے نجات مل گئی تھی جان بچا کر رحبہ پہونچ گیا تھا۔ موصل بھی اس کے قبضہ سے نکل گیا تھا سارا مال واسباب بھی لٹ گیا تھا۔ بنظر مصلحت وقت موید الملک بن نظام الملک نے شرف الدولہ سے خط وکتابت شروع کی شرف الدولہ نے اس کے وسیلہ کو باعث بہبودی تصور کر کے دربار شاہی میں حاضری کی اجازت طلب کی چنانچہ عہد وپیمان اور امن حاصل کرنے کے بعد رحبہ سے روانہ ہو کر موید الملک کی خدمت میں پہونچا۔ موید الملک نے اسے دربار سلطان میں پیش کیا اور اس کی جانب سے ہدایا فاخرہ از جنس خیل وغیرہ پیش کئے۔

ان گھوڑوں میں اس کا ایک وہ گھوڑا تھا جس پر سوار ہو کر معرکہ سابقہ اور جنگ آمد سے بھاگا تھا اور جان بر ہو گیا تھا۔ یہ گھوڑا ایسا چالاک تھا کہ کوئی گھوڑا اس سے بڑھ نہ سکتا تھا۔ سلطان نے اس سے مصالحت کر لی اور اسے اس کے مقبوضہ ممالک کی حکومت پر بحال وقائم رکھا شرف الدولہ موصل کی جانب واپس ہوا اور سلطان جس ادھیڑ بن میں پڑا ہوا تھا اس میں پھر مصروف ہو گیا۔

سلیمان بن قطلمش: ہم اوپر قطلمش کے حالات جو کہ سلطان طغرل بک کا عزیز وقریب تھا بیان کر آئے ہیں یہ شخص بلاد روم کی طرف اپنی فوجیں لے کر گیا تھا اور ایک بڑی فوج کے ساتھ قونیہ اور اقصرائے وغیرہ پر قابض ہو گیا تھا۔ ابھی اپنے دل کے آبلے اس نے پورے طور سے نہ توڑے تھے کہ داعی اجل کا پیام موت آپہونچا۔ اس کی جگہ اُس کا بیٹا سلیمان تخت فرماں روائی پر متمکن ہوا۔

سلیمان نے ۴۷۷ھ میں انطاکیہ کی جانب قدم بڑھایا اور اسے رومیوں کے قبضہ سے نکال لیا۔ جیسا کہ آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائے گا۔

قطلمش اور شرف الدولہ کی جنگ: فردوس نامی رومی والیٔ انطاکیہ ایک مدت سے شرف الدولہ مسلم بن قریش کو سالانہ ایک رقم معین بطور جزیہ دیا کرتا تھا جب سلیمان ابن قطلمش نے انطاکیہ پر قبضہ کرلیا تو شرف الدولہ نے اس سے بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جزیہ طلب کیا اور بصورت نہ ادا کرنے کے عتاب سلطانی کی دھمکی دی سلیمان بن قطلمش نے کہلا بھیجا کہ میں سلطان کا مطیع ہوں اور جو کچھ میں انطاکیہ میں تصرف کر رہا ہوں وہ سلطان ہی کے لئے کر رہا ہوں اور اس سے میرا کوئی کام متعلق نہیں ہے باقی رہا جزیہ کا مطالبہ کرنا یہ ایک فعل عبث ہے۔ جزیہ کفار سے لیا جاتا ہے اور وہی لوگ اس کے ادا کرنے کے مستحق ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے انطاکیہ میں کفار کی جگہ مسلمانوں کو حکمران بنایا ہے اور ان پر شرعاً جزیہ نہیں ہے۔ شرف الدولہ اس خشک جواب سے بھرا اٹھا فوجیں تیار کر کے چڑھائی کر دی اور اطراف و جوانب انطاکیہ میں قتل و غارت گری شروع کر دی سلیمان کو بھی طیش آ گیا اس نے بھی اطراف حلب میں لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا مگر جب رعایا نے اس کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے مال و اسباب کے لٹ جانے کی شکایت کی تو اس نے ان کا مال و اسباب انہیں واپس دے دیا۔

شرف الدولہ کا قتل: بعد ازیں شرف الدولہ نے انطاکیہ پر فوج کشی کی۔ ماہ صفر ۴۷۸ھ میں سلیمان کے ساتھ انطاکیہ میں مڈبھیڑ ہوئی۔ شرف الدولہ کا ایک امیر جق ساتھیوں سمیت سلیمان سے مل گیا۔ عرب کا گروہ بھاگ نکلا اور شرف الدولہ اپنے چار سو ساتھیوں سمیت میدان جنگ میں لڑتا رہا آخر کار ان لوگوں کے ساتھ ہی مارا گیا۔

شرف الدولہ کا کردار: شرف الدولہ کا دائرہ حکومت نہایت وسیع تھا وہ تمام بلاد جو اس کے باپ کے مقبوضات میں تھے اور اس کے چچا کے مقبوضات بھی اس کے قبضہ میں تھے۔ ملک نہایت سرسبز و شاداب اور امن و امان کا مرکز تھا۔ وہ عادل' نیک سیرت اور امور سیاسی سے بے حد واقف تھا۔ شرف الدولہ کے قتل کے بعد بنو عقیل نے اس کے بھائی ابراہیم کو قید سے نکال کر اپنا امیر بنایا۔ ابراہیم کئی برس سے قید کی مصیبتیں جھیل رہا تھا۔

ابن قطلمش کا محاصرہ انطاکیہ: مسلم کے واقعہ قتل سے سلیمان ابن قطلمش کو انطاکیہ کے محاصرہ کا شوق چرایا چنانچہ فوجیں مرتب کر کے انطاکیہ پر پہونچ گیا اور اس پر دو ماہ کامل محاصرہ ڈالے رہا۔ بالآخر ناکامی کے ساتھ واپس ہوا۔ اس کے بعد ۴۷۹ھ میں عمید العراق نے ایک لشکر انبار کے سر کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اس لشکر نے انبار کو بنو عقیل کے قبضہ سے نکال لیا۔ اسی سنہ میں سلطان ملک شاہ نے رحبہ اور اس کے مضافات حران' سروج' رقہ اور خابور محمد بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کو بطور جاگیر مرحمت فرمائے اور اپنی بہن خاتون زلیخا کا اس سے عقد کر دیا۔ ان تمام شہروں کے والیوں نے سلطان ملک شاہ کے حکم کے مطابق اپنے اپنے شہروں کو محمد کے حوالہ کر دیا۔ مگر محمد بن شاطر والی حران نے اس سے انکار کیا۔ سلطان ملک شاہ کو اس کی خبر لگی تو اس نے محمد بن شاطر کو حران کے سپرد کرنے پر مجبور کیا۔

ابراہیم بن قریش: مسلم کے بعد سے ابراہیم بن قریش برابر موصل کی حکومت کرتا رہا اور اپنی قوم بنی عقیل کی سرداری سے ممتاز و سرفراز رہا حتیٰ کہ ۴۸۲ھ میں سلطان ملک شاہ نے اسے گرفتار کر لیا اور فخر الدولہ بن جہیر کو ایک بڑی فوج کی افسری کے ساتھ اس کے شہروں کی طرف روانہ کیا۔ فخر الدولہ نے پہونچتے ہی موصل پر قبضہ کر لیا اس کے بعد سلطان ملک شاہ نے اپنی پھوپھی صفیہ کو شہر موصل جاگیر میں مرحمت فرمایا۔ سلطان ملک شاہ کی پھوپھی اس سے پیشتر مسلم بن قریش کی زوجیت میں تھی اس سے اس کا ایک بیٹا علی تھا۔ مسلم کے بعد اس نے اس کے بھائی ابراہیم سے عقد کر لیا۔ جب سلطان ملک شاہ نے وفات پائی تو صفیہ نے موصل کی جانب کوچ کیا۔ اس کے ساتھ اس کا بیٹا علی بھی تھا۔ اس کا بھائی محمد بن مسلم یہ خبر پا کر موصل آ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہونچا۔ دونوں موصل کی حکومت پر لڑنے لگے۔ عرب دو حصوں پر منقسم ہو گیا ایک نے محمد کا ساتھ دیا اور دوسرے نے علی کی حمایت کی۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد محمد کو شکست ہوئی علی کامیابی کے ساتھ شہر موصل میں داخل ہوا اور ابن جہیر کے قبضہ سے شہر نکال لیا۔

ابراہیم اور ترکان خاتون: سلطان ملک شاہ کے مرنے پر ترکان خاتون کو امور سلطنت پر قبضہ حاصل ہو گیا۔ ابراہیم کو قید سے رہائی مل گئی۔ سامان درست کر کے موصل کی جانب کوچ کیا قریب موصل پہونچ کر یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ اس کا بھتیجا علی بن مسلم موصل پر قابض ہو گیا ہے اس کے ساتھ اسکی ماں صفیہ (سلطان ملک شاہ کی پھوپھی) بھی ہے ابراہیم نے مصالحت اور ملاطفت کا پیام بھیجا۔ صفیہ نے موصل کی عنان حکومت ابراہیم کو سپرد کر دی ابراہیم شہر میں داخل ہو گیا۔

ابراہیم کا قتل: تتش والیٔ شام برادر سلطان ملک شاہ کو قبضہ عراق کا خیال پیدا ہو گیا تھا۔ اطراف و جوانب کے امراء اس کے پاس آ کر شام میں اسی غرض کے لئے جمع ہوئے آقسنقر والیٔ حلب بھی اپنی فوج لئے آپہونچا۔ تتش نے فوجیں مرتب کر کے نصیبین کی طرف کوچ کیا اور اس پر قابض ہو گیا اور ابراہیم کے پاس کہلا بھیجا کہ تم میرے نام کا خطبہ پڑھو اور بغداد جانے کے لئے مجھے راستہ دو ابراہیم نے اس سے انکار کیا۔

تتش کا موصل پر قبضہ: تتش نے یلغار کا حکم دے دیا آقسنقر اور ترکوں کی فوج اس کی رکاب میں تھی ابراہیم تیس ہزار کی جمعیت سے مقابلہ پر آیا۔ مقام مغیم میں دونوں فریقوں نے صف آرائی کی ابراہیم کو شکست ہوئی اور اثناء جنگ میں مارا گیا ترکوں نے اس کے خیمے اور لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ عرب کی بہت سی عورتو ں نے بے آبروئی اور رسوائی کے خوف سے خودکشی کر لی۔ تتش نے کامیابی کا جھنڈا موصل کے قلعہ پر گاڑ دیا۔

علی بن مسلم کا امارت موصل پر تقرر: جس وقت ابراہیم معرکہ سابقہ میں مارا گیا اور تتش نے موصل پر قبضہ کر لیا اسی وقت اپنے بھتیجہ علی بن مسلم بن قریش کو موصل کی حکومت پر مامور کیا۔ چنانچہ علی اپنی ماں صفیہ کے ساتھ موصل میں داخل ہوا۔ اسی زمانہ سے موصل اور اس کے مضافات میں علی کی حکومت کا ڈنکا بجنے لگا۔ تتش نے مہم موصل سے فارغ ہو کر دیار بکر کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر قابض ہو کر آذربائیجان کی جانب گیا اور اس پر بہ آسانی تمام قابض ہو گیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر برکیاروق سلطان ملک شاہ کے بھتیجے تک پہونچی۔ اپنے چچا کی روک تھام کے لئے فوجیں مرتب کر کے خروج کیا۔ دونوں چچا اور بھتیجا کا مقابلہ ہوا۔ تتش کو شکست ہوئی۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا رضوان متمکن ہوا اور حلب کا حکمران اور مالک بن بیٹھا سلطان برکیاروق نے اسے لوقا کی رہائی کا حکم دیا۔ اس نے اسے رہا کر دیا۔ رہائی کے بعد جنگ آوروں کا ایک گروہ اس کے پاس آ کر جمع ہوا اور اس نے سب کو مسلح کر کے حران پر چڑھائی کر دی اور اس پر قابض ہو گیا۔

بنی مسیّب کا زوال: اس کے بعد محمد بن مسلم قریش نے علی بن مسلم قریش کے مقابلے کے لئے امیر کربوقا سے امداد طلب کی۔ علی بن مسلم ان دنوں نصیبین میں تھا تو ران بن وہیب اور ابوالہیجاء کر دی بھی اس کے ساتھ یہیں مقیم تھے۔ چنانچہ کربوقا فوجیں مرتب کر کے محمد بن مسلم کی کمک پر گیا محمد بن مسلم اسے ملنے کے لئے آیا کربوقا نے اسے گرفتار کر کے نصیبین کی جانب کوچ کیا اور اس پر قبضہ حاصل کر لیا اس کے بعد موصل کی جانب قدم بڑھایا۔ اہل موصل نے قلعہ بندی کر لی لوٹ کر شہر کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانب آیا محمد بن مسلم اسی مقام پر ڈوب کر مر گیا۔ تب کربوقا نے دوبارہ موصل کا محاصرہ کیا۔ علی بن مسلم والیٔ موصل نے امیر چکرمش والیٔ جزیرہ ابن عمر سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ امیر چکرمش اس کی کمک کے لئے روانہ ہوا امیر کربوقا کو اس کی خبر لگ گئی ایک فوج اپنے بھائی تو تناش کی افسری میں اس کی روک تھام کی غرض سے روانہ کی۔ تو تناش نے امیر چکرمش کو شکست دے کر جزیرہ کی طرف لوٹا دیا۔ چند روز بعد امیر چکرمش نے امیر کربوقا کی اطاعت قبول کر لی اور محاصرہ موصل پر اس کی کمک پر آیا۔ اس مرتبہ محاصرہ نہایت شدت سے کیا گیا تھا مگر علی بن مسلم محاصرہ توڑ کر موصل سے حلہ میں صدقہ بن مزید کے پاس چلا آیا اور نو ماہ کامل محاصرہ و جنگ کے بعد کربوقا نے موصل پر قبضہ کر لیا۔ اسی وقت سے بنی مسیّب کی حکومت و امارت سے صوبہ موصل سے منقطع ہو گئی اور سلجوقیہ میں سے ملوک غزاور ان کے امراء اس پر قابض ہو گئے۔ والبقاء اللہ وحدہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۵۷

دولت صالح بن مرداس

تاج الدولہ تتش

صالح بن مرداس: صالح بن مرداس کی ابتداء حکومت رحبہ کی حکمرانی سے ہوئی یہ شخص بنو کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ سے تھا۔ اطراف حلب میں ان لوگوں کی حکومت و امارت قائم ہوئی۔ ابن حزم نے لکھا ہے کہ یہ شخص عمرو بن کلاب کی اولاد سے تھا۔

شہر رحبہ ابوعلی بن شمال خفاجی کے قبضہ میں تھا۔ عیسیٰ بن خلاط عقیلی نے اسے قتل کر کے رحبہ کو اُس کے قبضہ سے نکال لیا۔ ایک مدت تک رحبہ اس کے قبضہ میں رہا۔ اس کے بعد بدران بن مقلد نے رحبہ پر عیسیٰ بن خلاط عقیلی سے قبضہ حاصل کر لیا۔ تھوڑے دن بعد لولوٴ ماری نے جو کہ حاکم والی مصر کی طرف سے دمشق کا گورنر تھا۔ فوج کشی کی پہلے رقہ پر قابض ہوا اس کے بعد رحبہ کو بدران کے قبضہ سے نکال کر دمشق کی جانب واپس ہوا۔ رحبہ کا حاکم ابن مجلکان نامی ایک شخص تھا چند روز بعد رحبہ کی حکومت پر یہ شخص خود سر حکمران بن بیٹھا۔ صالح بن مرداس کو اپنی امداد کے لئے بلا بھیجا۔

ابن مجلکان کا قتل: چنانچہ صالح بن مرداس ایک مدت تک اس کے پاس مقیم رہا۔ پھر ان دونوں میں ناصافی ہوگئی صالح اور ابن مجلکان میں چل گئی پھر باہم دونوں نے مصالحت کر لی اور ابن مجلکان نے اپنی بیٹی کا عقد صالح سے کر دیا۔ صالح شہر میں داخل ہوا۔ ابن مجلکان نے اپنے اہل وعیال اور مال واسباب کو اہلِ عانہ کی اطاعت قبول کرنے اور ان سے ضمانت لینے کے بعد عانہ منتقل کر دیا اور اس کے تھوڑے دنوں بعد اہلِ عانہ نے بدعہدی کی اور اس کا تمام مال واسباب لے لیا۔ اس واقعہ سے ابن مجلکان کو بے حد برہمی پیدا ہوگئی صالح کے ساتھ اہلِ عانہ کی سرکوبی کے لئے کوچ کیا صالح نے اثناءِ راہ میں ایک شخص کو ابن مجلکان کے قتل پر مامور کر دیا تھا چنانچہ اس شخص نے اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ اس کے مرنے کے بعد صالح نے رحبہ کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر قابض ہو کر ابن مجلکان کے تمام مال واسباب اور ریاست پر قابض ہو گیا اور مصر میں حکمرانان علویہ کی دعوت اور حکومت کو قائم رکھا۔

حاکم علوی اور لولوٴ کے مابین کشیدگی: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ لولوٴ نے جو کہ ابوالمعالی سیف الدولہ کا آزاد غلام

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ حلب میں اس کے بیٹے ابوالفضائل پر قبضہ حاصل کر لیا تھا اور شہر کو اس کے قبضہ سے نکال لیا تھا اور خلافت عباسیہ کی حکومت کو ختم کر کے حاکم علوی والی مصر کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا تھا چند روز بعد حاکم اور لولوٴ کے برتاؤ میں فرق آ گیا۔ صالح بن مرداس کو حلب پر قبضہ کرنے کی طمع دامن گیر ہوئی۔ ہم اس مقام پر صالح اور لولوٴ کی لڑائیوں کا تذکرہ کر آئے ہیں اور یہ بھی لکھ چکے ہیں کہ لولوٴ کا ایک غلام فتح نامی تھا لولوٴ نے اسے قلعہ حلب میں نگرانی اور حفاظت کی غرض سے مامور کیا تھا۔ تھوڑے دن کے بعد فتح کو لولوٴ سے منافرت پیدا ہوئی۔ چنانچہ صالح بن مرداس کی دوستی و مراسم کے بھروسہ پر لولوٴ کی مخالفت کا اعلان کر دیا اور حاکم کی خلافت کی بیعت اس شرط پر کر لی کہ اسے صیدا' بیروت اور جس قدر مال و اسباب حلب میں ہے دے دیا جائے۔ بہ مجبوری لولوٴ انطاکیہ چلا گیا رومیوں کے پاس مقیم ہوا۔

عزیز الملک کی بغاوت: فتح یہ خبر پا کر لولوٴ کی بیوی اور اس کی ماں کو لے کر نکلا اور ان لوگوں کو نج میں چھوڑ دیا۔ حلب اور اس کے قلعہ کو حاکم والی مصر کے نائب کے حوالے کر دیا۔ اس وقت سے حلب انہی لوگوں کے قبضہ میں رہا۔ حتیٰ کہ بنی حمدان میں سے ایک شخص نے جو عزیز الملک کے نام سے معروف تھا حاکم والی مصر کی طرف سے حلب پر قبضہ حاصل کیا۔ حاکم والی مصر کا یہ ساختہ پرداختہ تھا اور اسی نے اسے حلب کی گورنری پر مامور کیا تھا۔ اس کے بعد عزیز الملک نے حاکم کے بیٹے ظاہر سے بغاوت کی۔ ظاہر کی پھوپھی بنت الملک تمام امور سیاست اور امارت کے سیاہ و سفید کرنے کی مالک و مختار تھی اس نے عزیز الملک کے قتل پر ایک شخص کو مامور کر دیا۔ اس نے اسے مار ڈالا۔ عزیز الملک کے قتل کے بعد عبداللہ بن علی بن جعفر کتامی کو حلب کی حکومت پر مامور کیا یہ شخص ابن شعبان کتامی کے نام سے معروف تھا اور قلعہ حلب پر صفی الدولہ موصوف خادم کو متعین کیا۔

صالح کا حلب پر قبضہ: چوتھی صدی کے بعد جب مصر میں عبیدیوں کے قوائے حکومت مضمحل ہو گئے اور بنو حمدان کی حکومت شام و جزیرہ سے منقطع ہو گئی تو چاروں طرف سے عرب نے شہروں پر قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ بنو عقیل نے جزیرہ پر قبضہ کر لیا اور عرب نے جمع ہو کر شام کے شہروں کو یوں تقسیم کیا کہ حسان بن مفرج بن دغفل اور اس کی قوم طی کو رملہ سے مصر تک صالح بن مرداس اور اس کی قوم بنو کلاب کو حلب سے عانہ تک اور لسان بن علیان اور اس کی قوم[1] ..... کو دمشق اور اس کا تمام صوبہ دیا گیا۔ خلیفہ ظاہر کی طرف سے ان بلاد کا گورنر انوشتکین نامی ایک شخص تھا حسان نے ان کو لوٹ لیا اور ان پر قابض ہو گیا۔ صالح بن مرداس نے حلب پر چڑھائی کر دی اور اسے ابی شعبان کے قبضہ سے نکال لیا۔ اہل شہر نے بخوشی و رضامندی اطاعت کی گردن جھکا دی۔ صالح مظفر و منصور شہر میں داخل ہوا اور ابن شعبان قلعہ حلب میں جا کر پناہ گزیں ہوا۔ صالح نے قلعہ میں اس کا محاصرہ کر لیا اور رسد و غلہ کی آمد بند کر دی بالآخر اہل قلعہ نے تنگ آ کر امن کی درخواست کی صالح نے ان کو امن دیا اور قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۴۲۴ھ کا ہے پھر رفتہ رفتہ اس کی حکومت بعلبک سے عانہ تک پھیل گئی۔

صالح بن مرداس کا قتل: اس وقت سے صالح حلب پر ایک مدت تک حکمرانی کرتا رہا۔ اس کے بعد ظاہر نے بقصد جنگ صالح و حسان مصر سے فوجیں مرتب کر کے شام کی جانب روانہ کیں انوشتکین دریدی اس فوج کا افسر اعلیٰ تھا طبریہ میں اردن کے قریب دونوں باغیان دولت علویہ یعنی صالح و حسان سے مڈبھیڑ ہوئی۔ دونوں خم ٹھونک کر میدان میں آئے اور سخت

---

[1] اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خونریز جنگ کے بعد دونوں باغیوں کو شکست ہوئی۔ صالح اپنے چھوٹے لڑکے کے ساتھ اثناء جنگ میں مارا گیا اس کا لڑکا ابوکامل نصر بن صالح اپنی جان بچا کر حلب پہونچا۔ یہ اپنے کو شبل الدولہ کے لقب سے ملقب کرتا تھا جس وقت یہ واقعات ممالک اسلامیہ میں واقع ہونے لگے اس وقت رومیوں کو جو کہ انطاکیہ میں تھے حلب پر قبضہ کر لینے کی طمع دامنگیر ہوئی۔ چنانچہ بہت بڑی جمعیت سے حلب پر حملہ آور ہوئے۔

عیسائیوں کا حلب پر حملہ و شکست (۴۲۱ھ میں) رومی بادشاہ نے (قسطنطنیہ سے) تین لاکھ فوج کی جمعیت سے حلب پر حملہ کیا۔ قریب حلب پہونچ کر خیمہ زن ہوا۔ سرداران روم سے ابن دوقس اس کے ہمراہ تھا۔ اسے پہلے سے رومی بادشاہ سے نفرت تھی کسی بات پر الجھ کر دس ہزار سپاہیوں کو لے کر علیحدگی اختیار کر لی۔ کسی نے رومی بادشاہ سے یہ جڑ دیا کہ ابن دوقس کا بدعہدی کا ارادہ ہے اور اس نے مسلمانوں سے سازش کر لی ہے رومی بادشاہ یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا فوراً پلٹ پڑا اور ابن دوقش کو گرفتار کر لیا۔ رومیوں میں اس واقعہ سے بہت ہل چل پڑ گئی عرب اور اہل سواد رمن نے تعاقب کیا شاہی بار برداری کے چار سو اونٹ اسباب کے ساتھ پکڑ لے گئے بہت سے عیسائی پیاس کی شدت سے مر گئے عرب کے دلاوروں نے شاہی کیمپ کر دفعتہً حملہ کر دیا بادشاہ تن تنہا گھبرا کر بھاگ نکلا۔ عرب نے اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا قیمتی قیمتی اسباب مسلمانوں کے ہاتھ لگا عیسائیوں نے اپنے مال و اسباب کو چھوڑ کر بھاگ جانا غنیمت جانا۔ اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کو کامیابی اوف فتح یابی سے ممتاز و سرفراز فرمایا۔

وزیری کا حلب پر قبضہ: ۴۲۹ھ میں وزیری نے عساکر مصریہ کی افسری کے ساتھ مصر سے حلب پر فوج کشی کی ان دنوں مصریوں کا خلیفہ مستنصر تھا۔ نصر نے اس خبر سے مطلع ہو کر فوجیں مرتب کیں اور خم ٹھونک کر میدان میں آیا۔ قریب حماۃ دونوں فریقوں نے صف آرائی کی۔ نصر کو شکست ہوئی اثناء جنگ میں مارا گیا وزیر نے کامیابی کے ساتھ سنہ مذکور کے ماہ رمضان میں حلب پر قبضہ کر لیا۔

وزیری کی وفات: وزیری نے حلب پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد آہستہ آہستہ تمام ممالک شام پر قبضہ کر لیا۔ اس سے اس کا رعب و داب بڑھ گیا۔ فوج میں بھی معقول اضافہ ہو گیا ترکوں کی اس فوج میں کثرت ہو گئی۔ جاسوسوں نے مصر میں خلیفہ مستنصر اور اس کے وزیر جرجانی سے چغلی کر دی کہ وزیر علم حکومت کی مخالفت کا ارادہ رکھتا ہے پس وزیر جرجانی نے لشکر دمشق کو وزیری پر حملہ کرنے کی ترغیب دی اور ان کو یہ سمجھا دیا کہ خلیفہ مستنصر کی بھی یہی رائے ہے چنانچہ لشکر دمشق نے وزیری پر حملہ کر دیا وزیری ان کی مدافعت نہ کر سکا۔ اپنے اسباب و سامان کو بار کر کے حلب کا راستہ لیا۔ پھر حلب سے حماۃ کی جانب قدم بڑھایا۔ اہل حماۃ نے شہر میں داخل ہونے دیا والی کفرطاب سے خط و کتابت کر کے اس کے پاس چلا گیا۔ والی کفرطاب اسے لئے ہوئے حلب کی طرف روانہ ہوا۔ دونوں حلب میں داخل ہوئے اتنے میں ۴۳۳ھ کا دور آ گیا اور وزیر داعی اجل کو لبیک کہہ کر ملک عدم کو چل بسا۔

معز الدولہ ثمال بن صالح: وزیر کی موت سے شام کی حکومت اور انتظام کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا عرب کی طمع کا ہاتھ

---

۱ عبارت مابین خطوط ہلالی بنظر ربط مضمون تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۶۹ مطبوعہ مصر سے اخذ کی گئی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑھ گیا۔ معز الدولہ ثمال بن صالح جس وقت سے کہ اس کا باپ اور بھائی مارا گیا تھا رحبہ میں ٹھہر ہوا تھا یہ خبر پا کر حلب کی طرف بڑھا اس کا محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ شہر پر قابض ہو گیا۔ وزیری کے ہمراہیوں نے قلعہ کے دروازے بند کر لئے اور اہلِ مصر سے امداد طلب کی چونکہ والیٔ دمشق حسین بن حمدان جو کہ وزیری کے بعد حکومت دمشق پر خلیفہ مصر کی طرف سے مقرر ہوا تھا حسین بن مفرج والی فلسطین کی جنگ میں مصروف تھا۔ اس وجہ سے وزیری کے ہمراہیوں کی کچھ مدد نہ کر سکا۔ وزیری کے ہمراہیوں نے ایک برس کے کامل محاصرہ کے بعد ثمال سے امن کی درخواست کی ثمال نے ان لوگوں کو امن دیا اور ماہ صفر ۴۳۴ھ میں حلب پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس زمانہ سے قلعہ پر ثمال کا قبضہ قائم رہا یہاں تک کہ عساکر مصریہ نے ابو عبید اللہ بن ناصر الدولہ بن حمدان کی سرکردگی میں حلب پر حملہ کیا اور اس مہم میں عساکر مصریہ کی تعداد پانچ ہزار جنگ آوروں سے زیادہ تھی۔ ثمال بھی فوجیں مرتب کر کے مقابلہ پر آیا گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ نہایت ہوشیاری اور مستعدی سے حملہ آور فریق کی مدافعت اتفاق سے ایک ایسا سیلاب آیا کہ جس سے حملہ آور گروہ کے قدم اکھڑ گئے مجبوراً محاصرہ اٹھا لیا اور مصر کی جانب لوٹ آئے۔ اس کے بعد دوبارہ عساکر مصریہ نے مصر سے ۴۴۱ھ میں حلب پر رفیق خادم کی افسری میں حملہ کیا۔ ثمال نے لڑ کر ان کو پسپا کیا اور اس کے سردار خادم رفیق کو گرفتار کر لیا چنانچہ حالت اسیری میں رفیق کا انتقال ہو گیا۔

معز الدولہ ثمال کی امارت حلب سے دست برداری: گزشتہ شکست سے مصری لشکر کے دم خم میں ذرا بھی فرق نہ آیا حلب پر حملہ آور ہوتا رہا اور آئے دن محاصرہ و جنگ سے ثمال کو تنگ کرتا رہا۔ بالآخر ثمال کو اس کی امارت سے ناامیدی ہو گئی اور عنان حکومت کو اپنے قبضہ میں رکھنے سے عاجز آ گیا۔ تنگ آ کر مصر میں خلیفہ مستنصر کی خدمت میں مصالحت کا پیام بھیجا اور حلب کو حکومت مصر کے حوالہ کر کے اپنی جان آئندہ کی لڑائیوں اور مصائب سے بچائی۔ مستنصر نے اپنی جانب سے تکین الدولہ ابو علی حسن بن ملہم کو حلب کی حکومت پر مامور کر کے روانہ کیا آخر ۴۴۹ھ میں تکین الدولہ وارد حلب ہوا۔ ثمال نے حلب کی عنان حکومت تکین الدولہ کو سپرد کر کے مصر کا راستہ لیا۔ اس کا بھائی عطیہ بن صالح رحبہ چلا گیا اور ابن ملہم حلب پر قابض ہو گیا۔

اہلِ حلب کی بغاوت: ابن ملہم تقریباً دو برس تک حلب پر حکمران رہا اس کے بعد اسے خبر لگی کہ اہلِ حلب نے محمد بن نصر بن صالح سے خط و کتابت شروع کی ہے فوراً محمد بن نصر کو گرفتار کر لیا اس سے اہلِ حلب میں بے حد جوش پیدا ہوا سب کے سب جمع ہو کر باغی ہو گئے اور ابن ملہم کا قلعہ حلب میں محاصرہ کر لیا اور محمود کو یہ حالات لکھ بھیجے۔ محمود ۴۵۲ھ کے نصف سنہ گزر جانے پر حلب آیا اور ابن ملہم کا ان لوگوں کے ساتھ قلعہ میں محاصرہ کر لیا۔ چاروں طرف سے عرب کے قبائل اس کے پاس آ آ کر جمع ہو گئے۔ ابن ملہم نے خلیفہ مستنصر سے امداد طلب کی خلیفہ مستنصر نے ناصر الدولہ ابو محمد حسن بن حسین بن حمدان کو لکھ بھیجا کہ فوراً اپنی رکاب کی فوج کو مسلح کر کے ابن ملہم کی کمک پر پہنچ جاؤ۔ چنانچہ ابو محمد فوجیں آراستہ کر کے حلب کی جانب روانہ ہوا۔ محمود نے یہ خبر پا کر قلعہ حلب سے محاصرہ اٹھا لیا۔

ابن ملہم کی گرفتاری و رہائی: ابن ملہم قلعہ سے نکل کر شہر میں آیا ناصر الدولہ بھی اس کے ساتھ ساتھ شہر حلب میں داخل ہوا۔ ان دونوں کے لشکریوں نے شہر حلب کو جی کھول کر تاخت و تاراج کیا اس کے بعد محمود اور ناصر الدولہ کی فوجوں سے حلب کے باہر ایک میدان میں مقابلہ ہوا۔ میدان محمود کے ہاتھ رہا۔ ناصر الدولہ بن حمدان کو شکست ہوئی۔ اثناء جنگ میں قید ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا۔ محمود میدان جنگ سے واپس ہو کر شہر آیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ اسی سنہ کے ماہ شعبان میں قلعہ حلب پر بھی قابض ہو گیا اور ابن حمدان و ابن ملہم کو رہا کر دیا۔ یہ لوگ رہائی کے بعد مصر کی جانب واپس ہوئے۔

معز الدولہ ثمال کا حلب پر قبضہ: جس وقت محمود نے ابن ملہم کو شکست دے کر قلعہ حلب پر قبضہ کر لیا۔ ان دنوں معز الدولہ ثمال بن صالح مصر میں موجود تھا۔ ثمال مصر میں اس زمانہ سے تھا جب کہ اس نے ۴۴۹ھ میں حلب کو خلیفہ مستنصر کے حوالہ کیا تھا خلیفہ مستنصر نے اوقت معز الدولہ ثمال کو حلب کی طرف روانگی کا حکم دیا اور اس کے بھتیجا کو قبضہ حلب سے نکال لینے کی اجازت دی۔ چنانچہ معز الدولہ ثمال ماہ ذی الحجہ ۴۵۲ھ میں سفر و قیام کرتا ہوا حلب کے قریب پہونچا اور کمال حزم و احتیاط سے محاصرہ کر لیا۔ محمود نے اپنے ماموں منیع بن شبیب بن وثاب نمیری والی حران سے امداد طلب کی منیع نے اس کی کمک پر فوجیں روانہ کیں اور خود بذاتہ شریک جنگ ہوا۔ ثمال نے حلب سے محاصرہ اٹھا لیا اور محرم ۴۵۳ھ میں بر یہ کا راستہ اختیار کیا منیع بھی حران کی جانب واپس ہوا۔ ثمال نے پلٹ کر حلب پر حملہ کر دیا اور ماہ ربیع سنہ مذکور میں قبضہ حاصل کر لیا۔ کامیابی کے بعد رومی ممالک پر جہاد کیا اور مظفر و منصور بہت سا مال غنیمت لے کر واپس آیا۔

معز الدولہ ثمال کی وفات: قبضہ حلب کے تھوڑے ہی دن بعد یعنی ماہ ذی القعدہ ۴۵۴ھ میں ثمال رہگزار ملک عدم ہوا۔ مرتے وقت اپنے بھائی عطیہ بن صالح کو اپنا ولی عہد مقرر کر گیا۔ عطیہ اس زمانے سے رحبہ میں تھا جبکہ ثمال نے مصر کا قیام اختیار کیا تھا عطیہ اس واقعہ سے مطلع ہو کر حلب آیا اور عنان حکومت اپنے قبضہ میں لے لی۔

محمود بن نصر کا حلب پر قبضہ: جس وقت عطیہ نے حلب پر قبضہ حاصل کر لیا یہ وہ زمانہ تھا کہ سلاطین سلجوقیہ ممالک عراق اور شام پر قابض ہو گئے تھے اور صوبجات ممالک اسلامیہ بھی انہی کا دور دورہ ہو رہا تھا اس وقت ان میں ایک گروہ عطیہ کے پاس آیا عطیہ نے اسے اپنی خدمت میں رکھ لیا۔ اس سے عطیہ کی قوت میں نمایاں ترقی ہو گئی کچھ روز بعد عطیہ کے ہمراہیوں اور مصاحبوں نے عطیہ کو ان لوگوں کے آئندہ خطرات سے آگاہ کیا اور یہ رائے دی کہ ان لوگوں کو صفحۂ ہستی سے معدوم و نابود کر دیا چنانچہ عطیہ نے اہل شہر کو اشارہ کر دیا۔ اہل شہر نے ان میں سے ایک جماعت کا کام تمام کر دیا۔ باقی ماندگان جان بچا کر بھاگ کھڑے ہوئے محمود بن نصر کے پاس حران میں جا کر دم لیا اور اسے قبضہ حلب پر آمادہ کرنے لگے۔ محمود کو ان لوگوں کے کہنے سننے سے قبضہ حلب کا خیال پیدا ہوا۔ فوجیں مرتب کر کے حلب پر آ پہونچا اور محاصرہ کر لیا۔ دو چار لڑائیوں کے بعد ماہ رمضان ۴۵۵ھ میں بزور تیغ فتح کر لیا اور نہایت استقلال و استحکام کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔ اس کا چچا عطیہ رقہ چلا گیا اور اس پر قابض ہو گیا یہاں تک کہ شرف الدولہ مسلم بن قریش نے ۴۶۳ھ میں رقہ کو اس کے قبضہ سے نکال لیا۔ یہ ۴۶۵ھ میں رومیوں کے ملک میں چلا گیا اور ان ترکوں کو جو اپنے امیر ابن خان کے ہمراہ ۴۶۰ھ میں اس کی خدمت میں آئے تھے۔ رومیوں کے قلعوں کی طرف سرکرنے کی غرض سے روانہ کیا ان لوگوں نے محاصرہ کیا اور بزور تیغ ان پر قابض ہوئے۔

محمود کی اطاعت: ان واقعات کے بعد محمود نے طرابلس کی طرف قدم بڑھایا اور نہایت مستعدی سے اس کا محاصرہ کر لیا اہل طرابلس نے تاوان جنگ دے کر مصالحت کر لی۔ محمود نے طرابلس سے محاصرہ اٹھا لیا۔ اس کے بعد محاصرۂ دیار بکر امد اور الرہا سے فارغ ہو کر سلطان الپ ارسلان نے محمود کی طرف رُخ کیا مگر کامیاب نہ ہوا جیسا کہ ہم آئندہ ان کے حالات کے ضمن

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بیان کریں گے الغرض سلطان الپ ارسلان حلب کی طرف آیا اور اس پر محاصرہ ڈال دیا۔ محمود بن نصر اس وقت حلب ہی میں تھا اس اثناء میں خلیفہ قائم کی سفارت دعوت عباسیہ کے بارے میں وارد ہوئی۔ محمود نے اطاعت قبول کی اور علم خلافت عباسیہ کا مطیع ہو گیا اور سفیر خلیفہ از ہر ابوالفرا ابن طراد زینی کے توسط سے سلطان الپ ارسلان کی خدمت میں یہ درخواست پیش کی کہ سلطان مجھے حاضری سے معاف فرمائیں۔ سلطان نے اس سے انکار کیا اور محمود کے محاصرہ میں شدت کرنے لگا۔ چاروں طرف سے سنگباری شروع کر دی۔ ایک روز شب کے وقت اپنی والدہ منیعہ بنت وثاب کے ساتھ حلب سے نکل کر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا سلطان نے آخر ۴۶۰ھ میں محمود کو خلعت عنایت کیا۔ پھر محمود نے اپنے بیٹے شبیب کو ان ترکوں کی طرف بھیجا جنہوں نے اس کے باپ محمود کو حلب کی حکومت دلائی تھی ان ترکوں نے فتنہ و فساد کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ جب شبیب ترکوں کی قیام گاہ کے قریب پہونچا۔ ترک اس سے ملنے کے لئے آئے مگر ان لوگوں نے اس کی درخواست قبول نہ کی صف آرائی کی نوبت پہونچ گئی اثناء جنگ میں ایک تیر آ لگا جس سے اس کی موت وقوع میں آئی۔

وفات نصر: نصر کے مرنے پر اس کا بھائی سابق حکمران ہوا۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ یہ وہی شخص ہے کہ جس کی حکومت و امارت کی اس کے باپ نے وصیت کی تھی مگر اس کی کم سنی کی وجہ سے اس کی وصیت کا نفاذ نہ ہو سکا جب یہ حکمران ہوا تو اس نے احمد شاہ سپہ سالار ترکمان کو طلب کر کے خلعت عنایت کی اور حسن سلوک سے پیش آیا۔ ایک زمانہ دراز تک یہ حکمرانی کرتا رہا۔ یہ ترکمان وہی تھے جنہوں نے اس کے باپ کو قتل کیا تھا۔

دولت بنی صالح کا خاتمہ: ۴۷۲ھ میں تتش نے قبضہ دمشق کے بعد حلب پر فوج کشی کی اور ایک مدت دراز تک محاصرہ کئے رہا۔ اہل حلب نے ترکوں کی حکومت سے غیر مطمئن ہو کر مسلم بن قریش کو حلب پر قبضہ کر لینے کے لئے لکھ بھیجا چنانچہ مسلم بن قریش نے اس غرض سے حلب کی طرف کوچ کیا لیکن اہل حلب کی بعض حرکات کی وجہ سے آئندہ خطرات کا خیال کر کے واپس ہو گیا اس مہم کا سرگروہ ابن حسین عباسی نامی ایک شخص تھا اتفاق سے ایک روز سابق کا لڑکا شکار کھیلنے کے لئے اپنے شکارگاہ میں گیا حلب کے گردونواح کے کسی قلعہ کا ترکمان کا یہ خبر پا کر شکارگاہ میں پہونچ گیا اور اسے گرفتار کر کے مسلم بن قریش کے پاس بھیج دیا۔ مسلم بن قریش اسے نظر بند کئے ہوئے حلب کی جانب لوٹا اور اس کے باپ سابق سے حلب کی سپردگی کی شرط سے اس کے لڑکے کے رہا کرنے کا معاہدہ کر لیا۔ چنانچہ سابق نے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے۔ مسلم بن قریش نے کامیابی کے ساتھ ۴۷۳ھ میں شہر پر قبضہ کر لیا۔ سابق بن محمود اور اس کے بھائی وثاب قلعہ نشین ہو گیا۔ چند روز بعد امان حاصل کر کے قلعہ کو بھی مسلم کے حوالے کر دیا۔ مسلم نے حلب اور اس کے مضافات پر قبضہ کر لیا۔ سلطان ملک شاہ کی خدمت میں بشارت فتح کا نامہ روانہ کیا اور یہ درخواست کی کہ حسب دستور قدیم مجھے مقبوضہ بلاد کی سند حکومت بشرط ادائے خراج مرحمت فرمائی جائے۔ سلطان ملک شاہ نے اس کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کی چنانچہ یہ بلاد مسلم بن قریش کے مقبوضات میں داخل ہو گئے یہاں تک کہ سلطان نے اس کے بعد ان بلاد پر قبضہ کر لیا۔

ابن قطلمش اور تتش: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ مسلم بن قریش کو سلطان بن قطلمش نے قتل کیا تھا جیسا کہ مسلم کے حالات میں تحریر کیا گیا ہے جب سلیمان نے اسے قید حیات سے سبکدوش کر دیا تو ابن حسین عباسی سپہ سالار حلب نے حلب

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ کر دینے کا پیام سلیمان کے پاس بھیجا۔ اس سے پیشتر تتش نے بھی حلب کا محاصرہ کیا تھا اور بزور جنگ اس پر قبضہ کر لینے کی تمنا کی تھی۔ ابن حسین نے دونوں سے مصلحتاً حلب کی سپردگی کا وعدہ کر لیا تھا۔ کسی ذریعہ سے یہ خبر تتش تک پہونچ گئی فوراً سامان جنگ درست کر کے حلب کی طرف کوچ کر دیا۔ سلیمان بن قطلمش بھی آ پہونچا دونوں میں مڈبھیڑ ہوگئی سخت اور خونریز جنگ کے بعد سلیمان مارا گیا یہ واقعہ ۴۷۹ھ کا ہے۔

تتش کا حلب پر قبضہ: تتش نے سلیمان کو قتل کر کے اس کا سر ابن حسین کے پاس حلب روانہ کر دیا بعد میں ابن حسین کی بے وفائی کی وجہ سے اس نے حلب کا محاصرہ کر لیا انجام کار تتش حلب پر قابض ہوگیا۔ امیر ارتق بن اکسک نے ابن حسین کی سفارش کی۔ سالم بن بدران بن مقلد نے قلعہ کے دروازے بند کر لئے۔

سلطان ملک شاہ کی حلب کو روانگی: ابن حسین کا اس واقعہ سے قبل سلطان ملک شاہ کی خدمت میں جبکہ اسے تاج الدولہ تتش کی طرف سے خطرہ پیدا ہوا تھا۔ ایک عرضداشت قبضہ حلب کے لئے روانہ کی تھی۔ اس بنا پر سلطان ملک شاہ نے اصفہان سے ۴۴۹ھ[1] میں حلب کی جانب کوچ کیا تھا موصل ہوتا ہوا حران پہونچا اور اسے ابن شاطر کے قبضہ سے نکال کر محمد بن شرف الدولہ کو بطور جاگیر مرحمت فرمایا اس کے بعد الرہا کی طرف قدم بڑھایا اور اسے رومیوں کے ہاتھ سے چھین کر قابض ہوگیا۔ رومیوں نے اسے ابن عطیہ سے خریدا تھا۔ پھر قلعہ جعفر (جعبر) کی طرف بڑھا۔ ایک دن رات کے محاصرے کے بعد اسے بھی فتح کر لیا۔ جس قدر بنی قشیر وہاں ملے سب کو تہ تیغ کیا قلعہ جعبر کا ایک بوڑھا نابینا حاکم تھا اس کے دو بیٹے تھے یہ لوگ رہزنی کیا کرتے تھے اور مسافروں کو لوٹ کر قلعے میں چلے جاتے تھے اس قلعہ کو سر کرنے کر بنج پر جا پہونچا اور اسے بھی اپنے مقبوضات میں داخل ہو کر حلب کی طرف بڑھا۔ اس کا بھائی تاج الدولہ تتش اس وقت حلب کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ سترہ دن گزر چکے تھے نہ تو اہل قلعہ نے اطاعت قبول کی تھی اور نہ اسے بزور تیغ و محاصرہ کسی کامیابی کی صورت دکھائی دیتی تھی۔

سلطان ملک شاہ کا حلب پر قبضہ: سلطان ملک شاہ کی آمد کی خبر سن کر محاصرہ اٹھا لیا اور دمشق کی جانب واپس ہوا سلطان ملک شاہ نے شہر پر قبضہ لیا۔ باقی رہے اہل قلعہ وہ تھوڑی دیر تک لڑتے رہے دونوں طرف سے تیری باری ہوتی رہی بالآخر سالم بن بدران نے اپنی ناکامی کا یقین کر کے اطاعت قبول کر لی اور قلعہ کو اس شرط سے کہ قلعہ جعفر اسے بطور جاگیر مرحمت فرمایا جائے سلطان ملک شاہ کے حوالہ کر دیا چنانچہ سلطان نے قلعہ جعفر بطور جاگیر عنایت کیا۔ اس وقت سے یہ قلعہ اس کے اور اس کے لڑکوں کے قبضہ میں رہا۔

امارت حلب پر قسنقر کا تقرر: یہاں تک کہ سلطان نور الدین محمود زنگی شہید نے اس قلعہ کو اس کے قبضہ سے نکال لیا۔ اسی اثناء میں نصر بن علی بن منقذ کنانی والیٔ شیزر نے اطاعت و فرمانبرداری کی ایک سفارت سلطان کی خدمت میں روانہ کی۔ سلطان اپنی طرف سے قسیم الدولہ اقسنقر جد الملک العادل سلطان نور الدین محمود زنگی شہید کو حلب پر مامور کر کے عراق کی طرف واپس ہوا۔ اہل حلب کی سفارش پر سلطان نے ابن حسین کی عفو تقصیر کر دی اور اسے دیار بکر بھیج دیا۔ چنانچہ ابن حسین وہاں جا کر مقیم ہوا اور نہایت فکر و تنگی کی حالت میں وہیں انتقال کیا۔ **واللہ مالک الامور لا رب غیرہ۔**

---

[1] یہ تاریخ غلط ہے دراصل یہ ۴۷۹ھ کا واقعہ ہے ملاحظہ ہو کامل ابن اثیر ج ۱۰ ص ۶۰ مطبوعہ مصر۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۵۵

امارت حلہ

دولتِ بنومزید

سردار ابوالحسن علی بن مزید: یہ بنومزید قبیلہ بنواسد سے تھے۔ یہ لوگ بغداد سے بصرہ اور نجد تک پھیلے ہوئے تھے۔ انہی لوگوں کا تھانیہ تھا انہی کے اعزہ اور خاندان سے بنودبیس اطراف خوزستان کے ایک جزیرہ میں جو انہی کی وجہ سے معروف و مشہور ہے رہتے تھے۔ بنومزید کا سردار ابوالحسن علی بن مزید اور اس کا بھائی ابوالغنائم تھا۔ ابوالغنائم ابتداً بنودبیس کے پاس گیا اور ایک مدت تک ان کے پاس مقیم رہا۔ پھر ان کے[1] پاس سے بھاگ آیا۔ کوئی شخص اسے نہ پاسکا ابوالحسن کے پاس پہونچا اور تمام واقعات اسے بتائے ابوالحسن نے ان لوگوں پر چڑھائی کی عمید الجیوش سے امداد کا طالب ہوا چنانچہ عمید الجیوش نے براہ دریا دیلمی فوج کو اس کی کمک پر روانہ کیا۔ دونوں حریفوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی ابوالحسن شکست کھا کر بھاگا ابوالغنائم اسی معرکہ میں کام آ گیا۔ یہ واقعہ ۴۰۱ھ کا ہے۔

ابوالحسین کی بنودبیس پر فوج کشی: جب ۴۰۵ھ کا دور آیا تو ابوالحسن نے ایک بڑی فوج مرتب کر کے اپنے بھائی ابوالغنائم کا بدلہ لینے کے لئے بنودبیس پر چڑھائی کی۔ بنودبیس نے بھی یہ خبر پا کر بہت بڑا جم غفیر جمع کر لیا۔ مضر، حسان، بنہان اور طراد بنودبیس کے علاوہ اس اطراف کے اکراد شاہجان اور حادانیہ بھی جمع ہو گئے دونوں حریفوں نے صف آرائی کی میدان ابوالحسن کے ہاتھ رہا۔ بنودبیس کو شکست ہوئی حسان اور بنہان مارے گئے ابوالحسن بن مزیدان کے مال و اسباب اور تمام مقبوضات پر قابض ہو گیا۔ بنودبیس کے بقیہ لوگ بھاگ کر جزیرہ پہنچے۔ فخر الدولہ نے جزیرہ دیسہ کی عنان حکومت ان کے سپرد کر دی اور اس میں سے طیب اور قرقوب کو مستثنیٰ کر دیا۔ ابوالحسن نے فتح یابی کے بعد اسی مقام پر قیام اختیار کیا چند روز بعد مضر بن دبیس نے ایک فوج مرتب کی اور ایک روز شب کے وقت ابوالحسن پر شب خون مارا ابوالحسن کو اس کی خبر نہ تھی شکست کھا کر شہر نیل میں جا کر دم لیا اور پناہ گزیں ہوا مضر نے اس کے مال و اسباب اور جزیرہ پر قبضہ کر لیا۔

ابوالحسن علی کی وفات: ۴۰۸ھ میں ابوالحسن بن مزید اسدی اپنی زندگی کے زمانہ کو پورا کر کے رہگزار ملک عدم ہوا۔

---

[1] ابوالغنائم کے بھاگ آنے کی وجہ یہ تھی کہ اس نے بنودبیس کے ایک سردار کو مار ڈالا تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹۔ صفحہ ۱۳۷ مطبوعہ مصر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دبیس بن ابوالحسن علی: اس کی جگہ اس کا بیٹا نورالدولہ ابوالاعز دبیس حکمرانی کرنے لگا۔ اس کے باپ نے اپنی حیات میں اس کے بھائی کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا اور سلطان الدولہ نے اسے خلعت مرحمت فرمایا تھا اور ولی عہدی کی اجازت دی تھی مگر اپنے باپ کے مرنے کے بعد جب یہ حکمران ہو گیا تو اس کا بھائی مقلد بن ابوالحسن امارت کا دعویدار ہوا۔ بنوعقیل کے پاس گیا اور انہی لوگوں میں قیام اختیار کیا اسی وجہ سے دبیس اور قرادش سرداران بنوعقیل کے درمیان بیسویں جھگڑے ہوئے متعدد لڑائیاں ہوئیں دبیس نے ان کے خلاف بنوخفاجہ کو ملا لیا اور انبار کو اس کے قبضہ سے ۴۱۷ھ میں نکال لیا اس کے بعد خفاجہ نے دبیس سے بدعہدی کی اس وقت اس کا سردار منیع بن حسان نامی ایک شخص تھا اس نے جامعین کی جانب کوچ کیا اور اسے تاخت وتاراج کر کے کوفہ پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد دبیس اور قرادش میں باہم اتفاق ہو گیا۔ اس وجہ سے انتظامات درست ہو گئے مگر خفاجہ بنوعقیل کنارہ فرات کو دبا بیٹھے۔

جزیرہ دبیسیہ پر منصور بن حسین کا قبضہ: جزیرہ دبیسیہ ایک مدت سے طراد بن دبیس کے قبضہ اقتدار میں تھا ۴۱۸ھ میں منصور بن حسین نے جو کہ قبیلہ بنو کی شاخوں میں سے تھا۔ طراد بن دبیس کو جزیرہ دبیسیہ سے نکال کر قبضہ کر لیا۔ اس واقعہ کے چند دن بعد طرنو مر گیا۔ اس کا بیٹا ابوالحسن جلال الدولہ کی خدمت میں بغداد چلا گیا۔ منصور بن حسین نے ملک ابوکالیجار کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا تھا۔ علی بن طراد نے جلال الدولہ سے یہ درخواست کی کہ اگر آپ ایک فوج میری کمک پر مامور کیجئے تو میں ایک دم میں منصور کو جزیرہ سے نکال باہر کر دوں۔ چنانچہ جلال الدولہ نے علی بن طراد کے ساتھ ایک فوج روانہ کی۔ علی بن طراد نے واسط کی جانب کوچ کیا اور نہایت تیزی سے سفر شروع کیا منصور کو اس کی خبر لگی تو اس نے بھی تیاری شروع کر دی بعض امراء ترک یعنی ابوصالح کر کبر نے اس کی کمک پر کمر ہمت باندھی ابوصالح کسی وجہ سے جلال الدولہ کی خدمت سے بھاگ کر ابوکالیجار کے پاس چلا آیا تھا۔ اس وجہ سے ابوصالح نے منصور کی مدد پر مستعدی ظاہر کی۔ ان لوگوں سے علی بن طراد سے معرکہ آرائی ہوئی۔ میدان ان لوگوں کے ہاتھ رہا۔ علی بن طراد کو شکست ہوئی اثناء جنگ میں مارا گیا۔ ترکوں کا ایک گروہ جسے جلال الدولہ نے اس کی مدد پر مامور کیا تھا۔ اس معرکہ میں کام آ گیا۔ جزیرہ دبیسیہ کی حکومت پر منصور بن حسین استقلال واستحکام کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔

دبیس اور جلال الدولہ کی جھڑپیں: مقلد برادر دبیس بن مزید جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں بنوعقیل کے پاس چلا گیا تھا چونکہ اس سے اور نورالدولہ دبیس سے عداوت تھی اس وجہ سے یہ منیع بن حسان امیر خفاجہ کے پاس جا پہونچا اور دونوں متفق ہو کر جلال الدولہ کی مخالفت اور کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھنے کی غرض سے دبیس سے جنگ کرنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ دبیس کو اس کی خبر لگ گئی ابوکالیجار کو عراق بلا بھیجا۔ ابوکالیجار وارد واسط ہوا۔ اس وقت الملک العزیز بن جلال الدولہ واسط ہی میں تھا۔ ابوکالیجار کی آمد کی خبر پا کر واسط چھوڑ کر نعمانیہ کی طرف روانہ ہوا۔ دبیس نے شہر کا بند توڑ دیا بہت سا مال واسباب ضائع ہو گیا ایک بڑی جماعت ڈوب کر ہلاک ہو گئی۔ ابوکالیجار نے قراوش والی موصل اور اثیر عنبر خادم کو عراق آنے کی ترغیب دی۔ یہ لوگ عراق کی جانب روانہ ہوئے رفتہ رفتہ کیل پہونچے اثیر عنبر کا ایک مقام پر انتقال ہو گیا۔ جلال الدولہ نے فوجیں فراہم کیں اور ابوالشوک والی بلاد اکراد سے امداد طلب کی چنانچہ ابوالشوک امداد کی غرض سے واسط کی جانب آیا اور وہیں قیام پزیر ہو گیا۔ بارش شروع ہو گئی ہر طرف کیچڑ ہی کیچڑ نظر آنے لگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جلال الدولہ کو تنگ دستی ستانے لگی اپنے ہمراہیوں کے مشورہ سے فوجیں مرتب کر کے اہواز کی طرف غارت گری کے قصد سے قدم بڑھایا۔ اس وقت اہواز پر ابوکالیجار کا قبضہ تھا۔ ابوکالیجار نے یہ سن کر اہواز کو جلال الدولہ کی دست برد سے بچانے کی غرض سے جلال الدولہ سے یہ کہلا بھیجا کہ سلطان محمود بن سبکتگین کی فوجیں عراق کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ جلال الدولہ نے ذرا بھی اس خبر کی طرف توجہ نہ کی کوچ و قیام کرتا ہوا اہواز پہونچا اور بلا مزاحمت وقتال اہواز کو جی کھول کر لوٹ لیا۔ ابوکالیجار کے کانوں تک یہ خبر پہونچی تو فوراً فوجیں مسلح کر کے جلال الدولہ کی مدافعت کے لئے روانہ ہوا اور دبیس کو خفاجہ کی غارت گری کے خیال اور خوف سے اپنے مال و اسباب کی محافظت پر چھوڑتا گیا جلال الدولہ اور ابوکالیجار سے مڈبھیڑ ہوئی سخت اور خونریز جنگ کے[1] بعد ابوکالیجار کو شکست ہوئی۔ اس کے بہت سے ہمراہی کام آئے جلال الدولہ نے واسط پر قبضہ کر کے اپنے بیٹے الملک العزیز کو واسط کی حکومت پر جیسا کہ اس سے بیشتر تھا مامور کیا۔

جلال الدولہ اور دبیس کے مابین مصالحت: اس شکست کے بعد دبیس بخوف خفاجہ ابوکالیجار کی رفاقت ترک کر کے اپنے شہر آیا۔ اس کے اعزہ کا ایک گروہ اس سے مخالف ہو کر اطراف جامعین میں لوٹ مار کر رہا تھا۔ دبیس نے ان سے معرکہ آرائی کی اور ان پر کامیابی حاصل کر کے ان کے ایک گروہ کو قید کر لیا۔ ان میں ابوعبیداللہ حسن ابن ابوالغنائم بن مزید شبیب، سرایا اور وہب پسران حماد بن مزید وغیرہم تھے۔ دبیس نے ان لوگوں کو جوسق میں قید کر دیا۔ اس کے بعد اس کے بھائی مقلد نے عرب کو جمع کیا اور جلال الدولہ سے امداد طلب کی چنانچہ جلال الدولہ نے اس کی کمک پر فوجیں روانہ کیں مقلد نے دبیس پر فوج کشی کی۔ اس معرکہ میں دبیس کو شکست ہوئی اس کے ہمراہیوں میں سے ایک جماعت کو مقلد نے گرفتار کر لیا اور اس کے مال و اسباب اور لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ جس قدر قیدی تھے لے جا کر قید کر دیا دبیس بحال پریشان شکست اٹھا کر سندیہ جا کر پناہ گزیں ہوا مجدالدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا چند روز بعد جلال الدولہ سے صفائی ہوگئی سند گورنری دینے کی شرط پر مال مقررہ کے ادا کرنے کی ضمانت دی۔ جلال الدولہ نے دبیس کی اس درخواست کو منظور کر لیا۔ سند حکومت کے ساتھ خلعت خوشنودی بھی عنایت کی۔ جس سے دبیس کی حالت پھر درست ہوگئی۔

مقلد کو ان واقعات کی خبر لگی اس وقت اس کی رکاب میں خفاجہ کا ایک جم غفیر تھا۔ ان سب نے مطیر آباد اور نیل کو تاخت و تاراج کیا اور اس کے مضافات کو بھی جی کھول کر لوٹا۔ حلہ اس وقت تعمیر نہیں کیا گیا تھا۔ اس کے بعد مقلد نے دجلہ کو عبور کیا ابوالشوک کے پاس پہونچا اور اس کے پاس مقیم رہا اور سارے کام اصلاح پزیر ہو گئے۔

ابوقوام ثابت بن علی: ابوقوام ثابت بن علی مزید ایک مدت دراز سے بساسیری کے پاس رہا کرتا تھا اس کے خاص حاشیہ نشینوں میں سے تھا ۴۲۴ھ میں بساسیری نے دبیس پر فوج کشی کی ابوقوام ثابت بھی اس کے ہمراہ تھا چنانچہ نیل اور تمام مقبوضات دبیس پر بساسیری نے قبضہ کر لیا۔ دبیس نے اپنے ہمراہیوں میں سے ایک گروہ کو ثابت سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اتفاق یہ کہ ان لوگوں کو ثابت کے مقابلہ میں شکست ہوئی۔ دبیس نے اپنے ہمراہیوں کی شکست سے مطلع ہو کر اپنے شہر کو ثابت کے لئے چھوڑ دیا اور چلتا پھرتا نظر آیا۔

---

[1] یہ لڑائی ۴۲۰ھ میں ہوئی تھی۔ تین شبانہ روز لڑائی ہوتی رہی۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۵۶ مطبوعہ مصر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معرکہ جرجرایا: حتیٰ کہ بساسیری بغداد کی جانب واپس ہوا۔ اس وقت دبیس نے بنو اسد اور خفاجہ کو جمع کیا ابو کامل منصور بن قراد بھی اس کا ہم آہنگ ہو گیا۔ ان سب نے اپنے مال و اسباب کو ایک قلعہ میں رکھ کر دبیس کو دوبارہ حکومت و امارت دلانے کے لئے کوچ کیا مقام جرجرایا میں ثابت سے مقابلہ ہوا۔ بہت بڑی اور سخت لڑائی ہوئی فریقین کے سینکڑوں آدمی کام آئے پھر خود بخود ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے صلح کا نام و پیام ہونے لگا۔ بالآخر اس شرط پر کہ دبیس کو اس کے مقبوضات واپس دے دیئے جائیں اور ان مقبوضات میں سے بعض صوبے اس کے بھائی ثابت کے حوالہ کئے جائیں باہم مصالحت ہو گئی عہد نامہ لکھا گیا۔ دونوں فریقوں نے قسمیں کھائیں اور علیحدہ ہو گئے۔ اس کے بعد بساسیری ثابت کی امداد کو نعمانیہ میں وارد ہوا۔ مصالحت کی خبر پا کر واپس ہو گیا۔

لشکر واسط اور دبیس کی جنگ: الملک الرحیم نے ۴۴۱ھ میں متعلقات نہر صلہ اور نہر فضیل جو کہ لشکر واسط کے جاگیر میں تھے دبیس بن مزید کو بطور جاگیر مرحمت فرمائے اس سے لشکر واسط میں ناراضگی پیدا ہوئی سب کے سب جمع ہو کر دبیس پر چڑھ گئے لڑائی کی دھمکی دی دبیس نے جواب دیا کہ الملک الرحیم نے مجھے جاگیر میں مرحمت فرمایا آؤ ہم اور تم اپنی اپنی تحریریں الملک الرحیم کی خدمت میں بھیجیں جو کچھ وہ فیصلہ فرما دیں اس پر ہم لوگ قناعت کریں لشکر واسط نے اس جواب کی ذرا بھی توجہ نہ کی حملہ کر دیا۔ دبیس نے خبر پا کر چند دستہ فوج کو کمین گاہ میں بٹھا دیا۔ جس وقت لشکر واسط کمین گاہ سے گزر کر آگے بڑھا دبیس کی فوج نے کمین گاہ سے نکل کر لشکر واسط پر حملہ کر دیا لشکر واسط اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ دبیس کی فوج نے انتہائی بے رحمی اور سختی سے انہیں جی کھول کر پامال کیا۔ ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ ہزارہا مویشی اور بار برداری کے جانور پکڑ لئے اس شکست کے بعد لشکر واسط کی جانب واپس ہوا۔ لشکر بغداد سے امداد طلب کی بساسیری کو ان لوگوں کی مدافعت کی ترغیب اور نہر صلہ اور نہر فضیل کے واپس دلانے کی تحریک کرنے لگے۔

دبیس اور خفاجہ کا معرکہ: ۴۴۱ھ میں بنو خفاجہ نے جامعین کی طرف قدم بڑھایا۔ جامعین دبیس کے مقبوضات میں سے تھا۔ بنو خفاجہ نے اس اطراف میں فتنہ مچا دیا غربی فرات کو لوٹ لیا۔ اس وقت دبیس شرقی فرات میں تھا ان واقعات سے مطلع ہو کر دبیس نے بساسیری سے امداد کی درخواست کی چنانچہ بساسیری بذاتہ اس کی کمک پر آیا۔ دبیس نے بساسیری کے ساتھ فرات کو عبور کر کے خفاجہ سے لڑائی چھیڑ دی اور اپنے پُر زور حملوں سے بنو خفاجہ کو جامعین کی حدود سے نکال باہر کیا۔ بنو خفاجہ نے بریہ کا راستہ اختیار کیا۔ چند روز بعد پھر واپس ہو کر ہنگامہ و فساد برپا کر دیا۔ دبیس نے ان پر دوبارہ فوج کشی کی بنو خفاجہ جامعین چھوڑ کر بریہ کی طرف بڑھے۔ دبیس نے تعاقب کیا خفان میں پہونچ کر بنو خفاجہ سے مڈبھیڑ ہوئی۔ دبیس نے ان لوگوں پر نہایت سختی سے حملہ کر دیا خفان پر چاروں طرف سے محاصرہ ڈال دیا اور بزور تیغ اسے فتح کر کے بنو خفاجہ کو وہاں سے نکال دیا قلعہ کو منہدم کرا کر زمین دوز کر دیا۔ اس کے بعد بغداد کی جانب واپس ہوا خفاجہ کے قیدی ساتھ ساتھ تھے۔ بغداد پہونچ کر ان لوگوں کو پھانسی پر چڑھا دیا۔ تھوڑے دن قیام کر کے جری کی طرف قدم بڑھایا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ اہل جری نے مصالحت کی درخواست کی بساسیری نے سات ہزار دینار تاوان جنگ طلب کیا۔ ان لوگوں نے اپنے سر لے لیا۔ چنانچہ بساسیری نے ان لوگوں کو امن دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ